عجائب القصص

مطبع منشی نولکشور کانپور میں طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز دیباچہ کتاب سـ اسم بزرگ اُس واجب الوجود تعالے شانہ کے کہ ہو الاوّل ہو الآخر وہو
علی کلّ شئی قدیر حمد ـت مقدس آیات اُسی کا ہے شایستگی رکھتا ہے کہ بمقتضاے مصلحت بخشی راست
کے جسطرح ابو البشر علی نبینا علیہ السلام کو اوّل جمیع انبیا و رسل علیہم الصلوۃ والسلام سے بافسر فرازی و تشرف
منصب خلافت و نبوت ا اسیطرح خاتم الانبیا محمد مصطفیٰ صلواۃ اللہ علیہ و آلہ و سلم کو شایستہ تمکین مسادہ
صفوۃ و اصطفا و صدر نشینـ یوان ختم رسالت کا کیا اگرچہ ظہور سعادت نشور سرور کائنات اشرف مخلوقات
علیہ افضل التحیات کا بحسب اہر ابو البشر اور اور انبیا علیہم السلام سے پیچھے ہوا لیکن اس جہت سے
کہ نور محمدیہ صلی اللہ علیہ و آلہ ز اوّل مخلوقات اور واسطہ تکوین کائنات و منشاء خلق و ایجاد جملہ عالم و
آدم ہوا اور ظہور جمیع مکنونات رین و سماوات و ما فیہا شعشہ اُس نور کا ہے اور اخبار میں وارد ہے
کہ روح آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کی اُس عالم میں مربّی ارواح انبیا اور اُنپر واسطہ افاضہ علوم الٰہیہ
کی تھی اور اس عالم میں سبب معـ لوار واح سب انبیا نے انکی اقتدا کی حشر میں بھی طوائف مرسلین
لوا ے محمدیہ سے استظلال کریـ ـنگے اور جو نور محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے پشت آدم علیہ السلام
میں لمعان ظہور پایا یمنیت و سعـ ـادت اُسی نور کرامت ظہور سے حق سبحانہ تعالے نے آدم علیہ السلام کو
بفضیلت علم اسماے جمیع مخلوقات تا ز و بسجود ملائکہ سرفراز فرمایا پس در حقیقت ذات مقدس
حضرت کی سب سے اوّل ہے تر لی نعمت و ظیفہ خواران بسیط خاک سزاوار خطاب قدسی نصاب
لولاک لما خلقت الافلاک شایستہ تحیـ ـت ان اللہ وملائکتہ یصلون علے النبی یا

ایہا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما سید الاشراف جامع الاوصاف المخصوص باعلی المراتب والمقامات المؤید باوضح البراہین والدلالات سیدنا محمد المحمود فی الایجاد والوجود خاتم النبیین وامام المتقین وسید المرسلین رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ واٰلہ وعلی جمیع اخوانہ من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین بعد حمد و نعت کے اوپر سخن فہمان والاگہر و دانشمندان و انش گستر کے پوشیدہ نہے کہ عمدۃ الحکما رفیع المنزلت گرامی خطاب سابق الالقاب مولف اس نسخۂ عجیبہ نے بنا بر انتفاع عموم ناس کے کتاب عجائب القصص کو بزبان ہندی مترجم کیا اور بانداج انتخاب دیگر فوائد و حالات انبیا کے کتب تواریخ معتبرہ سے اس نسخۂ بدیع و غریب کو اور نسخ تاریخیہ مشمولہ قصص و حالات انبیا سے تفرقا دیا اگر بنا بر استدراک ان حالات کے مطالعہ کتب تواریخ کیا جاوے بخوبی واضح ہو کہ کوئی کتاب منجملہ کتب تواریخ مشہورہ کے واسطے دریافت تمامی حالات انبیا علیہم السلام کے بطرز مشرح و مبسوط کافی نہوگی اس سبب سے کہ یہ قصص ہر کتاب میں متفرق باندازہ جداگانہ کسی میں کم اور کسی میں زیادہ مرقوم ہیں اور کوئی کتاب تاریخ کی ایسی نہیں ہے کہ جامع جمیع حالات مرسوم بتنقیح روایات ہو اور اس نسخۂ بدیع نے اسطرح حظ از حسن ترتیب کا پایا ہے کہ نظر برعایت ان امور کے گویا ہر باب و منتخب ہر کتاب اسمین مندرج ہے علاوہ اسکے رعایت اندراج ہر قسم فوائد کی صفائح اوراق اس تالیف میں مناسب ہر مقام کے عمل میں آئی اور جب خاتمہ نکتہ سنج مولف ممدوح الصدر نے بعد حصول انفراغ تحریر احوال انبیا علیہم السلام سابق کے سرزانو تفکر سے اوٹھایا باندازہ تسطیر حال میمنت مآل حضرت خاتم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعدہ درپیش صفحات ان اوراق کا ہوا جو حالات انبیا بطرز ترتیب تقدم و تاخر زمان ظہور انکی کے مذکور ہوئی رعایت اس ترتیب کی مقتضی اسکی تھی کہ حال حضرت خیر البشر کا پیچھے سب کے رقم کیا جاوے اور شرف ذات کامل الصفات آن سرور کا اور اولیت انکی تخلیق و ایجاد کے سائر مخلوقات سے مستدعی تقدیم کی تھی اسواسطے علیحدہ اس نسخہ میں کہ جلد دوم اس کتاب کی ہے رقم پذیر ہوا کہ پایہ شرف منزلت اولیت بھی استقرار پاوے اور سر رشتہ رعایت ترتیب بھی ہاتھ سے نہ جاوے واللہ الموفق وبہ نستعین اللہم احسن عاقبتنا فی الامور کلہا واجرنا من خزی الدنیا وعذاب الاٰخرۃ بحق نبینا محمد ن المجتبیٰ وصلی اللہ علیہ واٰلہ الاجتبیٰ واصحابہ الکبریٰ وہا انا اشرع فی المقصود پوشیدہ نرہے کہ جو یہ کتاب بیس باب پر شامل تھی اور انیس باب اسمین کے جلد اول میں بیچ حالات اور پیغمبرون کے بحسب ترتیب مناسب لکھے گئے اور بیسوان جلد ثانی میں لکھا جاتا ہے باب بیسوان ذکر بعضے احوال حضرت خاتم النبیین سرور انام محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اور اسلام باب میں پانچ فصلین ہیں فصل پہلی بیان نسب شریف اور بارہ حال فرخندہ مآل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کہ پیش از ولادت باسعادت اور قبل از بعثت آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والتحیات ظاہر ہوے ہویدا ہوا جاننا چاہیے کہ اولین مخلوقات اور تحسین کائنات نور باسرور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ بیان اُسکا بالتفصیل والتوضیح فصل پہلی باب اوّل میں مرقوم ہوا اور اب چونکہ اول آثار ات وجود باجود واحوال اجداد امجاد حضرت سے اطلاع ضرور ہے تو پیشتر سلسلہ نسب شریف مفصل لکھا جاتا ہے پوشیدہ نہ رہے کہ نسب شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کا مواہب علیہ میں اسطرح سے لکھا ہے محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بفتح میم بن قصے بضم قاف و فتح صاد مہملہ مشدد بن کلاب بکسر قاف بن مرہ بضم میم و تشدید راے مہملہ بن کعب بفتح کاف وسکون عین مہملہ بن لوی بضم لام و فتح ہمزہ و تشدید یاے تحتانی بن غالب بن فہر بکسر فا وسکون ہا بن مالک بن نضر بفتح نون وسکون ضاد منقوطہ بن کنانہ بکسر قاف و دو نون بن خزیمہ بضم خاء منقوطہ و کسر زاء نقطہ دار وسکون یاء تحتانی بن مدرکہ بضم میم وسکون دال مہملہ و کسر راے مہملہ بن الیاس بکسر الف بقول بعضے و بفتح نزد گروہے اور یہ لفظ مشتق کیا گیا ہے یاس سے کہ ضد رجا یعنے امید ہے اور صاحب مواہب کے نزدیک یہ قول صحیح ہے بن مضر بضم میم و فتح ضاد منقوطہ بن نزار بکسر نون و زاء نقطہ دار بن معد بضم میم و فتح عین مہملہ بن عدنان بفتح عین مہملہ وسکون دال یہانتک نسب شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم درمیان اہل تاریخ اور صاحبان علم متفق علیہ ہے اور فوق اسکے معلوم و صحیح نہیں مگر اتفاق ہے اس امر پہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولاد حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ابراہیم اور حضرت نوح اور حضرت ادریس اور حضرت شیث علیہم السلام میں سے ہیں **فائدہ** عادت الٰہی تعالےٰ و تقدس اسطرح پر جاری تھی کہ حضرت ام الانسان حوا صلوٰۃ اللہ علیہا ہر ولادت میں دو فرزند ایک پسر اور ایک دختر توام جنتی تھیں الا حضرت شیث علیہ السلام کہ جد حضرت خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تنہا وجود میں آئے تا نور نبوی انہیں اور انکے غیر میں مشترک نہووے حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اپنے نسب شریف کا ذکر کرتے تھے معد بن عدنان سے تجاوز نفرماتے تھے یہیں توقف کرتے تھے اور فرماتے کذب النسابون یعنے دروغ کہا ہے نسب نویسوں نے اور اسی طرح مروی ہے مسند الفردوس میں ولیکن سہیلی کہتا ہے کہ اصح یون ہے کہ یہ قول ابن مسعود کا ہے اور تھے رسول خدا جبکہ تلاوت فرماتے اس آیت کو آیت الم یاتکم نبؤا الذین من قبلکم قوم نوح و عاد و ثمود والذین من بعدہم لا یعلمہم الا اللہ ۵ یعنے آیا نہیں پہونچی تمکو خبر ان لوگونکی کہ پہلے تمسے ہوے ہیں گروہ نوح اور عاد اور ثمود اور وہ کہ بعد انکے ہوئے ہیں نہیں جانتا انکو مگر خدا تعالےٰ اور حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ کہتے تھے کہ نسب کرتا ہوں میں اپنے تئیں عدنان تک و بالاتر اس سے نہیں جانتا اور عروہ بن زبیر کہتا ہے کہ نہیں پایا ہمنے کسیکو کہ شناسا ہووے بعد معد بن عدنان کے غرض کہ عدنان سے تا اسمٰعیل اور انسے تا آدم علیہ السلام اختلاف بہت ہے بوجہ یعنے

یہاں عدنان اور اسمٰعیل میں تین ذکر کرتے ہیں کہ معروف و مشہور ہیں میں اشخاص اور احوال انکے اور بعضے
کم زیادہ لیکن باہمہ اختلاف جمہور مورخین متفق ہیں اس بات پر کہ جیسے تمام انبیاء و رسل میں سے یعنے حضرت اسمٰعیل
اور حضرت ہود اور حضرت ابراہیم اور حضرت نوح اور حضرت ادریس اور حضرت شیث علیہم السلام سلسلہ آبا حضرت
خاتم النبیین بحضرت ابو البشر منتظم ہیں اور اکثر اہل تاریخ اور ابن جوزی نے حاشیہ ذخیرہ الاحباب میں عدنان سے
تا حضرت آدم علیہ السلام سلسلۂ نسب اسطرح پہونچایا ہے عدنان بن ادد بن ہمیسع بن سلامان بن نابت بن حمل
بن قیدار بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن آزر تارح بن ناحور بن شاروغ بن ارغو بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد
بن سام بن نوح بن ملک بن متوشلخ بن اخنوخ بن یارد بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم علیہ السلام
اور دریافت کیا جو امام مالک رحمۃ اللہ سے حال اس شخص کا کہ پہونچاتا ہے نسبت اپنا تا آدم میں ناخوش معلوم
ہوا انکو اور کہا کس نے خبر دی اسکے پدرون اور اسیطرح منقول کیا گیا انسے پہونچانے نسبت انبیا علیہم السلام
میں بس چاہیے کہ توقف کریں ہم مافوق عدنان سے بجہت وجود تخلیط اشخاص اور تغیر الفاظ باوجود
کمتر ہونے فائدہ کے بیچ اسکے اور اسیواسطے وحی نہ کی گئی آنحضرت پر اب احوال بعض ان اشخاص کا کہ
مشہور اور معلوم اور متفق علیہ ہیں ذکر کیا جاتا ہے تفصیل مناقب اور مآثر ان اسامی کی یہ ہے کہ والد
بزرگوار خجستہ آثار فرخندہ اطوار محمد رسول اللہ عبد اللہ ہیں اور بہ نبالت اور جلالت نسب اور لطف گفتار
اور حسن کردار اور مکارم اخلاق اور محاسن اعمال اور شمائل مطبوع اور حرکات موزون جوانان قریش
میں ممتاز اور خوبی اور ملاحت میں یوسف وقت اپنے کے تھے نور کوکب نبوت محمدی طلعت زیبا انکی
سے ظاہر اور شعاع آفتاب رسالت احمدی چہرۂ دل افروز انکے سے باہر اور اس اوان میں احبار
السنہ کاہنان حجاز سے اسطرح مسموع ہوتا تھا کہ عنقریب پیغمبر آخر الزمان اس جوان رعنا سے
پیدا ہوگا کیونکہ ہماری کتب دینیہ میں لکھا ہے کہ جبۂ صوف سفید ملبوس حضرت یحیی علیہ السلام
کہ آغشتہ بخون انکے پاس ہے جب اسمیں سے قطرات دم تازہ متقاطر ہوں نبی آخر الزمان قریب
ظہور رکھیں سو اب اس جامہ خشک میں سے خون سرخ ٹپک رہا ہے یہ وہی جوان ہے کہ جسکے صلب سے ولادت
اس باسعادت کی ہوگی کہتے ہیں کہ جب عبد اللہ حد بلوغ کو پہونچے خوانین قریش اور سیاہ چشمان عرب ایسی
شیفتہ جمال اور طالب وصال انکی ہوئیں کہ دامن اختلاط اپنے ازواج کی صحبت سے اٹھائی اور نفیس نفیس
اپنے باکرائم اموال اور رغائب غرائب جمال عرض کرنا شروع کیے و لیکن بہ توفیق ربانی امتزاج انسے پرہیز
نا پسند رکھتے ہیں سو محترز اور مجتنب رہتے تھے اور ذیل عصمت اپنا بلوث بے عفافی آلودہ نکرتے تھے جب نزدیک
ہوا کہ شمحات فیض سحاب مکرمت اس در یتیم کا صدف عزت میں پرورش پاوے ستر نفر یہود شام اور دلیران
خونی شام نے عہد اپنا کیا کہ مکہ میں جاویں اور جسطرح ہو سکے عبد اللہ کو بشمشیر بیدریغ شہید کریں پھر وہ اس غرض سے
روانہ ہوئے اور خوف افشائے راز سے شب کو راہ میں قطع منازل کرتے تھے اور دن کو راہ سے منحرف ہو کر پوشیدہ ہوتے تھے تا آنکہ

کہ مجکو اپنے حبالۂ نکاح مین لاؤ انھون نے جواب دیا کہ اتصال ملکہ اگرچہ موجب مسرت و ابتہاج ہے لیکن یہ امر خطیر بے استجازت
و استصواب عبد المطلب کہ مین انکا تابع فرمان ہون امکان نہین رکھتا۔ فاطمہ نے کہا جو کہ مقتضی وقت تقدیم
پہونچانا چاہیے بعد ازین ہنگام شام انھون نے بارگاہ فاطمہ سے مراجعت کی اور اپنے گھر مین آئے بمقتضائے قضائے
ربانی آمنہ کے ساتھ ہمبستر ہوئے اور یہ اس شب مین حاملہ بار امانت ہوئین اور اس نور جہانتاب نے
ناصیۂ عبد اللہ سے جدا ہوکر شکم آمنہ مین قرار پکڑا بیت آب حیوان کہ سکندر طلبش میفرمود ۔ روزی
خضر گشت و بخضر شد خوشنود ۔ علی الصباح عبد المطلب کسی مہم مین گئے اور جو کچھ کہ فاطمہ سے سنا تھا بعینہ بہر گونہ
پہونچایا اور بسبب رغبت امر تزویج مین مبالغہ کیا اور بعد اجازت بہیج و سرور فاطمہ کے پاس گئی اور قصہ موافقت پدر
درباب مناکحت بیان کی قرۃ العین حاکم شام نے اسوقت بشرۂ عبد اللہ کو جو نور نبوت سے بے ضیا دیکھا ایک
آہ سرد سینۂ درد سے کھینچی اور کہا فر و حسن احوال تو دیگر شدہ ۔ آنچہ از اول تو بودی اکنون نہ ۔ بعد از استفسار
جانا کہ قضا نے اپنا کام کیا زمام اختیار اپنے ہاتھ سے دیکر عبد اللہ سے کہا کہ خدائے دانائے نہان و پیدا گواہ ہے کہ باعث
اس تگ و پو اور جستجو کا نہ وسوسۂ شیطانی تھا اور نہ ہوائے نفسانی بلکہ مقصود سوا وصلت تیری سے مصاحبت اور
سعادتمندی کی تھی کہ محبوب فلک الافلاک سے تا مرکز خاک نمناک جو کچھ خیر و شر اور خشک و تر سے وابستہ ہے
او فیض وجود کی بطفیل اسکے انکو لباس وجود پہنایا ہے اور یہی ہر چند وہ سطی تیرے با فاقۂ حسرت و الم اپنے دیار کو جاتی ہون
لیکن روزگار فرخندہ آثار تیرا ہمیشہ طرب خرمی مین گذران ہو جیسا کہ قصہ سنی بعد اظہار مافی الضمیر اور اشارات بطلوع خورشید
زہرہ جبین عبد اللہ کو وداع کیا اور گردش ایام سے باخاطر پریشان بجانب شام پھر گئی اور اپنے وطن مین پہونچکر باقی ایام حیات
بتاسف گذرانے اور مثل اسکے حکایات ام قتال خواہر ورقہ بن نوفل سے اور بروایتے رقیقہ دختر نوفل یا قتیلہ یا لیلی
عدویہ کہ اولاد علمائے نصارا مین سے تھی منقول ہین اور بعضون نے وجہ تطبیق ان روایات مختلف مین یون لکھی
ہے کہ غرض نفس مجموع ان سب عورتون سے ہوا تھا اور قبل از انفصال حقیقت نور محمد بن عبد اللہ امور عجیبہ
و غریبہ مشاہدہ ہوتے تھے کہ کتب سیر انپر ناطق ہین اور کہتے ہین آمنہ ہمراہ اپنی نسب وہب بن عبد مناف
مین بروزگار گذرانتی تھین کہ عبد المطلب نے انکو بنا بر عبد اللہ کے خواستگاری کی اور ہالہ بنت وہب کو اپنے
واسطے خطبہ فرمایا اور دونون عقد ایک مجلس مین منعقد ہوئے اور سید الشہدا حمزہ ہالہ سے وجود مین آئے
اور خاتم الانبیا آمنہ سے متولد ہوئے اور بروایت صحیح پیش از ولادت رسول اللہ عبد اللہ دیار شام مین گئے
اور ہنگام مراجعت اکثر کہتے ہین کہ وفات توجہ اول جانب سے کی اور بعض کا عقیدہ ہے کہ جب خرما خریدنے کو
مدینہ مین پہونچے وہان ہادم اللذات ہمدم قوائم بنیان قصر وجود انکے مشغول ہوا اسی سرا مین کہ بدار النابغہ
موسوم تھی مدفون ہوئے مدت عمر انکی پچیس سال اور ایک روایت سے تیس برس ثابت ہے اور احوال
عبد المطلب کا اہل تحقیق نے یون لکھا ہے اور وجہ تسمیہ مین اسطرح بیان کیا ہے کہ جب یہ پیدا ہوئے تو انکے
سر مین سفید بال تھے اور بعضے کہتے ہین کہ ایک سفید بال سے زیادہ نہ تھا اور بسبب سفیدی کے انکا نام شیبہ موسوم ہوا

اور بس از آن کہ بس تمیز ہو پہنچے اہل قوم بسبب اتصاف کثرت محامد انکو شیبۃ الحمد کہنے لگے کہ حمد و ثنا کرتی تھی
خلائق انکے نیک افعال پر اور بعضے کہتے ہیں کہ نام انکا عامر تھا۔ صاحب مواہب لدنیہ کہتا ہے کہ یہ قول ابن قتیبہ
کا ہے اور محمد شیرازی بھی اس امر پر متفق ہے اور کنیت انکی ابو الحارث باسم بزرگترین اولاد کہ حارث تھا اور
بعضوں نے بسبب اشتہار انکا یہ عبد المطلب یہ لکھا ہے کہ باپ انکے ہاشم کہ بعضے اسفار میں مدینہ میں پہنچے
سلمیٰ بنت عمرو بن لبید بنی النجار سے عقد نکاح میں لا کر بعد از ولادت شیبۃ الحمد جو نام تھا گئے اور اثنا راہ میں مریض ہو کر وفات
نا توانی پہ پہلو رکھا اور حسرت وطن مالوف سے اس عالم غربت کربت میں کہا بیت سفر گزیدم و شکست عہد قسب مرا
نگہ جیلہ [illegible] حال سلمیٰ را + اور وقت نزع اپنے بھائی مطلب عبد مناف سے فرمایا اذرک عبد الذی فی یثرب یعنی
جناح مرحمت و شفقت حال بندہ پر کہ مدینہ میں رکھتا ہے مبسوط رکھنا اور قول جمہور ارباب سیر یہ ہے کہ بعد از
فوت ہاشم چند مدت کی بعد ایک شخص کا قریش میں سے مدینہ میں گذر ہوا وہاں آسنے ایک طفل لڑکوں میں
سے دیکھا کہ تیر لگا رہا ہے اور کہتا جاتا ہے انا ابن الہاشم اس شخص نے مدینہ سے مکہ میں آکر حریم کعبہ میں
مطلب سے کہا کہ برادر زادہ تیرا میں نے دیکھا ہے کہ تیر اندازی میں مصروف تھا اور آثار رشد و صلاح صفحہ حال اسکی پر
لائح و ہویدا تھے لیکن علامات فقر و پریشانی انمیں اسقدر مشاہدہ کیں کہ بسبب پریشانی خاطر ہوا مطلب نے قسم کھائی
کہ میں گھر نہیں جاونگا جبتک مدینہ میں سے اپنے بھتیجے کو نہ لے آونگا اس شخص نے کہا ابھی اسوقت میرا اونٹ حاضر
وموجود ہے چنانچہ مطلب اسکی ناقہ پر سوار ہو کر بے توقف مدینہ کو گئے اور بے اطلاع اسکی والدہ اور قرابتیوں کے
شیبۃ الحمد کو اپنے ساتھ سوار کرکے مکہ میں لے آئے اور بنا بر اسکے کہ عبد المطلب جامہ کہنہ اور فرسودہ اور چرک
آلودہ پہنے ہوئے تھے جو کوئی راہ میں دیکھتا تھا باحتمال بندہ مملوک کے پوچھتا تھا کہ یہ کودک کون شخص
ہے مطلب در جواب کہتے تھے کہ یہ غلام ہے القصہ مطلب اپنے گھر میں پہنچے جامہ فاخرہ انکو پہنایا اور مجلس قریش میں
لا کے کیفیت حال اور [illegible] اپنے سے مدینہ میں بطریق استعجال اسکو مطلع کیا اور بسبب اسکے کہ راہ میں انھوں نے آدمیوں سے
کہا تھا کہ یہ عبد ہے شیبۃ الحمد نے یہ عبد المطلب شہرت پائی اور روضۃ الاحباب میں مرقوم ہے کہ انکی صغر سنی میں
انکے باپ ہاشم نے وفات پائی اور مطلب و مکے چچا نے انکو پرورش اور تربیت کیا اور دستور عرب تھا کہ جو
کوئی کسی یتیم کی پرورش کرتا تھا اس یتیم کو اسکا غلام کہتے تھے اور لکھا ہے کہ عبد المطلب بجلالت قدر و رجاحت گفتار اور محاسن افعال
اپنے زمانہ میں عدیل نہ رکھتے تھے واسطے سلاطین عرب و عجم کے نزدیک نہایت موقر اور محترم تھے اور بہت سے اعمال
خیر انسے صادر ہوئے ازانجملہ ایک حفر چاہ زمزم ہے اور کیفیت مفصل اسکی اس طرح ہے کہ زمان نبوت حضرت ابراہیم
علیہ السلام میں بیمن قدوم حضرت اسمعیل سے آب زمزم نے حریم حرم میں صورت ظہور پایا چنانچہ بشرح و بسط قصہ حضرت
ابراہیم میں بیان ہو چکا ہے ولیکن جسقدر کہ لائق اہتمام کے ہے لکھا جاتا ہے کہ بعضے مردم قبیلہ جرہم نے ہنگام عبور اولی
مکہ معظمہ بتفحص حیوانان آب پر اطلاع پائی اور وہاں جا کر بدریافت سیرابی جو بی از ہجوم جانوران مردم اس مقام پر
گیا کہ جہاں چشمہ زمزم جاری تھا اور باجازت ہاجرہ بشروط کہ متصرف اس پانی پر بسبیل تملیک

تاملک فرعون قیام پذیر ہوئے چنانچہ مدت قلیل میں انبوہ خلائق وہاں فراہم ہوئی منقول ہے کہ حضرت اسمعیل
علیہ السلام نے قوم جرہم میں نشو و نما پاکر انسے وصلت کی اور بعد از چندگاہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ بنائے
خانہ کعبہ میں اشتغال کیا جبتک کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام زندہ رہے ایالت مکہ اور پیشوائی قبیلہ اور تولیت خانہ
کعبہ انہیں کے ساتھ متعلق رہی اور جب منزل فانی سے بعالم جاودانی خراماں ہوئے اونکی حکومت ثابت کی اولاد پر قرار
پایا اور بعد از نقل ثابت برادر مسیر جو کہ اولاد اُسکی صغیر السن تھی منصب ایالت مضاض بن عمرو جد مادر فرزند
اسمعیل پر منتقل ہوئی اور اعتقاد ثابت کہ جد تربیت انکی میں بفراغ بال زندگانی کرتے رہے بعد از انقضاے
ایام حیات مضاض اور اولاد اُسکی بطنًا بعد بطن مسند فرمانروائی پر متمکن ہوئے مگر اولاد حضرت اسمعیل علیہ السلام جو
حقیقت امر حکومت میں اور بار صفا و شوکت و کثرت بیاد حقوق تربیت مضاض امور ریاست میں اُنکے ساتھ نزاع اور خصومت
نکرتے تھے ہرگاہ ہجوم اولاد اسمعیل اس مرتبہ کو پہونچا کہ فضائے مخصوصہ مکہ معظمہ میں گنجائش نہ رہی ناچار حرم سے باہر گئے اور اطراف دیار
عرب میں توطن کیا پس از جلا وطنی انکی ایک مدت کے بعد قبیلہ جرہم اور اعقاد مضاض نے مکہ میں طرح ظلم و فساد اور
جور و بنیاد کی ڈالی اور دست تصرف نذورات خانہ کعبہ میں کہ اطراف و جوانب بلاد سے آیا تھا دراز کیا اور خیانت کرنی اوقاف
بیت اللہ میں شروع کی اور انکی تعدی مقیم و مسافر تک پہونچنے لگا اراذل و اشراف قبائل نے کہ نواحی مکہ اور جوار
حرم میں اقامت رکھتے تھے ہر چند اس جماعت کو سرزنش کی مفید نہ ہوئی آخرالامر بنو بکر بن عبد مناف بن کنانہ نے
کہ اولاد اسمعیل علیہ السلام میں سے تھا ایک سفیر مع فرقہ شجاعان عرب قوم جرہم کے پاس بھیجا خلاصہ پیغام یہ کہ ہم قبل ازیں
بنابر حسن معاش اور بلاحظہ صلۂ رحم و بپاس حکومت کہ بسبب ارشاد استحقاق تمہکو پہونچا ہی مضایقہ کرتے تھے کہ اسطرح مستقیم
آبا و اجداد سے منحرف ہو کر جور و اعتساف کہ سب اوقات بکل مذاہب میں اور ہر جگہ مذموم ہے بتخصیص مکہ شریفہ میں اپنا شعار
کیا ہے اب بہتر اور مناسب یہ ہے کہ دیار تمہارے سے نکلکر جہاں چاہو توطن اختیار کرو قوم جرہم نے اول عذر کیا اور
پھر بدستور سابق اپنی افعال ناشایستہ پر آمادہ رہے بلکہ بجنگ پیش آئے جب ملاحظہ کیا کہ مقاومت بنو بکر کے جد کے ساتھ
ہو طالب صلح ہوئی اور بعد از آمد و شد سفیر اس امر پر اقرار کیا کہ سب قوم جرہم سر حد مکہ سے باہر نکل جاوے سرداران قبیلہ
عمرو بن حارث کو ہنگام وداع حکومت حسنہ دامنگیر ہوا اور حجر اسود کو رکن سے اکھیڑا اور صورت آہو برہ طلا کہ بادشاہ
نے ملوک عجم میں سے بہیہ خانہ کعبہ میں بھیجی تھی مع چند دستہ سلاح کے کعبہ میں سے نکالکر چاہ زمزم میں ڈالدی
اور اسکو مسدود کیا اور سطح زمین ہموار بنا دیا کہ چشمہ آب زمزم مثل آب حیوان نظر سے غائب ہوا اور تا زمان
عبدالمطلب اسی بیرہ پر خاک تیرہ سے انباشتہ رہا اور جو کہ اس گروہ میں کہ جنکے وقت میں انسداد چاہ ہوا تھا کوئی زندہ
نرہا بلکہ چند پشت انپر گذر گئی تو مردم عہد عبدالمطلب کو نام بھی اُسکا معلوم نتھا مقام کا تو کیا ذکر ہے لیکن جب
قریب ہوا کہ چشمہ ہدایت محمدی علیہ التحیۃ و السلام ریاض آمال تشنگان بادیہ غوایت کو سیراب کرے عبدالمطلب نے
خواب میں دیکھا کہ کوئی قائل کہتا ہے بیر زمزم کے کندہ کرنے میں مشغول ہو عبدالمطلب نے اُس شخص سے پوچھا کہ زمزم
کہ کیا ہے اسنے میں اُنکی آنکھ کھل گئی اور یہ خواب سے اٹھکر بحر اندیشہ میں غوطہ زن ہوے کہ آیا

مقصود حضرت زمزم سے کیا ہوتا تا آنکہ دوبارہ خواب میں ایک شخص نے کہا کہ زمزم ایک مغاک پر آب ہے کہ
برکت قدم جبرئیل سے پیدا ہو کر آخر اسمٰعیل علیہ السلام اور اسکے اتباع کا رہا عبد المطلب بیدار ہوئے اور کہا
الٰہی یہ خواب مجھپر مکشوف فرما یا ابھی تشریح نہیں سنے تیسرے بار خواب میں علامات موضع آب کو مشرحاً
بیان کیا تفصیل اس اجمال کی یہ کہ عبد المطلب سے کہا کہ موضع چاہ زمزم قریب بدو صنم قریش ہے کہ اُنکو
اساف و نائلہ کہتے ہیں اور کل شب ایک کلاغ اون سیاہ جیسے رنگون کا آوے اور منقار زمین پر مارا اور وہان آشیانہ مور
ظاہر ہو وہ اسمقام کو کندہ کرنا چاہیے دوسرے روز علی الصباح عبد المطلب محل معہود پر گئے اور منتظر لطیفۂ غیبی
رہے کہ ناگاہ ایک کلاغ ویسے ہی رنگ کا وہی صورت کا ظاہر ہوا اور جسطرح سے کہ خواب میں دیکھا تھا اُسنے
اُن دو بتونکے نزدیک منقار سے زمین کھودی اور وہان آشیانہ مور ظاہر ہوا عبد المطلب اپنے فرزند کو کہ اُس زمانہ
میں وہی ایک بیٹا تھا چاہ کی کندہ کرنے میں مصروف ہوے اور ہر چند قریش نے منازعت کی اور ممانعت
پیش آئے کہ چاہ متصل اصنام حفر نہو سکے پاوسے کچھ موثر نہوا اور تائید الٰہی سے عبد المطلب ہی اس قوم پر
غالب آئے اور اُسدن اُنھون نے نذر کی کہ بعد از حصول ثمرہ مقصود بستان مطلوب سے اگر حضرت واہب
بے منت دس پسر مجھکو کرامت فرماوے تو ایک کو اُنمین سے بموافقت اپنے جد خلیل الرحمان کی اُسکی راہ مین قربان
کرون القصہ بعد از جد و جہد بسیار چاہ قدیم ظاہر ہو وا اور جو کچھ سرمایۂ دارا قبیلہ جرہم نے وہان دفن کیا تھا اُنکے
ہاتھ آیا قریش نے اسحال پر مطلع کر اُنسے کہا کہ اس عطیۂ ارجمند مین ہماری بھی حقیقت مقرر کرو کسواسطے کہ ہمنے سنا
ہے کہ منافع اسچاہ کی زمان سابق میں ہمارے اور تمہارے جد بزرگوار اسمٰعیل پیغمبر کے ساتھ تعلق رکھتے تھے
انھون نے اس امر سے انکار کیا اور کہا یہ چاہ وقف بیت الحرام ہے اور یہ دفینہ میں اپنی قوت بازو سے
نکالا ہے اس دولت خداداد کا کوئی مستحق نہین ہے الا عذر معقول افراط طمع نفسانی سے اُنکو مقبول نہوا اور
انھون نے طلب مال مین اس مرتبہ خصومت کی کہ بہ نزاع منجر ہوا اور آخر کار اسطور پر قرار پایا کہ اسحال کو
کاہنہ بنت سور بن مائم کے پاس کہ حدود شام مین تھی لے جاوین تا وہ اُنکے درمیان بہ راستی حکم فرما دے کسواسطے
کہ اُس زمانہ مین جسکو کوئی مشکل درپیش آتی تھی وہ اسکی آ دربین عرض کرتا تھا اور جو وہ تجویز کرتی تھی فرط
اعتقاد سے بخوشی مان لیتا تھا بنا برین عبد المطلب اور تمامی صنادید قریش نے اسطرف توجہ کی اکثر منازل اس
راہ مین کہ آب و گیاہ نتھا عبد المطلب مانند معدہ گرسنہ کہ آب و نان سے خالی ہووے طے مسافت کرتے تھے ایکدن
تشنگی ابہرا اور اُنکے اتباع پر غالب ہوئی یہ بقدر طاقت و توان صبر کیا کیے اور جب کار باضطراب پہونچا منازعون
سے قدرے آب چاہا اُنھون نے ابروے مروت خاک پر گرا کر جواب سرد دیا خلاصۂ جواب اُنکا یہ کہ اگر ہم تجکو
پانی دیوین شاید کہ اس بیابان مین تیری طرح عذاب تشنگی مین مبتلا ہووین اونکو اس جواب تلخ سے تلف جان
شیرین یقین ہوا ناگزیر چاہا کہ مراجعت بوطن کرین جب اپنا ناقہ اوٹھایا دیکھا کہ دریاے رحمت ایزدی نے جوش
کیا اور زیر قدم شتر چشمۂ آب خوشگوار کہ لطافت و عذوبت مین آبحیات اور دریاے فرات پر طعنہ زن تھا

ظاہر ہوا عبد المطلب نے شکر ملک وہاب ادا کیا تا آنکہ مجموع ظروف اپنے اصحاب کے کہ ہر قطرہ انہین سے لولوے آبدار
عمان پر ترجیح رکھتا تھا مملو کیے اور مخالفون سے کہ اپنا پانی جو حرارت آفتاب سے گرم ہو گیا ہو گرا دیا اور اس
چشمہ سے کہ بغایت سرد اور تازہ ہے بقدر احتیاج بھر لیا قریش نے جب یہ صورت برأی العین مشاہدہ کی آنسو آنکھ
مین بھر لائے اور کہا آفرینندہ آب وخاک اور پروردگار انجم و افلاک نے کہ حاکم عادل ہے ہمارے اور تیرے
درمیان مین حکم فرمایا اب ہمکو تیرے ساتھ کچھ خصومت اور تنازع نہین ہے اب التماس یہ ہے کہ بمقام باکرام اپنے
معاودت فرمائیے کہ آئندہ سلوک ہمارا جز اطاعت و انقیاد تمہارے نہوگا اور جو سہو و غلطی کہ ہمسے نسبت تمہارے
وقوع مین آئی ہے معاف فرماؤ عبد المطلب نے اس سفر خیریت اثر سے بخوشی و خرمی مراجعت کی اور زنان خلائق مین
جاہ و شرف انکا نسبت بزمان سابق مضاعف اور امر حکومت و ایالت کہ بتجدید انپر مقرر ہوا اور بعضے کہتے ہین
کہ جب چاہ زمزم ظاہر ہوا آہو برہ طلا اور اسلحہ کہ حارث بن عمرو جرہمی نے اس مقام مین دفن کیا تھا تصرف عبد المطلب
مین آئے اور قریش نے اپنا حصہ طلب کیا عبد المطلب نے جواب کہا یا جو واس امر کے کہ حفر چاہ زمزم مین میری مدد
نہ کی بلکہ تمہاری طرف سے ممانعت قوی اسباب مین صادر ہوئی ہیئے بجہت لاحتیاط خاطر ایسا ہین بمقتضاے قرعہ
کہ انکے درمیان متعارف تھا عمل کیا قریش نے اسپر راضی ہوکر اموال کو دو قسم کیا آہو برہ کو خانہ کعبہ سے متعلق
کیا اور اسلحہ عبد المطلب کا ہوا انھون نے بنابر زینت آہو برہ کو بدستور سابق خانہ کعبہ کے دروازے پر لٹکا دیا
کہ وہ بغزال کعبہ مشہور ہے اور اسلحہ کو بیچکر یا بحتاج ضروری مین صرف کیا چنانچہ ایک مدت تک وہان وہ
صورت طلائی لٹکی رہی تا آنکہ ایک سب باتفاق ابولہب دونون آہو برہ لیکر تجار کے ہاتھ بیچ ڈالے
چنانچہ یہ قصہ مشروحا اپنے مقام مین مذکور ہوگا بہر حال جب اولاد عبد المطلب نے مرتبہ تعداد نذر تجاوز کیا اور
بعدد عشرات ہوگئے انھون سے چاہا کہ بوفاے نذر مشغول ہووین اور قرعہ ڈالکر ایک فرزند اپنی اور
اولاد مین سے قربان کرین جسطرح سے کہ عرب کو اس زمانہ مین عادت تھی بعد از استرضاے فرزندان انکے
درمیان مین قرعہ ڈالا چنانچہ قرعہ بنام عبد اللہ پڑا باپ نے قصد قربان انکا کیا اور یہ فرزند سعادتمند بھی
اس امر پر راضی ہوا لیکن بنی مخزوم کہ خویشان مادری عبد اللہ سے تھے عبد المطلب کو اس حرکت سے
مانع آئے اور عبد المطلب نے صورت واقعہ مفصلہ رد اشکل کشاے کاہنہ شجاع نام پر کہ شیوہ کہانت مین آنکا ل
عدیل و نظیر اسکا نہ تھا موقوف رکھا اور جب اس سے یہ ماجرا کہا اسنے جواب دیا کہ دیت ایک آدمی کی تمہاری
قوم مین کیا ہے عبد المطلب نے کہا دس شتر شجاع نے کہا دس اونٹون اور فرزند کی درمیان مین قرعہ ڈالو اگر قرعہ
اونٹون پر پڑے فبہا والا دس اونٹ بکر پر قرعہ ڈالو اور دیکھو مصرع تا خود فلک از پردہ چہ آرد بیرون عبد المطلب
بموجب فرمودہ اسکے عمل کیا اول قرعہ بنام عبد اللہ نکلا تا آنکہ تعداد شتر سو عدد تک پہونچی تو قرعہ بنام
اونٹونکے برآمد ہوا اور عبد اللہ نے اس مہلکہ سے نجات پائی اور منجملہ اتفاقات سے یہ ہے کہ دیت احرار شریعت حضرت
احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم مین سو شتر دیت انسان مقرر ہوئی اور منجملہ غرائبات کے یہ ہے کہ تفسیر عزیزی اور شواہد النبوۃ اور

روضۃ الصفا وغیرہ کتب معتبرہ مین لکھا ہی کہ جب ابرہہ والی یمن مستقل ہوا اپنے ارادہ تسخیر حبشہ
رعایا سے بعطر کیا اور موسم حج مین جو انکو اداے مناسک مین مصروف دیکھا اسکو حمیت جاہلیت نے
دامنگیر ہوئی اور تعظیم خانہ کعبہ پر حسد لگیا چنانچہ اسکی راے سست تدبیر شکر ... تھی اسپر مقتضی ہوئی کی
برابر خانہ کعبہ ایک کعبہ بناوے تاکوئی شخص بطواف و زیارت خانہ کعبہ تک نجاوے اور اوسی خانہ نو احداث کی
پرستش کیا کرے بنابران بنایان مبانی والا اپنی کو طلب کی حکم کیا کہ بلدہ شہر صنعا مین تعمیر کرین انہون نے
بنا بہت تکلف و تزئین بمرتبہ کہ دیدہ سپہر برین نے روے زمین پر ایسی بنا کم دیکھی ہو بنائی اور نقاشان
شیرین نگار نے سقف و جدار اس عمارت فسیح کو بنقوش غریب اور صور بدیع آراستہ کیا اور از اتمام اس
عمارت کی عرضداشت ابرہہ نے نجاشی ملک حبشہ پر ارسال کی کیونکہ اس زمانہ مین حکام دیار یمن تابع ملوک حبشہ
تھے مضمون عرضداشت یہ کہ مینے ایسا کنیسہ بنایا ہی تا مثل حج دور دراز سے وفود زوار ادہر جاوین اور انکو مثوبات اسکی بعاجل
آجل بروزگار فرخندہ آثار بادشاہ کو حاصل ہو نجاشی نے بھی یہ امر پسند کیا اور مجاز اسکی تعظیم کا گردانا چنانچہ
ابرہہ نے خلائق کو پرستش کنیسہ پر کہ اسکا قلیس نام رکھا تھا دعوت تمام شروع کی اور اطراف بلاد سے طوائف
عباد بتقاضے بنا بر تقرب بادشاہ و بحرص بجہت تفریح بمعاینہ ایسے خانہ زرنگار ہی کے صنعا مین آئے اور جب
یہ خبر بلاد عرب مین شائع ہوئی نفیل نام شخص کہ بنی کنانہ مین سے تھا اسکو تعصب دینی دامنگیر حال ہوا اسنے
خادمان کنیسہ سے بہانہ اوسکے کہ مینے نذر کی ہے اکرات اور دن اسمقام متبرک مین بعبادت قیام کرون
اجازت شب باشی حاصل کی اورنگہبانون نے اسکو تمام شب تنہا اس کنیسہ مین چھوڑکر دروازہ مقفل
کردیا اور اپنے گھر چلے گئے نفیل نے اس رات دواے مسہل پیکر بفراغ بال در و دیوار اس گھر کو اپنے
بول و براز سے اندودہ و آلودہ کیا اور بہ نتظر فتح الباب بیٹھا ہر گاہ خادمون نے بہ قصد خدمت سحرگاہ در کنیسہ وا
کیا نفیل نے مانند تیر کمان کے گریز کی اور وہ لوگ اسمقام بالقدیس کو آلودہ نجاست دیکھکر نہایت آزردہ ہوے
اور ابرہہ یہ خبر سنکر آشفتہ ہوا اور چاہا کہ اس حرکت کے عوض مین خانہ کعبہ کی ہتک حرمت کرے اسی اثنا
مین تھا کہ ایک اور نیا گل کھلا یعنے ایک قافلہ ساکنان حرم مین سے اس شہر کے متصل شب باش فروکش تھا
وقت صبح کہ ارادہ کوچ مصمم تھا انمین سے کسی نے آگ روشن کی اتفاقا ادھر کو ہوا تند چلی اور اوس گھر کو
آگ لگی اور تمام لباس و زیور قیمتی کا اور فرش فروش اسمکان کا جلگیا اور دیوارون نے نقشہاے رنگین اسکے
تیرہ و تار کردیے مردم قافلہ اس حرکت سے خوفناک ہوکر بھاگے بادشاہ یہ خبر وحشت اثر سنکر کمال غضبناک
ہوا اور کہا کہ یہ حرکت مخصوص نتائج طبیعت عرب ہی لاجرم فرط غضب سے قسم کھائی کہ تو ہی کہ اس سے بیشتر خانہ
کعبہ کو خراب کرون اور اوسپر عزم مصمم کرکے باحضار لشکر حکم دیا اور نجاشی کے پاس بھیجکر صورت حادثہ اور عزیمت
اپنی سے اعلام کیا اور فیل سفید کو کہ گویا مجسم تھا ظفر و نصرت سے مجموع بادشاہ سے طلب کیا اور وہ
ہاتی نہایت سپید و بلند تھا فرد یا جن ابرہہ بفیل سفید با رفعت چرخ بشکل کوہ و محل زمین و فصل زمان +

اور بیاض اسکی بمرتبہ مشاہدہ اسکی سے نور بصر متفرق ہوتا تھا کہ جمعیت اسکی صرف پرتو دیدہ مین محال ہوتی
تھی اور رفعت اسکی بدرجہ کہ قوت باصرہ آئینہ نزاد سے تجاوز کرتی تھی بجا تھی ذالتمس ابرہہ سنگدل نے لشکر محمود کو
مع چند زنجیر فیل و بگروہ بیکیہ عفریت منتظر روانہ کیا اور بعد ازان ابرہہ بامردان صف شکن اور پیلان مردافگن ولایت
یمن سے متوجہ جانب مکہ ہوا لیکن دو بادشاہ جلیل القدر اس عزیمت نامبارک پر بالشکر گران بقصد مدافعہ و محاربہ
اسکی روانہ ہوئے چنانچہ بعد از تلاقی طرفین جانبین نے تسویہ صفوف قیام کیا اور نائرہ جنگ و جدال نے بھڑک کر اشتعال پایا آخر
بالآخرہ ابرہہ غالب آیا اور وہ دونو بادشاہ بچنگال القدر اسکی ہر ایک اسیر و دستگیر ہوئے اور ابرہہ نے بنا بر قتل انکے حکم دیا ان دونو نے
بتضرع و زاری کہا اگر بادشاہ ہمارے سرخون سے درگذرے بدرستی کہ ہم شرائط بندگی بتقدیم پہونچاینگے ابرہہ نے انکا
خون بخشا اور حکم دیا کہ انکو با طوق و زنجیر زردہ محبوس رکھیں اور آپ ولایت حجاز کو تا اطراف مکہ تاخت و تاراج
کیا اور مراتع اور مواشی اور نواحی و حواشی مکہ سب لوٹ لئے چنانچہ انہین سے دو سو اونٹ عبدالمطلب کے لوٹے
ایک جماعت قبائل عرب مین سے چاہا کہ ممانعت پیش آوین لیکن جب دیکھا کہ تیر تدبیر ہدف مراد پر نہین لگتی تو
ناچار سپر مقاومت ڈالدی اس اثنا مین ابرہہ نے بعد رہائی حمیر کو بطریق سفیر قریش کے پاس بھیجا محصول رسالت
یہ کہ مین اس ساعت مین بجنگ و قتال نہین آیا ہون بلکہ غرض انہدام کعبہ ہے اگر تم بھی مجادلہ پر مائل ہو تو سامان
اسکا مہیا ہے اور حناطہ کو ہمراہ حمیر کیا اور کہا کہ اگر قریش ارادہ مصالحت کہین سرداران قوم کو لے آنا
چنانچہ حناطہ نے مکہ مین آنکر ابرہہ کا پیغام انکو پہونچایا اور قریش کو در مقام صلح پاکر عبدالمطلب کو اپنے
ساتھ لشکر مین لایا انھون نے بنا بر اس محبت کی ان دو نو کو ساتھ رکھی تھی انسے ملکر اپنی جزئیات مین
استعلام کیا ان دو نفر نے کہا کہ ہم صحبت بادشاہ سے دور رہین لیکن اسکے مقربون مین ایک انیس نامی ہے اگر
مصلحت ہو تو تمہاری اس سے سفارش کردین تا شمۂ فضائل حمیدہ اور شمائل پسندیدہ تمہارے بادشاہ
کے کان تک پہونچادے عبدالمطلب نے کہ خود غالب سر رہ ہر کہ تھے کہا بہتر القصہ انیس نے بموجب سفارش
کچھ در باب علو مراتب اور سمو مناقب عبدالمطلب بادشاہ سے انکی تقریب کر کے رخصت ملاقات حاصل کی اور
اور انکو اسکی مجلس مین لیگیا عبدالمطلب مرد بلند بالا نیکو منظر شکیل تھے جب نظر ابرہہ انپر پڑی اور آثار مجد و جلال
انکی ناصیہ مین مشاہدہ کئے تخت پر سے اتر بیٹھا اور عبدالمطلب کو اپنے پہلو مین بٹھایا اور بنا بر اسکے کہ زبان
عربی کا فہم نرکھتا تھا ایک ترجمان انکے درمیان مین معین ہوا اور جانبین سے حکایت مین مصروف ہوئے ابرہہ
عبدالمطلب پر ایسا شیفتہ و فریفتہ ہوا کہ اسنے اپنے دل مین قرار دیا کہ اگر در باب خانہ کعبہ شفیع ہو وینگے تو اسکی
خرابی بھی موقوف کرونگا اور انکی مملکت کو پھیر دونگا لیکن عبدالمطلب نے اسوقت اپنے اونٹ کہ لشکریون نے انکو تاراج کیا تھا بادشاہ
سے طلب کئے اور مطلق ذکر خانہ کعبہ کا نہ کیا ابرہہ انکے اس التماس سے ایسا رنجیدہ ہوا کہ عنان شکیب اسکی ہاتھ سے نکل گئی
اور بسبیل عتاب عبدالمطلب سے کہا کہ تو سید اور سردار قریش کا ہے اور شرف عرب بتخصیص قریش کا وجود خانہ کعبہ سے ہے
اور مین آیا ہون صرف واسطے خرابی اس مقام کے اور تو نے کچھ بھی اس باب مین نہ کہا تخصیص بنا بر واپسی چند شتر کہ قیمت

انکی میزان خرد مین چندان گران نہین ہے مبالغہ کیا یہ امر تم جیسے آدمی سے نہایت غریب بدیع ہے انھون نے
جواب دیا کہ اس گھر کا خداوند توانا اور بینا اور دانا ہے کہ محافظت اسکی کرتا ہے اور ضرر اعدا سے نگاہ مین رکھتا ہے مین
خداوند چند شتر ہون سو مانگتا ہون فرد حدیث ہین مفاعیل فاعلاتن بود من از کجا سخن ملک و مملکت ز کجا
ابرہہ نے انکے اونٹ دلوا دیے اور عبدالمطلب نے حدیث اعوہ احد زبان پر لا کر مراجعت کی اور اشارہ کیا کہ اہل حرم
سب متفرق ہو گئے اور بعضی اطراف کوہستان مین جا چھپے اور بعضون نے آنکر مسجد الحرام مین در کعبہ کو پکڑ لیا
اور بحفظ مناجات اور رفع حاجات اشتغال کیا اور شر شریران بدخصال سے پناہ بحضرت بادشاہ ذوالجلال چاہی
کہ اتنا سے اس حال مین ناگاہ انکی نگاہ طیر ابابیل پر پڑی کہ بتعجیل تمام جدہ کی طرف سے کہ متصل بندر دریاے شور
اور سمت غربی مکہ کی واقع تھی جوق جوق اور فوج فوج بجانب اصحاب فیل چلے جاتے ہین اور بعضی کہتی ہین کہ
وہ جانور سبز رنگ تھے اور بعضی روایت کرتے ہین کہ سیاہ رنگ با گردن ہاے سبز تھے اور مواہب علیہ مین لکھا ہے
کہ ان جانورون کی منقار زرد تھین مثال مرغ کی اور پنجے انکے مانند کتون کی اور سر انکے شیر ببرون جیسے اور بعضی
کہتے ہین کہ وہ جانور سبز تھے با منقار ہاے زرد ہر ایک چمگادڑ سے چھوٹا اور ٹڈی سے بڑا کہ کسی نے ویسے
جانور کبھی نہ دیکھے تھے اور تفسیر مولانا یعقوب چرخی مین لکھا ہے کہ چمگادڑ جیسے تھے سر انکا مثل سر
مرغ اور کف دست انکے کتے جیسے اور بعضے کہتے ہین کہ سفید تھے ولیکن چونکہ کلام اللہ ناطق ہے اس بات پر
کہ ابابیل تھے اسمین شک نہین کہ یہ جانور غیر چمگادڑ تھے جسکو عرف اطبا مین خطاف بضم خاے معجمہ اور طاے مہملہ مشدد
کہتے ہین اور عربی اسکی ابابیل ہے عبدالمطلب بمجرد رویت ان طیور کے بہ نشاط و سرور بعد از رفع نیاز بدرگاہ مالک
کارساز جانب کوہ حرا راہی ہوئے اور اکثر صنادید قریش انکے گھر مین جا کر چھپ رہے القصہ وہ طائر
زرین بال ہنگام صبح افق شرق سے طالع ہو کر بصوب ولایت تیمور نظران مین آئے اور فیل گردون سے
جہت قلع و قمع سپہر روضہ حیات مخالفان خرطوم انتقام دراز کی صبح کو بحکم ابرہہ ہاتیون کو بلباس ہا
ہاون آراستہ کر کے اور محمود کو سب فیلون پر مقدم رکھکر روان ہوئی اور لشکریان پیادہ و سوار ہو کر مثل
دریاے جوشان حرکت مین آئے فیل محمود نام نا محمدت جوالی بیت الحرام مین ورتہ کھڑا ہو رہا اور بعضی کہتی ہین
کہ اسنے اس وقت بسمت خانہ کعبہ سجدہ بھی کیا ہرچند فیلبانون نے بہ تکلیف قتال مین حیلہ گری کی مگر اول فیل محمود
نے اصلا حرکت نہ کی اور آگے نہ بڑھا اور اسی جگہ برابر کھڑا رہنے سے کسی بات سے حرکت نکی اور سواے
جانب کعبہ جس طرف کو اشارہ کرتے تھے وہ دوڑ جاتی تھے اس اثنا مین لشکر الٰہی کہ عبارت طیر ابابیل سے
تھی پیدا ہوا اور ہر جانور کے پاس ایک سنگ گل خشک کے چونچ مین اور دو سنگ گرد لیسی دونون پنجون
مین کہ ہر سنگ پر ان سنگدلون کا نام بکلک قدرت لکھا ہوا تھا اور کہتے ہین کہ وہ سنگ مسور کی دال
سے بڑے اور چنے سے چھوٹے تھے جب وہ جانور عمارات لشکر ادبار اثر پر پہونچے انکو سنگباران کیا جس سوار کے
سر پر وہ پتھر گرا معًا ناف چارپاے سے باہر نکل گیا اور جس پیادہ کے سر پر آیا اسکی سوراخ مقعد سے روان ہوا

اور مجموع لشکریان مع چارپایان سوائے محمود کی بقہر الہی و غضب بادشاہی حق فی گرہ گرفتار ہو کر واصل جہنم
ہوا اور ابرہہ اگرچہ اس سفر سے بھاگا لیکن انھین چند روز مین مرغ روح اُسکا چنگال عقاب موت گرفتار ہوا
اور صورت واقعہ اسکی یون لکھی ہے کہ اس وزہول ناک مین اپنی لشکرگاہ سے الگ ہو کر باستعجال تمام بجانب حبشہ
روان ہوا اور ایک طیران طیور مین سے طوق ملازمت اُسکا اپنی گردن مین ڈالکر عقب اُسکے گرفتہ کی باہم آیا اور
راہ مین ایک مرض صعب ابرہہ پر مستولی ہوا چنانچہ دست قضا کہ بمقتضای کریمہ آیت ید اللہ فوق ایدیہم اسپر ناظر تھی اُسکی
انگلیونکی بند بند جدا ہو گئی اور نہ مردہ اور نہ زندہ حبشہ مین پہونچکر بپا یہ سریر نجاشی حاضر ہوا اور سرگذشت لشکر اور حکایت
طیور غیب بادشاہ سے بیان کرنے لگا اور وہ استماع اس خبر سے مقام تحیر اور تعجب مین تھا کہ ناگاہ اُس جانور نے
ابرہہ کے سر پر وہ سنگریزہ چھوڑ دیا اور یہ بھی فی الفور اپنے یارون سے ملحق ہوا اور کچھ اُسکا حیلہ و مکر کہ بیچ مین
قرار مقام نزول عذاب سے اسباب تخلصی اپنا سمجھا تھا سودمند نہ پڑا بلکہ باعث ندامت و خواری زیادہ ہوا جیسا
کہ خدا تعالی نے بیچ سورۂ فیل کے بہ تفصیل فرمایا ہے آیہ الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل یعنی کیا نہ دیکھا تو نے
اے محمد کہ کیا کیا رب تیرے نے ساتھ صاحبان فیل کے یعنی ساتھ اُس لشکر کے کہ فیل کو آگے آگے بنا بر ہدم خانہ کعبہ
کے لائے تھے اور لفظ دیکھنی مین اس طرف اشارہ ہے کہ واقعہ عظمی اساس تیری نبوت کا ہے اور منظور دکھانی اس قصہ
سے اثبات پیغمبری کا ہے گویا ربوبیت الہی کہ تیرے حق مین مبذول ہے یہ مدد غیبی آسمان سے نازل فرمائی
اور جو کہ تجکو اتفاق پڑیگا کہ بجہت فتح ایک لشکر کسی کریگا کوئی مخالفت و مزاحمت غیب سے درپیش نہ آویگی آیت
الم یجعل کیدہم فی تضلیل آیا نہ کر دیا نا مگر بد اندیشون کو بیچ گمراہی اور بیحاصلی کے یعنی تعمیر خانہ و احداث
خانہ کعبہ کے اور حکم کرنا رعایا کو کہ اس گھر کا طواف کرین کہ ایک تدبیر تھی نہایت قوی ابطال حرمت اس خانہ
معظم مین لیکن وہ سب رائگان گئی اور خفت پر خفت انکو حاصل زیادہ ہوئی اور ہرچند عقلا کو ضائع ہونے
سعی اُنکی اپنے مین عبرت کافی حاصل ہوتی ہے مگر چونکہ وہ عقل سلیم نہ رکھتے تھے واسطے تنبیہ انکی عقوبت شدید
آسمان سے انکو نصیب ہوئی چنانچہ فرماتا ہے آیہ و ارسل علیہم طیرا ابابیل اور بھیجا اُنپر مرغان پرندہ کو
کہ جوق جوق آتے تھے لفظ ابابیل اصل لغت مین بمعنی جوق جوق ہے اور واحد اسکا مستعمل نہین ہے
بقیاس معلوم ہوتا ہے کہ واحد اسکا ابیل یا ابول یا ابالہ ہے اور عرف مین اس لفظ کو اس جانور پر کہ جانوران
غیبی بصورت اسکی سنگ لئی ہوئی آئے تھے اطلاق کرتے ہین اور جو کہ اصحاب فیل نے قوی ترین حیوانات
کو کہ ہاتھی ہے بنا بر ہدم خانہ کعبہ قرار دیا تھا لہذا سبحانہ حقیقی نے انکی جواب مین جانوران کوچک و ناتوان کو بہ
ضمن سلاح کہ سنگریزہ خرد تھی مسلط فرمایا تا لوگ جانین کہ بتائید الہی اضعف مخلوقات اقوی موجودات کو زیر
کرتے ہین اور بدون تائید اُسکی قوی ترین مخلوقات کی قوت کچھ کام نہین آتی آیت ترمیہم بحجارۃ من سجیل
مارتے تھے وہ جانور لشکریون کو ساتھ پتھرون کے کہ جنس سجیل سے تھی اور سجیل معرب سنگ گل ہے یعنی وہ خاک اور
مٹی کہ متحجر ہو کر بشکل سنگ ہو جاوے کہ جسکو ہندی مین کھنگر کہتے ہین اور جوق جوق نازل کرتی ہین ان

جانورون مین حکمت تھی کیونکہ یہ مقدر تھا کہ بعد از سنگ اندازی مردم لشکر متفرق ہوکر باطراف و جوانب فرار
کرینگے ناچار جانور بھی متفرق و پراگندہ ہونگے اور از بسکہ بالا فوق انکے پرواز کرینگے تو کوئی انمین سے کہین چھپ نہین سکیگا
اور تاثیر ان سنگریزہ ہاے خردگی اسقدر انکے بدن مین پیدا ہوئی کہ بیان اسکا اس آیت مین ہے آیت فجعلھم کعصف
ماکول پس گردانا لشکریونکو مانند کاہ خوردہ شدہ یعنی مثل اسکاہ کے کہ جسکو دواب کھاتی ہین اور آخر باقی رہتی ہے
اور کنایہ تفرق اجزاے بدن سے بحدیکہ شکل بدن قایم نرہا اور یہ تاثیر بھی جملہ خوارق عادات سے ہے یا ان
سنگریزونمین ایک ایسا آسیب مخلوق ہوا تھا کہ مجرد پہونچنے کے بدن پر اجزاے جسم پاش پاش ہوجاتے
تھے اور سمیت اور خشکی اس درجہ سرایت کرتی تھی کہ تماسک و التصاق اعضا بالکلیہ زایل ہوتا تھا اور یہ
قصہ نمونہ تھا مثوبات الہی سے اور مشتمل تھا چند خوارق عادات پر پہلے یہ کہ ان ہاتھیون کا آنا اور قریب مکہ
کے نجانا اور دوسرے آنا ایسے جانور ساتھ کثرت اور ہجوم کے طرف دریا سے کہ بحسب ظاہر
جاے بود و باش انکی نہ تھی اور بعد اس واقعہ کے بھی ان جانورونکو کسی نے نہ دیکھا تیسرے لانا اون
سنگریزون کا کہ معدن بھی انکا معلوم نہین چوتھے یہ تاثیر قوی ان کنکریون مین عطا کی تھی اور اہل تحقیق نے
مرقوم کیا ہے کہ وہ حجارہ ابابیل بنا بر عبرت استعجاب اکثر اہل قریش نے رکھ چھوڑے تھے اور تا زمان بعثت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلکہ بعد وفات اکثر اصحاب کی نظر سے گذرتے تھے اور چونکہ مرسوم عرب یہ تھا
کہ جس سال مین کوئی واقعہ عظیم ظہور مین آتا تھا ابتداے تاریخ اُس سے مقرر کرتے تھے تو اس برس کا
نام عرف اعراب مین عام الفیل مشہور ہوا اور جمہور اہل مکہ اور تواریخ اس امر پر ہین کہ سانحہ اصحاب فیل
پچپن یا چالیس روز پہلے ولادت باسعادت آنحضرت سے ظہور مین آیا اور حقتعالی نے برکت مقدم حضرت
سے بلیہ اصحاب فیل مکہ اور اہالی اُس مقام سے دفع فرمائی اور جملہ علما اس معنی کو داخل علامات نبوت آنحضرت
جانتے ہین اور ایک قول یہ ہے کہ قصہ اصحاب فیل اور تولد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز مین واقع ہوا
اور بعضی کہتے ہین کہ تیس برس بعد ظہور مین آیا اور ایک جماعت کے نزدیک چالیس برس پہلے ولادت حضرت سے
یہ حادثہ واقع ہوا تھا لیکن یہ تینون قول ضعیف ہین اور قول اول صحیح ہے واللہ اعلم روایت کرتے ہین
کہ بعد اس واقعہ عظمی کے کہ اصحاب فیل پر نازل ہوا قریش نے قلعہ جبال حرا سے ہرچند نظر بجانب آسمان
کی اور ہاے دوربین سے مشاہدہ طیور کیا کچھ نظر نہ آیا بنا بر این چاہا کہ بہت اجتماعی اُس جانب توجہ کرین
اور عبد المطلب نے کہ مبادی احوال و خواتیم اعمال بلاحظہ کر چکے تھے بنا بر کسی مصلحت کے تسکین قریش کی اور کہا
کہ شاید اعدا کے خیال آوے کہ سکون انکا مستلزم حیلہ ہووے کہ انسے ضرر ہمکو لاحق ہووے اور یہ چاہتین کہ
ہمکو ابرہہ کے ساتھ فی الجملہ معرفت سابق ہے قرین ثواب یہ ہے کہ اول مین جاکر کیفیت اوضاع معلوم کرون اور خبر
تحقیق لاؤن قریش کو راے عبد المطلب مستحسن پڑی یہ تنہا اس لشکرگاہ مین گئے اور جو زر بے تعداد کہ انکے ہاتھ آیا
اُنھون نے ایک مقام پر نظر اغیار سے مستور مدفون کیا اور جب اس کام سے فارغ ہوئے اور واپس پھر کر جمیع قریش کو

کمال بیرحمی سے استیصال کیا انھون نے فی الفور وہان کے تمام متروکات اموات لوٹ لیا اور علی اختلاف قدر و نصیب
تقسیم کیا مگر جسقدر کہ عبدالمطلب اُنکے اموال سے متمتع ہوئے کسی اور کو ایسا فائدہ نہوا چنانچہ اسی سبب سے کثرت مال
اور زیادتی منال اور علوشان اور رفعت مکان انکو بہت ہوا بعد ازین لکھا ہے کہ جب ابرہہ سیف ذو یزن پر
کہ وہ وہان ملوک حمیر و یمن سے تھا مستولی ہوا اور ذو یزن کو بنابر شرف خاندان اسکے بچشم احترام دیکھتے
تھے اور اس زمانہ مین ایک خاتون تھی نہایت جمیلہ و حسینہ کہ اسکی پیشانی پر داغ کیا چاہتے تھے ابرہہ
یہ سنکر اس جمیلہ کا طالب ہوا اور حکم دیا کہ ذو یزن اس عورت کو چھوڑ دیوے لہذا ذو یزن غصہ ہو کر اول
بدرگاہ قیصر روم داد خواہ ہوا اور وہان سے مایوس ہو کر ناچار بخدمت نوشیروان رجوع کی اور اسنے بھی بنابر بُعد
مسافت و مخالفت اور تباین مذہب و ملت انکی داد مین اہمال کیا کیونکہ یہ مقام دار الملک حبشہ سے مسافت بعید رکھتا
اور نصرانیت ذو یزن و کیش آتش پرستی نوشیروان مین تفاوت بیش از بیش ذو یزن تھا لہذا امداد مین رہا
اور بعد ازین اُسنے بساط زندگانی طے کی اور سیف ذو یزن زمان حکومت مسروق بن ابرہہ مین بعد از فوت
اپنے باپ کے زمرۂ ملازمین نوشیروانی مین منتظم ہوا اور اخرالامر اس شہریار دادگستر نے اسپر رحم کھا کر چھ
سو نفر ارباب شجاعت و جلادت کو کہ عوض مکافات قصورات محبوس تھے ہمراہ دیا اور ایک پیر سالخوردہ کو اپنے
سپہ سالاران مین سے ہرمز نام کہ فن تیراندازی مین عدیم النظیر تھا انپر امیر کیا اور حکم دیا تا سب بطلب راہ سیف
مین راہ دریا سے کہ نزدیک تر ہے متوجہ حبشہ و یمن ہووین اور غرض نوشیروان کی انکے بھیجنے سے یہ تھی
کہ اگر دیار حبشہ مین لشکر کو کچھ آسیب عائد ہو تو موجب ملامت و ندامت نہووے اور مہذا یہ گروہ انتقام
طالب اپنی کیفر کردار کو پہونچے چنانچہ بموجب فرمودہ بسواری سفاین راہ دریا سے متوجہ حبشہ ہوے
ولیکن صرف چھ کشتیان ساحل مراد پر پہنچین اور باقی غرق آب فنا ہوئین ہرمز اور سیف ذو یزن نے
بجہت آسایش و آرام چندے در حدود حبشہ مین ایک موضع مناسب اختیار کیا اور وہان فوج دلیرون
اس سرزمین کی بھی اس لشکر سے ملحق ہوئی اور خبردارون نے احوال ورود اس عسکر کا بسمع بادشاہ
حبشہ پہونچایا اور اُسنے اس حدیث سے متاثر ہو کر ایک قاصد ہرمز کے پاس بھیجا خلاصہ پیغام یہ کہ اس
کودک بیتمیز سیف نے تجکو اور تیرے بادشاہ کو فریفتہ کیا اور اگر تو میری سپاہ کی کثرت جانیگا تو مقام عذر
مین آویگا اور مین ننگ رکھتا ہون کہ تیرے ساتھ محاربہ کرون اگر تو جانب وطن اپنے پھر جاوے تو زاد و راحلہ سے
تیری مدد کرون اور اگر اس مملکت مین بصلاحیت رہے تو تجکو معزز تر اس سے کہ ولایت عجم مین ہے رکھون
القصہ جب قاصد نے ہرمز کے پاس آکر یہ پیغام پہونچایا اُسنے ایک مہینے کی طلب کی اور مسروق نے اسکو
مہلت دی مگر اس ایک ماہ مین بہت حمیری سیف سے ملگئے اور بعد انقضاے اس مدت کی مہم نے حرب
قرار پایا مسروق نے اپنے بیٹے کو دس ہزار سوار ساتھ دیکر بحرب مخالفان بھیجا اور ادھر ہرمز نے بھی اپنے
بیٹے کو دس ہزار سوار کی سنان اسکے مقابلہ اور مقاتلہ کو روانہ کیا ہرگاہ دونون سپاہیون مین باہمدگر مقابل

ہوا سپاہ عجم نے لشکر حبشہ کو ایسا تیر باران کیا کہ جمعیت انکی منہزم ہوئی اور یکسوم مسروق مارا گیا اور فوج ہرمز
نے مع نبیرہ ہرمز تعاقب ہزیمت زدگان کرکے انکو بھی قتل کیا مسروق اندوہناک سخت جگرسوز دوسرے
روز دس ہزار سوارون کے ساتھ ہرمز کے مقابلہ مین آیا جہان پہلوان نے بھی پانچہزار آدمی حمیری
اور چھ ہزار عجمی سے مسروق کا مقابلہ کیا اور ہرمز نے عصابہ لیکر اپنے منہ پر باندھا کہ بھوئین اور آنکھین
اسکی دبی گئی اور بنا بر اسکے کہ ضعف باصرہ رکھتا تھا پوچھا کہ مسروق کونسا ہے اور کس مقام پر ہے
اوسکو مجھکو دکھاؤ اُسکے لشکر نے کہا وہ فیل پر بیٹھا ہوا ہے اور تاج مرصع اسکے سر پر ہے اور ایک یاقوت
خوشرنگ اُس تاج مین لگا ہے کہ اسکی پیشانی پر آویزان ہے ہرمز نے اُس یاقوت کو دور سے دیکھا کہا فیل
مرکب بزرگ ہے اُسوقت اسکی طرف قصد کرنا بیجا ہے بعد لحظہ کے مسروق ہاتھی پر سے اُتر کر گھوڑے پر بیٹھا لوگون نے
صورت واقعہ تبدیل رکوب کو ظاہر کیا اُسنے کہا کہ اسپ بھی مرکب عز و شرف ہے کچھ دیر اور توقف کیا چاہیے
جب مسروق گھوڑے پر سے اوتر کر خچر پر سوار ہوا ہرمز نے کہا سچ ہے اور مرکب ذلت و حقارت ہے اب
کمان مجھے دو کہ وقت کار ہے اور کمان لیکر کہا کہ قبضہ اُسکا محاذی یاقوت کر دو تا تیرا میرا خطا نہ کرے اور [illegible]
اس حال کے اپنی خواص سے کہا کہ بعد تیر چھوڑنے کے اگر سپاہ حبشہ اپنی مقام پر سے متحرک ہو کر بادشاہ کی گرد آوے
تو جاننا کہ تیر نے کام کیا والا تعجیل تمام اور تیر مجھکو دینا بالجملہ شست جو بوسہ پیکان انگشت اور گذر کرد از مہرہ پشت و
عقاب اجل کہ عبارت تیر جہانپر سے ہے آشیانہ کمان سے پران ہو کر نشانہ پر پہونچا اور دماغ پر غرور بادشاہ کو ہدف
کیا فرد زد تیر کے چشم تو ہر تیر غمزہ کا مدہوش است * درون سینہ شکست انچنان کہ دل میخواست * مسروق خچر پر سے
گر پڑا اور سب لشکر حبشہ نے گرد اسکے ہجوم کیا سیف ذو یزن اور ہرمز نے جب یہ صورت مشاہدہ کی تیغ انتقام
نیام سے کھینچکر لشکر پر دوڑے اور سپاہ حبشہ نے فرار کیا اور اتنا قتال و جدال ہوا کہ کشتون کے پشتے لگ گئے
اور دریا سے خون مقتولون سے روان ہوا سیف ذو یزن نے مظفر و منصور صنعا مین آکر قصر عمدان مین کہ
دیدہ نظارگی نے زیر گنبد اخضر نظیر اُس عمارت رفیع کا نہ دیکھا تھا سریر سلطنت پر تمکن کیا اور اعیان و اشراف
اطراف و اکناف بلاد بجہت تہنیت عروس مملکت بدرگاہ بادشاہ رفیع المقدار متوجہ ہوئے از انجملہ صنادید
قریش بھی مثل عبدالمطلب بن ہاشم و وہب بن عبد مناف زہری اور امیہ بن عبد الشمس اور طلحہ اور خویلد
اور عبداللہ بن جدعان وغیرہ عازم قصر عمدان ہو کر بعد طے منازل و مراحل شہر صنعا مین پہونچے اور ملاقات
بادشاہ کی بوجہ ہیبت کر و انکی حاضر بارگاہ ہوئے حاجب نے اجازت دست بوس حاصل کر کے اسجماعت کو
گردنکشان آفاق کہ دست سینہ پر رکھے کھڑے تھے حاضر کیا قریش نے تحف و ہدایا گذرانے اور عبدالمطلب
نے اس محفل مین رخصت طلب کی بادشاہ نے کہا اگر تو آداب عرض مجلس سلطانی سے عہدہ برآمد ہو سکے
تو ممانعت نہین ہے عبدالمطلب بعبارت مرغوب تہنیت جلوس اسطرح بجا لائے کہ آواز تحسین رفقا اس انجمن مین
باوج علیین پہونچی مضمون اُن رباعی کا انہون نے ادا کیا قطعہ گرچہ ملشیت نکرد کس تعریف * کہ مراحب پایہ بمقدار

سخن خود معروف ہندوستانی ہے + جون فصیحی کہ آبدار گلزار + جب بادشاہ نے انکے کمال حسب پر وقوف پایا اور کیفیت
نسب دریافت کی عبد المطلب نے یمن سے عرض کیا سیف نے عنایات بادشاہانہ مبذول فرما کر کہا میری
خالہ کا بیٹا ہے کیونکہ مادر بادشاہ ازعرف قبیلۂ بنی النجار سے تھی پھر بادشاہ نے انکے ایسے مسرور و
مبتہج ہو کر انکو دار الضیافت میں بھیجا اور وہان کے مہتممون کو حکم دیا کہ بالجناح جملہ ماکولات و مشروبات
سے ایسا سرانجام کرو کہ انکو کچھ حاجت نرہے اور تا عرصہ یکماہ نہ اجازت ملاقات دی اور نہ رخصت از نظر
عطا کی جب مدت مذکور منقضی ہوئی ایکدن عبد المطلب کو خلوت مین طلب کیا اور تمہید مقدمات کہا
کہ امور مخفی اور قضایاے مختفی سینے ہمارے مرات ضمیر پر ارتسام پایا ہے انکے اظہار مین توقفا عبار
اندیشہ ناک ہون جو کہ تم مخزن اسرار حکم اور مجمع محاسن سے ہو اور منظہر سروکو داور اصل مقصود ہو
تمہدو ہو وہان تجویز نہین کرتی کہ یہ تم سے پوشیدہ رکھون بیت سرت در ین سینہ کہ گفتن نتوانیم
گفتن نتوانیم و نہفتن نتوانیم + اور اس اسرار یہ جز اہل بیت اور ارباب فراست اطلاع رکھتی چاہیے
کہ اصلا و مطلقا رو برو ے آشنا و بیگانہ اسیا میں کچھ زبان پہ نہ لاؤ بلکہ اپنے سایہ کو بھی اس راز سے محرم
نہ کرنا پھر بادشاہ نے باآنکہ اخفا مین مبالغہ کیا اوّل کار بطریق مجمل بیان فرمایا کہ عنقریب
ایک امر عالم شہود پر جلوہ پذیر ہوگا کہ موجب فخر و مباہات اخبار دنیا میں اور سبب رفعت درجات ہو گی
عقبی مین ہوگا اور ساکنان ام القری ساتھ زیادتی اختصاص اس موہبت عظمی کے مستثنی ہووینگے
بتخصیص تم اور وہان شریف تم ہون سے عرض کیا کہ واضح تر ارشاد ہوتا اصل مدعا مشہود ہو بادشاہ
نے عبد المطلب کو مقام طلب توضیح و تفصیل مین پاکر فرمایا ہنگام کہ حریم حرم محترم اور مکہ مکرم مین وہ جہان
کریم فضاے غیب سے بارگاہ شہود جلوہ فرما ہوگا کہ درمیان کتف اسکے خال ہو اور جن و انس کو مبعوث بعثت اسکی
ایک انس پیدا ہوگا بواسطہ ظہور اس صاحب سعادت کے شرافت تمکو باوج سموات پہونچا دیگی
عبد المطلب نے کہا الحمد للہ والمنہ کہ خزانہ افضل ملک متعال سے باخلعت گرانمایہ اور افسر قیمتی کہ موجب
سرفرازی میرے اور میرے عقاب کا ہے بوطن مالوف مراجعت کرتا ہون اگر مہابت و احترام مجلس
عالی نہوتا حقیقت حال سے اسطرح پر استدلال کرتا کہ ہیچ نوع شایبۂ شک و ریب اوسمین نہوتا بادشاہ
نے کہا کہ اب وہ وقت ہے کہ ایک تو منزلت خلیل خلعت موسی قدم عیسی آدم محمد اسم حسن رسم تولد کرے اور
شائبہ کہ پیدا ہو گیا ہو اور ایک علامات اوسکی سے یہ کہ بدایت سن مین ماں باپ سے جدا ہوے اور جد و عم اسکے
بکفالت حال خجستہ مال اسکے اشتغال کرین اور بمحض عنایت خداوندی سے بمنصب بلند نبوت فائز ہووے اور باوجود
اسکے کہ لکھنا نہ جانتا ہو قلم نسخ صحف سابقہ پہ کھینچے خلق کو متابعت شیطان سے بعبادت رحمان توجہ
فرماوے اور طبقات امم پہ کہ اسکے ساتھ مخالفت کرین غالب آوے اور بتون کو توڑے اور بتخانون کو برباد
کرے اور حرارت آتش پرستان باب تیغ آبدار مثا بون اسکی کے منطفی ہووے اور اگر ہم

مقام محمود کی حضرت حسین سینا ان میں ہو لیکن کوئی دقیقہ ذاتی فاتی عبودیت سے نامرعی نہ چھوڑے عبدالمطلب نے کہا
کہ امید ہے مراحم خسروانہ سے کہ زبان گوہر فشان بادشاہ سے یعنی اس سے بھی واضح تر ارشاد فرماوین بادشاہ نے
دو یزن نے کہ رب الارباب خداوند کعبہ ہمارے نزدیک صحت کو پہونچا ہے کہ حدیث صحیح اسکا ثبوت ہے اور
جو کچھ کہ میں نے تجھسے کہا ہے محض حق ہے اور یقین صدق جان کیونکہ یہ حدیث کتب الٰہی اور اخبار سماوی
سے کہ فرمود ہر شخص لیں پیدا اولاد کے نہ پہونچے ہمکو معلوم ہوا ہے عبدالمطلب از سر خضوع بیتابی ہو کر
و خشوع خاک پر رکھکر سجدۂ تعظیم میں آگیا بادشاہ نے کہا سر کو اوٹھا اور مجکو کہ اسمین سے اگر کچھ خبردار
ہے تو مشرف اعلام ارزانی فرما آنحضرت نے سر اوٹھایا اور تقریر کی کہ میرا ایک فرزند تھا عبداللہ نام بہت
کیاست و فرزانگی باوصف مروت و مردانگی جمع رکھتا اور مجکو سب بیٹوں فرزندوں میں دوست تر تھا
بنا بر اہتمام و انتظام حال اس عزیز کے آمنہ بنت وہب بن عبد مناف کو کہ محلہ جمال و عفاف آراستہ
تھی اسکی سلک ازدواج میں لایا لیکن جب آمنہ حاملہ ہوئی وہ قرۃ العین اور ثمرۂ فواد میرا عنفوان شباب
اور ریعان جوانی میں بساط زندگانی سے لپیٹکر رخت حیات بعالم بقا لے گیا اور مجکو پسماندہ اندوہ و غم
چھوڑا اور بعد انقضاء مدت اس واقعہ الیمہ کے ایک فرزند پیدا ہوا جمیع الخصائل ان علامات کے کہ بادشاہ
نے بیان فرمائیں اور محمد موسوم ہوا تا اسم مطابق مسمی کے ہووے اب آمنہ سرچشمہ طفولیت سے گذر کر
بمقام صبی انتقال کیا ہے ارباب فراست اور اصحاب کیاست آثار سیادت اور انوار سعادت بشرۂ جمال
اسکے سے مشاہدہ کرتے ہیں اور بنا بر اس مناسبت کے کہ مجکو اسکے ساتھ واقع ہے ایسا جانتا ہوں
کہ عبداللہ ابتک قید حیات میں ہے جب عبدالمطلب نے یہاں تک کلام پہونچایا کہ سیف ذو یزن نے کہا
کہ صورت واقعہ ویسی ہے پوشیدہ بہت رکھنا کیونکہ ایک جماعت اسکے ساتھ نہایت عداوت رکھتی ہے
اور اپنی قوم سے اسکا تو ہمین سے کچھ نہ کہنا اور انکے حسد سے بیچتے رہنا اور جان اور آگاہ ہو کہ جب
پیغمبر علیہ السلام مبعوث ہوگا تو قریش اسکے ساتھ مخاصمت کرینگے اور اسکے دفع میں بہت فتنہ و فساد
اوٹھاوینگے اور آنحضرت بسبب ضرورت مکہ سے نکلکر قدم بادیہ ہجرت میں رکھینگے تا آنکہ اہل یثرب
انکی متابعت میں آوینگے اور ہمدم و ہمنشین اس سرزمین میں تمشیت قبول کرینگے اسوقت میں اگر حیات
مستعار یاوری رکھتا تو لشکر تربیت دیکر یثرب پہونچتا اور انتظام رقہ و مم سکشت لزوم پہونچتا اور نصرت دین
میں کوشش اور تاخیر اس امر میں اس سبب سے کہ نما لیا زادن و عمرت محبت آثار فرخندہ انجام
نپاوان قصہ دوشتہ ایست بدین نام لاجرم واندہ و کہ پیش آید و ماشقان کشتہ دیدار رہ داور بعد از آن بادشاہ
صاحب وہ دان طہارت اور تمام وصیت نمائی ملکت اس بشارت کی تمامی اشخاص قریش کو رخصت فرمایا
کیا اور ہر ایک کو بانعام دس غلام اور دس کنیز اور دس برد یمانی اور پانچ رطل طلا اور دس رطل نقرہ
اور ایک ظرف پر عنبر اور سو اونٹ سرفراز کیا اور جتنا ان سبکو انعام کیا تھا اسکے برابر عبدالمطلب کو

دیا اور اُنسے التماس کیا کہ سال آیندہ دار الملک صنعا مین آکر تجدید اہل ملاقات کو اشتعال کرین پھر سبکو دوست کام
بجانب مکہ واجب الاحترام رخصت کیا اور قضاے ایزدی سے اُسی سال مین مرغ روح اُس بادشاہ حمید خصال کا
شکارگاہ مین بدام صیاد اجل گرفتار ہوا کہ تفصیل اس سانحہ حیرت افزا کی مناسب اس مقام کے نہین ہے اور بعضے
کہتے ہین کہ عبد المطلب کو مرگ نے امان نہ دی کہ دورہ ملاقات بادشاہ جاتے الا اسمین تشکک نہین کہ انکو صنعا مین نہ
دی خبرین سے وثوق تعبیر خواب کہ پیشتر از ولادت حضرت نبوی علیہ السلام دیکھا تھا زیادہ ہوا اور چونکہ ان اوراق مین
مرۃ بعد اخری منامات صادقہ سلک تحریر مین آوینگی ذکر شمہ حقیقت منام اور اسکے اقسام کا شاید کہ نزدیک خردمندان
صافی ضمیر چندان نامناسب نہ معلوم ہووے بلکہ واقفون کو وسیلہ زیادتی معرفت اور ناواقفین کو بمقتضاے قول
مشہور کہ علم شی بہتر از جہل اوست موجب مزید مفاد ہو اراے ارباب ہوشیاری اور بیداری پر مخفی نہین ہے کہ خواب
عبارت ہے بازرہنے حواس ظاہر کے مشاہدہ محسوسات سے بواسطہ میل کرنے روح حیوانی کے بسوی باطن
پس اگر نفس اس حال مین کسی صورت کو ملاحظہ کرتا ہے تو اسکو خواب کہتے ہین اور خواب بمعنی ثانی دو قسم پر منقسم
ہوتا ہے راست اور دروغ خواب راست وہ ہے جب نفس بشری شواغل حسی سے فراغت پاوے تب بہ مناسبت
اصلی کے ملاء اعلیٰ اور منتسبان عالم بالا اور اتصال روحانیات بعض صورتون پر کہ مبادی عالیہ مین منطبع ہین مطلع
ہوتے ہین چونکہ بہ قضیہ نزدیک فرقہ صوفیہ اور جمیع حکما کے مقرر ہوا کہ مجموع صور حوادث عالم کون و فساد نفوس
فلکی مین مرتسم ہین چنانچہ خیال مین کہ عقب حس مشترک مقدم دماغ ہر فرد نوع انسان کے ہے اور جو کچھ کہ اس
حس مین حواس ظاہر سے ظاہر ہو پہنچتا ہے مرتسم خیال ہو جاتا ہے اور سب صور اشیا اسمین ارتسام پاتے ہین
اور جب نفس ناطقہ قوی ہوتا ہے اور متخیلہ ضعیف پس جو جواہر شریفہ عالیہ عالم دوم مین نفس پر قابض ہوتے
ہین وہ اسمین کچھ تصرف نہین کر سکتا اور نہ بصورت دیگر قدرت انتقال رکھتا ہے بلکہ اسیطرح حافظہ کو تفویض کر دیتا
ہے اور نائم بعد از بیداری اس نقش کو کہ نفس فلکی سے نفس بشری پر القا کیا پاتا ہے اپنے خیال مین
موجود پاتا ہے یہ خواب ہوتا ہے راست غیر محتاج بہ تعبیر اور اگر متخیلہ بھی قوی ہووے اور اس صورت مین
کہ نفس فلکی سے نفس بشری پر انعکاس پایا ہو تصرف کرے اور لباس ایسے مناسب اسکو پہنا کر خیال کو سونپے
یہ خواب ہوتا ہے راست محتاج بہ تعبیر ان مقدمات سے لازم آیا کہ خواب راست بھی دو قسم پر تقسیم پاوے
جیسا کہ خواب مطلق منقسم ہے اور رائے ارباب دانش پر پوشیدہ نہین کہ رویاے صادقہ مخصوص منجملہ ان
قلاوہ شریعت و ملت کا ہوتا ہے جب قوت متخیلہ قوی ہو اور نفس ضعیف متخیلہ نفس کو نظر بہ رعایت قدیم خواب مین
اپنی حرکات تشبیہ اور تمثیل و نیز ایضا اور تفصیل سے مشغول کرکے مطالعہ عالم معقول سے اسکو مانع آوے کیونکہ
متخیلہ کا یہ کام ہے کہ پیوستہ اشیا کو باہم تشبیہ دیوے اور اشیاء مقصدہ کو باکدیگر ملتئم کرے کبھی ہووے کہ اجزاے ملتئمہ کو
جدا کر دالے اور تصویر نفس اسوجہ پر خالی ہووے مصرع زہے تصور باطل زہے خیال محال + اور کبھی ہو کہ کوئی
خلط اخلاط اربعہ مین سے بدن پر مستولی ہووے اور متخیلہ بمقام مناسب اُس خلط کے مختلف صورتین

نفس کو دکھاوے مثلاً جبتک خون بدن مین غلبہ پاوے اور اُسکے بخارات رنگین صاعد ہوے دماغ ہون
اور نفس ناطقہ نے بدستیاری متخیلہ بیداری مین کسی صورت کا ادراک کیا ہو وہ صورت عالم خواب مین حس مشترک
مین منطبع ہو تو خواب مین اشکال سرخ رنگ یا آتش ملاحظہ ہووے اور در صورت ازدیاد صفرا صورت زرد اور زیادتی
بلغم مین دریا و باران اور کثرت سودا مین تیرگی و سیاہی اور صورتہاے مہیب دکھائی دیتی ہین پس فحواے ان سطور
سے واضح ہوکر رویا کا وجہ تین طرح پر ہوتا ہے یعنی ایک تو بسبب ضعف نفس ناطقہ کر قوت متخیلہ اسمین
تصرف کرتی ہے اور دوسرے غلبہ اخلاط بدنی سے اور تیسرے جو مذکور کہ اوقات بیداری مین ہوتے ہین بسبب
فرط توجہ طبع کے وہی امور یا بادنیٰ اختلاف دیکھتا ہے مصرع چو سیر و بتلا سیر ہو خیر و بتلا خیر و ۔ بہرحال مجملہ منامات
صادقہ مستغنی التعبیر کے ایک خواب عبد المطلب کا ہے کہ صورت واقعہ اسکی یہ ہے کہ ایکدن حجر مین مشاغل سے فارغ
ہوکر یہ سوتے تھے کہ قلم قضا نے انکی لوح خاطر پر ایک سطر عجیب لکھی اور مرآت ضمیر اُنکا ساتھ ایک صورت بدیع کے
نقش پذیر ہوا یہ بادل حاجیم ایک کاہنہ پاس گئے کہ فن تعبیر مین عدیم المثال روزگار تھی کاہنہ آثار خوف و
رعب انکے بشرہ پر مشاہدہ کرکے پرسان حال ہوئی عبد المطلب نے کہا کہ مین نے ایک خواب دیکھا ہے کہ اُسکی مہابت سے
پریشان خاطر ہون اور مین نے اسطرح پر دیکھا ہے کہ ایک زنجیر سفید میری صلب سے ظاہر ہے اور اُسکے چار طرف
ہین ایک جانب آسمین سے فرماے پیوستہ اور ایکطرف تاثری اور ایک سرا اسکا ملحق بمشرق اور سر دیگر ملتصق بمغرب
ہے اور مین بچشم تعجب اسکو دیکھتا ہون کہ ناگاہ وہ زنجیر ایک درخت سبز و خرم ہو گیا کہ مشتمل تھا جمیع آثار پر کہ عالم
نباتات مین ہوتے ہین اسمین موجود ہین اور دو پیر روشن ضمیر فرخ لقا با صفا اس درخت کے نیچے
کھڑے ہین اور مین نے اُن دونون سے نام و نشان انکا پوچھا ایک نے کہا میرا نام نوح ہے اور دوسرے نے
فرمایا کہ میرا نام ابراہیم خلیل ہے پھر مجکو کہا کہ اے عبد المطلب یہ درخت وہ اصل شریف ہے کہ آبا و اجداد سے
تجھ تک پہونچا اور تیری پشت سے ظہور پایا اور قرن بقرن اور صلب بصلب بعہد و میثاق انتقال پاتا رہا کاہنہ نے
کہا اگر اس خواب مین تو صادق ہے تو ایک شخص تیری نسل سے ظاہر ہوگا کہ بقیہان جوامع ملکوت اور ساکنان صوامع
ناسوت بخاشعیت اطاعت اُسکا اپنے دوش پر ڈالینگے اور حلقہ اطاعت اُسکا کان مین پہنینگے اور زنجیر دلیل ہے
استحکام قواعد دین اور کثرت انصار پر اور حلقہ اسکے مبنی ہین ثبات امر اور استحکام کا راس صاحب سعادت ہے جو کہ اُسکے
مخالفت کرے مانند قوم نوح بطوفان عدم اور گرداب فنا گرفتار ہو اور جو کہ اسکی فرمانبرداری کرے آتش جہنم
اسپر گلستان خلیل ہو اور وہ سعادتمند احیاء امر اسم ملت ابراہیمی مین بشرط التفات اور حسن اہتمام بجا لاوے
کہ تا انقراض عالم قصور و انہدام قواعد قصر نبوت اور ارکان امانت اسکے مین راہ نہ پاوے اور روایان
اخبار صادقہ روایت کرتے ہین کہ زمان عبد المطلب مین بسبب غلبہ قریش اس گروہ پر کہ انکے ساتھ
مجادلہ و قتال کے لیے آئے تھے یہ تھا کہ نور نبوت انکے چہرہ پر بشکل مستدیر کہ افضل اشکال ہے ظاہر ہوتا
اور از روے تجربہ کوئی اہل مکہ مین سے کچھ شک نرکھتا تھا اور جب واقعہ صعب و سخت

در پیش آتا ساکنان ام القری دست بدعا اٹھا کر اُسکو نزدیک حضور مجیب الدعوات شفیع کرتے تھے اور دو مہم و مشکل
بطریق اسہل کفایت ہوتی تھی مصداق اس مقال کا یہ کہ ایک نوبت مکہ میں قحط غلہ اس مرتبہ ہوا کہ مردم تمنائے نان سے
بنا فنائے فرادیس و جنان مشغول ہوتے تھے وما احسن قول بیت چنان قحط سالی شد اندر دمشق کہ یاران
فراموش کردند عشق + اور گاہے خشک سالی حد کو پہونچی کہ تم بھی زبان بیوہ اور یتیمونکی انکھ میں نہ بستا تھا
اور جب اشتیاق نان و گوشت سے جان بلب اور دل و فغان آتا صنادید قریش اور سرداران عرب عبد المطلب
کے ساتھ کوہ شبیر پر جاتے اور انکو بتضرع و تخشع وسیلہ گردان کر منعم بے منت سے وہ ہوا ستکہ
بالذات و واسطہ سبب حیات جہانیان ہے مسئلت کرتے اور دعا اس جماعت کی باسرع اوقات قرین اجابت
ہوتی اور بسبب نزول باران رحمت گشت زار امید ساکنان حرم خرم و شاداب ہوتا اور یہ مخصص برکت
قرب زمان ظہور سید المرسلین و خاتم النبیین صلوات اللہ وسلامہ علیہ الی یوم الدین سے صدور پاتا تھا اور لکھا
کہ نتائج لطف ایزدی سے عبد المطلب بوجود دس پسر اور چھ دختر مسرور و مستبشر ہوئے اول پسر انکے
فرزندون میں کہ بخلعت ہستی متخلع ہوا حارث تھا اور اسنے حفر چاہ زمزم میں اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ
سعی بلیغ کی اور ابو سفیان اور مغیرہ اور نوفل جملہ فرزندان حارث سے تھے اور ابو سفیان سال فتح
مکہ میں مسلمان ہوا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکے باب میں فرمایا کہ ابو سفیان سید
جلسا اہل جنت سے ہے اور حالات اور قصایا سے عام اُنکے آیندہ مسطور ہونگے انشاء اللہ تعالے اور
یہ وہ ابو سفیان نہیں ہے کہ پدر معاویہ سلطان شام ہے اور دوسرا ابو لہب اور اُسکو ابو عتبہ بھی
کہتے تھے اور جملہ سارقان غزال خانہ کعبہ سے ایک یہ ہے کہ باعث دزدی اسکا یہ تھا کہ ایک شب ابو لہب
ہمراہ قریش کے کھانا کھاتا تھا اور کنیزگان مغنیہ سرود کرتی تھیں جب اسباب طرب تمام ہوا اور نقدی
رائج تھا ان دو آہو بردہ طلا سے کہ عبد المطلب نے چاہ زمزم سے نکالے تھے نظر آتی لاجرم وہ غزال کعبہ
چرا کر بیچ ڈالے اتفاقاً عبد المطلب سرا سے ابن جیعق کے دروازے پر گذرے اور آواز اُن عورتون کے
گانے کی سُنی کہ یہ وہ ابیات گا رہی تھیں کہ مشتمل تھیں اس امر پر کہ وہ فعل منکران سے صادر ہوا عبد المطلب نے
اور اہل قوم کو اس معنی سے آگاہ کیا اور اس گروہ کو پکڑ کر فراخور حال تنبیہ اور تادیب کی اور فرزندان ابو لہب کے
عتبہ اور عتیبہ ہیں کہ ماں انکی ام جمیل تھی پھوپھی معاویہ کی اور خواہر ابو سفیان کی کہ فحوائے آیت حمالۃ
الحطب اسکے حال کا مبین ہے اور تفصیل اس مجمل کی اسطرح پر ہے کہ ام جمیل یعنی زن ابو لہب
عداوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہایت کوشش کرتی تھی بحدیکہ پشتارہ خارستان اور خس
مغیلان سے لاکر ہنگام شب راہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں پراگندہ کرتی تا جب وقت صبح دولتخانہ میں سے
مسجد الحرام میں جاویں و خار پائے مبارک کو آزار پہونچاویں کہتے ہیں ایک دن اُسنے خار کا بار سر پر
رکھا اور رسن اُس پشتارے کی اپنے گلے میں محکم باندھی کہ ناگاہ وہ اسکے سر پر سے گر پڑا اور رسن سے

اُسکا کلا گھٹ گیا اور یہ اس خفگی سے راہی دوزخ ہوئی اور اسیطرح سے ابولہب بھی تا آخر عمر خصومت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین مقرر رہا یہانتک کہ بارہا اُسنے بنا بر ہلاک آپکے قصد کیا لیکن محافظت الٰہی مانع آئی
اور بیچ تفسیر عزیزی کے تفسیر سورۂ تبت مین لکھا ہے کہ جب سورہ شعرا مین آیت وانذر عشیرتک الا
قربین نازل ہوئی یعنی اور ڈرا تو اے محمد خویشان نزدیک اپنے کو عذاب خدا سے آیت واخفض جناحک
لمن اتبعک من المؤمنین فان عصوک فقل انی بریٔ مما تعملون یعنی اپنے بازو نیچے رکھ انکے
واسطے جو تیرے ساتھ ہون ایمان والے پھر اگر تیری نافرمانی کرین تو کہہ دے مین الگ ہون تمہارے
کام سے لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا پر تشریف فرما ہوے اور ہر ایک کو اپنی اقارب مین سے
آواز دی اور سب جمع ہوے بعد ازان فرمایا کہ اگر مین کوئی خبر دور از عقل تمہی کہون اسکو باور رکھنا مثلاً
اگر کہون کہ لشکر جرار تمہاری تاخت و تاراج کے واسطے عقب اس پہاڑ سے پہونچا ہوا اسکو باور رکھو سو اُسکے
کہ تم بسبب نشیب مقام ایستادگی نہین جانتے کہ پہاڑ کے پیچھے کیا ہی اور مین فراز کوہ پر کھڑا ہون دور
دور کا حال مجھے نظر آتا ہے پس جو کچھ کہ مین کہون قابل اعتبار ہی سب نے کہا درست ہی پھر حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پس تمکو ڈراتا ہون عذاب خدا سے کہ اگر میری اطاعت نکروگے اور بقرآن شریف ایمان نہ
لاؤگے تو تم پر عذاب نازل ہوگا اور تمہیں اسوقت کچھ نہوگا ابولہب کہ نام اسکا عبدالعزیٰ ہے کہ یہ عم علاتی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا تھا اُسنے حرف سخت آنحضرت کی جناب مین کہا کہ آیا اسی کار بار کے واسطے ہمکو بلایا اور جمع کیا تھا ہلاک
ہوجیو تو اے محمد یہ سورت اس خبیث کے جواب مین نازل ہوئی قال اللہ تعالیٰ تبت یدا ابی لہب یعنی ہلاک
ہوجیو ہاتھ ابی لہب کے وتب اور ہلاک ہوجیو ابولہب ما اغنی عنہ مالہ وما کسب یعنی کچھ فائدہ نکیا
اس سے مال اسکے نے اور جو کچھ کہ کسب کیا نام اور جاہ اور اولاد اور اتباع اور یار اور دوست سے اور بعضون نے
اس امر سے الگ نہی اور مال موروثی مراد رکھا ہے اور بعضے فرزند سے مراد لیتے ہین ہر کیف ہر ایک ان
اسے محتمل ہے اب بیان ہے نفعی مال و ملبوسات اسکے کا فرماتے ہین کہ اگرچہ یہ چیزین دنیا مین اسکو فی الجملہ
نفع کرینگی تو بھی آخرت مین کہ بیشتر محل حاجات اور جاے استقرار و ثبات ہی اصلا نفع نکرینگی کیونکہ سیصلی
نارا ذات لہب ہے کہ داخل ہو آتش مین یعنی بجبر دمکر اسکو آگ مین ڈالین اور انتظار روز قیامت اُسکے
حق مین نکرین بخلاف اور کافرون کے ذات لہب صاحب شعلہ ہاے عظیم کیونکہ سفر اُسکا اور ونکی کفر سے
زیادہ رکھتا تھا بجہت قرب قرابت اور کمال اطلاع احوال و عادات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور
علاوہ اس سے بنا بر مزید عداوت اسکے اور علاوہ ازین اسباب زیادتی عذاب اسکی یہ ہین کہ انکی محبوبہ کو
سامنے اُسکے عذاب مین جلاوینگے اور اسیواسطے فرمایا وامرأتہ حمالۃ الحطب مراد یہ کہ وہ عورت
کہ ہیزم کشی کرتی دنیا مین یعنی پشتارہ خار لاتی تھی اور راہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر اگندہ کرتی تھی دوزخ مین مقابل اسکے
ڈالی جاویگی فی جیدہا گردن اُس عورت مین کہ جاسے باندھتے قلاوہ جواہر و زیور ہی حبل من مسد رسی

ہوگی پوست سخت خرما سے کہ اسکو محکم بٹا ہوگا اور خاصیت اس رسن کی یہ ہوگی کہ جب عرق مین تر ہوگی زیادہ
تر ہو یعنی اینٹھنا پیدا کریگی اور بسبب خفگی گلو بغایت ہوگی اور مطابق اس حرف کی کہ اسکی شان مین آیا
اسی طرح سے دنیا مین واصل جہنم ہوئی و اسرا علما سیر اور تاریخ مین مذکور ہے کہ دو دختران حضرت مصطفی
علیہ حضرت رقیہ اور ام کلثوم ساتھ دو فرزندون ابولہب کی کہ عتبہ اور عتیبہ نام رکھتی تھی نامزد ہوئی تھین
ابولہب نے اپنے بیٹون سے کہا کہ اگر تم میری رضامندی چاہتے ہو اس علاقہ سے دست بردار ہو والا
تا دم مرگ تمہارا منہ نہین دیکھنے کا پسر کلان نے کہ عتبہ تھا سکوت کیا اور پسر دوم کہ عتیبہ تھا ازراہ کمال
بیحیائی اُس جگہ سے اٹھکر آنحضرت کے پاس آیا اور بیحجابا کہا کہ مین نے تیری دختر کو چھوڑا اور الفاظ ناسزا وہ
وہ ملعون زبان پر لایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بارخدایا ایک کتا اپنے کتون مین سے اسپر
مسلط فرما کہتے ہین اسکو شام مین ایک شیر نے پھاڑ ڈالا اور تیسرا بیٹا عبد المطلب کا غیدق ہے کہ کثرت
خیر و احسان سے اسکو جحل کہتے اور اسکی اولاد نہین ہوئی چوتھا پسر انکا مقوم ہے کہ وہ اور سید الشہدا حمزہ
ایک مان سے ہین اور حال مقوم غیر ازین کچھ نہ معلوم ہوا پانچوان ضرار ہے اور یہ بھی شعرا سے مشہور عرب
ہے اور کنیت اسکی ابو طاہر اور یہ بھی لاولد رہا چھٹا زبیر اور یہ بھی جملہ شعراے عرب سے ہے ساتوان
ابوطالب اور انکے چار فرزند حضرت علی اور عقیل اور جعفر اور طالب اور دو دختر ام ہانی کہ والدہ انکی فاطمہ
بنت اسد بن ہاشم ہے کہ مومنات مہاجرہ سے ہے اور ذکر ابوطالب اور کیفیت و اہتمام انکا نسبت بحال
حضرت خیر الانام بالتفصیل عنقریب بسمت گذارش پاوے گا انشاء اللہ تعالی آٹھوین عبد اللہ ہین کہ بیان
قوم و قبیلہ سے تھے و بغیر از سید کونین انکے کوئی فرزند نہ تھا نوین حمزہ کہ بڑے پہلوانان عرب سے ہین
اور کنیت انکی ابو عمارہ اور انکا ایک فرزند تھا عمارا نام اور ایک دختر مسماۃ باسم ابو المہاز دسوین
عباس کہ کنیت انکی ابو الفضل تھی کہ تین برس پہلے عام الفیل سے متولد ہوئے اور بعد ازانکہ جہان کی
منزل منازل زندگانی سے طے کی تھی کہ زمان خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مین درمیان
مدینہ کے وفات پائی اور حضرت عثمان نے انپر نماز گذاری اور عباس کے چھ فرزند تھے عبد اللہ اور
فضل اور قثم اور معبد اور عبد الرحمن اور ایک دختر ام صفیہ حبشیہ نام اور مان انکی ام فضل بنت حارث
خواہر میمونہ کہ امہات مومنین سے ہے اور اسامی دختران عبد المطلب یہ ہین صفیہ عاتکہ برہ امیمہ
اروی اور یہ سولہ فرزند عبد المطلب کے خواتین متعددہ سے پیدا ہوے تھے اور انکے فرزند بعضے جاہلیت
مین اور بعضے اسلام مین زمرۂ اشراف و اعیان انام مین انتظام رکھتے تھے چنانچہ چھ تن انمین سے قبل از بعثت
فوت ہوے اور چار پسر زمان نبوت احمدی مین ہے ایک عباس کہ روشن تر انکے القاب سے آشکار ہین
ہین اور دوسرا ابولہب کہ باتفاق کافر ہے اور تیسرا حمزہ اور چوتھے ابوطالب کہ انکے ایمان مین اختلاف ہے
کیونکہ بعضے علما معتزلہ اور کافہ امامیہ کا اعتقاد یہ ہی کہ ایمان لائے تھے اور جمیع ائمہ اہل سنت و جماعت

اس امر میں کہ تا آخر عمر اپنی اجداد کی ملت پر تھے اور دونو طائفہ اپنے اثبات و اعتقاد پر دلائل قائم
کرتے ہیں کہ تشریح اسکی لائق اس مختصر کے نہیں ہے واللہ تعالیٰ اعلم و لیکن اتفاق سب کا اسپر ہے کہ بلاشبہ
جناب عبدالمطلب نسبت آنحضرت رسالت پناہ محبت مفرط رکھتے تھے اور محبت و شفقت انکی حضرت پر اس مرتبہ تھی
اپنی اولاد صلبی سے انکو بہتر جانتے اور گاہ گاہ کہتے اور پیار کرتے کہ اس کو کسی میں شان عظیم دیکھتا ہوں اور عنقریب
بمدارج سروری اور مدارک نیک اختری ترقی کریگا کہتے ہیں کہ ایک سایہ خانہ کعبہ پر فرش ہوتا تھا اور اسپر وسادہ
واسطے نشست عبدالمطلب و رانکی اولاد کے بچھاتے تھے اور یہ عادت اور انکی اولاد اسپر نہ بیٹھتے اور رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس فرش پر بالاتر آنکر چار زانو بانکین تمام جلوس فرماتے اور اعمام حضرت خیر الانام
آپکو اس حرکت سے منع کرتے تو عبدالمطلب انکو اس ممانعت سے مانع آتے اور اگر عبدالمطلب سوتے ہوتے
تو بجز آنحضرت کے کوئی یارا اور قدرت نہ رکھتا تھا کہ انکو بیدار کرے اور اگر خلوت میں جاتے تو سوا حضرت کے
وہان کوئی بار نپاتا تھا اور پیوستہ عبدالمطلب حرکات اور سکنات سے آیات حضرت سے آثار سیادت و سروری مشاہدہ
کرتے اور بسبیل تفاخر آشنا و بیگانہ سے اسکو تقریر فرماتے اور آخر ایام حیات اپنی مین کفالت آنحضرت کو ابو طالب
حوالہ کیا کہتے ہیں جب مرض نے مزاج عبدالمطلب پر استیلا پایا اور طبیعت انکی دفع بیماری قوی سے عاجز
آئی اپنے فرزندونکو جمع کیا اور کہا اب وہ حالت کہ ناگزیر مخلوقات ہے نزدیک پہونچی اور ضمیر میں کوئی دغدغہ
نہیں ہے مگر اسی اندیشہ محمد کے کہ اسکا باپ اور نہ مان اس جہت سے میری خاطر نہایت پریشان ہے چاہئے کہ تم سب
فرزند قبول کرو کہ بعد از فوت میرے متعہد اسکے قیام کرو ابو لہب اور بعضے اخوان نے اگرچہ قبول کیا مگر انکو
ملتمس انکا پسند دلپذیر نہ ہوا جب ابو طالب نے دیکھا کہ مطلوب برادران بانجاح مقرون نہوا لاجرم بعرض پدر بزرگوار
پہونچایا کہ رضائے سرور قریش و دیار عرب ہو تو اعلائے شان احمدی اور ارتفاع مکان محمدی اور اہتمام
ترتیب ثمرۃ الفواد اور سعی ترشیح اس دوحہ مراد مین حسب مقدور والامکان بتقدیم پہونچا دون اور روا نرکھون
کہ غبار ملال احوال و مال اسکے پر بیٹھے عبدالمطلب کو یہ التماس موافق طبع آیا کہا کہ ہمیشہ سوانح حالات
اور حدوث واقعات مین باوجود صغر سن کے مستشار میرا تھا اب اس امر مین اسکے ساتھ بھی مشورہ
کرتا ہون دیکھون کہ وہ کیا مصلحت دیتا ہے یہ کلام کرکے بسوے خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوئے
اور کہا تیرے داغ فراق اور سوز مہاجرت کو جہان فانی سے عالم جاودانی لیجاتا ہون بعد از موت میری
اپنے کون سے چچا سے میل رکھتا ہے تا میں اس سے مراسم حفاظت تیری مین شرائط تاکید بجا لاؤن خواجہ
علیہ التحیۃ والسلام اُٹھے اور ابو طالب سے معانقہ کیا اور انکی زانو پر جلوس فرمایا عبدالمطلب نے کہا الحمد للہ کہ
رضا تیری میرے اختیار کے موافق ہے مصرع ہرچہ رضائے تو ہست رضای ما ہمان * پھر ابو طالب
سے کہا کہ محمد کو مین تجھے سپرد کرتا ہون چاہئے کہ شرائط تحفظ اسکے مین لوازم تیقظ بجا لاوے ایسا کہ
وفور سعی اور کمال اہتمام تیرے سے مراعات اس فرزند مین کوئی دقیقہ نامرعی نرہے اور آگاہ ہو کہ

اندک مدت میں یہ سید قوم بلکہ سرور عالم ہوگا اگر اقبال تیرا مساعدت کریگا تو زمان ظہور اسکی کو پاویگا اسوقت
تجکو معلوم ہوگا کہ داناترین اہل عالم اسکا میں تھا ابو طالب نے وصیت پدر بصمیم قلب سے قبول کی اور
ہاتھ پکڑکر عہد و میثاق باندھا بعد از وقوع پیمان عبد المطلب نے کہا اب سکرات سہل ہوئی اور جان کنی
میرے اوپر آسان ہوئی اور روے مبارک حضرت رسول کو چومنا شروع کیا اور کہا کہ کسیکو اپنے
فرزندون میں سے خوشبو اور خوشرو تجھ سے میں نے نہیں پایا جب وصیت تمام ہوئی نقد زندگانی بقرضخواہ
اجل سپرد کی مدت عمر انکی ایک سو بیس برس کی تھی حضرت رسول مقبول آٹھ برس کی عمر میں اُس شفیق سے
جدا ہوگئے اور روایت کشف ابو طالب میں تا زمان قرب ہجرت مکہ میں بفراغ بال مقیم ہوا اور ابو طالب
نے تا مدت العمر اپنی بوفا سے عہد و پیمان قائم کیا یہ تھا حال عبد المطلب کا کہ بقدر ضرورت لکھا گیا اور ہاشم
کہ پدر بزرگوار انکے تھے نام انکا عمرو ہی اور ہاشم اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ ہشم شکستن نان ترید کرنے کو کہتے ہیں اور
روضۃ الصفا میں مرقوم ہے کہ نام انکا عمران ہی بنا بر رفعت رتبہ کی کہ یہ رکھتے تھے انکو عمران العلا کہتے تھے
کسواسطے کہ ایک سال قحط اور عسرت میں بسوی دیار شام جا کر واسطے نان اندازہ شتران گندم وغیرہ لادکر حرم میں
لائے اور روز دو اونٹ ذبح کرکے پکاتے اور نان ہاے خشک کو ترید بناکر سیر فرو شکم تقسیم کرتے
اول جسنے کہ عرب میں مہمانون کو یہ ترید ضیافت کی یہی تھے اور اسی جہت سے ملقب باسم ہوئے اور یہ سخاوت انکی
ضرب المثل اور مشہور ہے جیسے بدل شعاع انوار مصطفوی جبین انکی میں ایسی درخشان تھی کہ جو کوئی انکو دیکھتا تاب نظر نہ لاتا اور
پیشانی زمین پر رکھتا بعضے سلاطین ترسا کہ مقلد ملت نصاری تھے اس معنی کو اخبار سماوی میں جانکر
بہ سماہرت انکی براغبت تمام ہرقل نے ایک قاصد انکے پاس بھیجا اور وہ مخدرہ کہ اپنی شبستان عصمت
میں رکھتا تھا بغرض کی ہاشم نے قبول کرنے التماس اسکی سے اعراض کیا آخر الامر بواسطہ اس خواب کے
کہ مدینہ میں دیکھا تھا سلمہ کو کہ اشراف قبیلہ نجار سے تھی اور بزیور عقل و کیاست محلی حبالہ نکاح میں لائے
مشروط باین امر کہ وضع حمل خانہ سلمہ میں ہووے اور بعد از عقد اس خاتون کو مکہ میں لیگئے جبکہ اسکو حمل
عبد المطلب رہا بنابر اس شرط کے کہ واقع ہوئی تھی اسکو مدینہ میں لائے اور جب عبد المطلب پیدا ہوئے
ہاشم بجانب شام گئے مقام غزہ میں کہ توابع دمشق سے ہے مریض ہوکر ہنگام نزع وصیت کی کہ کمان اسمعیل پیغمبر اور
علم اور کلید خانہ کعبہ کہ باپ سے بیٹے کو منتقل ہوتا آتا ہی عبد المطلب کو تفویض کریں اور ایام جوانی میں عالم
فانی سے انھون نے رحلت کی اور قبر انکی اس دیار میں معروف و مشہور ہے اور بعضے کہتے ہیں ہاشم
پیش از ولادت عبد المطلب شام میں گئے اور مرض موت میں کمان اور علم اور کلید اپنے بھائی کو سپرد کیا اور
اپنی حکومت بھی انکی راے پر قرار دی پھر اُن اشیاء مذکور نے اسنے بعبد المطلب انتقال پایا اور انکی چار بیٹے
تھے اسد کہ پدر مادر امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اسد اور فضلہ اور صیفی اور عبد المطلب کہ ہمارے پیغمبر کے
جد ہیں اور نام عبد مناف انکے پدر بزرگوار کا مغیرہ ہی اور کنیت انکی عبد الشمس ہے اور مناف نام ایک صنم تھا

اصنام میں سے اور نہایت حسن و جمال سے کہ رکھتے تھے انکو قمر بھی کہتے تھے اور انکے بھی چار فرزند تھے ہاشم
کہ جد عبد اللہ ہیں اور عبد الشمس کہ جد بنی امیہ ہے اور نوفل کہ جد جبیر بن مطعم ہے اور مطلب کہ جد اعلیٰ امام شافعی کے
کہ شافعی مطلبی اسی جہت مشہور ہوئے اور حکومت کہ انکے باپ سے انکو منتقل ہوئی ملوک اطراف نے باتحاف
عبد مناف مبادرت کی اور کہتے ہیں کہ ہاشم اور عبد الشمس توام پیدا ہوئے تھے اور پیشانیاں انکی باہم بہنگام
ولادت چسپیدہ تھیں اور روضۃ الاحباب میں مرقوم کہ مشہور اسطرح ہے کہ … تھیں
ہر چند لوگون نے سعی کی افتراق آخرین حاصل ہوا … آخر الامر … شمشیر جدا کیا لیکن
اسوقت بعضی ارباب بصیرت نے بلاحظہ صورت تفریق سیف کہا کہ یہ امر کی علامت ہے کہ اولاد ان دونون
بھائیون کی ظہار ربانی تقسیم اپنا اپنیں شمشیر اور مہمات اپنے باہم بحکومت تیغ بانفصال پہونچائینگے چنانچہ
انجام کار بمقتضائے العقل یکشف الکرامات اسی طرح ظہور میں آیا اور انکی نسل میں بھی اثر اسکا
باقی رہا مصداق اس مقال کے وہ قضایا ہیں کہ درمیان حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و ابو سفیان
اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور سلطان شام معاویہ اور حضرت امام حسین علیہ السلام اور یزید پلید
میں واقع ہوئے کہ تفصیل انکی سے کتب سیر مشحون ہیں اور قصی بمعنی بعید ہے نام انکا زید ہے اور
لقب مجمع اور قضاعہ اور انکو قصی اور مجمع اسواسطے کہتے ہیں کہ قریش بعد از پراگندگی سعی انکی سے جمع
ہوئے اور صورت واقعہ اسطرح پر ہے کہ ایکمرتبہ بنی خذیفہ کو مکہ سے خارج کر قریش کو جمع کر منازل کو انپر
قسمت کیا اور ایک جماعہ کو کہ زیادہ شرف اختصاص رکھتے تھی مکہ میں جگہ دی اور بعضو نکو انہی مرتبہ میں
نازل تر تھی ظاہر مکہ میں جائے تعین کی اور زمرۂ اول قریش اباطح اور فرقہ دوم کو ظواہر اور وجہ توصیف
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالابطحی اسی جہت سے ہے اور قصی انکو اس سبب سے کہتے ہیں کہ بعد از فوت پدر
اور ملازمت اور حدود شام میں جاکر چند مدت وہیں رحل اقامت ڈالا جبکہ انکو نقصی یعنی مساعدت
قبیلہ اور قوم سے حاصل ہوئی یہ قصی لقب ہوئے بنظر اسکے کہ قصی بمعنی بعید یعنی دور کیا ور افتادہ ہے
اور یہ دور پڑے تھے اپنی قوم سے اور وہ مکان کہ قریش نے جائے فیصل قضایا کے کلیہ قرار دیا تھا
انھون نے اسکو بنا کیا دار الندوہ مجلس قوم اور جائے سخن انکو کہتے ہیں ندوہ لغت میں بمعنی سخن
گفتن اور ندی اور نادیہ بمعنی مجلس ہے لکھا ہے کہ قصی نے ایکدن ایام حیات میں اپنے اہل بیت کو جمع کیا
اور تقوی اور پرہیزگاری وصیت کی اور غضب الہی سے ڈرایا اور بعد از تمام نصیحت اپنے بڑے ایک
فرزند کو ایک نام سے نامزد کیا اور نقابت و الات کو عبد مناف قرار دیا اور علم و ربانی اتر کو
عبد الدار اور رفادہ کہ عبارت ضیافت حجاج سے ہے عبد العزی تفویض فرمایا اور سقایت زمزم اور
حجابت کعبہ اور رفادہ اختراعات انکے سے ہے اور کلاب بکسر کاف بمعنی … کرنا یا جمع کلب
اور کلب بالفتح بمعنی سگ اور مراد معنی کثرت ہے جیسے کہ سباع بالکسر جمع سبع ہے بمعنی

درندہ نام کرتے ہین اور داب اعراب تھا کہ اپنے فرزندونکا اسطرح پر نام رکھتے ہین ایک اعرابی سے پوچھا کہ
تم اپنے فرزندون کے نام ایسے بدشکل کلب اور ذیب کیون رکھتے ہو اور اپنے غلامون کو ایسے نیک نام مثل
مرزوق و رباح کسواسطے موسوم کرتے ہو جواب دیا کہ نام کرتے ہین ہم اپنے فرزندونکے بنا بر تجدید دشمنونکے
اور غلامون کے اپنے واسطے اور نام کلاب حکیم ہے اور بعضے کہتے ہین عروہ اور یہ سر و فخر قریش اور افتخار قبیلہ
عدنان تھے اور بعد ازانکہ دیدہ کلاب بجمال قصی روشن ہوئے کہا بشارت ہو تجھکو کہ معشر قریش کہ تیرے فرزند ہین انکو
شرف حاصل ہوگا بواسطہ صاحب ملت کے کہ انسے ظہور مین اویگا اور تمہاری اولاد بھی اس شرف سے محروم
نہوگی جو کہ اسکی مکافات کریگا آفات عاجل و آجل سے سالم رہیگا اور وای اس شخص پر کہ بہ سنگدلی و طغیان
وعناد اور سرکشی کرے لیکن حقیقت اس کلام کی تا ظہور اسلام مخفی اور پوشیدہ رہیگی اور بعد بزرگوار انکے
مرہ ہین آثار النبوت اور مدارج مین لکھا ہے کہ یہ اول وہ شخص ہے کہ جمع کیا قوم عرب کو اور عروبہ یعنی جمعہ
کا نام روز جمعہ ہے جمع کرتے تھے اس روز مین قریش کو اور خطبہ پڑھتے تھے انپر اور نصیحت کرتے تھے انکو
بہ بعثت پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم اور آگاہ کرتے تھے انکو کہ وہ اولاد میری سے ہوگا اور حکم کرتے تھے انکو
بمتابعت حضرت خاتم الانبیا اور ایمان لانا ساتھ انکے اور انشا کرتے تھے اس باب مین اشعار کہ انمین سے ایک بیت یہ ہے
شعر یا لیتنی شاهدا فحوای دعوته + اذا قریش تبغی الحق خذلانا + اور لکھا ہے کہ قریش جمیع امور
مین براے دوربین انکے عمل کرتے اور انکے فرمان واجب الاذعان سے سرتابی نہ کرتے تھے اور یہ سرانجام اسباب
معیشت فقرا و مساکین مین ہمیشہ آمادہ رہتے تھے کہ سالہاے قحط مین الوان اطعمہ انکے خوان ضیافت پر مہیا
رہتا تھا اور پیوستہ اپنی اولاد کو ارتکاب اعمال خیر و احسان اور طاعت خالق اور رعایت خلائق کی ترغیب
دیتے انھون نے قریب سفر آخرت اپنی اہلبیت کو جمع کیا اور کہا کہ مین نے اپنے آبا و اجداد سے اسطرح سنا ہے کہ ایک
پیغمبر عالیقدر ہماری نسل سے ظاہر ہوگا کہ عرب طاعت اسکی سعادت جانینگے اور کمر انقیاد اسکی باندھینگے
میری وصیت یہ ہے کہ نطفہ نبوت کو ارحام طاہرات مین کہ کفار اور سفہا سے نہون تفویض کرنا اور تمکو معلوم ہو کہ
جسکی اصل کریم ہے اسکا قلب فہیم ہے اور جو کہ کسی کام مین افراط کریگا ورطہ عنا مین گریگا اور جو کہ عواقب
امور سے اندیشہ ناک ہوگا مقام عزت مین رہیگا اور کہا عمرو بن لحی نے کہ دین ابراہیم اور اسمعیل اجداد
تمہارے کو تغیر دیا اور اپنی اولاد کو گمراہ کیا تمکو چاہئے کہ بملت حنفی تمسک پکڑو کہ میرے باپ نے مجھکو اسطرح
وصیت کی تھی اور لکھا ہے کہ انھون نے کلاب سے اپنی آخر عمر مین کہا کہ جو منصب سیادت میرے ساتھ
تعلق رکھتا تھا تو تجکو رعایت زیر دستون مین طریقہ دیانت بمقتضاے وصیت اسلاف بہت ملحوظ تھا اور سفہاے
قبیلہ کو افعال شنیع سے مانع آتا اور مجالس قوم اشاعت علم سے مزین رکھتا تھا اب میرا ہنگام رحلت نزدیک ہے
اور قریب ہے کہ تیری نسل سے ایک شخص ظاہر ہو کہ سروری شرق و غرب ارض بلکہ تمامی ملک و ملکوت اسکے ساتھ
تعلق پکڑے اور تجکو میری وصیت یہ ہے کہ تو اپنے فرزند کو وصیت کرے تا بفرزندان پند بطنا بعد بطن

عہد و شیاق لیوے کہ مردان اعمام اور دختران عمات کو کہ ہم کفو ہین وصیت کرین نہ ہو امر مین عقل اور علم کو کار فرماوین کہ فلاح نہین پاتا وہ شخص کہ بمقتضائے علم عمل نہین کرتا اور مخفی نرہے کہ سیر خوادث تیرے واسطے یہ ہین صدق سبب مکارم عزو شرف اور فہم موجب مجد و بزرگی اور جود قرین فیروزی اور حسن خلق مستوجب محبت خلق خدا عزاسمہ ہے دوست کو وہ کوئی ہوئے کہ معرفت ایمان رکھے اور دشمن وہ ہے کہ راغب لذات ہووے اور والد بزرگوار انکے کعب اشراف اور صنادید قریش مین سے تھے اور مرجع الیہ تمام امور اور والد بزرگوار انکے لوی مرجع اور ملجاء قریش اور حاکم مطاع اور مقبول القول تھے اور والد بزرگوار انکے غالب بمعنی شدت اور سختی علیہ اشراف اور صنادید قریش سے تھے اور قبائل عرب مرجع الیہ تمام امور مین انکو گردانتے اور والد بزرگوار انکے فہر ہین اور اہل تاریخ کی ایک جماعت اس امر پہ ہے کہ انکا لقب قریش ہے اور جملہ قریش اپنے نسب کو انسے نسبت کرتے ہین اور جو کہ فرزند فہر نہین ہے اسکو قریشی نہین کہتے ہین بلکہ کنانی کہتے ہین اور بعضو نکے نزدیک قریش لقب نضر بن کنانہ ہے اور انکی اولاد کو قریشی کہتے ہین اور قریش کی وجہ تسمیہ انکی بیچ قریش چند وجہ ذکر کرتے ہین مشہور یہ ہے کہ قریش نام ایک جانور بزرگ کا ہے کہ وہ مچھلیان کھاتا ہے اور اسکو کوئی جانور نہین کھاتا اور یہ غالب آتا ہے سب جانورون پر اور غالب نہین ہوتا اسپر کوئی جانور اور صراح مین بعضے شعرا متقدمین سے اکثر ابیات شاہد اس معنی پر انشا کی ہین اور بعضے کہتے ہین کہ یہ جمع ہوئے حرم مین بعد اسکے کہ متفرق ہوئے تھے تقریش بمعنی جمع ہونا اور فراہم کرنا ہے اور بنا بر اسکے کہ اہل تجارت اور کسب تھے قریش بمعنی کسب کرنا اور جمع آئی ہے بھی آیا ہے اور بعضے کہتے ہین جب خلق حج کے واسطے آئی اس قوم نے تفتیش حال فقرا کیا اور انکو کچھ دیا کئے تو تقریش بمعنی تفتیش ہے اور صراح مین لکھا ہے کہ تقریش ورغلانا اور اقتراش سعی کرنا بقصد ہے اور انکو انکے والد نے مرض موت مین وصیت کی کہ ای صفات نفس زکیہ یہ ہے کہ قبل از وقوع مصائب اس سے پرہیز کرے جب بے اختیار کوئی حادثہ لاحق ہو تو وہ وقت صبر و تحمل کو پکڑے چونکہ مین اب زندہ ہوتی نہین ہون وظیفہ یہ کہ ہرگاہ خوف اشتعال نائرہ فساد اہل فساد مکنون ضمیر ہو جاتی ہے کہ اطفال اسکا آتش بیابانی عمل مین آئے اور بے صبری اور بے صرفگی نہ کیجا وے لیکن یہ دولت اسوقت حاصل ہو کہ تعلق اور تقاضے لباسات کو اطراف و جوانب بدن سے بعید نہ جانی اور ہر دیکھیات کو اہل ممات سے تصور کرے اور تصور سے مال پر قانع ہو کر وظائف شکر بجالاوے کہ وہ قلیل نہ ادس کثیر سے ہے کہ قناعت سے منتظم ہو گا تخصیص کہ اوسکی پاس ہووے اور والد بزرگوار انکے مالک ہین روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ قریش عبارت انسے ہے اور اطلاق لفظ قریش کے فہر پر دو وجہ مناسب لکھی ہین کہ انسے مناسبت ہے انکی اولاد کو بھی قریش کہتے ہین اول یہ کہ دریا مین ایک دابہ ہے کہ دواب بحری پر مستولی ہے اور وہ قریش منسوب ہے جب فہر بن مالک اسیر قریش ... تمام اکثر قوم عرب پر پایا اسکو قریش کہنے لگے دوسرے یہ کہ قریش اخوذ ہے تقریش سے اور تقریش بمعنی تفتیش ہے

اور جو کہ یہ جویائی حال مردم کما ینبغی کرتے اور مراسم رعایت بجا لاتے تو بقریش ملقب ہوئے اور بعضے کہتے ہیں کہ
مشتق ہے قریش سے بمعنی کسب یعنی جو اپنے متعلقوں کو اکثر تجارت بھیجا کرتے تھے تو لوگ انکو قریش کہنے لگے
چوتھی یہ وجہ مختار الیہ اور صحیح ہے کہ نزدیک بعضے از اہل لغت قریش بمعنی فراہم کرنے کے ہے اور نضر نے بنا بر اسکے
کہ اولاد اقربا و تمامی اپنے کو جمع کیا اس اسم کے ساتھ ملقب ہوئے اور والد بزرگوار انکے نضر ہیں کنیت انکی
ابو نضیر ہے روایت کرتے ہیں کہ نضر ایک شب اپنے حجرے میں سوتے تھے ایک آواز سنی کہ یا ابو نضیر ہمنے
تجکو مخیر کر دیا درمیان ملک ظاہری اور عزت ابدی کے کہا یا رب قد اخترت ابقی الابد یعنی اے رب
میرے تحقیق اختیار کی میں نے وہ چیز کہ باقی ہے دوام اور ہنگام وفات اپنی اولاد کو جمع کیا اور بصلاح
وانصاف خلق ترغیب اور بخل و حسد سے ترہیب کی اور سیادت عرب انسے تعلق رکھتی تھی اور مرجع الیہ
انکی تھی اور ایک روز انھوں نے قبل از رحلت قوم کو جمع کیا اور کہا کہ تم فرزندوں ابراہیم و اسمعیل پیغمبر کے ہو
کہ مجد و بزرگی آبا و اجداد سے تمکو پہونچی پس ادب اپنا ملحوظ رکھو اور لشکر اسکے کہ سرداری عرب نے تمہیں قرار پایا امر احکام الہی
کی تعظیم کرو اور خالصاً للہ باعمال صالحہ تقرب ڈھونڈھو اور امور مستنکرہ و ناشائستہ سے اعراض اپنی نفس پر
واجب جانو اور عقود دائم اپنا در دیگر داور جو کہ تمسے قطع کرے اسکی ساتھ ہم پیوند ہو اور ایذا سے شماتت
اپنے سے بواسطہ قلت اموال اعراض کرو کہ مال باطل اور زائل ہے اور والد بزرگوار انکے کنانہ ہیں بجز مجموعہ باکثرت
صفات نیک قوم عرب میں مشہور رکھتے اور بالخصوص صفت سخاوت اور وسعت اخلاق ایسی غالب انکی طبیعت پر تھی
کہ اوقات تنگدستی میں بھی بذل و ایثار میں بقدر مقدور دریغ نکرتے تھے اور حالات طیش و غضب میں کلمہ
مگر وہ ہیچ جو اعدا کے انکی زبان پر نہ آیا تھا بالجملہ آخر ایام حیات میں انھوں نے بھی حسب عادات آبا ے
کرام اپنے وصایا سے امانت نور محمدی اپنی اکثر اولاد کو کی اور ہر وقت در وقابض ارواح نقد حیات کو
تفویض اسکے کیا اور والد انکے مدرکہ ہیں کہ نام انکا عامر یا عمرو ہے اور انکو مدرکہ اسواسطے کہتے ہیں کہ جو
عز و شرف انکے آبا و اجداد رکھتے تھے اسکو انھوں نے دریافت کیا اور متصف اسکے ہوئے اور بعضے کہتے
ہیں کہ ایکدن ایک خرگوش کے پیچھے دوڑے اور اسکو پایا اسواسطے انکا مدرکہ خطاب ہوا اور اس لفظ کی شہرت
پائی اور ہر تقدیر پائی ہو اس کلمہ میں مبالغہ کیواسطے ہے اور یہ معنی کلام عرب میں متعارف ہیں اور والد بزرگوار انکے الیاس
ہیں روایت کرتے ہیں کہ ہرگاہ وے ابوین بعد از یاس مشاہدہ جمال فرزند انکی روشنی بخش دیدہ ہوئی لاجرم بالیاس موسوم
کئے گئے اور بعد از اکتساب فضائل اور عروج معارج شرف ابنائے بنی اسرائیل کو کہ شریعت ابراہیم اور طریق مستقیم
سے منحرف ہو گئے تھے اور سالک مسالک وادی ضلال تھے باتباع ملت خلیل الرحمان دعوت کی جب ظہور دانش
اور کمال انکی عرب پر ثابت ہوا رتبہ اعلی پر پہونچے اور اذعان متابعت انکی باندھی اور یہ ممدوح آفاق و عصر ہوئے چنانچہ قصائد شعرائے عرب
انکی مدح میں بہت ہیں اور پہلے وہ شخص ہیں کہ بنا بر ہدیہ خانہ کعبہ اونٹ بھیجے اور آخر زندگانی میں بیماری سل انکو عارض
ہوئی انکی بی بی نے کہ خندف نام تھا نذر کی کہ بعد از موت شوہر کسی سقف کے سایہ میں نرہے اور اپنے نفس کو

کسی کے عقد مین نہ لاوے اور لباس مکلف کبھی نہ پہنے غرضکہ بعد از فوت شوہر خندف نے اپنی وفا کی تدبیر
قیام کیا اور فیافی حیرت اور وادی سرگردانی مین پھرا کی تا آنکہ وہ بھی رحیل ملک بقا ہوئی اور انکی والدہ مضر
بہت تقویت ملت حنفی مین ساعی ہوئی اور شریعت ابراہیمی نے انسے رونق بہت پائی اور اول سب سے فدائ
شتر بہت خانہ کعبہ انھون نے کیا اور بعضے کہتے ہین عدد شتر بھی انکے مخترعات سے ہی اور والد انکی نزار ہین اور کنیت انکی
ابو ربیعہ ہے اور ابو آباد بھی کہتے ہین لکھا ہے کہ نزار انکا اسم اسعلی نام رکھا گیا ہنگام ولادت انکی والد نے شکرانہ
مین ہزار شتر قربانی کئے خلائق نے باسراف انکو منسوب کیا انھون نے کہا ایسی نعمت کی مقابل مین کہ خدا تعالی
نے مجکو ارزانی فرمائی ہے مین اتنک اسکو اندک شمار کرتا ہون اور آثار النبوۃ مین لکھا ہے کہ نزار مشتق ہے نزر
سے کہ بمعنی اندک ہے مشہور ہے کہ جب نزار پیدا ہوے انکے باپ نے انکی دونون آنکھون مین نور محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم مشاہدہ کیا اور کمال سرور و ابتہاج انکو حاصل ہوا مساکین اور فقرا کو طعام کھلایا اور کہا سبب
اس فرزند کے حق مین اندک ہے اسی رعایت سے نزار انکا نام رکھا کہتے ہین کہ نزار مال بہت رکھتے تھے اور
در حال نزع وصیت کی تھی کہ نقود مضر کو دیوین اور خیول ربیعہ کو اور عبید آباد کو اور تمامی اموال اور
فرزندون کو اور والد انکے معد ہین اور معنی اسکے نقل اور ثمر تازہ کے ہین چونکہ بہ مرتبہ کمال تازہ رو تھے
موسوم اس نام کے ہوئے اور از بسکہ بمشاہدہ خندہ روئی انکے جن اور انس انگشت تعجب دانتون مین
پکڑتے تھے کنیت انکی ابو قضاعہ ہے اور انکے آٹھ فرزند تھے از انجملہ مشہور ہین قضاعہ عمر بن معد اور آباد بن معد
اور نزار بن معد اور روایت کرتے ہین کہ ابنائے معد نہایت شجاع اور دلیر تھے چنانچہ ضحاک بن معد با چہل
نفر ایک جماعت کثیر بنی اسرائیل پر کہ کمیت قلم تحریر تہور انکے سے عاجز آئی اور کمیت انکی احاطہ حصار سے
افزون چڑھ گئے اور بعد کوشش و کوشش مفتوح ہوئے اور اموال غنایم انکا غارت و تاراج کیا اور
بقیۃ السیف یہود کو اسیر و دستگیر لیگئے بنی اسرائیل نے استغاثہ انکی زیادتی کا اپنے پیغمبر وقت سے کیا تا نبی خدا انکے
حق مین دعا کرے کہ بلا ان پر نازل ہووے انکے پیغمبر نے رو بقبلہ ہو کر چاہا کہ بموجب درخواست انکی قیام کرے
ناگاہ وحی الہی نازل ہوئی کہ اس طلب سے دست بردار ہو کہ جو خاتم النبیین اور افضل ترین اولین و
آخرین انبیا جملہ اولاد اور احفاد اسکے سے ہوگا دعا بد انکے حق مین قبول نہوگی اور معد بیٹے عدنان
کے کہتے ہین کہ ایکدن عدنان ایک جا تنہا جاتے تھے یہودیون نے کہ انسے عداوت قلبی رکھتے تھے انکے
عقب مین جا کر انکو دو پہارون مین گھیر لیا عدنان نے اتنا محاربہ کیا کہ انکا گھوڑا گر پڑا اور متوجہ قلہ کوہ
ہوئے دشمنون نے پہونچکر انکو ایسا ستایا اور تنگ کیا کہ اسوقت بدرگاہ حافظ حقیقی ملتجی ہوئے اور
بمجرد رجوع بجناب الہی یک ہاتھ غیب سے پیدا ہوا اور انکو اٹھا کر قلہ کوہ پر لیگیا اور ایک آواز ہولناک
بگوش اشقیا پہونچی کہ سب اسکے خوف سے ہلاک ہو گئے الحاصل یہ بھی ایک ثمرہ تھا معجزات باہرہ حضرت
خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور عدنان سے نسب شریف بالاتر نہین بیان کیا جاتا بروایت صحیح

کسو واسطے کہ اہل علم الانساب کو اسمین اختلاف ہے جیسا کہ حدیث نبوی سے واضح ہے اور ظاہر بواسطہ کسی مصلحت کے
حکمت الٰہی بھی اس امر مین مقتضی نزول وحی نبوی اور آنحضرت نے بھی پہونچانا سلسلۂ انساب جدا کا متصل
با ابوالبشر نچاہا اسواسطے قلم مشکین رقم نے بھی اس مقام مین سر مو خاموشی بیگانگو کھینچا ولیکن کمیت خوشخرام قلم
میدان بیان پر رویاے صادقہ اجداد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ کہ قبل از ولادت باسعادت حضرت خاتم رسالت
مخبر وجود باجود آنحضرت دیکھی تھی شب دیز تعبیرات خیر امین جولان پاتا ہے پوشیدہ نرہے کہ ایک خواب مرثد ابن عبد
کلاب سے افواہ رجال سے مسموع ہے کہ مرثد موصوف کہ مملکت عرب مین ایک بادشاہ ذیشان وشوکت تھا ایک رات
اسنے ایسا خواب ہائل دیکھا کہ اسکی مہابت سے مثل بید لرزان بعد از بیداری صفحۂ خیال کو حالات مفصلہ منام سے
معرا پایا علاوہ ازین کہ خوف عظیم اسکی خاطر پر مستولی تھا لہذا اسنے اپنی مان سے کہ علم کہانت سے کچھ بانصیب بھی
تھی اپنی پریشانی سے بیان کیا اور تعبیر کا طالب ہوا اُسنے بواسطہ نسیان خواب جواب سے عاجز ہو کر تمامی کاہنان
بلاد عرب کو بلایا اور ماجراے گذشتہ انسے بیان کیا سبنے متفق اللفظ ہو کر کہا اگر صورت واقعہ سے ہمکو آگاہ کرتے
البتہ اُسکی تعبیر مین ہم ذہن لگاتے چونکہ خواب بالکل فراموش ہوا ہے تمہاری طرح ہم بھی اس باب مین کچھ کہہ
نہین سکتے پس جو انکشاف اس مطلب کا ضمیر مرثد مین راسخ رہا یہ ایکروز تنگدل ہو کر بہ ہمہ شکار شہر سے باہر آیا
صحرا و بیابان مین طواف کر رہا تھا کہ ناگاہ نظر اسکی ایک آہو پر پڑی اُسنے بارادہ شکار اُسکے پیچھے گھوڑا ڈالا اور
تا دور اُسکے تعاقب مین چلا گیا چنانچہ اہل لشکر بہت پیچھے رہ گئے اور یہ کثرت حرکت اور شدت حرارت
آفتاب سے بیتاب ہو کر متلاشی سایہ ہوا کہ ذرا وہان استراحت کرے اسی اثنا مین دامن کوہ اسکا گذر ہوا اور دو تین
گھر کہ وہان آباد تھے دکھائی دیے یہ اسطرف متوجہ ہو کر ایک دروازے پر ان گھرون کے سوار کھڑا رہا کہ اتفاقاً
اس حال سے ایک عجوزہ ایک گھر مین سے نکلی اور اسنے عرض کیا بیت رواق منظر چشم من آشیانۂ تست
کرم نما فرود آکہ خانہ خانۂ تست + مرثد بن کلاب بموجب کہنے اس عورت کے وہان اُترا اور اندرون خانہ
جاکر فرش پر باستراحت تمام آرام لیا اور گرمی شکارگاہ سے آسودہ ہو کر کچھ دیر سو رہا جب بیدار ہوا
اور آنکھ کھولی اپنے سرہانے ایک دختر بیٹھی دیکھی کہ طراوت رخسار اسکی بہشت برین پر طعنہ زن تھی
اور نسیم زلف عنبرین اسکی ہواے اردی بہشت سے حکایت کرتی تھی اُسنے مرثد سے کہا کہ اے شہریار
واجب التعظیم امید کہ اسباب تفرقہ سے محروس و مامون ہے کچھ آرزوے طعام ہو تو ارشاد ہو
مرثد اس سخن سے کہ مستلزم اُسکی معرفت کا تھا متوہم ہوا کہ مبادا کوئی دشمن مجھپر مستولی ہو جاوے اور
اوج سلطنت سے تحت حضیض ذلت گرا دے لاجرم جواب سے تغافل کر کے بجانب دیگر ملتفت ہوا دختر نے
کہا اے بادشاہ وہم کو خاطر اشرف مین راہ دینی چاہیے اور طریق اندیشہ مسدود کرو کہ نیر بخت بلند تیرا
مرتفع ہے رجا سے واثق ہے کہ ہم عطایاے ارجمند تیرے سے محظوظ و منتفع ہوویں اور بعد اس مقال کے
الوان اطعمہ حاضر کیے جب بادشاہ تناول طعام سے فارغ ہوا دختر نے ایک قدح شیر خالص اسکی پینے کیواسطے

دیا عفیر کو لطف تقریر اور حسن دلپذیر دختر بہت پسند آیا حتی کہ تمناے مناکحت اسکی ذات سے اسکے ضمیر مین موج
پایا پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے جواب دیا کہ عفیرہ فرزند نے کہا وہ شخص کہ تجھکو ملکۂ دختر زمین خطاب کرتا ہے
جانتی ہے کہ کون ہے دختر نے کہا بادشاہ باستدلال اسکے کہ جمع کاہنان اور رہبران عرب کو بنا بر انکشاف
عقدۂ ضمیر اپنے کے جمع فرمایا تھا اور اس مشکل کا حل اسنے نہوا وہ آپ ہی تو ہین فرزند نے کہا اس
واقعہ مبہم سے کچھ منکشف ہوا ہے عفیرہ نے کہا ہان خواب مین کہ دیکھا تھا ہول فراوان وجود شہریار
شہریار تھا اگر حکم ہووے تو شمہ اسمین سے کہون فرزند استماع اس حکایت سے مسرور و بہجت ہوا اور اسکو
بیان کا مبالغہ کیا اسنے کہا اے بادشاہ تونے خواب مین دیکھا کہ بگولا پیدا ہوا اور بادل گرد متعاقب بجانب
آسمان متوجہ ہوکر قریب افق پہونچے اور انمین سے آگ چمکتی تھی اور دھوان انمین سے نکلتا تھا اور بعد ازین
ایک چشمہ آب روان صاف ستھرا پیدا ہوا اور مقارن اس حال کے ایک آواز سنی کہ خلائق کو اسکے
پانی پینے پر دعوت کرتی اور کہتی تھی کہ جو کوئی اس پانی مین سے بتدریج تجرع کریگا یعنی بعدل پیویگا سیراب
ہووے اور جو کہ بظلم و تکلیف شرب ہووے اور حرص کو اپنا شعار کرے انجام مین خسران و ضلال اسکو
نصیب ہوگا فرزند نے کہا صورت واقعہ یہی تھی جو تونے بیان کی اب تقریر خواب صادق کو بہ تعبیر موافق
مقرون کر عفیرہ نے کہا بادیا ے بگولا عبارت بادشاہون سے ہے اور آتش مخالفت اور موافقت
انکی اور چشمہ آب عبارت ہی منہل شریعت بیضا سے اور وہ کہ خلق کو پانی پینے پر دعوت کرتا تھا
ایک پیغمبر شفیع مبعوث ہووے کہ مردم کو بپاے شریعت دعوت فرماوے جو کہ صاحب اعتدال و انصاف ہو
متابعت اسکی کرے اور تشنگی بادیہ غوایت سے خلاصی پاوے اور جو کہ مرتکب افراط ہو اسکی ساتھ مخالفت
کرے اور غرق بحر ضلالت ہووے فرزند نے سوال کیا کہ یہ پیغمبر بصلح مبعوث ہوگا یا بحرب عفیرہ نے جواب دیا
کہ بعزت فرزندۂ آسمان رسم خونریزی کہ خلاف حکم الہی ہو برطرف کرے اور دختران ملوک مانند کنیزان لیجاکر
بردہ بناوے کہ جو کوئی اسکی مخالفت کرے بذلت و خواری گرفتار آوے پھر فرزند نے کہا خلق کو کس چیز پر
دعوت فرماویگا کہا ترغیب بصوم و صلوٰۃ و صلۂ ارحام و کسر اصنام اور رجوع مخصوص بطرف حضرت
ملک السلام دیگا اور احکام اجتناب اور ارتکاب عبادت اوثان اور فرمان دوری ملاہی و مناہی کریگا
پھر کہا کون سے قبیلہ مین سے ہوگا جواب دیا کہ اولاد نضر بن نزار سے ہے اور وہ اپنی قوم سے محاربات کریگا تا آنکہ محکوم
حکم قضا شیم اسکے ہونگے پھر پوچھا کہ جب وہ مصروف تادیب قوم اپنی ہوگا نصرت و معاونت اسکی کون فرماویگا
کہا وہ اشراف کہ دیدۂ بصیرت انکا بنور معرفت روشنی پذیر ہوگا القصہ جب جواب و سوال جانبین تمام ہوے
فرزند اندیشہ مین گیا کہ عفیرہ کو کس طرح خطبہ فرماوے اور اسنے یہ امر بفراست دریافت کیا کہا اے بادشاہ خواہندہ میرا
ایک غیور بیباک ہے تم اسکے ہمپایہ ہو سکوگے یہ بات سنکر اسنے سر در انجام ڈالا اور دیکھا چھوا اسے تعجیل تعجیل ہوا رہ پور کرنی
سپاہ سمیت چلا اور شعر گستری ہم بہ عفیرہ کے پاس بھیجے اور حکایت اس شاہ عالیجاہ سی بہ صفحات روزگار

یادگار رہے اور ایک خواب ربیعہ بن نصر سے اخبار رجال سے مسموع اور متون کتب مین مکتوب ہے کہ ایک
حکام دیار عرب سے یمن کا تھا ایک مرتبہ اسنے بھی خواب ہولناک دیکھا اور بسبب اتفاق بروقت بیداری اسکو
فراموش ہوا واسطے رفع تردد کے اسنے مہران ولایت اپنی کو جمع کیا اور بے انکے صورت واقعہ انسے کہی تعبیر
خواب سے استعلام چاہا انھون نے کہا کہ خواب نامعلوم کی کیا تعبیر کرین ربیعہ نے غضبناک ہوکر کہا غرض تربیت
تمھاری سے اس مدت تک یہی تھی کہ جو کچھ مشکل درپیش آوے تو اسکے حل مین اقدام کرو اگر یہ واقعہ
مبہم رہیگا تو تمکو سیاست کرونگا ایک نے انمین اسکو سطیح اور شق کا نشان دیکر کہا کہ یہ دو شخص داناترین
روزگار ہین عجب نہین ہے کہ حل اس عقدہ لاینحل کا انکے ناخن تدبیر سے ظہور مین آوے بنا بران ربیعہ نے
اول سطیح کاہن کو طلب کیا اور رافع الضمیر اپنے سے استعلام کیا سطیح نے جواب دیا کہ تو نے اسطرح سے خواب
خواب دیکھا کہ آتش پاریکے آئی رنگ اسکا مائل بسبود اور تمام خلق یمن کو جلا دیا اور بعضے کہتے ہین سطیح نے کہا
اے بادشاہ تو نے مشاہدہ کیا ہے کہ ایک چیز سوختہ مانند خاکستر تاریکی سے باہر آئی اور مجموع اہل دیار تہمہ نے
زمین سے کھایا اور بعضے کہتے ہین سطیح نے کہا کہ انگر سیاہ تاریکی سے نکلی اور اس نے زمین تہامہ یعنی یمن کو
آگ لگی اور تمام صاحبان استخوان کے کاسہ سر کو جلا دیا بالجملہ جب سطیح نے اسکی خواب کو جسطرح دیکھا تھا
تقریر کیا ربیعہ نے کہا تو نے سچ کہا اب تعبیر اُسکی کیا ہے اُسنے قسم کھا کر کہا کہ حبشہ سے ایک لشکر آویگا اور تیری مملکت
مالک ہووے بادشاہ استماع اس سخن سے پریشان خاطر ہوا اور پوچھا یہ حادثہ میرے زمانہ مین ظہور پاویگا
یا بعد میرے اسنے کہا کہ ساٹھ برس بعد تیرے زمانہ کے سیف ذو یزن یمن پر مسلط ہوگا پھر ربیعہ نے کہا بادشاہ
زنگبار کے پاس ملک حبش پائدار دوام رہیگا یا نہین جواب دیا بعد ہفتاد و چند سال کے سیف ذی یزن
جانب عدن سے آویگا اور مملکت حبشیہ پر مسلط ہوگا ربیعہ نے پھر پوچھا کہ حکومت خاندان سیف ذو یزن
مین دائم رہیگی یا مدت قلیل مین زوال پذیر ہوگی جواب دیا کہ بعد از حکومت سیف ذی یزن باندک
فرصت ملک مین ایک پیغمبر عالیقدر مستقل ہوگا ربیعہ نے سوال کیا کہ وہ عالیجاہ کونسی قوم مین ہوگا کہا
اولاد غالب بن فہر سے اور مملکت اُسپر براستی قرار پکڑیگی تا روز قیامت ربیعہ نے جو کہ ملت حنیفہ سے
بیگانہ تھا اور بقیامت ایمان نرکھتا تھا اس کلام سے تعجب کیا کہ قیامت بھی کچھ شی ہے کہ ہوگی سطیح نے کہا
قیامت ایکدن ہوگا لولانی کہ خالق کائنات سب مخلوق اولین و آخرین کو اُسروز جمع فرما کر حساب افعال
و اعمال انکا کریگا نیکوکار بپاداش کردار نیک جنات عدن مین جاوینگے اور بدکردار بجزاے بد بدرکات
جہنم مین گرفتار ہونگے بادشاہ کو تعجب زیادہ ہوا سطیح نے کہا سوگند کھاتا ہون مین بسرخی آخر روز
اور سیاہی اول شب کہ بہشت اور دوزخ حق اور جو کچھ مین نے کہا صدق ہے جب سطیح جواب سوال بادشاہ
سے فارغ ہوا شق کو طلب کیا اور اسنے بھی خواب بادشاہ کو اسطرح تعبیر کیا کہ باقوال سطیح
موافق تھا اور شمہ ہول روز رستاخیز بھی بیان کیا بادشاہ کو جوان مواعظ عقل سے انتباہ کامل

حاصل ہوا تو بہت سا رویا اور یہ نبوت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سائر حالات اور خرابی
ایمان لایا اور اندیشہ ناک ہو کر اپنی اولاد کو جانب یمن بھیجکر ایک سرا اولاد ساسان میں سے کہ اس زمانہ میں بادشاہ
تھا سفارش کی شہریار یمن نے برعایت سفارش اس جماعت کو کنار فرات پر ایک مقام دلکش میں اتارا کہتے ہیں
نعمان بن منذر فرزندان ربیعہ میں سے ہے اور صاحب روضۃ الاحباب نے اس خواب کو بہ نفرین ربیعہ منسوب کیا
ہے اور چونکہ سطیح عجیب الخلقت اور نہایت مہارت عظیم کہانت میں رکھتا تھا چنانچہ کمال اسکا اس خبر ہا سے
غیب مذکورہ سے ظاہر ہے اور آئندہ بھی مقام لائق میں یہ مذکور ہونگے لاجرم تفصیل احوال خاص
اسکے کی نظر بصیرت میں مناسب متصور ہوئی جاننا چاہیے کہ ارباب اخبار نقل کرتے ہین کہ ولادت
سطیح کاہن ایام سیل عرم میں ہوئی اور اسنے تا زمان طلوع کوکب درخشان حضرت مقدس نبوی علیہ الصلوۃ
والسلام زندگانی پائی اور عمر اسکی چھ سو برس تک پہونچی بعضے کہتے ہین عرم نام ایک بند کا ہے کہ بلقیس نے
دیار سبا میں بنا کیا تھا اور یہ یقین مقرون ہوئے کہ بخشندہ بے منت نے اہل سبا کو منظور نظر عنایت کر
ساکن مقبول اور بساتین مرغوب اور اشجار پر اثمار اور فواکہ بیشمار ارزانی کیے تھے اور اپنے رسول مقبول کو
اس جماعت پر ارسال کیا ولیکن کم قسمتوں نے قدر نعمت الٰہی نجانکر نصائح نبوی سے اعراض کیا تھا بنا براں
دریاے قہر الٰہی متلاطم ہوا اور سیل عرم نے پہونچکر منازل اور مواطن اس قوم ناعاقبت اندیش کی خراب کردیے
اور چونکہ عذاب استیلاے آب سے بچے منجملہ انکے سطیح بھی ہے کہ اس دیار سے ہمراہ جماعت سفر کر کے شہر
شام میں متوطن ہوا منقول ہے کہ اسکے اعضا میں کہیں استخوان نہ تھے الا کاسہ سر اور ہاتھ اور انگلیاں اور
بعضے کہتے ہین کہ شکور اسکا سینہ میں تھا اور قدرت قیام وقعود کی مطلق نرکھتا تھا مگر جبکہ اسمین ہو تک رسے
تو متحرک ہوتا تھا لکھا ہے ہرگاہ چاہتا کہ کہانت کرے اور امور مخفیہ سے خبر دیوے اسکو مانند مشک کے ہوا سے
جنبش دیتے اور بسان جامہ پیچیدہ مجالس میں لیجاتے اور یہ وہ مرد ہے کہ کہتا تھا ایک جنون میں سے
کہ زمان مکالمہ حضرت عالم الغیب با موسی علیہ السلام کوہ طور پر استراق سمع کر کے مغیبات پر واقف ہوا تھا
وہ مجھکو قضایاے نہانی سے خبر دیتا ہے اور میں آدمیوں سے کہتا ہوں اور بعضے کتب میں مرقوم ہے
کہ جب سطیح نے وفات پائی علم کہانت بالکل جاتا رہا لیکن یہ حرف مخالف جمہور مورخین ہے اصح اسطرح
ہے کہ بزمان بعثت حضرت خواجہ کائنات سب کاہن اخبار امور مخفیہ سے ممنوع ہوئے چنانچہ ہو کر
اس مقال کا ذکر ابو عامر راہب ہے کہ جنون سے اخبار غیر کاذب اسکو بھی پہونچتے تھے چنانچہ تفصیل
اس جمل کی روضۃ الصفا میں لکھی ہے کہ خزیمہ بن ثابت سے منقول کہ ابو عامر راہب نے پیشتر از
ولادت باسعادت حضرت خاتم الرسالت شرک و بت پرستی سے دست بردار ہو کر ملت حضرت ابراہیم
علیہ السلام رجوع کی اور پلاس پہن کر ہر طرف پھرتا تھا اور احبار یہود اور علماے نصارا سے
خصوصیات شریعت حضرت خلیل الرحمن پوچھتا تھا تا آنکہ اسکو بعثت نبی آخر الزمان اور احبار دین

ابراہیم سے خبر دی ابو عامر بعد استماع اس خبر کے پیوستہ مدائح بہتر و بہتر وہان عبد مناف کیا کرتا تھا
اتفاقاً ایکدن محفل سران اوس اور خزرج مین مدح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشغول تھا ابوالہاشم خزرجی
نے کہ یہ بھی موجودون مین سے تھا کہا اے عامر اگر تو اس پیغمبر کو دیکھیگا تو تعریف اور توصیف اسکی مین بیشتر مبالغہ
کریگا ابو عامر نے کہا مینے اسکے اتنے وصف اور مدح سنے ہین اور یہ بولیسے شغف ہین کہ گویا مین اسکے دیدار فیض آثار سے بہرۂ العین
مشرف ہوا ہون اور ہر لمحہ اور ہر لحظہ باستلذاذ شرائف ظاہری و باطنی محظوظ و متلذذ رہتا ہون ابو الہاشم نے
متعجب ہوکر کہا یہ تو ہوسکتا ہی کہ علماء نے اسکے وصف کتب سماوی سے معلوم کیے ہون لیکن استماع اوصاف
اسکا پیرون سے خالی اعجاب و غرابت سے نہین خلاصہ مطلب یہ کہ حدیث جنیان کو بیان کر ابو عامر نے کہا
مینے ایکمرتبہ سنا کہ ولایت یمن مین ایکشخص مشہور کہانت مین بینظیر پیدا ہوا ہے آرزوے ملاقات اوسکی دامنگیر
ضمیر ہوئی شہر حرام یعنی ماہ رجب مین کہ عرب نے مشتملاے ایام مین کی تھین متوجہ یمن ہوا اور چاندنی
راتمین اونٹ دوڑتا ہوا چلا جاتا تھا کہ خواب نے مجھپر غلبہ کیا جب بیدار ہوا ایکبیابان منکر مین دیکھا باطراف
نظر کی چند جا دور سے آگ مجھکو نظر آئی کہ ہر ایک انمین سے مثل ستارۂ درخشان تھی اُن آتشون کیطرف روانہ
ہوا جب نزدیک پہونچا اُنکے گرد ایک جماعت مینے دیکھی با صورتہاے عجیب کہ باشکل انسانی متفاوت
کلی رکھتے تھے اس جہت سے ہراس عظیم نے میری خاطر پر استیلا پایا اور ایک خوف قوی میرے اونٹ
پر غالب آیا تا آنکہ شدت دہشت سے وہ بیٹھ گیا اور لرزہ اندام راکب و مرکوب پر طاری ہوا اسی حالمین
مینے اپکو اونٹ پر سے گرا دیا بعضے انمین سے میریطرف دوڑے اور مینے فریاد و غوغا کیا چند کس اور
وہین سے واسطے ہٹانے اونٹ کے میریطرف آگئے اور حمایت مین مصروف ہوئے چار نفر انمین سے
تحیت کہکر میرے پاس بیٹھ گئے اور ایک نے اُن چار مین سے مجھسے کہا تو کس قوم مین سے ہے مینے
کہا قبیلہ غسان سے کہا کونسے بطن سے مینے کہا بطن قبیلہ ہے اور قبیلہ نام اس عورت کا ہے کہ اوس
اور خزرج فرزند اسکے ہین پوچھنے والے نے کہا تو کیا دیکھتا ہے اٹھون اور تجکو قتل کرون مینے کہا
نہین آخر مینے تمہارے ساتھ پناہ اختیار کی ہے جب یہ کلام مینے کیا مقصود میرے سے استفسار
کرنے لگے مینے صورت حال ظاہر کی اور کہا ہم اخبار مغیبات مین قول کاہنون پر اعتماد رکھتے ہین
کہ وہ تمسے سنتے ہین اور ہمسے کہتے اب بوسیلہ تمہارے بعض قضایا سے آیندہ بواسطہ تمسے پوچھا
چاہتا ہون تین شخصون نے انمین سے چوتھے کیطرف اشارہ کیا کہ دانا ترین ہم مین وہ ہے اس سے
سوال کر مینے اپنا مطلب اس سے پوچھا اسنے کہا اے ابو عامر ہر آئینہ شتاب ہوکر اون شتران باریک میان
کہ آدمیون کو جنگ پر تحریص کو جاوین اور البتہ فرود آوے ایک شخص انپر کہ ہمارا ہر چہ خوب کے دماغ مین
کرے اور خاموش کرے شخصون کو بدرستیکہ ظاہر ہووے وہ شخص کہ شکنندہ گردن کشان روم
و فارس ہوا ابو عامر کہتا ہے مینے پوچھا کہ یہ شخص بادشاہ ہوگا کہا نہین پیغمبر ہوگا بنی ہاشم سے

باشرف اور وقار ہے پھر مینے استفسار کیا کہ صفات آپکے کیا کیا ہونگی کہا درخشان رو ہوگا اور میانہ قد
جب دیکھیے بآرام دیکھیے اور کبھی ہو کہ سبب دیکھے اگر کسی سے آزردہ ہو صبر کرے اور مقام انتقام مین
تعجیل روا نرکھے اور اسکی جبین نازنین مین کحل مطبوع ہووے اور مہر نبوت درمیان دوکتف اسکے منقوش
اور ناخواندہ و نانویسندہ ہو ایک دن تحسین لاوے کہ بہشت وہ ہووے کہ پیروی اسکی کرے اور مخبر اسکے
دست بستہ فرشتے ہین کہ نویسندگان اعمال عباد ہین ابو عامر کہتا ہے کہ جب یہان تک پہونچا وہ
پیر روشن ضمیر اٹھا اور ان تینون نفر کے ساتھ روان ہوا اور پھر روبرو سبکے غائب ہوگئے اور ہمنے
بقیہ شب وہان بسر کی اور علی الصباح بجانب وطن مراجعت کی اور آخر اس حکایت کو بعضے ارباب سیر
یون لکھا ہے کہ اسنے با انکہ ایسا ماجرا شگفت دیکھا اور سنا ولیکن سعادت متابعت آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے بسبب شقاوت ازلی محروم رہا اور بغلبہ حسد سے ایمان نہ لایا بلکہ کفار کو حضرت کے
محاربہ پر تحریص کیا کیا تا انکہ یہ ابو عامر فاسق اشتہار پایا چنانچہ مفصل عنقریب مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی
اور ایک طرفہ عجائبات سے یہ ہے کہ ہشام بن ابی عاص کہتا ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے
مجکو مع ایک قریش کے ہرقل کے پاس بھیجا بسفارت تا اوسکو باسلام دعوت کرون جب ہم خطہ دمشق
مین پایہ سریر جبلہ بن ایہم غسانی کہ آخر ملوک شام اور باجگزار قیصر تھا پہونچا مثل بادشاہان رفیع
مقدار مجالس سریر سلطنت پایا اور اسنے بعد دریافت خبر ورود ایک سفیر بادشاہی کو ہمارے پاس
بھیجا کہ حقیقت حال اور کیفیت رسالت ہماری سے آگہی پاوے ہمنے سوگند کھائی کہ ہم کلام
نکرینگے مگر شاہ جبلہ سے اور اگر یہ امر میسر نہووےگا تو ناکام پھر جاوینگے جبلہ نے ہمکو بلایا اور ہمارے
ساتھ کلام کیا اور ہمنے اوسکو باسلام دعوت کی اسنے قبول نہ کیا اور ہمنے جو دیکھا کہ تمام لباس اوسکا
سیاہ ہے سبب سیاہ پوشی دریافت کیا اسنے جواب دیا کہ تمھین کیا نہین دکھائی دیتا کہ مین کیسا
پہنے ہوے ہون مینے قسم کھائی ہے کہ اس لباس کو اپنے جسم پر سے نہ اوتارونگا جبتک
کہ تمکو حدود شام سے جلا وطن نہ کرونگا ہمنے کہا تونے عجب خیال باطل کیا ہے اگر خدا چاہے تو ہم
اس مملکت کو تجھسے چھین لیتے ہین بلکہ تیرا ملک ہی اپنے تصرف مین لاتے ہین کیونکہ ہمارے پیغمبر نے
اسباب مین بشارت دی ہے جبکر کہا تمنے نہ وہ لوگ ہو کہ اس ملک کے مالک ہوگے کسواسطے
کہ وہ جماعت ہو جو دن کو روزہ رکھینگے اور رات کو افطار کرینگے ہمنے کہا ہمارا رویہ اسیطرح
ہے جب یہ سخن ہمنے کہا اسکا منھ زرد ہو گیا کہا اوٹھو اور اپنا مطلب حاصل کرو اور ایک شخص کو
حکم دیا کہ ہمکو ہرقل کے پاس لیجاوے جب بدار الملک قیصر پہونچے رفیق شاہی نے کہا لائق اوشناسی
نہین کہ شتر سوار شہر مین جاوے چاہیے کہ پیادہ ہو کر صورت حال معروض پیشگاہ قیصر کرو ہمنے کہا
فرستادگان عرب تغییر مرکب نہین کرتے بالجملہ ہم اونٹون پر سوار شمشیرین حمائل کیے ہوے شہر مین

آئے قصر قیصر سے نیچے اونٹوں کو بٹھایا اور لا الہ الا اللہ واللہ اکبر زبان پر جاری کیا پھر دیکھا اسکے
غرفہ کو شکستہ اور ایک روایت سے مجموع قصر قیصر مانند نخل تر کہ باد تند سے حرکت میں آتا ہے لرزنے لگا
اس حال میں کہ قیصر اس دریچہ میں سے متوجہ رہگذر تھا یہ واقعہ بچشم خود اسنے دیکھا اور ایک شخص کو ہمارے
پاس بھیجا کہ اپنی ملت اور جو مدعا رکھتے ہو عرض کرو ہمنے جواب دیا کہ ہمکو از طرف [illegible]
تعالیٰ عنہ اجازت نہیں ہے کہ بجز قیصر اور سے ادائے پیغام کریں قیصر نے یہ کلام سنکر [illegible]
ملاقات دی جب اسکی مجلس میں آئے ہمنے دیکھا وہ اریکہ شاہی پر بیٹھا ہے اور ایک [illegible]
ہیکل دربائے تخت ایستادہ ہے اور بادشاہ مع مجموع ارکان دولت لباس سرخ پہنے ہوئے ہے ہرگاہ
چشم قیصر ہمپر پڑی قہقہہ مارا اور ترجمان سے کہا پوچھ انسے کہ تمنے تحیت بادشاہت اپنی ہمکو سلام کیوں نہ کیا ہمنے کہا
ہماری تحیت تمپر حلال نہیں ہے چنانچہ تمہاری ہمپر قیصر نے کہا تحیت تمہاری نسبت بادشاہ کسطرح ہوتی ہے
ہمنے کہا السلام علیک کہا پھر وہ کسطرح جواب دیوے کہا انھیں الفاظ سے پھر پوچھا بزرگترین کلمہ
کیا ہے ہمنے کہا لا الہ الا اللہ واللہ اکبر جب یہ کلام ہمنے کہا غرفہ کو شکستہ دوبارہ حرکت میں آیا ہرقل
کہا ہرگاہ تم اپنے گھر میں یہ کلمہ کہتے ہو وہاں بھی یہ صورت مشاہدہ ہوتی ہے ہمنے کہا ہاں ہرگز ایسا
نہیں دیکھتے کہا کاش ہنگام کہنے اس کلمے کے گھر تمہارے سر پر گر پڑتے اور آدھا ملک میرا زائل ہو جاتا
ہمنے کہا کیوں جواب دیا کہ فوت نیمہ ملک مجھپر آسان تر ہے آشکارا ہونے نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اور دین اسکے سے پیغام کہتا ہو کہ ہرقل نے بعد ان حکایات کے پوچھا کہ نماز اور روزہ تمہارا کیونکر ہے ہمنے جیسا کچھ
ہے کہ واقع میں ہے بیان کیا اسوقت ہمکو ایک منزل دلکش میں اتروایا اور مدارات شاہانہ بجا لایا
اور تین دنکے بعد ہمکو اپنے پاس بلایا اور چند حکایتیں پوچھیں جب اسکا جواب باصواب پایا تو اسنے ایک صندوق
چوبی طلا کار خانہ دار منگوایا اور اسکے ہر خانہ میں سے ایک پارہ حریر سیاہ نکالا اور اسکو کھولا اس حریر پر
ایک مرد کی تصویر سرخ چہرہ فراخ چشم بلند گردن بے محاسن دو گیسو تا فرق رخسار پر [illegible]
بشرہ سے پیدا تھی کہا جانتے ہو یہ کسکی صورت ہے ہمنے کہا نہیں کہا یہ صورت ابو البشر آدم علیہ السلام کی ہے
پھر اسیطرح ایک اور پارہ سیاہ نکالا کہ اسپر شبیہ ایک مرد سپید بامو جعد اور چشم سرخ اور سر بزرگ اور
محاسن نیکو کشیدہ تھی کہا یہ تصویر نوح نبی کی ہے اسیوضع سے بہت تصویریں دکھائیں اور نام انکے بتائے
صورت ایکمرد کی نکالی تھا سفید خوبصورت چشم کشادہ ابرو فراخ پیشانی بلند بینی تازہ رو کہا یہ صورت ابراہیم
خلیل کی ہے پھر ایک پارہ حریر پاکیزہ نکالا کہ اسپر صورت بابرکت ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی [illegible]
وجلال مصور تھی کہا جانتے ہو یہ کون ہے ہمنے کہا یہی صورت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے
ہمکو شدت رقت ہوئی اسنے جب یہ حال مشاہدہ کیا باکرام اسکو اٹھایا اور پھر بیٹھکر کہا تمکو خدا کی قسم [illegible]
بتاؤ کہ یہ صورت محمد صلعم کی ہے ہمنے کہا بخدا سوگند یہی ہے گویا اسکو [illegible]

دیکھا کیا اور کہا فی الواقع یہ صورت آسی پیغمبر عالی قدر کی ہے اس معائنہ سے غرض تمہاری آزمائش تھی پھر اور
تصویر نکالی ایک مرد گندم گون مشکین موے خوب چشم تیز نظر ترش رو کہ پیوستہ دندان جسکے ملے ہوئے لب خشمگین چہرہ
چہرہ تھا کہا یہ صورت موسی کلیم اللہ کی ہے اور یہ پہلو شبیہ موسیٰ کے ایک صورت آسکی مشابہ تھی لیکن ظاہر معلوم
ہوتا تھا کہ شانہ اسپر روغن ملا ہے کہا یہ صورت اسحٰق علیہ السلام کی ہے پھر ایک اور صورت ظاہر کی مشابہ با اسحٰق
علیہ السلام اور کہا یہ صورت یعقوب کی ہے پھر ایک شبیہہ آور دکھائی معتدل القامت سفید پوست مائل سرخی بار و نیکو و خوب
و زیب درخشاں کہ تواضع اسکے بشرہ سے لائح تھی کہا یہ صورت اسمعیل جد پیغمبر تمہارے کی ہے بعد ازین ایک صورت حسین مشابہ بصورت
حضرت آدم علیہ السلام نکالی اور کہا یہ شبیہ یوسف علیہ السلام کی ہے پھر ایک پارہ حریر سفید نکالا کہ اسمیں صورت ایک مرد سرخ و
باریک ساق حفقہ چشم بزرگ شکم میانہ قد با شمشیر حمائل کہا یہ صورت داؤد علیہ السلام کی ہے بعد ازین صورت ایک شخص سرخ رنگ
سر گھوڑے پر سوار ہمکو دکھائی اور کہا یہ سلیمان ہے پھر ایک اور شبیہہ سفید سیاہ چشم بسیار مو خوش قماش نکالی اور کہا
یہ صورت عیسیٰ علیہ السلام کی ہے القصہ جب ہمنے صور انبیا علیہ السلام مشاہدہ کین قیصر سے پوچھا کہ یہ صورتیں کسنے
کھینچیں اور تمنے کسطرح بہم پہنچائین کیونکہ ہمنے اپنے پیغمبر کی صورت کے مشاہدہ سے قیاس کیا کہ ہر شبیہہ صحیح موافق
صاحب صورت کے ہے ہرقل نے جواب دیا کہ مسموع نقاب سے ایسا ہوا ہے کہ حضرت آدم نے وہاب الصور سے
مسئلت کی کہ آسکے فرزندوں کی صورتیں کہ بشرف نبوت مشرف ہونگی اونکو دکھا دے باری تعالیٰ نے ایجا بالمسئلہ
پیغمبروں کی صورتیں انکو عنایت کین لہذا بلاد مغرب مین بیچ خزانہ آدم کے محفوظ تھیں تا آنکہ سکندر ذوالقرنین
نے وہان پہونچکر اونکو نکالا اور پھر حضرت دانیال پیغمبر کے ہاتھ آئین انھون نے انکو ان پارہ ہاے حریر
پر کھینچا اور باحتیاط تمام محفوظ رکھا بعد انکے تصرف ملوک مین آئین اور آخر کو منتقل ہوکر ہم تک پہونچین
لیکن مجکو صحت مشابہت مین انکی تردد تھا اب جو تمنے مطابقت شبیہ پیغمبر آخر الزمان ساتھ انکی صورت
مبارک کے بیان کی مجکو وثوق کامل ہوا اور خاطر نے تسکین پائی پھر کہا اے کاش مجھکو خدا اے تعالے
توفیق ارزانی فرماوے کہ دست تصرف مملکت سے کوتاہ کرتا اور عبودیت کمتر شخص کی تم مین تقدیم پہونچا
تا ہشتام کہتا ہے کہ ہنگام رخصت انصراف ہرقل نے ہمکو بہوا لطف خسروانہ اختصاص دیا جب ہمنے
مراجعت کی اور بخدمت حضرت صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کے پہونچے صورت حال مشرحاً معروض
کی حضرت صدیق رضی اللہ تعالے عنہ روئے اور کہا بیچارہ ہرقل اگر خدا تعالی سے چاہتا کہ بخیر اسکو
پہونچے دولت اسلام سے فائز ہوتا پھر کہا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اہل کتاب
میرے صفات کو خوب جانتے ہین چنانچہ توریت اور انجیل مین حضرت عزت نے اسکی خبر دی ہے
کعب الاحبار روایت کرتا ہے کہ خلیل الرحمن نے حالت نزع مین اپنے فرزند کو جمع کیا پھر ایک روایت
سے تابوت سکینہ اور ایک عبارت سے صندوق منگوایا اور اوسکو کھولکر اون سے کہا اس تابوت مین
نظر کرو انکی اولاد نے جب اسمین نگاہ کی بعد پیغمبران خانے دیکھے آخر نبوت مین خانہ حضرت رسالت پناہ

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا یا قوت سرخ سے کہ گویا آنحضرت نماز پڑھتے ہیں اور جانب یمین حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ تعالے عنہ کو دیکھا کہ انکی پیشانی نورانی پر مرقوم تھا کہ یہ اول وہ شخص ہے کہ وہ پیغمبر کی ملت اور رسالت قبول
کریگا اور پیش آن سرور صلے اللہ علیہ وسلم حضرت علی کرم اللہ وجہ کو دیکھا کہ ایک شمشیر دوش پر رکھے ہوے اور جبین
مبین پر لکھا ہوا کہ یہ برادر عم زاد رسول خدا ہے موئد تھا تائید ربانی اور ایک پہلو مین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالے
عنہ کو مسلح با چہرہ نور آگین اور عقب مین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ کو بصورت متبرک آیات
کلام الہی پڑھتے دیکھا اور گرد آنحضرت کے اکابر اصحاب گھوڑون پر سوار کہ ہر ایک کی پیشانی سے انوار سعادت
پیدا و ہویدا تھے کہا بطنًا بعد بطن اپنی نسل مین یہ وصیت کرتے رہنا کہ جو کوئی انمین سے سعادت بعثت
پیغمبر آخر الزمان حاصل کرے انکو ہمارا اسلام پہونچا وے اور انکی ملت حنیفہ کو طائعًا اور راغبًا قبول کرے
پوشیدہ نرہے کہ جو تفصیل حلیون انبیا علیہ السلام کی اور وجود تصویرات کا بیان لکھا گیا از روے
کتب تواریخ ہے ورنہ روایات معتبرہ علما سے بہت مختلف ہے اور نیز موافق حلیہ اکثر پیغمبرون کے
کہ ضمن قصہ انکے مین لکھا گیا ہے نہین ہے بظاہر مورخون نے بسبب تعداد روایات نقل اسکی مناسب
سمجھی ہوگی اس فقیر بے بضاعت نے بھی اتباعًا لاہل التاریخ تحریر ان حکایات و روایات مین خامہ سائی
کی ہے اب عطف عنان تیز گام کمیت قلم اس وادی سے کرکے شروع مقصود اصلی کہ عبارت اخبار
و آثار ماتقدم میلاد مبارک آن سرور سے ہے کیا جاتا ہے واضح ہو کہ از جملہ آثار رسیدگی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بموجب اخبار کاہنان یہ ہے کہ تخمینًا ہزار برس پہلے آپ کی ولادت باسعادت کے
ایک ملوک جبار اسوقت سے کہ موسوم بہ ورع اور ملقب بہ تبع تھا عالم جہان گردی مین وارد دار الملک
مکہ ہوا بحسب اتفاق سکنائے ام القری سے کوئی آدمی واسطے استقبال اس بادشاہ باجاہ وجلال کے
نہ آیا اور اصلا رسم مدارات بجا نہ لایا بارگ سطوت شاہی انکی بے اعتنائی سے حرکت مین آئی اور از رو
غایت غضب اسنے ارادہ ویرانی اس ملک اور مسماری خانہ کعبہ کا کیا مقارن اس اندیشہ فاسدہ
کے اسکو مرض جسمانی مہلک ایسا لاحق حال ہوا کہ قریب مرگ پہونچا اس حالت اضطراب مین کسی
خدا رسیدہ نے اسکو مطلع کیا کہ نجات اس بیماری جانگزا سے بغیر از توبہ ارادہ خرابی اس مملکت
سے امکان نہین ہے چنانچہ اسی وقت بادشاہ تائب ہوا اور شفاخانہ شافی حقیقی سے کہ خداوند اس
بیت الحرام کا ہے نعمت صحت اسکو عطا ہوئی چنانچہ بظہور ایسی کرامات نمایان کے تعظیم خانہ خدا مین اسنے
مبالغہ کیا اور ساتھ مد دلباس قیمتی مکلف سے کعبہ کو ملبس کیا اور اسی زمانہ سے الباس اسکا
درمیان اشراف و ملوک مروج و مرسوم ہوا پس از چند روز کہ بادشاہ مذکور نے نہضت بطرف یثرب کی
قریب چار ہزار صاحبان فضیلت و چہار کس از علماے با دانش و حکمت کہ سردار انکا شامول نام یہودی
تھا خاص مدینہ مین پہونچا اکابر علما و مشاہیر حکما نے بالاتفاق عرض کیا کہ از روے کتب معتبرہ

ہمکو معلوم ہے کہ یہہ مقام دارالہجرت خاتم پیغمبران و مدفن متبرک اس سرور سرورانکا ہوگا ہمکو اجازت دو کہ
یہین رحل اقامت ڈالین تاشاید ہماری نسل مین سے کوئی قسمت والا سعادت زیارت اس خلاصہ
موجودات سے بہرہ ور ہو اور یہہ عرض کرکے شامول مع ہمراہیون کے وہان رہ گیا بادشاہ نے بھی
ایک نامہ مشتمل برکمال ضراعت وانکسار واسطے گذرانتے خدمت بابرکت آنحضرت کے سپرد اُنکے
کیا اور کہا کہ وصیت کرنا اپنی اولاد کو کہ باحتیاط اسکو رکھین اور بروقت شرف سعادت ملازمت گذرانے
غرضکہ اسی طرح انکی نسل سے عمل مین آیا حتےٰ کہ وہ نامہ نا بابو ایوب انصاری کہ اکیسوان فرزند شامول
یہودی سے تھا پہونچا اور بوسالت ابو سبکی قبیلہ بنی سلیم مین بملاحظہ مقدس حضرت خاتم الانبیا گذرا اور اُسوقت
تین مرتبہ حضرت نے فرمایا مرحبا بالاخ الصالح یعنے آفرین ہے برادر نیکو کار نیک اندیش پر کیفیت قبل از وجود
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بہت آثار از روے اخبار ثابت ہین کہ یہہ مختصر لائق ذکر مجموع انکے کے
نہین ہے لہذا اب احوال انتقال نور محمدی صلب عبد اللہ سے شکم آمنہ مین لکھا جاتا ہے روضۃ الاحباب
اور مدارج النبوت اور دیگر کتب سیر مین لکھا ہے کہ تحویل نطفہ زکیہ محمدیہ کی صلب عبد اللہ سے صدف رحم
آمنہ مین ایام حج مین درمیان اوسط ایام تشریق شب جمعہ کو ہوئی اس سبب سے امام احمد بن حنبل
رح شب جمعہ کو فاضل تر لیلۃ القدر سے کہتے ہین کہ جو خیرات اور برکات اور کرامات اور سعادات کہ
اس رات مین اہل عالم پر فائض اور نازل ہوئے کسی اور رات مین تا روز قیامت نازل اور
فائز نہونگے اور یہین جہت شب میلاد حضرت کی بہتر شب قدر سے ہوئی اخبار مین آیا ہے کہ اس
رات کو ملک اور ملکوت مین منادی ہوئی کہ تمام عالم کو بانوار قدس منور اور فرشتے زمین و آسمان کے
اظہار سرور و ابتہاج بکثرت کرین اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ علم سبز محمدی لیکر فرشتونکے ساتھ
دنیا مین جائین اور اس علم کو سقف خانہ کعبہ پر کھڑا کرین اور ساری دنیا مین خوشخبری دین کہ نور محمدی
نے رحم آمنہ مین قرار پایا اب برگزیدۂ خلائق بہترین امتون پر مبعوث ہوگا خوشا نصیب اُس
امت کے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سا جسکا پیغمبر ہوا اور خازن بہشت کو حکم ہوا کہ دروازے فردوس
برین کے کھولے اور عالم کو بفوائح و روائح معطر کرے اور جمیع طبقات سموات اور بقاع زمین کو بشارت
دے کہ آج کی رات نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شکم مادر مین آیا مروی ہے کہ جس رات نور محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم جاگزین بطن والدہ ہوا اُس رات کی صبحکو تمام بت روے زمین کے واژگون ہوے
اور شیاطین صعود آسمان سے ممنوع ہوئے اور تخت بادشاہون بت پرست کے الٹ گئے ابن عباس سے
منقول ہے کہ حق تعالے نے اُس رات چار پایون روے زمین کو گویا کیا اور سبنے کہا بخدا کعبہ کہ حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنے نطفہ انکا شکم مادر مین آیا اور یہہ شخص سراج اہل روی زمین ہے اور بہترین
امت پر مبعوث ہوگا اور اُس رات وحوش و طیور آپسمین بشارت دینے لگے اور اسی طرح اہل دریا ایک

دوسرے کو خوشخبری سناتے اور کہتے تھے کہ اب وہ وقت آیا کہ ابو القاسم پیدا ہوگا روایت ہے اُس رات تخت
ابلیس کہ درمیان زمین و آسمان کے ہوا پر معلق تھا نگون سار ہوا اور وہ مردود چالیس رات دن جبل ابوقبیس پر
بحالت اضطراب در عذاب شدید مبتلا ہو کر واویلا کرتا اور وامصیبتا کہتا رہا اور کہتے ہیں کہ شیطان پر ایک فرشتہ
موکل تھا اسکو اُس فرشتہ نے قعر دریا میں غوطہ دیا پھر منہ شیطان کا کالا ہو گیا اور جب غم واندوہ اسکو بیحد
از حد گذرا اسکی ذریت نے جمع ہو کر سبب اس الم و مصیبت کا پوچھا شیطان نے کہا کیا پوچھتے ہو ایسی خرابی
کہ ہرگز کبھی نہوئی تھی کہا کیا ہوا ہے تب اس نے حال مفصل بیان کیا کہ آج کی رات آمنہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی
آخر الزمان سے حاملہ ہوئی عزت دنیا اور آخرت کی اُسکے ساتھ ہے ایسا شخص پیدا ہوتا ہے کہ جسکے سبب سے
پرستش لات و منات اور عزی اور ہبل کی موقوف ہوئی اور سارے بتوں کو توڑیگا اور سب دینوں کو منسوخ اور
اور شرک اور کفر اور زنا اور قمار بازی اور شراب خواری کو حرام کریگا اور ہمارا جانا آسمان پر اخبار غیبی کے سننے
کیواسطے ابھی سے موقوف ہوا ہے اور وقت صعود حکم ہوا ہے کہ شہاب ثاقب یعنی انگارے ہمپر پھینکیں
اور علم کہانت جو ہماری طرف سے عالم میں جاری تھا بسبب موقوفی آمد و رفت بالائی آسمان بالکل جاتا رہا اور
اور تمام عالم عدل و انصاف سے معمور اور آیندہ ہماری اغوا سے ہاتھ ظلم اور جور کا کہ غیر محصور رائج ہوتا تھا کوتاہ
ہوگا اور تمام زمین مساجد اور عبادت حق سے آباد ہوگی اور اشاعت ایمان و اسلام سے سب خلقت دلشاد رہیگی اور نیکی انکا
روز بروز کمال ہوا اور بدی کا ہونا ہر دم زوال کتب معتبرہ مثل روضۃ الاحباب و مدارج النبوۃ میں مرقوم ہے کہ
جمہور اہل سیر اور تواریخ متفق ہیں اس امر پر کہ حضرت خاتم الرسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مہینے ربیع الاول
میں پیدا ہوئے اور بعض علما بھی اس قول پر دعوی اتفاق رکھتے ہیں لیکن بعضے کہتے ہیں کہ ولادت
باسعادت حضرت کی ماہ مبارک رمضان میں ہوئی ہے اور دلیل اس طائفہ کی یہ ہے کہ علوق نطفہ محمدیہ
کا رحم آمنہ میں ایام حج میں عشیہ عرفہ یا اوسط ایام تشریق میں واقع ہوا اور باتفاق اہل سیر و
تواریخ ثابت ہے کہ مدت حمل حضرت کی نو مہینے کی پوری تھی یا کم و زیادہ اس حساب سے ماہ نہم رمضان ہوتا ہے
مگر اصح ربیع الاول ہے صاحب روضۃ الاحباب نے ان دو قول مختلف میں تطبیق یوں دی ہے کہ کفار ان مہینے
یعنی تاخیر و تقدیم ماہہاے حرام میں کرتے تھے اور اس پیش و پیش سے حج اوقات مختلف میں ہوتا تھا اور
تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ بموجب احکام شرعی ہمیشہ ایک برس بارہ مہینے کا ہوتا ہے پورا اور شریعت
ابراہیمی میں شہرہاے حرام ذیقعدہ و ذیحجہ و محرم و رجب مقرر تھے اور ان مہینوں میں جنگ و جدال
ممنوع تھا لوگ واسطے حج و عمرہ کے دور و نزدیک سے بخوف خطر آمد و رفت کرتے لیکن کفار نے یہ گمراہی
اختیار کی تھی کہ اگر لڑنا انکو ان ماہہاے ممنوعہ میں منظور ہوتا تو حیلہ کرتے انکی تبدیل میں یعنے
یعنی کبھی مقدم کرتے صفر کو محرم پر اور کبھی موخر کرتے ذیقعدہ کو ذی الحجہ پر چنانچہ خداتعالی سورہ توبہ میں
فرماتا ہے آیت انما النسی زیادۃ فی الکفر ۰ یعنے سوا اسکے نہیں کہ آگے پیچھے کر لینا زیادتی ہے

بیچ کفر کے یعنی یہ مہینا ہٹا دیتا ہے سو یہ ایک بات ہے کفر کے عہد میں پس نظر بر بن تقدیم و تاخیر ماہہا سے حرام
احتمال ہے کہ سال ولادت حضرت میں بیچ ماہ جمادی الآخری میں واقع ہوا ہو اس تقدیر پر ربیع الاول
میں پورے نو مہینے ہوتے ہیں اور تاریخ میں بھی اختلاف ہے بعضون نے کہا بارھوین ربیع الاول اور
بعضون نے دوسری اور بعضے کہتے ہیں آٹھوین اور بعضی دسوین لیکن قول اول یعنی بارھوین اشہر
واکثر ہے اور عمل اہل مکہ ابتک اسی تاریخ پر ہے چنانچہ بارھوین شب کو زیارت موضع ولادت شریف
کی کرتے ہیں اور اسی رات کو مولود پڑھتے ہیں اور سب اوضاع اور آداب مولد بجا لاتے ہیں مدارج
النبوت میں مذکور ہے اور روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ تولد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کا مکہ میں اس مکان میں ہے
کہ مشہور ہے سرای محمد بن یوسف ثقفی کے اس عمارت کی ابتک زیارت کرتے ہیں اور اس مقام کو متبرک
جانتے ہیں اور وہ سرای ایک کوچہ میں واقع ہے کہ اسکو زقاق المولد کہتے ہیں اور وہ کوچہ ایک
شعب میں ہے کہ مشہور ہے شعب بنی ہاشم سے مدارج النبوت اور روضۃ الاحباب میں منقول ہے کہ عادت
اہل مکہ سے ابتک زیارت اس مقام کی اور تعمیل آداب دیگر مثل خواندن مولود وغیرہ ہے لیکن جو کہ
معمول علما و اکابر حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا و تعظیما ہو صحیح و مستند ہے اور روضۃ الاحباب
میں لکھا ہے کہ پیش از انکہ آمنہ حاملہ ہوں پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریش بلا سے قحط و خشک
سالی میں مبتلا تھے چنانچہ درخت انکے باغون کے خشک اور چارپائے لاغر ہو گئے تھے جسوقت یہ حاملہ
ہوئین مینھ خوب برسا اور نہرین جاری اور درخت سرسبز و شاداب ہوئے حق تعالی نے برکت قدوم
حضرت پیغمبر آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم سے خیر بسیار قریش پر ارزانی فرمائی چنانچہ وہ سال بسنۃ
الفتح مشہور ہوا اور آمنہ سے روایت ہے کہ جسوقت یہ حاملہ ہوئین تو کچھ ثقل اور رنج کہ اکثر عورتونکو مدت
حمل میں ہوتا ہے انکو اصلا محسوس نہ تھا اور کچھ آثار حمل معلوم نہ تھے بعد اسکے جب چھ مہینے گذرے
درمیان خواب اور بیداری کوئی شخص مجھسے کہتا تھا کہ کون تیرے پیٹ میں ہے اور کس سے
تو حاملہ ہوئی ہے مین نے کہا مین نہین جانتی ہون وہ شخص کہنے لگا کہ تو حاملہ ہوئی ہے سید اور پیغمبر
اس امت سے چنانچہ اس روز سے مجکو یقین ہوا کہ حاملہ ہون اور جب زمان ولادت نزدیک آیا
وہ شخص پھر نظر آیا اور اسنے مجھسے کہا کہ تو کہہ عربی اعیذہ بالصمد الواحد من شر کل حاسد
یعنی پناہ پکڑتی ہون اور سونپتی ہون مین اسکو صمد واحد کو شر ہر حاسد سے اور محمد نام بھی کہا اور نام اسکا
توریت اور انجیل میں احمد ہے اور قران میں اہل آسمان و زمین کے حمد و ثنا اسکی کرینگے اور آمنہ
سے منقول ہے کہ حضرت میرے پیٹ میں تھے کہ مین نے خواب دیکھا کہ ایک نور مجھ سے نکلا کہ تمام
عالم اس سے روشن ہوا اور اسقدر روشنی ہوئی کہ محل بصرہ کے کہ مضافات شہر شام
سے ہین برائے العین مین نے دیکھے اور اہل تواریخ لکھتے ہین کہ سوا ے آنحضرت کے آمنہ

حاملہ نہیں ہوئیں اور کوئی اور لڑکا آنسے سوا حضرت کے پیدا نہیں ہوا محمد بن اسحق سے منقول ہے کہ حضرت
ابھی پیٹ میں تھے کہ عبداللہ نے وفات پائی اور بعضے کہتے ہیں دو مہینے کے تھے معارج النبوت میں
مرقوم ہے کہ یہ قول اصح اقوال ہے وفات عبداللہ کی مدینہ میں ہوئی قریش کے ساتھ شام کے تجارت کو
گئے تھے جب یثرب میں داخل ہوئے بیمار ہوئے عبدالمطلب نے خبر بیماری کی سنکر اپنے فرزند حارث کو خبر
لینے کیواسطے مدینہ کو بھیجا اور انکے پہونچنے سے پہلے وفات پا چکے تھے عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ جب عبداللہ
نے وفات پائی فرشتوں نے کہا ربنا یتیم ہوا پیغمبر اور حبیب تیرا حقتعالے نے فرشتوں کو جواب میں فرمایا
میں حافظ اور نصیر اور کفیل اسکا ہوں درود اور سلام اسپر بھیجو اور برکات اسکے حق میں چاہو اور دعا کرو اور
مولد ابن جوزی محدث نے لکھا ہے کہ جسوقت آمنہ کو درد زہ پیدا ہوا تنہائی سے گھبرا کے خدا کی جناب میں
رجوع کی اور کہنے لگی کہ کاش بیٹیاں عبدمناف کی اسوقت میرے پاس ہوتیں یہ کہتی ہی تھیں کہ کیا
دیکھتی ہوں کہ عورتیں خوبصورت کہ بال انکے سیاہ اور سرخ رخسارے تھے اسقدر حاضر ہوئیں کہ سارا گھر بھر گیا
اور وہ عورتیں کہنے لگیں کہ ہم حوریں ہیں حقتعالی نے بہشت سے تمہاری خدمت کیواسطے ہمکو بھیجا ہے اور ہم
سب تیرے فدا ہیں اور عثمان بن ابی العاص اپنی ماں فاطمہ بنت عبداللہ ثقفی سے روایت کرتا ہے کہ جسوقت
آمنہ کو آثار وضع حمل ظاہر ہوئے میں انکے پاس حاضر تھی اتفاقاً اسوقت نظر کی میں نے طرف آسمان کے
کیا دیکھتی ہوں کہ تارے میل بجانب زمین کرتے ہیں یہانتک کہ زمین پر گر پڑینگے اور روا ہے کہ تارے
کنارے ایسے نزدیک ہوئے تھے کہ میں خیال کرتی تھی کہ میرے سر پر گر پڑینگے اور آمنہ سے روایت ہے
کہ وقت درد زہ کے اور قریب زمان ولادت ایک آواز دہشتناک سنی گئی کہ جسکے سننے سے خوف اور ترس تمام
مجکو معلوم ہوا پھر دیکھا میں نے ایک مرغ سفید پیدا ہوا اور اُسنے اپنے بازو میرے پیٹ سے ملے
وہ خوف اور ترس مجھسے دور ہوا پھر وہ مرغ ایک جوان نرم اور نازک اور خوش شکل ہو گیا اور اسکے
ہاتھ میں ایک پیالہ شراب طہور کا تھا سفید زیادہ دودھ سے اسکو میرے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ پی لیجئے
پیا تو اسکا مزہ میٹھا شہد سے تھا پھر کہا کہ سیر ہوکے پی لیجئے اور پیا پھر کہا کہ خوب سیر ہوکے پی
پھر میں نے خوب سیر ہوکے پیا پھر اُسنے میرے پیٹ کیطرف ہاتھ پھیلا اور اسکو ملنے لگا اور کہنے لگا
اظہر یا سید المرسلین اظہر یا سید العالمین اظہر یا خاتم النبیین اظہر یا
رحمۃ للعالمین اظہر یا نبی اللہ اظہر یا رسول اللہ اظہر یا خیر خلق اللہ
اظہر یا نور من نور اللہ بسم اللہ اظہر یا محمد بن عبداللہ فظہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کالبدر المنیر چنانچہ بارھویں تاریخ ربیع الاول کی صبح صادق کیوقت کہ روز دوشنبہ کا تھا حضرت
محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے۔

فصل دوسری

یعنے فضائل اور شمائل آنحضرت میں مدارج النبوۃ میں وغیرہ کتابوں معتبرہ میں لکھا ہے کہ

ولادت باسعادت حضرت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ کی روز دوشنبہ وقت صبح صادق قبل از طلوع آفتاب ہوئی ہے
اور یہ وقت طلوع غفر تھا غفر بفتح غین معجمہ سکون فا و را ایک منزل آخر شب مین تین تارے چھوٹے
نکلتے ہین منازل قمر سے اور ارباب ہیئت سے منقول ہے کہ مولد سب پیغمبرون کا یہی وقت ہے
اور ارباب تنجیم ساعت ولادت حضرت کو اسعد ساعات کہتے ہین اور حق یہ ہے کہ حضرت مشرف بزمان
نہین ہین بلکہ زمان کو شرف آپ کی ولادت سے ہے اور یہی سبب ہو کہ ولادت شریف حضرت کی ان
مہینون مین کہ مشہور بکرامت ہین اور برکت مین جیسے محرم اور رجب اور رمضان واقع نہوئی اور ایام
اگرچہ جمعہ افضل ہے کہ پیدائش حضرت آدم کی اسی دن مین ہے اور اسمین بالاتفاق ایک ساعت
ہے کہ جو کوئی اسمین دعا مانگے قبول ہو لیکن با اینہمہ کرامت پھر بھی برابری یوم ولادت حضرت کی کہ روز
دوشنبہ تھا نہین کرتا چنانچہ بملاحظہ شرف اور کرامت ولادت شریف اس دن مین روزہ رکھنا مستحب ہے
حدیث مین آیا ہے کہ حضرت دوشنبہ کے دن اکثر روزہ رکھتے تھے اور اسکے سبب جو پوچھا تو فرمایا
کہ مین پیدا ہوا ہون اس دن مین اور نازل ہوئی وحی مجھپر اسی دن مین علماء کرام نے اس حدیث سے تعین
مولد شریف کا اور بیان فضائل اور سائر آداب کو کہ معمول اہل حرمین شریفین کا ہے استنباط کی ہے
عبداللہ ابن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ قریب مکہ کے ایک موضع ہے کہ اسکو وادی فاطمہ کہتے ہین
اسمین ایک راہب تھا کہ نام اوسکا عیص تھا وہ کہتا تھا اہل مکہ سے کہ پیدا ہوگا تم مین ایک مولود
مسعود کہ اطاعت کرینگے اسکی تمام قبائل عرب اور مالک ہوگا وہ عجم کا بھی اور یہی زمانہ اسکی پیدائش کا
ہے اور اسوقت مین جو لڑکا مکہ مین پیدا ہوتا تھا اسکے احوال کو پوچھتا تھا جس دن حضرت پیدا ہوے
عبدالمطلب اس راہب کے پاس گئے اور خبر آپ کی ولادت کی بیان کی عیص بولا کہ یہ وہی لڑکا ہے جسکو مین
کہتا تھا نام اسکا کیا رکھا عبدالمطلب نے کہا محمد عیص بولا کہ قسم ہے خدا کی تحقیق جانتا تھا مین کہ تھا
درمیان وجود اس مولود کا تین خصلتون سے کہ مین انکو سچا جانتا ہون ایک طلوع اسکے ستارے کا رات مین
دوسری ولادت انکی دوشنبہ کے دن تیسری نام اوسکا محمد ہے ابو نعیم نے حسان بن ثابت سے
روایت کی ہے کہ مین وقت ولادت حضرت کے سات یا اٹھ برس مدینہ مین تھا سنا مین نے
کہ صبح کو ایک یہودی پکارتا تھا اپنی قوم کو قوم نے کہا کیا ہوا ہے تجکو کہ فریاد کرتا ہے اور ہمکو بلاتا ہے
بولا کہ طلع اللہ اللیل نجم احمد یعنے طالع کیا اللہ نے آجکی رات ستارہ احمد کا جب
حضرت مدینہ مین تشریف لائے اسکو یاد کیا پھر حساب لگایا تو وہی رات آپکی ولادت کی تھی اور
اس یہودی نے خبر دی تھی مدارج النبوۃ مین مسطور ہے کہ احادیث صحیحہ مین آمنہ سے روایت ہے کہ یہ
دیکھا مینے شب وضع حمل مین ایک نور کہ روشن ہوے اس سے قصور شام کے اور عبدالرحمن
بن عوف اپنی مان سے کہ شفا اسکا نام ہے روایت کرتا ہے کہ جسوقت حضرت پیدا ہوے میرے ہاتھ مین آئے

سنا میں نے کہ گوینده کہتا تھا یہ کہ اللہ تعالیٰ رحمت کرے تجھکو خدا اور روشن ہوا مشرق سے مغرب
تک کہ دیکھا میں نے قصور شام کا اس روشنی میں اور آمنہ سے روایت ہے کہ جب مجھکو درد زہ پیدا
ہوا میں اکیلی گھر میں تھی اور عبد المطلب طواف خانہ کعبہ میں ایک آواز بلند میرے کانمیں آئی
اسکے سننے سے مجھکو خوف معلوم ہوا پھر دیکھا میں نے کہ مرغ سفید اپنے بازو میرے دل پر ملتا ہے مگر وہ
خوف و ترس جاتا رہا پھر دیکھا میں نے نور بلند اور دیکھیں اپنے پاس عورتیں بلند قامت مانند
درخت خرما کے گویا بیٹیاں عبد مناف کی ہیں تعجب کیا میں نے سو کہا تھی ان میں ایک بولی میں
میں آسیہ جورو فرعون کی ہوں دوسری نے کہا میں مریم بیٹی عمران کی ہوں اور یہ عورتیں حور
بہشتی ہیں اور آمنہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب حضرت پیدا ہوئے چار عورتیں میرے پاس آئیں میں
انکو دیکھکر ڈری اور کہا میں نے کہ کون ہو تم کہ ملک کی سی عورتیں نہیں انہوں نے کہا کہ اے آمنہ
تم نہ ڈرو اور خوف نکرو ایک بولی کہ میں حوا ام البشر ہوں دوسری نے کہا میں سارا والدہ اسحق ہوں
تیسری بولی کہ میں ہاجرہ مادر اسمعیل ہوں چوتھی کہنے لگی کہ میں آسیہ بنت مزاحم ہوں حوا کے
پاس طبق سونیکا تھا اور سارا کے پاس ابریق نقرہ اور اسمیں آب کوثر اور ہاجرہ کے پاس عطر
تھا بہشت کا اور آسیہ کے پاس قندیل سبز تھی حضرت کو غسل دیکر آمنہ کی گود میں دیا پھر حضرت
نے سجدہ کیا اور کہا یا رب ھبلی — اے پروردگار میرے بخش تو واسطے میرے امت میری کو
آواز آئی حقتعالی کی طرف سے وھبتك امتك یا علی ھمتك بخشا میں نے تیری امت کو بسبب تیری ہمت
تیری کے اور پھر فرمایا حق تعالی نے اشھدوا یا ملائکتی ان حبیبی لاینسی امتہ عند الولادۃ
فکیف ینساھا یوم القیمۃ گواہ رہو اے فرشتو میرے کہ دوست پیارا نہ بھولا اپنی امت کو وقت ولادت
کے پھر کیونکر بھولیگا اپنی امت کو دن قیامت کے کتب سیر میں آمنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت پیدا ہوئے
سجدہ کیا اور انگشت تسبیح آسمان کی طرف اٹھائی جیسے کوئی عاجزی کرتا ہے پھر آمنہ کہتی ہیں
کہ میں نے دیکھا کہ ایک پارہ ابر سفید آسمان سے اترا اور حضرت کو لپیٹ کر اٹھا لیگیا اور میرے
سامنے سے غائب ہو گیا سنتی ہوں کہ منادی ندا کرتا ہے کہ انکو اطراف مشرق اور مغرب زمین
کے پھراؤ اور سوالید انبیا میں رکھو تا انکی حقیقی دعا برکت کریں اور جامہ ملت حنیفہ کا پہناؤ
اور حضرت ابراہیم پیرھن کردو اور دریا اور صحرا پر گذر کرو تا انکا نام اور صفت پہچانیں وہ حقیقی
نام انکا ماحی ہے یعنی مٹانے والے کفر کے اور شرک اور بدعت کے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ آمنہ
کہتی ہیں کہ جب حضرت پیدا ہوئے دیکھا میں نے کہ ایک ابر بزرگ نورانی ہے کہ سنی جاتی تھی اسمیں
آواز گھوڑوں کی اور کا پھڑپھڑانا پروں کا اور باتیں آدمیوں کی پھر چھپا لیا اس ابر نے حضرت کو اور
غائب ہوا میرے رو برو سے پھر سنا میں نے کہ گوینده کہتا تھا سیر کراؤ محمد کو تمام زمین کی اور عرض کرو

اور انکو روے دنیا پر اور انس اور جن و ملائک پر اور عرض کرو طیور و وحوش پر اور دو انکو کلید نبوت اور نصرت کی
اور کلید خزانہ عالم کی اور دو انکو خلافت اور صفوت و خلق آدم اور معرفت شیث اور شجاعت اور شکر نوح
اور خلت ابراہیم اور لسان اسمعیل اور رضاے اسحق اور فصاحت صالح اور حکمت لوط اور بشارت یعقوب
اور جمال یوسف اور کلام اور قوت موسیٰ اور تحمل ہارون اور صبر ایوب اور صوت داؤد اور عصا و شد یونس
اور جہاد یوشع اور عصمت یحییٰ اور حکمت لقمان اور حب دانیال اور وقار الیاس اور زہد و کرم عیسیٰ
اور غوطہ دو انکو دریاے اخلاق سب پیغمبروں میں المختصر جو جو کمال اور خوبی ہر نبی میں تھی سب
آپ کی ذات بابرکات میں جمع ہو گئی رباعی خط سبز و لب لعل و رخ زیبا داری + حسن یوسف
دم عیسیٰ ید بیضا داری + خوبی شکل و شمائل حرکات و سکنات + آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری +
پھر آمنہ کہتی ہیں کہ ناگاہ دیکھا اور لپیٹا حضرت کو پارۂ حریر سبز میں اس حریر سے مانند پانی
چشمہ کے پسینا ٹپکتا تھا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آمنہ کہتی ہیں کہ بعد ایک ساعت کی حضرت
کو پھر لائے ایک جامہ سفید صوف میں لپیٹے ہوئے تھے اور گوینده کہتا تھا کیا خوب کیا خوب مقرر ہو
تمام دنیا پر یہانتک کہ باقی نہ رہے کوئی مخلوق اہل دنیا سے تا کہ در آوے آپکے قبضہ میں اور مطیع اور منقاد
آپکا ہو پھر آمنہ کہتی ہیں کہ دیکھا میں نے حضرت کو گویا ماہ شب چاردہم ہیں اور بوے مشک اذفر کی آپ کے
بدن سے آتی ہے اور دیکھا میں نے تین آدمیوں کو ایک کے ہاتھ میں ابریق چاندی کا دوسرے کے
ہاتھ میں طشت زمرد کا تیسرے کے ہاتھ میں حریر سفید تھا پھر نکالی ایک انگشتری کہ اُسکے نظارہ صفا
میں ایسا ناظرین کے خیرہ و حیران ہوویں پھر دھویا حضرت کو سات بار اور مہر کی درمیان شانوں کے
اس انگوٹھی سے اور لپیٹا آپ کو اس حریر میں اور لائے اپنے بازو میں اور کہا ایک ساعت پھر مجھکو سونپا
اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اس طشت زمرد کے چار گوشے تھے ہر گوشہ میں موتی آبدار لگے تھے
اسحال میں گوینده نے کہا یہ دنیا ہے اور مشرق اور مغرب اور بر و بحر اُسکا دوست خدا کے ہر گوشہ
سے اسکے جو چاہیے سو لے حضرت نے ہاتھ بیچ طشت کے رکھا غیب سے آواز آئی کہ بخدا سے کعبہ
آپنے کعبہ کو اختیار کیا کہ حق تعالیٰ نے اسکو قبلہ نماز اور مولد مبارک اُنکا مقرر کیا حضرت ابن عباس رض
نے فرمایا ہے کہ وہ شخص رضوان داروغہ بہشت تھا اور آمنہ سے مروی ہے کہ ایک ساعت کی بعد جبرئیل
آپکو پروں کے تلے سے نکالا اُنکے کان میں چند باتیں کہیں کہ میں کچھ نہ سمجھی پھر درمیان دونوں آنکھوں کے
بوسہ دیکر کہا بشارت ہو تجکو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ علم سب پیغمبروں کا تجکو دیا اور علم اور شجاعت
اور تنہائی اور سب اخلاق تیرے سب سے زیادہ ہیں اور کنجیاں خزانہ کی مدد کے تیرے ہاتھ
میں ہیں اور ہیبت اور عظمت تیری آدمیوں کے دلمیں اسقدر ڈالی ہے کہ کوئی شخص ذکر تیرا
نہ سنے گا مگر وہ مغلوب خوف و ترس ہوگا اگرچہ تجکو نہ دیکھیگا پھر آمنہ کہتی ہیں بعد اسکے اس شخص کو

مین نے دیکھا کہ اسنے منھ اپنا حضرت کے منھ پر رکھا جیسے کبوتر اپنے بچہ کو بھراتا ہے اور مین دیکھتی تھی کہ
حضرت اپنی انگلی سے اشارہ کرتے تھے اور طلب زیادت فرماتے تھے اور عبد المطلب سے منقول ہے کہ مین شب
ولادت حضرت کی خانہ کعبہ مین تھا وقت نیم شب کیا دیکھتا ہون کہ چارون گوشہ دیوار خانہ کعبہ کے بمقام ابراہیم
مائل ہوئے اور سجدہ کیا اور آواز تکبیر ایسے بلند ہوئی کہ اللہ اکبر رب محمدن المصطفی
الاٰن قد طہرنی ربی من انجاس الاصنام وارجاس المشرکین یعنے اللہ اکبر اللہ اکبر
پروردگار محمد مصطفی کا تحقیق پاک کیا مجھکو میرے رب نے ناپاکی بتوں سے اور پلیدی مشرکون سے اور
بت کیسا سون خانہ کعبہ تھے پارہ پارہ ہوئے اور کلان تر سب بتون کا کہ نام اسکا ہبل تھا منھ کے بھل گر پڑا اور
آواز آئی آمنہ سے محمد پیدا ہوئے اور سحاب رحمت اور طشت فردوس سے آیا کہ انکو دھوئین عبد المطلب
کہتے ہین یہ جو مین نے دیکھا اپنی آنکھون کو ملنے لگا کہ یہ خواب ہے یا بیداری جب تامل کیا معلوم ہوا کہ مین
جاگتا ہون اور جو کچھ دیکھا سو بیداری مین دیکھا بعد اسکے بیچ خانہ کعبہ سے متوجہ خانہ آمنہ ہوئے
دروازہ بند پایا پکارا کہ اے آمنہ دروازہ کھولو انھون نے کھولا عبد المطلب کہتے ہین کہ جب دروازہ
کھولا پہلے نگاہ میرے موضع نور محمدی سے آمنہ کے منھ پر پڑی اثر اس نور کا انکے چہرہ مین نہ دیکھا
بیطاقت ہوا اور کہا واغوثاہ اے آمنہ وہ نور کیا ہوا آمنہ بولی کہ میرے فرزند پیدا ہوا ہے مین نے کہا میرے پاس لاؤ
کہ اسکو دیکھون اور اسکے جمال بکمال سے مسرور ہون آمنہ نے جواب دیا کہ ابھی آپ اسکو نہ دیکھ سکینگے
انھون نے کہا کیا سبب آمنہ نے یہ قصہ کہا کہ جسوقت حضرت پیدا ہوئے ایک شخص میرے پاس آیا
کہ قد اسکا مانند درخت خرمہ کے تھا کہا گیا ہے کہ اس لڑکے کو گھر سے باہر نہ نکالنا اور تین دن تک کسی آدمی کو
نہ دکھانا مجھکو سنکر غصہ آیا اور تلوار کھینچکے کہنے لگا کہ اس فرزند دلبند کو جلد دکھا دو نہین تو تمکو یا آپ کو
ہلاک کرتا ہون جب آمنہ نے یہ حال میرا دیکھا گھبرا کے کہا کہ فلانے مکان مین جاکے دیکھو [illegible]
مکان کا کیا اندر سے ایک شخص نہایت با عظمت و ہیبت ظاہر ہوا کہ اس طرح کا [illegible]
کبھی نہین دیکھا تھا شمشیر برہنہ اسکے ہاتھ مین مجھپر حملہ کیا اور کہا [illegible]
مان کہان آتے ہین مین نے جواب دیا کہ مین آتا ہون اپنے فرزند کے دیکھنے کو وہ شخص بولا [illegible]
پھر جا کہ جب تک بقرب بارگاہ صمدی اسکی زیارت سے مشرف ہوینگے کوئی بنی آدم اسکو ہرگز
نہ دیکھیگا عبد المطلب کہتے ہین کہ اسوقت لرزہ میرے بدن پر طاری ہوا اور ہاتھ سے میرے تلوار
گر پڑی اور مین باہر آیا کہ قریش کو اس حال سے آگاہ کرون ولیکن [illegible] چاہا کہ حال کہون تقریر کرون لیکن
ہرگز طاقت گویائی نپائی کہ اس بات کو بیان کرون القصہ بعد تین دن کے جب حضرت کو دیکھا
نہایت خوش ہوا اور اٹھا کے خانہ کعبہ مین لیگیا اور حق تعالی کی پناہ مین سونپا اور محمد نام رکھا اور
دروازہ کعبہ پر کھڑا ہوکر شکر خدا تعالی کا بجا لایا پھر انکو وہان سے لاکر آمنہ کو سپرد کیا اور باہر انکا لطف [illegible]

نہایت تاکید کی اور کہا بیرے اس فرزند کی بڑی شان ہوگی منقول ہے کہ جسوقت حضرت صلعم
پیدا ہوے اثر نجاست مثل خون وغیرہ حضرت کے بدن مطہر پر نہ تھا اور مستور بہ لباس نور تھے کسی
کی نظر آپکے ستر پر نہ پڑی اور جب ماں کے پیٹ سے زمین پر آئے سجدہ کیا اور آواز بلند کہا اشہد ان
لا الہ الا اللہ انا محمد رسول اللہ اور جب دائی نے قصد نہلانے کا کیا حضرت نے کہا غسل دیا گیا
ہوں میں آب رحمت سے تھا میں بیچ ازل کے ظاہر پیدا ہوا ہوں میں طاہر صفیہ حضرت کی پھوپی سے روایت ہے
کہ حضرت کے تولد کے بعد ایسا نور پیدا ہوا کہ اسکی روشنی میں کئی چیزیں عجیب غریب میں نے دیکھیں پہلے
حضرت نے سجدہ کیا اور امتی امتی کہا دوسرے جسوقت پیدا ہوے حضرت کا نور چراغ کے نور پر غالب
تھا تیسرے میں نے چاہا کہ آپکو غسل دوں غیب سے آواز آئی کہ ہمنے اسکو شستہ اور پاک بھیجا ہے اور
جمہور اہل سیر متفق ہیں اس بات پر کہ حضرت مختون اور مقطوع السرہ پیدا ہوے یعنی ختنہ کی ہوئی اور
آنول نال کٹے ہوئے اور انس سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پیدا ہوا میں مختون
اور نہ دیکھا کسی نے میرے ستر عورت کو اور لکھا ہے کہ حکمت اسمیں یہ بھی تھی کہ کوئی مخلوق اس محبوب خدا
کی زیب و زینت دینے میں شریک نہو بالجملہ جسقدر آیات اور آثار کہ وقت ولادت حضرت کے ظاہر ہوئے
زیادہ اس سے ہیں کہ حیطہ شمار میں آئیں بعضے انمیں سے یہ ہیں کہ بعض بیان آئے اور از انجملہ اشہر
آثار سے یہ ہے کہ آپکے تولد کے وقت محل نوشیروان کے ہل گئے اور چودہ کنگرے گر پڑے یہ اشارہ
اس امر کا تھا کہ اسکی اولاد میں چودہ آدمیوں کی بادشاہی گی سو وہی رہا کہ دس برس تک سلطنت سلسلہ
اسکے خاندان میں رہا باقی تا زمان خلافت امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ اسکی اولاد
کی بادشاہی رہی اور چودہ تخت نشین سے اسکی اولاد میں زیادہ نہوئے یہ مدارج النبوت میں مواہب
لدنیہ سے منقول ہے اور صاحب روضۃ الاحباب نے نقل کی ہے کہ تا زمان خلافت حضرت
امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالے عنہ زمانہ بادشاہی اولاد نوشیروان کا رہا اور از انجملہ یہ ہے کہ دریاچہ
ساوہ خشک ہوا اور جنگل سماوہ میں کہ رودخانہ خشک ہزار برس سے تھا اس سے پانی جاری ہوا اسمیں
یہ اشارہ تھا کہ انہار کفر کی خشک ہوجائینگی اور دریا اسلام کے جاری رہینگے اور از انجملہ یہ ہے
کہ آتشکدہ فارس کہ ہزار برس سے گرم تھا آگ اسکی بجھ گئی اور بازار آتش پرستوں کا سرد ہوا جب
ایسے سوانح بروے کار آئے تو کسری کہ فرمان رواے ملک فارس تھا گھبرایا اور نہایت خائف
اور ترسان ہوا ولیکن از روے حزم و احتیاط کہ لازمہ مراسم سلطنت تھا خوف مکنون ضمیر کو کسی سے
نہ کہا اتفاقاً انھیں ایام میں قاضی القضات اسکے وقت نے کہ سردار موبدان تھا خواب دیکھا کہ
شتر تند سرکش عربی گھوڑوں کو کھینچتے ہیں یہانتک کہ دجلہ سے گذر گئے اور بلاد سے منتشر ہوئے اور
موبدوں نے تعبیر اسکے خواب کی یہ کہی کہ بلاد عرب میں ایسا حادثہ ہو کہ اسکی سبب سے ملک عجم منہزم

اور مغلوب ہو جاوے نوشیروان نے دریافت اس حال کے واسطے اپنے آدمی کاہنون کے پاس بھیجے
خصوصاً سطیح کے پاس کہ علم کہانت مین یکتاے روزگار تھا اور اپنا نظیر و عدیل اس علم مین نرکھتا تھا
اور حال اس شخص کا نہایت عجیب و غریب تھا کہ سابقاً مذکور ہوا القصہ کسریٰ نے عبدالمسیح کو سطیح کے پاس
بھیجا جسوقت رسول کسریٰ وہان پہونچا اوسکو سکرات موت مین پایا وقت ملاقات بعد عرض سلام
ابلاغ تحیت نوشیروان کیا سطیح نے جواب نہ دیا عبدالمسیح نے چند بیت پڑھین کہ مشتمل احوال کسریٰ اور اسکے
سوال پر تہین اُسنے ان بیتون کو سُنا جنبش کی اور کہا عبدالمسیح آیا ہے بجانب سطیح سوار اوپر شتر واماندہ
رفتار کے بتحقیق کہ سطیح قریب اُسکے ہے کہ قبر مین داخل ہو فرستادہ ملک بنی ساسان یعنی نوشیروان کا بسبب
اضطراب اور تزلزل ایوان اور گرپڑنے کنگرون اور اطفاے آتشکدہ فارسیون کے اور خواب قاضی کے کہ دیکھا تھا
اونٹ سرکش عربی گھوڑونکو کھینچتے ہین یہانتک کہ دجلہ سے گذر گئے اے عبدالمسیح جسوقت کہ پیدا ہو تلاوت
یعنی قرآن پڑھنا اور ظاہر ہو صاحب شمشیر عصا یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور روان ہو
رودخانہ سماوہ اور خشک ہو جاوے دریاچہ ساوہ اور سرد ہو آتشکدہ فارس تو بل مقام فرس اور شام
مقام سطیح نہو یعنی حکومت فرس کی زمین بابل سے منقطع ہو اور سطیح رخت حیات کا سراے دنیا سے باہر
لیجاوے اور علم کہانت زمین شام مین نرہے اور چودہ آدمی حکومت کرین مردون اور عورتون سے اُسکی نسل
مین اور بعد اُسکے شدائد امور پیدا ہون غرضکہ جو کچھ آنے والا تھا سو آیا اسکا کچھ علاج نہین سطیح نے
یہ کلام تمام کیا اور مرگیا اور عبدالمسیح نے مراجعت کی اور کسریٰ کے پاس آکر تمام قصہ بیان کیا اہل تاریخ
نے از روے تحقیق لکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے مملکت پرویز کی کہ آخر ملوک فارس تھا سعد بن وقاص
کے ہاتھ پر فتح فرمائی اور اسکو ایک آسیابان نے آخر زمان سلطنت امیرالمومنین حضرت عثمان رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے مرو مین قتل کیا احوال رضاع شریف صاحب مدارج النبوت نے اسطرح سے لکھا ہے کہ
پہلے حضرت کو ثویبہ کنیز ابولہب نے دودھ پلایا اور ثویبہ وہی ہے کہ جسنے حضرت کے تولد کی خبر سب سے
پہلے ابولہب کو دی تھی اور اُسنے یہ بات سنکر فرط خوشی سے ثویبہ کو آزاد کرکے حکم دیا تھا کہ حضرت کو دودھ
پلاوے حقتعالیٰ نے بدل اس سروری ابولہب سے روز ولادت کہ دوشنبہ تھا اُسدن کا عذاب
قبر اُس سے موقوف کیا اہل اسلام کے واسطے اس مقام سے بڑی سند ہے کہ شب میلاد حضرت کی سرور اور بذل
اموال کرنا موجب تخفیف عذاب کا ہوگیا ابولہب کو کہ کافر قطعی تھا اور قرآن مین سورہ تبت اسکے
حال بد آمال مین نازل ہے اور تفصیل اسکی شقاوت کی مقام اُسکے لکھی جاویگی جب حضرت کی تولد کی
خوشی کی باعث تخفیف عذاب شدید مین ہے تو کیا حال مسلمانون کا کہ حضرت کی میلاد سے مسرور ہون
اور موافق مقدور کے طعام اور نقد اور جنس خرچ کرین لیکن چاہیے کہ مجالس مولود شریف
کی بدعات اور امور ممنوعہ محرمہ سے خالی اور پاک ہون تا موجب خوبان طریقہ اتباع سلف ہو

واضح ہو کہ اسلام ثویبہ مین اختلاف ہے بعض محدثین اسکو ثابت کہتے ہین اور کتب سیر مین یا
کہ حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برعایت حق رضاعت اسکا اکرام کرتے اور مدینہ سے اسکے واسطے جامہ انعام
ارسال فرماتے اور وفات اسکی بعد واقعہ خیبر کے ہوئی آٹھوین سال ہجرت مین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم جب غزوہ فتح مین مکہ کو تشریف لائے پوچھا کہ اسکی خویشون سے کوئی ہے کسی کو نہ پایا اور ثویبہ نے حمزہ بن
عبدالمطلب کو بھی دودھ پلایا ہے اس جہت سے درمیان آنحضرت اور انہین اخوت رضاعی ثابت ہے
اور مروی ہے کہ سات دن حضرت نے اول اپنی والدہ شریفہ بی بی آمنہ کا دودھ پیا بعد اسکے چند روز
ثویبہ کنیز ابولہب نے دودھ پلایا بعد اسکے یہ سعادت نصیب حلیمہ سعدیہ کی ہوئی اور قصہ حلیمہ سعدیہؓ کا
کتب سیر اور مولید مین بتفصیل تمام بروایات متعددہ منقول ہے یہان بطریق انتخاب روضۃ الاحباب
اور مدارج النبوت سے نقل کیا جاتا ہے کہ مکہ کے سردارونکا یہ معمول تھا کہ اپنی اولاد کو دودھ پلانیکے لیے
اطراف و جوانب کی دائیونکو سپرد کرتے تھے اور اسمین بہت سے فوائد متوقع تھے منجملہ اسکے یہ کہ اطراف
مکہ مین بسبب صفاے آب و ہوا اور کثرت میوون کے نشو و نماے اطفال بخوبی تمام ہوتا تھا فصاحت
اور بلاغت و قوی کی زیادہ تر شہر سے مشہور تھی اور خاص مکہ شریف مین یہ معمول تھا کہ قبیلہ بنی سعد کی
عورتین شیر دار ہر سال دو بار ربیع و خریف مین شہر مکہ مین آتین اور وہانکے سردارونکے اطفال کو بعد تقرر
اجرت دودھ پلاتین اور پرورش کیواسطے اپنے اپنے گھر لیجاتین عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے
روایت ہے کہ جب حضرت پیدا ہوے کل کائنات اور سائر مخلوقات حضرت کے دودھ پلانے اور پرورش
کے واسطے راغب ہوئی تھی اور سبب اس رغبت کا یہ تھا کہ بعد پیدا ہونے کے جب حضرت کو آمنہ کے پاس سے
اٹھالیا کر تمام مواضع مشرق اور مغرب مین پھرایا اسوقت ایک منادی حق تعالی کی طرف سے ندا کرتا تھا
کہ اے گروہ خلائق یہ شخص محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہے خوشحال ان چھاتیون کا کہ اسکو دودھ پلاوینگی
خوشحال ان ہاتھون کا کہ اسکو پرورش کرین اور خوشحال ان مکانون کا کہ یہ شخص وہان رہے
جب یہ ندا مخلوقات نے سنی سب شیردار آرزومند دودھ پلانے کی اور سائر مخلوقات آرزومند پرورش کی
کی ہوئی اور ہر ایک عالم مخلوقات سے مانند چرند و پرند ابر و ہوا اور سوا انکے دعوی حقیقت اور اولویت
اپنی اپنی کا نسبت دوسرے کے کرتا تھا کہ غیب سے آواز آئی کہ تم سب اس خواہش اور آرزو سے
باز رہو اور یہ تمنا نہ کرو کہ یہ سعادت ازلی حلیمہؓ سعدیہ کی نصیب ہوئی ہے اور اس بی بی نیکبخت سے
بروایت ابن عباسؓ منقول ہے کہ بسبب اتفاق سال ولادت حضرت کے مین اور ہمارے اہل قبیلہ کمال سختی اور
مشقت مین مبتلا تھے اور بسبب قحط سالی کے تردد اور پریشانی سے اوقات بسر ہوتی تھی اور
ایسا ہی حال ہمارے ناقہ کا تھا کہ بسبب لاغری کے شیر اسکا بالکل خشک ہوگیا تھا و لیکن ان سب
تکلیفون پر صبر و شکر کرتے تھے اور نوبت افلاس کی یہانتک پہونچی تھی کہ باوجود حمل مجکو تپ بخار رہا

تا آنکہ پیدا ہوا اور مجھکو شدت گرسنگی سے یا اثر درد زہ سے بیہوشی طاری ہوئی کہ زمین اور آسمان مین تفرقہ دشوار تھا راتون کو کثرت گریہ طفل اور شدت گرسنگی سے نیند نہ آتی ایک رات کمال ضعف اور سستی سے آنکھ میری لگ گئی تو خواب مین کیا دیکھتی ہون کہ ایک آدمی نے مجکو اٹھا کر ایسے آب مین کہ پانی اسکا دودھ سے سفید تر تھا غوطہ دیا اور مجھسے کہا کہ اسکو پی کہ دودھ سے سفید تر تھا غوطہ دیا اور مجھسے کہا کہ اسکو پی کہ دودھ زیادہ ہو اور خیر و برکت تجکو حاصل ہو اور وہ شخص غریب و عجیب کرتا تھا کہ اور پی تجکو حق عز وجل کہ اسپانیکا ذائقہ شہد سے شیرین تر اور خوشگوار تھا اسوقت اس شخص نے کہا کہ مجکو پہچانتی ہے مینے کہا کہ نہین وہ بولا کہ مین شکر کی شکل مجسم ہون کہ حالت مشقت مین کرتی تھی اے حلیمہ از جانب بطحا تو روان ہو کہ تیری روزی وہان کشادہ تر ہوگی اور ایک نور روشن وہان سے اپنے ساتھ لاویگی مگر اس راز کو سب سے مخفی رکھنا پھر اُسنے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر رکھکر کہا کشادہ کریگا حقتعالے تیرا رزق اور جاری کریگا شیر پس جب مین بیدار ہوئی اور ہی اپنا حال دیکھا نہ وہ گرسنگی باقی رہی اور نہ وہ خشکی پستان تو نہین بلکہ تر و تازگی ظاہر و باطن مین پیدا ہوئی اور میرے اہل قبیلہ کی جو سختی اور پریشانیمین اوقات گذرتی تھی بعضی عورات میرے اصلاح احوال کو دفعتہً دیکھکر از روے تعجب استفسار کرنے لگین اور مین جو مامور بکتمان راز تھی مینے کسی سے کچھ نہ کہا القصہ مین اپنے قبیلہ کی عورتون کے ہمراہ روانہ ہوئی اور جب حوالی بطحا مین پہنچی سنا مینے کہ ہاتف غیب ندا کرتا ہے کہ خبردار اور آگاہ ہو کہ خداے عز وجل نے برکت مولود قریش سے کہ وہ آفتاب روز اور ماہتاب شب ہے اس برس کو تمام آسمان و زمین فراغت کیا ہے خوشا وقت اُن جمیلہ کا کہ اوسکو دودھ پلا دین اے عورات بنی سعد کی دوڑ و اور شتابی کرو تا اس دولت اور سعادت کو پہونچو جسوقت عورتون نے یہ مژدہ سُنا باتفاق اپنے شوہرون کے شتاب تر متوجہ حرم مکہ ہوئین لیکن میری مادہ خر کہ بہت ضعیف اور لاغر تھی آہستہ سب کے پیچھے چلتی تھی اور ساتھ کی عورتین آگے آگے جاتی تھین اور مین اپنے مرکب کو بسبب تاکید شوہر ہر چند ہانکتی تھی مگر طاقت نرکھتا تھا کہ قافلے سے جا ملے اور انکے ساتھ چلے اس حالت مین چپ و راست سے یہ آواز غیبی میرے کانمین آئی کہ گوینده نے کہا ہنیئًا لکِ یا حلیمہ رضہ خوشا حال تیرا اے حلیمہ ناگاہ شگاف میانہ دو پہاڑ سے ہوا اور ایک شخص مجھپر ظاہر ہوا کہ قد اُسکا مانند نخل باسبق تھا اور اسکے ہاتھ مین ایک حربہ نور کا تھا میرے مرکب کے پیٹ پر مارا اور کہا اے حلیمہ حق تعالی نے تجکو بشارت دیی ہے اور مجھکو حکم ہوا ہے کہ شیطان اور سرکشون کو تجھسے دور کردون چنانچہ اسوقت مینے اپنے شوہر سے کہا کہ تم سنتے ہو جو مین سنتی ہون شوہر نے کہا نہین مگر مین تجکو ہولناک دیکھتا ہون کیا ہے مینے مختصر حال کہا پھر میرے مرکب نے چلنے مین شتابی کی جبکہ وہ فرسنگ مکہ رہا وہان مقام کیا شبکو اس منزل مین مینے یہ خواب دیکھا کہ ایک درخت سبز بہت سی شاخون والے نے میرے سر پر سایہ کیا اور ایک درخت خرما دیکھا کہ ایک انواع رطب اُسمین لگے تھے اور عورتین بنی سعد کی گرد میرے جمع مین اور کہتی مین اے حلیمہ رضہ

تو ہماری مالک ہے اور اس درخت سے ایک خرما میری گود مین گر پڑا مینے اوٹھاکر کھا لیا زیادہ تر شہد سے
شیرین تھا اور اوسکے ذائقہ کی حلاوت میرے منہ سے نہ گئی جبتک حضرت میرے پاس رہے لیکن مینے
اس واقعہ کو کبھی کسی سے ظاہر نہ کیا اور اپنے دلمین کہا کہ حقتعالی نے جو چاہا ہے بالیقین ظاہر ہوگا کیف
جب مین مکہ مین داخل ہوئی دیکھا کہ عورتین میری قبیلہ کی کہ مجھسے پہلے وہان پہونچی تھین انھون نے اطفال قبائل
اشراف اور مالدار قریش کے سب لیے تھے مینے ہرچند تلاش کی کوئی لڑکا نپایا بہت غمناک اور آزردہ خاطر ہوئی اور
وہان آنکے نادم ہوئی اسی افسوس مین تھی کہ ناگاہ ایک مرد کہا بہت باعظمت و شوکت مینے پوچھا یہ کون ہین کسی نے بتایا
کہ عبدالمطلب بن ہاشم سردار مکہ کے یہی ہین انحضرت نے باآواز بلند کہا کہ اے عورتو تو شیر دار بنی سعد تم مین سے کوئی باقی ہے
کہ ہمارے لڑکے کو لیوے حلیمہ نے کہا کہ مین اوس قبیلہ سے باقی ہون میرا نام پوچھا مینے کہا حلیمہ تبسم کیا اور کہا
بخ بخ خصلتان سعد وحلیمۃ فیھما عز الدھر و عز الابد یعنے خوش خوش دو خصلتین ہین ایک مین نیکبختی اور بردباری کہ
عزت سرمدی اور عظمت ابدی ہے اور اسطرف اشارہ ہے جو حدیث مین آیا ہے انا من قریش و استرضعت
فی بنی سعد بن بکر یعنے مین قریش سے ہون اور دودھ پلایا اور پرورش کیا گیا ہون قبیلہ بنی سعد
بن بکر مین پھر عبدالمطلب نے کہا اے حلیمہ میرے پاس ایک لڑکا ہے یتیم کہ نام اوسکا محمد ہے مینے اوسکو عورتون قوم تمہاری کو
دکھلایا کسی نے قبول نکیا اور یہی کہا کہ یہ یتیم ہے اسکی دودھ پلائی مین نفع ملیگا پھر عبدالمطلب نے کہا اے حلیمہ تو شرافت
اور بزرگی خاندان رکھتی ہے اس لڑکے کو قبول کر شاید اسکے سبب سے تجکو غنا حاصل ہو مینے کہا کہ اپنے شوہر سے مشورہ
کرکے جواب دونگی جب اس سے پوچھا حقتعالے نے اسکے دلمین حضرت کی محبت بغیر دیکھے ڈالدی کہ اوسنے نہایت
خوشی سے مجکو اجازت دی اور کہا کہ جلد جا اور اوس فرزند دلبند کو دودھ پلا اسیوقت مین بخوشی تمام عبدالمطلب کے
پاس آئی اور کہا کہ اوس لڑکے کو لاؤ عبدالمطلب میری رضامندی نرضا سے ایسے خوش ہوکہ چہرہ اونکا چمکنے لگا اور کہا
کہ اے حلیمہ تو نیکبخت ہے اس لڑکیکو لیتی ہے حق تعالے سب رنج و مشقت تجھسے دور کریگا اور ایک روایت مین آیا ہے
کہ انھون نے سجدہ شکر کیا اور سر اوٹھاکر آسمان کیطرف کہا کہ خداوندا اس لڑکے کو با سعادت و کرامت کر
بعد اسکے وہ کھڑے ہوگئے اور شادی سے کہا اہلاً و سہلاً یا حلیمہ اور مین اونکے ہمراہ آمنہ مادر رسول اللہ کے
گھر مین داخل ہوئی دیکھا مینے ایک بی بی صاحب جمال کو کہ گویا ماہ زجبین نور آگین سے ساطع تھا بیٹھی ہین
مین عبدالمطلب نے اونسے سب ماجرا بیان کیا انھون نے بھی مجکو دیکھکر کہا اہلاً و سہلاً یا حلیمہ پھر ہاتھ میرا پکڑکر
اوس مکانمین لیگئین جہان حضرت تشریف رکھتے تھے مینے دیکھا کہ آپ لپیٹے ہوئے ہین صوف مین
کہ سفیدی اوسکی دودھ سے زیادہ اور بو سے مشک اس سے پیدا تھی اور بستر حضرت کا حریر سبز کا تھا
کہ اوسکے بیٹھ کے بل سوتے تھے اور آواز غطیط یعنے خرخر کی آتی تھی یہ عادات شریف سے تھا کہ وقت
خواب ایسی آواز گلے سے آتی تھی اور تاکبرسنی یہی عادت رہی اور یہ اثر انفراج اور انفتاح مجاری
دم کا ہے اور خصلت محمودہ ہے بالجملہ مین دیکھتے ہی آپکے حسن و جمال باکمال پر فریفتہ ہوگئی اور

چاہا کہ حضرت کو بیدار کرون پاس جاکر آہستہ سے ہاتھ اپنا انکے سینہ پر رکھا حضرت مسکرائے اور آنکھین کھولین
اور میری طرف دیکھا اور انکی آنکھون سے ایک نور نکلا کہ صعود کیا اُسنے جانب آسمان پھر مینے حضرت کی دونون آنکھون کے
درمیان بوسہ دیا اور اپنی گود مین دودھ پلانے کے واسطے لیلیا اور پستان راست حضرت کی منہ مین دی حضرت
نے دودھ پلایا پھر مینے چاہا کہ پستان چپ دہن مین دون آپ نے اسکو نہ لیا حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے کہ حقتعالی نے ابتداء حال مین آپ کو الہام عدالت کیا تھا کہ حضرت نے برعایت انصاف ایک بھائی کو
اپنے شریک کیواسطے یعنی برادر رضاعی کے لیے چھوڑ دیا اور ہمیشہ یہی معلوم رہا آپ شیر پستان راست سے سیر ہوتے
تھے اور میرا لڑکا شیر پستان چپ پیا کرتا اور بسبب فرط محبت چاہا کہ حضرت کو اپنے مقام مین لیجاؤن اور اپنے
شوہر کو دکھلاؤن آمنہ نے ارشاد کیا کہ اے حلیمہ کہیں باہر نہ جانا کہ ابھی مجھکو تمسے بہت باتین اس فرزند کے
مقدمہ مین کرنی ہین اور فرمایا تین رات پہلی سے مینے خواب مین دیکھا تھا کہ مجھسے کہتی ہین کہ اپنے فرزند کو دودھ والی عورت
قبیلہ بنی سعد سے کہ منسوب با بو ذویب ہو سونپنا کہا کہ ابو ذویب کنیت میرے باپ اور میرے شوہر کی ابو ذویب ہے اور خواب تمہارا راست
اور درست ہے بعد اس کلام کے مین حضرت کو شاد شاد اپنی منزل مین لے آئی جب میرے شوہر نے حضرت کو دیکھا
نہایت خوش ہوا اور سجدہ شکر کیا اور کہا ایسے حسن وجمال کا ابتک کوئی لڑکا مینے نہین دیکھا اور اسکی
برکت قدم سے ہماری اونٹنی پھر شیردار ہو گئی ہے کل تک ایک قطرہ شیر کا اسکے پستان مین نہ تھا اب دودھ
سے بھر گئین چنانچہ اسکو ہمنے دوہا اور دودھ پیا اور سیراب ہوے اور نیند بھر سوے اور جو جب کہتی
آمنہ کی بین کئی دن متوقف رہی ایک شب کیا دیکھتی ہین کہ آس پاس آپکے تمام نور محیط ہے اور ایک مرد سبزپوش
حضرت کی سرہانے کھڑا ہے مینے اپنے شوہر کو چپکے سے بیدار کرکے کہا کہ اوٹھ اور دیکھ جو مین دیکھتی ہون شوہر
بیدار ہو گیا اور کہنے لگا کہ اے حلیمہ خاموش رہ اور اپنے راز کو پنہان رکھ کہ جس روز سے یہ لڑکا پیدا ہوا ہے احبار
یہود کو کھانا پینا گوارا اور آرام وقرار نہین ہے اور ہم اس طفل کے طفیل سے امیدوار فضل وکرم حق تعالے کے
ہین القصہ مین تین دن یا سات دن مکہ مین رہی اور ہر روز عجائب کرشمے اور غرائب سانحے دیکھا کی اور انکو بی بی
آمنہ سے آکر کہا کی اور وہ بھی مجھسے حکایات عجیب وغریب مدت حمل اور وقت تولد کے بیان فرماتین اور ان
اسرار کے پوشیدہ رکھنے کو نہایت تاکید کرتین آخر آمنہ نے حضرت کو میرے ساتھ رخصت کیا اور خدا کو سونپا
مین انکو لیکر سب عورتون کے ساتھ اپنے وطن کو چلی اور حضرت کو اپنی مرکب کے آگے گود مین بٹھا کر روانہ ہوئی اور
وہ مرکب جو ضعیف ولاغر تھا بکمال چستی وچالاکی چلتا تھا یہانتک کہ سب ساتھ والون کے مرکبون سے آگے رہتا [illegible]
مرکب سے سب عورتین قبیلہ کی تعجب کرکے پوچھتی تھین کہ یہ وہی مرکب ہے کہ تمنے کیونکر طاقت رفتار اسمین
نہ تھی مین کہتی کہ ہان وہی ہے ایک دن مینے سنا کہ وہ مرکب کہتا تھا بخدا کہ میری شان عظیم ہے اور یہ بھی
سنا کہ وہ کہتا تھا زندہ کیا مجھکو پروردگار میرے نے مرنے سے بھی اور توانائی میری کو پھیرا اے عورتو تم غافل ہو
نہین جانتی ہو کہ مجھپر خاتم النبیین سید المرسلین حبیب العالمین سوار ہوا اور سوا سے اسکے اشارہ راہ مین

داہنی اور بائیں طرف سے آوازیں آتی تھیں کہ اے حلیمہ تیری قوم میں بسبب اس لڑکے تیری قدر
بزرگ ہوئی ایکدن اسی سفر میں جو گلہ گوسفند پر میرا گذر ہوا بکریاں میرے پاس آئیں اور کہنے لگیں کہ اے
حلیمہ تو جانتی ہے کہ یہ رضیع کون ہے یہ محمد رسول پروردگار زمین و آسمان بہترین فرزند آدم اور افضلترین
انس و جان ہے اور ایکروز ناگاہ راہ میں ایک پیر نصرانی کھڑا تھا حضرت کو دیکھکر کہنے لگا کہ یہ لڑکا بیشک
ختم المرسلین ہے اور جب وادی صدرہ میں پہونچی ایک مقام میں چند علما حبش فرود کش تھے انھوں نے حضرت کو
دیکھکر کہا کہ یہ لڑکا بلاشبہہ پیغمبر آخر الزمان ہے اور جسوقت وادی ہوازن میں داخل ہوئے ایک اور پیر ضعیف
حضرت کو دیکھکر کہنے لگا کہ یہ لڑکا خاتم الانبیا ہے اور اسی کے پیدا ہونے کی خبر حضرت عیسی نے دی ہے اور
میں جس منزل میں اتری اسمکانکو حقتعالی نے سرسبز کیا پھر جو اپنے قبیلہ میں پہونچی حقتعالی نے حضرت
قدم کی سعادت سے میری بکریوں اور جانوروں اور مال میں برکت بخشی جب قوم نے یہ حال دیکھا سب اپنی بکریوں کو میری بکریوں کے
ساتھ چرانے لگے اور میرے گھر آکر حضرت کے پاے مبارک دھوکر اپنے جانوروں کے حوض میں پانی ڈالتے
پھر انکی بکریوں نے بھی بچے دیے اور مویشی تازے ہوکر دودھ بہت دینے لگیں حلیمہ کہتی ہیں حقتعالی
نے حضرت کی محبت اسقدر میرے دلمیں ڈالی کہ سب کاموں سے غافل ہوکر آپ کی خدمت
ہزار جان سے کرنے لگی اور رات دن سوا پرورش حضرت کے اور دھیان نہ رکھتی تھی اور یہ بات عجیب مشاہدہ
ہوئی کہ حضرت بمقتضاے عادت اطفال اپنے کپڑوں میں بول و غائط نہیں کرتے تھے بستر اور لباس آپکا تمامی مدت
رضاعت میں کبھی نجاست آلودہ نہوا ہر روز ایک وقت معینہ پر بول و غائط سے فراغت کرتے
اور گریہ اور بدخلقی نہیں کرتے تھے اور بعد پینے دودھ کی جب میں ارادہ کرتی کہ دہن مبارک کو پاک کروں
یا منہ کو دھوؤں غیب سے کفالت اسکام کی ہوتی اور اتفاقاً اگر ستر عورت حضرت کا کبھی ظاہر ہوجاتا
تو آپ غصہ فرماتے اور ڈھانپ لیتے اور بعض روایت میں آیا ہے کہ غیب سے ڈھانپا جاتا اور نشو نمو کا
حال یہ تھا کہ ایکدن میں اسقدر بڑھتے کہ اور لڑکے ایک مہینے میں اور مہینے میں اسقدر بالیدگی ہوتی
کہ اور لڑکوں کو ایک برس میں چنانچہ دوسرے مہینے حضرت اپنے ہاتھوں کے زور سے زمین پر چلنے لگے
اور تیسرے مہینے میں اپنے پاؤں سے کھڑے ہوگئے اور چوتھے مہینے ایکبار ہاتھ دیوار پر رکھکر چلے اور پانچویں
مہینے بقوت تمام پھرنے چلنے لگے اور پہلے کلام جو حضرت نے فرمایا تھا اللہ اکبر اللہ اکبر الحمد للہ رب العالمین
و سبحان اللہ بکرۃ و اصیلا اور یہ بھی میں نے سنا کہ حضرت نصف شب کو کہتے لا الہ الا اللہ قدوساً
نامت العیون والرحمن لا تاخذہ سنۃ ولا نوم اور کلام کرنا ساتھ تسبیح حمد کی اور اشارہ
کرنا جانب مہتاب اور میل قمر اسی جانب کو کہ آپ اشارہ کرتے اور ہلانا فرشتوں کا آپکے مہد کو اور تکلم بوقت تولد معجزات
مشہورہ ایام ولادت سے ہے اور حضرت نو مہینے کے ہوے تھے کہ بفصاحت تمام کلام بلاغت نظام کرتے تھے
اور جب چلنے لگے اطفال کو جو کھیلتے اور لہو و لعب میں مشغول دیکھتے آپ انسے دور ہوتے اور لڑکوں کو کھیلنے سے

منع کرتے اور جو لڑکے آپکو کھیلنے کو کہتے تو آپ فرماتے کہ مجھکو کھیلنے کیواسطے نہیں پیدا کیا ہے اور عادت شریفہ
سے لڑکپن میں تھا کہ جو چیز لیتے سیدھے ہاتھ میں لیتے اور جب بولنے لگے تو جو چیز لیتے بسم اللہ کہکے داہنے ہاتھ سے لیتے
اور ایک دن اتفاق عجب ہوا کہ حضرت میری گود میں بیٹھے تھے کہ اتنی بکریاں ادھر سے گذریں ایک بکری نے آپکے
پاس آکر سجدہ میں سر رکھا اور حضرت کے پیر کو بوسہ دیا اور چلی گئی اور غریب تر یہ ہے کہ ایکدن حضرت نے مجھسے پوچھا
کہ مادر مہربان کیا سبب ہے کہ بھائی ہمارے دنکو گھر میں نہیں رہتے ہیں میں نے کہا بکریاں چرانے کو جاتے ہیں
حضرت نے فرمایا ہم بھی بھائیوں کے ساتھ شبانی کرینگے صحرا کو جاوینگے میں نے بلحاظ اسکے کہ خاطر شکنی ہو اس بات کو
قبول کیا وقت صبح کے حضرت کا منہ ہاتھ دھلایا اور بالوں میں کنگھی کی اور سرمہ چشم مبارک میں لگایا اور کپڑے سفید
پہنائے اور ہار مہرہ یمانی کا واسطے محافظت اور دفع چشم زخم کے گلے میں ڈالا حضرت نے فی الفور اسہار کو نکال کر
پھینک دیا اور فرمایا جو میرا حافظ و نگہبان ہے وہ میرے ساتھ ہے پھر حضرت عصا ہاتھ میں لیکر بھائیونکے ساتھ متوجہ
صحرا ہوئے اور قریب آبادی بکریونکے چرانے میں مشغول ہوئے دوپہر کے وقت ضمرہ بیٹا میرا دوڑتا گرتا پڑتا بدحواس
روتا ہوا گھر میں آیا اور گریہ و زاری سے کہنے لگا کہ اے مادر بھائی محمد حجازی کی خبر لے کہ قریب ہے تو اسکو جیتا
نپائیگی اور کام اسکا تمام ہو جائیگا میں یہ بات سنکر گھبرا گئی اور اس سے حال مفصل پوچھا اسنے کہا کہ محمد ہمارے ساتھ
چراگاہ میں بیٹھے تھے ناگاہ دو شخص انکے پاس آکر انکو اٹھا کر لیگئے اور پہاڑ پر لیجا کر لٹایا اور انکا پیٹ چیرا پھر آگے
مجھکو معلوم نہیں کہ حال کیا گذرا یہ سنکر میں اور میرا شوہر سخت سراسیمہ ہوئے اور ترساں و لرزاں حضرت کیطرف
دوڑے جب افتاں و خیزاں حضرت کے پاس پہونچے حضرت کو زندہ پایا اور دیکھا کہ حضرت پہاڑ پر جلوہ فرما اور
طرف آسمان کے نگاہ کرتے ہیں اور چہرہ مبارک متغیر ہے مجھکو دیکھکر تبسم کیا اسوقت میں دوڑکر انکو لپٹ گئی اور
نہایت پیار سے حضرت کے سر و چشم کو بوسہ دیا اور سبب ماجرا پوچھا آپ نے فرمایا اے مادر مہربان بھائیونکے
ساتھ میں کھڑا تھا کہ ناگاہ دو شخص اور بروایتے تین شخص ظاہر ہوئے نہایت پاک و رشا ہیں یہ کہ نام انکا حضرت
جبرئیل ع اور میکائیل ع تھا ایک کے ہاتھ میں ابریق نقرہ اور دوسرے کے پاس طشت زمرد لبریز برف سے تھا
وہ مجھکو بھائیوں کے درمیان سے اٹھا کر پہاڑ پر لیگئے اور ایک نے بلطف و نرمی تکیہ دیا اور میرا سینہ تا ناف
شق کیا اور پھر میں نے سب اپنی آنکھ سے دیکھا مگر کچھ درد و الم میں نے نہیں پایا پھر ہاتھ میرے پیٹ میں داخل
کرکے روده دون کو نکالا اور برف کے پانی سے دھو کے صاف کرکے بجا سے خود رکھدیا پھر دوسرا شخص اٹھا اور اسنے
ساتھی سے کہنے لگا کہ ہٹ جاؤ جو کچھ مجھکو حکم ہے بجا لاؤں اسنے ہاتھ میرے پیٹ میں ڈالا اور میرے دلکو اپنے مقام سے نکالا
اور شق کیا ایک نقطہ سیاہ خون آلودہ اس سے نکال کر پھینکا اور کہا ھٰذا حظ الشیطان منک یا حبیب اللہ یعنی حصہ
شیطان کا ہے تجھسے اے دوست خدا کے بعد اسکے میرے دلکو معرفت حق اور یقین صادق اور نور ایمانی سے بھر کر اپنی مقام میں
رکھدیا اور خاتم نور سے مہر کی کہ اسکی خوشی اور سرور ہنوز اپنے عروق اور مفاصل میں پاتا ہوں پھر ہاتھ میرے سینہ کے شگاف
پر پھیرا وہ روزن فی الفور بھر گیا اور سینہ میرا جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا اور خط باریک سینہ سے تا ناف تک باقی رہا چنانچہ

انس بن مالک سے کہ حضرت کے خدمتگار تھے روایت ہے کہ مین نے اثر سوزنکا سینہ مبارک پر دیکھا ہے اور ایک روایت
مین یون ہے کہ پہلے شکم مبارک کو آب برف سے دھویا بعد اسکے آب زلال سے حضرت کے دل کو منزل کی دھو کر سکینہ بھرا
اور وہ سکینہ ایک چیز تھی مانند ریشہ گلاب کہ اسکو حضرت کے دل پر چھڑکا بعد اسکے حضرت کو دس شخص امت کے ساتھ
تولا حضرت وزن اور مقدار مین اُن دس پر غالب آئے اس طرح سنے تولتے تولتے لاکھ آدمیونکے ساتھ تولا انپر
بھی غالب آئے پھر کہا کہ چھوڑ دو اگر انکو تمام امت کے آدمیونکے ساتھ تولو گے سب پر غالب ہونگے پھر انھون نے
حضرت کی دونون آنکھونکو بوسہ دیا اور کہنے لگے واحبیباہ لاتخف یعنی اے دوست تو نہ ڈر اور کہا کہ اگر معلوم کرے
کہ کیا کیا خوبیان تیرے واسطے آمادہ ہین ہر آئینہ آنکھ تیری کھل جاوے پھر انھون نے مجھکو چھوڑ کر آسمان کیطرف پرواز
کی اور مین انکو دیکھتا تھا اور اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ یہ شق صدر حضرت کا چار برس کی عمر مین اور ایکبار قریب بعثت کے
اور ایک مرتبہ شب معراج مین واقع ہوا اور تفصیل اسکی کتب سیر اور تفاسیر مین مرقوم ہے القصہ جب حلیمہ حضرت کو ہمراہ لیکر
آئین اور زنہا باقی اور شانونکی حال حضرت کا اور لوگونکو معلوم ہوا انکے شوہر اور قوم کو آدمیون نے کہا کہ انکو کاہن کے پاس لیجا کر حال
دریافت ہو حضرت نے کہا کچھ اندیشہ نہین الحمد مین آپکو صحیح او سالم پاتا ہون پھر آدمیونکے سمجھانے سے آخر حلیمہ کو سمجھ کہیا ہے لاچار
ہوکر حضرت کو کاہن کے پاس لیگئین اور تمام ماجرا بیان کیا اسنے کہا کہ یہ لڑکا اپنا حال آپ بیان کرے حضرت نے تمام قصہ
بیان کیا وہ کاہن اپنے مقام سے کود کر اٹھا اور حضرت کو روز سے اپنے سینہ سے لگایا اور باواز بلند پکارا کہ اے قوم عرب
اس لڑکے کو مار ڈالو اور مجھکو بھی اسکے ساتھ قتل کرو کہ اگر اسکو چھوڑ دوگے اور یہ حد بلوغ کو پہنچیگا تو عقلمند ونکو
احمق کہیگا اور تمہارے دین کو باطل کریگا اور تمکو ایسے خدا کیطرف بلائیگا کہ تم اسکے شناسا نہونگے اور ایسے دین کی دعوت
کریگا کہ تم اس سے منکر ہوگے حلیمہ نے جو یہ باتین سنین حضرت کو اس کاہن سے لیکر کہنے لگین کہ تو دیوانہ ہے
جو ایسی باتین کرتا ہے اگر مین تیرا یہ حال و خیال جانتی تو تیرے پاس ہرگز نہ لاتی اور البتہ اس لائق ہے کہ تجھکو
کوئی قتل کرے پھر حضرت کو وہ اپنے گھر مین لائین اور مکہ مین لیجانے کا قصد کیا وقت شب غیب سے آواز
آئی کہ خدا کی خیر و برکت بنی سعد سے جاتی ہے اور راہ بطحا و مکہ خوشوقت ہو کہ تو روز زینت تجھ مین پھرا آتا ہے القصہ
حلیمہ حضرت کو اپنے گھر سے لیکر مکہ کیطرف روانہ ہوئین جب حرم کے متصل پہونچین حضرت کو دروازہ حرم کے پاس
بٹھاکر قضاے حاجت کو گئین فراغت کرکے جو آئین حضرت کو وہان نہ دیکھا جماعت آدمیونکی وہان بیٹھی تھی
اُنسے پوچھا کہ میرا لڑکا کیا ہوا ان آدمیون نے کہا کہ لڑکے کا کیا نام ہے بولین محمد بن عبداللہ تھین اسواسطے
یہان لائی تھی کہ اسکی مان اور دادا کو سونپ دون اور عہدۂ امانت سے فارغ ہون اب مین کیا کرون بخدا
ابراہیم اگر اسکو نپاؤنگی تو آپ کو ہلاک کرونگی ہر چند حلیمہ نے چپ و راست ڈھونڈھا اور تلاش کیا اور ہر ایک
سے پوچھا ہر گز اثر حضرت کا نپایا آخر نا امید ہو کر رونے لگین اور واحمداہ اور واولداہ کہکر چارونطرف
پکارتی تھین یہانتک کہ جماعت مردون اور عورتون کی انکے پاس جمع ہوئی ناگاہ کیا دیکھتی ہین ایک پیر مرد
عصا اسکی ہاتھ مین انکے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے زن سعدیہ تجھکو کیا ہوا ہے کہ ایسا روتی ہے اور جزع و فزع

کرتی ہی حلیمہ رضہ نے کہا کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب مین نے اسکو دودھ پلایا تھا یہان سی گم ہوا اور سراغ اسکا ملتا
نہین ہوتا وہ پیر مرد بولا کہ اے حلیمہ غم نہ کھا مین تجکو بتاتا ہون اُس شخص کو کہ جانتا ہے کہ وہ لڑکا جس مقام مین ہو اسکے
طفیل سے تیرا لڑکا گم ہوا تجکو ملیگا حلیمہ نے کہا کہ میرا تیرے قربان وہ کون شخص ہے اسکا نام و نشان مجکو بتلا اور مجکو
اسکے پاس لے چل اس پیر مرد نے کہا کہ وہ ہبل ہے کہ سب بتونکا سردار ہے جو گم ہوے کا سراغ بتاتا ہے چنانچہ وہ پیر مرد حلیمہ کا
ہاتھ پکڑ کے ہبل کے پاس لے گیا اور اسکے سات بار طواف اُس بت کا کیا اور بہت سی ثنا اور صفت اسکی بیان کی بعد اسکو
کہا اے بزرگ تیرے احسان اور قوم قریش پر بہت ہین یہ عورت قبیلہ بنی سعد کی تیرے پاس آئی ہے اسکا لڑکا محمد بن
عبداللہ گم ہوا ہے اسکا اگر سراغ ملے تو بہت تمہاری تعظیم و تکریم بجا لاوے جبھی دستنے نام مبارک حضرت کی ہبل اور تمام بت کہ
کعبہ مین تھے سرنگون گر پڑے اور انکے اندر سے یہ آواز آئی کہ اے پیر مرد ہمارے پاس سے اور محمد کا نام یہان نہ لے یہ وہ شخص
کہ ہم بتونکو توڑ دیگا اور ملت کفر اور شرک کو باطل کریگا اور بت پرستونکو قتل کریگا یہ سنکر وہ پیر مرد وہانسے باہر آیا
اس حال مین کہ لرزہ اسکے بدن مین تھا اور دانت اسکے کانپتے تھے اور عصا اوسکے ہاتھ سے گر پڑا جب ہوش
مین آیا کہنے لگا کہ اے حلیمہ تیرے لڑکے کا حافظ خدا ہے اسکو ضائع نکریگا تو خاطر جمع رکھ تجکو تیرا لڑکا ضرور ملیگا
جب حلیمہ نے یہ ماجرا سنا اپنے دلمین اندیشہ کیا اور سوچا کہ اب اطلاع اس حال کی عبدالمطلب کو ضرور ہے انسے اس راز کا
چھپانا مصلحت نہین حلیمہ عبدالمطلب پاس گئے اُنھون نے حلیمہ کو نہایت سراسیمہ اور پریشان حال دیکھا کہ گھبرائی
ہوئی آتی ہے اور محمد اوسکی پاس نہین ہے مضطرب ہو کر کہا کہ تیرا کیا حال ہے اور محمد کہان ہے اسنے کہا اے ابوالحارث
مین انکو تمہارے پاس لاتی تھی مگر دروازہ حرم کے پاس بٹھا کر قضاء حاجت کو گئی تھی وہانسے جو آئی انکو نہ دیکھا
اور جو کچھ ڈھونڈنے کے ہرگز سراغ نہ ملا ناچار ہوکے آپکی خدمت مین بنابر اطلاع حاضر ہوئی ہون عبدالمطلب
اس خبر وحشت اثر کو سنکر کوہ صفا پر چڑھے اور قریش کو پکارے کہ یا آل غالب تمام قریش نے انکی ندا کی اجابت کی اور
انکے پاس جمع ہو کر کہنے لگے کہ اے سید کیا حال تمکو پیش آیا ہے مضطرب ہو کر اندرون مسجد حرم کے گئے اور سات بار طواف
خانہ کعبہ کیا آواز سنی کہ ہاتف غیبی کہتا ہے کہ اے گروہ آدمیونکے غم نہ کھاؤ کہ محمد کا خدا ہے کہ اوسکو تنہا نہ چھوڑیگا عبدالمطلب بولے
کہ اے ندا کرنے والے محمد کہان ہے ہاتف نے کہا کہ وادی تہامہ مین درخت کیلے کے تلے بیٹھے ہین یہ سنکر اوسطرف کو روانہ
ہوے اثناے راہ ورقہ بن نوفل بھی ہمراہ ہوے جب وادی تہامہ مین پہونچے دیکھا کہ حضرت کیلے کے تلے بیٹھے ہوئے ہین اسکے
چنے ہی ہین عبدالمطلب نے کہا تم کون ہو فرمایا مین محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہون انھون نے کہا کہ میری جان تم پر فدا ہو
مین عبدالمطلب تمہارا دادا ہون پھر یہ حضرت کو اپنے آگے سوار کرکے روانہ ہوئے اور مکہ مین لائے اور بہت سا
سونا اور اونٹ بہت سے صدقہ کیے اور حلیمہ رضہ کے ساتھ بکمال احسان و انعام پیش آئے پھر اُسی وطن کو رخصت کیا
اکثر راویان معتبر نے یہ قصہ اسی طرح تحریر کیا ہے ولیکن کسی شخص نے کشف اسرار گم گشتگی حضرت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہین کیا عالم الغیوب ہی کو خوب معلوم ہے کہ اسمین کیا اسرار تھا روضۃ الاحباب
مین لکھا ہے کہ شیما بنت حارث بن عبدالعزی سعدی مین آئین اصحاب نے انکے ساتھ

بے اعتنائی کی شیما نے کہا کہ مین خواہر رضاعی تمہارے نبی کی ہون کسی نے باور نہ کیا جب حضرت کے پاس آئین انہون نے
احوال پوچھا اور بعض علامات سے پہچانا پھر انکی تعظیم کی اور چشم پر آب ہوکر فرمایا کہ ہمارے مان باپ کا حال بیان کرو
شیما نے عرض کی کہ حلیمہ اور انکے شوہر نے وفات پائی بعد دریافت حال حضرت نے انکو بخوبی رخصت کیا اور تین غلام اور
ایک کنیز اور دو اونٹ اور ریوڑ بکریان عنایت کین ورانکا نام خدافہ ارشاد کیا اور لقب شیما باقی رہا لیکن صحیح یہ روایت ہے
کہ حلیمہ سعدیہ بعد غزوہ طائف کے اپنے شوہر اور بیٹے کے ساتھ حضرت کی خدمت مین مشرف ہوئین حضرت نے انکی نہایت
تعظیم وتکریم کی اور اپنی ردائے مبارک بچھاکر انکو اسپر بٹھایا اور وہ سب مشرف باسلام ہوئے واضح ہو کہ دفتر اول
اور مدارج النبوت مین جو تصویر حلیہ مبارک کی بتفصیل مرقوم تھی اسکا خلاصہ بعبارت سلیس رسالہ مصنفہ عمدة
المتقین اور سلالة المتورعین شاہ سلامت اللہ صاحب مین مسطور تھا حرف بحرف بنظر اختصار اس مقام مین لکھا
جاتا ہے اول قد مبارک میانہ تھا نہ بہت بلند و دراز اور نہ قصیر و کوتاہ باوجود اسکے آپکی قامت رعنا کا یہ معجزہ تھا کہ جب
کھڑے ہوتے یا چلتے سب آدمیون مین آپکا قد بلند نظر آتا اور کسی کا قد حضرت کی قامت شریف کے برابر نہوتا اور جب مسند
ارشاد وہدایت پر جلوہ فرما ہوتے تمام جماعت مین سر مبارک بلند اور اونچا معلوم ہوتا کسی طرح سے غیرت الٰہی نے آپکا
ہمسر پیدا کیا تھا یہانتک کہ آپکا سایہ بھی نہ تھا تا شائبہ ہمسری اور برابری کا اسکے ہو اور نہوتا سایہ کا دلیل
واضح ہے اس بات پر کہ کسی چیز کو خدا نے آپکا مثل پیدا نہ کیا دوسرے سر مبارک بزرگ تھا اور بزرگی دلیل ہے وفور
عقل اور تیزی فکر کی ہے بسبب قوت دماغ کے کہ حامل جوہر عقل ہے اور مراد بزرگی سر سے کہ احادیث مین وارد ہے نفی صغر اور
حقارت ہے یعنی سر آپکا چھوٹا اور حقیر نہ تھا نہ یہ معنی بہت بڑا خارج حد اعتدال سے ہو اور یہ قاعدہ کلیہ تمام اعضا
جسم شریف مین ملحوظ رہے کہ کمال اعتدال خلقت مین تھے تیسرے موی مبارک آپکے سر کے گھونگھر والے نہ نرم و فروهشته
یعنی سیدھے تھے کہ اصلا پیچ نہ رکھتے ہون اور نہ بہت پیچیدہ اور سخت جیسے حبشیونکے ہوتے ہین بلکہ درمیانی تھے
نہ بالکلیہ کھلے ہوئے نہ بہت اینٹھے ہوئے اور آپکے بال ہمیشہ نورآگین اور چمکتے تھے اور لپٹین خوشبوئے مشکی کی انسے
آتی تھین اور بالونکا یہ معجزہ تھا کہ جب انکو دھوکر بیمار کو پلاتے فی الفور شفا ہوتی اور درازی موے سر کا سے
درمیان گوش و دوش کے تھی اور گاہے موے شریف کو سدل کرتے یعنی اطراف سر پر چھوڑ دیتے اور گاہے فرق فرماتے
یعنی بعضے بالونکو بعضونسے جدا کرتے اسطرح کہ درمیان انکے ایک خط باریک پیدا ہوتا کہ جسکو زبان عربی مین
مفرق اور ہندی مین مانگ کہتے ہین اور یہ مفرق سنت حضرت ابراہیم کی ہے اور دونو جانب دو گیسو اور گاہے
دونو طرف چار گیسو چھوڑتے تھے چنانچہ حدیث ام ہانی مین آیا ہے کہ حضرت مکہ مین تشریف لائے آپکے چار
گیسو چھوڑے تھے اور سر کے بال رکھنا سنت اور عادت قدیم عرب کی ہے لیکن چاہیئے کہ خبرگیری بالونکی
رکھے یعنی روغن ڈالے اور شانہ کرے اور حضرت بہت کرتے تھے اور جسکے بال ژولیدہ و پریشان دیکھتے ناخوش
ہوتے اور جسکو دیکھتے کہ روز و شب انہی بالونکو بناتا ہے اور خوشبو ڈالتا ہے اور شانہ کرتا ہے یعنی بالونکو بنانے اور سنوارنے مین
مشغول رہتا ہے اس سے بیزار ہوتے توسط آپکو پسند تھا اور حلق سر مبارک کا سواے حج اور عمرے کے ثابت نہین ہوا

چونکہ روے شریف حضرت کا مرات جمال الٰہی اور آئینہ انوار نامتناہی تھا صحیحین مین براء بن عازب سے روایت
ہے کہ تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خوبرو اور خوشتر بنا مردم اور حدیث ابی ہریرہ مین آیا ہے نہین دیکھا مین نے
کسی چیز کو بہتر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس حدیث مین اشارہ ہے کہ حسن و خوبی حضرت کی جمال کی
غالب اور فائق سب اشیا پر تھی کوئی چیز دنیا مین ایسی نہین کہ جسکا حسن و خوبی برابر حسن و خوبی حضرت کے ہو
اور کہا ابو ہریرہ نے کہ ایسا چہرہ آپکا روشن اور تابان بالا تھا کہ گویا آفتاب اسمین سیر کرتا ہے اور دوسری حدیث
مین آیا ہے کہ جب تو دیکھے آپکے چہرہ کو دیکھے تو کہ گویا آفتاب طلوع کرتا ہے مقصود اس تشبیہ سے بیان روشنی
اور اشراق و لمعان روے مبارک کا ہے اور حدیث بخاری مین وارد ہے کہ پوچھا براء بن عازب سے کہ تھا روے
حضرت کا مانند شمشیر کے کہا نہین بلکہ تھا مثل قمر کے ظاہر ہے کہ تشبیہ شمشیر مین معنی تدویر فوت ہوتی تھی اور قمر
جامع لمعان و تدویر دونو کا ہے اسواسطے تشبیہ سے طرف قمر کے عدول کیا خلاصہ احادیث صحاح مین تشبیہ
چہرہ مبارک کی باشیاء متعددہ واقع ہے یعنی آفتاب و ماہتاب و شمشیر و آئینہ ماہ شب چہاردہم پارہ قمر الماہ
اور مقصود ان تشبیہون سے براقت اور لمعان و صفا اور تدویر چہرہ مبارک سی جاننا چاہیے کہ تدویر سے چہرہ
مبارک ایسی تھی کہ گول مانند دائرہ کے ہو بلکہ مراد یہ ہے کہ چہرہ مبارک فی الجملہ گول تھا اور بہت دراز نہ تھا
معلوم ہوا کہ غرض اثبات و تدویر سے نفی زیادت طول ہے اور تشبیہون مین غور درکار ہے کہ وجہ تشبیہ ہر ایک چیز
مین علیحدہ ہے اور فائدہ اختیار تشبیہ مختلفہ مین یہ ہے کہ روے مبارک حضرت کا جامع صفات حسن و جمال
تھا اور یہ کلمہ نسبتی ہے اور اسی سے تطبیق درمیان احادیث مختلفہ کے کہ تشابیہ وے شریف مین وارد ہین
حاصل ہوتی ہے اور ایک بات اور اسمقام مین قابل سننے اور یاد رکھنے کی یہ ہے کہ تشبیہات بنظر تشبیہ اور موافق عرف و عادت
کے ہین ورنہ الا حقیقت مین کوئی چیز دنیا مین مماثل صفات خلقیہ حضرت کی نہین ہے کہ واقع مین وجہ تشبیہ اور جامع پیدا کرکے تشبیہ
بالجملہ چہرہ مبارک نہ بہت پر گوشت اور نہ بہت گول تھا بلکہ مائل بتدویر تھا اور رنگ چہرہ شریف کا مائل بسرخی تھا
اور ایسی چمک دمک نور کی آپکے چہرہ مین تھی کہ نگاہ کسی کی طاقت اسکے نظارہ کی نہ رکھتی تھی اور چہرہ آپکا مثل آئینہ صاف
اور روشن تھا کہ عکس ہر چیز کا اسمین معلوم ہوتا بلکہ صفائی اس آئینہ خدا نما کی یہانتک پہونچی تھی کہ صورت نور خدا
کی وصافت اسمین نظر آتی تھی چنانچہ حدیث مین ہے من رانی فقد راے الحق یعنی جس شخص نے دیکھا مجھکو پس تحقیق
مشاہدہ کیا حق کو کاشف اس رمز کی ہے پانچوین جبین نور آگین انوار خدا سے مالامال مانند حوصلہ دل
عشاق واضح اور کشادہ تھی اور کعب بن مالک سے روایت ہے کہ جب چین آپکی پیشانی مین پڑتی ایسا دکھائی دیتا
کوئی ٹکڑا چاند کا ہے اور خوشبو آپکی پیشانی نور افشان کی مشک عنبر زعفران گلاب عطر سے زیادہ تھی چنانچہ
عورتین بجاے خوشبو اور عود و عطر پان کے آپکی پیشانی کے پسینہ کو بدن مین اور بالون مین ملتی تھین منقول
ہے کہ ایک عورت مقدور نہ رکھتی اسکو بروز نکاح اپنی دختر کے خوشبو میسر ہوئی حضرت کی خدمت مین آئی
اور ایک طرف مین آپ کی جبین نور آگین سے چند قطرہ عرق کے لیجا کر اس عروس کے بدن مین مل گئی

پشت کمان اسکی اولاد مین ویسی ہی تو تھی آئی رہے ابرو آپکے قریب پیوستگی شکل کمان گویا محراب سجود عارفون
عاشقون کے تھے اور عبارات احادیث کی اس مقام مین مختلف واقع ہین بعض احادیث مین ملی ہوئی ابرو اور
اور بعض مین جدا جدا ہوئے وارد ہی وجہ تطبیق ان دونون روایتون مین اسطرح پر ہی کہ مراد نفی نزدیکی اور
غایت پیوستگی ہی یعنی نہ بہت ملی تھی اور نہ بہت جدا تھی ان دونوں اعتبار سے مقرون اور غیر مقرون کہ
حدیثون مین وارد ہے صحیح ہوا ہے اور اسیواسطے قریب بہ پیوستگی کہا گیا کہ دونون روایتون مین
تطبیق ہو جاوے خلاصہ یہ کہ ابرو آپکے پتلے پتلے ظاہر مین ملے ہوئی نظر آتی اور حقیقت مین جدا تھی اور درمیان
دونون ابروونکے ایک رگ تھی کہ حالت غضب مین نمود ہوتی اور صورت خدا کی قہر کی اس سے نظر آتی چشم آنکھین
حضرت کی کہ ہموارہ نظر حق مین مشغول تھین سیاہی و سپیدی انکی بکمال اعتدال تھی اور ڈوری سرخ این
خوشنما کی ساتھ نمودار تھی اور روایات حدیث اس بات مین بھی بہت مختلف وارد ہین بعض روایات مین عظیم العینین
آیا ہی یعنی بزرگ چشم اور مراد بزرگی چشم سے نفی خردی ہی نہ یہ کہ نہایت بڑی کہ باہر حدقہ کے ہون سابق گذرا کہ
کلیہ اعضا چشم شریف مین اعتدال اور توسط ہی اور ایک حدیث مین وارد ہی اشکل العینین شکلہ بفتح شین یعنی سرخی کہ سفیدی
آنکھ کی ہو اور بعض روایات مین اشہل العینین آیا ہی شہلہ کہ سرخی سیاہی مین ہو شاعرون نے معشوقونکی آنکھ
کی تعریف مین نرگس شہلا باندھا ہی اور مشہور اشکل العینین ہے اشکل وہ چیز ہی کہ اسمین سرخی اور سپیدی مخلوط
ہو یا وہ چیز کہ سپیدی اسکی مائل سرخی ہو اور بعضی روایات مین ادعج العینین وارد ہی ادعج بہت سیاہ چشم کو کہتے ہین
قاموس مین بمعنی فراخ چشم بھی اعتبار کیا ہے اور اکحل العینین بھی آیا ہی یعنی آنکھین حضرت کی ایسی تھین گویا سرمہ لگا ہوا
اور سرمگین چشم معشوقونکی آنکھ کی تعریف مین مشہور ہے بالجملہ جو جو صفات چشم محبوبون مین باندھتے ہین وہ سب
بلا تصنع حضرت کے آنکھون مین مجتمع تھے اور وجہ تطبیق ان روایات مین باعتبار جامعیت حضرت کی
آنکھون کے سب اوصاف کو ظاہر ہے اور یہ سب بیان حدقہ اور شکل درمیان حضرت کی آنکھونکا تھا صفت
ابصار مین بخاری نے ابن عباس سے اور بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضہ سے روایت کی ہے کہ حضرت تاریکی مین
ایسا دیکھتے تھے جیسا روشنی مین یعنی اندھیرے اور اجالے مین برابر نظر آتا تھا اور لکھا ہی کہ حضرت کی نظر پیش و پیچھے
اور پشت سے برابر تھی یعنی آگے اور پیچھے برابر دیکھتے تھے چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ حضرت مقتدیون سے
فرماتے کہ سبقت نکرو مجھسے رکوع و سجود مین کہ مین تمکو آگے اور پیچھے سے یکسان دیکھتا ہون اور حق یہ ہے
کہ حضرت کا دل احاطہ اور وسعت ادراک مین اسطرح پر تھا کہ شش جہت کو حکم ایک جہت کا تھا اور بروایت صحیح یہ
ثابت ہے کہ حضرت ثریا کے تارے گیارہ یا بارہ دیکھتے تھے اور بوقت بنائی مسجد مدینہ مین قبلہ کو بچشم خود دیکھکر
سمت قبلہ درست فرمائی اور نظر حضرت کی بسوے زمین زیادہ تر نظر سے بسوے آسمان تھی اور جو حدیث مین آیا ہے کہ نگاہ
انکی بجانب آسمان رہتی تھی مراد اس سے انتظار وحی ہے اور یہی نگاہ رکھنا حالت روزمرہ تھی اور موجب اسکا حیا
اور حضور تھا اور اکثر عادت حضرت کی ملاحظہ تھا یعنی گوشہ چشم سے دیکھنا اور باعث اسکا نہایت حیا اور غایت وقار ہے

الغرض حضرت کا جو فعل تھا محبوب تھا ساتوین نگین آپکی درازی مژہ سایبان بجمال آرائش و زیبایش تھین
اور بکلمہ اہدب الاشفار یعنی دراز مژگان حضرت کی پلکون کی تعریف مین وارد ہوا آٹھوین گوش مبارک نہایت مناسب
اور خوبصورت تھے انکا معجزہ یہ تھا کہ دور و نزدیک سے برابر سنتے تھے حدیث مین آیا ہے کہ مین دیکھتا ہون اُس
چیز کو کہ تم نہین دیکھتے اور سنتا ہون مین اُس چیز کو کہ تم نہین سنتے اور حدیث مین وارد ہے کہ ایک دن حضرت
مجمع صحابہ کرام مین بیٹھے تھے ناگاہ طرف آسمان کے نگاہ کرکے فرمایا کہ اسوقت مین نے آسمان کے دروازے
کھلنے کی آواز سنی اور یہ دروازہ آگے نہین کھلا تھا اور اس دروازے سے ستر ہزار فرشتے واسطے متابعت
نزول سورہ انعام کے اُترے اس مقام سے حضرت کی قوت شنوائی اور بینائی دونون معلوم کیا چاہیے واقعی ہے
یہ قوت شنوائی اور بینائی کہ حقتعالی نے حضرت کو عنایت کی دوسرے شخص کو نصیب نہین ہوئی اور بیداری
اور خواب مین برابر سنتے تھے حدیث مین آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا آنکھین میری سوتی ہین اور دل میرا جاگتا ہے
اسی سبب سے حضرت کا ناقص وضو نہ تھا نوین بینی مبارک بلند تھی اور اسپر نور کا ابھار تھا جو کوئی بتامل
دیکھتا جانتا کہ بہت بلند ہے حالانکہ بہت نہ تھی وہ بلندی نور کی تھی جو بلند نظر آتی تھی دسوین رخسارے
حضرت کے نرم و نازک بکمال نظارت و لطافت اور نہایت آب و تاب سے رشک گلہاے بہشت تھے
اور ایسے رخشا اور درخشان نور الٰہی سے تھے کہ جنکی روشنی چاند کی روشنی پر غالب تھی گیارھوین دہن مبارک
کشادہ تھا یعنی نہایت تنگ کہ بدنما ہو نہ تھا حدیث جابر مین آیا ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضلیع الفم
یعنی فراخ دہان نکتہ کشادگی دہن شریف مین یہ ہے کہ وسعت دہن نزدیک عرب کے مردون مین ممدوح ہے
اور تنگی دہن خوبی عورتون کی ہے اور تنگدہنی گو کہ شعرا معشوقون کی تعریف اعتبار کرتے ہین گویا یہ مراد انکے
نزدیک عورتون کے حکم مین داخل ہین بارھوین لعاب دہن شریف شفا سے بیمار اور دوا سے
درد دل عاشق زار تھا منہل اور منبع معجزات اسکو کہتے ہین چنانچہ روز خیبر حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کی آنکھین
دکھتی تھین حضرت نے براق دہن مبارک سے انکی آنکھون مین ڈالا فی الفور اچھی ہوگئین اور دایہ طفلان شیرخوار
کو حضرت کی خدمت مین لائی حضرت نے اپنا آب دہن اُنکے منھ مین ڈالا اسقدر سیراب ہوئے کہ تمام روز دودھ
نہ مانگا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ پیاسے تھے حضرت نے زبان شریف اُنکے دہن مین رکھی انھون نے
اُسکو چوسا پیاس جاتی رہی اور تمام روز سیراب رہے اور روز حدیبیہ ایک کنوان تھا کہ کثرت پانی بھرنے سے
خالی ہوگیا اور پانی اُسمین باقی نرہا جب یہ حال حضرت کو دریافت ہوا اُس کنوئین پر تشریف لائے اور پانی
طلب کرکے کلی اپنے دہن مبارک سے اُس کنوئین مین ڈالی اور فرمایا ایک ساعت توقف کرو پھر کنوان جوش
مین آیا سب آدمیون اور جانورون نے پانی پیا جبتک وہان مقام رہا پانی کم نہوا اور حضرت کے پاس
ایک کنوئین مین سے پانی کا ڈول بھر کر لائے آپنے اُس ڈول مین سے پانی پیا اور آب دہن شریف سے
اُسمین ڈالا پھر اُس ڈول کے پانی کو اُس کنوئین مین ڈالا اُس کنوئین کے پانی سے بوے مشک آنے لگی اور

انس بن مالک کے گھر مین کنوان تھا کہ اسکا پانی کھاری تھا اسمین ایک قطرہ آب دہن حضرت کا ڈالا دن کھاری
پانی ایسا میٹھا ہوگیا کہ اس پانی سے کسی کنوئین کا پانی مدینہ مین میٹھا نہ تھا اور اسطرح کے معجزے بہت سے
کتب سیر مین مرقوم ہین تیرھوین دندان نور افشان کشادہ اور نہایت روشن اور چمکتے تھے وقت کلام گویا
نور ٹپکتا تھا چنانچہ مفلج الاسنان اور مفلج الثنایا حدیثون مین وارد ہے یعنے اگلے دانت آپکے جدا رہتے اور کشادہ
تھے اور حکمت اسمین یہ تھی کہ شعاع تجلیات کہ دل نور منزل مین جلوہ گر تھی براہ کشادگی دندان مبارک سے چہرہ
شریف پر نور افشان رہے اور حدیث ابن عباسؓ مین وارد ہے کہ جب حضرت منھ کھول کر بات کرتے دیکھا جاتا
کہ کشادگی دونو دانتون اگلے سے نور نکلتا ہے اور طبرانی کے اوسط مین روایت کی ہے کہ منھ حضرت
کے مہر دہان شریف اور احسن اور الطف سب آدمیون سے آدمیون کے مونھون سے تھی چودھوین عادت
شریف سے اکثر اوقات مین تبسم تھا تبسم مبادی ضحک سے ہے اور حد ضحک کی یہ ہے کہ دانت خوش ہونے مین ظاہر
ہون اور آواز بلند نہو اور اگر آواز کسی حالت مین گوش زد ہو اسکو قہقہہ کہتے ہین اور اگر آواز اصلا پیدا
نہو وہ تبسم ہے جسکو ہندی زبان مین مسکراتے بولتے ہین بالجملہ خندہ حضرت کا اکثر اوقات اور احوال مین یا تبسم
سے تھا اور کبھی حد ضحک کو پہونچا ہو لیکن قہقہہ ہرگز ثابت نہین حضرت عائشہ صدیقہ کہتی ہین کہ مین نے نہین
دیکھا حضرت کو ہنستے اسطرح کہ دیکھے جاوین لہوات آپکے لہوات بفتحات جمع لہات بفتح اللام یعنی اسکے
پارہ گوشت کہ اعلاے حنجرہ مین انتہاے دہن سے ہے اور مراد اس حدیث سے نفی قہقہہ کی ہے اور تبسم
کشادہ اور خندہ پیشانی ہنستی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ہنستے تھے دیوارین روشن
ہو جاتین اور دانتون کا دیوارون پر ایسا پڑتا جیسے عکس آفتاب پندرھوین گریہ بھی حضرت کا جنس ضحک
سے تھا یعنی رونے مین آواز بلند نہوتی فقط آنسو آنکھو سے حالت گریہ مین گرتے تھے اور سینہ شریف سے
ایک آواز بلند خوش دیگ سی کے مسموع ہوتی اور سبب گریہ حضرت کا شفقت اور رحمت امت پر تھی اور اکثر سماع
قرآن سے اور احیانًا نماز شب مین روتے تھے سولھوین صورت شریف اصوات تھی کان احسن الناس صوتا واجہد
یعنی تھے حضرت بہترین مردم از روے آواز اور شیرین تر آدمیون کے از روے کلام کے کوئی آدمی مانند حضرت کی خوش آواز
اور خوش کلام نہ تھا اور اصدق الناس لہجہ کہ آپکے وصف مین واقع ہے مراد اس سے یہ ہے کہ زبان شریف راست تر
اور درست تر زبانون کی تکلم مخارج حروف مین تھی اور معنی لہجہ یعنی فصاحت آتا ہے انس بن مالک سے روایت ہے کہ نہین
بھیجا حق تعالی نے کسی پیغمبر کو مگر خوشرو اور خوش آواز تا آنکہ بھیجا تمہارے پیغمبر کو خوشرو اور خوش آواز زیادہ تر
سب سے اور آواز مبارک بے تکلف پہونچتی تھی اس مقام تک کہ وہان کسی کی آواز پہونچتی نہ تھی خاص کر خطبہ پڑھنے مین
جو وعظ و نصیحت فرماتے اسقدر آواز بلند ہوتی کہ عورتین اپنے گھرون مین سنتی تھین اور جب خطبہ پڑھا منا مین ایام
حج مین سب آدمیون نے حضرت کی آواز سنی اپنے منازل مین اور دور و نزدیک سے کوئی شخص نہ تھا کہ جسکے کان مین آپ کی
آواز نہ پہونچی ہو اور وہ جو حدیث مین آیا ہے کہ حضرت منا مین خطبہ پڑھتے تھے اور جناب امیر علیہ السلام اسکو تعبیر کرتے

مراد اس سے تفسیر اور توضیح کلام شریف ہے یہ سنوانا اور اس کا ستر قصوں مین جیسے قصاص انسان اور جوامع کلم اور بدایع بیان اور
غرائب حکم حضرت کی بالاتر اس سے ہے کہ ہاتھ فکر اندیشہ کسی طلیق و ذلیق کا دامن حصر و احصا اسکے تک ہو سکے تعریف
اور توصیف آپکی فصاحت و بلاغت کی حیطۂ امکان اور تخمین قیاس سے خارج ہے حق تعالی نے کسیکو فصیح و بلیغ تر
آپ سے پیدا نہین کیا ایکبار حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ
ہمارے درمیان مین سے باہر نہین گئے اور کوئی فصیح و بلیغ ہمارے بیچمین اور مقام سے نہین آیا اسقدر
فصاحت آپکو کہانسے حاصل ہوئی فرمایا کہ زبان اسمعیل محو و مندرس ہوگئی تھی لائے جبرئیل میرے پاس اسکو
اور سنی اوسکو یاد کرلیا اور فرمایا ادبنی ربی فاحسن تادیبی یعنے ادب سکھایا مجھکو میرے رب نے اور نیک کیا
میرے ادب کو علم عربیت کہ متعلق علم فصاحت و بلاغت ہے اسکو ادب کہتے ہین اور فرمایا پرورش پائی مینے بیچ
بنی بکر مین کہ قوم حضرت کی مرضعہ حلیمہ سعدیہ کی تھی یہ قبیلہ افصح عرب مشہور تھا اور کلام شریف ایسا واضح و مفصل
مبین ہوتا تھا کہ اگر سامع چاہتا جدا جدا آپکے کلمات کو شمار کرلیتا اور بمقام احتیاط مین ایک ایک کلمہ تین تین
بار فرماتے تا سامع خوب سمجھ لے اور طرز بیان ہمیشہ تھا وقت ضرورت باقتضائے فہم سامع کلام کو تکرار ارشاد کرتے
تھے اور خصائص کلام شریف سے ہے کہ حدیث مین آیا اوتیت جوامع الکلم یعنے دیئے گئے ہین مجھکو کلمات جامع
مراد جوامع الکلم سے یہ ہے کہ لفظ تھوڑے اور معنے بہت ہون علماے حدیث نے حضرت کی جوامع الکلم مین سے
جمع کرکے کتب و دفاتر موشح اور مزین کیے ہین اٹھارویں ریش مبارک انبوہ تھی یعنے طول و عرض مین
سب طرف سے بھری ہوئی اور خوب گھن کی بکمال زیبائش تھی حدیث ابن ابی ہالہ مین وارد ہے کان رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کثیر اللحیۃ یعنے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کثیر اللحیۃ مراد کثیر اللحیۃ
سے بسیاری انبوہ موے مبارک اور درازی بالونکا ہے اور شفائے قاضی عیاض سے منقول ہے کہ انبوہ ریش مبارک
نے سینہ شریف کو بھر لیا تھا اور درازی ریش مبارک مین قدر معین ثابت نہین وظائف النبی مین لکھا ہے
کہ ریش مبارک بقدر چہار انگشت از روے طبیعت یعنے از روے خلقت کے تھی اسقدر سے کم و زیادہ نہین
ہوتی تھی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کہتے ہین کہ اس روایت کی سند پائی نہین جاتی اور ارسال لحیۃ
موجب حسن و جمال ہے خصوصًا اسصورت مین کہ انبوہ ہو اور یہ روایت منافی اسکی ہے کہ شفاے قاضی
عیاض سے منقول ہوا اور منافی روایت ترمذی کی ہے کہ کتاب مین مذکور ہے کہ حضرت لیتے تھے اپنی لحیۃ کو
طول و عرض سے یعنے طول اور عرض سے قصر کرکے ہموار فرماتے تھے انیسوین قصر شارب یعنی پست کرتے تھے
اور فرماتے تھے کہ جو کوئی نہ کاٹے اپنی مونچھون کو وہ ہمسے نہین اور صحیحین مین آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا مخالفت
کرو مشرکون کی اور ایک روایت مین مجوس کی دراز کرو ڈاڑھیون کو اور پست کرو مونچھون کو اور مبالغہ کرو
پست کرنے مونچھون مین اور نافع نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم
نے مبالغہ کرو قلع اور پست کرنے مونچھون مین اور چھوڑ دو ڈاڑھیون کو انکے حال پر راقم الحروف کہتا ہے

اور بعضون نے لکھا ہی کہ بال آپ کی بغل مین تھے لیکن اس روایت مین کلام ہی اور بعض احادیث مین آیا ہے
بلفظ النطلیۃ کندہ کرنے تھے اپنی بغلون کے بالون کو اور حضرت کی بغلونسے خوشبو مشک کی آتی تھی چنانچہ
بعضے صحابہ سے روایت ہی کہ اپنے مجھکو اپنے ساتھ سلایا حضرت کی بغل کا پسینا مینے سونگھا بوے مشک اس سے
آتی تھی تئیسوین سینہ مبارک عریض و چوڑا اور فی الجملہ ابھرا ہوا تھا اور فائدہ اس ترکیب مین یہ ہی
کہ سینہ مبارک مجمع علوم و معارف اور منبع تجلیات اور معدن اسرار ذات مطلق تھا اس سبب وسعت کشادگی
مناسب ہوئی کہ وسعت ظرف بقدر وسعت مظروف چاہیے چوبیسوین شکم مبارک نہایت ہموار اور صاف
برابر سینہ کے تھا چنانچہ حدیث مین وارد ہے سواء البطن والصدر یعنی برابر شکم اور سینہ مراد اس سے ہموار ہی حدیث ام ہانی
مین آیا ہی کہ دیکھا مینے شکم مبارک رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گویا کہ قرطاس باہم گر کرتے ہوے رکھے ہین کنایہ
کمال نرمی اور صفائی سے ہے یعنے شکم مبارک کمال نرم اور صاف تھا اور حدیث ابن ہالہ مین آیا ہی دقیق المسربۃ
بفتح میم و سکون سین مہملہ و راے مضموم مفتوحہ و بای موحدہ وہ بال کہ اوپر سے سینہ کے تا ناف مرتفع ہوا اونکا
ایک خط باریک لنبا ابتداے سینہ سے تا ناف دستکاری نقاش ازل نے کھینچا تھا باقی سینہ اور شکم صاف تھا
لہذا حدیث شریف مین آیا ہے عاری الثدیین والبطن سوی ذلک یعنے سوا اوس خط باریک بالون کے
چھاتی اور پیٹ پر کوئی بال نتھا پچیسوین پشت مبارک آپکی گویا نقرہ گداختہ تھی یعنے نہایت سفید اور صاف
اور ہموار تھی اور استخوان شانہ مضبوط اور پر گوشت تھے اور دونون شانونمین مہر نبوت چنانچہ حدیث مین آیا
کتفیہ خاتم النبوۃ وھو خاتم النبیین یعنے درمیان دونون شانون کے مہر نبوت تھی اور آپ خاتم الانبیا ہین
اور وہ ایک چیز ابھری ہوئی تھی جزواے بدن شریف ہم رنگ و صفائی مین مانند بدن کی تھی اسکو خاتم نبوت کہتے
تھے اور یہ مہر نبوت ایک آیت آیات الہی سے تھی حاکم نے مستدرک مین وہب سے روایت کی ہی کہ مبعوث ہوا کوئی
پیغمبر مگر اسکی علامت نبوت کی دست راست مین تھی لا ہمارے پیغمبر کہ علامت نبوت انکی درمیان دونون شانون کے
تھی اور بعض روایات مین عند کتفہ الیسرے اور بعض مین کتفہ الیمنی وارد ہی اور یہ دونون روایتین منافی روایت بین الکتفین
کہ اشہر روایت ہی نہین ہین کسواسطے درمیان دونون کے ہونا مستلزم اوسکا نہین کہ ٹھیک اوسکے بیچ مین دونون کے
اگر مائل بائین طرف یا داہنی طرف شانہ کی ہو تب بھی درمیان شانون کے ہونا اوس پر صادق ہی اور تشبیہ مہر نبوت
مین روایات مختلف ہین بعضونمین مانند تکمہ حجلہ عروس اور بعضونمین مثل بیضہ کبوتر یا کبک آیا ہی اور ہم رنگ
بدن شریف صفائی اور نورانیت مین تھی اور اسپر چند خال اور کئی بال اسطرح سے جمے تھے کہ صورت حروف کی
نمودار تھی جیسے کہا جاتا ہے کہ اسپر لکھا ہوا تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور بعضون نے کہا اسپر لکھا تھا
اللہ وحدہ لا شریک لہ حیثما توجہت فانک منصور یعنے جسطرف تو متوجہ ہو پس تو منصور ہی محدثین نے لکھا ہی کہ مہر
نبوت علامت حضرت کی معرفت اور تصدیق کی ہے کہ یہ وہی پیغمبر ہے کہ جسکی بشارت اگلی کتابون مین ہے اور
صیانت اور حفاظت قدح اور طعن و انکار سے ہے جیسے کسی چیز پر مہر کرین تا خلل و فساد اسمین راہ نپاوے

اور حق یہ ہے کہ مہر نبوت ایک سر عظیم مخصوص حضرت کی تھی حقیقت حال اسکی حقتعالی کو معلوم ہے چھبیسوین
دونون ہاتھ آپکے دراز تھے اور درازی ہاتھ کی کمال جود وسخا اور قوت غلبہ پہ دلیل ہے صریح کلائیان پوری
اور دراز تھین ہتھیلیان پر گوشت اور نرم اور نازک پھیلی پھیلی اور خوشبودار تھین چنانچہ صحیحین مین انس
بن مالک سے روایت ہے ما مسست دیباجہ ولا حریرا الین من کف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا
شممت مسکا ولا عنبرا اطیب من رائحة النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنے نہین لگایا مینے
دیبا اور حریر کو کہ زیادہ ہو نرم ہتھیلی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ سونگھا مینے مشک اور عنبر کو کہ خوشبودار زیادہ
ہو خوشبو صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتے شفقت سے اسکا سر خوشبودار ہو جاتا اور صحیح
مسلم مین روایت ہے کہ مسح کیا حضرت نے رخسارہ جابر بن سمرہ کو جابر کہتا ہے کہ پائی مینے دست مبارک کی سردی اور خوشبو
کہ گویا باہر لائے ہین اسکو طبلہ عطار سے اور نزدیک طبرانی اور بیہقی کے آیا ہے وائل بن حجر سے کہ مصافحہ
کرتا ہون مین حضرت سے اور مس کرتا ہے میرا بدن حضرت سے پھر سونگھتا ہون اپنے ہاتھ کو اس سے پاتا ہون خوشبو
خوشتر مشک سے اور سعد بن وقاص سے روایت ہے کہ ایکبار حضرت میری عیادت کو تشریف لائے اور رکھا دست مبارک میری پیشانی پر پھر
مسح کیا میرے منہ کو اور سینہ کو پس ہمیشہ پاتا ہون سردی دست مبارک کی اپنے جگر مین اس ساعت تک مسور بن [illegible]
اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ مین آیا حضرت کے پاس اور مس کیا مینے دست مبارک کو تھا نرم زیادہ ابریشم
اور سرد زیادہ برف سے اور مروی ہے کہ ایکدن حضرت نے قتادہ بن ملحان کے منہ کو ہاتھ لگایا تھا اسکا چہرہ اسقدر روشن ہو گیا کہ
عکس ہر چیز کا اوسمین نظر آنے لگتا ستائیسوین انگلیان دست مبارک کی دراز اور باریک نہایت خوشنما تھین چنانچہ اسکی تعریف
مین مروی ہے سائل الاطراف یعنے کنارے اعضا کے کہ عبارت انگلیون سے ہے دراز اور روان تھی اور بعض
روایات مین طویل الاصابع وارد ہے معجزہ حضرت کی انگلیون کا مشہور ہے کہ چاند کو شق کیا اور سنگریزون نے آپکی
انگلیون مین تسبیح کی اور انگلیون سے پانی ابلا چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ ابریق مین ایک وضو کی مقدار پانی
تھا اور تین سو آدمی اسوقت حاضر اونکو حاجت وضو کی ہوئی حضرت نے اسقدر پانی مین ہاتھ رکھا اسوقت آپکی
انگلیون سے پانی نکلتا تھا یہانتک کہ ان سبھون نے بفراغت تمام سے وضو کیا اور جابر سے روایت ہے کہ ایکبار صحابہ کو
روز حدیبیہ مین تشنگی ہوئی اور آپکی ایک چھاگل تھی اسمین تھوڑا سا پانی تھا حضرت نے دست مبارک اسمین رکھا
فی الفور پانی بہنے بکثرت تمام انگلیون سے مانند چشمہ کے جوش مارا سبھون نے پیا اور وضو کیا جابر کہتے ہین اگر ایک لاکھ
آدمی ہوتے تو پانی کفایت کرتا اور ہم سب پندرہ سو آدمی تھے اٹھائیسوین ساق مبارک کی تعریف مین آیا ہے
فی ساقیہ حموشۃ حموشہ بحاے حطی باریکی ساق یعنے دونون ساق حضرت مین باریکی تھی اور مروی ہے
کانھما جمارۃ جمارۃ بضم جیم و تشدید میم میانہ درخت خرما کا اوسکو شحم النخل عربی مین اور گابھا کھجور کا
ہندی مین کہتے ہین بالجملہ دونون ساق کمال لطیف اور باریک اور کم گوشت تھین نہ دراز نہ عریض اور بسبب
رفتار مین سرعت تھی اور چلنے مین قدم رکھتے قوت سے خوب جما کر آگے جھکے ہوئی گویا بلندی سے پستی کیطرف اترتے ہین

باوجود اسکے تیز رفتار سبک تگ آہستہ رو نرم چال تھی اٹھائیسویں قدم مبارک اور اسکی وصف میں وارد ہے روایات شمائل میں
ہے کہ قدم شریف دونوں دراز اور پر گوشت اور انگلیاں پاؤں کی دراز اور باریک تھیں اور انگشت سبابہ سب انگلیوں سے
دراز تھی اور خنصر پر گوشت اور پرسے پاؤں ڈھلکتے ہوئے کہ انپر پانی نہ ٹھہرتا ایڑیاں چھوٹی کم گوشت تھیں جابر بن عبد اللہ سے
روایت ہے کہ میرے باپ جنگ احد میں شہید ہوئے قرضدار یہودیوں کے تھے ایک باغ خرمے کا انکی ملک میں چھوڑ گئے وہ باغ پھلا
یہودیوں نے چاہا کہ سارا باغ قرض میں لے لیں میں نے کہا کہ چند سال کی پیداوار میں قرض ادا کر دیا جائے یہودیوں نے نہ مانا آخر
قصہ حضرت کے حضور میں آیا آپنے فرمایا کہ خرمے کاٹ کر خرمن کرو پھر حضرت اس باغ میں تشریف لائے اور اپنا دامن خرمن کے
گرد پھرکے قدم شریف اسپر رکھا اور فرمایا کہ قرضخواہوں کو بلا کر خرمے اس خرمن سے انکے قرض میں انکا جو چاہیے کھینچ میں نے سب چاہی یہ
دیئے لگا حق تعالی کی قدرت سے سب قرض انکا اسی خرما سے ادا ہو گیا اور میں دیکھتا تھا اس خرمن کی طرف گویا اسمیں سے ایک
خرما بھی خرچ نہیں ہوا اے مسلمانوں دیکھو ایک کرشمہ اثر برکت قدم شریف کا ہے اور اسطرح کے معجزے بہت سے کتب سیر میں
مرقوم ہیں اور حضرت نہایت باوقار وباتمکین تھے اور اسی انداز سے خراماں ہوتے اور جب راہ میں چلتے صحابہ کرام اسکے
آگے روانہ کرتے اور آپ سب کے پیچھے چلتے اور حدیث میں وارد ہے کہ حضرت فرماتے کہ پیچھا میرا فرشتوں کیلئے چھوڑ دو یعنی
آپکے پس پشت فرشتے ہوتے تھے اسواسطے اصحاب کو آگے چلنے کا حکم تھا اور حدیث ابو ہریرہ میں آیا ہے کہ نہ دیکھا میں نے
کسیکو شتاب تر راہ چلنے میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گویا زمین لپیٹی جاتی تھی واسطے آپکے اور ہم سب
مشقت میں ڈالتے تھے اپنی جانکو اور دوڑتے تھے کہ حضرت کے ساتھ چلیں اور آپ بے تکلف بطور خود چلتے تھے
اور اضطراب رفتار میں نہیں کرتے تھے یعنی آپ باوصف سرعت رفتار بے رنج اور بدون مشقت چلتے تھے اور تمام بدن
حضرت کا پر گوشت اور دوہرا اور کھنچا تھا کنارہ سینے گوشت لٹکا نہ تھا انتیسویں جسم شریف پر اتفاق رکھتے ہیں
چنانچہ وارد ہے کان ابیض ملیحا یعنی رنگ مبارک حضرت کا سفید نمکین تھا ملاحت ایک وصف ہے کہ بیان اسکا حیطہ
تحریر سے خارج اسکی کیفیت وجدانی ہے نہ بیانی بالجملہ رنگ شریف حضرت کا سفیدی خالص نہ تھی کہ آلودگی
نہ رکھتی ہو بلکہ سفیدی ملیح تھی کہ اسکو تفسیر کیا ہے ساتھ مائل بسرخی کے چنانچہ مروی ہے کہ سفید تھا رنگ شریف
مشرب بحمرت یعنی مختلط بسرخی تھی اور بنظر اس اختلاط کے سمرت وصف رنگ شریف میں واقع ہے یعنی گندم گون
ظاہر ہے کہ اختلاط سفیدی اور سرخی سے گندمی رنگ پیدا ہو سکتا ہے اور اسیواسطے بعضوں نے لکھا ہے کہ مراد سمرت سے
حمرت ہے کہ مختلط بہ بیاض ہو اور غرض اس بیان سے رفع تعارض بیان احادیث خلاصہ رنگ شریف سفید مختلط
بسرخی تھا کہ اسی کو گندم گون بھی کہا ہے اور حق یہ ہے کہ رنگ بدن میں اس رنگ سے بہتر کوئی رنگ نہیں ہے اور
نورانیت لون شریف نور ماہ شب چہاردہم پر غالب تھی براء بن عازب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت کو شب ماہ
میں حلہ سرخ یعنی دھاری دار پہنے دیکھا پھر دیکھتا تھا حضرت کو ایک نظر اور چاند کو ایک نظر قسم خدا کی کہ جسم
شریف حضرت کا چاند سے زیادہ روشن نظر آتا تھا الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ قاعدہ اور دستور ہے
کہ جو کوئی حاکم اپنے نائب اور کارندے کو سرفراز کرتا ہے تو ایسا معاملہ مہربانی خاص کا اسکے ساتھ عمل میں لاتا ہے کہ

سب آدمی معلوم کرین کہ یہ شخص مخصوص اور مصاحب خاص مالک کا ہے اسکا ساختہ پرداختہ بالکلیہ مالک کو منظور و مقبول ہے
اور اسکی محبت یا عداوت مالک کی محبت یا عداوت ہے اسیطرح پاک پروردگار نے کہ مالک اور حاکم سارے جہان کا ہے اپنے
پیغمبر حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام مخلوقات سے برسالت منتخب اور برگزیدہ کرکے اپنی خاص مہربانی کے
ساتھ مخصوص کیا تا سب معلوم کرین کہ یہ پیغمبر محبوب اور مخصوص خالق کون و مکان اور مالک زمین و آسمان کا ہے
یہانتک کہ اسکی رضامندی خدا کی رضامندی اور اسکی ناخوشی خدا کی ناخوشی ہے اور فضیلتین حضرت کو جو حقتعالی
نے بخشی ہین دو قسم مین پائی گئی ہیں ایک وہ کہ اور انبیا بھی اسمین شریک ہین لیکن آپکو اور انبیا سے زیادتی اسی وصف اور صفت
مین ہے علاوہ برین جو کمال ایک ایک پیغمبر کی ذات مین جدا جدا تھے وہ سب حضرت کی اکیلی ذات مجمع صفات مین
مجتمع اور یکجا ہوئے فضیلت اس اجتماع کی انفراد پر جیسے ظاہر ہے مثلا بیس چراغ بیس مکانون مین
جدا جدا روشن ہون اور انھین بیسون کو ایک مکان مین روشن کرین فضیلت اس مکان کی کہ جسمین بیس
چراغ روشن ہین بہ روشنی مین ان مکانون پر کہ وہان ایک ایک چراغ اکیلا روشن ہو معلوم اور یقین ہے
اسیطرح حضرت کی ذات با صفات بہ نسبت ذوات سائر انبیا کے قیاس کیا چاہیے چنانچہ خلافت اور ملک اور
حسن خلقت اور کلام عبادت اور شکر جو آدم علیہ السلام اور داود اور سلیمان اور یوسف اور ابراہیم اور موسی
اور نوح علیہم السلام کو جدا جدا دیا گیا یہ سب کمالات ذات سرور کائنات مین یکجا فراہم ہو اور دوسری قسم وہ کہ مخصوص
حضرت کے ساتھ ہے اور کسی نبی کو اسمین شرکت نہین جیسے انواع ولایات اور محبوبیت مطلق اور اصطفا اور رویت
اور قرب تام اور شفاعت عظمی اور جاہ اور سوا انکے اور کمالات کہ بجاے خود مصرح ہین اور تفصیل بعضونکی انمین سے
رسالہ تحریر الشہادتین مین مسطور ہے مخصوص حضرت کے ساتھ ہین اور صفات خلقیہ مین جیسے آگے پیچھے
سے اور اندھیرے اجالے مین برابر دیکھنا اور بغل شریف کا سفید بے رنگ ن صاف ہونا اور جمائی کا تمام
عمر مین نہ آنا اور احتلام کا نہونا اور پسینے سے عنبر اور مشک کی خوشبو کا آنا اور زمین کا بوقت قضاے حاجت
شگافتہ ہونا اور بول و غائط کا غائب ہونا اور اس مکان سے بوے مشک کا آنا اور اثر فضلہ کا زمین پر دیکھنا
اور ختنہ کرے کرائے اور ناف بریدہ پیدا ہونا اور وقت تولد سجدہ کرنا اور انگشت شہادت بطرف آسمان اٹھانا
اور کلمہ پڑھنا اور کلام کرنا اور فرشتون کا مہد حضرت کو ہلانا اور چاند کا آپکے ساتھ باتین کرنا اور بوقت اشارہ
آپکی طرف مائل ہونا اور گہوارے مین کلام کرنا اور پارہ ابر کا وقت گرمی آفتاب کی ہمیشہ آپکے سر پر سایہ کرنا اور
سایہ درخت کا آپکی طرف متوجہ ہونا اور حضرت کے بدن اور کپڑون پر مکھی کا نہ بیٹھنا اور جس جانور پر سوار ہونا
اس جانور کا مدت سواری بول و براز نہ کرنا اور صفات مشہورہ سے ہین اور بروایات صحیح ثابت ہے
کہ حضرت قبر مین زندہ ہین اور قبر مین نماز پڑھتے ہین اور حضرت کے مزار مبارک پر ایک فرشتہ متعین ہے
جو کوئی درود و سلام آپ پر بھیجتا ہے وہ اسکو آپ کے حضور مین پہونچاتا ہے اور حضرت کی پاس عرض کیے جاتے ہین
اعمال امت کے اور آپ انکے واسطے استغفار کرتے ہین اور مناقب علیہ اور فضائل جمیلہ حضرت صلی اللہ علیہ

وسلم سے یہ ہی کہ حقتعالےٰ نے قرآن شریف مین آپکی حیات اور بقا کی قسم کھائی آیت لعمرك انھم لفی سکرتھم یعمھون قسم حیات تیرے کی تحقیق وہ اپنی مستی مین بہکے ہوئے ہین جمہور اہل تفسیر متفق ہین اس بات پر کہ یہ قسم ہے پروردگار عز وجل سے بمدت حیات اور بقاے حضرت علیہ الصلوۃ والتحیہ کے اور یہ غایت تعظیم اور نہایت تکریم ہے جیسے عاشق اپنے معشوق کی قسم کھاے اور کہے تیری جان کی قسم اے مسلمانو قدر و قیمت اس قسم کی مہربان اسرار کو کہ اس راز و نیاز سے واقف ہین معلوم ہے کہ اس قسم سے کیا مراد ہی کرتا ہی ابن عباس سے روایت ہے کہ پیدا نہ کیا حق تعالیٰ نے کسی ذات کو گرامی تر نزدیک اپنے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ اسکی حیات کی قسم کھائی نہ غیر اسکی اور ابو الجوزا کہ اجلہ تابعین سے ہین کہتے ہین کہ سوگند نہ کھائی حقتعالیٰ نے کسی کے حیات کی سواے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسواسطے کہ حضرت گرامی تر اور بزرگ ترین خلق ہین نزدیک حق جل و علا کے اور قرطبی نے کہا کہ قسم کھانا حقتعالیٰ کا بحیات حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان صحیح ہی کہ ہمارے واسطے کہ قسم کھائین ہم آپکے حیات کی اور امام احمد کہتے ہین کہ اگر کوئی قسم حضرت کے حیات کی کہین منعقد ہوتی ہی اور اگر کھائی ہو تو کفارہ واجب ہوتا ہے بسبب ہونے حضرت کے ایک در کنون شہادت کا اور معمول اہل مدینہ ہے کہ حضرت کی قسم کھاتے ہین اور کہتے ہین بحق اُسکے کہ پوشیدہ کیا ہے جسکو اس قبر نے اور بحق ساکن اس قبر کے یعنی قبر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور عنوان سورہ لا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد سے یعنی مین قسم کھاتا ہون اس شہر کی اور تو حلال ہونے والا ہے بیچ اس شہر کے جو بات ظاہر ہے زیادہ تر اُس سے تشریف اور تعظیم مقصود نہین کہ مقید کیا حقتعالیٰ نے قسم کو بہ بلد حرام اور بلد امین جسکا نام ہے بوقت حلول اور نزول حضرت کے اُس شہر مین اسواسطے کہتے ہین کہ شرف المکان بالمکین اور مواہب لدنیہ مین حضرت عمر سے روایت ہی کہ اُنھون نے عرض کی حضرت کی خدمت مین کہ بابی انت وامی پہونچی فضیلت آپکی نزدیک خدا کے اس مرتبہ کو کہ قسم کھائی خدا نے آپکے حیات کی نہ حیات سائر انبیا کی اور پہونچی فضیلت آپکی نزدیک خدا کے اس حد کو کہ سوگند کھائی آپکی خاک پاک کی اور کہا آیت لا اقسم بھذا البلد یعنی قسم کھاتا ہون بلد کی کہ عبارت زمین سے ہے کہ اسپر چلتے ہین قسم کھانا خاک پاکی ہی اور یہ قسم ایک سر مکنون اور راز مکتوم ہے کہ نظر کوتاہ بینونکی اُسکے ادراک سے قاصر ہے جو عارف ہین اور پاک نظر واقف انداز راز و نیاز عاشق و معشوق ہین وہی ان باتونکی کیفیت اور لذت پاتے ہین یہ جو کچھ مذکور ہوا مدارج النبوۃ مین مسطور ہے اور منجملہ خصائص حضرت کے یہ ہے کہ عالم ارواح مین اول آپ پیدا ہوے اور پہلے الست بربکم کہا ہے مین پروردگار تمھارا کے جواب مین سب سے پہلے آپ نے کہا اور سیر معراج مخصوص آپکے ساتھ تھی سواری براق بھی آپکی مخصوص تھی اور اوپر آسمانون کے جانا اور حد قاب قوسین او ادنیٰ کو پہونچنا اور دیدار الٰہی سے مشرف ہونا خلاصہ آپکا ہے اور فرشتونکا فوج حشم ہونا اور آپکے ساتھ ہوکر کافرون سے لڑنا مخصوص حضرت سے ہے اور شق قمر ایسے معجزے عجیب و غریب جو آپ سے ظاہر ہوے ہین کسی اور پیغمبر سے ظاہر نہین ہوے اور پہلے

قبر سے سر اُٹھانا اور پہلے قیامت میں بیہوشی سے افاقہ پانا اور سواری براق اور ستر ہزار فرشتوں کا جلو میں ہونا
اور جانب راست عرش کرسی پر بیٹھنا اور مقام محمود سے مشرف ہونا اور لوا الحمد ہاتھ میں دینا اور حضرت آدم
اور تمام اُنکی ذریت کا اُس لوا کے ساتھ میں ہونا اور سب انبیا کا ساتھ اپنی امتوں کے آپکی پیش ہونا اور پہلے دیدار خدا
آپ ہی شروع ہونا اور شفاعت عظمی مخصوص ہونا اور انبیا کا صراط سے گذرنا اور حضرت فاطمہ آپکی صاحبزادی
کا صراط پر آنا اور سب خلق کو حکم آنکھیں بند کر لینے کا ہونا اور پہلے دروازہ بہشت کو آپکا کھولنا اور دن قیامت
کی مرتبہ وسیلہ مشرف ہونا یہ سب مخصوص حضرت کے ساتھ ہے اور مرتبہ وسیلہ کا نہایت بلند ہے کہ سوا آپکے اور کسی پیغمبر کو
میسر نہو اور حقیقت اجمالی اس مرتبہ کی یہ ہے کہ حضرت قیامت کے دن حقتعالی کی طرف سے بمنزلہ وزیر کے گویا بادشاہ کیطرف سے
ہونگے اور بالجملہ بعد خدا کے سب مخلوقات سے افضل اور اشرف اور اکمل اور اکرم ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور
مناقب اور مدائح اور کمالات اور معجزات اور اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ اور شمائل ستودہ اور خصائل محمودہ
حضرت علیہ السلام کے زیادہ از حد اور بیشمار ہیں اور مقدور بشر نہیں ہے کہ اسکو احاطہ کرے اور معجزات حضرت
کہ جو کتب احادیث و سیر میں قلم بند ہیں چونتیس ہزار ہیں مسلمانوں کو لازم ہے کہ موافق ارشاد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
عمل میں لائیں ہمیشہ ذکر خیر آپکا کریں اور مدام درود و سلام میں مشغول ہوں الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ فصل
تیسری اخلاق عظیمہ اور صفات کریمہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان میں جاننا چاہئے کہ خلق بضم خا سیرت
باطن کو کہتے ہیں جیسا کہ خلق بفتح خا صورت ظاہر کو اور قاموس ساتھ دونو پیشوں اور بجزم کی معنی سجیہ اور
طبع کے لکھتا ہے اور خلق کے معنی عقلا کے نزدیک یہ ہے ملکہ ہے کہ بسبب اُسکے افعال بسہولت اور آسانی صادر ہوں
اور اسکا بیان کتب معقولات میں کیا گیا ہے اور اختلاف اقوال اسمیں ہے کہ خلق غریزی ہے کہ حقتعالی نے
ہر شخص کو اسپر پیدا کیا ہے یا مکتسب کہ ہر آدمی بکسب و ریاضت حاصل کر سکے قول بعضوں کا یہ ہے کہ غریزی ہے
ایسا ہی مفہوم ہوتا ہے حدیث مرویہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ جناب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ قسمت کئے حقتعالی نے درمیان تمہارے اخلاق جیسے قسمت کیں ارزاق اور فرمایا کہ اگر کوئی تم سے کہے
کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہل گیا یقین کرو اُس خبر کو اور اگر بیان کرے کہ فلانی شخص نے خو اپنی چھوڑ دی باور نہ کرو
یہ روایت بخاری میں ہے مگر ارسال رسل سے غرض یہی ہے کہ تہذیب اخلاق حاصل ہو اور یہی نتیجہ صحبت علما اور فقرا
تتبع سنت سید الوری ہے اور اعتقاد کرنا چاہیے کہ مکارم اخلاق و محامد صفات صورت اور سیرت اور جمیع
کمالات و فضائل و محاسن حاصل ہیں تمام انبیا و رسل کو لیکن بعض کو بعض پر تفضیل و تفوق ہے قال اللہ تعالی تلک
الرسل فضلنا بعضہم علی بعض یعنی یہ سب پیغمبر بڑائی دی ہمنے ایک کو اوپر دوسرے کے اور یہ بات بھی عقیدہ میں
داخل ہے کہ کوئی ولی درجہ اور مرتبہ کسی نبی کو نہیں پہونچتا اور شفا سے قاضی عیاض مالکی میں مسطور ہے کہ اخلاق انبیا
علیہم السلام کے سب مفطور و مجبول ہیں مکتسب بحصول نہیں اور حاصل ہیں در فطرت اور اصل خلقت میں بحد غایت
اکتساب و ریاضت کے بسبب فضل الہی جل جلالہ اور برگزیدگی کے اور بسبب کثرت و قوت و عظمت انطباع

مکارم اخلاق و محامد صفات کے ثنا کی ذات باری عز اسمہ نے اپنے حبیب کی قرآن مجید میں یوں فرمایا آیت انک لعلیٰ خلق
عظیم یعنی تحقیق تو ہر آئینہ خلق بڑا رکھتا ہے اور فرمایا آیت وکان فضل اللہ علیک عظیما یعنی ہے فضل خدا کا تجھ پر بڑا
اور خود جناب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے بعثت لاتمم مکارم الاخلاق یعنی اٹھایا گیا ہوں میں تاکہ پورا کروں میں مکارم اخلاق کو
اور جس ذات ستودہ صفات کا معلم رب کریم اور سورۃ قرآن عظیم ہو کیونکر مکارم اخلاق و محاسن افعال اسمیں جمع نہوں اور
حدیث شریف میں آیا ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت کے سوال کی کسی نے جواب پایا کان خلقه القرآن یعنی تھا خلق
اسکا قرآن فرد وصف خلق کیسے کہ قرآن است خلق را وصف او چہ امکان است [illegible] کہ کوئی فہم اور کوئی قیاس [illegible]
اور درجات عظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جیسا کہ چاہئے اور جو ستودہ ذات باری تعالیٰ نہیں جانتا اور [illegible] تاویل آیات
متشابہات قرآنی سوا خدا کے اور کو معلوم نہیں ہیں باعتبار وسعت اور عظمت اخلاق کے بعثت فرمانی حضرت کی طرف
کافۂ ناس بلکہ ملائکہ اور جن و انس کے تمام ایسا ہی آیات قرآنی سے ثابت ہوتا ہے آیت یا ایہا الناس انی رسول اللہ
الیکم جمیعا یعنی اے لوگو تحقیق میں بھیجا ہوا خدا کا ہوں تم سب کی طرف اور آیت لیکون للعالمین نذیرا یعنی تاکہ
ہوں عالم کے لوگوں کو ڈرانے والا اور آیت وما ارسلناک الا کافۃ للناس یعنی نہیں بھیجا ہمنے تجھکو مگر روکنے والا
سبکا اور سوا اسکے اکثر آیات واحادیث اسپر دال ہیں عقل کامل و علم شامل حضرت کا معلوم و ظاہر ہوا اخلاق [illegible]
اسواسطے کہ منبع اور منشا اخلاق کا عقل ہے کہ اسی سے علم و معرفت اور [illegible] اور جودت فطنت اور اصابت فکر اور [illegible]
عواقب امور میں اور مصالح نفس اور مجاہدہ شہوت اور حسن سیاست اور تدبیر اور اقتنا فضائل اور اجتناب رذائل کا [illegible]
حاصل ہوتا ہے اور اختلاف کیا ہے لوگوں نے حقیقت عقل میں اور کلام انہیں جو کثرت سے ہو چکا ہے اور قاموس میں [illegible]
کہ علم صفات اشیا کا حسن و قبح اور کمال و نقصان انکا ثمرات اور نتائج عقل ہیں اور عقل نام ایک قوت کا ہے کہ
سبب اور منشا اسکا علم ہے اور آگاہی عقل ہیئات محمودہ انسانی کو حرکات و سکنات میں [illegible] آثار عقل [illegible]
غرضکہ قول محقق یہ ہے کہ عقل نور روحانی ہے کہ بواسطہ اسکی علوم دریافت ہوتی ہیں علم ضروریہ و نظریہ اور ابتدا
وجود عقول کا نزدیک جنبان ولد کے ہے رفتہ رفتہ بڑھتی جاتی ہے یہانتک کہ کامل ہوتی ہے [illegible] کمال
علم و عقل حضرت کا اس مرتبہ تھا کہ نہیں پہنچا اس مرتبہ کو کوئی بشر [illegible] اور عقل میں [illegible] داخل
میں حیران ہیں اور جو کوئی تتبع کرے مجاری احوال اور محامد صفات اور محاسن افعال [illegible]
شمائل و بدایع سیر اور سیاست تام اور تقریر شرایع اور تاصیل آداب جلیلہ و تقریر [illegible] حمیدہ اور [illegible]
سعادتہ اور صحف منزلہ اور سرائر حالیہ اور احوال ایام ماضیہ اور تدبیر حضرت کی عرب کے حق میں کہ [illegible]
طبائع متنافرہ متباعدہ تھے اور بتقضیہ جہل و نادانی و جفا میں [illegible] فرمایا [illegible]
و منقاد ہوکر طریق سلوک راہ خدا اور امر اسعادت [illegible] اختیار کیا وہ شخص [illegible]
ملازمت کتاب [illegible] مطالعہ کتب متقدمین اور جلوس علما اہل کتاب کے پاس [illegible]
[illegible] وجمالہ اور صبر سید انبیا صلوۃ اللہ وسلامہ علیہم [illegible]

فرمایا ہے ما اوذی نبی مثل ما اوذیت یعنی نہیں ستایا گیا کوئی نبی میرے برابر اور حدیث مروی ہے حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا سے میں آیا ہے کہ جناب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قضیہ مال و منال اور اسکی مثل میں کسی سے انتقام نہ فرماتے
تھے واسطے اپنے نفس کے مگر اس صورت میں کہ کوئی شخص حلال کو حرام اور حرام حلال سمجھتا اس سے انتقام فرماتے واسطے
خدا کے اور سب صبروں سے بڑا یہ تھا اور سبب تر صبر حضرت کا غزوہ احد میں تھا کہ کافر محاربہ و مقاتلہ کرتے تھے اور طرح
طرح کی آزار و تکلیفیں دیتے تھے باوجود اسکے عوض میں اسکے شفقت و رحم کی راہ سے معذور رکھکر انکے حق میں دعا فرماتے
اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون یعنی بار خدایا ہدایت کر میری قوم کو کہ وہ نہیں جانتی اور توریت میں لکھا ہے
کہ مقابلہ جہل میں حلم انکا زیادہ ہوتا تھا جسقدر کوئی جہل کرتا آپ حلم زیادہ فرماتے چنانچہ ایک یہودی سے
تو عدہ میں آپ نے خرما خریدے اور سوال اسکا حوالہ کر دیا آپکے تسلیم خرما سے اور یاد و تین روز پہلے وعدہ سے واسطے
لینے خرموں کے اور تقاضا شدید کیا اور دامن قمیص مبارک و ردا پکڑلی اور بنظر تیز و تند سے دیکھکر کہا اے محمد
صلی اللہ علیہ وسلم تم حق میرا نہیں دیتے اور تم اسے اولاد عبد المطلب حیلہ گر ہوا دائے حقوق میں پس حضرت عمر
رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اے دشمن خدا میرے سامنے پیغمبر خدا کے حق میں ایسے کلمات گستاخانہ بے ادبانہ کہتا ہے
قسم خدا کی اگر مجھکو خوف بیہودگی حضرت کا نہوتا جدا کر دیتا سر تیرا اپنی تلوار سے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
بآرام و آہستگی دیکھتے تھے اور از راہ تبسم فرماتے تھے کہ اے عمر نہیں لائق تھا کہ مجھکو یکسان دے اور اس مرد کو بھی میں
تقاضا امر کرنے میں جا اور ادا کر حق اسکا اور بیس صاع زیادہ حق سے اسکو دو بسبب ڈرانے اور تہدید کی کہ تمہاری
جانب سے واقع ہوئی ہے پس حضرت عمر رض نے موافق حکم پیغمبر خدا کے عمل کیا اور کہا یہودی نے کہ سب علامات نبوت نبی
آخر الزمان کی توریت سے میں جانتا تھا مگر یہ دو خصلتیں کہ انکا امتحان کیا میں نے اور عمر رضی اللہ عنہ کو گواہ
کر کے انکو کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا اور اسلام لایا اور ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ پیغمبر صلعم اٹھے اور ہم بھی
حضرت کے ساتھ اٹھے دیکھا کہ ایک اعرابی نے آکر ردائے مبارک حضرت کی کھینچی اور بسبب خشونت چادر کے
گردن شریف میں خراشیدگی ظاہر ہوئی اسوقت حضرت نے طرف اعرابی کے متوجہ ہو کر پوچھا کہ کیا غرض ہے تیری
کہا یہ دونوں اونٹ میرے باردار کر دو آپ نے فرمایا جب تک تو مجھکو اس حالت کشش سے رہا نہ کریگا اعرابی نے کہا بخدا
میں تمھیں نہیں چھوڑنے کا تاوقتیکہ یہ دونوں اونٹ میرے باردار ہونگے پس حضرت نے ایک آدمی کو بلا کر حکم دیا کہ ایک میں
خرما اور دوسرے میں جو بھر دو اور نتیجہ عفو و صفح حضرت سے یہی درگذر کرنا لبید بن الاعصم یہودی سے کہ آپکو جادو کیا تھا
اور ایک یہودیہ سے کہ بکری کے گوشت میں حضرت کو زہر دیا تھا اور روایت ہے کہ ایکبار حضرت قیلولہ سے بیدار ہو کر
کیا دیکھتے ہیں کہ ایک اعرابی تلوار کھینچے سر مبارک پر کھڑا ہے اور یہ بات کہتا ہے کہ اب کون روکیگا اور بچا سکتا ہے
آپکو مجھسے فرمایا اللہ پس گر پڑی تلوار اسکے ہاتھ سے اور پکڑ لیا حضرت نے اسکا ہاتھ اور ارشاد کیا کہ اب کون شخص
مانع اور بچانیوالا ہے تجھکو میرے ہاتھ سے پس گیا وہ شخص اور کانپا اسوقت پیغمبر خدا نے از راہ السماح خلق کے
اسے عفو فرمایا اور ہر چند آپ چاہتے اور سختی گنہگار و منافقین پر جانب حقتعالی سے مجاز و مامور تھے آیت

یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم اے نبی جہاد کر ساتھ کفار کے اور منافقین کے اور سختی کر
اوپر انکے لیکن بسبب محبوبیت ذات شریف کے اخلاق محمودہ پر درگذر فرماتے اور شیوہ منافقین کا اور سختی کر
ساتھ یہ تھا کہ غیبت میں ساحر و کاہن و مجنون کہتے اور جب روبرو آتے تملق و تعریف کرتے و دوروئی انسان میں ایسی
بد خصلت ہے کہ اکثر نفوس اس سے متنفر ہوتے ہیں اور مکافات اسکی بدی کے ساتھ پیش آتے ہیں جزاء سیئة
مثلہا یعنی بدلا برائی کا برائی ہے ویسی ہی مگر حضرت اسکے عوض میں عفو و رحمت و استغفار فرماتے بہت
بدی را بدی سہل باشد جزا + اگر مردی احسن الی من اسا + حدیث بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
سے آیا ہے کہ ایک مرد نے اذن چاہا آپ پاس آنے کا آپنے اذن دیا جب وہ سامنے آیا اور بنظر مبارک اوسپر پڑی
فرمایا یہ مرد ہے اپنی قبیلہ میں جب آکر بیٹھا مباسطت و مناشطت اسکی ساتھ فرمائی جب چلا گیا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
نے از راہ آگاہی چاہی حضرت نے ارشاد کیا کہ میں فحاش و درشت خو نہیں کہ لوگ مجھسے اجتناب و پرہیز کریں غرض آپکی تالیف قلوب
تھی تا سرگشتگان تیہ ضلالت مستعد خدمت بابرکت ہوکر مجلی باسلام و محلی بایمان ہووین اور تنبیہ و سرزنش ہے امت
مرحومہ کو سرکشی اور تجبر و تکبر سے اور امر ہے مدارا اور تلطف پر لیکن فرق ہے مدارات و مداہنت میں باعتبار دنیا
اور دین کے کہ مدارات امور دنیاوی میں محمود ہے اور مداہنت امور دینی میں مذموم بیان تواضع فی الصراح
تواضع فروتنی نمودن و نرم گردنی کردن اور قاموس میں بمعنی تذلل و ایضاع جھکانا اونٹ کا اپنی پیٹھ کو تو
پاؤں اسکی گردن پر رکھیں اور اشتقاق اسکا وضع سے کیا ہے کہ بمعنی فرو نہادن کے مستعمل ہے اور ضد اسکی کبر ہے
اور صنعت کہ ملا ہے ساتھ تواضع کے لیکن تواضع وسط ہے کبر اور صنعت میں اور منجملہ تواضع آپکی ہے ایک یہ ہے
کہ جب مخیر کیا حق تعالی نے انکو درمیان نبوت ملکیہ اور نبوت عباد کی حضرت نے نبوت عباد اختیار فرمائی اور
کبھی آپ نے کسی خادم پر غصہ نہیں کیا اور نہ مارا واسطے انتقام نفس اپنے کے مگر واسطے دین خدا کے لوگوں نے
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے حال خلق سرور عالی مقام کا پوچھا جواب پایا کہ ذات والا صفات حضرت کی تھی نرم ترین
بسام و ضحاک اور کبھی آپنے پاے مبارک دراز نہیں کیے مجلس اپنے اصحاب کی میں اور جب کسی صحابی یا اہل نے آپکو پکارا
جواب میں اسے لبیک فرمایا اور سبکو آپ تالیف کرتے تھے اور اکرام کرتے کریم ہر قوم کو اور اسے والی کرتے اس قوم پر
اور سب ہمنشینوں کو از راہ عنایت و التفات تفقد فرماتے اور نصیب حصہ انکا دیتے ہر گز کوئی گمان نکرتا فاضلیت اور
مفضولیت ایک کا دوسرے پر اور جسوقت کوئی شخص آپ پاس حاضر ہوتا مصابرت فرماتے جب تک وہ بیٹھا رہتا
آپ بیٹھے رہتے اور جب کوئی سرگوشی چاہتا آپ سے سر مبارک جھکا دیتے جب تک وہ عرض حال سے فارغ نہوتا
سر مبارک بلند نفرماتے اور سب سے بتازہ روئی اور کشادہ پیشانی پیش آتے اور زانوے مبارک کبھی کسی کے زانو سے بڑھا کر
نہ بیٹھتے اور انس بن مالک کہتے ہیں کہ میں دس برس خدمت آپکی میں مشغول رہا کبھی آپنے اف نکہا اور نفرمایا
کہ یہ کیوں کیا اور وہ کیوں نکیا اور اکرام کرتے جو کوئی آپ پاس آتا اور بچھا دیتے کپڑا اپنا واسطے اسکے اکثر اوقات اور
تکیہ مبارک کا از راہ مکرمت مرحمت فرماتے اور کبھی واسطے خاطر آنے والے کے نماز کو تخفیف کرتے اور استفسار انکی

حاجت کا کرتے اور جب فارغ ہوتے اُس حاجت سے پھر نماز کو تشریف لیجاتے اور عبادت کرتے مساکین کی اور محتاجون
فرماتے ساتھ فقرا کے اور اجابت کرتے دعوت غلام کی اور بیٹھتے اصحاب مین ملکر اور بیٹھتے آخیر مجلس مین اور سوار ہوتے
حمار پر اور ردیف و خلف اپنے بٹھا دیتے کسیکو سوار کر لیتے اور روایت ہی قیس بن سعد انصاری سے کہ اکابر انصار مین تھا کہ ایک
دن حضرت میرے گھر تشریف لائے تھے بوقت مراجعت سعد میرا باپ واسطے سواری آپکی حمار لایا آپ اُسپر سوار
ہوئے سعد نے مجھے کہا کہ اے قیس آپکے ساتھ جا حضرت نے مجھے فرمایا کہ سوار ہولے مین نے انکار کیا بلحاظ ادب آپنے فرمایا
سوار ہولے یا اُلٹا پھر جا اور ایک روایت مین آیا ہی کہ یون فرمایا سوار ہو تیرے آگے کہ تو مالک سواری کا ہو اور صاحب دابہ اولی ہے
آگے بیٹھنے مین اور اسیطرح ایک سوار جاتا تھا آپکو دیکھکر نیچے اُتر آیا آپ سوار ہوئے اور اس صحابی کو آگے اپنے
بٹھایا اور عجیب و غریب تر اس سے یہ ہی کہ محب طبری نے مختصر السیر مین نقل کی ہی کہ ایکدن حضرت حمار بے پالان پر سوار
طرف مسجد قبا کے تشریف لیجاتے تھے اور ابو ہریرہؓ پیادہ پا حضرت کی رکاب مین ساتھ تھے فرمایا تجھے اپنے ساتھ
سوار کرلون مین نے عرض کیا جو خوشی آپکی فرمایا سوار ہو پس ارادہ کیا ابو ہریرہؓ نے سوار ہونیکا سوار نہو سکا آپسے
لپٹ گیا دونون زمین پر گر پڑے اسیطرح دوسری مرتبہ اتفاق ہوا تیسری مرتبہ پھر آپنے یہی فرمایا کہ سوار ہو مین نے
قسم کھائی خدا کی کہ جسنے برسالت مشرف کیا ہے تجھین تیسری مرتبہ مجھے آپکو گرانا منظور نہین اور طبری مین یہ بھی مذکور ہے
کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر مین تھے امر کیا یارونکو واسطے اصلاح ایک بکری کے پس اُٹھا
ایک اصحاب مین سے اور کہا مین اسے ذبح کرونگا دوسرے نے کہا مین پاک کرونگا تیسرے نے کہا پکانا اسکا مجھپر لازم ہے
آپنے کہا لکڑیان لانا ذمہ میرے ہے صحابہ نے عرض کی کیا ہم اس کام کو کفایت نہین کرتے آپنے فرمایا البتہ تم کفایت
کرتے ہو لیکن مجھے خوش نہین آتا کہ مین ممتاز ہو کر تم سے جدا بیٹھون اور اس کام مین ساتھ تمھارے شریک نہون ایسے
بندے سے خدا بھی ناخوش ہوتا ہے اتفاقاً ایک مرتبہ تسمہ پاپوش مبارک کا ٹوٹ گیا ایک صحابی نے عرض کی کہ مین اسے
درست کردونگا مجھے عنایت کیجئے آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ بات مجھے ناگوار ہے کہ از راہ امتیاز مین الگ بیٹھون اور
کسی کام خدمت لون ایک مرتبہ ایلچی نجاشی بادشاہ حبشہ کیطرف سے آئے تھے آپ بذات خود واسطے خدمت کی مستعد
ہوئے صحابہ نے خواہش کی کہ ہمین اجازت ہو حضرت نے جواب مین فرمایا کہ ان لوگون نے خدمت و تکریم ہمارے
یارونکی بہت سی کی تھی مین چاہتا ہون کہ مکافات اُسکی بذات خود بجالاؤن غرضکہ اکثر کام آپ بذات خود
کرتے تھے دودھ دوہتے بکریون اور سیتے کپڑون اور دیتے گھانس اونٹ اپنے کو اور رسی پابند کرنا اور خادم کے ساتھ
کھانا پکانا اور خمیر کرنا اسکے ساتھ اور مدد کرنا خدمات مین اور سودا اپنا آپ خرید لانا بازار سے اور سوائے اسکے
بہت کام کبھی بذات خود اور کبھی بغیر خود اور کبھی مشارکت غیر کیا کرتے تھے اور مواہب مین لکھا ہی کہ صدور
ایسے کام کا حضرت سے کبھی کبھی ظہور مین آتا تھا غلام و خادم آپکے اکثر یہ کام سرانجام دیتے تھے پوشیدن سراویل
کہ جسے تنبان کہتے ہین اُسمین اختلاف ہی ابن قیم جوزی کتاب الہدی مین لکھتا ہی کہ خرید کرنا سراویل کا دلالت
کرتا ہی اس بات پر کہ شاید پہنی ہو مگر یہ روایت ضعیف ہی اور ابو ہریرہؓ نے آپسے مقدمہ سراویل مین سوال کیا

کہ رات دن اور سفر و حضر میں عادت شریف استعمال سرمہ کی تھی یا نہیں جواب یا کہ نعم یعنی ہان اور ابن حبان و طبرانی نے بھی اس حدیث کو باسانید ضعیفہ لائے ہیں لیکن مدار اس حدیث کا اوپر یوسف بن زیاد واسطی کی ہے اور وہ راوی بہت ضعیف ہے اور کہا ہے امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کو جس دن شہید کیا آنکھوں میں انکی سرمہ لگا تھا اور تحقیق اس کلام کی شرح سفر السعادت میں بہت کی گئی ہے جسے منظور ہو وہاں دیکھ لے اور ہیبت آپکی جمال باکمال میں بدرجہ غایت تھی کہ بڑے بڑے شہ دلاور و دلیر جنکا سامنا حضور سے زہرہ آب ہوتا تھا ولیکن باوجود اسکے تواضع اور خلق اس مرتبہ تھا کہ بچہ و بلا حفظ آثار رعب ہر ایک حضرت کمال التفات سے تسکین فرماتے تھے چنانچہ لکھا ہے کہ ایک روز ایک شخص آپ کے پاس آیا بمجرد نظر جمال باکمال کانپنے اور ڈر کے کانپنے لگا آپ نے دلاسا دیا اور کہا کانپ اور ڈر مت میں بادشاہ نہیں ہون ایک عورت قریشیہ کا بیٹا ہون اور حضرت کے پاس ایک عورت کہ اسکے عقل میں فتور تھا آئی اور کہا مجھکو تمسے ایک حاجت ہے حضرت نے فرمایا بیٹھ جس کوچہ مدینہ میں کہ چاہے تو بیٹھوں اور تیری قضاء حاجت کرون پس بیٹھے حضرت اُس عورت پاس جبتک کہ وہ اپنی عرض حاجت سے فارغ ہوئی اور روایت بخاری میں آیا ہے کہ کنیزان مدینہ آتی تھیں حضرت کے پاس اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر واسطے عرض حاجت اپنی کے جہاں چاہتیں لیجاتیں آپ انکار نفرماتے اور آپ بسبب کمال تواضع کے ہر بیوہ و مسکین اور آزاد و لونڈی کے ساتھ جس جگہ کہ وہ لیجاتی گویا ہر کوچہ کی ہو چلی جاتے اور ناخوش اور ناراضمند حاجتمندونکو نفرماتے اور عادت تھی کہ اکثر ساکنان اہل مدینہ اپنے ظروف و آوند پانی سے بھر کر واسطے بیمارون کے آپ کی خدمت میں لایا کرتے اور حضرت بپاس خاطر عین موسم سرما میں ہر ایک ظرف پانی میں جدا جدا ہاتھ ڈالتے تا دلشکنی کسی کی نہو گو کہ افراط سردی سے گزند دست مبارک کو پہونچی اور حسن معاشرت ازواج مطہرات کی ساتھ بہت رعایت فرماتے لڑکیاں انصار کی عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ساتھ آکر کھیلا کرتی تھیں اور لے لیتے استخوان گوشت ہاتھ عائشہ صدیقہ سے اور تناول فرماتے جب ظرف اور ظروف میں کہ عائشہ کھاتیں اسی ظروف سے اُسی ظرف میں آپ نوش فرماتے حالانکہ عائشہ حالت حیض میں ہوتیں اور بسا اوقات مسواک اپنے ہاتھ سے دیتے تا عائشہ اپنی لعاب دہن سے اُسے نرم کردیتیں بعد ازاں دہن مبارک میں لیکر مسواک فرماتے یہ نہایت محبت اور تواضع پر دلالت ہے اور تکیہ فرماتے کنار عائشہ میں اور بوسہ لیتے اُنکا حالت صوم میں ہوتے تھے اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رخسار اپنے دوش مبارک پر دھرلیتیں اور پس پشت حضرت کے اوٹ میں تماشہ بازی حبشہ کا دیکھتیں اتفاقاً ایکبار مرتبہ عائشہ صغیر السن تھیں ازراہ بلاغت انکے ساتھ مسابقت فرمائی عائشہ رضی اللہ عنہا آگے نکل گئیں اور بار دیگر اس زمانہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا اندک فربہ و تن دار ہوگئیں تھیں دوبار مسابقت فرمائی حضرت آگے نکل گئے اور فرمایا اب ہم تم برابر ہوئے اور ایک مرتبہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رونق افروز خانہ عایشہ ہوئے تھے کہ ام سلمہ رض نے کچھ طعام بھیجا عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک ہاتھ مارا کہ وہ طعام سب گر گیا اور کاسہ ٹوٹ گیا حضرت نے کچھ نفرمایا اور کاسہ دوسرا گھر سے عائشہ رض کے لیکر اور ایک روایت میں آیا ہے کہ کھانا بھی اُنکے گھر سے لیا اور بعض کہتے ہیں اُسی پیالے کے ٹکڑے جمع کیے اور کھانا زمین سے اُٹھایا اور خادم کو دیا اور فرمایا حاضران مجلس سے ازراہ اعتذار کے کہ ام المومنین نے غیرت و بے تابی کی اور اس میں دلیل ہے اور یہ

مجہول و مخلوق ہوئے عورتون کی سرشتی پر مردونکو چاہیئے کہ بوقت آثارت انکی غیظ و غیرت کے صبر کرین اور سہو اخذہ
درگذر ین اسواسطے کہ ہر شخص بوقت غلبہ غصہ کے مجوب العقل و مغلوب الغضب ہوجاتا ہے حدیث مین آیا ہے کہ ایکمرتبہ سودہ
رضی اللہ عنہا نے شوربا حضرت کیواسطے بھیجا تھا عائشہ صدیقہ نے بتکرار سودہؓ سے کہا کہ اول تم کہاؤ سودہ نے نہ کہایا عائشہ نے
کہا نہین تو منہہ تمہارا اس شوربے سے آلودہ کرونگی غرضکہ عائشہؓ نے انکے منہہ پر شوربا ڈالکر تمام منہہ سودہؓ کا آلودہ کردیا
حضرت دیکھکر ہنسے اور فرمایا تم بھی عائشہ کا منہہ شوربے سے آلودہ کردو یہ تھا معاملہ حضرت کا ازواج مطہرات کیساتھ کہ
کبھی مواخذہ اور معاتبہ نفرماتے غیرت و مزاج پر آپسمین اور سیرت حضرت کی ساتھ اہل و عیال و اصحاب و فقرا و مساکین و ایتام
و اراذل و اضیاف و زوار کے اس غایت کمال کو پہونچی تھی کہ فوق اُسکے مقدور کسی بشر کا نتھا اور تمام اخلاق و اعمال
حضرت کے دال اوپر معجزات اور علامات نبوت کے تھے اور معاملہ مباسطت و مخالطت و ممازحت و مزاح کا کہ صحابہ کی ساتھ
وقوع مین آیا تھا محض بمقصود دلجوئی اور خوشخوئی تھی درمیان مزاح و ملاعبہ حضرت کی ہزارون برکات و آثار مضمر تھے
ایکبار آپ غسلخانے مین تھے کہ زینب بنت ام سلمہؓ کہ ربیبہ حضرت کی تھین آئین بطریق مزاح حضرت نے منہہ پر انکی پانی
چھڑکا اُسکی برکت سے آبرو جوانی اور رونق بڑھاپے تک قائم رہی اور متغیر نہوئی اور محمود بن ربیع کہ صغار صحابہ سے
تھے پانچ برس کا سن اُنکا تھا کہ آپ اُنکے گھر مین تشریف لائے اور محمود کے گھر مین ایک کنوان تھا ڈول مین اُسکے
کچھ پانی باقی تھا حضرت نے دہن مبارک مین لیکر ازروے خوش طبعی کے منہہ پر محمود کے ڈالدیا اُسکی برکت سے
حافظہ حاصل ہوا کہ وہ قصہ یاد رکھا اسی سبب سے وہ صحابہ مین گنے جاتے ہین اور انکی حدیث بخاری مین مذکور ہے
اور ایکبات تواضع حضرت کی یہ تھی کہ کبھی طعام کو عیب نفرماتے کہ شوربا ہے یا ترش یا کم نمک ہے یا غلیظ یا رقیق اگر خوش آتا تناول
فرماتے ورنہ چھوڑ دیتے اہتمام سے ثابت ہوتا ہے کہ نام رکھنا اور برا کہنا اور عیب نکالنا طعام مین خطا اور خلاف سنت ہے
اگرچہ نسبت پکانے والے کے عیب کرے کہ کیا برا پکایا ہے مفت بیجا ضائع اور برباد کیا یہ کہنا روا ہے لیکن اسمین
خاطر شکنی پکانے والے کی ہوتی ہے اولی یہ ہے کہ نہ کہے اور غایت تواضع حضرت سے یہ ہے کہ کبھی دنیا کو زبان مبارک سے
برا نہ کہتے کہ اہانت و تحقیر و مذمت اسکی زبان خلق سے بسا اوقات بیساختہ زبان پر آجاتی ہے اور ارشاد کرتے تھے
کہ دنیا کو سب و شتم نہ دو کہ مرکب ہے واسطے مومن کے پہونچاتی ہے اسکو ساتھ خیر کے اور نجات دیتی ہے شر سے
اور ایسا ہی منع فرماتے سب دہر سے کہ حدیث قدسی اُسپر دال ہے لا تسبوا الدہر فان اللہ هو الدہر یعنی دشنام و برا نہ کہو دہر کو
کہ خالق دہر کا مین ہون زہے حکم [illegible] کچھ کر نہین سکتا اور در دولت سرا عالی پر کوئی حاجب و دربان نہیان تھا
جیسے کہ ملوک و اغنیا کے دروازون پر [illegible] رہا کرتے ہین لا انا دولتخانہ عالی مین بموقوف اذن و اجازت حضرت پر تھا
تا مہلوا اہل و عیال آنکے اسکے آنے سے اپنی شغل سے باز رہین اور یہ بھی قول حضرت کا داخل تواضع مین ہے کہ فرمایا
لا تفضلونی علی یونس بن متی ولا تخیرونی علی موسی یعنی بزرگی نہ دو مجھے اوپر یونس بن متی کے
اور نہ بہتر گردانو [illegible] موسی پر اور قول حضرت انا سید ولد آدم یعنی مین سردار اولاد آدم کا ہون اور مانند اسکے
اور اقوال دلالت انکی تفضیل پر [illegible] ہین سب انبیا اور رسل پر اور تحقیق اس بحث کی اُسکے مقام پر آویگی انشاء اللہ تعالی اور

تواضع سے تھا مبادرت ومسابقت کرنا آپکا سلام علیک پر ساتھ ہر وارد کے کہ مبادا وہ تقدم سلام پر کریگا اور والسلام ہر شخص کا فرماتے غرض فوات شریف حضرت سراسر رحمت ہی انکی ست کے حق مین نشانین مین جود وسخا دونو کی ایک معنی مین یعنی جوانمردی اور کہا ہے کہ سخا صفت غریزی ہے اور مقابل اسکی شح یعنی بخل اور حرص کہ وہ بھی جبلی سے لوازم نفس انسانی سے اور اطلاق سخی کا حق تعالی پر جائز نہین مگر جواد کا کہ معنی اسکی دنیا ہے غرض کہ وہ بھی یہ صفا حقتعالی سے ہی کہ تمام نعم ظاہرہ وباطنہ اور کمالات حسی وعقلی خلائق پر افاضہ فرماتے بعد بار تعالے کے اجواد الاجودین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکے ہین اور بعد آپکے علما حدیث مین اَللّٰہُ اَجْوَدُ جُوْداً ثم انا اجود بنی ادم واجودھم من بعدی رجل علم علماً فنشرہ یعنی او سبحانہ بزرگ شانہ سخی تر ہی اور دیکے بخشش کے مین سخی ترین پسران آدم ہون اور بعد میرے وہ مرد کہ سیکھا علم پھر اسکو پھیلایا اسی یعنی لوگونکو تعلیم کیا اور سکھایا اور بخاری ومسلم مین انس سے روایت ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کان احسن الناس واجود الناس واشجع الناس یعنی تھے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام سب لوگونکی نیکوتر اور سخی تر اور دلاور تر اور اسمین یہ ہی کہ نفس آپکا شریف ترین نفسون کا اور مزاج آپکا عادل ترین مزاجون کا تھا اور جو شخص ایسا ہو فعل اسکا البتہ بہترین افعال اور شکل اسکی بہترین اشکال اور خلق اسکا بہترین اخلاق ہو اور کیون نہ ایسا ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جامع جمیع کمالات حسی وروحی اور حاوی خوبی صورت وسیرت تھے اور مستغنی فانیات سے ساتھ باقیات صالحات کے اور مکتفی باللہ اور جو ماسوے اللہ سی اور احادیث صحیحہ مین آیا ہی کہ آپ سوال کسی سائل کا نفرماتے اور اسکے جواب مین لفظ لا زبان حق ترجمان پر جاری ہونا اسی صفت کا بیان ہی کہ کسی شاعر نے منظوم کیا ہے بیت نرفتہ لا بزبان مبارکش ہرگز + مگر در اشہد ان لا الہ الا اللہ + اور اگر فرضا اسوقت کچھ حاضر ہوتا سکوت فرماتے اور بقول معروف وجمیل سے عذر فرماتے صاف انکار نکرتے اور بعضون نے یہ بھی کہا ہے کہ تکلم بلفظ لا بسبب منع کے عطا سی نتھا اور اسمین یہ بھی لازم نہین آتا کہ بقصد اعتذار بھی زبان سے نکلا ہو اور اسی واسطے معذرت ایک گروہ مین کہ طلب سواری کو خدمت شریف مین حاضر ہوکر عرض کیا تا جہاد کفار مین شریک آپکے ہووین فرمایا احد ما احملکم علیہ یعنی نہین پاتا مین کوئی سواری کہ سوار کرون تمھین اسپر اور باوجود اسکے آپکی ہو وین فرمایا کہ لا اجد ما احملکم اور لا احملکم فرق ظاہر ہی کہ قول سی یہ معلوم ہوتا ہی کہ اگر کچھ سواری موجود ہوتی تمھارے دینے مین دریغ نکرتا اور قول دوسرا صریح رد وانکار پر دلالت کرتا ہو اگرچہ مقدمہ مفسرین ہین کہ آپ سی سواری چاہتے تھے لا احملکم انکے جواب مین ارشاد کیا تھا اور بعض روایات مین بقید قسم آیا ہی کہ واللہ لا احملکم فرمایا محمود ائش توجیہ یہ ہی کہ باوجود علم سائلین کے اس باب مین کہ حضرت پاس سواری بالفعل موجود نہین گستاخانہ طلب سواری مین مبالغہ کیا اسواسطے تاکید بقسم فرمائی تا طمع سائلین کی قطع ہو جاوے یہ بیت ورنہ عموم حدیث سے مستثنے ومخصوص ہی ایسا ہی مواہب لدنیہ مین مذکور ہی شیخ عبدالحق قدس سرہ تحقیق اس حدیث مین یہ بیان کرتے ہین صواب یہ ہی کہ جریان کلمہ لا کا زبان شریف پر نفی بخل وخست ہو میدان عزت حال حضرت صلی اللہ علیہ

وسلم سے جیسے بخلا وضعفا کیا کرتے ہین اور یہ جو آیا ہو ہر شخص جو چیز مانگتا تا دیا کرتے مراد اثبات جود ہینی دینا ہر چیز کا کہ وہ شخص لائق اسکی ہوا اور بسا اوقات حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام بمصلحت وقت یا بمصلحت سائلین دینے مین دیکھتے تھے جیسے طالب عمل و حکومت کو نا انتظام مسلمانون اور بحال اس شخص مین خلل راہ نپاوے اور کبھی منع کرتے تاوہ شخص دریائی حرص مین غرق ہو کر ہلاک نہو جاوے جیسے حکیم بن حزام کہ مقبول درگاہ اور ہمشیرہ زادہ خدیجہ کبریٰ تھی کچھ مانگا نہ دیا اور فرمایا دیتا ہون لیکن اسکے ساتھ کدورت وکراہت ہوگی اور ذکر زیادہ کبیر صحابہ تھی طالب عمل ہو آپ نے فرمایا کہ تم مرد ضعیف ہو طالب عمل نہ ہوا اور کسی سے کچھ نہ مانگا کرو یہانتک کہ اگر تمہارا تازیانہ زمین کے اوپر گر پڑے اپ اٹھالو دوسری حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی چیز کسی جماعت پر بخشش فرما رہے تھے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کسی کے واسطے کہ اسکے افلاس پر آگاہ تھے طالب ہو کر عرض کیا مومن فیما اعلم یا رسول اللہ یعنی وہ شخص میری دانست مین مومن ہے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تین مرتبہ تکرار کی آپ نے فرمایا کہ بہت شخص ایسے ہین کہ مین نہین دوست رکھتا ہون اور نہین دیتا صلاح حال اسکی نہ دینے مین ہے دو بار برابر قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کہ مومن کہا خود اور مسلم فرمایا گویا اسمقام سے متحلق ہونا حضرت کا باخلاق الٰہی معلوم ہوا حق تعالیٰ اپنے بندونکو دوست رکھتا ہے اور نہین دیتا باوجود غنی اور جود حکام نیوی سے اور بعضونکو دشمن و مبغوض رکھتا ہے اور اشیاء نعم فانیہ اسقدر فرماتا ہے کہ محسود دنیا کے روزگار ہوتے ہین جسطرح طبیب مریض کو روکتا ہے اور منع کرتا ہے استعمال اشیاء ضارہ سے اسیطرح حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ حکیم اپنی امت کے ہین منع وعطا مین اندازہ حکمت رعایت فرماتے تھے بخاری مین یہ حدیث انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ بہت سا مال بحرین سے حضرت کے پاس ظاہر کیا گیا بعد ملاحظہ حکم فرمایا کہ اسی مسجد مین ڈالدو بعد نماز وہان تشریف فرما ہو کر بیٹھے جو سامنے آیا اس مال سے اُسے دیا اور محروم نہ کیا اثنا اسی حال مین عباس بن عبد المطلب نے بھی اس مال سے مانگا حضرت نے انکی کپڑے مین بہت سا ڈالدیا کہ اٹھا نہ سکے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کسیکو اجازت دو میرے ساتھ لیکر چلے آپنے فرمایا یہ نہین ہو سکتا جسقدر کہ تم اٹھا سکو لیجاؤ یہ ارشاد واسطے قطع طمع عباس اور تہدید و تادیب انکی تھا پس اٹھایا حضرت عباس نے اپنے دوش پر اور لیچلے حضرت انکی طرف دیکھتے اور تعجب فرماتے تھے انکی حرص پر غرضکہ سب مال مستحقین اور سائلین کو دیدیا یہانتک کہ ایک درہم باقی نرہا اور روایت ابن ابی شیبہ مین آیا ہے کہ وہ درہم لاکھ تھے بھیجے ہوئے علاء بن حضرمی کے خراج بحرین سے اور وہ اول مال تھا کہ لایا گیا تھا حضرت کے پاس اور ظہور اثر جود و فتح باب کرم حضرت کا روز حنین زیادہ حد حصر قیاس سے تھا ہر شخص کو اعرابی سو اونٹ اور ہزار ہزار بکریان دین اور مولفۃ القلوب کہ ضعیف الایمان تھے انکو واسطے تالیف ہدایت کے کہ بسبب مدد دنیا کے انکا دین ثابت وقائم رہے سب سے زیادہ دیا چنانچہ صفوان بن امیہ کہ زمرہ ضعیف الایمان سے تھا اُسے سو بکریان ایک مرتبہ دین اور سو دوبارہ اور مغازی واقدی سے منقول ہے کہ اُسدن صفوان کو ایک وادی پر از شتر و گوسفند عطا فرمایا واسطے ازالہ درد و مرض کفر کے کہ اُسے لاحق تھا اور ابو سفیان اور بیٹے اسکے بھی اسی قبیل سے تھے

ایکدن ابوسفیان آیا اور کہا یا رسول اللہ آج کے دن تم قبیلۂ قریش میں سب سے زیادہ مالدار ہو احسان سے ہمین بھی
بہرہ مند کرو یہ سنکر حضرت علیہ السلام متبسم ہوئے اور بلال کو فرمایا کہ چالیس اوقیہ نقرہ اور سو اونٹ اسے دو
ابوسفیان نے عرض کیا کہ یزید میرا بیٹا ہے وہ بھی امید عطا رکھتا ہے فرمایا سو اونٹ اور چالیس اوقیہ اسکو دو اور پھر عرض کی کہ دوسرا
بیٹا میرا معاویہ ہے وہ بھی امید اپنے حصہ کی رکھتا ہے حکم دیا کہ چالیس اوقیہ نقرہ اور سو اونٹ اسے بھی دو اسوقت ابوسفیان بولا
کہ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں خدا کی قسم آپ کریم و رحیم ہیں جنگ میں اور صلح میں خدا آپکو بہت جزائے خیر دیوے اور یہ
دینا حضرت کا اہل ہوازن کو انکی قیدی کہ چھ ہزار تھے اور چوبیس ہزار اونٹ اور چالیس ہزار بکریاں اور چار ہزار اوقیہ نقرہ اور علی
ہذا القیاس فتح حنین میں پانچ لاکھ دینا صاحب روضہ سے ثابت ہوتا ہے غرض کہ سخاوت و کرم حضرت کا ایک دریا تھا انواع
تشنہ اور محتاج متنوعہ سائلین کو لاتا اس سے استغنا فرماتے حتے بطریق ہدیہ کہ گاہ ہی بطور صدقہ کبھی بسبیل قرض وگاہ بہ
بطریق ہدیہ چنانچہ اتفاقاً ایک روز کوئی عورت ایک طبق خرما تر کہ مرغوب الطبع حضرت کا تھا حضور میں لائی اپنی عوض میں
... روز اور کو فتح حنین سے آیا تھا دست مبارک بھرکر اسکو دیا غرضکہ ہر حال میں ذات شریف تکلیف و رنج اٹھا کر اوروں کو
راحت و آرام پہنچاتے اکمل اور اشرف اور ارفع و اعلی اولاد آدم کی صفات و اخلاق میں ذات مقبول حضرت خاتم الانبیا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھی **بیان شجاعت و قوت** فی الصراح شجاعت بیدلی دلیری نمودن در شفا وفی الشفا
فضل قوت غضب وانقیاد او مر عقل او فی القاموس شجاع بفتح شین سخت دل نزد مردان۔ روشجاعت و قوت و دلاور
و مردانگی حضرت کا اندازہ تحریر اور حیطہ تقریر سے باہر ہے اکثر مقاموں دشوار و سخت میں دلاور دلیر سراسیمہ و مضطر ہو کر روگردان
ہوتی اور حضرت بذات خود مثل کوہ البرز استقلال و استقامت فرماتے اور استعانت و استمداد حق تعالی سے چاہتے
ایک مشت خاک و سنگریزے اعدا دین اور دشمنان اہل یقین کی چہرے پر پھینکتے کہ وہ تاب مقاومت نہ لاکر فرار میدان جنگ
سے غنیمت جانتے حکایت ہے کہ ایک رات مدینہ میں شور ہوا دشمن کسی چور یا دشمن کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تن تنہا سب سے پہلے اور آگے اٹھے اور شمشیر گردن مبارک میں حمائل فرمائی اور گھوڑا ابو طلحہ کا بلا زین و لگام کے تھا اسپر
سوار ہو کر جانب آواز قصد و ارادہ کیا اور تشریف لیگئے اور بوقت مراجعت لوگ راہ میں ملے آپنے ارشاد کیا کہ اب کچھ قصد نہیں
الٹے چلے آؤ کہتے ہیں وہ گھوڑا ابو طلحہ کا بہت کم قدم اور سست رو تھا برکت سواری حضرت کی ایسا سبک گام اور
تیز رو ہو گیا کہ کوئی گھوڑا اسکی جلد رفتاری اور سبک خرامی کی برابری نہ کر سکتا تھا اور یہ امر معجزات حضرت سے تھا
اور حقیقت میں جسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قوت بخشیں اور مدد فرمائیں ہر چند وہ شخص کیسا ہی ضعیف و سست و ناتوان و نامرد
کیوں نہ ہو حق تعالی نے حضرت سے ایسا قوی اور توانا اور کامران و کامگار ہو جاوے کہ کوئی ہمسر و برابر اسکی نہ ہوسکے بہت تو مرد دل سے
دو دلیری میں ... خویش خوان و شیری میں ... اور حضرت زور بازو اور قوت میں ایسے یکتا و بے ہمتا تھے کہ کشتی گیران عالم
اور پہلوانان بنی آدم آپ کی زور و قوت کی سامنے پنجہ و لکس ... سے کم معلوم ہوتے تھے اور محمد بن اسحق اپنی کتاب میں لاتا ہے
کہ مکہ معظمہ میں رکانہ نام ایک شخص تھا کہ صنعت مصارعت و کشتی گیری میں عدیم و سہیم اپنا نہ رکھتا تھا اکثر لوگ بلاد
و امصار سے واسطے کشتی اور زور آزمائی کی آتے اسکو پشت پر گراتا ناگاہ ایکدن ... میں تنہا بکریوں سمیت حضرت کے سامنے آیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا اے رکانہ تو خدا سے نہین ڈرتا اور دعوت اسلام قبول نہین کرتا رکانہ نے کہا خاطر دلی اور بات
یہ کلمہ زبان سے کہا کہ اپنی صدق دعوت نبوت پر اگر کوئی گواہ رکھتے ہو تو لاؤ حضرت نے فرمایا کہ تیرے واسطے بھی کافی
ہوگا یعنی اگر تو کشتی اور آویزش باہم کرین اگر مصارعت مین تو مغلوب ہووے اور مین غالب آؤن اسوقت تو ایمان لاویگا کہا ہان
یعنے ہان پس فرمایا آپنے واسطے کشتی کے طیار و آمادہ ہو رکانہ مستعد کشتی ہوا باوجودیکہ حضرت لباس مبارک بدن شریف
پر رکھتے تھے اسوقت بلیغ ہوا پر رکانہ نے اگرچہ دست سطوت رسالت پکڑکر زمین پر گرایا کہ وہ بمعاینہ حال زمین تا اشتمال کے
حیران و متعجب ہوگیا اور رہائی اپنی آپ کے دست مبارک سے چاہی چنانچہ حضرت نے چھوڑ دیا اور پھر اوسکے اعتقاد و
استقلال کے واسطے کر دیگر مصارعت باہم کی ولیکن ہر مرتبہ حضرت آپ غالب آئے آخر الامر اوسنے بمشاہدہ زور
بازوے نبوت متحیر و مضطر ہوکر کہا عجب شان حضرت کی ہے کہ کوئی بشر ایسی ساتھ آپ کے کسی امر مین نہین کرسکتا اور حال
اسلام رکانہ معلوم نہین کہ آیا بعد مشاہدہ ایسے معجزہ کے مشرف باسلام ہوا یا نہوا حدیث مین اسقدر بیان ہی ہو لکھا گیا
اور اہل تحقیق سے مروی ہے کہ سوار رکانہ کی اور زور آور اور پہلوانون سے بھی آویزش و کشتی حضرت کی واقع
ہوئی ہے چنانچہ ابوالاسود جمحی ایک مرد سخت و زورمند تھا ایسا زبردست تھا کہ بوقت ایستادگی اوسکے پوست گاو پر اگر دس
مرد قوی چاہتے کہ پوست کو اوسکے زیر پا سے کھینچکر اوسے حرکت و جنبش دوین ممکن نتھا الغرض حضرت کو بلا کر کہا اگر آپ مجھے
بزمین لادین ایمان لاتا ہون مین حضرت نے اسیوقت بزور قوت ہاشمی اوسے زمین پر ڈالا مگر وہ بدبخت باوجود
اسکے بھی دولت ایمان سے بے نصیب رہا اور یہ قصہ ابو اسود کا دلالت رکھتا ہے بسبیل استفہام یہ لکھا گیا ہے ذکر حیا حضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حیا بمعنی شرم کے مستعمل ہے اور یا وہ اوسکا حیات ہے اور اسی جہت سے استعمال حیا کا
باران کی جگہ آتا ہے کہ سبب حیات ہے لیکن وہ مقصود نہین اور یہ معدود ہے اور حیا لغت مین بمعنے تغیر و انکسار استعمال کیا
جاتا ہے کہ عارض ہوتی ہے آدمی کو ترس و توقع اپنے سے اشیاء معیوب و مکروہ سے اور یہ اثر ہے حیات قلب کا جسکا دل
زندہ ہے خلق و حیا اوسمین زیادہ ہے اور شرع مین حیا نام ایک خلق کا ہے کہ باعث اوسکے آدمی فعل زبون اور تقصیر
حق ہر ذی حق سے باز رہے ذات حضرت مین دونو طرح کی حیا علی وجہ الکمال موجود تھی حیاء القلب و اجتناب
مکروہات سے بسبب اسی صفت کی آدمی کو حاصل ہوتا ہے الحیاء من الایمان یعنے حیا جزو ہے ایمان کا اور بخاری مین
سعید خدری سے آیا ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشد حیاء من العذراء فی خدرہا یعنے تھے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سخت تر از روے حیا زن دوشیزہ سے جو وہ اپنی مین اور ذکر فی خدرہا کا مبالغہ شریفانہ ہے سبب
عرف و عادت کے ہے اور قید اتفاقی ذکر اس تشبیہ کا بھی محض بہ نسبت حضرت تعالی شانہ کے نہین اور ذوالفقہ ارباب
ادب تعلیم پر پوشیدہ نہین آتا شائبہ تقصیر مبالغہ بیان مقصود مین یہ قید واقع ہوئی ہے اور مشائخ طریقت و واقفان حقیقت
قدس اللہ اسرارہم سے تفسیر حیا مین بہت کلمات منقول مین بعض انمین سے قید تحریر مین لائے جاتے ہین
ذوالنون مصری قدس سرہ نے کہا ہے کہ حیا وجود خوف ہیبت ہے دل انسانی پر باوجود وحشت ندامت بسبب پیشی ہیچ گناہ
امور نسبتاً باری عز اسمہ کو کہا ہے المحبۃ تنطق والحیاء یسکت والخوف یقلق یعنے محبت گویا کرتی ہے مجھ کو

بیٹھا دیکھ محبوب کے اور حیا خاموش کرتی ہے بیٹھو و تقصیر ادائے حقوق محبوب میں اور خوف مضطر و بے آرام رکھتا ہے کہتا
و عقاب محبوب ہے یحیی ابن معاذ کہتے ہیں جو کوئی شرم رکھتا ہے خدا سے طاعت و عبادت میں حیا رکھتا ہے اُس سے خدا معصیت
و تعذیب میں اور صدور حیا کبھی بباعث کرم ہوتا ہے جیسے کہ حیا آپکی ایک قوم سے طعام ولیمہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا میں
کہ وہ لوگ حاضر تھے اور بسبب درازی قعود انکی حضرت بہت ستائے ہوئے لیکن بمقتضائے حیا کہ مجبول ذات شریف
تھی کچھ نفرمایا حقتعالی نے ایذائے حضرت سے اُس قوم کو متنبہ فرماکر کہا آیت فاذا طعمتم فانتشروا
ولا مستانسین لحدیث ان ذلکم کان یؤذی النبی فیستحیی منکم واللہ لا یستحیی من الحق
یعنی پس جب کھانا کھا چکو پس منتشر و پراگندہ ہو اور نہ بیٹھو آرام و چین سے باہم باتیں کرنے کو یہ فعل تمہارا
ایذا دیتا ہے پیغمبر کو پس وہ حیا کرتا ہے تمسے اور خدا نہیں شرماتا سچ سے آدمی کو لازم ہے کہ ہر دم عیوب نفس اپنے سے آگاہ و مطلع رہے اور
جو بات کہ انسانکو اپنے حق میں بری معلوم ہووے دوسرے کے حق میں روا نہ رکھے اور ہمیشہ معائب خلق سے چشم پوشی و تغافل
کرتا رہے - انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت پاس آیا کہ اثر صفرت زردی کا اُسکے کپڑے پر بسبب استعمال ظاہر تھا
کہ زعفرانی ہو گئے تھے آپ نے دیکھکر کچھ نفرمایا جب وہ چلا گیا ارشاد کیا کہ اس شخص سے کہدو کہ یہ کپڑے دھو ڈالے اور
ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ اُتار ڈالے ایسی بات منہ پر کسی کی مجلس میں نفرماتے کہ ہم چشموں میں خجل و شرمندہ ہووے
اور روایت معتبر نے لکھا ہے کہ حیا حضرت کی ذات میں بمرتبہ کمال تھی کہ اگر کسیکو مخاطب معین سمجھ کر کبھی نصیحت
نفرمائی اور نام لیکر منع نکرتے بلکہ بکلام عام و عبارت شاملہ بنا بر منع ارتکاب مناہی جنسے اوقات اسطرح فرمائی کہ دو
بر حال اُن قوموں اور ان گروہوں کے کہ سکوت غضب الٰہی سے نہیں ڈرتے اور مرتکب افعال منہیہ کے ہوتے ہیں اور غرض
اس ارشاد کنایہ سے یہی تھی کہ کوئی مرتکب ملاہی اپنے ہمچشموں میں شرمندہ و خجل نہو و حیا بحکم صحیح بخاری میں عائشہ
صدیقہ سے روایت ہے حضرت فحش یعنے کلام نامشروع اور الفاظ مکروہ بالطبع اور تفحش یعنی تکلف ایسے الفاظ بزبان
مبارک پر نہ لاتے تھے اور اسواق و بازار میں آواز بلند نفرماتے اور نسبت ذات مبارک اگر کوئی بدی و بدگوئی [illegible]
زبانی پیش آتا عفو و درگذر فرماتے ایسے ہی کلام حکایت کیے گئے ہیں توریت میں روایت عبداللہ بن سلام اور عبداللہ
بن عمرو بن العاص سے - قلم بریدہ زبان کو کیا طاقت کہ احاطہ حلم و حیا حضرت کا قرطاس حسیت اساس پر لکھ سکے
کہ کاتب تقدیر پہلے ہی لوح محفوظ میں کلک قدرت سے لکھ چکا ہے اب کیا کسی سے بیان اُسکا ہو سکے صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم شفقت و رافت و رحمت میزان مضامین رافت و رحمت اور مصداق تمہیدات شفقت ذات سید المرسلین
شفیع المذنبین کی آیۃ وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین یعنے نہیں بھیجا ہمنے تجھکو مگر رحمت واسطے
تمام عالم کے اور لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رءوف رحیم یعنے آیا تمھارے پاس پیغمبر
تمھاری جنس سے بہت دشوار ہے اُسپر جو چیز کہ رنج میں ڈالے تمھیں اور نہایت حرص رکھتا ہے ہدایت مومنین پر اور
بکمال مہربانی اور رحمت رکھتا ہے تمپر ایسا کہتے ہیں کہ معنے رحمت کے بخشودن و مہربانی کرنا ہے اور معنے رافت
بہت بخشنا اور مہربان ہونا - اسکو بھلا و مختصر حضرت کی اپنی امت کی حق میں علاوہ احصا سے باہر ہیں منجملہ انکے احکام و شرائع ہیں

اور ترک فرمانا آپکا بعض افعال شریف کو دوام والتزام سے کہ مبادا امیری امت پر فرض ہوجاوے جیسے ترک کرنا ہمیشہ
مسواک واسطے ہر نماز کے اور ترک کرنا تاخیر نماز عشا اور منع صوم وصال سے اور مانند اسکے اور سبب ایسے کرنا حقتعالیٰ کو
ولی اور زبون کرنا کسی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو باعث رحمت الٰہی اور موجب قرب نامتناہی جناب قدس کبریائی میں
ہوا ہے آپ یہاں تک رقیق القلب تھے اگر سنتے آواز گریہ کسی لڑکے کی کہ ماں اسکی نماز میں شریک جماعت ہوتی سبب اسکے
قرأت میں تخفیف کرتے حلم آپکا اس مرتبہ تھا کہ جب قریش حد تکذیب کو پہنچ گئے اور ایذا دینے لگے جبرئیل علیہ السلام بامر ملک العلام
آئے اور کہا کہ فرشتہ موکل جبال کو امر ایزد متعال یوں ہوا ہے کہ تمہاری خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اگر حکم آپکا ہو جبال ان دو
کو کہ مکہ معظمہ ان دو پہاڑوں میں آباد ہے اس قوم پر ڈال دوں تا سب ہلاک ہوجاویں حضرت نے فرمایا میں نہیں چاہتا
ہلاک انکی بلکہ حقتعالیٰ سے یہ امید رکھتا ہوں کہ پیدا کرے اصلاب آبا انکے سے ایسی اولاد کہ عبادت کریں خدا کی اور
ساتھ اسکے کسیکو شریک نہ کریں اور یہ قصہ دراز ہے بیان اسکا قصہ بعثت میں بالتفصیل بیان ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور روایت
میں آیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آکر کہا کہ امر الٰہی آسمان و زمین اور پہاڑوں کو صادر
ہوا ہے کہ سب انقیاد امر سامی کریں اور جو ارشاد ہے بجا لائیں اور اعدائے آنحضرت کو ہلاک کریں حضرت نے فرمایا چونکہ حقتعالیٰ نے
صبر و حلم مجھے عطا کیا ہے چاہیے کہ طلب عذاب انکے میں تاخیر کروں بلکہ درگذر کروں شاید کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ توفیق توبہ انکو
بخشے اور رجوع برحمت کریں آمین اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے
کہ جس امر میں خدا کیطرف سے میں مخیر ہوا آسان ترکو اختیار کیا یعنی ایسی امت کی نفع میں اور مقتضائے شفقت و رحمت میں یہ
داخل ہے کہ حضرت کبھی کبھی انکو پند و نصیحت فرمایا کرتے تھے نہ ہر روز بجہت خوف ملالت و کسالت سامعین کے یہی
روایت کی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فی بیان خلق و عہد و وفا و صلۂ رحم ناشران مناقب حسن خلق و عہد و وفا اور
ذاکران تباشیر صلۂ رحم وابتداء سید الوریٰ نے ایسی روایت کی ہے کہ جب حضرت کے پاس کچھ بطریق ہدیہ آتی فرماتے
لیجاؤ یہ دوست خدیجہ رضی اللہ عنہا پاس چنانچہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ مجھے بہ نسبت کسی ازواج مطہرات
حضرت کی ایسا رشک نہ آتا تھا جیسا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا پر بجہت زیادہ یاد کرنے حضرت کے انکو اور اگر کوئی
بکری ذبح کیجاتی بھیجتے گوشت اسکا ان عورتوں کو کہ تھیں دوست اور وفادار خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں اتفاقاً آئی
ایک عورت حضرت پاس کہ آپ اسکے آنے سے نہایت شادان و فرحان ہوئے اور بہت مستفسر حال اس
عورت کی ہوئے جب وہ چلی گئی فرمایا یہ عورت ہمارے پاس آتی تھی زمانہ خدیجہ رضی اللہ عنہا میں اور متکلم کلام محبت
و موعظت انجام حسن العہد من الایمان یعنی خوبی وفاء عہد جزو ایمان ہی ہوسے اور حال حضرت کی شفقت اور
رحمت کا اولاد و اتباع و عیال سے تحریر سے باہر ہے اکثر اوقات حضرت مشغول نماز ہوتے کہ امامہ بنت زینب دوش مبارک
سوار ہوتیں جب حضرت سجدہ میں جاتے بٹھلا دیتیں پھر سوار ہوتیں یہ حال محبت و رافت آپکا تھا اولاد مجاہد کو ساتھ اور ایک
مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ بندیاں ہوازن میں شیما بنت حلیمہ کہ بہن رضاعی حضرت کی تھی کہ آپکو تربیت کیا تھا چنانچہ ابن
اثیر نے اسی صحابیات میں ذکر کیا ہے اور اپنی ماں کے ساتھ مشرف باسلام مشرف ہوئی تھی آئی اور اپنے کو جتایا حضرت نے

ردائے مبارک اپنی اسکے واسطے بچھا دی اور ارشاد کیا اگر خوش آوے یہاں رہ مکرم و محبوب با بہرہ مند کر دوں میں تجھے
جمال یا اپنی قوم میں چلی جا اسنے جانا قوم میں اختیار کیا حضرت کچھ متعرض مانع نہوا اور ابو طفیل نے کہا دیکھا میں نے حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ اس زمانہ میں لڑکا تھا آپکے پاس ایک عورت آئی اپنی آپ نے اسکے واسطے ردا اپنی بچھا دی وہ
اسپر بیٹھی میں نے حضرت سے پوچھا یہ کون ہے فرمایا میری ماں شیردہ بلا برنے استیعاب میں کہا ہے کہ وہ حلیمہ تھی اور بعضوں نے
کہا ہے کہ شیردہ پیغمبر علیہ السلام کی آٹھ عورتیں تھیں یہ کوئی ایک انمیں سے تھی اور عمر بن السائب سے بوقت آنے وفد ہوازن رضاعی
کے دربار بسط ردا اور اظہار محبت بھی روایت آئی ہے اور بھیجا کرتے تھے حضرت واسطے ثوبیہ مولاۃ ابولہب کے کہ شیردہ حضرت کی
تھی قسم خوراک و پوشاک سے جب مر گئی پوچھا کوئی اسکا قرابتی باقی ہے کہا کوئی نہیں اور حدیث خدیجہ رضی اللہ عنہا میں آیا ہے
حضرت کو کہا البشر فواللہ لا یخزیک اللہ ابدا انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف
وتعین علی نوائب الحق یعنی خوش ہو اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس قسم خدا کی کہ نہ رسوا کرے گا تجھے خدا تعالیٰ
ہمیشہ تحقیق تو ملاتا ہے رحم کو یعنی حقوق رشتہ داروں کے ادا کرتا ہے اور اٹھاتا ہے گرانی و رنج لوگوں ناتوان کا اور
اور پیدا کرتا ہے ناپیدا کو یعنی معیشت اور مہمانی کرتا ہے مہمان کی اور مدد کرتا ہے اوپر سختیوں اور حادثوں حق کی مانند
ادائے حق قرض و مال اور تقویت ضعیف و مثل اسکے

بیان عدل و امانت و عفت و صدق

جانان اتفاق اخیار اور ناقلان علامات و آثار حال عدل و امانت و عفت و صدق شفیع گناہگاران آشفتہ روزگار
واسطے آفرینش زمین با تمکین و گنبد گردون یوں خبر دیتے ہیں کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت امانتدار اور بہ
عادل اور نہایت پارسا اور بمرتبہ راست گو مردم تھے کہ دشمن و بیگانہ سب مقر تھے کہ صفات ستودہ میں حضرت
اپنا عدیل نہ رکھتے تھے اور پیش از نبوت آپکو موسوم به محمد الامین کرتے تھے یعنی امانتدار اور ابن اسحاق وجہ تسمیہ امین
یہ بیان کرتا ہے کہ جمع کیے گئے حضرت میں اخلاق پسندیدہ اور عادات برگزیدہ اور بیان تفسیر قول سبحانہ تعالیٰ مطاع
ثم امین میں لکھتے فرمانبرداری کیے گئے ملکوت آسمانوں میں امانتدار اکثر مفسرین لکھتے تھے کہ مراد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ہیں چنانچہ قصہ اٹھانے حجر اسود کا اسپر دال ہے کہ قریش باہم چار قبیلے تھے ہر ایک بوقت بنائے
کعبہ معظمہ رکھنے حجر اسود میں باہم منازع و اختلاف کرتے تھے آخر الامر سب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ اول جو شخص
اوسے اسمیں حکم کرے ہم راضی ہیں ناگاہ جناب رسالتمآب تشریف لائے سب نے کہا یہ محمد امین ہیں جو کچھ فرماویں ہم
منقاد و تابع ہیں حضرت نے ایک چادر طلب کی اور حجر اسود اسمیں رکھا اور چاروں گوشہ چادر کے ہر ایک رئیس
قبیلہ قریش کے ہاتھ میں دیے اور حجر اسود آپ اٹھا کر جہاں مقام کعبے کا تھا رکھا و یہ واقعہ پیش از نبوت سال
تولد حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا میں ہوا تھا اکثر وقائع پیش از زمان اسلام میں قریش حضرت کو اپنا حکم کرتے تھے چنانچہ
یہ قول حضرت کا واللہ انی لامین فی السماء امین فی الارض یعنی قسم خدا کی تحقیق میں ہوں امانتدار بیچ
آسمان میں اور امانتدار ہوں زمین میں اسپر دال ہے اور روایت ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہ ابوجہل ملعون بسا
اوقات بسبب زیادہ عقل و فا موزون آپکی شان میں کہا کرتا تھا کہ ہم لوگ تمہاری تکذیب نہیں کرتے اور تحقیق

جھٹلاتے نہیں جانتے بلکہ تم راست گو ہو لا دین کہ تم لائے ہو وہ نا مرضی ناپسندیدہ ہمارا ہے تو حق سبحانہ جل شانہ نے اس آیہ
میں تشفی دلاسا دل سرور انبیا کو فرمایا اور کہا کہ تم غمگین و ملول نہو آیت فانہم لا یکذبونک ولکن الظالمین بآیات اللہ
یجحدون یعنے وہ کفار تحقیق تجھے نہیں جھٹلاتے ولیکن یہ ستمگار ہماری نشانیوں سے انکار کرتے ہیں چنانچہ مثل
مشہور ہے ضرب الغلام اہانۃ المولے یعنے مارنا غلام کا اہانت مولیٰ کی ہے سزا اس تکذیب آیات کی جو
کرتا ہے مجھے چھوڑ دے آیت وذرنی من یکذب بھذا الحدیث قیامت میں حال تکذیب کا معلوم ہو جاویگا
لاتے میں اخنس بن شریق نے ابوجہل علیہ اللعنۃ والعذاب الیم سے روز بدر ملاقات کی اور بعد ملاقات
کہا کہ یا ابا الحکم اسوقت یہاں میرے اور تیرے سوا اور کوئی نہیں سچ کہہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعوے رسالت
میں راست گو ہیں یا نہیں ابوجہل نے کہا واللہ صادق و راستگو ہیں اور ہرقل نے ابوسفیان سے اثنائے حدیث میں
کہ پوچھا ہے احوال و اوصاف حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور دلیل پکڑی ہے اسکے ساتھ نبوت حضرت پر کہا ہے حال بیان
تم لوگونکا تھا کہ دعویٰ نبوت و ابلاغ رسالت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سچا جانتے تھے اور متہم بہ دروغ نہیں
جانتے اور یہ حدیث ہرقل بہت مفید و سودمند ہے شناخت نشانیوں نبوت حضرت میں کہ اوّل بخاری میں مذکور ہے
اور شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کو کتاب الجہاد میں لکھا ہے اور باب الکتاب الی الکفار میں اور اس جلد میں بیان
اسکا باب ارسال رسل مفصل کہا جاویگا انشاء اللہ تعالیٰ اور نضر بن الحارث نے کہ ایک کافر تھا اور غشاوہ کفر اپنی دلپر
رکھتا تھا لیکن بسبب اسکے کہ عاقل منصف تھا کہ وہ [illegible] صحبتیں کفر و حق گوئی میں قریش سے کہا کہ محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم خرد سالی اور جوانی سے پیری تک پسندیدہ ترین افعال صادق ترین اقوال عظیم ترین امانت دار تم سب میں
اور دین حق اور کتاب صادق لائے اب تم اسے ساحر کہتے ہو کہ [illegible] واللہ وہ ایسا نہیں اور ولید بن مغیرہ کہ
رؤسائے کفار قریش سے تھا بارہا قرآن سنتا اور روتا اور یہ بات کہتا کہ بالیقین یہ کلام بشر و ساختہ و موہوم نہیں ہے اسکے کلام میں
وہ شیرینی و دلچسپی ہے اور بیشک نہیں ان لہ لحلاوۃ وان علیہ لطلاوۃ یعنے واسطے اسکے البتہ شیرینی اور خوبی ہے اور
اور حارث بن عامر ایک مشرکوں سے تھا کہ لوگوں کے روبرو حضرت کو برا کہتا اور تکذیب کرتا
اور جب تنہا ہوتا یہ بات کہتا کہ واللہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے ہیں لائق تکذیب
نہیں یہ معاملہ کفار منافقین کا حضرت کے ساتھ تھا اور مشرک اور اہل کتاب یہود و نصاریٰ سے
خوب یقین حال رسالت حضرت سے مطلع تھے آیت یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم یعنے پہچانتے تھے آنسرور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جیسے پہچانتے تھے اپنے بیٹوں کو اور بسبب تواتر [illegible] الزمان [illegible] تھے اور ہر وقت [illegible]
[illegible] گزشتہ کرنیکو ہر وقت پانے زمانہ ختم الانبیا کی یہ عرض کرنا کہ فرخندہ آمد آمد حضرت میں اور اشتیاق جمال باکمال
میں [illegible] اپنی جان [illegible] قبول فرماوے اور حدیث میں آیا ہے کہ عفت و پارسائی ذات ستودہ
صفات میں اسمرتبہ تھی کہ دست مبارک آنحضرت کا کبھی عورت اجنبیہ کا مس نہیں کیا ابوالعباس مبرد کہ مشہور ان
علم نحو سے ہے کہتا ہے کہ کسریٰ نے ایام سلطنت میں اوقات شبانہ روزی اسطرح تقسیم کی تھی کہ روز باد وزیدن ہوا واسطے خواب آسائش کے

اور روزہ ایک روز واسطے ضیف شبکا اور ایک روز مطر رکھا تا کہ اوسکے شرف نوشی اور روز افطار واسطے احتیاج حوائج انسانی باوجودیکہ کسری دنیا
پیغمبر ستا دنیا تھا اور دین مد رکھتا تھا لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجزیہ فرمایا تھا ہر ایام ہفتہ کو تین جزو پر ایک واسطے
عبادت خدا اور دوسرا واسطے اہل وعیال اور تیسرا اپنے واسطے اور پھر اوسکو دو قسمت فرمایا تھا ایک واسطے ذات شریف
اور دوسرا واسطے حوائج اہل حاجت کے ارشاد اسکا آخر باب حلیہ شریف میں گذرا ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے
بطریق صحیح روایت کی ہے کہ حضرت سے قصد عمل اہل جاہلیت تو عمر میں نہیں آیا مگر دو بار لیکن تب ایسا اتفاق ہوا کہ غلام نے کہ غنم کی
کہ ساتھ حضرت کی بکریاں چراتا تھا ایک رات اس سے کہا کہ اس غلہ غنم کو دیکھا رہنا تا کہ میں مکہ شہر میں جا کر مثل جوانان دیگر
قصہ کہانی کہوں اور سنوں حضرت باہر نکلے اور اتفاقا وارد ایک گھر کے نزدیک ہوئے کہ وہاں ہو اور سنا کہ وہاں لوگ بسبب
شادی و عرسی بازی کرتے تھے اور دف و مزامیر بجا رہے تھے آپ با ارادہ سماع بیٹھے کہ حق تعالی جلشانہ نے حفاظت اپنے
حبیب کی فرمائی اور غافل ایسا کر دیا کہ بوقت دوپہر حضرت بیدار و ہوشیار ہوئے اور واپس پھرے اور سماع و جلوس نفرمایا
اور دوبارہ بھی ایسا ہی اتفاق ہوا تھا کہ حضرت بعنایت توفیق الٰہی اس سے باز رہے اور قصد و ارادہ اعمال اہل
جاہلیت کا نفرمایا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان وقار و تودہ و صمت و مروت و حسن ہدی شمائل
صفات وقار و تودہ و صمت و مروت و حسن ہدی سلطان چار بالش اصطفا برگزیدہ ملک اعلی اکمل و افضل انبیا
محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسطرح زیب بیان فرماتے ہیں وقار بفتح واو رزانت و آہستگی تودہ بضم تا و فتح
ہمزہ و دال مہملہ بھی معنی یکتا ہے صمت بفتح صاد خاموش شدن مروت یعنی مردمی انسانیت ہدی بفتح ہا و سکون
دال سیرت و راہ روش ابیات رسولی میں محرم کردگار + گزشتہ بنیاد کون استوار + وجودش جہان را کلید آمدہ + جہان
از پے او پدید آمدہ + بلوح کمالش معانی فزون + بمعنی دو حرف از کاف و نون + ہمہ ہستی عالمش نیست و کہ ہست
از پے او شدہ ہر چہ ہست + چراغ جہان ذات پر نور او + خط شرع طغرای منشور او + حدیث میں آیا ہے کہ وقار حضرت کا
سب سے زیادہ تھا و مجلس میں کبھی پیر پھیلانا پانوں دراز کرنا عادت شریف نہ تھی اور نشست حضرت کی اکثر بوضع احتبا
تھی یعنے سرین پر بیٹھنا زانو اٹھا کر اور پشت و ساقین ملا کر گاہے بہ یا مثل قرطہ ودادوگا ہو نشست اور کبھی
چار زانو بھی نشست پائی گئی ہے اور بوضع قرفصا بھی نشست حضرت کا اتفاق ہوا ہے قرفصا بضم قاف وسکون را و فتح فا
و صاد مہملہ مقصورہ کی تفسیر یہ ہو کہ بطور احتبا تھی کہ اتفاقا ذکر اسکا گذرا اور حدیث ابوداؤد سے پایا گیا ہے اور حدیث
قیلہ بفتح قاف وسکون تحتانی بنت مخرمہ میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے دیکھا بطور قرفصا بیٹھے
بیٹھا دیکھا کہ خوف و ترس میں مبتلا ہو گئی ہو کر کانپنے لگی اور حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کثیر السکوت تھے
بیحاجت تکلم نفرماتے اور لایعنی اور بیہودہ گوئی سے اعراض اور کلام حضرت کا فصیح تھا یعنی منتشر و متفرق نہ زیادہ
عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کہا کہ آپ ایسا کلام مختصر و مختصر فرماتے اگر کوئی چاہتا ہر کلمہ جدا جدا گن لیتا اور
حدیث ابن ابی ہالہ میں آیا ہے کہ حضرت کا سکوت منحصر چار چیز پر تھا حلم و حذر و تقدیر و تفکر اور ضحک حضرت تبسم تھا
وعلی ہذا القیاس صحابہ کا ضحک انکا تبسم بتقلید و اقتدا اتباع حضرت تھا مجلس شریف آپکی بہ آہستگی بحلم و حیا و خیر و امانت تھی کوئی

ہے جدا از ان لسان است بیان سے یہ کلام فرمایا کہ دنیا گھر اوس شخص کا ہے کہ جسکے گھر نہیں اور مال اُسکا کہ جسکے مال نہیں
جمع کرتا ہے دنیا کو وہ کہ اُسے عقل و دانش نہیں پس کہا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہ یا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ثابت
رکھے تمہیں خدا قول ثابت پر حضرت عائشہ صدیقہ سے آیا ہے کہ ہم آل محمد کبھی ایسا اتفاق ہوتا کہ مدت ایک مہینے تک
آگ گھر ان میں نہ جلتی فقط خورما ہماری خورش اور پانی تھا اور عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ ایک دن خوان بڑا
بھرا ہوا کھانے کا عبدالرحمن پاس لائے انہوں نے دیکھکر بہت روئے اور کہا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت آپکے
یہانتک فاقوں سے جہان سے رحلت کر گئے کہ روٹی جو کی بھی میسر نہ آئی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت اور آپکے
اہل اکثر راتیں بھوکے رہتے تھے اور طعام شبانگاہ میسر نہوتا تھا اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضرت فاقہ کو
دوست رکھتے تھے کبھی کسی کے روبرو شکایت نفرماتے فاقہ و گرسنگی سے تمام شب بے آرام رہتے اور صبح اُس شب کے
روزہ رکھتے کوئی مانع نہوتا۔ اگر آپ جناب الٰہی سے طلب و درخواست فرماتے عنایت کرتا تمام خزانے زمین اور میوے
اشجار اور فراخ و کشادہ کرتا زندگانی حضرت کی میں بمقتضائے شفقت و مہربانی یہ حال پُر ملال دیکھکر رویا کرتی اور کہتی
نفسی فداک یا رسول اللہ یعنی میری جان تمپر قربان ہو یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کاش کہ بقدر قدرت دنیا سے
دنیہ سے اختیار فرماتے اور جواب زبان صدق بیان سے ارشاد کرتے کہ مجھے تو زخارف دنیاے فانیہ سے کچھ طمع و خواہش
نہیں کہ میرے بھائی پیغمبر اولوالعزم دنیا سے یکسوئی و بیرغبتی کرتے رہے ہیں بنظر افزونی ثواب و عظمت و بزرگی
حق جل وعلیٰ کیے پس مجھے شرم آتی ہے کہ تن آسانی دنیا میں کروں اور نعمت پاؤں سے محروم اور اپنے بھائیوں سے تنہا اور
جدا ہوں میرے نزدیک کوئی چیز فائق و بہتر اس سے نہیں کہ اپنے بھائیوں سے ملوں۔ ایک مہینہ اس بات پر گذرا تھا
کہ حضرت نے وفات پائی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہے کہ توشک زیر افگندنی
حضرت کہ جسپر وقت شب استراحت فرماتے تھے ایک چمڑہ لیف خرما سے آگندہ تھی اور حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ فرش
خانۂ رسول خدا پلاس تھا بوقت خواب ہم اُسے دو تہ حضرت کے نیچے بچھا دیا کرتے تھے ایک رات ایسا اتفاق ہوا کہ ہمنے
اُسے چار تہ کر دیا جب صبح ہوئی آپنے پوچھا کہ آج میرے نیچے کیا بچھایا تھا غرضکہ ہمنے کہدیا فرش قدیم کہ بچھایا کرتی
تھیں فرمایا کہ اُسے بحالت سابق چھوڑ دو اور کچھ اسمیں تکلیف نکرو کہ نرمی اُسکی نے نماز تہجد سے مجھے باز رکھا اور گاہ گاہ حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے حصیر کہ بافتہ برگ خرما سے تھی خواب استراحت فرمایا ہے کہ نقش و نشان اُسکے پہلوے شریف میں تاثیر
کرتے تھے غرض حال زہد و بے رغبتی حضرت کا دنیا و مافیہا سے کتب مطولہ میں مسطور و مشحون ہے یہ مختصر گنجائش بیان اُسکا نہیں رکھتا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تحفۂ چہارم بیان خوف و خشیت و سختی طاعت و شدت عبادت ارباب سیر باخبر نے صفت
خوف و خشیت و وصف طاعت و عبادت آنحضرت خیر البشر کو ساتھ تقریر ہیں یوں منتظم کیا۔ ابیات۔ اے تو بہر مرتبہ عالیمقام + مرتبہا
ہمہ تست از تو دوام + صبح بدر او تو درخشان شدہ + کفر بہ ارشاد تو ایمان شدہ + طاعت تو بر ہمہ فرض عین + پیروی امر تو بر اہل
دین + مائدہ معرفت از خوان تست + آیت این مرتبہ در شان تست + نہ فلک از قدر تو آراستہ + ماہ شب قدر تو ناکاستہ +
خوف و خشیت و طاعت عبادت حضرت کی بقدر علم و معرفت آپکے تھا پروردگار تعالیٰ و تقدس کے تھے سے فی الحقیقت

جو کوئی داناتر اور بیناتر خدا سے عز وجل ہوتا ہے اتنا ہی ڈرتا ہے چنانچہ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے آیت اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ
مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا یعنی سوا اسکے نہیں کہ خوف و خشیت اللہ کی اسکے بندوں میں سے علما کو حاصل ہے حدیث بخاری میں
آیا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت فرماتے تھے اگر تمہیں فاش ہو علم و دانش جس قدر کہ مجھے ہے آن وہ تحفظہ موجود
رہنا ہے حاصل ہو تو کبھی ہنسا کرو بلکہ روتے رہو واقف ہوا اور ہمیشہ حالت گریہ و بکا میں گرفتار رہا کرو اور حدیث ترمذی میں
آیا ہے کہ دیکھتا ہوں میں جو تم نہیں دیکھتے اور سنتا ہوں میں جو تم نہیں سنتے اور فرمایا اَطَّتِ السَّمَآءُ وَحُقَّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ
یعنی آواز کرتا ہے آسمان اور سزاوار ہے اسکے کہ آواز کرے - اطیط آواز پالان و نالیدن شتر کو کہتے ہیں اور آواز کرنا
آسمان کا بجہت کثرت و ازدحام فرشتوں کے ہے اس چیز کی گرانی سے نہیں ہے بلکہ اور گرانی و ثقل انکی ہے اور یہ کنایہ و اشارہ بیان کثرت سے اگرچہ
وہاں آواز نہو اور فرمایا ہے نہیں ہے آسمان میں جا سے چار انگشت جسمیں ملائکہ سے خالی ہو مگر خدا تعالیٰ کو سجدہ کر رہے ہیں اور
ایک روایت میں آیا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ سے سوال کیا کہ کس چیز کا معاینہ حضرت کو ہوتا ہے فرمایا بہشت و دوزخ کا
کہ علم الیقین و عین الیقین دونوں جمع کر دیے ہیں حقتعالیٰ نے میرے واسطے تا خشیت قلبیہ و استحضار عظمت الٰہیہ کی تھا
اور اسکو سوا اسکے میرے عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک رات حضرت کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ خواب سے بیدار
ہوئے اور مسواک و وضو کیا اور واسطے نماز کے قیام فرمایا پس میں بھی باقتدا آپ کے کھڑا ہوا آپنے قرات سورہ بقر شروع
فرمائی جہاں آیت رحمت آتی وہاں حقتعالیٰ سے طلب و درخواست رحمت فرماتے اور جب آیہ وعید عذاب پر گذرتی نعوذ باللہ
حضرت باری عز اسمہ سے مانگتے عذاب و عقوبت سے پس بہ رنگ رکوع میں مثل قیام فرماتے اور بعد از فراغ رکوع قیام مثل رکوع عمل میں
لاتے بعد ازان سجدہ اور نشست بین السجدتین مانند اسکے اور یہی حال رکعت ثانی کا کہ کبھی سورہ آل عمران اور گاہی سورہ نسا
اور وقتے سورہ مائدہ تلاوت فرماتے اور کبھی تکرار ایک آیہ تمام شب قیام کرتے اور مروی ہے کہ وہ آیت یہ تھی آیت
اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اگر عذاب کرے تو انکو پس یہ بندے
تیرے ہیں اور اگر بخش دے تو خاص انکو پس تو غالب استوار کا حکمت والا ہے - اور مقصود تکرار اس آیت سے غرض حال امت
اور طلب درخواست مغفرت اور آمرزش تھا اور آیا ہے کہ نماز میں شکم مبارک سے کبھی آواز جوش دیگ سی اور گاہی آواز آسیائی
آیا کرتی تھی اور حدیث ابن ابی ہالہ میں آیا ہے کہ حضرت پر ہوا ان و درد و غم ہمیشہ ہوتا تھا اور اثر دوام اندوہ و الم
متواتر اور آرام و آسائش کم اور اپنی فرمایا ہے کہ میں ہر روز ستر مرتبہ اور ایک روایت میں ہے کہ سو بار واسطے امت حقتعالیٰ سے
استغفار کرتا ہوں غرضکہ یہی حالی غم و محبت و اندوہ سے نہیں اور رسالہ مرج البحرین میں وجوہ اور بھی بیان کیے گئے ہیں اور حضرت علی
کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ مینے طریقہ و حال حضرت سے سوال و استفسار کیا فرمایا المعرفة راس مالي والعقل اصل ديني والحب
اساسي والشوق مركبي وذكر الله انيسي والثقة كنزي والحزن رفيقي والعلم سلاحي والصبر ردائي والرضا غنيمتي
والفقر فخري والزهد حرفتي واليقين قوتي والصدق شفيعي والطاعة حسبي والجهاد خلقي وقرة
عيني في الصلوة وثمرة فؤادي في الذكر وغمي لاجل امتي وشوقي الى ربي يعنی معرفت
خدا سے تعالیٰ اصل و سرمایہ مال میرے کا ہے اور عقل جڑ میرے دین کی اور دوستی خدا بنیاد میری اور

شوق بہ لقاسے خدا سواری میری اور ذکر خدا دوست وہمدم میرا اور اعتماد و توکل خدا پر خزانہ میرا اور اندوہ و رفیق
وفقا میرا اور علم ہتیار میرا اور صبر جادر میری اور خوشنودی خدا مال غنیمت میرا اور احتیاج سجا بندگی میری اور زہد
زہد یعنی ترک دنیا پیشہ اور کاریگری میری اور یقین قوت میری اور راستی شفاعت کرنے والی میری اور بندگی خوبی وجمال میرا
اور جہاد راہ خدا میں سیرت و خو میری اور خنکی اور آرام میری چشم کا نماز میں ہے اور حاصل و میوہ دل میرے کا یادگاری خدا
میں ہے اور غم واندوہ میرا واسطے امت اپنی کے ہے اور شوق میرا طرف پروردگار اپنے کے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بیان صفات حضرت کہ قرآن شریف میں مذکور ہیں مخبران طوائف صفات اُس صدر صفۂ راستی و صفا مہر رفق
وحیا نقطۂ دائرۂ اصطفا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ قرآن صدق بیان اور خالق انس و جان میں مخبر انکا ہے
یون حیطۂ تحریر میں لاتے ہیں کہ ایک حدیث مروی عطا کہ جامع اکثر فضائل حضرت کو ہے صحیح بخاری میں آیا ہے اور کہا کہ
موصوف کیے گئے حضرت بعض صفات کہ قرآن میں مذکور ہے آیت یا ایہا النبی انا ارسلناک شاھدا و مبشرا و نذیرا و حرزا
للامیین یعنی اگاہ ہو اے پیغمبر تحقیق بھیجا ہمنے تجکو گواہ اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور پناہ واسطے
نا خواندون عرب کے وانت عبدی ورسولی سمیتک المتوکل لیس بفظ ولا غلیظ ولا سخاب فی الاسواق
ولا یدفع السیئۃ بالسیئۃ ولکن یعفو ویغفر ادفع بالتی ھی احسن السیئۃ ولا یقبضہ اللہ حتی
یقیم بہ الملۃ العوجاء بان یقولوا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وتفتح بہ عینا عمیا واذانا صما وقلوبا غلفا
یعنے تو بندہ میرا اور فرستادہ میرا ہے اور نام رکھا ہے تیرا متوکل کہ نہیں درشت خو اور سخت گو اور نہ آواز بلند کرنے والا
بازارون میں نہیں دور کرتا بدی کو ساتھ بدی کے ولیکن درگذر کرتا ہے اور بخشتا ہے دفع کر ساتھ حسن سیرت کے کہ وہ
پسندیدہ تر ہے بدی کو اور نہیں مارتا ہے اُسے خدا تا اینکہ راست کرتا ہے ساتھ اُسکے امت کی کجی کو تا انکہ کہیں وہ کلمۂ توحید
اور اقرار رسالت اور کھولتا ہے اور روشن کرتا ہے سبب اُسکے آنکھیں اندھی اور کان بہرے اور دل غافل و پوشیدہ اور بعض طرق
اس حدیث میں یہ زیادہ آیا ہے کہ حق تعالی فرماتا ہے اسدد بکل جمیل واھب لہ کل خلق کریم واجعل السکینۃ
لباسہ والبر شعارہ والتقوی ضمیرہ والحکمۃ معقولہ والصدق والوفاء طبیعتہ والعفو والمعروف
خلقہ والعدل سیرتہ والحق شریعتہ والھدی امامہ والاسلام ملتہ واحمد اسمہ اھدی
بہ بعد الضلالۃ واعلم بہ بعد الجھالۃ وارفع بہ بعد الخمالۃ واسمی بہ بعد النکرۃ واکثر بہ بعد القلۃ
واغنی بہ بعد العیلۃ واؤلف بہ بین قلوب مختلفۃ واھواء متشتتۃ وامم متفرقۃ واجعل امتہ خیر امۃ اخرجت
للناس راست گفتار اور درست کردگار کرتا ہون مین اُسے ساتھ ہر خوبی کے اور بخشتا ہون مین واسطے اسکے ہر خوے
نیک اور گردانتا ہون مین آرام و آہستگی کو پوشش اُسکی اور نیکی کو علامت اُسکی اور گردانتا ہون مین پرہیزگاری نہانی
دل اُسکی اور گردانتا ہون مین حکمت کو معقول اُسکا اور گردانتا ہون مین راستی اور وفاء عہد کو طبیعت اسکی اور گردانتا
ہون مین عفو و نکوئی خو خصلت اُسکی اور گردانتا ہون مین راستی عدل و انصاف سیرت و خصلت اُسکی اور حق
شریعت اُسکی اور ہدایت اور رہنمائی پیشوا اور اسلام دین اُسکا اور احمد نام اسکا ہے اور راستہ دکھاتا ہون ساتھ اُسکے

پیچھے گمراہی کے اور دانا کرتا ہون مین ساتھ اُسکے بعد نادانی کے اور بلند کرتا ہون مین ساتھ اُسکے بعد نیچا کرنیکے اور بلند
و بالا لیجاتا ہون مین اور شناسا کرتا ہون مین بسبب اُسکی جماعت ناشناسا کو اور بہت کرتا ہون مین اُنکو بعد کمی کے
اور غنی و بے نیاز کرتا ہون مین بسبب اُسکے بعد فقر و احتیاج کے اور تالیف کرتا ہون مین ساتھ اُسکے دلون مختلفہ مین اور خواہشون
پراگندہ مین اور گروہون متفرقہ مین اور گردانتا ہون مین اُسکی امت کو بہترین اس امت کی کہ نکالی گئین مین واسطے
لوگونکے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ واتباعہ وعلیہم اجمعین فضل و شرف حضرت کہ بآیات قرآنی ثابت ہے موسسان قواعد مذہبیہ
فروع و اصول و مشیدان معاقد معقول و منقول رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فضل و شرف جناب رسالت سلطان فرستادگان
کہ بآیات بینات فرقانی نسبت بامت ثابت ہوتا ہے بسطح قرطاس نشست آسا سکے اور بقید تحریر لائے قلم پایہ این کار
بمقدار تست + کا بیکی نیست ہمین کاتبست + لا أقول این کار ترا دیدہ اند + زانکہ زاول تو بخشیدہ اند + ہر کہ عطا بخش و کرم جود بود
بکرم خویش سخن بود + تو شفقت بیچون + چون نام امت بخودی چو شدی + فی المواهب واذا فی ما اتو به
من الخصال الحميدة فقد اجتمع فيه ما كان متفرقا فيهم فيكون افضل منهم وبان دعوته عليه السلام
في التوحيد والعبادة وصلت الى اكثر بلاد العالم بخلاف سائر الانبياء فظهر ان انتفاع اهل الدنيا
بدعوته صلى الله عليه وآله وسلم اكمل من انتفاع سائر الامم بدعوة سائر الانبياء فوجب
ان يكون افضل من سائر الانبياء انتهى یعنے جو صفت لائے حضرت تمام وہ چیز لائے اُسے
یعنے سارے انبیا خصلتون ستودہ سے پس تحقیق جمع ہوئی حضرت مین وہ چیز کہ تھی جدا جدا اُن انبیا مین
پس ہوئے حضرت افضل اُن سب سے اور دوسرا سبب فضیلت یہ کہ دعوت حضرت کی توحید و عبادت مین پہونچی
اکثر شہرون عالم تک برعکس سارے نبیون کے پس ظاہر ہوا یہ کہ فائدہ دنیا والونکا ساتھ دعوت حضرت کے
بدرجہ کمال تھا زائد سارے امتون سے ساتھ تمام انبیا کے پس واجب ہوا ہونا آپکا افضل سب انبیا سے آخر ہوا
قول صاحب مواہب کا اول اُن آیات سے کہ حضرت کی رحمت و شفقت بحال امت خبر و بشارت دیتی ہین یہ آیت ہے آیت
لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ یعنے بتحقیق آیا
تمھارے پاس ایک پیغمبر تمھین مین سے کہ پہچانتے ہو تم مکان و محل و صدق امانت اُسکی کہ کبھی تم مین متہم بکذب
و دروغ نہین ہوا اور پہچانتے ہو آبا و امہات اُسکے کو سب ارفع و اشرف و افضل قوم عرب ہین اور طاہر و مطہر
ہین کہ اُنھین زنا اور نقصان اور زبونی جاہلیت نہ تھی جیسے کہ فرمایا خرجت من اصلاب الطاهرة الى الارحام
الطاهرات ترجمہ یعنے باہر آیا مین پشتون پاک سے طرف رحمون پاک کے۔ اسی جگہ سے شرف ذات و محامد صفات
و عظام اخلاق و محاسن افعال حضرت کے ظاہر و باہر ہوتے ہین اور جگہ دوسری فرمایا آیت لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى
الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ یعنے ہر آئینہ بتحقیق منت و احسان رکھا خدا تعالے نے مومنون پر سبب
برانگیختہ کرنے رسول کے انھین کی جنس سے پس بھیجنا رسول مقبول کا انکی جنس و قوم سے ادخل و اقرب ہے تا تسہیل تصدیق
و ایمان و اتباع و امتنان ہین اور فرمایا آیت هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ یعنے وہ ایسا خدا

حکمت والا ہے کہ مبعوث وبرانگیختہ کیا ناخواندگان میں سے پیغمبر انکی جنس سے اور فرمایا آیت کما ارسلنا فیکم رسولا منکم
یعنی جیسے کہ بھیجا ہمنے تم میں پیغمبر تمہاری جنس سے امام جعفر صادق سلام اللہ علیہ وعلی آلہ الکرام کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ
نے بعلم غیب اپنے عجز وقصور مخلوقات کا معرفت وطاعت میں جانا اور چاہا کہ تعلیم معرفت اپنی سے انھیں خبردار کرے پس
پیدا ومبعوث کیا انھیں کی جنس سے ایسا پیغمبر کہ متخلق بخلعت رحمت ورافت کیا اپنی صفات میں سے اور سفیر صادق القول
کیا اسکی اطاعت وفرمانبرداری اپنی اطاعت وخوشنودی فرمائی آیت من یطع الرسول فقد اطاع اللہ
یعنی جس شخص نے فرمانبرداری رسول مقبول کی اختیار کی پس تحقیق اطاعت حکم خدا بجالایا آیت وما ارسلناک
الا رحمۃ للعالمین یعنی نہیں بھیجا ہمنے تجھے مگر رحمت واسطے عالموں کے تمام ہوا ملخص کلام امام علیہ السلام کا پس دلالت
ہدایت وارشاد وسعادت حضرت مظہر ومصدر رحمت شامل ورافت کاملہ ہے عموماً اگر کوئی ازراہ انکار وعناد وتکبر
گرفتار وپابند بند شقاوت وضلالت وحیران وخیران ضلالت ہو اور ظلم وجفا اپنی جانپر گوارا کیا آپکا ارسال کہ واسطے ہدایت کے ہے
اسمیں کچھ نقصان نہیں راہ پاتا جیسے کہ آفتاب واسطے انارت واضاءت ودرخشائی عالم کے مخلوق ہے اگر کوئی
شخص پردہ ظلمت وغشاوہ حیرت اپنے منہ پر کھینچ لے اور اس نور مشہور سے بسبب علت کوری وضعف بینائی مستنیر ومستفید نہووے
آفتاب میں کچھ قصور وفتور نہیں آتا فرد گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ؟ اور توجیہ آیت مقدمہ
سے تقریر آیت چاہیے سمجھنا آیت وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی نہیں پیدا کیے
ہمنے جن وانس مگر واسطے عرفان وشناخت اپنی کے پس سبب ہر واحد کی فواد یقین ہے اور بصورت مستحق
ومستعدہ للعبادۃ والعرفان فرمائی اور عقل کامل وادراک شامل کہ مانع غلبۂ شہوت وثوران غضب ہے عطا
کیا گو بوسوسہ شیطانی وہوائے نفسانی مورد عذاب وعقاب رحمانی ہوجاویں پس ذات رفیع الدرجات
حضرت رحمت ہے واسطے مومنوں کے بالفعل اور سائر الناس کے بالقوہ یا واسطے مومنوں کی رحمت ہدایت
اور منافقوں اور کافروں کے امان قتل ونہب اور تعجیل عذاب دنیوی سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے بعثت ورسالت حضرت رحمت ہے واسطے مومنوں اور کافروں کے در ورود وقوع عذاب کہ امم مکذبہ انبیا بسبب عذاب
بد انکی ہلاک ہوگئی ہیں اور بعضے علما بہ حصول رحمت بوجود ذات سید المرسلین سائر اجزا وابعاض عالم میں
کہتے ہیں چنانچہ خاک طاہر ومطہر ہوئی اور پانی طوفان سے باز رکھا گیا اور ہوا ہلاک کفار سے اور آتش جلانے
صدقات اپنے زیر آسمان رکھتے ایک آگ آسمان سے آتی اور جلا دیتی کہ یہ علامت ونشان قبول صدقہ وقربانی
تھا ایسی اسواسطے کہ ذات حضرت رافت ورحمت ہے اپنی امت کے حق میں لو نام وسراج منیر فرمایا کہ بواسطہ حضرت
وصول الی اللہ حاصل ہوا اور بہ تنویر جمال باکمال انکے ابصار وبصائر منور وروشن اور فرمایا آیت قد جاءکم
من اللہ نور وکتاب مبین یعنی تحقیق تمہارے پاس خدا کی طرف سے آیا نور اور کتاب روشن اور فرمایا آیت
یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا یعنی اے
پیغمبر تحقیق ہمنے بھیجا تجھے گواہ اور مژدہ پہونچانیوالا اور ڈرانیوالا اور پکارنیوالا طرف اللہ کی بطرف

پیدا ہوا اور چراغ روشن اور اگر کوئی کہے کہ تشبیہ ذات شریف بہ سراج فرمائی بآفتاب و مہتاب کیون ارشاد کی
کہا جاوے کہ وہ سبب ایک یہ کہ وجود عنصری آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ارضی ہے سماوی نہین اور دوسری
یہ کہ ایک چراغ سے چراغ بہت بیشمار روشن ہوسکتے ہین بخلاف شمس و قمر کے بیت بیک چراغ است درین خانہ کہ از
پرتوان + ہر کجا مے نگری انجمنے ساختہ اند + اور اگر سراج سے مراد آفتاب لیوین تو بھی بعید نہین کہ حقتعالے نے
سراج فرمایا ہے آیت وجعل فیہا سراجا وقمرا منیرا اور گردانا حقتعالی نے آسمانین آفتاب وماہ کو روشن
پس جیسے کہ آفتاب عالم اجسام مین نور بخشتا ہے اور اخذ نور مین محتاج بغیر نہین ایسی ذات حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
اسیطرح اگر تشبیہ ذات شریف با ماہ دیجاوے راست آتی ہے کہ ماہ بھی آفتاب کا محتاج اخذ نور مین ہو ویسے کا نہین
تا ہم اسی سے کہ آنسرور انبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم استفادہ نور ذات باریتعالی سے حاصل کرتے ہین اور قوت السابقہ
ارشاد فرماتے ہین اور تشبیہ ذات مقدس نبوی ہین ساتھ نور کے بغایت صحیح ہو کہ حق جل وعلی فرماتا ہو اللہ نور السموات
والارض گویا آسمان و زمین اکوان و اور وادہ مین بجز نور الٰہی ساری و طاری نہین کہ وہی ہے سرود وجود و حیات
وجمال وکمال اور آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام مظہر اتم اور واسطہ ظہور اُس نور کے ہین اور تفسیر مثل نورہ الآیہ مین
مفسرین یون بیان فرماتے ہین کہ مثل ایمان قلب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مانند مشکوۃ ہے کہ اسمین مصباح ہے
مشکوۃ صدر شریف حضرت ہی اور زجاجہ مثال قلب آنحضرت و مصباح نور معرفت و ایمان کہ آپ کے قلب شریف مین ہے
اسیطرح مواہب مین ہے ساتھ زیادتی تحقیق بیان کے اور آیت الم نشرح لک صدرک یعنے کیا نہ کھول دیا ہمنے
تیرے واسطے سینہ تیرا کہ شرح صدر نعمت عظمی اور امتنان جسیم ہے اور مراد شرح صدر سے توسیع و تفسیح و تفتیح صدر
مبارک ہے واسطے جمع میان مناجات حق و دعوت خلق کے پر از انوار معارف و علوم و توحید و معرفت و ابلاغ امر
ازالہ ضیق حاصل ہو کثرت اعراض حق سے اور لگاؤ دل کا غیر کے ساتھ اور آسانی وحی اور اوٹھانا اعباء رسالت و
ابلاغ اور فرمایا آیت ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک یعنے اور دور کیا ہمنے تجھ سے بوجھ تیرا وہ کہ شکستہ و گران
کرتا ہے پشت تیری آنعظم و ارفع اسباب شرح صدر ایک نور ہے بندے کے دلمین کہ تابندہ و درخشان کرتا ہو اوسکو
جیسے کہ فرماتا ہے واذا دخل النور القلب فتح وانشراح یعنے اور جبکہ نور داخل ہوتا ہے دلمین کھول دیتا ہے
دل کو۔ اور عمدہ سبب انفتاح و انشراح صدر کا پاک ہونا دل کا صفات ذمیمہ و رذیلہ سے ہی اتم و اکمل و اعلے
اس صفت مین حضرت سید الثقلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اور متابعان و پیروان حضرت بھی اس سے
نصیب و بہرہ رکھتے ہین بقدر محبت و متابعت اور بیان اشکرف اس سخن کا کتاب سفر السعادۃ اور بعض رسائل
فارسیہ مین شرح کیا گیا ہے اور فرمایا اللہ تعالی نے ورفعنا لک ذکرک اور بلند کیا ہمنے نام اور آوازہ تیرا
دنیا و آخرت مین ساتھ نبوت و شفاعت کے اور مقرون و متصل کیا ہمنے اپنے نام کے ساتھ نام تیرا کلمہ اسلام
و اذان و نماز مین ایسا کوئی نمازی و تشہدی و خطیب نہین کہ اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد
ان محمدا رسول اللہ نہ کہے اور حدیث ابی سعید خدری مین آیا ہے کہ آپنے فرمایا کہ ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام نے

میرے پاس آکر کہا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ کچھ بلندی اپنے نام کی تمکو معلوم ہے میں نے کہا اللہ اعلم یعنی اللہ خوب
جانتا ہے کہا اس سبب سے اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مَعِی یعنی جس وقت کہ میں یاد کیا جاتا ہوں یاد کیا جاتا تو میرے
ساتھ پس گویا ذکر خدا اور اطاعت حضرت کی اطاعت خدا ہے آیت وَمَن یُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ
یعنی جس شخص نے اطاعت انبیا و حکم رسول مقبول کیا ہیں تحقیق فرمانبرداری اور بجا آوری امر الٰہی عمل میں لایا پس
اتباع و پیروی سنت سید المرسلین کی باعث ہو محبت رب العالمین یا عیان نظر و تحقیق فکر و دیکھنا چاہیے کہ کس
اعزاز و تکریم الٰہی دربارۂ حضرت رسالت مبذول و مقرون ہو کہ جا بجا پر وقت ندا ختم الانبیا کو صفات و صفت آیت
یا اَیُّهَا النَّبِیُّ یا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ سے موصوف فرمایا ہے اور اور انبیا ساتھہ نام کے یا آدم یا نوح یا موسیٰ یا عیسیٰ ندا کی گئے
اور یہ ہے آیت یا ایها المزمل یا ایها المدثر میں آثار محبت و ملاطفت ظاہر ہیں کہ ارباب ذوق پر ظاہر ہے چنانچہ حلیہ میں
ابونعیم نے روایت کی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے ارض ہند میں نزول فرمایا متوحش
و متفکر ہوئے حضرت جبرئیل علیہ السلام تلقین و تعلیم اذان نازل ہوئے اور کہا اللہ اکبر دو بار اور اشہد ان
لا الٰہ الا اللہ دو بار اور اشہد ان محمد رسول اللہ دو بار آخر حدیث پس ببرکت اس نام کے وحشت
اور تفکر آدم علیہ السلام کا زائل اور دور ہو گیا اور اسم سامی حضرت کا عرش اور آسمان پر مکتوب و مرقوم ہے اور
بہشت میں کوئی حور و قصور و شجر و برگ و بار نہیں ہیں کہ نام طیب سے خالی نہیں اور بزار ابن عمر سے
روایت کرتے ہیں کہ زبانی حضرت کی سنا ہے کہ جب شب معراج عروج آسمانی اور قرب یزدانی
حاصل ہوا کسی آسمان پر نہ گذرا میں مگر اوس پر نام اپنا محمد رسول اللہ لکھا دیکھا ہے اور اشتقاق کیا
حق سبحانہ نے اسم کریم حضرت کا اپنے ناموں میں سے جیسا کہ حسان بن ثابت قصیدہ میں اپنے بیان کرتا ہے شعر
فذو العرش محمود و هذا محمد یعنی پس صاحب عرش یعنی حق تعالیٰ کا نام محمود ہے اور ہمارا آقا محمد صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم اور حق سبحانہ نے اسماء حسنیٰ اپنے سے حضرت کو بہت ناموں کے ساتھ یاد فرمایا ہے کہ ذکر اُنکا
بیان اسماء شریف میں آویگا انشاء اللہ تعالیٰ جاننا چاہیے کہ باری عز اسمہ نے نام اپنے حبیب کے ساتھ قسم
بانواع شتی قرآن مجید و فرقان حمید میں یاد فرمائی ہیں از انجملہ ایک آیت یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ہے مواہب
لدنیہ میں کہ کتاب بہت معتبر کتب سیر حضرت خیر البشر سے ہے یوں لکھا ہے کہ ذکر حروف تہجی کا اوائل سور
قرآنی میں خالی فائدہ و حکمت سے نہیں لیکن علم و ادراک انسان اُسکی کنہ و باریکی کو نہیں پاتا مگر جسے کھولے
اللہ تعالیٰ اُسکا بھید اور مفسرین سے معانی یٰس میں چند اقوال منقول ہیں ایک انہیں سے یہ ہے کہ یٰس یعنی یا انسان
ہے لغت بنی طے میں اور یہ قول ابن عباس و حسن و عکرمہ و ضحاک و سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم کا ہے
اور بعضے کہتے ہیں لغت حبشہ میں اور بعض لغت کلب میں اور ابن الحنفیہ اور ضحاک نے معنی یٰس یا محمد کہے
ہیں اور ابو العالیہ یا رجل اور قتادہ نے کہا وہ اسم ہے اسماء قرآن سے اور ابی بکر وراق سے منقول ہے یا سید البشر اور
امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حق تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو یا سید کر خطاب فرمایا

اسمین تعظیم وتمجید بہت ہے اور طبرانی ابن عباس سے روایت کی ہے کہ یہی قسم ہے کہ قسم یاد فرمائی حق تعالے نے آپکے ساتھ آپ کے اسمائے گرامی اور کعب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہزار برس پہلے خلق آسمانون اور زمین سے حق سبحانہ تعالی نے قسم یاد فرمائی ہے یا محمد اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ پھر فرمایا القرآن الحکیم اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اور یہ وارد ہوا ہے کہ کفار کے وہ کہتے تھے لَسْتَ مُرْسَلًا یعنے نہین تو فرستادہ خدا اسی قسم کھائی اللہ تعالے نے اپنی کتاب مین انہ لمن المرسلین یعنے بدرستی وہ ہر آئینہ پیغمبرون فرستادہ سے ہے عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ یعنے اوپر راہ سیدھی کے کہ اوسمین راہ کجی اور عدول حق سے نہین غرضکہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین رسالت کسی نبی کی اپنے انبیا سے تقسیم یاد نہین فرمائی مگر ساتھ اسم مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخر ہوا کلام صاحب مواہب کا اور کہین ساتھ حیات حیوۃ وعصر وبلد کے جیسے کہ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ یعنے سوگند زندگانی تیری کی اے محمد وبدرستیکہ وہ کفار گمراہی اپنی مین سرگردان وپریشان ہوتے ہین جمہور اہل تفسیر کے نزدیک یہ نہایت تعظیم وتشریف ہے جیسے کہ محب سر وحیات محبوب کی سوگند کھاتا ہے۔ ابن عباس کہتے ہین کہ پروردگار نے پیدا نہین کی کوئی ذات گرامی تر نزدیک اپنے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ سوگند کھائی اُسکی حیات کی ساتھ نہ ساتھ غیر اُسکے کی اور آیت لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ یعنے سوگند کھاتا ہون مین اس شہر کی کہ تو حلول کرنیوالا ہے شہر کو زیادہ شرف مرتبت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ مقید کیا قسم کو ساتھ بلد کے کہ بلد حرام وبلد امین نام اسکا ہے اور معزز ومکرم ہے خدا کے نزدیک بوقت نزول وحلول علیہ الصلوۃ والسلام کے اسمین آیت وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ یعنے سوگند کھاتا ہون مین باپ اور بیٹے کی بعضون کے نزدیک مراد والد سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ما ولد سے ذریت آدم کہ اوسمین حضرت بھی داخل ہین اور بعض کے نزدیک والد سے مقصود حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام ہین اور ما ولد سے مطلوب حضرت سید المرسلین۔ مواہب لدنیہ مین حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہا کہ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ یعنے پدر وما در مین فدا ہے تو باد یا رسول اللہ تحقیق پہونچی ہے فضیلت آپکی اس مرتبہ کمال کو حقتعالی ساتھ آیت لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ کے سوگند یاد فرماتا ہے تمام ہوا قول صاحب مواہب کا اور کہا اللہ تعالی نے آیت وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ یعنے سوگند عصر کی بدرستیکہ انسان ہر آئینہ زیانکاری مین ہے اختلاف اقوال ہے تفسیر عصر مین بقول بعض عصر سے مراد دہر ہے فی الصراح عصر روزگار عصران شب وروز دہر بھی شمول انپر رکھتا ہے کہ اسمین اعاجیب حوادث ووقائع کہ زبان بیان وحد احصا انکے سے قاصر ہے اور بزرگی دیا گیا ہے ساتھ بزرگی کے لا تسبوا الدھر فانا اللہ یعنے سب وشتم نہ دو دہر کو کہ مین خالق دہر ہون اور دہر مین واقع ہوتے ہین منافع ومضار وصحت وسقم وآفات ومخاوف اور حاصل ہوتے ہین کمالات اسمین اور ضائع ہونا عمر اور بیکار نشینی وکاہلی کسب کمال مین اور اصلاح حال تصدق

ایمان رسول رب متعال کے ساتھہ اور تکذیب اور ناگرویدگی رسول مقبول کی موجب زیانکاریون اور بربادیونکا
واسطے فرمایا آیت اِنَّ الانسان لفی خسر الا الذین امنو وعملوا الصالحات یعنی بیشک انسان البتہ
زیانکاری مین ہے مگر جو کہ یقین و باور لاوے خدا و رسول پر اور کام کیے نیک و سورۂ وہیں سوگند یاد کی حقتعالی
نے بزبان خیر البشر والعصر مین اور بمکان لا اقسم مین اور بحیات خیر البریات لعمرک مین اور الم الف اشارہ بسوے
اللہ کے ہے لام ساتھہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اور میم ساتھہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ق ہین ساتھہ قوت
قلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور علی ہذا القیاس والنجم اذا ہوی کہ ہوا یعنی سقط گرپڑیگے آیا ہوا اور الم نشرح اور
والفجر اور آیہ وما ادراک ما الطارق النجم الثاقب کہ ہر جا بجا قسم بہ نجوم وغیرہ یاد فرمائی و بیات قدر حضرت
صلوٰۃ اللہ علیہ کی قول اعلا آگے اور آیت سورۂ نون والقلم وما یسطرون مین قسم کھائی ہی حقتعالی نے اور یہ نفی جنون حضرت
کے اور نبوت اجر غیر ممنون یعنی غیر مقطوع کا خاص حضرت کو اور بہ تحملون اور مشقتون اور صبر او بر بلاؤن اور جفاؤن اور بہ
ابلاغ رسالت کے اور باوجود وقوع ایسے امور مولدہ موذیہ کی اثبات و استقرار اور بہ خلق عظیم کے بسبب خصائص ذات لطیف
سے ہین اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مراد ساتھہ نون کے دوات ہے کہ قسم یاد کی ساتھہ دوات قلم کے
اور جو کچھہ کہ وہ کتابت و تسطیر کرتے ہین اور بقول بعض نون ایک لوح ہے نور سے کہ ملائکہ امر الٰہی کو اس پر لکھتے ہین مقدرات
کونیہ کے اور یہ قلم نمونہ اس قلم اعلی کا ہے اور نشان ہے نشانیون الٰہی سے کہ بسبب اسکے احکام شرائع و دین و
ملت و علوم عالیہ و وحی الٰہی و احوال آیندگان و اخبار پیشنیان اور انکی باتین اور کتابین اور صحیفہ آسمانی مرقوم
ہوتے ہین اور امور دین و دنیا کا متعلق بمعاد و معاش ہین بذریعہ اسی قلم کے استقامت و استقرار پذیر ہوتی ہین
اور حسب کشاف نے بیچ تفسیر سورۂ اقرا بیان علم بالقلم مین لکھا ہے کہ دقائق حکمت الٰہی اور لطف تدبیرات غیر متناہی
اور نعت رسالت پناہی اور تفسیر کتاب اللہ اور شرح احادیث رسول اللہ اور مقالات اولیا اور مواعظ دین مبین اور
نصائح شرع متین اور قبائح ملت بیگانہ لکھنا اور ثبت کرنا کام اسی قلم راستی رقم کا ہے تا مزید یقین و تقویت
و تکمیل ایمان اور رواج و نضارت گلشن دین ہووے اور لوگ کلام فضول اور ہذیانات نفس نامعقول اور خیالات واہم
نامعقول کہ اپنی زعم فاسد مین انھین حقائق و معارف کہتے ہین اور موجب ہدایت انام اور باعث تقویت اسلام
سمجھتے ہین اجتناب کرین الغرض کہ اکثر سور و آیات قرآنی آپکی تعظیم و تکریم کے اوپر دال و شاہد ہین چنانچہ
بزرگترین چیزون اور بلندترین نعمتون غیر متناہی حق تعالی نے آیت والضحی واللیل اذا سجی یعنی سوگند ساتھہ
وقت چاشت اور ہنگام شب کے جب ڈہانکے ساتھہ تاریکی و سیاہی اپنی کے قسم کھائی ہے حق سبحانہ تعالی نے ساتھہ دن
اور رات کے کہ دونون محل ظہور آیات و نعمات کے باوقات مخصوص اور نمودہی احوال قربت و محبت اشتمال اپنے
حبیب کے سے دنیا و آخرت مین اور فرمایا ما ودعک ربک وما قلی یعنی نہین چھوڑا تجھے رب تیرے نے
اور نہ دشمن رکھا تجھے بعد برگزیدگی اپنی کے مواہب مین لکھا ہے کہ سوگند یاد کی حقتعالی نے ساتھہ دو
آیتون عظیمہ کی کہ دلالت کرتی ہین اوپر ربوبیت و وحدانیت و حکمت و رحمت کے اور وہ دونون رات و دن ہین

اور تفسیر کیا ہو بعض نے والضحیٰ کو ساتھ روے شریف اور واللیل کو ساتھ موے شریف صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
اور یہہ بھی کہا استعارہ ورمی نہین یہانتک کہ کہا دشمنون حضرت کے نے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ کو اسکے رب نے چھوڑ دیا
پس سوگند یاد فرمائی صبح نہار کے ساتھ بعد ظلمت و تاریکی لیل کے اور ضیاء و روشنی وحی کے بعد بند اور رک جانے
وحی کے ساتھ کسی سبب کے اسباب سے یا کسی مصلحت کے مصالح سے کہ خدا ہی سے خوب جانتا ہے کہ عبارت سوا بعد تمام
ہوئی آیت وللاخرۃ خیر لک من الاولی یعنے ہر آینہ درجے آخرت کے اور نعمتین وہانکی شفاعت و مقام محمود وہ بہتر
بلند ترین نعمتون دنیا سے کہ دنیا جاے تنگ گنجائی اور رسائی ان نعمتون عظیمہ کی نہین رکھتی اور نہایت امر تیرے کی
ہدایت سے بہتر اور برتر ہے واسطے ہونے تیرے کے ہر ساعت ترقی مراتب کمال دنیا و آخرت مین اور سوا بعد اسکے
مین منقول ہی آیت ولسوف یعطیک ربک فترضی ہر آینہ عنقریب تجھے دیگا رب تیرا یہانتک کہ راضی ہووے
تو یہ آیت دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ اللہ تعالے اپنے حبیب کی جو مرضی و محبوب اُسکا ہی عطا کریگا اور باتین کہ جُہال
افترا و بہتان کرتے ہین کہ رضا و خوشنودی حضرت کی دخول امتی اپنی سے دوزخمین نہین یا نہین راضی ہونگے
حضرت اگر کوئی میری امت مین سے دوزخمین جاوے پس یہ بات غرور بازی ابلیس پر تلبیس ہی اسواسطے کہ خوشنودی
ورضامندی حضرت کی بیچ خوشنودی حقتعالے کے ہے اور حق سبحانہ تعالے اشقیا و عصات کو جو مستحق نار
مین اوسمین داخل کریگا مگر یہ کہ مراد عدم خوشنودی و رضامندی سے یہ ہی کہ بعد از ان شفاعت حضرت امتی کو دوزخمین
نہین چھوڑینگے کی پس پروردگار تبارک و تعالی اذن دیگا حضرت کو پس آپ شفاعت فرماوینگے جسکی شفاعت
مشیت ایزدی تقاضا کریگی اور جسکے حقمین مرضی اذن جداگانہ پاوینگے شفاعت نہ فرماوینگے گفتی اور یون شنیدہ
نہ ہو کہ مدارج مین یون لکھا ہے کہ حدیث شفاعت مین آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت عصات
بترتیب فرماوینگے جیسا کہ طوایف زانیون اور گروہ سارقون اور جماعت شرابیون کے مثلاً ایک لوگ رہ جاوینگے
کہ انکی ذات مین خیر و نیکی بقدر ذرہ ایمان یا حبہ ایقان نہین پس پروردگار جل و علی فرماویگا کہ یہ لوگ میرے خاصونسے
ہین مین انکی شفاعت و بخشش کرونگا پس نکالے جاوینگے آتش دوزخ سے ساتھ آمرزش پروردگار اور شفاعت سید الابرار
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور یہ بات معلوم ہے کہ بدون اذن و رضامندی خدا شفاعت نہو گی مگر یہ کہ
حقتعالی نے وعدہ رضا کا حبیب سے باندھا ہو اور خدا اپنے وعدہ کو خلاف نکریگا ان اللہ لا یخلف المیعاد اور
مراد اس قایل کے آنے سے آتش دوزخ مین دوام و ہمیشگی اور مقرر یہ بات ہی کہ گناہگار ہمیشہ دوزخمین نہ جلینگے
کہ قول خواجہ حافظ شیرازی سے ظاہر ہوتا ہی بیت نصیب ماست بہشت اے خدا شناس برو + کہ مستحق کرامت
گناہگار انند + اور اُس روایت مین دو عبارتین آئی ہین ایک یہ کہ حضرت راضی و خوشنود نہونگے کہ کسی ایک
دوزخمین اپنی امت مین سے دوسرے یہ کہ راضی نہونگے حضرت کہ میری امت ہمیشہ دوزخ مین رہے پس سمجھ لو
ساتھ باریکی نظر اس نکتہ کو ۔ اب تتمہ و بقیہ اس سورہ مین [illegible] آنحضرت مین نہایت کنارہ عنایت
اپنی مین بعد یتیم ہو جانیکے منزل مین بیان کیا اور بعضے کہتے ہین کہ مراد یتیم سے یگانہ و یکتا ذات شریف کو بنظر و عدیل

جہل و ضلالت سے کہ اہل کفر اوسپر قائم و مستقر تھے نکالکر بمقام رہنمائی پہونچایا اور ساتھ بخشش مال و گنج قناعت غنا کے
ولی کے غنی کیا اور فرمایا آیت الم یجدک یتیما فاوی ووجدک ضالا فہدی ووجدک عائلا فاغنی
یعنے کیا نہ پایا تجھے بے پدر پس جگہ دی تجھے اور پایا تجھے راہ بھولا ہوا پس راہ دکھائی اور پایا تجھے مفلس
تنگدست پس غنی و مالدار کیا تجھے اور پایا تجھے نا معلوم و مفہوم ہو وسے کہ در حال یتیمی و بیکسی محروم ناپرس
نچھوڑا بعد اختصاص بمرتبہ نبوت و رسالت کیونکر وہ بیکار چھوڑیگا آیت فاما الیتیم فلا تقہر و اما السائل
فلا تنہر و اما بنعمۃ ربک فحدث یعنے پس جو یتیم ہو اسکو نہ دبا اور جو مانگتا ہو اسکو نہ جھڑک
اور جو احسان ہیں تیرے رب کا سو بیان کر اسواسطے کہ اظہار نعمت اور اسکا بار بار لانا موجب شکر گزاری نعم کا
ہے اور پہونچانا احکام شرع اور تعلیم و ہدایت خلق منجملہ حدیث نعمت ہے اور جو فضل شرف محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
آیات سورہ والنجم سے ثابت ہے و تحقیق ہوتا ہے لیکن نہیں حد و شمار اسکا اور متعذر ہے وصول بکنہ حقیقت اسکی اول
لکھا ہے قسم کہا ساتھ والنجم کے کہ مراد اس سے جنس نجوم ہے یا ثریا کہ اطلاق اسم نجم اسپر غالب ہے یا نباتات اخشن
یا قرآن کہ نجما نجما یعنے تھوڑا تھوڑا نازل ہوا یا محمد مصطفے کہ شب معراج آسمان سے نیچے آئے اور اترے یا قلب محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ منشرح بانوار و منقطع از اغیار ہے کہ اترے آسمان قدس سے اوپر زمین انس کے بنا پر
ثبات و قیام حضرت کے اوپر طریقہ راہ نمائی کے اور پاک ہونا آپکا گمراہی و بیہوا انسانی سے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور مراد ساتھ آیت وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی یعنے نہیں بات کہتا خواہش نفس سے مگر وحی
کہ نازل اور بھیجی جاتی ہے اسکی طرف قرآن ہے اور اگر سب کلام و حدیث حضرت کی کہ وحی خفی ہے مراد رکھیں سوا
دو تین موضع کے کہ انمیں مستثنی رکھیں کہ قضیہ اسارای بدر اور قضیہ ... اور تابیر نخل کہ انمیں بیچ درستی اور صواب
لغزشیں لکھا ہے کہ یہ بہتر ہے مراد رکھنے قرآن سے اسواسطے کہ قرآن و حدیث دونوں وحی ہیں فرمایا اللہ تعا
لے وانزل علیک الکتاب والحکمۃ یعنی اتارا ہی اوپر تیرے کتاب و حکمت مقصود کتاب سے قرآن اور مراد حکمت سے
سنت ہے جیسے کہ اوزاعی نے احسان بن عطیہ سے نقل کیا ہے کہ نزول جبرئیل علیہ السلام کا حضرت کے اوپر
واسطے تعلیم سنت کے ویسا ہی تھا جیسے واسطے تعلیم قرآن کے اسجگہ سے معلوم ہوا کہ نطق و گویائی حضرت مخصوص
بقرآن نہیں بلکہ اجتہاد آپکا بھی داخل وحی خفی ہے اور منا شیر تعظیم و تکریم الہی اور علامت شان و اظہار فضل و
کرامت و رفع قدر حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ آیت ہے آیت ان اللہ وملئکتہ یصلون
علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما یعنے تحقیق ذات اقدس خدا تعالی و تمام فرشتگان اسکے
درود بھیجتے ہیں پیغمبر علیہ السلام کے اوپر اے مومنان درود و سلام بھیجو اسپر اور درود بھیجنا ہماری اور فرشتوں کی طرف سے
دعا کرنا اور چاہنا ہے پروردگار سے کہ درود بھیجے اور رحمت کرے اسکے اوپر کیونکہ ہمیں اتنی قوت و قدرت کہاں
کہ حضرت کی حرمت شان و رفعت مکان کے موافق درود بھیج اسکو کہ اندازہ ارسال درود بقدر شناخت قدر و مرتبہ آپکے
ہے اور اس مرتبہ کو خدا تعالے خوب جانتا ہے اور پہچانتا ہے اللہم صل علی محمد کما تحب و ترضی ان تصلی علیہ و

عَلَیْهِ کَمَا یَنْبَغِیْ اَنْ تُصَلّٰی عَلَیْهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً اَنْتَ لَهَا اَهْلٌ وَهُوَ لَهَا اَهْلٌ وَبَارِکْ
وَسَلِّمْ یعنے اے بار خدایا رحمت نازل کر اوپر محمد علیہ السلام کے جیسے کہ تو دوست رکھتا اور چاہتا ہے
یہ کہ رحمت بھیجی جاوے اسپر اور رحمت نازل کر اسپر جیسے کہ سزاوار و لائق ہے کہ رحمت بھیجی جاوے اوپر اسکے یا اللہ وہ
رحمت نازل کر اوپر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ تو اسکے واسطے لائق ہے اور محمد علیہ السلام اس رحمت کے سزاوار
ہیں اور برکت دے تو اسکو اور سلامت رکھ انکو نقائص دنیوی و اخروی سے یہ جمع کیا حقتعالی نے عالم علوی اور سفلی کو
اوپر پڑھنا درود کا حضرت کے اور اظہار کیا ذکر اسکا اولین و آخرین میں اور نشر و پراگندہ کی ثنا اسکی آفاق
میں شرقا و غربا دریا و صحرا اور آسمان اور عرش و کرسی لوح و قلم میں اور ڈالی محبت اسکی مومنوں کے دلوں میں جیسے کہ راحت
و لذت پاتی ہیں روحیں انکی اسکے ذکر سے اور خوش ہوتے ہیں سامعین اسکے ذکر کے انشراح انکا اور مست ہوتے ہیں انکی یاد
سے دل انکے اور اسکے ذکر سے زبانیں انکی متلذذ و خوش ہوتی ہیں گویا پروردگار نے کہا کہ عالم وجود کو بہ اتباع تیری تیرے
پھر دیا میں کوئی نماز فرض خالی سنت سے نہیں سب لوگ ادائے فرض میں میرا حکم بجالاتے ہیں اور سنت میں تیرا امر ہیں حقیقت فرض و سنت
ساتھ حکم میرے اور امر تیرے کے ہیں در حقیقت تیری طاعت میری طاعت ہے اور تیری محبت میری محبت ہے تمام مفسرین
اور واعظین تفسیر معانی قرآن کہ تیری شان میں نازل ہوا ہے کرتے ہیں اور وعظ و نصیحت پہنچاتے ہیں اور سب
ملوک و سلاطین فقرا و مساکین تیرے آستانہ ملائک آشیانہ کے اوپر حاضر ہو کر درود و سلام عرض کرتے ہیں اور مسح تربت
روضہ منورہ تیرے سے روسفید دو جہان ہوتے ہیں اور سب امیدوار تیری شفاعت کی ہیں شرف و رتبہ تیرا ابد
الآبدین باقی و دائم ہے الحمد للہ رب العالمین بیان سورہ مفتح میں اتم و نعم و اکمل کمال جادہ جلال اور کرامات
و برکات درگاہ رب العزت سے حضرت کے اوپر وارد و فائض ہیں سورہ فتح میں ہیں کہ پروردگار تقدس و تعالی شانہ خطبہ
مدح و ثنا آپ بیان فرماتا ہے آیت اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ
وَیُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْکَ وَیَهْدِیَکَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا وَّیَنْصُرَکَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِیْزًا یعنے کھولا اور ظاہر کیا تیرے واسطے
کشائش ظاہر تا بخشے تیرے لیے پروردگار تیرا اگلے و پچھلے گناہ تیرے اور پورا اور تمام کرے تجھپر نعمت اپنی اور راہ دکھاوے
تجھے راہ سیدھی اور یاری دیوے تجھے یاری دینا غالب قوی جاننا چاہیے کہ فتوح صوری و معنوی کہ جناب
عزت و کبریا سے حضرت خیر الوری کے اوپر فائض ہیں غیر متناہی ایک انہیں سے فتح بلاد و تسخیر عباد و
حصول غنائم و تقویت دین و تکثر امت اور شیوع احکام اسلام ہے اور سب اعظم اور بڑے فتوحات سے
فتح مکہ معظمہ ہے کہ بعد حصول اسکے تمام قبائل عرب اور طوائف انام فوج فوج اور فوج فوج دین خدا میں داخل ہوئے اور رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم متوجہ عالم قدس ہوئے اس سورہ میں وعدہ و بشارت ہے ساتھ حصول اس فتح کے کہ بسبب تحقیق
وقوع کی تعبیر ماضی کی گئی اور فتح مبین کے معنے پیدا آ ہوا کہ ظاہر ہے عزت و شوکت اسکے دین متین میں اور یہ
معنے پیدا ہو پیدا کنندہ بھی آیا ہے یعنے ظاہر کرنے والا عزت و شوکت غلبہ دین اسلام کا روضۃ الصفا میں
یوں لکھا کہ زمرہ اہل تفسیر نے کہا کہ مراد فتح مبین سے حدیبیہ ہے کہ یہ صلح مقدمہ فتوحات کثیرہ تھی اسواسطے کہ بعد از صلح جو لوگ صحا

و ابرار و تمہدا یمان اپنا بسبب غلبہ و شوکت و اتباع کے کفار کے پوشیدہ رکھتے تھے مطلق العنان ہوئے اور مشرکوں کے ساتھ مباحثہ اور
مناظرہ بکار لیا کرآیات بینات انپر پڑھنے لگے اور اس سبب سے ایک جماعت کثیر گمشتوں بادیۂ ضلالت د غوایت کی ساتھ راہ
سلوک و ہدایت کے فائز ہوئے اور انہیں نون مین فتح خیبر کہ عظمات فتوح اسلام سے ہے ظاہر ہوئی اور بغیر جنگ فتح ہوئی یہ شیخ بیان بعد
فتح مکہ سے رکھی ہے واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم آخر ہوئی عبارت صاحب روضۃ الصفا کی اور مغفرت گناہوں حضرت کی کہ آیہ ماتقدم مین
مذکور ہے بہت قول ہین۔ بعضے کہتے ہین مراد گناہون سے ایک چیز ہے کہ ایام جاہلیت مین پہلے از نبوت واقع ہوئی اور سبکی رحمۃ
کے نزدیک یہ قول مردود ہے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاہلیت مین اور پیش از نبوت و بعد از نبوت معصوم ہیں اور
اور مجاہد نے کہا مراد ماتقدم سے قضیۂ ماریہ قبطیہ یا آخر سے ارادہ قضیۂ زینب بنت حجش ہے کہ اول جبا نکاح زید بن حارثہ مین تھی
پس از ان بشرف فراش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرف ہوئی۔ اور سبکی نے کہا یہ قول بھی باطل ہے اسواسطے کہ قضیۂ ماریہ
اور زینب مین صلا و مطلقا گناہ نہ تھا اور جسنے اعتقاد گناہ کیا خطا کی جار اللہ زمخشری نے کشاف مین لکھا ہے اور قاضی
بیضاوی بھی اُسکے تابع ہوا ہے کہ ماتقدم سے مراد جمیع لغزشہا ہے گذشتہ ہین کہ محل عتاب کیا اور امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا
کہ یہ قول بھی مردود ہے بجہت ثبوت عصمت انبیا صلوات اللہ علیہم اجمعین کے اور تحقیق اجماع امت دال ہے اوپر عصمت انبیا کے
حق مین اور اُسکے سوا کبائر و صغائر رذیلہ کہ حط کرے انکا مرتبہ اور ہینگی سے اور صغائر کے بیچارون تو تمام علما کا اس پر جمیع علما کا ہین
اور جو صغائر کہ حط مرتبۂ انبیا نہین کرتے ہین اختلاف کیا ہے معتزلہ اور غیر معتزلہ سے بہت طرف جواز کے گئے ہین اور بعض کے
نزدیک مختار منع ہے اسواسطے کہ ہم لوگ مامور ساتھ اقتدا اُنکی کے ہین جو کہ اُنسے قول و فعل صادر ہوا ہے کیونکر واقع ہو ان سے
وہ چیز کہ ناشایستہ و ناپایستہ ہوا اور ہم ساتھ اقتدا انکو امر کیے جاوین اور شریعت کو مجرد و مجاسر ہوا اور ہم اقتدا انبیا صلوات اللہ
علیہم اجمعین سے جو از صدور گناہ مین مطلقا اگرچہ نسبت اس قول کی اُنکی طرف صحیح ہے پس وہ جو بعضے ذکر کیا ہے اجماع سے
ساتھ اُسکے مجموع ہین اور تجویز صغائر اُسپر کوئی دلیل نہین کہتے بجز آیہ ماتقدم یا مثل اُسکے اور تحقیق ظاہر ہوا جواب اسکا
اور جس جماعت نے کہ صدور صغائر غیر رذیلہ تجویز کیا ہے ابن عطیہ نے اسمین اختلاف کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
آیا وقوع ہوا ہے یا نہین قول صحیح یہی ہے کہ وقوع نہین ہوا اور سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ بلا شک شبہ وقوع نہین ہے اور
خلاف اس قول کے کیونکر خیال کیا جاوے حالانکہ آیت وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ صفت اُسکی ہے
یعنی نہین کہتا خواہش اپنی سے نہین قول اُسکا مگر وحی اور فعل اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سے قولا اور یقینا اتباع و اقتدا پر
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر تھوڑی اور بہت اور چھوٹے اور بڑے مین معلوم ہوتا ہے اور جو کوئی احوال صحابہ رضی
اللہ عنہم کا حضرت کے ساتھ تامل کرے اور وہ پہچانے اور دیکھے تمام حال شریف حضرت کا اول سے آخر تک شرم رکھے خدا سے اور قول
سے کہ نسبت زبان ہو نکالے یا خطرہ کرے مثل ان خطرات واہیہ کے اور یہ کلام مجمل ہے بیان اُسکا یہ ذکر ہے کہ مطلع اُسکا فائدہ ہین کا
فائدہ ہے کہ بوقت تکریم و تشریف بنیت بعض بندہا سے خاص اپنے کے کہتے ہین کہ جنہے پہلے پچھلے تیرے گناہ بخش دئے اور
اُنسے ہین مواخذہ نہین باوجودیکہ کیا ہے اس بندے سے صادر خطا و گناہ آگے پیچھے نہین ہوا لیکن از راہ کرم و محبت
بحال اپنے بندون کے یہ کلام کہا کرتے ہین فافھم باللہ والتوفیق یعنی پس سمجھ تو اور اللہ کے ہاتھ توفیق ہے اور

قول بعض محققین کا یہ ہے کہ مغفرت کنایہ ہے عصمت سے پس معنی آیہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما
تاخر لیعصمک اللہ فیما تقدم من عمرک وفیما تاخر یعنی چاہیے کہ بچاوے تجھے خدا تعالی اول عمر اور آخر
عمر مین اور اسکا یہ نہایت حسن و قبول ہے اسلیے بلغا فی اسالیب بلاغت قرآن تو کنا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ
نے کہا ہے کہ حقتعالی اپنے حبیب کو کہتا ہے کہ تو مغفور ہے اگر خود تو گناہ نہیں کو بغرض محال گناہ ہوا اور بعضون نے کہا
ارادہ کیا بخشنا گناہ واقع اور غیر واقع کا اور قول بعضے وہ گناہ کہ سہو و غفلت و تاویل ہون ان سے کنایت کیا ہے
طبری نے اور اس قول کو اختیار کیا ہے قشیری نے اور کہا گیا ہے پہلے گناہ تیرے باپ آدم علیہ السلام کے اور پچھلے
تیری امت کے گناہ ہون سوا اسکے حکایت کیا ہے سمرقندی نے ابن عطا سے اور بقول بعضے ذنب سے مراد ہے اور بعضے کے
نزدیک گناہ سے مراد ترک اولی ہے اور ترک اولی گناہ نہیں ہے سوا اسکے کہ اولی اور اسکا مقابل مشترک ہیں اباحت فعل
مین قول ابن عباس سے یہان تک عبارت مواہب ہے اور کنایہ کیا گیا ہے ساتھ لفظ مغفرت و توبہ و عفو کے تخفیف
عذاب سے جیسے کہ علم ان لن تحصوہ فتاب علیکم فاقرءوا ما تیسر من القرآن یعنی جانا کہ ہرگز تم طاقت قیام
تمام شب نہیں رکھ سکو گے پس تم پر رجوع برحمت کیا پس پڑھو بقدر آسان ہو میسر ہو قرآن سے اور بعضی شرح
نے کہا ہے کہ جس جگہ پروردگار نے قرآن مین ذکر توبہ و غفران انبیا فرمایا ہے وہ کہ زلت و خطا کہ ان سے صادر و واقع
ہوئی ہیں بیان کی ہے کہ جیسے قصہ آدم علیہ السلام مین فرمایا وعصی آدم یعنی نافرمانی کی آدم نے اپنے رب کی اور شان
نوح علیہ السلام مین انی اعظک ان تکون من الجاہلین یعنی مین تجھے نصیحت کرتا ہون یہ کہ
ہووے تو نادانون سے اور قصہ یونس علیہ السلام مین فظن ان لن نقدر علیہ یعنی گمان کیا یونس نے
یہ کہ ہرگز نہ قادر ہونگے ہم اسپر اور داود علیہ السلام کو کہا ولا تتبع الہوی یعنی پیروی نہ کر اور فرمایا نیز مراد ہے
خواہش نفس کی اور قصہ موسی علیہ السلام مین فرمایا فوکزہ موسی یعنی پس مکا مارا اسے موسی نے اور شان
سرور المکان سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین فتح کو مقدم رکھا اور بعد ازان ذکر غفران ذنوب
گذشتہ و آیندہ فرمایا اور ذنب یعنی گناہ کو مستور و مخفی رکھا اور شیخ عز الدین عبد السلام نے اپنی کتاب مین کہ نہایۃ
السؤل فیما سنح من تفضیل الرسول کہا ہے کہ تفضیل دی ہے خدا نے عزوجل نے اپنے حبیب لبیب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو سارے انبیا علیہم السلام کے اوپر بوجوہ کثیرہ اور انہی مین سے ایک یہ بھی ہے کہ
بعفو آمرزش گناہون اگلے پچھلے حضرت کے خبر دی ہے اور منقول وہی نہیں کہ ایزد متعال نے خبر دی ہو ایسی کسی
انبیا علیہم السلام سے مانند اسکے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ خبر نہیں دی اور اسی جا سے معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت ان سے شفاعت
طلب کیجاویگی ذکر اپنی خطاؤں کا کرینگے اور اسکے ڈر سے اقدام شفاعت پر نکر سکینگے اور جس وقت خلایق جناب حضرت
شفیع المذنبین سے استشفاع چاہینگے آپ فرماوینگے کہ یہ کام میرا ہے اور بیان اسکا یہ ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے پہلے
ثابت کی واسطے حضرت کے فتح مبین بعد اسکے ذکر کیا مغفرت ذنوب کا پس ازان اتمام نعمت و اثبات ہدایت
صراط مستقیم و بشارت بہ نصر عزیز پس ان سب سے یہ معلوم و مفہوم و متیقن ہوا کہ مقصود اثبات ذنوب نہیں بلکہ نفی ذنوب ہے

پس سبب جلال اللہ سیوطی نے لکھا ہو آیت ویتم نعمتہ علیک یعنی تمام و کمال کروانا اپنی نعمت کا تجھپر اہل تحقیق پر پوشیدہ
نہ ہو کہ تمامی خصائل و کمالات و کرامات و برکات اس کلمہ میں داخل و شامل ہیں اور جو کچھ کہ ذکر خیال کیا جاوے
خصوصیات و شہوات نعم سے مناسب اندیشہ و مقاییس فکر عدد اسکے سے عاجز و قاصر ہو اور زبان قال وحال ذکر
بیان سے گنگ و لال یعنی احاطہ ممکن نہ تفصیل ممتنع قال الشاعر شعر فان فضل رسول اللہ لیس لہ ٭ حد
فیعرب عنہ ناطق بفم یعنی فضل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں ہو حد کہ فصاحت کرے آپ کی کوئی بولنے والا
ساتھ منھ کے آیت قل لو کان البحر مدادا لکلمت ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمت ربی ولو جئنا
بمثلہ مددا یعنی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہووے پانی دریا کا سیاہی واسطے لکھنے کلمات میرے رب کے تو البتہ
آخر و تمام ہووے پانی دریا کا آگے اس سے کہ آخر ہو ویں باتیں میرے رب کی اگرچہ لاویں ہم مانند اسکے دریا
کے دریا دوسرا واسطے اسکی مدد کے آیت ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ
سبعۃ ابحر ما نفدت کلمت اللہ یعنی اور جو درخت کہ زمین میں ہیں قلم ہو ویں اور پانی دریا کا اسکی سیاہی
اور بعد ازاں مدد کریں اسکو سات دریا نہ تمام ہو ویں باتیں خدا کی۔ مراد ان کلمات سے نزدیک اہل تحقیق کے
فضائل و کمالات و حقائق و معارف ہیں کہ حضرت ذی الجلال والاکرام نے اوپر خاصان درگاہ اپنی کے انبیاء و
اصفیا سیما سید انبیا محمد مصطفی علیہ السلام کے اوپر اضافہ کیے ہیں والا صفات حق اور شیون ذات مطلق تمثیل و
تنظیر سے کہ مبنی تقیید پر ہے اور مشعر تحدید پر ہیں منزہ و مقدس ہو اور بعد از شمول تعمیم نعمت کے نعمتوں دنیوی و اخروی
کو تخصیص نعمت ہدایت صراط مستقیم کہ اصل اصول نعم اور ثمر فوزہ فلاح انام اور نتیجہ صلاح عالم و انتظام کارخانہ وجود
ہو اور ہدایت خاص بعثت و ارسال کی ذکر فرمائی اور کہا آیت ویہدیک صراطا مستقیما وینصرک
اللہ نصرا عزیزا یعنی ہدایت کریگا تجکو خدا راہ سیدھی اور نصرت و یاری دیگا تجھے یاری دینا غالب و بزرگ + ابن
عطا رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہو کہ جمع کی گئیں حضرت کے واسطے اس سورہ میں نعمتیں متعددہ کہ فتح مبین نشانیوں
اجابت سے ہیں اور مغفرت علامتوں محبت سے اور اتمام نعمت آثار اختصاص سے اور ہدایت مقدمات ولایت سے
پس مغفرت جمیع نقائص و عیوب سے تنزیہ حضرت کی ہو اور اتمام نعمت ابلاغ آپکا ہو بدرجہ کاملہ اور ہدایت دعوت تا مقام
مشاہدہ اور بلند کی شان حضرت کی ایسی چیز کے ساتھ کہ مرتبہ قرب میں فوق اسکے کوئی مرتبہ و مقام نہیں اور
فرمایا آیت ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم یعنی تحقیق وہ لوگ کہ بیعت
کرتے ہیں تیرے ساتھ اسکے سوا نہیں کہ بیعت کرتے ہیں ساتھ خدا کے خدا کا ہاتھ اُنکے ہاتھ پر ہو اور فرمایا
آیت ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ یعنی جسنے اطاعت و فرمانبرداری اور پیروی رسول مقبول کی
حاصل کی پس تحقیق انقیاد حکم خدا تعالی کا بجا لایا۔ اگرچہ باصطلاح اہل عربیت قبیل مجاز سے ہو یہ لیکن اہل حقیقت
جانتے ہیں کہ یہ کیا رمز ہو واللہ اعلم ازاں بعد منت رکھی حضرت اور مومنوں کے اوپر ساتھ انزال و اتارنے
سکینہ و طمانیت و آرام و یقین کے کہ خلاصہ نعمتوں کا ہو اور مدح و ثنا اصحاب کامل النصاب فرمائی ساتھ فضیلت بیعت

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ نتیجہ محبت کا ہی اور آپس میں ائتلاف و اتفاق اور شدت و سختی کفار نابکار پر کردار کی اور انتظام
کارخانہ دین و ملت ساتھ اسکے منوط و مربوط ہوا اور ساتھ اسی صفت کو با صدق بجہد و جہد کے ہوئے کہ جو کوئی دوست
رکھتا ہو انھیں خدا اور دوست کہتے ہیں وہ خدا کو اور منقبت آیت اذلۃ علی المومنین اعزۃ علے الکفرین کے
موصوف یعنی فروتنی کرنے والے مومنوں کے اوپر اور غلبہ و سختی کرنیوالے کافروں پر اور وعدہ کیا انکے ساتھ مغفرت
واجر عظیم کا دنیا و آخرت میں اور یہ سب بوجہ امتنان و فضل و شرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔
جاننا چاہیے کہ تمام فضائل و کرامات و برکات کہ حضرت کے او پروردگار خالق اکبر سے فائض ہوئے ہیں اس
کلمہ میں کہ جوامع الکلم سے ہے داخل ہیں آیت انا اعطیناک الکوثر یعنی عطا کیا ہمنے تجھے اے محمد کوثر کہ مراد
ساتھ اسکے خیر کثیر ہے دنیا و آخرت میں اور یہ کلمہ ساتھ اس اختصار اور ایجاز کے متضمن اظہار و ابراز اس امر
کا ہے کہ اگر تمام عالم و عارف عالم شرح و بیان اس کلمہ کا کریں استیفا و استقصا اسکا نہ کرسکیں انا اعطیناک الکوثر
یعنی ہمنے دیے تجھے مناقب متکاثرہ کہ ہر ایک انمیں سے اعظم و اکبر ہے تمام ملک دنیا سے اور جو دیں ہمنے تجھے
یہ نعمتیں پس مشغول طاعت و عبادت ہماری کا ہو اور رکھنے بدگویان اور حاسدوں سے باک و ہراس مت
رکھ اور عبادت دو قسم ہوتی ہے ایک مالی دوسری بدنی بدنی اشارہ ہے فصل لربک اور مالی طرف وانحر
کے اور ذکر انا اعطیناک ساتھ لفظ ماضی نہ بلفظ مستقبل کہ سنعطیک ہو دلالت رکھتا ہے کہ اعطا حاصل
ہوئی ہے پیش از وجود عنصری حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جیسے کہ کہا آپنے کنت نبیا و ادم
بین الروح والجسد یعنی میں نبی تھا حالانکہ آدم درمیان روح و بدن کے تھا۔ گویا کہا کہ اے محمد
علیہ السلام ہمنے مہیا کیے تیرے واسطے سارے اسباب خیر و سعادت پیش از دخول تیرے کے دائرہ وجود میں
پس کیونکر مہمل و معطل چھوڑینگے ہم تجھے بعد از وجود اور یہ فضل عظیم اور عطاے جسیم بجہت بندگی و فرمانبرداری کے
نہیں دی بلکہ بمجرد احسان و امتنان بسبب حبیب حبیب کے اور یہی معنی اجتبا یعنی برگزیدگی کے ہیں اگر کہیں کہ سب
انبیا اور لوگ جو کچھ کہتے ہیں پہلے وجود عنصری سے انھیں دیا اور بخشا ہوا اسمیں کیا فضل حضرت کا پایا جاتا ہے جواب
اسکا یہ ہے کہ نبوت و کمالات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالم ارواح میں ظاہر کیے تھے کہ ارواح انبیا اس سے
استفادہ و استفاضہ کرتی تھیں جیسے کہ حدیث سابقہ سے مفہوم و متبادر ہوتا ہے اور نبوت انبیاء دیگر کی علم الٰہی میں تھی وجود
خارجی میں نہ تھی مفسرین نے لکھا ہے کہ مراد کوثر سے ایک نہر بہشت میں ہے کہ وصف اسکا احادیث میں آیا ہے
اور بسبب کثرت واردوں کے وہ نہر موسوم بکوثر ہوئی ہے۔ انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اثناے سیر بہشت ایک نہر میں نے دیکھی کہ ہر طرف اسکے گنبد ہیں مجوف
اور گل اسکی مشک اذفر ہیں نے جبرئیل علیہ السلام سے سوال کیا یہ کیا ہے کہا یہ کوثر ہے کہ پروردگار تعالی شانہ
نے تمہیں عنایت کی ہے۔ رواہ البخاری اور مشہور سلف میں یہی تفسیر ہے اور حدیث میں بھی یہی تفسیر واقع
ہوئی ہے اور بعض مفسروں نے کوثر سے مراد اولاد طیبہ اسواسطے کہ یہ سورہ رد قول اس شخص میں نازل

ہوا ہے کہ حضرت کو طعن کرتا تھا بعد مرنے اولاد کے اور ابتر کہتا تھا حقتعالی نے کہا ہے کہ ہمنے تجھ ایسی اولاد و عجائب عطا فرمائی کہ تا
قیامت باقی و دائم رہے اور بعض مفسرین کا یہ قول ہے کہ مقصود کوثر سے خیر کثیر ہے اور کوثر لغت میں بمعنی کثرت
اور علی المعانی میں کہا ہے کہ کوثر اوپر وزن فوعل کے ہے کثرت سے جیسے کہ نوفل نفل سے کہ مقابلہ پر و قول اول اقوی
ہوا ہے آیت ان شانئک هو الابتر یعنی جو کوئی تجھ عیب لگاتا ہو وہ بے نسل کٹا ہوا انجام کار اپنا ہو وہی ہے اور ابتر اسکو کہتے
ہیں جسکی نسل نہو اور کشاف میں کہا ہے کوثر فوعل ہے کثرت و مبالغہ پر دلالت کرتا ہے یعنی بہت بہت نقل ہے کہ ایک اعرابی
کا بیٹا سفر سے آیا تھا لوگون نے پوچھا کس حال میں پھر آیا کہا ساتھ کوثر کے یعنی آیا ساتھ خیر کثیر کے حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ تفسیر کوثر کو خیر کثیر کے ساتھ کرتے تھے سعید بن جبیر نے انسے پوچھا کہ لوگ یون کہتے ہیں کہ کوثر
ایک نہر ہے بہشت میں کہا وہ بھی منجملہ خیر کثیر ہے تفسیر وہ ہے کہ ہمنے تجھ کو دی واسطے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ نعمتین ہیں جو
بے غایت و نہایت کہ کوئی انبیاء ماتقدم مثل اسکے نہیں دیا گیا سوا تیرے اور دینے والا اسکا میں ہون کہ پروردگار
جہانیان ہون و واہب اور منان ہون فصل لربک یعنی پس عبادت و پرستش اپنے پروردگار کی بجا لا کہ عزیز کیا تجھے اپنی
عطاؤن کے اور لوازم نگاہ رکھ اشت خلق سے برعکس تیری قوم کے کہ عبادت غیر خدا کی کرتے ہیں وانحر یعنی اور
ذبح کر واسطے اسکے اور بنام اسکے برخلاف اس قوم کے کہ بنام بتون کے ذبح کرتے ہیں فصل لربک بدرستیکہ
تیرا دشمن کہ تجھے دشمن رکھتا تیری قوم سے هو الابتر یعنی وہی ہے بے نسل و بے برکت قیامت تک جو کوئی پیدا ہوگا
سے اولاد معنوی و اعقاب تیرے ہیں تیرا ذکر مرفوع و بلند ہے اوپر منابر و زبان ہر عالم و ذاکر کے اقصائے عالم
تک ابتدا بنام خدا کرتے ہیں ثانی و دوبارہ تیرے نام کے ساتھ اور آخرت میں ایسی نعمتون کے ساتھ سرفراز و ممتاز
کرین کہ احاطہ وصف و بیان سے باہر ہے تجھے چاہیے کہ ابتر کہنا لائق نہیں ابتر تیرا عیب کرنیوالا ہے دنیا و آخرت میں کوئی
نام اسکا نہیں لیتا مگر ساتھ لعنت و نفرین کے ابو بکر بن عباس نے کہا کہ مراد کوثر سے کثرت ہے اور حسن بصری نے
قرآن مراد رکھا ہے اور عکرمہ نے نبوت اور مغیرہ نے اسلام اور حسین بن فضیل نے تیسیر و آسانی قرآن و تخفیف شرائع
مراد رکھا ہے اور بعض نے شفاعت اور بعض نے معجزات و بعض نے نبوت و قرآن و ذکر عظیم و نصر پر اعدا ارادہ کیا ہے اور بعض
نے علماء امت کہ العلماء ورثة الانبیاء یعنی عالم وارث پیغمبرون کے ہیں روایت کیا ہے حدیث کو احمد
اور ابو داؤد اور ترمذی نے اور بقول بعض کوثر سے مراد علم ہے بقرینہ ذکر فصل کے بعد اسکے کہ نتیجہ و ثمرہ علم کا عبادت
ہے اور کوئی چیز کثرت و بسط صفت علم کو نہیں پہنچ سکتی اور بعضون کے نزدیک کوثر حسن خلق ہے تو اسپر ہے کہ کوثر مخصوص
کسی چیز کے ساتھ نہیں بلکہ شامل تمام صفات و کمالات کو ہے و فصل بیان ان چیزون کا کہ دلالت رکھتی ہیں اوپر
غایت فضل و کرامت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ہونے آپکے نبی الانبیاء اور ہونا انبیا اور ہونا انبیاء صلوات
اللہ علیہم اجمعین کا حضرت کی امت سے یہ آیہ کریمہ ہے آیت واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما
اتیتکم من کتب وحکمة ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه قال
ءاقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشهدوا وانا معکم من الشاهدین فمن تولی بعد ذلک

فاولئك هم الفاسقون ترجمہ یعنے یاد کر اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت کہ لیا اللہ تعالی نے عہد و پیمان
نبیون کا کہ ہر آئینہ جو چیز مین نے دی تمھین کتاب و حکمت سے پھر آوے تمھارے پاس ایسا رسول کہ تصدیق کرنیوالا ہو
اُس چیز کو کہ تمھارے پاس ہے پس ہر آئینہ ایمان لاؤ اُسکے ساتھہ اور ہر آئینہ مدد و یاری دو اُسکو کہا خدا تعالی نے
کیا اقرار تمنے اور لیا تمنے اوپر اُسکے عہد و پیمان میرا کہا اُنھون نے اقرار کیا ہمنے کہا حقتعالی نے پس گواہ ہو تم اور
مین بھی تمھارے ساتھہ گواہ ہونیسے ہون پھر جو کوئی اُلٹا پھرے اُس کے پیچھے پس وہ لوگ فاسقون ہی ہین جمہور مفسرین
اتفاق رکھتے ہین کہ مراد ساتھہ رسول کے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین کہ خدا تعالی نے بار سال ہر ایک نبی اور
اُنکی امتون سے عہد و میثاق لیا تھا کہ جس زمانہ پیغمبر آخر الزمان اور آپ پاؤ چاہیے کہ اُنکی تصدیق و اتباع بجالاؤ اور اُس پیغمبر
کو سچا جانو اور نصرت و مدد اُسکی کرو اور آیت من تولی بعد ذلك فاولئك هم الفاسقون
نسبت باہم ہے پس لینا میثاق کا انبیا سے اور تاکید و تشدید اُنپر اقوی وادخل ہے مقصود مین امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ
نے کہا ہے کہ اس آیہ مین اشارہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بر تقدیر حیات انبیا کے اُنکے زمانہ مین مرسل ہین
طرف اُنکے پس رسالت و نبوت حضرت کی عام و شامل ہے تمام خلق کو اور زمان آدم تا روز قیامت اور انبیا اور
اُنکی اُمتین ساری امت حضرت کی ہین اور اسی جگہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آخرت مین آدم اور اُنکے سوا سارے نیچے جھنڈے حضرت
کے ہونگے جیسے کہا آدم و من دونه تحت لوائی یعنے حضرت آدم اور اُنکے سوا انبیا یا عموماً سب نیچے جھنڈے
میرے کے ہونگے اور اگر فرضاً انبیا علیہم السلام آپکے زمانہ مین ہوتے یا حضرت اُنکے وقت مین ہوتے سب حضرت پر
ایمان لاتے اور اُنکی نصرت و یاری کرتے اور اسی واسطے فرمایا لو کان موسی حیا ما وسعه الا اتباعی یعنی
اگر ہوتا موسی علیہ السلام زندہ نہ گنجایش تھی اُسے مگر میری پیروی بجہت لینے میثاق کے اور اسی واسطے عیسی
علی نبینا و علیہ السلام آپ ہی کی شریعت کے اوپر آخر زمان مین نزول فرماوینگے باوجودیکہ وہ نبی کریم ہین اور
اپنی نبوت پر باقی ہین اُس سے کچھ نقصان نہین ہوا اور اسیطرح تمام انبیا بفرض وجود اُنکے زمانہ حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم مین یا فرض وجود باوجود آپکے اُنکے زمانہ مین ثابت و مستمر ہین اوپر رسالت و نبوت اپنی کے امتون اپنی پر
اور آنحضرت نبی ہین اُنکے اوپر اور رسول طرف اُن سب کے پس نبوت حضرت کی اعم و اشمل و اعظم ہے یہ مقام تامل و
فکر ہے تا کوئی یہ گمان نہ لیجاوے کہ اسجگہ نفی نبوت سائر انبیا علیہم السلام کی ہے ایسا ہی کہا ہے صاحب مواہب
لدنیہ نے ساتھہ زیادہ تحقیق و تفصیل کے اور شیخ عبد الحق قدس سرہ صاحب مدارج النبوۃ نے کہا ہے یہ بات
پوشیدہ نہین کہ ظاہر ایہ اخذ میثاق ہے انبیا سے بقرینہ ظاہر قوم حقتعالی آیت لما اتیتکم من کتب و حکمة سے
اور تصریح حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ظاہر ہے کہ مراد اخذ
میثاق سے یہی موافقت و توثیق عہد یا قصد نصرت ہو وے کہ سب وجود مین آیا اور بہت شخص پیشتر از وجود عنصری
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان لائے ہین بلکہ تمام خلق سالف کہ بسماع خبر و نبوت و فضائل و کمال حضرت
زمان سابق مین مشرف ہوے تھے اور اسقدر کافی و وافی ہے بیچ ہونے انبیا اور اُنکی امتون کے حکم مین اُمت حضرت کی

علیہ السلام کی اور ہونا آپکا رسول نسبت اُنکے اور انبیاء علیہم السلام خود شب اسرای بجد اقصی میں حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے ساتھ جمع ہوے اور آپنے امامت کی سب نے اقتدا اپکی اُسوقت میں ایمان لائے اور اتفاق امت ہے اسپر کہ
حیات وبقاء انبیا بحیات دنیاوی ہے اور اگرچہ درمیان میثاق لینے انبیاء علیہم السلام کے اپنی امتوں سے ایمان ح
ضرتؐ کیلئے بھی فضل وشرف آپکا ہے کہ اوروں کو نہ تھا لیکن درمیان میثاق لینے حق تعالی کے انبیا سے اُسپر اعز واعظم واکبر ہے
پس سمجھ تو اور اللہ کے ہاتھ توفیق ہے وصل قال اللہ تعالی تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض
یعنے یہ جماعت ہے انبیا کہ تفضیل دی ہمنے بعض کو اوپر بعض کے وقال ولقد فضلنا بعض النبیین
یعنی اور کہا ہے البتہ تحقیق فضیلت دی ہمنے بعض انبیا کو بعض کے اوپر یہ دونوں آیتیں نص قاطع اور دلیل ساطع
ہیں اوپر تفاوت مراتب مدارج انبیا ورسل کے اور رد ہے اوپر قول معتزلہ کے کہ قائل تفضیل نہیں اور سبکو مساوی و
برابر جانتے ہیں پس ایک قوم یہ کہتی ہے کہ آدم بجہت ابوت افضل ہیں اور یہ قول فاسد ہے اسواسطے کہ یہان سخن
فضیلت میں حیث النبوت میں ہے نہ من حیث الابوت میں بسا اوقات بیٹا باپ پر فضیلت ورفعت رکھتا ہے
کمالات میں اگرچہ باپ کو باعتبار ابوت بیٹے پر تفوق ہے اور ایک قوم یہ کہتی ہے کہ سکوت وخاموشی اس مقام میں
اولی اور انسب ہے لیکن بعد از نطق نص قرآنی بہ تفضیل بعض کے اوپر اور جاری حکمت وسکوت مستحسن ومحمود نہیں اور فرمایا
اللہ تعالی نے منھم من کلم اللہ اور بعض پیغمبروں سے وہ ہیں کہ کلام کیا حقتعالی نے اُنکے ساتھ مفسرین نے
کہا ہے کہ مراد اُس سے موسی علیہ السلام ہیں کہ حق سبحانہ تعالی نے بیواسطہ اُنسے کلام کیا پس یہ آیہ نص ہے اوپر تخصیص
موسی علیہ السلام کی کہ کلام کیا حق سبحانہ نے اُنکے ساتھ بیواسطے اور حالانکہ ثابت او متحقق ہوا ہے کلام سید المرسلین
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب العالمین شب معراج میں بیواسطہ مگر وہ کلام موسی علیہ السلام کا بوجہ خاص ہے وہ ہے اور
بسبب اسی وجہ کے خاص ہے اطلاق کلیم اُسپر جیسے کہ کہتے ہیں کلام نفسی سنا یا ہے جہت سے اور جسوقت آنحضرت
فوق العرش جلوہ افروز ہوے اور اُسجگہ پہونچے کہ منتہای علوم خلائق ہے اور کوئی وہان نہیں پہونچا پس کلام اور دیگر
کلام درجات وکمالات سے جو کچھ کہ آپکو حاصل ہوا بہ نسبت اوروں کے اعلی واتم واکمل ہے چنانچہ اشارہ فرمایا
حق تبارک وتعالی نے ساتھ اُس قول اپنے کے ورفع بعضھم درجات یعنے اور بلند کیے بعضوں کے درجے باتفاق
مفسرین کے مراد اُس بعض سے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کہ اس ابہام میں نہایت تعظیم فضل وبلندی قدر انکی
ہے کہ عارف وماہر اسالیب کلام غریب سے خوب جانتے ہیں اور علمانے کہا ہے کہ تفضیل انبیا صلوۃ اللہ علیہم
اجمعین کی تین وجہ سے ہوتی ہے یا باعتبار معجزات یا باعتبار اُمت یا ذات پس آیات ومعجزات حضرتؐ کے اظہر واقوی
وباہر ہیں اور امت آپکی ازکی واعلم واکثر اور ذات شریف مخصوص بمراتب علیہ ومناقب سنیہ کلام و [illegible]
اور سوا اُسکے لطائف وتحف سے شک نہیں کہ جناب رسالتمآب باعتبار مراتب ومناقب سہ گانہ کے انبیاء سابقہ سے
مرتبت وشرف رکھتے ہیں حدیث شفاعت میں دیکھنا چاہیے کہ محکمہ محشر میں تمام خلائق واسطے عام شفاعت کیواسطے
آدمؑ نوحؑ ابراہیمؑ موسیؑ وعیسیؑ علیہم السلام کے پاس جاکر التماس شفاعت کرینگے اور ہر ایک عجز وناتوانی اپنی کے تحمل اس بار عظیم

سے اعتراف واقرار کرینگے اور کہینگے یہ کام ہمارا نہیں پس سب لوگ مضطر ومضطرب آپکے پاس مایوس ہوکر حاضر ہونگے حضرت سید المرسلین شفیع المذنبین فرماوینگے کہ البتہ بوعدۂ الٰہی آیت ولسوف یعطیك ربك فترضی ترجمہ کے یہ کام میرا ہے پس بارگاہ عزت مین جاوینگے الیٰ آخر الحدیث اور فرمایا انا سید ولد ادم یعنی مین سردار اولاد آدم کا ہون وانا اکرم ولد ادم یعنی مین بزرگترین ہون اولاد آدم کا وانا سید الناس یوم القیامۃ یعنی اور مین ہون سردار بنی نوع انسان کا دن قیامت کے اور اولیٰ استدلال ساتھ حدیث جو من دونہ تحت لوائی کے ہے کہ ترجمہ اسکا اوپر گذرا اور بعض نے استدلال کے ساتھ آیہ کریمہ کے کیا ہے آیت کنتم خیر امۃ اخرجت للناس یعنی تھے تم بہترین امت علم الٰہی مین کہ باہر لائے گئے واسطے ہدایت لوگون کے شک نہین ہے کہ خیریت امت بسبب کمال انکے ہو دین مین اور یہ تابع کمال پیغمبر کے ہے کہ اُسکے تابع و پیرو ہین اور امام فخر رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیہ کے ساتھ استدلال کیا ہے کہ حقتعالیٰ نے وصف کیا انبیاء علیہم السلام کو باوصاف حمیدہ کے پس ان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہا آیت اولئك الذین ہدی اللہ فبہداہم اقتدہ یعنی انبیا ماتقدم ایسے ہین کہ ہدایت کی انھین اللہ تعالےٰ نے پس پیروی انکی ہدایت کی کر پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باقتداء تمامہ انبیائے سابقہ امر کیا اور بجا آوری امر خداے واجب اور بسبب بجالانے کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیرو ہین جمیع ان چیزون کے کہ اور انبیاء دیے گئے ہین خصائل وکمال سے پس تحقیق جمع ہوئین حضرت مین وہ چیزین کہ ہر ایک نبی مین متفرق تھین پس بالاولیٰ فضیلت حضرت کی اور انبیا کے اوپر ثابت ومتحقق ہوئی اور یہ استدلال لطیف ہے اول نظر مین ایسا آتا ہے کہ آنحضرت باقتدا واتباع انبیا امر کیے گئے پس مفضول ہوئے لیکن مراد اس جگہ اقتدا سے موافقت ہے بسبب اُسکے کہ انبیاء پہلے حضرت سے تھے اسی سبب سے لفظ اقتدا اطلاق کیا گیا جیسے کہ باتباع ملت ابراہیمؑ امر کیے گئے اور ایک وجہ اور فضیلت حضرت کی یہ ہے کہ دعوت آپکی اکثر بلاد وامصار عالم مین بہ نسبت سائر الانبیا زیادہ ساری وجاری ہے پس انتفاع اہل دنیا کا بدعوت حضرت علیہ السلام اکثر واکمل واشمل ہوا انتفاع ساری اُمم سے بدعوت ساریے انبیاؤنکے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سارے انبیاؤن سے افضل واکرم ہوئے ساتھ دلیل خیر الناس من ینفع الناس یعنی بہترین آدمیون کا وہ ہے کہ نفع پہونچاوے لوگون کو لیکن وہ جو قرآن مجید مین واقع ہوا ہے آیت لانفرق بین احد منھم یعنی تفریق وجدائی نہین کرتے ہم درمیان کسی ایک کے جماعت انبیا سے اور حدیث صحیحین مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت آئی ہے لاتفضلوا بعضی علی الانبیاء یعنی نہ فضیلت دو مجھے اوپر انبیا کے۔ اور ایک روایت مین ہے لاتفضلوا بین الانبیاء یعنی تفضیل نہ دو درمیان انبیا کے کہ ایک کو دوسرے سے بہتر کہو اور ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ نے لاتخیروا بین الانبیاء روایت کی ہے یعنی تم بین انبیا ایک کو دوسرے سے بہتر مت پکڑو اور یہ حدیث ابن عباس کے کہ مسلم نے روایت کی ہے

آیا ہے کہ نہین لائق ہے بندہ کو کہ کہے مین بہتر یونس بن متی سے ہون اور حدیث ابو ہریرہؓ مین بروایت شیخین یعنی بخاری و مسلم
کے آیا ہے کہ جو کوئی کہے مین بہتر یونس بن متی سے ہون پس تحقیق وہ جھوٹا ہے جواب دیا ہے علما نے کہ مراد بقول عز و جل آیت
لا نفرق بین احد تفریق ایمان مین ہے کہ بعض پر ایمان لاوین اور بعض پر نہ لاوین جیسے کہ فرمایا آیت
ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن
ببعض ونکفر ببعض ترجمہ یعنی بدرستیکہ جو لوگ کہ کفر کرتے ہین ساتھ خدا کے اور
اسکے رسولون کے اور چاہتے ہین کہ تفرقہ کرین اللہ اور پیغمبرون اسکے مین اور کہتے ہین کہ ہم بعض پر ایمان لاتے ہین اور
بعض پر نہین اس سے معلوم ہوا کہ ایمان لانا بعض انبیا کے اوپر اور انکار کرنا بعض کے ساتھ حقیقت مین تکذیب سب
انبیا کی ہے اور جیسے انکا کلمۂ اسلام کا اور اسی پر حمل کیا ہے بعض علما نے قول حقتعالی کو آیت وان یکذبوک فقد کذبت
رسل من قبلک یعنی اور اگر جھٹلاتے ہین تجھکو کافر پس تحقیق جھٹلائے گئے پیغمبر پہلے تجھسے اور تسویہ و برابری پیغمبرون مین بیچ
ایمان کے منافات نہین رکھتی اسمین کہ بعض بعض سے افضل ہووین اور جواب دیا گیا ہے احادیث سے بوجوہ متعددہ بعضون نے کہا
ہے کہ نہی تفضیل و تخییر سے پیشتر آنے وحی کے تھی حضرت پر کہ تم سید انبیا اور افضل بشر و سید ولد آدم ہو لیکن قائل کو واجب ہے
اثبات کرے تقدیم تاریخ اور بعضون نے کہا ہے کہ تفضیل ایسی وجہ سے نہ کرے جس سے تنقیص و اہانت مفضول پر و افضل کی لازم
آوے واللہ اعلم اور بعض نے کہا ہے کہ تفضیل اصل نبوت مین نہین ہے رسالت مین ہے اسواسطے کہ انبیا مین اصل نبوت تفاضل
نہین ہے درمیان انکے بلکہ تفاضل باعتبار امور زائد ہے جیسے کہ بعضے رسل ہین اور بعضے اولو العزم اور یہ بات خالی خفا سے نہین تفصیل
اسکی یہ ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ تفضیل کرتے ہین ہم جسکا بلند کیا ہے رب العزت نے درجہ بخصائص قرب اور بعض نے کہا ہے کہ ہم
اعتقاد کرتے ہین خدا تعالی نے تفضیل دی ہے بعض انبیا کو بعض کے اوپر علی الاجمال اور باز رکھتے ہین اپنے تئین تفضیل بآراء
عقول سے بلکہ بحکم کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ کرتے ہین ہم جیسے کہ مذکور ہوا دلائل سے فقیر مسئلہ افضل بشر کا
ملک پر کہ جمہور اہل سنت و جماعت اسپر ہین مشہور و معروف ہے باین تفصیل کہ خواص بشر کہ انبیا علیہم السلام ہین افضل
ہین خواص ملائکہ سے کہ جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل و حملۂ عرش و مقربان و کروبیان و روحانیان ہین
ایسا ہی تفسیر کیا ہے صاحب لبینہ مین اور عبارت عقائد یہ ہے و رسل البشر افضل من رسل الملئکۃ یعنی پیغمبر
بشر ہین افضل ہین ان پیغمبرون سے کہ ملائک ہین اور شعب الایمان مین اسپر تصدیق کی ہے اور جو قول کہ متقدمین و
متاخرین نے نقل کیا ہے وہ یہ ہے کہ رسل بشر افضل ہین رسل ملائکہ سے اور اولیاء بشر افضل ہین اولیاء ملائکہ
سے انتہی اغنی تمام ہوا قول شعب الایمان والیکا اور قید جمہور اہل سنت و جماعت کی اسواسطے لگائی ہے کہ بعض اشاعرہ
طرف تفضیل ملائکہ کے گئے ہین اور قول مختار قاضی ابوبکر باقلانی کہ عمدہ اہل مذہب اشاعرہ اور شاگرد
شیخ ابو الحسن اشعری کا ہے یہی ہے اور ابو عبداللہ حلیمی بھی اسی طرف گیا ہے اور کلام امام غزالی سے بعض مواضع
مین ایسا ہی سمجھا جاتا ہے اور بعض کا قول یہ ہے کہ ملائکہ من حیث التجرد والتقرب افضل ہین اور بشر بحیثیت
کثرت ثواب افضل ہین اور مراد اہل سنت کے ساتھ فضیلت کی کثرت ثواب ہے جیسے کہ پیغمبر کے یار دونین اور

شیخ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ کہ اکابر علماء مذہب شافعیہ کا ہے اور علم میں پایہ بلند رکھتا ہے یوں کہا ہے کہ اگر کسی شخص کو مدت
عمر تک بھی مسئلہ افضلیت کا معلوم نہ ہووے نہ نفیاً ولا اثباتاً تو امیدوار ہوں میں کہ قیامت میں اس سے کچھ سوال نہ ہو گا
تمام ہوا یہ بات مسئلہ تفضیل ملائکہ و بشر میں معلوم ہوتی ہے لیکن جو فقیہ کی کتابوں کلامیہ میں مذکور ہیں اور ملائکہ بھی
باہم تفاضل رکھتے ہیں سب سے افضل جبرئیل علیہ السلام ہیں کہ امین ہیں روح الامین و مظہر علم و حامل وحی کہتے ہیں
اور ان فرشتوں میں جو کہ میکائیل و اسرافیل و عزرائیل ہیں سب ملائکہ سے افضل ہیں اور وروں سے انکے گروہ
ملائکہ میں فاضل و مفضول ہیں۔ جاننا چاہیے کہ رسل انبیا سے افضل ہیں اور رسل میں بھی باہم تفاضل جاری ہے
لیکن سب سے اعلیٰ ہمارے پیغمبر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہیں کہ وہ سید المرسلین خاتم النبیین فضل الکل
اجمعین ہیں اور انکی آل و اصحاب اتباع کہ راہ نمایان راہ حق اور زندہ کرنیوالے علوم دین کے ہیں اور عدد انبیا
میں بھی اختلاف ہے اور مشہور اس بات میں کہ حدیث ابی ذر رضی اللہ عنہ ہے نزدیک ابن مردویہ کے چنانچہ سوال
کیے گئے رسول خدا عدد انبیا سے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں عدد مرسلین سے فرمایا تین سو تیرہ اور انبیا کہ قرآن میں
مذکور ہیں نام انکے یہ ہیں آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام اور صالح علیہ السلام اور ہود علیہ السلام اور ابراہیم
علیہ السلام لوط علیہ السلام اسمعیل اسحق علیہ السلام یعقوب علیہ یوسف علیہ ایوب علیہ السلام شعیب علیہ السلام موسیٰ
علیہ یونس علیہ السلام داؤد علیہ السلام سلیمان علیہ السلام الیاس علیہ السلام الیسع علیہ السلام زکریا علیہ السلام
یحییٰ علیہ السلام عیسیٰ اور ذو الکفل علیہ السلام نزدیک اکثر مفسرین کے اور قرآن مجید میں آیا ہے کہ قصہ بعض انبیا کا
ہم پر ظاہر کیا ہے اور بعض کا نہیں جیسے کہ اس آیت میں معلوم ہوتا ہے آیت منهم من قصصنا علیك الآیۃ اس جگہ سے
معلوم ہوتا ہے کہ سارے انبیا علیہ السلام کا قصہ حضرت کے اوپر ظاہر نہیں کیا و حاصل اعظم اعلیٰ اس چیز کا کہ اظہار کیا ہے
حق سبحانہ تعالیٰ نے کرامت و شکایت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتاب مجید اور فرقان حمید میں کلمہ
اسریٰ ہے جیسے سبحان الذی اسریٰ اور والنجم میں کہ منطوی و مشتمل ہے اوپر عظم قدر و منزلت اور علو رتبت و قرب
و مشاہدہ آیات عجائب قدرت حق جل وعلیٰ سے نقل احمد مرسل کہ مرقومہ قلم جہد بنام دو جہاں ہم ابلق ایام
سبز آہنگ کشش + خامہ شیئیۃ نقش و نوا خر گہ کشش + تیغ کشیدہ قلم انداختہ + فتنہ ز تیغش قلم انداختہ + گوے زمین بردہ
بچوگان خود + عرصہ سپہر اندر از ازل تا ابد + فلک از نام محمد مقیم + ہر دو جہان در علم نامش رقیم + اے مخزن گنج
خدا را کلید + گوہر آن گنج تو کردی پدید + غرۂ ماہ از خم ابروی تست + طرۂ شام از شکن موی تست + پرتو تو مشعل راہ
ہمہ خلق را + اے تو پناہ ہمہ از گل خویش دارم امید + بر کرم تست ہزار امید + این ہمہ گستاخی ما پر گناہ + زان سبب
آمدہ کہ تو ہی عذر خواہ + صلی اللہ علیہ وآلہ بارک وسلم و عظم و کرم سے حفظ و عصمت آپکی ہے اعدا سے خصوصاً مشرکان مکہ
مدینہ جیسے کہ فرمایا ہے آیت واللہ یعصمك من الناس اور اللہ محافظت و پاسبانی کرتا ہے تیری شر لوگوں کے
سے جس وقت یہ آیہ نازل ہوئی فارغ ہوئے کید اعدا سے آیت و اذ یمکر بك الذین کفروا لیثبتوك او
یقتلوك او یخرجوك ۱۸ یعنی یاد کر اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت مکر کیا تیرے ساتھ کافروں نے

تا الفت کریں قید یا قتل کریں تجھے یا نکالیں تجھے کہ سب یہ معاملہ ابتدائے ایام ہجرت میں تھا جیسے کہ قصہ اسکا معروف
و مشہور ہے اور قول حق تعالیٰ آیت الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ یعنی اگر تم نصرت نہ دو یاری محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی نہیں کرتے تو پس تحقیق یاری دی اسکو اللہ تعالیٰ نے دفع اور دور کی جو سختی کہ حضرت سے ارادہ کی تھی ہیں لہذا
مشرکوں کی بد ارادہ میں انکے بلکہ حضرت ہیں وہ اتفاق انکا اسراء میں اور راندہ کر دیا انکی اکثر کو بیکار نہ رہا یا
جو دیکھ آپکے انکو اندھے ہوا اور غفلت انکی طلب سے غار میں اور با وجود تحقیق کے روگردانی اسکی طلب سے حضرت ہوا اور ظہور آیات نزول
سکینہ و شہود و معیت حق سبحانہ تعالیٰ اور پیدا ہونا عظیم معجزات اور آیات بینات کا ہو گیا اسی محل میں مذکور ہو چکا اور حفظ و عصمت
الٰہی تعالیٰ شانہ میں ساتھ اپنے حبیب کو یہ آیہ ہے آیت اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا
یعنی وقتیکہ کہتا تھا پیغمبر اپنے صاحب یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غار میں غم نہ کھا تحقیق اللہ ساتھ ہمارے
ہے اور مثل اسکے موسیٰ علیہ السلام سے بھی ظاہر ہوا ہے جو وقت برآمد ہونے بنی اسرائیل کے ساتھ اور تعاقب فرعونیوں
فرعون کا انکو پیچھے لیکن شہود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شہود موسیٰ علیہ السلام میں فرق ہے کہ حضرت کی نظر
اول وجود حق تبارک و تعالیٰ پر پڑی کہ ان اللہ معنا فرمایا اور نظر اول موسیٰ علیہ السلام اپنے نفس پر پیچھے
اللہ پر کہ ان معی ربی کہا یعنی بدرستی ساتھ میرے میرا پروردگار ہے ہر چند یہ دونوں مقام شہود و قرب
سے ہیں لیکن اول اتم و اقرب ہے دوسرے سے کہ اول مصداق ما رأیت شیئا الا و رأیت اللہ قبلہ کا یعنی نہیں
دیکھی میں نے کوئی چیز مگر دیکھا اللہ کو پہلے اسکے اور ثانی مصداق ما رأیت شیئا الا رأیت اللہ بعدہ کا ہے یعنی نہیں دیکھی
میں نے کوئی چیز مگر دیکھا اللہ کو پیچھے اسکے اول طریقہ جذبہ کا ہے اور ثانی طریقہ سلوک کا اور کہا اللہ تعالیٰ نے آیت
ولقد آتیناک سبعا من المثانی والقرآن العظیم یعنی بہ تحقیق دیا ہم نے تجھے سبع مثانی سے اور قرآن عظیم
مراد سبع مثانی سات سورہ دراز کہ مقدم ہیں سورتوں قرآنی کے اوپر کہ اول انکا الم ہے اور آخر سورہ انفال
یا توبہ کہ دونوں ایک سورہ کے حکم میں ہیں اور مراد قرآن عظیم سے ام القرآن یعنی الحمد ہے یا سبع المثانی ام القرآن
کو سات آیتیں ہیں اسمیں سورہ فاتحہ اور قرآن عظیم باقی قرآن اور تسمیہ قرآن کا ساتھ مثانی کے کسی وجہ سے ہے یا
بجہت اسکے کہ ثنی مکرر پڑھی گئی ہیں نماز میں یا باعتبار اسکے ثنا کرنے والا ہے حق تبارک و تعالیٰ یا اسپر ثنا کی گئی ہے
ساتھ بلاغت و اعجاز کے اور کہا اللہ تعالیٰ نے آیت وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا
یعنی اور نہیں بھیجا ہم نے تجھے مگر طرف تمام خلق کے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور فرمایا آیت قل
یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا یعنی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدرستی میں بھیجا ہوا خدا
کا ہوں تم سب کی طرف یہ بھی خصائص حضرت سے ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وما ارسلنا من رسول الا بلسان
قومہ لیبین لہم یعنی اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی پیغمبر مگر ساتھ زبان اسکی قوم کے تا بیان کرے احکام خدا ساتھ
اسکے پس تخصیص کیا اور رسولوں کو ساتھ انکی قوم کے اور بھیجا حضرت کو طرف کافہ خلق کے جیسے کہ حضرت فرماتے ہیں
بعثت الی الاسود والاحمر یعنی بھیجا گیا ہوں طرف سیاہ و سرخ کے سیاہ عرب ہیں اور عجم سرخ و سفید ہیں فرمایا

نے آیت النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم یعنی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت نزدیک
ہین ساتھ مومنون کے ذاتون انکی سے اور ازواج حضرت انکی مائین حکم حضرت کا نافذ و جاری ہے جیسے کہ خواجہ کا
اپنے غلام پر اور بعضون نے کہا ہے کہ اتباع حضرت کے حکم کا اولی ہے اتباع رائے اپنے نفس سے اور یہ معنی باب [illegible] ہوا
اتباع محبت حضرت مین تفصیل واضح و روشن ہوئین انشاء اللہ تعالی اور ازواج مطہرات حضرت کہ مائین مومنون
کی ہین حرمت نکاح مین حضرت کی بجہت کرامت و خصوصیت حضرت کے اور بسبب اسکے کہ یہ ازواج حضرت کی
ہین آخرت مین اور قرأۃ شاذہ مین آیا ہے وہو اب لہم یعنی اور حضرت باپ ہین خاص مومنون کے اور فرمایا
اللہ تعالی نے آیت وانزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ وعلمک ما لم تکن تعلم وکان فضل
اللہ علیک عظیما یعنی اتاری اللہ نے اوپر تیرے کتاب و حکمت اور سکھایا تجھے جو چیز کہ تو نہ جانتا تھا اور ہے فضل خدا
کا تجھ پر بڑا کہ دریافت کسی شخص کی اسکی کنہ کو نہین پہونچتی اور آیات قرآنی کو کہ متضمن فضل و کرامت آنحضرت کے
اوپر دال ہین بہت ہین احاطہ تحریر مین نہین آسکتے اور حقیقت مین سارا قرآن بعد حمد و ثناء الہی بیان اوصاف
و کمالات حضرت رسالت پناہی ہے اسکے بیان مین درازی کلام بہت ہوتی ہے اسواسطے چند آیات بطور اختصار لکھی
گئین

وصل بیچ بیان دور کرنے شبہات کے بعض آیات مہمات و موہمات قرآنی سے کہ بادی النظر مین رفع و نادانی
مشعر بہ تنقیص و انحطاط درجہ اس جناب کی ہین اور حقیقت مین قبیل متشابہات سے ہے کہ علما نے معانی لائقہ و تاویلات
رائقہ کے ساتھ راجح سمجھ کیا ہے انہین سے یہ ایک قول حقتعالی ہے آیت ووجدک ضالا فہدی کہ نسبت ضلالت
سابقہ حضرت کی طرف اور رفع اور دور کرنا اسکا ساتھ ہدایت کے کرتا ہے جاننا چاہیے کہ سارے علما اس بات پر متفق
ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ پہلے نبوت کے اور نہ پیچھے نبوت کے متصف و موسوم بضلالت و گمراہی ہوے
ہین اور بشارت و پیدائش حضرت کی توحید و ایمان و عصمت کے اوپر واقع ہوئی ہے اور اسیطرح تمام انبیاء و مرسلین
صلوۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین اسی پر مفطور و مجبول ہین اور کسی اہل اخبار نے نقل نہین کیا کہ کوئی انبیاء و مرسلین
سے کہ ساتھ صفت نبوت و رسالت کے اصطفا و اجتبا پایا ہے پہلے اس منصب جلیلہ سے ساتھ کفر و شرک یا فسق و ضلالت
کے موصوف و معروف ہوا اور مستند اس باب مین نقل ہے البتہ اختلاف اسمین ہے کہ آیا عقلا جائز ہے یا نہین فرقہ
معتزلہ اسطرف گئے ہین کہ عقلا جائز نہین کہ یہ بات موجب تبعید اور باعث تنفر ہے اور نزدیک اہل سنت و
جماعت کے جائز ہے کہ حقتعالی ایک شخص کو چاہ ضلالت و گمراہی سے نکال کر اور بذروۂ ہدایت پہونچا کے مرتبہ
نبوت و رسالت پہونچاوے لیکن نقل و دلیل سمعی اسپر پائی نہین گئی اسواسطے کہ سب انبیاء پیش از نبوت
جہل و کفر و تشکیک بہ نسبت باری اور فسق و معاصی سے کہ موجب نفرت و نقص کا ہے معصوم و مبرا ہے ہین
اور بعد از نبوت کبائر سے مطلقا اور صغائر سے عمدا و سہوا و نسیانا اور استدامت و استمرار غلط و غفلت بیچ
حالت رضا و غضب جد و ہزل اس چیز مین کہ تعلق بہ تشریع ملت و تبلیغ امت رکھے معصوم و محروس ہین سیما سید انبیا
و افضل رسل صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کہ عصمت آپکی سب سے اتم و اکمل اور رتبہ اعلی و ارفع ہے اور جو کوئی نسبت

حضرتؐ کے ساتھ چیز ناپسندیدہ اور رسوا ادب کے دم مارے گویا ضلالت وگمراہی مین پڑے اسواسطے کہ ذات
حمیدہ صفات حضرتؐ کی اول سے پاک وآراستہ وپیراستہ مخلوق ہوئی ہی ہاتھ کسی عیب ونقصان کو بدامان عزت
وجلال حضرتؐ کے مجال وصول نہین بسبب تعلیم وآداب اور راہ حاجت + کہ از خود ز آغاز آمد مودب + جاننا چاہیے
کہ یہان ایک قاعدہ ہی کہ بعضے اصفیا سے اہل تحقیق نے ذکر کیا ہی کہ شناخت ورعایت اُسکی موجب حل اشکال
اور سبب سلامت حال ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر جہات ربوبیت سے کوئی خطاب وعتاب سطوت وسلطنت واستغنا
واستعلا واقع ہوا بہ نسبت حضرت کے انک لا تہدی اور لیحبطن عملک اور ولیس لک من الامر
شیء اور تریدُ زینۃ الحیوۃ الدنیا مانند اُسکے یعنی بدرستی تو اے محمد اختیار ہدایت نہین رکھتا اور ہر آئینہ ضائع
ہوجاوینگے عمل تیرے اور نہین واسطے تیرے کوئی چیز امر سے اور چاہتا ہی تو آرایش وزیبایش زندگانی دنیا
کی یا جناب نبوت سے عبودیت وانکسار اور افتقار وعجز وسکنت وجود مین آئی ہی مثل انما انا بشر مثلکم واغضب
کما یغضب البشر ولا اعلم ما وراء الجدار وما ادری ما یفعل بی ولا بکم یعنی سوا اسکے نہین
کہ مین آدمی ہون مانند تمہارے اور غصہ کرتا ہون مین جیسے کہ بندہ غصہ کرتا ہی اور نہین جانتا مین کچھ پیچھے دیوار
کے کیا ہی اور نہین جانتا مین قیامت کو کیا معاملہ کیا جاوے میرے ساتھ اور نہ یہ کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ
پیش آوے ہی اور مانند اُسکے ہین نہین لازم کہ اُسمین دخل کرین بلکہ اوپر حد ادب اور سکوت وخاموشی کے توقف
کرین خواجہ کو اختیار ہی کہ اپنے بندے کے ساتھ جو کچھ چاہے سو کرے اور کہے اور استعلا واستیلا ظاہر کرے
اور بندہ بہ نسبت اپنے خواجہ کے بندگی وفروتنی وعجز وانکسار دکھاوے غیر کو کیا مجال وطاقت ویارا کہ مقام
راز ونیاز مین دخل کرے اور حد ادب سے باہر آوے کہ یہ مقام پاؤن پھسلنے اکثر ضعیف الایمان اور جاہلون
اور نقصان اُنکے کا ہی اور اللہ سے ہی اُمید توفیق عصمت ومدد کی جاننا چاہیے کہ مفسرین نے بیچ تفسیر وتاویل
اس آیت ووجدک ضالا فہدیٰ کے وجوہ کثیرہ بیان کیے ہین اول یہ کہ پایا حضرت کو ضال اور ناواقف علم
نبوت اور احکام شریعت سے پس ہدایت بہ تعلیم وتلقین فرمائی اور یہ قول ابن عباس اور حسن اور ضحاک اور شہر بن
حوشب سے مروی ہی اور موید اس قول کا قول یہ ہی آیت ماکنت تدری ما الکتاب ولا الایمان یعنی پہلے وحی سے
طرز دعوت خلق الی الایمان اور روش قرآن تجھے حاصل ومعلوم تھی اور بعضون نے کہا ہی کہ مراد ساتھ ایمان
کے فرائض واحکام ہین والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے نزول وحی سے بھی مومن تھے ساتھ توحید حقتعالیٰ
کے اُس پیچھے فرائض نازل ہوئے کہ علم اُسکا آپکو نہ حاصل تھا یا مراد ایمان تفصیلی ہی بشرائع یا مراد ایمان سے صلوٰۃ ہی
جیسے کہ بیچ اس قول سبحانہ تعالیٰ کے آیت ماکان اللہ لیضیع ایمانکم مراد صلوٰۃ ہی طرف بیت المقدس کے اور
حدیث مین آیا ہی کہ حضرت خیر البشر خدا کی توحید کرتے تھے اور بتونکو برا جانتے تھے اور حج اور عمرہ ادا کرتے تھے زمانہ
جاہلیت مین ثانی یہ کہ روایت کی گئی ہی مرفوعاً کہ اتفاقاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایکمرتبہ اپنے جد امجد
عبد المطلب کے پاس سے گم ہوگئے تھے چھٹپن مین حضرت فرماتے ہین مارے بھوک کے قریب ہلاکت ہوگیا تھا کہ راہ دکھلائی

تجھے میرے پروردگار نے ایسا ہی ذکر کیا ہے امام فخرالدین نے اور اسیطرح ہے مواہب مین اور مشہور یون ہے کہ
حلیمہ شیردہ آپکی اپنے گھر سے حضرت کو مکہ مین لاتی ہین تا اہل و عشائر مین لاکر سونپے ہے راہ مین سے حضرت
کھو گئے اور ظاہر امراد امام کی بھی یہی ہے۔ ثالث یہ کہ ضلال آنجگہ ضل الماء فی اللبن سے ہے یہ لغت عرب مین
جبکہ پانی مغلوب ہے شیر مین ہو یا دودھ مین مراد یہ کہ تھا تو مغلوب کفار مین پس قوت و غلبہ عطا کیا تا ظاہر کیا توحید
دین محمدا کا رابع وہ کہ جو درخت جنگل مین یکہ و اکیلا ہو اُسے ضالہ محاورہ عرب مین بولتے ہین گویا حق سبحانہ فرماتا
ہے کہ تو اے محمد یگانہ و یکتا و بے ہمتا تھا تو اُن شہرون مین مثل اُس درخت کے کہ وحید و فرید ہے جنگل مین اور
ایمان وحید تیرا شیوہ ہے کہ ہدایت کیا حقتعالی نے خلق کو تیری طرف تا بہرہ ور ہوویں ساتھ تیرے خامس یہ کہ
بسا اوقات سردار و سرگروہ کو مخاطب کرتے ہین اور مراد اُس سے قوم ہوتی ہے یعنی ہمنے تیری قوم کو گمراہ پایا پس
ہدایت کیا بسبب تیرے اور شریعت تیری کے سادس یہ کہ مراد ضلال سے محبت ہے یعنی پایا ہمنے تجھے مستغرق محبت اور
طالب معرفت اپنی کا اور وجہ تسمیہ محبت کا ضلال کے ساتھ بہت کم آیا ہے کہ گم ہوتا ہے ہستی و قرار و اختیار اپنے سے
لقائے محبوب و معشوق مین جیسے کہ یہ دونون آیتین اُسپر دال ہین آیت انا لنریها فی ضلال مبین یعنی بدرستیکہ
ہم دیکھتے ہین اُس زلیخا کو گمراہی ظاہر مین آیت و انک لفی ضلالک القدیم یعنی تحقیق کہ تو اے یعقوب
گمراہی پہلے مین واقع ہے تو اپنی محبت قدیم بہ نسبت یوسف علیہ السلام اور یہی وجہ خاص مروی ہے عطا سے کہ وہ
تابعین مین سے ہے سابع وہ کہ پایا تجھے فراموش کنندہ پس یاد دلایا تجھے اور اس توجیہہ کو بحالت لیلة المعراج
حمل کرتے ہین کہ دہشت و وحشت و ہیبت اسمقام سے آپ سب بھول گئے تھے کیا کہین اور کیا چاہین اور کسطرح
پیر حمد و ثنائے الٰہی بجا لاوین پس ہدایت کیا انھین حقتعالی نے کیفیت ثنا سے اور کہا لا احصی ثناء علیک کما اثنیت
علی نفسک یعنی شمار نہین کر سکتا مین ثنا و تعریف کا تیری اوپر تو ویسا ہی ہے کہ ثنا کی تو نے اپنی ذات کو اور شاید
بعض کسی اور وقت مین بھی حضرت سے سہو و نسیان وقوع مین آیا ہو جیسے کہ خطا اجتہادی مین بعض نے کہا ہے پھر آگاہ
کر دیا حقتعالی نے حضرت کو اُسپر اور ثابت کر دیا حق و ثواب کے اوپر کہ یہ آیہ کریمہ اُسکے امتنان و احسان مین
نازل ہوئی۔ ثامن مراد وہ ہے کہ پایا تجھے درمیان اہل ضلال کے کہ مظنہ وقوع ضلال ورطہ ہائے جہل و اختلال مین
اُس سے متصور تھا پس معصوم و محفوظ رکھا اُس سے اور ہدایت کی واسطے ایمان آبادار شاید آنکی جیسے کہ اشارہ کیا طرف
اُسکے اُن دونون آیتون سے آیت وان کادوا لیفتنونک یعنی ہر آئنہ قریب تھا کہ فتنہ مین ڈالین تجھے اور لقد
کدت ترکن الیہم یعنی ہر آینہ قریب تھا کہ میل کرے تو طرف اُنکے یا مثل اُسکے اور آیات کہ دلالت اسی
مطلب پر رکھتی ہین۔ تاسع کہ پایا تجھے متحیر بیان لطائف سے مرسولہ یعنی قرآن مین طرف تیری پس ہدایت و رہنمائی اور تشفی
اور دلاسا فرمایا ساتھ اُن آیات کے آیت ثم ان علینا بیانه یعنی پس تحقیق ہمپر ہے بیان اُسکا اور فرمایا وانزلنا
علیک الذکر یعنی اُتارا ہمنے تجھپر ذکر اور یہ وجہ مروی ہے جنید رضی اللہ عنہ سے عاشر مروی ہے حضرت امیر المؤمنین علی
کرم اللہ وجہہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مین نے کسیوقت و حال مین قصد و ارادہ عمل اہل

جاہلیت کا نہیں کیا اور وہ مرتبہ باز رکھا حق تعالی نے اپنے حول و قوت و فضل سے میری تئیں اُس سے اور حاصل
اور سائر ہوتی عصمت و ہدایت اُسکی مجھ میں اور اُس عمل میں تا ارتکاب اُس عمل سے باز رہا میں پھر مشرف
کیا مجھ حق تعالی نے ساتھ رسالت اپنی کے اور ذکر اعمال جاہلیت کا آنحضرت سے بعنایت الٰہی اُنکے ارتکاب سے باز
رہنا اوپر بالتفصیل بیان ہو چکا ہے اسواسطے بیان تکرار لاطائل ہے وصل اور آیات سے ہیں ایک یہ ہے
آیت ووضعنا عنك وزرك الذي انقض ظهرك یعنی اور اتارا اور الگ سو رکھا ہمنے تجھ سے بوجھ تیرا
کہ باعث شکستگی پیٹھ تیری کا تھا۔ کہ ظاہر میں سو ہمہ اثبات بار گناہ کہ سبب شکست پشت طاقت حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا ہے معلوم ہوتا ہے اسکے ازالہ میں علماء مفسرین نے بہت سی وجوہ و اقاویل لکھے ہیں اور بیان کیے
ہیں کہ اُسکے لکھنے سے بسط کلام ہوتا ہے ایک انمیں سے لکھی جاتی ہے کہ مراد وزر سے گناہ امت ہیں کہ واسطے اُنکے ہمیشہ
حضرت شفیع المذنبین مغموم و محزون رہا کرتا تھا پس ظاہر میں مستعمل فرمایا کہ خاطر رافت مظاہر حضرت کو دنیا و آخرت
میں آیہ سابقہ اور آیات لاحقہ کے ساتھ اور فرمایا آیت وما كان الله ليعذبهم وانت فيهم یعنی نہیں منظور
الٰہی کہ عذاب کرے انکو دنیا میں باوجود ہونے تیرے کے اُنمیں اور فرمایا بعدہ قبول شفاعت آخرت میں آیت
ولسوف يعطيك ربك فترضى یعنی قریب ہے کہ دیوے تجھے پروردگار تیرا پس راضی و خوشنود ہوویگا تو اور
قول سبحانہ تعالی ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر یعنی چاہیے کہ بخشے اللہ تیرے واسطے
اگلے گناہ تیرے اور پچھلے یہ آیت عمدہ اور اشہر ہے اس مطلب میں لیکن تاویلیں اُسکی علماء نے ذکر کی ہیں ابن
عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد ذنوب سے وہ ہے جو قبل ثبوت یہ وقوع اور فرض امکان عقل میں نہ از روی وجود
فعل اور بعضوں نے کہا ہے کہ مراد بر تقدیر وقوع و صدور ذنوب سہو و غفلت اور یہی تاویل طبرسی نے حکایت کی اور
قشیری نے اختیار کی ہے اور بعض نے کہا کہ مراد اتقدم سے خطیئہ آدم علیہ السلام اور تاخر سے ذنوب امت
یہی حکایت کیا ہے مکرر قشیری نے اور قول بعض کا یہ ہے کہ مراد ساتھ ذنب کے ترک اولی حقیقت میں گناہ نہیں
ہے اسواسطے کہ اولی اور اُسکا مقابل دونوں شریک ہیں اباحت میں قول محقق اور مسلم امر بات میں یہ ہے کہ
یہ کلمہ تشریف و تکریم کا ہے لیے اُسکے کہ اسجگہ کوئی گناہ ہووے اور تمام تحقیق اس کلام کی ذکر فضل حضرت کے
میں بآیات قرآنی گذری ہے فلیطالع ثمہ وہاں دیکھیے اور آیت يا ايها النبي اتق الله ولا تطع
الكافرين والمنافقين یعنی اے نبی پرہیز کر اور ڈر خدا سے اور اطاعت و فرمانبرداری کفار و منافقین
کی مت کر۔ کہ موہم امکان عدم تقوی اور وجود اطاعت بمقتضاے صیغہ امر و نہی ظاہر ہے کہ مراد استمرار
اوپر تقوی کے اور عدم اطاعت کے ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ظاہر میں خطاب ساتھ نبی کے ہے اور مراد
امت ہے اسی واسطے فرمایا آیت ان الله كان بما تعملون خبيرا یعنی بدرستی اللہ تمہاری عملوں سے
خبردار ہے۔ اور نہ کہا بما تعمل عجب نادان اور نافہموں سے ہیں کہ اس آیہ کو ظاہر پر حمل کرتے ہیں اور
نسبت توہم نقص اور صدور ذنوب بعلو جناب رسالت مآب اعاذنا الله منها ہم سبکو خدا اُس سے

ہامون و محفوظ رکھے اور اس قول حق سبحانہ تعالیٰ مین کہ آیت فان کنت فی شک مما انزلنا الیک
فاسئل الذین یقرءون الکتب من قبلک لقد جاءک الحق من ربک فلا تکونن
من الممترین ولا تکونن من الذین کذبوا بآیات اللہ فتکون من الخاسرین
یعنی اگر ہے تو شک مین اُس چیز سے کہ اُتارا ہمنے تیری طرف پس پوچھ اُن لوگون سے کہ پڑھتے ہین کتاب تجھ
سے پہلے البتہ تحقیق آیا ہے تیرے پاس راست اور ٹھیک تیرے رب کے پاس سے یعنی قرآن پس نہو تو ہرآئینہ شک
کرنیوالونسے اور ہرآئینہ نہووے تو اُن لوگون مین کہ جھٹلایا اُنھون نے ہماری نشانیون کو پس ہوگا تو زیانکارون
مفسرون نے اختلاف کیا ہے کہ مخاطب اس کلام کے ساتھ کون ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا اُنکے سوا
اور جو کہ مخاطب آنحضرت علیہ السلام مراد لیتے ہین اُنھون نے تین وجہ کے اوپر اختلاف کیا ہے اول یہ کہ خطاب اگرچہ
طرف حضرت کے ہے لیکن مراد تعریض بغیر ہے جیسے کہ اس آیت مین آیت لئن اشرکت لیحبطن عملک یعنی ہرآئینہ
اگر شریک گردانے تو ہرآئینہ ضائع و نابود ہوجاوینگے عمل تیرے اور جیسے کہ قول حق سبحانہ تعالیٰ عیسےٰ ابن مریم علیہما السلام
کے باب مین آیت انت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین من دون اللہ یعنی کیا تو ہی نے کہا ہے
لوگون کو کہ پکڑو مجھے اور میری مان کو معبود خدا کے سوا الغرض کہ اس روش کے کلام بہت مستعمل ہین جیسے کہ بادشاہ
کسی امیر کو ایک قوم کے اوپر مسلط کرے اور کہے ایسا ایسا کر اگر ایسا اور ایسا کریگا تو تیرے حق مین ایسا کرونگا ظاہر
مین خطاب امیر کیطرف ہوتا ہے اور مراد رعیت ثانی یہ ہے کہ خدا خوب جانتا ہے کہ اُسکا رسول مقبول شاک یعنی شک کرنیوالا
نہین ہے لیکن ایسا اوقات راہ محبت اور پیار سے باپ اپنے بیٹے کو اور مولیٰ اپنے غلام کو کہتا ہے کہ اگر تو میرا بیٹا اور میرا
غلام ہے تو میرا حکم بجا لا اور اطاعت میری کر باوجودیکہ یقیناً جانتا ہے کہ یہ میرا بیٹا اور وہ میرا غلام ہے لیکن تشدیداً
وتاکیداً یہ بات کہتا ہے اسیطرح حقتعالیٰ تعریضاً وکنایتاً فرماتا ہے ثالث کہ مراد اسجگہ ضیق صدر اور تنگدلی ہے ایذا وعداوت
کفار سے یعنی اُنکی ایذا رسانی اور دشمنی پر صبر کر اور پوچھ اُس حال کو پہلی کتابین پڑھنے والونسے اور احوال انبیا ماتقدم
سے کہ کیونکر اُنھون نے صبر کیا اور استقلال رکھا اپنی قوم کی ایذا رسانی اور عداوت رانی کے اوپر پس انجام کار تائید
سبحانی ونصرت یزدانی نے اُنکی دستگیری فرمائی اور معاندین انبیا کو مخذول و منکوب کردیا چنانچہ قرآن مصدق و محقق آن
قصص کا ہے اسیواسطے بوقت نزول اس آیۃ کے حضرت نے فرمایا لا اشک ولا اسئل یعنی نہ مین شک کرتا ہون اور نہ مین پوچھتا
ہون۔ ابن عباس کہتے ہین سوگند بخدا کہ آنحضرت نے شک کیا اور نہ پوچھا شیخ عبدالحق بن سیف الدین رحمہ اللہ ثمرہ الصدق والیقین
وعصمہ عن الشک والتخمین کہتے ہین کہ یہان مراد شک سے وہ معنی ظاہری نہین ہین کہ منافی و مباین تصدیق کی ہووین
بلکہ ایک حالت ہے کہ پیش از معاینہ و مشاہدہ کہ موجب اطمینان قلب ہووے حاصل ہوتی ہے اور موید حمل خطاب پر غیر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قول حقتعالیٰ کا ہے آیت قل یا ایہا الناس ان کنتم فی شک من دینی
الآیۃ یعنی کہہ اے محمد اے لوگو اگر تم ہو شک مین دین میرے سے ولیکن قول حقتعالیٰ کا آیت ولو شاء اللہ
لجمعہم علی الہدی فلا تکونن من الجاہلین یعنی اگر چاہتا خدا ہرآئینہ جمع کرتا سب آدمیون کو ہدایت کے

اور یہیں نہ ہونا ناوانون سے قاضی عیاض نے کہا ہی مراد یہ نہیں کہ نہ ہو نادان باوجودیکہ اگر مشیت الٰہی تقاضا کری جمع کرے سب
لوگونکو اوپر ہدایت کیواسطے کہ اثبات جہل ہی ساتھ ایک صفت کے صفات حقتعالی سے اور جہل بصفات الٰہی جائز نہیں اوپر انبیا
علیہم السلام کے خصوصاً اوپر سید انوری پس مقصود بیان حفظ و نہی حضرت کی ہی کہ اپنے امور مین تشبیہ بشبہات جہال نکرین یہ دلیل اس آیت مین نہیں کہ
حضرت مین صفت جہل ہی کہ اُس سے منع کیا ہی بلکہ امر کیا ہی اوپر التزام صبر کے مخالفت اور اعراض قوم سے کہ باہر کہ باہر آنا اثبات
صبر سے عادت و خصلت جاہلون کی ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ خطاب امت کو ہی کہ تم جاہلون سے نہو جیسے کہ امور مواضع مین کہا
اور مثل اُسکے قرآن مین بہت ہی اور ایسا ہی قول حقتعالی مین آیت وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن
سبیل اللہ یعنی اور اگر اطاعت کری تو اکثر انکی کہ زمین مین ہین یعنی کفار گمراہ کرینگے تجھے راہ خدا کی سے کہ مراد حضرت نہیں
بلکہ غیر حضرت اور ایسا ہی آیت وان تطیعوا الذین کفروا الایۃ یعنی اور اگر اطاعت کرو تم انکی جو کافر ہوئے اور آیت
فان یشاء اللہ یختم علی قلبک پس اگر چاہی اللہ مہر کردے اوپر دل تیرے کے ساتھ صبر کرنے کے اوپر اذیت
کفار کے اور مثل اسکے اور آیتین کہ مراد سب جگہ غیر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین جیسے کہ گذرا اور اللہ تعالی امر و نہی کرتا
ہی اپنے حبیب کو ساتھ جس چیز کے کہ چاہتا ہی حالانکہ حضرت سے کبھی وہ چیز وقوع مین نہین آئی جیسا کہ کہا آیت ولا تطرد الذین
یدعون ربہم الایۃ یعنی اور دور مت کر اور مت ہانک انکو کہ پکارتے ہین اپنے پروردگار کو صبح اور شام
حالانکہ حضرت نے کبھو انھین طرد نہین فرمایا اپنے پاس سے اور قول حق سبحانہ آیت وان کنت من قبلہ لمن
الغافلین یعنی اگرچہ تھا تو پہلے اوسکے غافلون سے۔ مراد نہ غفلت آیات حق سے ہی بلکہ مقصود غفلت قصہ یوسف
علیہ السلام سے کہ کبھی مخطور دل مبارک اور مسموع گوش شریف نہوا تھا مگر بوحی الٰہی اور سوا اسکے بہت آیات قرآنی اور
اقوال سبحانی ایسے مضامین موہمہ کے اوپر وال ہین کہ اُن سبکے بیان مین طوالت کلام حاصل ہوتی تھی اسواسطے بعض پر اکتفا
کیا گیا وصل بیان مین ذکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کتب سابقہ مین اور تعظیم و تبجیل انکی اور اخبار انکی رسالت و
کمالات کا توریت و انجیل مین اور اقرار اہل کتاب کا اُسکے ساتھ قال اللہ تبارک و تعالی آیت الذین یتبعون الرسول
النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندہم فی التوراۃ والانجیل یأمرہم بالمعروف و
ینہاہم عن المنکر یعنی کہا خدا بابرکت و برتر نے جو لوگ کہ پیروی کرتے ہین بھیجے گئے خبر دینے والے ناخواندہ کی ایسا
ناخواندہ کہ پاتے ہین تعریف اُسکی لکھی ہوئی اپنے پاس توریت و انجیل مین حکم کرتا ہے انھین ساتھ امور شرعیہ کے
اور روکتا ہی انھین اشیاء نامشروعہ سے اور یہ بڑی دلیل ہی اوپر صدق آنحضرت کے کہ خبر دیتی ہے ساتھ ہونے احوال
وصفات انکی کتاب یہودی و نصاری مین اور التزام اُسکے ساتھ کہ اگر مطابق نہ واقع ہوتا البتہ موجب نفرت و تکذیب
انکی کا ہوتا خاص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور حالانکہ وہ حقیقت مین خوب جانتے اور پہچانتے تھے احوال صدق
نبوت حضرت کا اور ایسا کوئی یہودی نہ تھا کہ وصف آپ کا توریت و انجیل مین نہ پڑھا تھا اور مدینہ طیبہ مین یہود آکے
دریافت سعادت ملازمت حضرت اور دیکھنے علامات ظہور اسکے مین بیٹھے تھے اور ہمیشہ منتظر طلوع کوکب
دولت پیغمبر آخر الزمان رہتے تھے اور نصاری کہ معادات و مخالفت رکھتے تھے ساتھ بعثت پیغمبر آخر الزمان کے استفتاح

واستفسار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ نزدیک پہونچا ہے وہ وقت کہ سایۂ دولت نبی آخرالزمان مین دیار روزگار تم مخالفین
ومعاندین ومکذبین کا نخالین ہم اور اُنکے باپ دادا بوقت ارتحال اس عالم سے وصیت نامے لکھکر اپنی اولاد کو دیتے
تھے اور یہ بات کہتے تھے کہ ہمارا اسلام پیغمبر علیہ السلام کو پہونچانا اور کہنا کہ ہم نے تمہارے اشتیاق مین جان دی
اور با ایمان اس جہان سست بنیان سے کوچ کیا ہے انتہی قولہ تعالی یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم
حق تعالی فرماتا ہے کہ یہ کافر آنحضرت کو پہچانتے ہین جیسے پہچانتے ہین اپنے بیٹون کو کہ بوجود اُنکے علم یقینی شہودی
رکھتے ہین بخلاف باپ دادا کے کہ علم اُنکا بسماع واخبار حاصل ہے لیکن جب اُس نور نے ظہور کیا شقاوت ازلی نے
کشان کشان اُنھین حسد وعناد وتکذیب مین ڈالا اور کفر اختیار کیا اور دیدہ ودانستہ براہ کتمان حق جان کر تحریف وتغیر
کتاب اللہ کر دیا اور محبت دنیای دون اور حب ریاست واڑون مین بدرک اسفل شقاوت وخسارت وذلت
پہنچے اور باوجود تحریف وتغیر اب تک دلائل نبوت ورسالت اور اعلام شریعت اُنکی کتاب مین واضح ولائح ہین
اور روایت ہے کہ نام حضرت کا سُریانی زبان مین مشفح اور مشفح ہے کہ معنی اُسکے محمد ہین اس واسطے کہ شفح اُنکی زبان
مین بمعنی حمد ہے جب حمد خدای تعالی کی کرتے ہین شفحا لاحا کہتے یعنی الحمد للہ پس جو مشفح بمعنی حمد ہوا مشفح بمعنی محمد ہوگا
اور احوال وصفات وعلامات وامارات نبوت حضرت اور زمان بعثت وخروج انکا متیقن ومتعین تھا جس
روز کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ مین تشریف لائے عبد اللہ بن سلام کہ احبار واشراف یہود اور
اولاد یوسف علیہ السلام سے تھا ایمان لایا اور جس روز سے کہ خروج آنحضرت مکہ مین سنتا تھا اسی دن سے
منتظر حصول سعادت لقاے شریف تھا بیت دمے بود کہ مشتاق لقایت بودم + لاجرم روے ترا دیدم واز جان
رفتم + اور جب بلقاے شریف مشرف ہوا آپ نے پوچھا کہ ابن سلام تو ہی ہے عالم ابن یثرب سے کہا نعم
یعنی ہان فرمایا تجھے سوگند خدا کی دیتا ہون کہ جسے توریت بیچ سے آیا پاتا ہے تو ذکر وتوصیف میری کتاب خدا مین
کہا البتہ گواہی دیتا ہون مین کہ تو رسول خدا ہے اور خدا ظاہر وغالب کرنے والا تیرا ہے اور دین تیرا
سب دینون کے اوپر غالب ہے اور پاتا ہون مین صفت تیری کتاب خدا مین کہ خدا نے بھیجا ہے شاہد
اوپر امت کے بہ تصدیق وتکذیب ونجات وہلاک اُنکی اور بشارت دینے والا مطیعون کا ساتھ ثواب کے
اور ڈرانے والا عاصیون کا ساتھ عقاب کے اور حرز امیین کہ مراد اس سے عرب ہین کہ اکثر خواندگی وکتابت نہین
رکھتے اور تعلیم وتعلم نہین جانتے باوجودیکہ جناب حضرت سید الوری نشئۃ او پناہ تمام عالم ہین تخصیص عرب بجہت بعثت
حضرت کے انمین اور قرب انکا آپ کے ساتھ ویا بجہت غلو وانہماک اس قوم کے جہل وفساد مین اور بعد مقام علم سے انکا
دوسری روایت مین آیا ہے کہ ابن عباس نے کعب سے پوچھا کہ کیونکر پایا ہے تو نعت رسول مقبول کی توریت مین کہا یون
لکھا ہے محمد بن عبد اللہ عبدی المختار مولدہ بمکۃ ومہاجرہ بالمدینۃ وملکہ بالشام
لا فظ ولا غلیظ ولا سخاب بالاسواق ولا یجزی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو یعنی محمد بیٹا عبد اللہ کا بندہ
میرا ہے مختار کہ مولد اسکا مکہ ہے اور مہاجرت اُسکی مدینہ اور ملک اُسکا شام نہین ہے درشت خو اور نہ سخت دل

اور نہ فریاد پر لانیوالا بازارون مین اور نہین جزا دیتا بدی کو ساتھ بدی کے لیکن عفو فرماتا ہے اور درگذر کرتا ہے اور اس تحت
مین مدح امت مرحومہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی ہے کہ امت انکی شکرگزار ہوگی غم و شادی و خوشی و ناخوشی مین تکبیر
کہنیوالی ہر بلندی مین حمد کہنے والی ہر پستی مین رعایت کرتے ہین آفتاب کی نمازون مین اور جب پہونچے وقت نماز ادا کرتے
ہین اگرچہ خاک روبہ مین ہوویں ازار باندھین نصف ساقون اپنی کے اوپر اور وضو کرین اوپر اطراف اعضا اپنی کے
موذن انکا ندا کرتا ہے جو آسمان مین یعنی جاے بلند پر صفین انکی قتال و نماز مین یکسان ہوویں اور انکی رات مین زمزمہ
ہووے مثل زمزمہ زنبور مراد اس سے اوراد شب ہین اور روایت ابوہریرہ مین آیا ہے کہ سنا مین نے رسول خدا صلعم سے
فرمایا جب اتری اوپر موسی علی نبینا و علیہ السلام کے اوپر توریت اور پڑھا اسے پایا اسمین ذکر امت حضرت کا کہا خداوندا
پاتا ہون مین الواح مین ذکر اس امت کا کہ وہ آخر و سابق ہین یعنی آخر وجود مین اور سابق فضل مین شفاعت کیجاتی ہے انکے واسطے یعنی
ہے جیسا انکی دعا سے اور رکھاتے ہین غنائم اور یہ خواص اس امت سے ہے کہ آسان کیا گیا کام انکے اوپر اور حلال ہوئین غنائم انکے واسطے
اور صدقات نجات اُمم سابقہ کے اور جب ارادہ کرتا ہے ایک انمین سے بدی کا اور نہین کرتا وہ بدی تو وہ نہین لکھی جاتی اور جب
عمل البتہ لکھی جاتی ہے ایک اور جب کرتا ہے ایک نیکی لکھی جاتی ہین دس اور دیا گیا ہے انھین علم اول و آخر اور یاد سینے سے دجال کو
اور بعض روایت مین آیا ہے کہ موسی علیہ السلام نے الواح توریت سے قریب تیس صفت کے اس امت کی آخر مین انکا ذکر کین اور کہا خداوندا
اس امت کو میری امت کردان فرمان الہی آیا کہ یا موسی اس امت کو تیری امت کیونکر کردون کہ وہ امت میرے حبیب کی ہوگی
پھر دعا کی کہ یارب مجھے اس امت مین کردان پس دیے گئے موسی نزدیک اس کلام کے دو فضیلت کہ آیہ ہے
یموسی انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی وبکلامی فخذ ما اتیتک وکن من الشاکرین
یعنی اے موسی تحقیق مین نے برگزیدہ و اختیار کیا تجھے سب لوگون پر ساتھ رسالت و کلام اپنے کے پس لے اور پکڑ جو چیز کہ دی
ہے مین نے تجھے اور شکرگزارون مین سے ہو پس کہا موسی نے خداوندا مین راضی ہوا ساتھ اسکے اور ابو نعیم سالم بن عبداللہ بن عمر
بن الخطاب سے روایت کرتا ہے کہ ایک مرد نے کعب احبار سے کہا کہ مین نے دیکھا خواب مین کہ گویا لوگ واسطے حساب کے جمع کیے گئے
ہین پس پکارے گئے کئی انبیا اور آئی ہر نبی کے ساتھ امت انکی اور دیے گئے ہر نبی کے واسطے دو نور اور انکے تابعون اور
پیرو انکے لیے ایک نور کہ جاتا تھا انکے ساتھ پس پکارے گئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ تھا ہر موے شریف کہ انکے بدن مبارک مین تھے اس سے
ایک نور اور ہر ایک کو انکے تابعین و منقادین سے دو نور پس کعب نے کہا اور وہ نہ جانتا تھا کہ یہ مرد اپنے خواب سے خبر دیتا ہے
اے مرد تجھے اس سے کسنے خبر دی ہے اس مرد نے خدا کی قسم یاد کی اور کہا مین نے اپنے خواب مین یہ معاملہ دیکھا ہے پس کعب نے کہا
سوگند بخدا کہ جان کعب کی اسکے دست قدرت مین ہے یہ صفت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکی امت کی ہے اور یہ صفت انبیا
اور انکی امتون کی کتاب خدا مین کیا تو نے توریت مین پڑھا ہے غرضکہ کتب سابقہ و صحائف سالقہ سب آپکی فضیلت و نعت کو اور ہمین
و صلی اخبار بیشمار سبق علم یہود مین ساتھ صدق اور نبوت حضرت سید ابرار صلعم کے اور عناد و انکار آن اشرار نابکار کا بعد ظہور اسی فخر
پائدار کے مگر وہ لوگ کہ توفیق و ہدایت قرین حال انکے ہوئی اکثر ہین کہ ہمیشہ ذکر آنحضرت توریت مین درس کہتے تھے اور تکرار کرتے تھے
اور اپنی اولاد کو تعلیم و تلقین کرتے تھے اور حلیہ شریف بیان کرتے تھے اور وقت خروج و بعثت حضرت تعین کرتے تھے اور

کہتے تھے کہ خروج انکا مکہ سے اور ہجرت طرف مدینہ کے ہوگی اور جب حضرت مبعوث ہوئے از راہ حسد و عناد یہ بات لگے کہنے
کہ یہ وہ شخص موعود نہیں ہے کہ جسکے حال سے ہم خبر دیتے تھے بلکہ از روے اعراض و انحراف تحریف لگے کرنے لیکن باوجود تحریف
و تغیر ابتک دلائل و شواہد اُسکے توریت میں لائح و واضح ہیں ابو عامر راہب ایک شخص تھا قبیلہ اوس سے اور کوئی شخص اُس خروج میں زیادہ
وصاف راہب سے خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو نہ تھا حال اُسکا یہ تھا کہ یہود مدینہ کے ساتھ مواصلت و مصاحبت رکھتا
تھا اور چھپا کر کرتا تھا اُنسے باتیں دین کی اور یہود اُسے صفات رب العلمین سے آگاہ و خبردار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ مدینہ دار
ہجرت اُسکا ہے - ازان بعد یہود تیما پاس گیا اُنھوں نے بھی مثل اُسکے خبر دی پھر بطرف شام گیا اور نصاری سے سوال کیا
اُنھوں نے بھی یہ نعت و صفت آنحضرت خبر دی پس باہر آیا اور نکلا وہاں سے ابو عامر اور ترہب اختیار کیا اور پلاس پہنا اور کہا
کرتا تھا کہ میں اوپر ملت حنیفیہ اور دین ابراہیم علیہ السلام کے ہوں اور منتظر خروج پیغمبر آخر الزمان کا اور بسا اوقات یہی ابو عامر
مخذول نے صفات و مشخصات حضرت کے جنوں سے بھی سنے تھے لیکن بوقت ظہور آنحضرت صلعم اپنے حال نکبت مآل پر
رہا اور نفاق و انکار اختیار کیا اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو کس چیز کے اوپر مبعوث ہوا ہے آپ نے فرمایا اوپر ملت حنیفیہ کے
کہا نہیں بلکہ خلط و آمیزش کر دیا تو نے اسکو اسکے غیر کے ساتھ حضرت نے جواب دیا اور فرمایا بلکہ لایا میں دین کو بیضا و نقی
پاک و صاف تجھے کیا ہوا اے ابو عامر وہ اخبار کہ تجھے خبر دیتے تھے احبار یہود میری صفات سے کہا تو وہ نہیں ہے کہ جسکی توصیف
و تعریف یہود بیان کرتے تھے آپ نے فرمایا تو جھوٹا ہے اے ابو عامر کہا میں دروغ گو نہیں ہوں تمہارا دعوی دروغ ہے
حضرت نے فرمایا خدا دروغ گو کو وحید و طرید غریب مارے بعد ازاں رجوع کی ابو عامر نے مکہ میں اور متابعت اختیار کی دین قریش کے
اور دین و ترہب کہ پہلے رکھتا تھا چھوڑ دیا پس آخر ان ملحق بشام ہوا اور وہاں جاکر غریب طرید و وحید ہوا بدعا آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کہ اسکے حق میں کی تھی اسی جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علم و دانش کچھ کام نہیں آتی بغیر توفیق و ہدایت کے آیت واللہ
یہدی من یشاء الی صراط مستقیم یعنی اور حقتعالی ہدایت کرتا ہے جسے چاہے طرف راہ سیدھی کی بیت
این سعادت بزور بازو نیست + گر نہ بخشد خدای بخشندہ - اور بیٹا ابن ابی عامر حنظلہ کہ اُسے غسیل الملائکہ کہتے ہیں بملازمت خدمت بابرکت
حضرت میں حاضر ہوا اور ایمان لایا اور سادات صحابہ سے ہوا اور قصہ اُسکے تسمیہ کا بغسیل مشہور و معروف ہے - ابن حبان اپنی صحیح
میں اور حاکم مستدرک میں لائے ہیں کہ وہ نو کتخدا تھا بلکہ اُسی دن تزوج کیا تھا اور اپنی زوجہ سے مضاجعت کی کہ ناگاہ آوازہ
شدت حرب و جنگ کفار روز احد میں سنی بے طاقت ہوا اور فرصت غسل جنابت نہ پائی باہر نکلا اور شریک جنگ
ہو کر شہید ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اوپر مکشوف ہوا کہ فرشتے اُسے غسل دیتے ہیں فرمایا حقیقت حنظلہ کیا
ہے اور کس سبب اُسے شہدا میں سے مخصوص بغسل کیا ہے اور روایات میں یوں آیا ہے کہ جنب تھا جاؤ اُسکی زوجہ
سے پوچھو پس روے حقیقت حال عرض و بیان کر دی اور اسی جگہ سے ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ شہید جنبی کو حکم
غسل دیتے تھے اور امام شافعی اور صاحبین امام صاحب کے ساتھ خلاف رکھتے ہیں اور کہتے ہیں وہ غسل کہ
جنابت اُسکا موجب تھی بجہت خروج دائرہ تکلیف سے ساقط ہوا اور وہ غسل بسبب موت تھا مسقط اُسکی شہادت ہوئی
پس اب غسل واجب نہ ہووے اور امام صاحب اسی قصہ حنظلہ کو دلیل و سند لاتے ہیں اپنے قول کی اور قول آنحضرت صلعم

کہ بعض روایات مین آیا ہی کہ وہ جنب تھا اول وہ اقوی دلیل ہی اسپر ابیات مثنوی کہ در ہزار مجلد توان نوشت + دیباچہ صحیفہ و
مدیح ثنای تو + در ہر طرف کہ عقل کند استراق سمع + ذکر شنیدہ وار ثنای تو + گرد بیان عالم علوی نمی رسد + از سینہ ہای
اہل تولا و عای تو + رضوان بچشم سرمہ کشد گرد ہر ہرش بود + در دیدہ ہای خویش کند خاکپای تو + نظم دوسری صفت و ثنا
سید و سید این نظم سید و افی علوم من لدنی اقتباس + شاہ اورا دنی سریر ربا ز دنی التماس + سعی وحی و بستہ چو کمک
شرک از تواب دل + امر و نہی او شاہ و قہرمت را اساس + راز او در غار اقا ای مع اللہ شمار + زاد او در بار گاہ
الی اللہ بیقیاس + طبل فضل و لقش و رآسمانہا میزنند + در تواضع در زمین او مشت چون میگرد داس + گفت حق ای ہیچ
رحمت ہیچ تو از بہر کیست + گفت یارب بہر ای عاصیان بیقیاس + ہکذا فی مدیح الدرر و آثار النبوۃ و مدارج النبوۃ یون ہی مدیح
الدرر اور کتاب آثار النبوۃ اور مدارج النبوۃ مین ابو ہ اخبار کہ توریت و انجیل و زبور اور صحف ابراہیم و آدم و غیرہا سی صفت و
مدح حضرت مین آئے ہین نقل کرتے ہین و ہو دل دانشوران عقل بلند اور طالبان سرار جمند پر مخفی و پوشیدہ نہ رہی کہ بعد اخبار قرآن
صحیح البیان کہ صفات و احوال شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین ناطق ہی اثبات اس مدعا مین راحت کسی کتاب
سابقہ اور دلیل قاطعہ کی نہین ہی لیکن واسطے الزام و انجام اُن کفار معاند شعار کے وارد کرنا اسکا در کار ہے تا مومنین
موقنین کو بھی زیادہ موجب اطمینان و مزید نورانیت ایمان و ایقان ہووی جاننا چاہیے کہ توریت مین بعد از حذف و تحریف
و تبدیل و خیانت کہ جانب اور اشقیا سے وقوع مین آئی یون لکھا ہی کہ تجلی کی خدا سے تعالی نے سینا سے اور چمکا
وہ نور ساعیر سے اور آشکار ہوا فاران سے ۔ معلوم کرنا چاہیے کہ سینا نام ایک پہاڑ کا ہے کہ اُسے طور سینا اور
طور سینین کہتے ہین کہ تجلی کی حق سبحانہ نے اس کوہ پر اور کلام کیا اوسکے اوپر موسی علیہ السلام سے اور ظاہر ہوئی نبوت اور
نازل ہوئی انجیل اُسپر اور فاران نام عبرانی ہی جبال بنی ہاشم سے کہ مین کہ ایک من اُنہین سے حضرت تحنید فرماتے
تھے اور بدو وحی وہین ہوا ہی اور وہ تین پہاڑ ہین ابن ابی قتیبہ کہ علمای امت سے ہین اور پڑھنے والا کتب سابقہ
اور مترجم انکا اعلام النبوۃ مین لکھا ہی کہ اسمین کچھ غموض و خفا نہین کسی کے اوپر کہ تامل و تدبر اسمین ثابت ہوا ہی کہ مراد
تجلی خدا سینا سے انزال توریت ہی اوپر موسی علیہ السلام کے طور سینا مین اور مقصود اشراق حق سبحانہ ساعیر سے
انزال انجیل عیسی علیہ السلام کے اوپر ہی کہ وہ وہان سکونت رکھتے تھے ساعیر مین بیچ ارض خلیل کے ایک گانون
مین کہ اسے ناصرہ کہتے ہین اور وجہ تسمیہ اس قوم کی نصاری یہی ہی اور ایسا ہی ثابت ہی کہ استعلان اور ظہور سبحانہ
جبال فاران سے بانزال قرآن ہو وا اوپر محمد صلی اللہ علیہ و آلہ سلم کے اور توریت کے سفر خامس مین آیا ہی کہ خطاب
کیا پروردگار عالم نے موسی علیہ السلام کے ساتھ کہ تیرا پروردگار پیدا کرتا ہے اور بر پا رکھتا ہی واسطے بنی اسرائل کے
ایک پیغمبر تیرے بھائیون سے اور ایک روایت مین اُنکے بھائیون سے پس اس کلام سے دلالت واضح ہی اوپر
نبوت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ سلم کے اور بعضے یہود کہتے ہین کہ مراد اس نبی موعود سے یوشع بن نون ہے یہ قول
باطل ہی اسواسطے کہ یوشع کفو و مثل موسی کا نہ تھا بلکہ خادم انکی حیات مین اور موکد اور موید دعوت کا پیچھے وفات
سے پس ثابت و متحقق ہوا کہ مقصود نبی موعود محمد ہین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ کفو و مماثل موسی علیہ السلام کے تھے

نفس نفیس عترت مین اور تحدی معجزہ وتشریع احکام واجرای نسخ اور شرائع سابقہ کے اور بہت دلیلین باہر وزاہر ہین کہ
پیغمبر آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین کہ اسمین کچھ شبہہ نہین اور فرمانا حق سبحانہ کا کہ رکھتا ہون مین اپنا کلام اسکے
منہہ مین دلیل واضح ہی کہ مراد اس سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اسواسطے کہ غرض اس سے یہ ہی کہ وحی کرتا ہون طرف
اسکے کلام نہ صحف والواح اسواسطے کہ وہ امی ہی لکھہ پڑھہ نہین جانتا و حمل دو وجہ ذکر کیا ہی ابن ظفر نے کہ ناقل قول یوحنا ہی کہ
وہ حواریون سے ہی انجیل مین مسیح سے یون لاتا ہی کہ مسیح نے کہا کہ طلب کرتا ہون مین اپنے باپ سے کہ دیوی تمہین فارقلیط دوسرا
کہ ثابت و قائم رہے تمہارے ساتھہ ابد تک وہ روح حق ہی تعلیم کریگا تمہین ہر چیز اور کہا مسیح جانیوالا ہی کہنا یہ کیا اپنی ذات
سے اور آتا ہی بعد اوسکے فارقلیط اور زندہ کریگا اسرار کو واسطے تمہارے اور تفسیر دیگا ہر چیز کو اور گواہی دیگا میری واسطے
جیسا کہ مین گواہی دیتا ہون واسطے اسکے اور لاتا ہون تمہارے واسطے امثال اور وہ لاویگا تاویل اسکی کہ مراد تاویل
قرآن ہی کہ محتمل تاویلات و معانی بہت کا ہی بخلاف اور کتابون کے پس اگر مجھے دوست رکھتے ہو اجابت کرو اور نگاہ
رکھو میری وصیت اور مین مانگتا ہون اپنے باپ سے کہ دیوے تمہین فارقلیط دوسرا کہ ہو وے تمہارے ساتھہ آخر
دہر تک اور اختلاف کیا ہی نصاری نے فارقلیط مین بعضے کہتے ہین یعنی حامد ہی اور بعضے یعنی مخلص پس محامد رسول ہی
کہ آتا ہی واسطے خلاص عالم کے اور یہ تفسیر موافق ہماری غرض کے ہی اسواسطے کہ ہر نبی خلاص کنندہ امت کا ہی کفر و شرک سے
اور یہی بات پر شاہد ہی قول مسیح کا انجیل مین کہ آتا میرا واسطے خلاصی عالم کے ہی اور جب ثابت ہوا کہ مسیح نے اپنے کو فارقلیط
کہا اور باپ سے دوسرا فارقلیط طلب کیا پس مشارکت لفظی و معنوی حاصل ہوئی اور اگر فارقلیط یعنی حامد ہو وے پس کونسا
لفظ قریب تر ہی ساتھہ احمد و محمد کے بھی اس لفظ سے اور اطلاق لفظ پدر کا بہ نسبت باری عز اسمہ محرفات اہل کتاب
سے ہی اور اشارہ ہی ساتھہ پروردگار سبحانہ تعالی کے اسواسطے کہ یہ لفظ تعظیمی ہی کہ خطاب کرتے ہین ساتھہ اسکے
معلم کو کہ استفادہ علم اس سے حاصل کرتے ہین یعنی حقیقی پدر کے اور ہمیشہ عادت بنی اسرائیل اور بنی عیص کی تھی کہ
کہتے تھے نحن ابناء اللہ یعنے ہم خدا کے بیٹے ہین اپنی سوء فہم و تدبر سے اور یہ جو مسیح نے کہا کہ بھیجتا ہی اسے میرا
باپ بنام میرے یہ اشارت ہی بشہادت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکے حق مین ساتھہ صدق و رسالت کے متضمن ہی
اس سے و آن ہیچ و تنزیہ اسکی سے کہ افترا و بہتان کیا گیا ہی اسکے حق مین اور دوسرے ترجمہ انجیل مین آیا ہی کہ کہا مسیح نے
آتا نہین فارقلیط جبتک کہ نہ جاؤن مین اور جبکہ وہ آوے توبیخ و تشدید کریگا عالم کو اور تخطیہ کے اور نہین کہتا وہ کلام اپنی
طرف سے بنا کر اور خبر دیتا ہی بحوادث آیندہ اور دوسری روایت مین آیا ہی کہ نہین کہتا وہ اپنے نفس سے بلکہ تکلم کرتا ہی جو کچھ
سنتا ہی خدا کی طرف سے بوحی جیسے کہ فرمایا ہی آیت وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی یعنی اور نہین کہتا خواہش نفس سے
وہ کہنا اسکا مگر وحی کہ وحی کیا گیا ہی طرف اسکے اور کہا ہی کسی نے تمجید و تقدیس نہین کی باب مسیح مین جیسے کہ حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی ہی کہ وصف کیا اسے برسالت اور پاک و مبرا کیا اور اسکی مان کو نسبت ظن فاسد اسکی
امت سے پس یہ تمام صفات حضرت کے ہین کہ مسیح نے خبر دی اور کون ہی جسنے توبیخ کیا ہی علمای بنی اسرائیل کو
اوپر کتمان حق کے اور تحریف کلم کی انکے مواضع سے اور بیع دین سے ساتھہ ثمن قلیل کے اور انجیل مین حقتعالی نے وحی کیا

عیسی علیہ السلام کو تصدیق کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور اپنی امت کو آگاہ کر کہ جو کوئی انہیں سے اور اک زمان حضرت کا کر
ایمان لاوے اُسپر اور اُسپر یکبارگی بہ جان سے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہوتا آدم و بہشت و دوزخ کو پیدا نہ کرتا اور
جسوقت میں نے عرش کو ایجاد و پیدا کیا مضطرب تھا قرار نہ لیتا تھا پس عرش کے اوپر لکھا میں نے لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ ساکن ہوا اور قرار پکڑا اور مواہب لدنیہ میں بیہقی اور ابن عباس سے روایت ہے کہ جب جارود نصرانی طرف
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آیا اور اسلام لایا کہا سوگند بخدا کہ بھیجا ہے تجھے بحق تحقیق پائی میں نے وصف و تعریف
تیری انجیل میں اور بشارت دی ہی تیرے ہاتھ ابن بتول نے اور بیہقی دلائل النبوۃ میں ابو امامہ باہلی سے اور وہ ہشام بن
العاص اموی سے لایا ہے کہ بھیجا گیا میں اور ایک شخص دوسرا طرف ہرقل قیصر روم کے تا اُسے دعوت اسلام کریں ہم پس
ایک رات ہرقل نے ہمیں اپنے پاس بلایا اور ایک صندوق زرانداود کہ اسمیں بہت خانہ چھوٹے چھوٹے تھے منگا کر کھولا
کہ اسمیں تصویرین آدم سے محمد مصطفیٰ تک سب انبیاء علیہم السلام کی موجود تھیں ہمکو ہر ایک تصویر دکھا کر پوچھا کہ آیا اس
تصویر کو جانتے ہو ہمنے جواب دیا کہ نہیں جسوقت تصویر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دکھائی اور کہا کہ اسے پہچانتے ہو
ہمنے کہا ہان یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین پس روا کیا ہمنے اور اُٹھا ہرقل واسطے تعظیم شبیہ حضرت کے
اور بیٹھا اور کہا کیا یہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین ہمنے کہا ہان اس شبیہ کو کہ تو نے دیکھا گویا زیارت بزیارت حضرت
مشرف ہوا تو پس ایک ساعت اس صورت کو بغور دیکھا اور کہا واللہ یہ آخر نبوت ہین صندوق میں تھا دیر انبیاء
علیہم السلام ہین اور سوا اسکے اُنکے کہا ہمنے کہان سے یہ تجھے حاصل ہوئی ہین کہا آدم علیہ السلام نے جناب باری
عزاسمہ سے درخواست کی تھی جو انبیاء علیہم السلام کہ اُسکی اولاد میں ہونگے اُنکو مجھے دکھلا پس بھیجیں حقتعالی نے صورتیں
اُنکی آدم کے پاس اور تھیں یہ صورتیں خزانہ آدم میں جہان کہ سورج چھپتا ہے پس نکالا اُنکو ذوالقرنین نے اور سونپا
دانیال کو ذکر شریف در زبور وہ جو الیسویں مزبور میں حقتعالی نے پیغمبر آخر الزمان خطاب کیا اور فرمایا یہ ہے فاضت
النعمت من سفتیک یعنے چھلکتی ہے نعمت دنیا و آخرت دونوں ہونٹون تیرے سے من اجل ذالک
بارک اللہ لک الی الابد اسی سبب سے برکت دی اللہ نے تیرے واسطے ابد تک تقلد ایھا الجبار السیف
حمائل کر اے بزرگ شکستہ بند اپنی شمشیر کو فان شرائعک وسنتک مقرونۃ بھیبۃ
یمینک یعنی پس بیشک تیری شریعتیں اور حکمتیں ملی ہوئی ہین ساتھ بزرگی اور داہنے ہاتھ تیرے کے و سہام
مسنونۃ اور تیر تیرے کے گئے ہین و جمیع الامم یخرون تحتک اور ساری امتین اور تمام عالم منہ کے بل گرتے
ہین نیچے تیرے غرضکہ مراد اس مزبور سے نبوت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ فیضان نعمت شیرین کلامی اور
اور برکت ابد تک اور تقلد سیف کہ عادات عرب سے ہے اور آنحضرت عربی ہین اور کسی امت میں بجز عرب شمشیر
اپنی گردنون میں حمائل نہین کرتے اور حضرت صاحب شریعت ہین کہ ظلمت ساتھ سیف اسلام کے دور کر دی اور یہی
زبور میں آیا ہے کہ داؤد علی نبینا و علیہ السلام نے بگریہ و زاری بجناب حضرت باری عرض کیا کہ یارب جلد بھیج ظاہر کر
پیدا کرنے والے سنت کو لوگ جانیں کہ مسیح بشر ہے اور یہ بھی بشر ہے اور یہ دعا داؤد نے پیشتر از وجود محمد صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح علیہ السلام کی تھی مراد وہ ہی کہ خداوند احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیج تا لوگونکو جتا دے اور
آگاہ کرے کہ مسیح بشر ہی نہ ابن اللہ مراد داؤد کی یہ ہی کہ لوگ باب مسیح مین دعوی الوہیت کرینگے اور ذکر داؤد علیہ السلام بھی
آیا ہی کہ آنحضرت کو حق تعالی نے برگزیدہ کیا ہی ساتھ راستی و درستی کردار و گفتار کے اور دیا ہی اوسنے ظفر اوپر اعدا کے
اور اوسکی امت کو برگزیدہ کیا ساتھ کرامت کے تسبیح کرتے ہین حقتعالی کو اپنی خوابگاہ مین اور تکبیر کہتے ہین ساتھ آواز بلند
بلند انکے ہاتھون مین شمشیرین تیز ہین واسطے انتقام اعدائے خدا کے امتون سے کہ عبادت نہین کرتے اسکی اور قید و بند
کرتے ہین بادشاہ ان امتونکو ساتھ قید یونکے اور انکے اشرافون کے ساتھ طوقونکے اور زبور مین آیا ہی کہ خدا تعالی نے
میمون ہی کہ مراد اوس سے یہ ہی ظاہر کیا ہی تاج مرصع محمود کہ مقصود تاج سے سیاست امامت رکھی ہی اور محمود سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
سلم اور دوسری مزمور مین آیا ہی کہ وہ مالک ہوتا ہی اور جود و بخشش کرتا ہی دریا سے دریا تک اور انہار سے انقطاع ارض تک بیٹھے
ہین اہل جزائر آگے اوسکے بزانوی ادب کے اور چاہتے دشمن اوسکی خاک کو ساتھ زبان کے آتے ہین بلوک ساتھ ہدیہ کے شتیون اور خوبصورت
لونڈیون کے اور سجدہ کرتے ہین اور سر زمین پر رکھتے ہین اور فروتنی کرتے ہین اوسکے روبرو ساتھ فرمانبرداری و گردن نہی کے خلاصی
دیتا ہی اندوہ و ستم دیدہ کو اس شخص سے کہ قوی و زبردست ہی اوس پر اور رہائی دیتی ہی ایسے ضعیف کو کہ اوسکا کوئی نصیر و یاری دہندہ نہین
ہی اور مہربانی کرتی ہی ضعیفون اور مسکینون پر اور درود بھیجی جاتی ہی اوپر اوسکے اور دعا کیجاتی ہی ہر وقت اور ہمیشہ رہیگا
ذکر اوسکا ابد تک و صل جیسے کہ کتب ثلثہ توریت و انجیل و زبور مین وصف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مذکور و مزبور ہے
صحف انبیا مین بھی مسطور و مرقوم ہے حتی کہ بیچ صحیفہ حضرت آدم ابو الانبیا کے نقل کیا ہے کہ پروردگار تعالی و
تقدس نے وحی بھیجی طرف آدم علیہ السلام کے کہ مین ہون خدای مکہ اور اہل مکہ کہ میرے ہمسایہ ہین اور زوار اور حاجیان
کعبہ کے میرے مہمان اور کنف عنایت و حمایت اور سایہ حفظ و رعایت میری مین ہین معمور و آباد کرونگا مین وہ خانہ ساتھ
اہل آسمان و زمین کے آوینگے وہان گروہ گروہ پریشان بال غبار آلودہ آواز نکالنے والے لبیک کہنیوالے اور اشک آنکھون سے
گرانے والے اور جو کوئی زیارت اوس گھر کے آوے اور مقصود اوسکا بجز زیارت خانہ کعبہ و رضا و خوشنودی میری کے نہ ہو صاحب
خانہ ہون ہووے ایسا ہووے کہ گویا میری زیارت کی اور میرا مہمان ہوا اور لائق میرے کرم کے وہ ہی کہ اوسے تکریم کرون نہین
اور محروم نہ چھوڑون اور کام اوس گھر کا ایک پیغمبر کو سونپدون تیرے فرزندون سے کہ اوسے ابراہیم کہین اور صحف ابراہیم مین
آیا ہی کہ اے ابراہیم تیری دعا شان اسماعیل تیرے فرزند مین مین نے قبول کی اوسپر اور اوسکی نسل پر برکات فائض کرون
مین اور اوس سے ایک فرزند پیدا کرون بہت معظم و مکرم کہ نام اوسکا محمد ہووے اور بلند مرتبہ اور برگزیدہ ہووے اور امت اوسکی
بہتر سب امتون سے اور کتاب حیقوق مین کہ ایک پیغمبر تھے معاصر دانیال پیغمبر منقول ہی کہ کہا لاتا ہے اللہ تعالی اجبال کہ معظم
سے احمد کو کہ پر ہوتی ہی زمین اوسکی تعریف و توصیف سے اور مالک ہوتا ہی سب زمین و گردنون کا اور کتاب مین یہ بھی آیا
ہی کہ ہر آئنہ منیر و روشن ہوتا ہی آسمان بجمال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اوسکی روشنی سے اور نہایت کو پہونچتا ہے
کام دین و ملت کا اوسکے زمانہ نبوت مین جیسے قرآن شریف مین آیا ہی اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی
پس پورا کیا مین نے تمھارے واسطے دین تمھارا اور تمام کین تمپر اپنی نعمتین وہب بن منبہ سے منقول ہی کہ مین نے

کہ شعیا نبی مین پڑھا ہی کہ خدا بیتعالی و تقدس اپنی عزت و جلال کی سوگند یاد کرتا ہی کہ پہیرون مین جبال عرب پر ایک نور کہ
بہر دیسے ما بین مشرق و مغرب کو اور پیدا کرون مین اولاد اسمعیل سے پیغمبر عربی امی کہ ایمان لاوین اسپر ستارے آسمان کے
اور روئیدگیان زمین کی اور میری ربوبیت اور اسکی رسالت پر سب ایمان لاوین اور اپنے دین آبائی سے بیزار ہون اور بہاگین
اور موسی علیہ السلام نے کہا کہ پاکی تجہے خدا اور تیرے نام کو بتحقیق گرامی رکہا تو نے اس پیغمبر کو کہا انتقام کہینچیگا وہ اس کے
دشمنون سے دنیا و آخرت مین ظاہر و غالب کریگا انکی دعوت پر عزت سے اوپر اور خوار و ذلیل کریگا اسکے مخالفین شریعت کو اور
بعد ان بیعت کیا مین نے اور واسطے عدل داؤد کے بر انگیختہ کیا مین نے قسم بعزت اپنی کی کہ خلاص کرون مین سبب اسکی انہون کو
آتش دوزخ سے آغاز کیا مین نے دنیا کو ساتھ ابراہیم کے اور ختم کیا مین نے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس جو کوئی
پاوی اسے اور ایمان نہ لاوی اسپر اور اسکی شریعت مین نہ آوی پس وہ خدا سے بیزار ہی و قول او وصحیفۂ شعیا پیغمبر علیہ السلام مین کہ آنحضرت
کا مذکور ہی کہ حقتعالی فرماتا ہی کہ وہ بندہ محبوب ہی کہ شاد و خرم ہی ساتھ اسکے دل میرا بندہ مختار میرا غیر بندی میرے نفس کی اضافہ
کرتا ہون اسپر روح اور بہیجتا ہون وحی پس ظاہر ہوتا ہی اوسپر امتون کے عدل بسیار بندہ کہ خندہ نہین کرتا سنی نہین جاتی آواز
اسکی بازارون مین بینا کرتا ہی آنکہین اندہون کی شنوا کرتا ہی کان بہرونکے زندہ کرتا ہی دلون مردہ کو [illegible] دون مین اسنے جو
کسیکو نہین دیا احمد کہ حمد کرتا ہی [illegible] تازہ وہ ضعیف و مغلوب نہین کیا یا گیا میل و رغبت نہین کرتا ہواے نفس اور
نہین بکتا صاحبین کو اور سواے اسکے بہت تعریف و توصیف انکی مذکور ہی اور یہ بہی آیا ہی اسے شعیا مین خدا کہ عظیم و منیع
و قوی کیا مین نے تجہے بحق اور کیا مین نے نور امتون کا تو وا کریگا آنکہین کور دلون کی اور غلامی بخشیگا تو اسیران نفس اور
مقیدان ہوا و ہوس کو تاریکی جہل سے طرف نور ایمان کے اور بہی اسی صحیفۂ شعیا مین آیا ہے کہ کہا مجہے پروردگار نے
اٹھ اور دیکہ اور خبر دے جو کہ دیکہنا تو پس اٹھا مین اور دیکہا مین نے دو سوار سامنے سے آتے ہین ایک سوار حمار اور
دوسرا سوار جمل کہتا ہی ایک دوسرے کو گرا بابل اور وہان کے بت کہ تراشے تہے ابن قتیبہ کہ علماے سنت سے اور متبحر اور مصنف
کتاب ہے اور یہ کہتا ہی کہ مراد صاحب حمار مسیح بن مریم ہین باتفاق ہمارے اور نصاری کے پس کیون نہ مراد ہو صاحب
جمل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہووین اسواسطے کہ سقوط بابل اور وہان کے بتون کا اوپر ہاتہ ہمارے پیغمبر کے
ہوا نہ اوپر ہاتہ مسیح کے اور کہا ابن قتیبہ نے کہ کتاب شعیا مین ذکر مکہ و بیت و حجر اسود کا ہے جسے بوسہ دیتے
ہین اور کہا پروردگار نے مکہ کو خوش ہو اے عاقر اور نطق کر بہ تسبیح کہ تیرے اہل بیت ہوویں میرے اہل سے
مراد اپنے اہل سے بیت المقدس رکہے ہین بنی اسرائیل و حجاج سے کہ عمارت مکہ بہت ہووین انہین سے اور تشبیہ مکہ
بزن عاقر اسواسطے کیا ہی کہ نہ تہا اسمین پہلے مگر اسماعیل کہ اسپر کتاب نہین نازل ہوئی بخلاف بیت المقدس کے کہ
انبیا وہان بہت اور مہبط وحی تہے۔ حاصل کلام صفات آنحضرت و احوال شریف کتب متقدمہ مین بہت ہے کہ اسمین
خفا و اشتباہ نہین یہ نسخہ وغیرہ حائل اسکا نہین ہو سکتا ہر چند اعداے دین و متبع شیاطین نے نام شریعت
مصطفوی اپنی کتابون سے تغیر و تحریف کر دیا ہے باوجود اسکے دلائل و شواہد اسکے ظاہر و باطن ہین آیت
یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواہہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون یعنی چاہتے ہین کہ

بجھادین اپنے منھون کی پھونک سے خدا کے نور کو حالانکہ خدا اتمام کرنے والا اپنے نور کا ہی اگرچہ مکروہ رکھین کافر صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم خاتم الانبیاء والمرسلین و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین و صل مجملاً معلوم ہوا کہ ذکر شریف حضرت محمد مصطفی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتب سابقہ سماویہ مذکورہ مین مسطور ہے اور اہل کتاب کہ اسکا علم قطعی حاصل تھا لیکن براہ حسد
و عناد و غلبہ شقاوت و خسارت جانکر استنکار و استبعاد کرتے تھے اور تحریف و تغیر دیتے تھے پس اگر اسجگہ بعض حکایات
و روایات کہ متضمن اوسکی تبیین و تفصیل اسکی کے ہے لائی جاوین مناسب ہی اگرچہ تطویل کلام ہوتا ہی لیکن ذکر اسکا موجب مزید
علم و یقین ارباب دین اور ذوق و نشاط محبان سید المرسلین کا ہوتا ہی سو ذکر اسکے سے نہ چاہیے گذرنا مصرع گرچہ ہر چہ بگذرد
سخن دوست خوشتر است۔ ابو سعید خدری اپنے باپ مالک بن سنان سے کہ شہید احد سے ہین ناقل ہین کہ کہا آیا مین بنی
عبد الاشہل پاس ایک دن واسطے بیٹھنے کے اور حدیث کرون مین اور رہتے ہم اوس ایام مین صلح کرنے والے یہود کے
ساتھ پس سنا مین نے یوشع یہودی کو کہ کہتا تھا نزدیک پہونچا ہی زمانہ خروج اوس پیغمبر کا کہ نام اوسکا احمد ہے حرم سے اور
اور ہجرت گاہ اوسکی مدینہ ہے پس آیا مین اپنی قوم کیطرف متعجب قول یوشع سے پس سنا مین نے ایک مرد کو اپنی قوم سے کہ
کہتا تھا تنہا یوشع قائل اس قول کا نہین بلکہ تمام یہود یثرب یہی کہتے ہین وہان سے باہر نکلا مین تا بنی قریظہ پاس جاون
کیا دیکھتا ہون کہ وہ سارے مذاکرہ آنحضرت کر رہے ہین اور زبیر باطا کہ روساے یہود ہی کہا ہی کہ ستارہ سرخ نہین طلوع
کرتا مگر طلوع کرتا مگر بخروج و ظہور اوس پیغمبر کے کہ نام اسکا احمد ہے اور اب زمانہ خروج اوسکا عنقریب آیا ہے اور یہ شہر ہے
جاے ہجرت اسکا ہی ابو سعید خدری کہتا ہے کہ بوقت قدوم رسول خدا کے مدینہ منورہ مین قول زبیر یہودی سے
سے خبردار کیا مین نے فرمایا کیا خوب ہوتا زبیر مشرف باسلام ہوتا تاکہ تمام روساے یہود اور سارے اوسکے
تابع اسلام لاتے اور قتادہ سے روایت ہی کہ کہا کرتے تھے یہود خداوند اپنی امی کو کہ ذکر اسکا توریت مین ہم پاتے
ہین مبعوث فرما تا عذاب کرے کفار عرب کو اور قتل کرے آرزو انکی یہ تھی کہ وہ نبی انکے جنس سے ہو بنی اسرائیل مین
سے جو مبعوث ہوئے انکے غیر سے حسد کرنے لگے اور کفر و انکار کیا روایت ہی سعد بن زید سے کہ نکلا اسکا باپ بدین
عمر و طلب و جستجوی دین مین پس آیا ایک راہب کے پاس کہ موصل مین تھا اور زید کو کہا کہ کہان سے آتا ہی تو کہا بیت ابراہیم سے
کہا کس چیز کا تو طالب ہی مین نے کہا دین کا کہا راہب نے اٹھ پھر جا قریب ہی کہ جسکا تو طالب ہی تیری ہی زمین ظاہر ہووے
اور یہ زید و عمرو بن نفیل موحدان جاہلیت سے ہی کہ ذبیحہ مشرکون کا کھاتا نہ تھا اور اسکا ذکر صحیح بخاری مین ہے اور ابن مسعود
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خدا تعالی نے برانگیختہ کیا اپنے پیغمبر کو واسطے بہشتی کرنے ایک شخص کے اور قصہ
اسکا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن کنیسہ مین تشریف لائے ایک یہودی کو دیکھا کہ توریت اپنی
قوم پر پڑھ رہا ہے جب اوس مقام صفت پیغمبر آخر الزمان کے پہونچا خاموش ہوا پڑھنے سے اتفاقاً گوشہ کنیسہ مین ایک
بیمار پڑا تھا اسنے پوچھا کس واسطے باز رہا تو پڑھنے سے پس رویا مثل رونے لڑکے کے اور آیا یہودی پاس
اور لے لیا نسخہ توریت اور پڑھی صفت آنحضرت اور کہا یہ ہے صفت تیری اشہد ان لا الہ الا اللہ و
انک رسول اللہ یہی کلمہ جان دی پس فرمایا حضرت نے اپنے یارونکو کہ تیاری تجہیز کرو اپنے بھائی کی اور تھے سو

قریظہ ونضیر وفدک وخیبر کے پاس تھے وقت آنحضرت کے اپنے پاس ہش از برانگیختہ ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ مدینہ اسکا دار ہجرت اسکا
جب حضرت متولد ہوئے کہا آج کی رات طلوع کوکب اقبال ولادت باسعادت آپکا ہوا ہی اور جو وقت مبعوث ہونے کا واقع ہوگیا تو
منع اور باز رہے کہا انہیں ایمان سے مگر بغض وحسد وعناد نے اور ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے اور اونسے حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہی کہ یون کہ مکہ مین ایک یہودی آرہا تھا جب ولادت تھی وہ یہودی ایک مجلس قریش سے
بیٹھا تھا کہا آیا آجکی رات تمہارے بیچ مین کوئی لڑکا وجود مین آیا ہی کہا ہم نہین جانتے کہا دیکھو اور دریافت کروا
معشر قریش اور تحقیق کرو میری اس خبر کو پیدا ہوا ہی آج رات کو پیغمبر اس امت کا احمد درمیان دونون شانون اسکے کے
ایک علامت ہی کہ اسمین بال ہین لوگونکی زبانی معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر رات کو ایک لڑکا پیدا ہوا ہی اسکا
نام محمد رکھا ہی پس آکر یہودی کو خبر دی اسنے کہا مجھے لے چلو پس لیگئے آمنہ پاس دیکھا یہودی نے علامت کو پشت
مبارک مین اور بیہوش گر پڑا جب ہوش مین آیا پوچھا سبب بیہوشی کا کہا اب نبوت بنی اسرائیل مین سے اور کتاب انکے
ہاتھ سے گئی یہ ایسا مولود ہی کہ انکو مار ڈالیگا اور ہلاک کریگا اب نبوت عرب مین آئی تم خوش ہوا ہی معشر قریش اور خبر دار ہو بخدا کی
قسم تمہارا غلبہ وسطوت ہوگا مشرق سے مغرب تک اور اسی طرح ابوہریرہ اور طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہما سے حالات
مولد شریف اور دعوی نبوت زبانی یہود وراہبون کے بخوبی ثابت ومتحقق ہین اور جبیر بن مطعم سے روایت ہی کہ جب
بھیجے حق تعالی نے اپنے پیغمبر کو اور ظاہر وہویدا ہوا امر اسکا مکہ مین اتفاقاً جانا شام مین ہی ہوا تھا جب بصرہ
مین پہونچا میرے پاس ایک جماعت نصاری کی آئی اور کہا تو مکان حرم سے ہے مین نے کہا ہان پوچھا پہچانتا ہی تو صورت
اس پیغمبر کی جسنے دعوت نبوت کیا تم مین سے مین نے جواب دیا کہ پہچانتا ہون پس میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی دیر مین لے گئے
اور کہا نظر کر آیا ان صور وتماثیل مین بھی اس مرد مدعی نبوت کی تم مین پیدا ہوا ہی کوئی صورت ہی پس نگاہ کی مین نے تاہم
صورت حضرت کی ان صور مین نہ دیکھی بعد ازان لائے مجھے ایک اور دیر مین کہ وہان بھی تصاویر کثیرہ بہ نسبت
اول تھین مین کہا دیکھو آیا پاتے ہو صورت اسکی اس جگہ پس نگاہ کی مین نے ناگہانی صورت وصفت آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ دونون زانو حضرت کے پکڑے ہوئے ہین کہا صفت حضرت پہچانی مین نے کہا البتہ
کہا یہ شخص کہ دونون زانو پکڑے ہی اسے بھی پہچانا کہا مین نے ہان یہ یار وخلیفہ اسکا ہی بعد اسکے مین نے کہا مجھے خوف ہی کہ
مبادا قریش اسے مار ڈالین کہا خدا کی قسم اسے نہ مار سکینگے وہ پیغمبر آخر الزمان ہی غالب کریگا اسے خدا تعالے سب پر اور
صفیہ بنت حیی بن اخطب یہودی سے کہ امہات المومنین مین روایت ہی کہ جس وقت قدوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور
نزول انکے قبا مین ہوا میرا باپ حیی بن اخطب صبح کو اور میرا چچا ابو یاسر بن اخطب بگاہ تاریکی سب مین حضرت کے پاس
اور نہ آئے یہان تک کہ ہنگام شام ہوگیا جسوقت گھر مین پہنچے کسل وغم واندوہ اگر گھر مین پہنچے اور مین چھوٹی تہی ان
اولاد تھی نزدیک انکے بسبب عادت مالوف ان پاس گئی یہانتک زیر بار غم واندوہ شکستہ ومحزون تھے کہ اصلاً ومطلقاً
میری طرف متوجہ وملتفت نہوئے اثنای اس حال مین چچا نے میرے باپ سے پوچھا آیا ہو آیا یہ مرد وہی ہی پیغمبر
آخر الزمان جو کہ نعت اسکی توریت مین مین نے پڑھی ہی میرے باپ نے چچا سے کہا نعم واللہ وہ وہی ہان سوگند

مخیریق او وہی ہی کہا تجھے یقین ہے کہ وہ وہی ہی کہا قسم خدا یقیناً وہی ہی پوچھا کہ نسبت اسکے تو اپنے دل مین کیا پاتا ہے
محبت یا عداوت جواب دیا کہ عداوت واللہ جبتک مین زندہ ہون عداوت سے باز نہین رہنے کا پس دونون شقی ازلی
بعداوت آنحضرت گرفتار ہی وبال و نکال ابدی ہوئے نعوذ باللہ من ذلک اور یعنی اُن اشقیا رجہنم با واسطے جیل و نفاق کو
وسیلہ جمیع و اخذ حطام دنیاوی اور ریاست عیانت نادانی سمجھ کر بدبخت اہل اسفلین گئے اور بعض علما و احبار یہود کو سابقۂ
رحمت ازلی نے ناصیۂ اقبال اُنکے پر حروف سعادت انکا لکھا طرف دین اسلام کے بادرت کی اور سرافراز دولت
سعادت حاصل کیا جیسے کہ عبد اللہ بن سلام اور امثال اُسکی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور مخیریق کہ حبر اور عالم و غالب و کثیر
المال تھا ہمیشہ منتظر تھا جب روز جنگ احد ہوا کہا اے معشر یہود بخدا تم جانتے ہو کہ نصرت و یاری محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
تم سب پر واجب و حق ہی پس چاہیے حاصل کرو اس سعادت کو کہا آج یوم السبت یعنی روز شنبہ ہی مخیریق نے کہا کہ کچھ مانع نہین پس مسلح
ہوکر آپ نکلا اور ایمان لایا اور شہید ہوا اور وصیت کیا کہ اگر مین مارا جاؤن اس جنگ مین سارا مال میرا واسطے محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ہے جو کچھ چاہے کرے جسے چاہے دے پس مارا گیا وہ رضی اللہ عنہ پس وہ مال حضرت کے قبضہ مین آیا
اکثر صدقات اُس مال سے فرماتے تھے اور قصہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا حضرت کی طلب مین ہاتھ سے خبر بعثت تین سو برس آگے
اور ایک روایت مین زیادہ اُس سے اور دیگر منتظرین موعود کا مشہور ہی بوجہ کثرت اخبار یہ ہی مشہور ہین الا بقدر المقدار لکھے
وصل ذکر فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین کہ مشترک ہین درمیان حضرت اور دور آنحضرت اور انبیا مین اور فضائل
کمالات مخصوصہ کہ انمین کوئی سہیم و شریک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دنیا و آخرت مین نہین جاننا چاہیے کہ حق جل و
علی نے جواہر نفوس مختلف پیدا کیے ہین بعضے نہایت مرتبہ صفا اور غایت نورانیت مین اور بعضے متوسط اور بعضے
غایت کدورت و نہایت ظلمات مین اور ہر قسم مین مراتب و درجات متفاوت نفوس انبیا علیہم السلام سارے صاف ترین
و جید تر اور بدن اُنکے بھی پاک تر نقصان اور سلیم تر عیب سے بہ نسبت باقی نفوس بشریہ کے اور باوجودیکہ سب یہ کہا
مین اشرف اور اپنے غیر سے فاضل و کامل ہین لیکن انمین بھی تفاضل و تفاوت حاصل ہی اور سیدنا اور شفیعنا محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سب سے اصح و اعدل مزاج ہین اور اتم و اسلم بدن ہین - اور آپ صفی و اذکی روح مین اور اکمل و
اعلی خلق مین اور الطف و اشرق نور مین اور کچھ خلاف نہین کہ حضرت افضل البشر اور سید الآدم افضل الناس منزلت مین
اور اعلی الناس درجہ مین او رجو کچھ اور انبیا کو حاصل تھا آپکو بھی مثل اسکے یا زیادہ اُس سے حاصل اور وہ جو آنحضرت کو
حاصل انھین نہی حاصل - آدم علیہ السلام کو دی گئی فضیلت کہ حق تعالی نے پیدا کیا انھین ساتھ قدرت اپنی کے اور
نفخ روح انمین کیا اور ہمارے پیغمبر علیہ السلام ویسے گئے بہ کمال کہ متولی شرح صدر اُنکا ہوا خود ذات باری عز اسمہ
سے اور رکھا اسمین ایمان و حکمت پس متولی ہوا آدم سے خلق وجودی کا اور ہمارے پیغمبر سے خلق نبوی کا اور سجود ملائکہ
آدم کو کہ حقیقت مین وہ سجدہ اصل اعنی نور محمدی کو تھا جو ہر روح مین اور ظاہر کرنا اُس نور کا علیہ سے شریعت مین
اور تشریف و تکریم حضرت بشرینا آیت ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی یعنی بیشک خدا
اور اسکے فرشتے درود بھیجتے ہین اوپر نبی کے اتم و اتج ہے تشریف آدم سے بسجود ملائکہ اسواسطے کہ حق تعالی

ساتھ ملائکہ کے شریک سجود تھا کہ حقتعالیٰ پر جائز نہین اور صلوٰۃ و سلام مین شریک بلکہ مقدم فرشتون پر اور سجود ملائکہ مین
تعظیم و تشریف ایک مرتبہ اور صلوٰۃ و سلام مین اضافہ انوار رحمت و اسرار قدس دائم و مستمر و متجدد و منہج جمیع اثر منہ ہین اور مومن
اس اشتراک مین مامور ہین اور فضیلت تعلیم اسمای آدم کو اسکا بیان دیلمی نے مسند الفردوس مین حدیث ابو رافع سے یون کیا
ہے کہ حضرت کی امت ماؤطین آپ پر متمثل کی گئی ہے اور سب کے نام تعلیم کر دیے گئے ہیں جیسے کہ آدم کو تعلیم اسما
فرمائی ایسی ہی حضرت کو ساتھ زیادتی ذوات و مسمیات کے اور شک نہین کہ رتبہ مسمیات کا رتبہ اسماء سے زیادہ ہے یہان
دونون موجود اور ادریس علیہ السلام کے حق مین فرمایا آیت و رفعناہ مکانا علیا یعنے اٹھایا اور دیا
ہمنے اُسے مکان بلند اور حضرت کو شرف و مقرب معراج فرمایا کہ یہ مرتبہ کسی اور کو بجز حضرت نہین عطا فرمایا اور نوح
علیہ السلام اور جو شخص کہ اُسکے اوپر ایمان لائے تھے طوفان غرق سے نجات بخشی اور حضرت کی امت کو عذاب نازل
کیے گئے آسمان سے قال اللہ تعالیٰ وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم یعنے اور نہین اللہ کہ عذاب
کرے انھین حالانکہ ہو تو انمین موجود۔ امام فخر رازی اپنی تفسیر مین لائے ہین کہ اکرام حقتعالیٰ کا نوح کو یہ تھا کہ نگاہ رکھا
سفینہ انکا پانی پر اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے ساتھ اس سے عظیم تر چنانچہ روایت کی گئی ہے کہ تھے آنحضرت صلعم
ایک دن کنارہ آب پر اور بیٹھا تھا عکرمہ بن ابی جہل آنکے پس کہا عکرمہ نے اگر تو دعوی نبوت مین سچا ہی تو بلا اُس پتھر کو کہ دوسرے
کنارہ پر ہے پانی کے تا شنا کرے اور نہ ڈوبے اور اسطرف چلا آوے پس اشارہ فرمایا آنحضرت نے تا منقلع ہوا پتھر اپنے
مکان سے اور شناوری کی اور آگے حضرت کے آکر کھڑا ہوا اور شہادت دی آپکی رسالت و نبوت کی اور فرمایا حضرت
نے آیا خاطر جمع ہوئی تیری ای عکرمہ کہا اس پتھر کو کہو تا رجوع کرے جہان سے آیا ہے پس شناوری سنگ نے اور گیا جسجگہ کہ تھا پس شنا کرنا سنگ کا
اور نہ ڈوبنا اسکا پانی مین عظیم تر و عجیب تر ہے قائم رہنے کشتی سے پانی کے اوپر اور نہ ڈوبنا اُسکا خاصیت چوب ہے اور برد و سلام
ہونا نار نمرودی کا ابراہیم صلوٰۃ اللہ و سلامہ کے اوپر اس سے عجیب و غریب نہین کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے اوپر نار حرب کفار
کا اطفا و خاموش ہونا کما قال اللہ تعالیٰ کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاھا اللہ یعنے کہ فرمایا خدا تعالیٰ نے جسوقت افروختہ
کرتے کفار آتش واسطے جنگ کے سرد کرتا اسے پروردگار اور ہر چند چاہتے کہ سرد کرین نور دین ساتھ نار کفر کے پس اباء و انکار لاتا
اللہ جبار و قہار مگر یہ کہ تمام کرے اپنا نور اور سرد کرین نار شرور اور لیوے واسطے محمد کے سرور و ظہور آیت و یابی اللہ الا
ان یتم نورہ ولو کرہ الکفرون یعنی اور انکار کرتا ہی خدا مگر یہ کہ پورا کرے اپنا نور اور اگرچہ مکروہ جانین کافر۔ اور مذکور ہے
شب معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم دریای آتش پر گذری کہ حکما اُسے کرہ نار کہتے ہین اور سلامت و محفوظ رہے اُس سے
اور روایت کیا ہی نسائی نے کہ محمد بن حاطب نے کہا کہ ایام طفولیت مین میرے اوپر دیگچہ جوشان آن پڑی تھی اور تمام پوست
میرے بدن کا سوختہ ہوگیا پس لے گیا مجھے میرا باپ حضرت کے پاس اور ڈالا آپنے میرے بدن پر کہ جل گیا تھا آب دہن مبارک
اور کہا اذھب الباس رب الناس یعنے لیجا اور دور کر بیماری کو ای پروردگار آدمیون کے پس شفا پائی مین نے گویا کوئی آفت
مجھے نہ پہونچی تھی اور وہ ابراہیم علیہ السلام کو ساتھ خلعت خلت کے ممتاز کیا حضرت کو ساتھ مقام محبوبیت کے مقام محبت بالاتر
مقام خلت سے ہی اور اختصاص ساتھ شفاعت عام برگزیدہ کیا اور بعض کہتے ہین کہ آن حضرت جامع مقام خلت و

محبت ہین اور فضیلت حضرت کی ارفع و اکمل و افضل و اعلیٰ فضیلت ابراہیم سے اور تحقیق اس کلام کے آخر بیان تخصیص آنحضرت
بفضائل آنحضرت ہین او بکی انشاء اللہ تعالیٰ اور ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ السلام کو کہ بکہ اصنام موصوف ہین کہ ساتھ تبر کے
تیشہ کو توڑا اسپہ نا و مولانا و مولی الثقلین نے اصنام منصوبہ دیوار ہای کعبہ کو بادشاہ ایک چوب کے اور یہ نہین مگر ساتھ قوت
ربانیہ اور بقدرت الہیہ کے اور گویا آیت جاء الحق و زہق الباطل یعنے آیا حق اور گیا باطل اور یہ ابراہیم
علیہ السلام کو جو ساتھ بنا بیت الحرام شرف حاصل ہوا حضرت کو ساتھ وضع حجر اسود کے اس مقام مین جیسے کہ قضیہ بنا قریش
ہین مذکور ہے اور جو موسیٰ علیہ السلام کو عصا دیا گیا وہ سانپ بن جاتا تھا لیکن اسے نطق نہ تھا ہمارے حضرت کی جدائی
مین رونا اور فریاد کرنا چوب ستون کا کہ مسجد مین تھا زیادہ فضل و بزرگی رکھتا ہے کہ قصہ اسکا باب معجزات مین آویگا اور امام
فخر رازی نے اپنی تفسیر مین بیان کیا ہے کہ ایک دن ابو جہل لعین نے چاہا کہ حضرت کو بضرب سنگ مجروح و خستہ کرے کیا
دیکھتا ہے کہ کتفین شریفین سے اوپر دو اژدہے ہین مارے ڈر کے بھاگا اور روشنی ید بیضای موسوی کہ اسکے نور سے چشم
بینندہ خیرہ ہوتی تھی ذات حضرت سر سے قدم تک نور ہی تھی کہ دیدۂ حیرت جمال باکمال حضرت مین خیرہ ہوتا تھا اور
مثل ماہ و آفتاب تابان و درخشان اگر نقاب حجاب بشری مین وہ نور احمدی مستور و محجوب نہوتا کیا تاب طاقت کسی مین
کہ نظر حسن و ادراک اودھر نظر کرتا اور قتادہ بن النعمان نے کہ صحابہ کرام سے ہین ایک رات نماز عشا حضرت کے ساتھ ادا کی
اس رات تاریکی ابر و باران بہت تھا حضرت نے شاخ خرما انکی ہاتھ مین دی اور فرمایا اسے لیجا وہ روشنی بخشیگی آگے سے
اور پیچھے سے بمقدار دس گز اور جب گھر مین آیا وہ مار سیاہ معلوم ہوگا اسے مارکر باہر ڈال دینا رواہ ابو نعیم اور صحیح بخاری
اور کتابون مین مذکور ہے کہ عباد بن بشر اور سعد بن حضیر شب تاریک مین بملازمت شریف آئے اور ہر ایک کے ہاتھ مین عصا
تھا پس روشن ہوا عصا کہ ہاتھ مین ایک کے ان دو سے تھا کہ اسکی روشنی مسافت راہ وقوع مین آیا اور جب جدا ہوئے
عصا کہ دوسرے شخص کے ہاتھ مین روشن ہوا اور بخاری تاریخ مین اور بیہقی اور ابو نعیم حمزہ اسلمی سے لائے ہین کہ
تھے ہم ساتھ حضرت کے ایک سفر مین پس متفرق و جدا ہوئے ہم رات اندھیری مین روشن ہوئین میری انگلیان تا
سب اس روشنائی مین جمع ہوئے اور ایک کوئی ہلاک نہوا اور انگلیان میری روشن تھین اور حدیث مین آیا ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو واسطے دعوت اسکی قوم کے بھیجا تھا اسنے ایک نشان چاہا کہ حجت ہو
اسے پس حضرت نے انگشت شریف اسکی دونون آنکھون مین ماری اس جگہ سے ایک سفید اور نور پیدا ہوا پس اس
صحابی نے عرض کیا کہ مجھے خوف ہے کہ لوگ برص نہ خیال کرین پس نقل کیا اسے حضرت نے ساتھ تازیانے اسکے کہ اور یہ
حدیثین دلیل ہین حضرت کی نورانیت پر اور سرایت نورانیت حضرت تھا دامان درگاہ مین اور شگافتہ ہونا دریا کا واسطے
موسیٰ علیہ السلام اور شق القمر اس سے زیادہ تر ہے کہ وہ تصرف عالم ارض مین ہے اور یہ تصرف عالم سما مین اور فرق
دونون مین ظاہر ہے فبالفراق بینہما واضح اور بہت روایتون مین آیا ہے کہ درمیان آسمان و زمین
کے ایک دریا ہے کہ نام اسکا مکفوف ہے اور دریای زمین اسکی نسبت حکم ایک قطرہ کا رکھتا ہے نسبت ساتھ محیط کے
ایسا دریا منشق و شگافتہ ہوا واسطے حضرت کے شب معراج مین یہ امر بہت بڑا ہے انفلاق بحر سے واسطے موسیٰ علیہ السلام

اور وہ جو موسی علیہ السلام کو معجزہ ملا پتھر سے اور بہنا چشمون کا اس سنگ سے دیا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انفجار آب بیچ کے
اصابع مبارک سے اور یہ اس سے ابلغ و اکمل ہے اسواسطے کہ سنگ جنس مین سے ہی کہ باہر آتے ہین اُس سے چشمے بخلاف دانت یعنی چشمون
کے گوشت پوست سے اور وہ جو فرمایا حقتعالی نے وکلم اللہ موسی تکلیما یعنی اور کلام کیا حقتعالی نے موسی سے ساتھ
کلام کرنا مشرف ہوئے حضرت ہمارے اُس سے زیادہ شب اسری مین دونون کے ساتھ اور یہی مقام مناجات حضرت فوق
سموات علی سدرۃ المنتہی ہے اور مقام مناجات موسی علیہ السلام طور سینا اور وہ جو دیگئی ہارون علیہ السلام کو فصاحت
لسانی جیسے فرمایا ہے واخی ھرون ھو افصح منی لسانا یعنی میرا بھائی ہارون فصیح تر ہے مجھسے زبان
کے عطا ہوئی ہمارے حضرت کو ایسی فصاحت و بلاغت کہ بالاتر اس سے بلکہ مانند اُسکے مقدور نہین اور فصاحت ہارون کی
غایت اسکی عبرانی مین اور عربی زبان عبرانی پر افصح ہے اسیواسطے موسی علیہ السلام نے افصح منی کہا تھا ۔۔۔ اور
زبان موسی علیہ السلام مین لکنت تھی جیسے کہ قصہ اسکا مشہور ہے اور یوسف علیہ السلام کہ بسبب حسن شہرت رکھتے ہین ہمارے
حضرت مین تمام حسن جمال و صباحت و لمعان وجہ تھا کہ اور کسی مین نہ تھا اور تعبیر رؤیا و تاویل منام کہ حضرت یوسف علیہ السلام
کو عنایت ہوئی تھی اس سے تین چیزین منقول و معلوم ہین ایک انہین سے دیکھنا کواکب و شمس و قمر کا سجدہ کنندہ واسطے اپنے۔ دوسرا
رؤیا یا صاحب السجن کا تیسرا خواب بادشاہ کا اور حضرت کے فضائل و خبر الغیب اس باب مین زیادہ از حد و عد ہین جو کوئی
تصفح اخبار و تتبع آثار کرے اُسے بخوبی معلوم ہووے اور وہ جو داؤد علیہ السلام کو دیا گیا تھا الَنّا لہ الحدید کہ بوقت صنعت زرہ
نرم ہوجاتا تھا اور چوب خشک انکے ہاتھ مین سبز اور برگ آور ہوتی تھی۔ شاۃ ام معبد کہ بہت دبلی و نزار و خشک ہوگئی
تھی ببرکت دست مبارک شیر اُسکی پستانون مین جاری و فراوان ہوا اور یہ زیادہ تر عادت سے بھی گویا ایک طرح کی
سخت چیز کا نرم کرنا ہے اور آپ کے واسطے بھی سنگ سخت نرم ہوگیا ہی۔ حافظ ابونعیم نے روایت کی ہی کہ جب حضرت
مائل غار ہوئے اور سر مبارک فرو کیا طرف سنگ کے تا پنہان کرین اپنے جسم شریف کو پس نرم کیا حقتعالی نے سنگ کو تا آنکہ
سر مبارک غار مین اور استراحت حاصل کیا ساتھ سنگ سخت کے پس نرم ہوا واسطے حضرت کے اور اثر کیا بازو سے شریف نے اُسمین
اور ہوا صخرۂ بیت المقدس مثل خمیر کہ باندھا اسکے ساتھ اپنا دابہ اور تسبیح کی جبال نے داؤد کے ساتھ اور تسبیح کی سنگ
نے دست شریف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اور وہ دیا گیا سلیمان علیہ السلام کو کلام طیر اور تسخیر شیاطین و ریح
و ملک کہ نہین دیا گیا ہی کسیکو دیا ہمارے سید سلطان پیغمبر آخر الزمان کو مانند اُسکے اور زیادہ اُس سے اما کلام طیر
کہ فرمایا علمنا منطق الطیر یعنی اور سکھائی گئی ہمکو گویائی جانورونکی سخن کیا حضرت کے ساتھ سنگ نے اور تسبیح کی اوپر ہاتھ
آپکے حصی نے کہ جماد ہے اور یہ اعلی و اغرب ہی کلام طیر سے اور کلام کیا حضرت کے ساتھ ذراع مشاۃ مسمومہ نے اور
کلام کیا آہو نے اور شکایت کی بعیر نے جیسے کہ باب مین آویگا اور روایت کیا گیا ہی کہ ایک طائر آیا اور گرد سر مبارک پھرا اور
کچھ سخن کہا آپنے فرمایا کہ ستایا ہے کسی نے تم مین سے اس طائر کو بچھڑا اسکے بچون کے چاہیے کہ پھیر دو اُسکی طرف بچون
اُسکی اور قصہ کلام گرگ حضرت کا مشہور ہی اور ریح کہ لیجاتی تھی تخت سلیمان کا صبح جگہ کہ دو ماہ ادا ہو کرتے تھے اتنا راہ مین سے
حضرت کو براق عنایت ہوا تھا کہ شریف تر ہے ریح سے بلکہ تیز تر ہی فاصلہ سے کہ لیگیا حضرت کو فرش سے عرش تک ساتھ

ایک ساعت مین اور مسخر کی گئی ہی واسطے سلیمان علیہ السلام کی زمین تا دیکھا مشارق و مغارب ارض کو اور ہمارے پیغمبر صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کی گئی اور گرد لائی گئی واسطے انکے تا دیکھا مشارق و مغارب ارض کو اور اُسکے مغارب کو اور تسخیر
شیاطین کہ حدیث صحیح مین آیا ہی کہ سامنے آیا حضرت کے شیطان نماز کے اندر پس قدرت عطا فرمائی اللہ تعالی نے حضرت
کو اُسکے اوپر اور چاہا کہ اُسے باندھدین ساتھ ایک ستون کے ستونون مسجد سے کہ بازی کرین اسکے ساتھ لڑکے کوچہ کے
اور وہ جو دیے گئے عیسی علیہ السلام ابرای اکمہ و ابرص و احیای موتی اور دیے گئے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ
سلم کہ رد کی آنکھ ابو قتادہ کی کہ باہر نکل پڑی تھی پس ہو گئی بہتر اُس سے کہ پیشتر تھی اور روایت کی گئی ہے زن معاذ بن
عفرا برص رکھتی تھی پس شکایت اس امر کی حضرت پاس لائی حضرت نے چھڑی سے مسح اُسپر فرمایا پس دور کیا حقتعالی
نے برص اسکا نقل کیا اُسے مواہب لدنیہ مین امام فخر سے اور بیہقی نے دلائل النبوۃ مین ایک قصہ ایک مرد کا نقل کیا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ مین ایمان لاتا ہون اگر زندہ ہو جاوے یہ میری بیٹی مردہ پس جناب
محمد مصطفے اُسکی قبر پر تشریف لائے اور کھڑے ہوئے اور ندا کی یا فلانہ اُسکی قبر سے آواز آئی لبیک وسعدیک
یا رسول اللہ الحدیث احیا موتی جناب آن سرور سے مواضع متعددہ واقع ہوا ہی کہ باب معجزات مین آویگا
غرضکہ وہ جو فضائل وکمالات و معجزات تمام انبیا و رسل مین تھے وہ سب ذات شریف مین موجود تھے بیت خوبی و
شکل و شمائل حرکات و سکنات + انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری وصل یہ فضائل و معجزات کہ مذکور ہوے مشترک ہے
درمیان انبیا اور حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیکن وہ فضائل کہ مخصوص بذات شریف ہین اور خصائص
نبوی کہتے ہین خارج حد و عد و حضرت سے ہین لیکن وہ جو قید ضبط مین محصور ہین مذکور ہوتے ہین - خصائص آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو قسم ہین ایک قبیل احکام شرع سے اور دوسرے قسم صفات اور احوال و معجزات سے
اور بعضون نے کہا ہی کہ تکلم قسم احکام مین اور بحث کرنا اس سے بیفائدہ ہے اور متعلق نہین ہی اب اُسکے ساتھ کوئی حکم
وہ ایک امر ہی کہ گذرا اور صواب یہ ہی کہ فائدہ اُسپر مترتب ہی اول علم حال شریف حضرت کے اور تحقیق وہ ایک سعادت اور
ایک نوع کمال ہی کہ اتباع و اقتدا اوپر اسکے موقوف ہی جب تک کہ نجانا جاوے عمل اسپر نہین کیا جاتا پھر یہ قسم چار قسم ہے
قسم پہلی وہ جو مخصوص آپکے ساتھ ہی واجبات سے اور حکمت اُسمین زیادتی قرب و درجات ہی جیسا کہ وجوب نماز ضحی مین ہیچ
ایک قول ہے اور صواب اُسکے خلاف ہی اور قول عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ما رایت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یسبح سبحۃ الضحی محمول اسی نماز پر ہی یعنی نہین دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسبیح کرتے تسبیح ضحی اور
جیسکہ نماز تہجد حضرت کے اوپر فرض تھی اور بعضون نے کہا کہ امت کے اوپر بھی فرض تھی پس منسوخ ہو گئی انسے جیسے مسواک
اور حدیث مین آیا ہی کہ آنحضرت مامور بوضو تھے واسطے ہر نماز کے جب شاق و دشوار آیا آپپر مامور ہوئے بمسواک واسطے ہر نماز کے
اور حدیثین اور بہی شان مسواک مین آئی ہین کہ دلائل انکے وجوب قطعی پر نہین اور قسم دوسری خصائص آنحضرت حرمت مین یعنی
احکام کہ حضرت پر حرام ہین انکے غیر پر حرام نہین جیسکہ تحریم زکوۃ اور تحریم صدقہ اوپر قول صحیح و مشہور کے منصوص بقول آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انا لا ناکل الصدقۃ یعنی ہم نہین کہاتے صدقہ - روایت کیا اسے مسلم نے پس بعضون کے نزدیک

امتناع اکل سی جہت حرمت ہی اور بعضون کے نزدیک تنزیہی بہرحال امتناع اکل صدقہ سے خواہ تحریماً خواہ تنزیہاً خصائص حضرت سے ہے
جیسے کہ تحریم زکوٰۃ آل و موالی حضرت پر اور جیسا کہ کہانا چیز کریہ الرائحہ کا مانند سیر و پیاز کے احادیث مین آیا ہے
اور جیسے کہ تحریم نکاح کتابیہ اسواسطے کہ ازواج مطہرات حضرت امہات المومنین ہین اور زوجات حضرت بہشتی اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعز و اشرف ہین اس بات سے کہ رکہین نطفہ پاک اپنا رحم کافرہ مین اور جیسے کہ تحریم نکاح
امتہ مسلمہ لیکن تسری یعنی کنیز کر لینا جائز ہے باتفاق قسم تیسری وہ کہ مخصوص ہے آنحضرت کے ساتھ مباحات سے
جیسے کہ ٹوٹنا وضو کا ساتھ نوم کے اور بعضون نے کہا ہی یہ حکم عام ہے سب انبیا علیہم السلام کو اور جیسے کہ اباحت صلوٰۃ
بعد العصر اور جواز نماز تہجد اور پر راحلہ کے باوجود وجوب وتر اور نماز جنازہ اور غائب کے نزدیک حنفیہ کے اور شافعی کے نزدیک عالم
ہے ساری امت کو اور صوم الوصال کہ تحقیق اسکی باب الصیام مین آویگی انشاء اللہ تعالی اور اباحت نظر باقتضاب اور جواز خلوت
اجنبیہ اور اسجگہ کلام ہی کہ اسکے محل مین مذکور ہوگا اور نکاح زیادہ چار عورتون سے اور اسیطرح اور انبیا کو اور نو سے زیادہ ہمارے
پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسمین خلاف ہی اور جواز نکاح ہبہ جانب زن سی کہ بخشے ایک عورت اپنے نفس کو اور مہر طلب کرے بغیر ولی
و شہود کے نسبت آنحضرت کے اور نہ انکے غیر کے اور آنحضرت کو جائز تہا کہ تزویج کردین کسی مرد کی بدون اذن اسکی اور لیا کے اور
نکاح زن بے رضای زن اور اگر رغبت فرماتے حضرت طرف نکاح کے کہ شوہر نہین رکہتی لازم ہوتا تہا اس عورت کو اوپر اجابت اسکی
اور حرام ہوتی تہی دوسرے پر خواستگاری اسکی اور اگر شوہر دار ہوتی واجب ہوتا شوہر پر طلاق دینا اسے اور اس جگہ
امتحان ایمان اس شخص کا تہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یومن احدکم حتی اکون احب
الیہ من نفسہ وولدہ والناس اجمعین یعنی مومن نہین ہوتا ایک تم مین سے یہانتک کہ ہوئین محبوب طرف اسکے
اسکی ذات اور اہل اور اولاد اسکی اور سب آدمیون سے اور اسیواسطے واجب تہا اوپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
فانا النبی اولی بالمومنین من انفسہم پس تحقیق نبی بہتر ہی مومنین کو انکی ذاتون سے اور مصداق اسکا قصہ زید و زینب کا ہے
اور حاصل اس قصہ کا یہ ہی کہ حقتعالی نے تزویج کیا زینب کو پیش خود حضرت کی ساتھ اور بڑائی کراہت اسکے ولی زید مین اور حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈرتے تہے اسکے اظہار سے تا ضعیف الایمان ورطہ ہلاک مین نہ پڑین وحی نازل ہوئی جانب حقتعالی
سے کہ تو خدا سے ڈر اور خلاف اسکے امر کے نہ کر لوگون سے خوف اور ترس بیفائدہ ہی پس تزویج فرمایا آنحضرت نے اور
اپنے گہر مین لائے اور بعضے مفسرون اور ارباب سیر کو اس مقام مین کلام ہی کہ نہین لائق بمنصب نبوت اور اہل تحقیق نے اسکو
زلالت مفسرین سے شمار کیا ہی اور قصہ یوسف علیہ السلام کا ساتھ زن عزیز یعنی زلیخا کے اور قصہ داود علیہ السلام ساتھ زن
اوریا کے اور مقرر کرنا عتق کا بجای مہر جیسے کہ مقدمہ صفیہ مین واقع ہوا اور وجوب نفقہ زوجات مین حضرت کے اوپر اختلاف
ہے۔ نووی نے کہا صحیح وجوب ہے اور واجب نہ تہا حضرت پر رعایت قسم زنان نزدیک اکثر علما سے حنفیہ
بہی اسیطرف گئے اور وہ جو حضرت بہ نسبت ازواج رعایت فرماتے تہے بطریق تفضل تہا بسبیل سوال و جواب اور
حلال ہونا حضرت پر جمع درمیان زن وعمہ وخالہ کے وہ وجہ ہین نہ ہمشیرہ و مادر و دختر ہین کہ یہ درست نہین اور اہل
تحقیق نے کہا ہی کہ مرجع ان سب خصائص کا اسطرف ہی کہ نکاح آپکے حق مین حکم کنیزی رکہتا تہا جیسے کنیز کی اسواسطے

کہ سب چارہ و مجبورت حکم وارد نہ تھا مر حضرت بین تھے اور مباح تھا حضرت کو کہ لین مال غنیمت سے پیش از قسمت جو چاہین لونڈی و
شمشیر وغیرہ سے اور مباح تھا حضرت کو قتال کرین اور دخول مکہ مین بے احرام کہ تحقیق اور تفصیل اسکے باب فتح مین آویگی
انشاء اللہ تعالی اور خصائص حضرت سے حکم کرین ساتھ علم اپنے کے اور حکم کرین اپنے واسطے اور اولاد اپنی کے گواہی
دیوین واسطے نفس اپنے کے اور ولد اپنے کے اور شتم اور لعن انکا قربت و رحمت اور مباح تھا خاص حضرت کو کہ قسمت
کرین اراضی پیش از فتح کہ مالک الملک نے مالک کر دیا تھا حضرت کو تمام اراضی و ممالک کا رکھا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے
حضرت کو چہارم اختیار قسمت ارض جنت حاصل ہووی پس قسمت ارض دنیا بطریق اولی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصل اور
خصائص سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ قبیل احکام سے نہین بلکہ قبیل صفات و احوال سے ہین لاتعد ولاتحصی ہین خصوصاً
صفات و احوال باطن کہ علم کسی فرد انسانی کا اصلی کنہ کو نہین پہونچتا اور نہ کوران بعض صفات کا ظاہر ہے کہ علما نے
انکا شمار کیا ہے اور معجزات سارے اسی قبیل سے ہین کہ کسی ایک انبیا علیہم السلام سے ظاہر نہین ہوئے لیکن انکے
واسطے جدا باب وضع کیا گیا از جہت عظمت و کثرت انکی اور فضیلت اعلی و اکمل حضرت کی وہ ہی کہ پروردگار تعالے نے انکی
روح پیشتر ارواح خلائق سے پیدا کی اور ارواح سائر کونات کی انکی روح مبارک سے منشعب کین اور سبکو آپکے نور سے
پیدا کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی تھے اور آدم ہنوز درمیان روح و جسد جیسیکہ روایت کیا ترمذی نے ابوہریرہ رض
سے اور عالم ارواح مین بھی فیض بارواح انبیا روح سید الوری سے پہونچتا تھا اور جب تک کہ آفتاب روح حضرت پردہ
غیب مین تھا کواکب ثواقب حضرات انبیا کہ مستور نور حضرت مین تھے ظہور کیا اور جب آفتاب عالمتاب نبوت حضرت نے
ظہور کیا سب مخفی و مختفی ہوئے بعینہ جیسے ستارے رات مین با وقت طلوع آفتاب کے اور ابوہریرہ نے روایت کیا ہی کہ حضرت نے
فرمایا مین اول انبیا پیدائش مین ہون اور آخر انکا بعثت مین اور فضائل مخصوصہ حضرت کے سے وہ ہی کہ جوامع الکلم عطا کیے
گئے کہ مراد انسے کلمات مختصر شامل و حاوی معانی کثیرہ کو اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول اس شخص کے ہین کہ لیا
گیا اس سے میثاق روز الست مین اور کہنے قول بلی مین اس روز جیسا کہ آیا حدیث مین اور عالم و آدم سب واسطے انکے
پیدا کیا گیا کہ مقصود اصلی پیدائش عالم سے وجود حضرت ہے اور لکھا گیا اسم مبارک حضرت کا اوپر عرش اور ابواب جنت و فیہا
کے اور لیا حقتعالی نے عہد انبیا سے آپکے باب مین کہ بوقت بعثت حضرت کی ایمان لاوین اور نصرت و تائید انکی کرین جیسا کہ
سابق گذرا اور واقع ہوئین اخبار و تبشیر بوجود شریف حضرت کتب سابقہ مین اور نسب شریف مین تا زمان آدم علیہ السلام سفاح یعنی
زنا جیسیکہ عہد جاہلیت مین عادت تھی جیسا کہ حدیث مین آیا ہی کہ برگزیدہ کیا حقتعالی نے کنانہ کو اولاد اسماعیل سے اور
برگزیدہ کیا قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے حضرت کو پس برگزیدہ اور بہتر و مہتر سب کے حضرت ہووین صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اور بوقت ولادت شریف سارے بت سرنگون پڑے اور جنون سے اشعار پڑھے اور پیدا ہوئے شکم آمنہ سے
مختون و نظیف بے چرک و ناف بریدہ و ولادت کے وقت اور رافع نظر طرف آسمان اور رافع انگشت شہادت اور دیکھا ان
نے انسے کہ ایک نور انسے خارج ہوا کہ بسبب اس نور کے کوشک شام کے روشن ہوئے اور متحرک تھا مبارک ساتھ تحریک ملائکہ کے
اور کلام کیا مہد مین اور لکھا ہے سخن کرنا قمر کا ساتھ حضرت کے اور میل کرنا جسطرف کہ حضرت اشارہ کرتے تھے اور سایہ کرنا حضرت کی اوپر

ابر کا تمازت آفتاب مین اوقات متعددہ مین واقع ہوا ہی اول زمان صغر مین کہ ہمراہ اپنے عم ابو طالب کے سفر مین نکلی تھی اور
بحیرا راہب نے آپکو پہچانا اور بعضون نے اسی واسطے سایہ نہ گھنے ابر کو بعد اخصائص ذکر کیا اور شق صدر شریف ہی کہ صحاح
مین آیا ہی اور وقوع اسکا چار بار اتفاق ہوا اول اُسوقت کہ صغیر سن تھے بنی سعد مین دوسرے دس برس کی عمر مین
تیسرے قریب بعثت چوتھے شب معراج مین اور فشار دن جبرئیل کا حضرت کو ابتدای وحی مین اور تصرف کرنا وجود مبارک
مین اُسے بھی خصائص سے شمار کیا اور کہا ہی کہ کسی ایک کو انبیا سے یہ نہین ہوا اور تفاصیل ان معانی کی اپنے مواقع
اور مواقع مین آویگی اور حق تعالی نے ہر عضو آنحضرت کو قرآن مین ذکر کیا ہی قلب کو اس اپنے قول مین آیت نزل به
الروح الامین علی قلبک یعنی نازل کیا جبرئیل امین نے قرآن کو تیرے دل پر اور لسان کو
آیت فانما یسرناه بلسانک یعنی پس سوای اسکے نہین کہ آسان کیا ہمنے قرآن کو تیری زبان پر آیت — و
ما ینطق عن الهوی یعنی اور نہین نطق کرتا اپنی خواہش نفس سے اور بصر ساتھ آیت ما زاغ البصر
وما طغی یعنی کجی و میل نہ کیا بصر نے اور تجاوز اور روی مبارک کو ساتھ آیت قد نری تقلب وجهك فی
السماء ترجمہ بے تحقیق دیکھتے ہین ہم رو گردانی تیری طرف آسمان کے واسطے انتظار وحی کے اور عنق کو
ساتھ آیت ولا تجعل یدک مغلولة الی عنقک یعنی اور نہ بند کر اپنے ہاتھ کو انفاق سے اور صدر
وظہر مبارک کو ساتھ آیت الم نشرح لک صدرک ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک
یعنی کیا نہ کھولا ہمنے سینہ تیرا اور اتارا ہمنے تجھسے بوجھ تیرا وہ کہ توڑی اسنے پشت تیری اور یہ دلالت ہی کمال
کمال محبت وعنایت حق جل وعلی پر حضرت کو اور نکالا حق تعالی نے اپنا اسم کہ محمود ہے احمد و محمد سے کہ سب سے پہلے
اس سے اس اسم کے ساتھ کوئی تسمیہ نہین کیا گیا اور کھلاتا تھا آپکو حق تعالی طعام و شراب بہشت سے کہ ذکر اسکا صوم
وصال مین آویگا انشاء اللہ تعالی اور دیکھتے تھے حضرت پیچھے سے جیسے دیکھتے تھے آگے سے اور شب و روز تاریکی
مین جیسے کہ دن اور روشنی مین اور ذکر اسکا حلیہ شریف مین گذرا ہے اور جسوقت حضرت سنگ پر چلتے نشان قدوم
مبارک کا اسمین پڑجاتا جیسے کہ مقام ابراہیم مین متواتر ہے اور اثر قدمین شریفین کا سنگ مکہ مین مشہور ہے اور اثر
حائط قبلہ شریف کا مسجد بنی معاویہ مین مدینہ مین واقع ہے اور آب دہن مبارک شیرین کر دیتا تھا آب شور کو اور کفایت
کرتا تھا طفل شیر خوارہ کو جیسا کہ باب حلیہ مین گذرا اور بغلین حضرت کی سفید تھین بال نہ رکھتی تھین بعضون نے کہا ہی تھا
کرنا چاہیے ابطین شریفین مین رائحہ کریہ نہ تھی بلکہ لطیف و الطین طیب الرائحہ جیسے ثابت ہوا ہی صحیح مین اور آواز حضرت
کی دور رس تھی کہ وہان کسی کی آواز نہ پہونچتی تھی اور مکھی بدن مبارک پر نہ بیٹھتی تھی اور شپش یعنی جون لباس مبارک
مین نہ پڑتی تھی اور حضرت کو اتفاق احتلام نہین ہوا ہرگز اور ایسے ہی اور انبیا کو اور روایت کیا ہے اسے ہرنی سنے
اور بعض علما نے انزال تجویز رکھا ہے کہ شاید بجہت غلبہ باہ کے ہوتا ہو خواب شیطانی سے اور تھا عرق شریف
خوشبودار زیادہ مشک سے اور سایہ حضرت کا زمین پر نہ پڑتا تھا کہ محل کثافت و نجاست ہی اور نہین دیکھا گیا سایہ
حضرت کا آفتاب و ماہتاب مین۔ ایسا ہی بیان ہے علما سے لیکن مقام استعجاب و استغراب ہے کہ کسی نے ذکر

چراغ نہیں کیا اور حدیث طویل ہیں کہ پڑھنا اسکا بعد از نماز شب آیا ہی اور بعض مشائخ درمیان سنت فجر کے پڑھتے ہیں وہ [illegible]
کیا ہے حضرت نے خدا سے کہ سائر اعضا آپکے ہیں نور بخشے اور اس حدیث کے آخر میں فرمایا واجعلنی نورا یعنی تمام جسم
میرا نور کر دے پس آنحضرت جب نور ہوویں نور کا سایہ نہیں ہوتا اور جب مشی فرماتے دراز قدوں کے ساتھ اُن سب
میں دراز معلوم ہوتے ہیں مگس جامہ مبارک پر بیٹھتی تھی ذکر کیا اُسے فخر رازی نے پس اندام شریف پر نہ بیٹھنا مگس کا بطریق
اولیٰ ہووے اور کاٹا اور چوسا نہیں خون حضرت کا پشے نے اور نہیں ستایا جوؤں نے یہی ہے عبارت قوم کی اور مراد کلام
وجود قمل ہے اور یہ کہ بعض احادیث میں آیا ہی کہ یہ سان تفلی فی ثیابه یعنی حضرت کہ ڈھونڈتے جوں اپنے کپڑوں
میں سے مراد اس سے حقیقت نہیں ہے اسیطرح کہا لوگوں نے اور بلکہ خصائص حضرت سے انقطاع کاہنوں کا ہی نزدیک بعثت
آپ کے اور حراست وحفاظت آسمان کی استراق سمع اور رمی شہاب سے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ محجوب و
ومطرود نہ کیے جاتے تھے شیاطین آسمان سے اور آتے تھے آسمانوں میں اور لاتے تھے خبریں اور سکھاتے کاہنوں کو
کہ انکی ارواح کو ساتھ ارواح خبیثہ جنوں کے علاقہ و مناسبہ روحانی تھا اور بسبب اس علاقے کے کسب علوم کرتے تھے اور
دروغ اپنی طرف سے اسپر بڑھاتے تھے جیسا کہ حضرات انبیا صلوۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کو ساتھ ارواح طیبہ ملائکہ کے کہ
اس مناسبت سے مورد اخبار صادقہ ہوتے تھے جب حضرت سید الثقلین امام القبلتین پیدا ہوئے ممنوع و مرفوع ہوئے
اور باز رکھے گئے عروج دخول سموات سے اور کہا ہی کہ تولد عیسی علیہ السلام کے ممنوع ہوئے تھے تین آسمانوں سے
اور ساتھ تولد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام آسمانوں سے جو کوئی قصد وارادہ کرے عروج آسمان و استراق سمع
کا بری شہاب کہ شعلہ نار ہے روکا جاتا ہی کہ ہرگز خطا نہیں کرتا بعض کو مارتا ہے اور بعض کا منہ جلاتا ہی اور بعض کو فنا
و تباہ کرتا ہی اعضای عقل معمر نے کہا میں نے پوچھا زہری سے کہ آیا رمی شہاب و سقوط نجوم ایام جاہلیت میں تھی کہا البتہ
لیکن تغلیظ و تشدید وقت بعثت حضرت سے شروع ہوئی اور ابن قتیبہ نے کہا کہ رجم پیش از بعثت حضرت تھا لیکن بعد از
بعثت شدت کیگئی حراست میں اور بعضوں نے کہا کہ سقوط نجوم اور رمی شہاب شیاطین کو کیا جاتا تھا لیکن پھر عود کرتے تھے
اپنی جگہ ذکرہ البغوی اور شبا شب لے گئے حضرت کو مسجد حرام سے طرف مسجد اقصی کے اور مرفوع ہوئی بمحل اعلی اور ظاہر
کی گئیں اسپر آیات کبری اور محفوظ رکھے گئے نظر سے ماسوی کے اور حاضر کیے گئے واسطے حضرت کے انبیا اور
امامت کی انکی اور ملائکہ کی اور مطلع اور خبردار کیا حضرت کو بہشت و دوزخ پر اور لے گئے ایسی جگہ کہ علم و قیاس کسیکا
وہاں پرواز نہ کر سکے اور دیکھا پروردگار کو بچشم سر جیسا کہ ذکر معراج میں آوے گا انشاء اللہ تعالے اور جمع کیا
حقتعالی نے درمیان رویت وکلام کے اور مشرف کیا حضرت کو اُسی عالم میں بہ رویت جمال اپنی کے کہ ملک و نبی
و ولی کو یہ فضیلت حاصل و میسر نہیں ہوئی اور ملائکہ ہمراہ حضرت سیر مشی کرتے تھے پس پشت جیسا کہ آپ فرمایا
کرتے تھے صحابہ کرام کو واسطے پیش رو میرے کے تا پس پشت ملائکہ کے لیے باقی رہے اور قتال کیا ملائکہ نے
آپکے ہمراہ ہو کر غزوہ بدر و حنین میں اور نگاہ رکھی گئی حضرت کی کتاب یعنی قرآن تبدیل و تحریف سے ہر چند کہ سعی کی
بہت سی ملاحدہ و معطلہ و قرامطہ نے تغیر و تبدیل اُسکی میں لیکن راہ یاب نہوئے اسطرف اور قادر نہوئے اُسکے

اطفا اور پر اور تغیر ایک کلمہ کا بلکہ اسکے کلمات سے اور تشکیک ایک حرف مین اُسکے حروف سے اور باوجود توفیر دواعی ملاحدہ
اور یہود و نصاری کے اوپر تبدیل و افساد و ابطال اسکے فرمایا اللہ تعالی نے آیت لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ
ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید یعنی نہین آتا قرآن مین باطل روبرو اُسکے سے اور نہ پیچھے اسکے سے نازل
کیا گیا ہی حکمت والی ستودہ سے یہ کتاب عزیز مشتمل ہی اس چیز پر کہ مشتمل ہین اسپر جمیع کتب اور جامع ہی اخبار قرون سابقہ اور احوال
امم ماضیہ پر اور بیان شرائع و احکام کو کہ نشان اُنکا ظاہر و پیدا نہیں اور نہیں جانتا اُسے مگر ایک احبار اہل کتاب سے کہ قطع
کریکہ عمر عزیز اپنی اسکی تعلیم مین باوجود اس تمام ایجاز و اختصار کے اور سارا کلام صفات اس کتاب عزیز مین معجزات مین گنا
انشاء اللہ تعالی اور آسان کیا حفظ اسکا جو کوئی چاہے بخلاف اور امتون کے انمین سے ایک کو بھی بجز انبیا علیہم السلام
کتاب اپنی یاد نہتی کیا جگہ جم غفیر کی باوجود مرور قرون و سنین کے اوپر اور قرآن کے بسبب وہ آسان ہی سیان اطفال و غلمان
قریب و قلیل سے اور نازل کیا گیا ہی اوپر سات حروف کے واسطے تسہیل و تیسیر و ترحم و تفضیل کے اور تحقیق سبعہ احرف کی
شرح مشکوۃ مین کی گئی ہے اور پروردگار تعالی خود متکفل ہوا ہی اسکی حراست و حفاظت کا اور یہی سبب ہے اسکی سلامت
تحریف و تبدیل و زیادت و نقصان سے جیسے کہ فرمایا ہے آیت انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون
یعنی بدرستی ہمنے نازل کیا قرآن کو اور تحقیق ہم اُسکے واسطے البتہ نگہبان ہین اور حفظ توریت و انجیل کا انبیا و احبار پر
چھوڑا اسی واسطے راہ پائی اسمین تحریف اور تبدیل نے اور بعضے سلف نے کہا ہی کہ اسکو دلیل قوی ہی اوپر ہونے بسملہ کے
جزو ہر سورہ کا سورۂ قرآن سے بجہت اثبات اُسکے قرآن مین اور نہین تو لازم آدمی زیادتی ہے جب زیادتی متحقق ہوئی
گمان نقصان بھی متصور ہوا۔ جواب اسکا یہ ہی کہ لکھنا بسم اللہ کا اوپر ہر سورہ کے باجماع صحابہ ثابت ہے اور بسم اللہ منزل
واسطے فصل و جدائی کے درمیان سورے کے ہے اور یہ داخل تغیر نہین ہی کہ موجب شبہہ کا ہووے اور مخصوص کیا حق تعالی
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ فاتحۃ الکتاب اور آیۃ الکرسی کے اور امن الرسول خزانون تحت العرش
کے سے ہے کہ نہین دیا گیا کوئی ایک پیغمبرون سے مثل اُسکے اور حدیث ابن مسعود مین آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین تم مین سے کوئی موکل کیا گیا ہے ساتھ اُسکی قرین اُسکا جن سے اور قرین اُسکا ملائکہ سے
کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپکے واسطے بھی فرمایا البتہ اعانت و یاری دی مجھے میرے پروردگار نے اسپر
پس اسلام لایا اور امر نہین کرتا مجھے ساتھ خیر کے اور بعضون نے کہا ہی کہ مراد اسلام لانے سے انقیاد و اطاعت
اور نہ تصرف کرنا آنحضرت کے باب مین اور قول اکثر کا یہ ہے کہ مراد حقیقت اسلام ہی اور یہ غریب ترین خصوصیات آنحضرت
سے ہی اور یہ کہ جائز نہین آنحضرت پر ذکر کیا ہی اُسے زرکشی اور حجازی نے مختصر مین اور ایک قوم نے یہ کہا ہی کہ نسیان ہے
جائز نہین حکایت کیا ہی یہ قول نووی نے شرح مسلم مین اور اسیطرح ذکر کیا ہی صاحب مواہب لدنیہ نے بے تفصیل اور
اختلاف و تفصیل یہ ہی کہ اجماع کیا ہے اوپر نہ ہونے نسیان کے اخبار و اقوال مین کہ متعلق بہ تبلیغ شرائع اور وحی
کے ہین اور بعضون نے اخبار مین اختلاف کیا ہی اور نسیان جائز کیا ہی یہ قوم ضعیف ہی اسواسطے کہ اخبار خلاف واقع
کذب ہی اور منقصت کہ واجب ہے کہ تنزیہ ساحت عزت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُسے اور یہ مذہب جمہور علما

کبھی ہوتا ہی لیکن انبیا ان افعال مین جاتا ہی اور وقوع اسکا انمین ساتھ صحت کے پہونچتا ہی پس چارہ نہین قائل ہونے سے ساتھ اسکے باوجودیکہ فراموشی اس مقام مین متضمن حکمت تقریر حکم شریعت اور مشتمل اوپر فائدہ بیان مسئلہ واسطے امت کے اور اور امت کا سہو اور نسیان اقتدا آنحضرت کو اس امر مین اور بقا ہوا شریعت اور احکام جبلیت کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ساتھ اشتغال بحوادث شہود خاص اور استغراق آئین کہ موجب ہی اس عالم وماسوای ہوتا ہی اور افعال اعضا اور جوارح اسی عالم مین جاری ہوتا ہی بحقیقت الکمال اور خطا اگر مراد ساتھ اسکے خطائی الاجتہاد سے ہے بعضی مواضع مین واقع ہوئی ہے جیسا کہ قصہ اسیران بدر ہے لیکن آنحضرت کو خطا پر نہ رکھے گئے بلکہ آگاہ وخبردار کرتے تھے اور ایساہی نسیان انبیا مین لیکن نسیان حضرت ہرگز واقع نہین ہوا کہ منشا وہ ہو دین کہ دو رکعت ادا کرین یا تین اور فرمایا شک شیطان سے ہے اور یہ بھی کہ زینب سے سوال کیا جاتا ہے آنحضرت سے قبر مین اور کہا جاتا ہی کہ کیا کہتا تھا تو حق بیچ اس مرد کے کہ درمیان تمھارے مبعوث ہوا کہ جیسا کہ کہا ہی اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ انبیا اور انبیا کی مسئول نہین ہوتین اور انبیا سے قبر مین اور حرام کی گئین ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیچھے حضرت کے قال اللہ تعالی وازواجہ امھاتہم فرمایا اللہ تعالی نے اور زنان حضرت تمہاری مائین ہین یعنی حرمت مین حکم ماؤن کا رکھتی ہین تکریم وتعظیم آنحضرت کی اور فرمایا آیت وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا یعنی اور نہین تمکو کہ اذیت دو رسول خدا کو اور نہ یہ کہ نکاح کرو زنان حضرت کے ساتھ بعد حضرت کے کبھی روضۃ الاحباب مین کہا ہے کہ کہتے ہین طلحہ بن عبید اللہ نے کہا کہ جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے رحلت فرماوین مین عائشہ صدیقہ کے ساتھ نکاح کرون پس یہ آیت نازل ہوئی اور بعضی کتابون مین لکھا ہے کہ تزوید مرید نے طلحہ وہی در باب عائشہ رضی اللہ عنہا کے پس پڑھی یہ آیت اسکے سامنے پس ممنوع ہوا اس ارادہ سے اور یہ حکم سب ازواج مطہرات کا نہین غیر مخیرات کا ہے جنہون نے کہ دنیا وزینت اسکی چاہی یا خدا اور رسول کو چاہا پس جن ازواج نے کہ دنیا چاہی اور آنحضرت سے جدا پڑین انکے حال مین خلاف ہی امام الحرمین اور غزالی نے جزم کیا ہی ساتھ حلال انکی لیکن وہ ازواج کہ وقت وفات تک حضرت کے ساتھ تھین حرام ہین غیر حضرت پر اور ہوا اثر نظر انہین دو وجہ مین اشہر متبع ہی اور حکم امومت احترام واطاعت وتحریم نکاح مین ہے نہ جواز خلوت ونفقہ ومیراث مین اور تعدیہ ونجاوز نہین کرتا یہ حکم غیر ازواج سے جیسا کہ نہین بنات حضرت اخوات مومنین ہین اوپر قول اصح کے اسیطرح مواہب لدنیہ مین ہی اور حقیقت مین سبب حرمت ازواج کا یہ ہے کہ آنحضرت قبر شریف مین حی اور زندہ ہین اسواسطے کہا ہے کہ عدت وفات انپر واجب نہین وصل اور اولاد بنات نسبت کیجاتی ہے حضرت کی طرف جیسے کہ آپ نے فرمایا ہے ہر پیغمبر کی اولاد اسکی صلب سے ہوئی اور اولاد میری صلب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اور حدیث شان حسنین رضی اللہ عنہم مین آیا ہے ہذان ابنای وابنا بنتی اللہم انی احبہما فاحبہما واحب من یحبہما یعنی یہ دونون دو بیٹے میرے ہین اور دو بیٹے میری بیٹی کے بار خدایا بیشک مین دوست رکھتا ہون ان دونون کو پس دوست رکھ تو ان دونون کو اور دوست رکھ جو ان دونون کو دوست رکھے تو اوسکو اور دوسری حدیث مین آیا ہے ان ابنی ہذین ریحانتان من الدنیا یعنی بدرستی یہ دونون فرزند میرے دو ریحان میرے ہین دنیا سے اور بھی حدیث مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو فرماتے تھے بلاؤ

سیدہ پاس دونوں فرزندوں کو بیس گلے سے لگاتے انھیں اور پیار کرتے انھیں اور شان امام حسن میں فرمایا ان ابنی ھذا سید یعنی تحقیق بیٹا میرا سید ہے اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ حضرت امام حسن یا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما ایک دن چھوٹے تھے میں ہی سجدہ میں حضرت کی پشت مبارک پر سوار ہوا آنحضرت نے سر مبارک سجدہ سے اٹھایا اور سجدہ طول کیا پس صحابہ نے سبب درازی سجدہ سے سوال کیا اور کہا کہ کوئی وحی تمہارے پر نازل ہوئی یا رسول اللہ فرمایا میرا بیٹا سوار ہوا میرے پر پس ناخوش جانا میں نے شتابی کو تاکہ وہ اپنی خواہش پوری کرے اور ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ ہر نسب و سبب روز قیامت منقطع ہو جائیگا سوا نسب و سبب حضرت کے اور مراد نسب سے اولاد ہے اور مقصود سبب سے اہل ہیں اور اسی واسطے تزویج کیا امیر المومنین عمر نے بنت فاطمہ زہرا کو با سبب ارادہ اتصال با آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ایک یہ کہ تزویج نکیا جاوے اوپر بنات حضرت کے یعنی اگر کوئی دختر دختران حضرت سے نکاح میں کسی مرد کے ہو وے نہیں سزاوار اس مرد کو کہ اوپر دوسری کی خواستگاری کرے اور اصل اس بات میں قصہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا ہے کہ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے دختر ابو جہل کو کہ مسلمان ہو کر مدینہ میں آئی تھی خواستگاری فرمائی جب خبر فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے سنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں پس آنحضرت اٹھے اور اوپر منبر کے تشریف لے گئے اور خطبہ پڑھا اور کہا کہ فاطمہ پارہ جگر و گوشہ میری ہے اور میں روا نہیں رکھتا اور خوش نہیں آتا مجھے کہ ستاویں اور فتنہ میں ڈالیں اسکو اور مجھے ایذا دیتا ہے جو کوئی ستاتا ہے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اور میں نے سنا ہے کہ علی خواستگاری کرتا ہے دختر ابی جہل کو سوگند بخدا کہ جمع و فراہم نہیں ہوتی دختر رسول خدا اور دختر دشمن خدا ایک مرد کے نکاح میں چاہیے کہ علی طلاق دیوے فاطمہ کو یا نہ نکاح کرے دختر ابی جہل کو پس علی مرتضی آئے اور عذر چاہا اور ترک کیا خواستگاری دختر ابی جہل کو پس آنحضرت نے حرام کیا حضرت علی پر نکاح اوپر حضرت فاطمہ کے تا مدت حیات فاطمہ تک اور فرمایا اے علی میں تجھکو دوست رکھتا ہوں اور ڈرتا ہوں کہ آزار دیوے تو فاطمہ کو کہ لازم آوے اس سے آزار میرا اور منطوق اس حدیث کا مخصوص بفاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے ہے لیکن چونکہ علت ایذا ہے جاری کیجاتی ہے سب بنات میں فقد براور یہ کہ اجتہاد و تحری نہ کیا جاوے قبلہ محراب مسجد نبوی میں کہ مدینہ میں ہے چپ و راست اور روایات میں آیا ہے کہ دور کیا گیا حجاب کہ درمیان تھا پس دیکھا حضرت نے کعبہ کو اور بنایا محراب سامنے عین کعبہ کے اور منجملہ خصائل حضرت ایک یہ ہے کہ جسنے دیکھا خواب میں حضرت کو دیکھا انہیں حق و راست بے شک و شبہ اس واسطے کہ شیطان بصورت شریف متمثل نہیں ہوتا اور ایک روایت میں آیا کہ فرمایا من رانی فقد رای الحق یعنی جسنے دیکھا مجھے پس تحقیق دیکھا حق و راست مراد یہ کہ دیکھا خواب میں اور روایت جابر میں آیا ہے من رانی فی المنام فقد رانی یعنی جسنے دیکھا مجھے خواب میں پس تحقیق مجھی کو دیکھا اگرچہ حق تعالی نے شیطان کو قدرت بخشی ہے جس صورت کو چاہے متمثل ہو وے لیکن قادر نہیں کیا اسے کہ بصورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر ہو وے اس واسطے کہ آنحضرت ہادی ہیں اور شیطان مظہر ضلالت اور ہدایت و ضلالت میں منافات ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ فضیلت شامل سارے انبیا کو ہے کہ شیطان متمثل نہیں ہوسکتا بصورت کسی پیغمبر کے لیکن ہمارا مذہب یہی ہے کہ خصائص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لایا ہو اور دیکھنے حضرت رسول

مقبول ہین یہ شرط نہین کہ بصورت خاص حضرت مشرف بزیارت ہو بلکہ جس صورت مین دیکھا حضرت ہی کو دیکھا بعضون سے
تعریف مراد یہی ہی اور بعض نے منکر او رکھتے ہین کہ جو کوئی ابن سیرین پاس کہ معبرین خواب سے تھا آتا اور کہتا کہ مین نے
خواب مین حضرت کو دیکھا ہے پوچھا کس صورت پر میرے سامنے ظاہر کر اگر ایسی صورت بیان کرتا کہ حضرت اس صورت پر نہ تھے
ابن سیرین کہتے ہین کہ تو نے حضرت کو نہین دیکھا اور سند اس حدیث کی صحیح ہے واللہ اعلم اور کسی نے روبرو حضرت
عباس کے کہا کہ مین نے حضرت کو خواب مین دیکھا ہی پوچھا کس صورت پر عرض کیا بصورت حسن بن علی کہا سچ دیکھا تو نے قول
جمہور محدثین یہی ہے ہر صورت کہ دیکھے گویا حضرت ہی کو دیکھا لیکن دیکھنا بصورت خاص اتم و اکمل ہی اور تفاوت حال تیرا یا ہے
جسکا آئینہ خیال صاف تر اور بنور اسلام منور تر رویت اُسکی درست تر اور کامل تر خوشنکہ تحقیق اس مقام کی بہت سے تمام و
کمال شیخ نے شرح مشکوۃ مین لکھی ہے وہان دیکھنا چاہیے اور بعض روایات مین آیا ہی کہ ایک شخص نے حضرت پاس آکر عرض
کیا کہ میرا باپ بوڑھا ہی بملازمت شریف مین حاضر نہین ہو سکتا لیکن خواب مین مشرف بزیارت ہوا ہی من رانی فی المنام
فسیرانی فی الیقظۃ یعنی جسنے دیکھا مجھے خواب مین عنقریب ہی کہ دیکھے مجھے بیداری مین علما کو بروایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم بحالت بیداری بعد از وفات شریف اختلاف ہی صاحب مواہب لدنیہ نے اپنے شیخ سے نقل کیا ہی کہ کہا نہین پہونچا
ہمین کہ کسی ایک صحابہ مین بعد سے یہ قول صحت کو با وجودیکہ رنج و اندوہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اوپر فوت آن حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شدید و سخت ہوا تھا تا بحدیکہ وفات پائی اُسی اندوہ نہانی مین بعد از حضرت چھ مہینے پیچھے حالانکہ گھر
فاطمہ زہرا کا قریب قبر شریف تھا نقل نہین کیا اُن سے رویت حضرت اس بہت فراق مین لیکن صلحا سے حکایتین اس
باب مین توثیق عری المازری اور بہجت النفوس بن ابی حمزہ اور روضۃ الریاحین عفیف یافعی - اور رسالہ شیخ صفی الدین
بن ابی منصور اور سوا اسکے اور تصانیف مین اور بھی مواہب مین عبارت ابن ابی حمزہ سے نقل کیا ہے کہ کہا تحقیق ذکر
کیا گیا ہے جماعہ خلف و سلف سے کہ تصدیق کے ساتھ اس حدیث مین من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ
کے دیکھا انھون نے حضرت کو خواب مین پس از ان دیکھا بیداری مین اور حضرت سے پوچھین وہ چیزین
کہ اُنہین مشوش تھے پس خبر دی انھین بکشود کار اور ظاہر کین راہین کہ اُنسے کشود حاصل ہوا اور ویسا ہی وقوع مین
آیا بے زیادت و نقصان اور کہا ہے کہ منکر رویت آیا بکرامات اولیا تصدیق رکھتا ہی یا نہین اگر نہین رکھتا اس سے
بحث نہین چاہیے کرنا جو چیز ہم اثبات کرین وہ تکذیب کریگا اور تصدیق رکھی کہنا چاہیے کہ یہ انھین مین سے ہے
اسواسطے کہ کشف کیا جاتا ہے اولیا کو بخرق عادات اشیائی غریب علوی و سفلی ہین کہ سائر الناس کو اس طرف راہ نہین
اور بھی صاحب مواہب نے کہا کہ شیخ المنصور نے اپنے رسالہ مین کہا ہے کہتے ہین شیخ ابو العباس قسطلانی ایک مرتبہ آئے
حضرت پاس پس فرمایا حضرت نے انھین اخذ اللہ بیدک یا احمد یعنی دستگیری کرے خدا تعالی تجھے اے احمد اور کہا
شیخ ابو العباس حران نے کہ آیا مین نزدیک پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایکبار دیکھا مین نے کہ آنحضرت نے بشیر ولیا رولائے نکو
لکھتے ہین اور لکھا آنحضرت نے واسطے میری بھائی کے محمد نام رکھتا تھا ایک فرمان کہا مین نے یا رسول اللہ میرے واسطے نہین لکھی جیسا کہ
میرے بھائی کیلیے لکھا آپنے فرمایا کہ اسکو مقام ہے سوای اسکے اور امام حجۃ الاسلام کتاب المنقذ من الضلال مین کہتے ہین

کہ ارباب قلوب مشاہدہ کرتے ہین بیداری مین ملائکہ و ارواح انبیا کو اور سنتے ہین اُنسے آوازین و اقتباس کرتے ہین اُنسے انوار اور
استفادہ کرتے ہین حکایت کیا گیا ہی سید نور الدین ایجی ولد سید صفی الدین اور سید عفیف الدین سے کہ سنا انہون نے بعض زیارات مین
جواب سلام علیک السلام یا ولدی داخل قبر شریف سے اور مواہب لدنیہ مین اسی قبیل سے حکایات لاتا ہے اور حکایت کرتے
ہین شیخ ابو العباس مرسی سے کہ کہا اگر پوشیدہ ہو جمال مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک طرفۃ العین مین اپنے کو
مسلمانون سے نہین شمار کرتا اور یہ محمول اوپر دوام مشاہدہ اور حضور اور رعایت منزلت و آداب سلوک مناسب حضرت اوپر
طریقہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمایا الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ یعنی احسان وہ ہی کہ عبادت
کرے تو خدا کی گویا کہ تو اُسے دیکھتا ہے حاصل کلام یہ کہ دیکھنا آنحضرت کا بعد از وفات بمثال ہی جیسا کہ خواب مین دیکھا جاتا ہی
بیداری مین اور وہ شخص شریف کہ مدینہ منورہ مین قبر مقدس مین آسودہ و زندہ ہین وہی شخص بصورت مثال ایک آن مین ساتھ
صورتون بہت سے متصور ہوتا ہی عوام کو خواب مین اور خواص کو بیداری مین اور مواہب مین کہا ہی جو کوئی تصدیق کرامات
اولیا در کھتا ہی قائل ہی اسبات کا کہ منکشف ہوتا ہی احوال اشیا عالم علوی و سفلی مین مشکل و مشتبہ نہین ہوتی اُسپر کوئی چیز اس باب
مین اور امام غزالی نے کہا ہی کہ جو چیز عوام خواب مین دیکھین خواص بیداری مین پاوین اور جو کچھ کہ وہ بکسب حاصل کرین خواص
بمواہب اور جملہ خصائص حضرت سے وہ ہی کہ نام رکھنا ساتھ نام شریف کے میمون و مبارک و نافع ہی دنیا و آخرت مین روایت کیا
گیا انس بن مالک سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایستادہ کیے جاوینگے دو بندے درگاہ حق مین اور حکم ہوگا
کہ انھین بہشت مین لیجاوین وہ دونون عرض کرینگے کہ ہم کس سبب سے مستحق و سزاوار بہشت کے ہوئے حالانکہ ہم سے کوئی عمل
استحقاق بہشت کا وقوع مین نہین آیا رب العزت جل جلالہ فرماویگا انھین بہشت مین لیجاؤ کہ مین نے سوگند نفس خود یاد فرمایا
ہے کہ آتش مین نہ آوے جسکا کہ نام احمد و محمد ہے اور علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ کہا کوئی
مائدہ نہین کہ حاضر ہووے اُسپر وہ شخص کہ نام اسکا احمد و محمد ہے مگر یہ کہ پاک کرے خدای تعالی اُس منزل کو کہ رکھا گیا ہے
وہ مائدہ اسمین ہر روز دو بار روایت کیا اُسے ابو المنصور دیلمی نے اور آیا ہی کہ اگر جمع ہوا ایک قوم واسطے مشورت کے اور
اسمین نام کسی کا محمد ہے البتہ برکت ہووے اس مشورت مین اور آیا ہی جسکا نام محمد ہو آنحضرت اوسکی شفاعت فرماوین اور
بہشت مین لاوین اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہین کہ مین نے حضرت غوث الثقلین کو ایک مرتبہ خواب مین دیکھا
مین اُنکی تعظیم کے لیے کھڑا ہو گیا حاضرین مجلس شریف نے عرض کیا کہ محمد عبد الحق سلام کرتا ہے پس حضرت غوث پاک کھڑے
ہوئے اور معانقہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ دوزخ تمپر حرام ہی ظاہرا یہ بشارت نتیجہ اس تسمیہ بابرکت کا ہی اور علما کو جواز تسمیہ باسم مبارک
آنحضرت اتفاق ہی اور کنیت مین اختلاف کہ وہ ابو القاسم ہی خواہ محمد نام اُسکا ہو یا نہو بعضون نے جمع کرنے سے درمیان نام و کنیت
کے منع کیا ہی اور تنہا نام یا کنیت کو جائز رکھا ہی اور یہ قول صحیح تر ہی اور نووی نے کہا کہ اس مسئلہ مین چند مذہب ہین مذہب
شافعی منع مطلق ہی اور مالک نے مطلق کو بجواز حکم کیا ہی اور مذہب ثالث یہ کہ جائز ہے اسے کہ جسکا نام محمد نہو اور جو کوئی
کہ قائل ہی تجویز مطلق سے مخصوص کرتا ہے منع کو بحیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور یہ قول نزدیک تر بصواب
ہے انتہی اور از انجملہ یہ ہے کہ مستحب ہے غسل و تطیب واسطے قرأت حدیث آنحضرت اور چاہیے کہ نزدیک پڑھنے

حدیث کی آواز پست کیجاوے جیسے کہ حالت حیات میں جب آپ تکلم فرماتے تھے قولہ تعالی یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم
فوق صوت النبی ای ایمان والو نہ بلند کرو تم اپنی آوازونکو اوپر آواز پیغمبر کے اسواسطے کہ کلام حضرت کہ مروی و ماثور ہے بعد
حضرت کے رفعت میں مثل کلام آپ کے ہے کہ سنا جاتا ہے لفظ شریف حضرت سے اور چاہیے کہ پڑھا جاوے اوپر مکان
عالی مرتفع کے روایت ہے مطرف سے کہ جب لوگ مالک رحمۃ اللہ علیہ پاس آتے باہر بھیجتے کنیز کو اور کہلا بھیجتے کہ تم کیا چاہتے ہو
حدیث یا مسائل اگر کہتے مسائل جلد باہر آتے گھر سے اور تعلیم مسائل کرتے اور غیر اس روایت میں آیا ہے کہ کہہ بھیجتے
اندر سے جواب مسائل کا اور اگر کہتے کہ ہم خواہان و طالب حدیث ہیں غسلخانہ میں جاتے پس غسل کرتے جامہ سفید پہنتے
اور عمامہ سفید سر پر رکھتے اور طیلسان پہنتے اور تطییب کرتے اور رکھی جاتی کرسی پس باہر آتے اور بیٹھتے اسپر اور تبخیر عود
کرتے اور تحدیث کرتے بخشوع و وقار اور نہ بیٹھتے کرسی پر مگر وقت تحدیث میں اور کہتے ہیں کہ امام مالک نے یہ روش
سعید بن المسیب سے اخذ کی تھی اور تحقیق مکروہ رکھا ہے قتادہ اور مالک اور جماعہ نے تحدیث اوپر غیر طہارت کے اور اعمش
کہ جب بے وضو ہوتا تیمم کرتا اور شک نہیں کہ احترام و تعظیم و توقیر آنحضرت بعد از وفات نزدیک ذکر حضرت و سماع حدیث
و اسم مبارک و سیرت حضرت لازم ہیں لازم تھا اور چاہیے کہ وقت قرأت حدیث واسطے آنے کسی کے تعظیم نہ کرے
کہ اسمیں قلت ادب اور قلت احترام اور قطع حدیث حضرت کا ہے واسطے غیر کے خصوصاً واسطے فاسقوں اور بدعتیوں کے
اور سلف قطع حدیث نہ کرتے تھے اور نہ حرکت اگرچہ کوئی ضرر آفت لاحق ابدان انکے ہوتی صبر کرتے اوپر بجہت احترام حدیث
پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سنا ہے کہ ایک مرتبہ تیرہ بار عقرب نے امام مالک رحمہ اللہ علیہ کو اثنائی قرأت حدیث میں کاٹا
انہوں نے جنبش نہ کی اور صبر و تحمل کیا اسپر اور قطع نہ کیا حدیث نبوی کو از جہت تعظیم و توقیر حدیث پیغمبر کے اگرچہ ایسی حالت میں
معذور تھے پس حرکت و قیام بے ضرورت کیا گنجایش رکھی ہے اکہ مضاف ہو ساتھ انکے کلام بیہودہ ذکر کیا انہوں نے اس طرح سے
مدخل میں اور قوت القلوب میں لکھا ہے کہ خبر دیتے نزدیک اور پرچال ہدایت تمثال حضرت کے وہ کشائش کار دشوار حاصل ہوتی
ہے کہ اوروں کو اربعینات میں نہیں حاصل ہوتی اور یہ معجزات خصائص انبیا سے ہو وے کہ اور انبیا میں نہ تھا اور اسی خصائص
حضرت سے لکھا ہے قال الشاعر قطعات منت خدا را کہ بیا آمدی و ببرد + نور ہدایت تو ضلالت ضلال را + بودمی کہ امتی دگر فتنہ از بد
بر خویشتن خجستہ و فرخندہ فال را + گر قبولم کنی اقبال و سعادت یابم + مقبل آن سو رشود بندہ کہ گردد مقبول + دارم امید کہ نومید نگردد ز درت
چون منی سائل و مثل تو کریمی مسئول + اور خصائص آنحضرت میں مرقوم ہے کہ صحابہ حضرت سب عادل تھے باعتبار ظواہر کتاب و سنت کے
کہ مدح و تعدیل انکی میں واقع ہوئیں پس بحث و تکرار انکی جاوے عدالت کسی ایک کی انمیں سے جیسے کہ سائر رواۃ حدیث سے
اور حدیث کو بانفراد صحابی فرد و غریب نہیں کہتے بلکہ غیر اونکے تابعین و من بعدہم سے اور اہل سنت و جماعت نے اجماع کیا ہے اوپر
تعدیل صحابہ کے اگرچہ بعضے انمیں سے ملابس فتنہ ہوئے ہیں اور تحسین ظن کہتے ہیں کہ ملابست فتنہ انسے اور وقوع اسمیں بخطا اور
اجتہاد اور تاویل میں تھا اور نظر کرتے ہیں فضائل اور مآثر انکے میں بیچ امتثال و انتہا اوامر و نواہی آنحضرت کی اور حضور انکا انکی
ساتھ غزوہ و جہاد و فتح اقالیم و بلاد میں اور تبلیغ احکام و ہدایت کرنے ناس ساتھ مواظبت و مداومت کے اوپر نماز روزہ
و زکوۃ اور انواع قربات و صفات کمال کے شجاعت و براعت و کرم و اخلاق حمیدہ کہ نہ تھا کسی امت میں امم سابقہ سے اور

جمہور علما اس بات پر ہین کہ صحابہ خیار امت وافاضل مکنت ہین اور جو کوئی انسے پیچھے ہے انکے مرتبہ کو نہین پہونچتا اور قول
بعض محدثین کا یہ ہی کہ خیریت وافضلیت مخصوص ان صحابہ کے ساتھ ہے کہ ممتد ودراز تھی صحبت انکی اور بہت تھا استفاضہ واستفادہ
انحضرت سے لیکن مختار اول ہی اور حق یہ ہی کہ فضل رویت حضرت بحصول ایمانی عیانی اور یقین کے مخصوص بصحابہ ہے
اور کوئی نہین رکھتا اور احادیث کہ فضل آخر امت مین وارد ہے حیثیت دوسری سے ہین کہ ایمان بالغیب سے ہے
جیسے کہ یومنون بالغیب مین ساتھ اس وجہ کے تفسیر کیا ہے واللہ اعلم اور خصائص آنحضرت سے ایک یہ ہی کہ نمازی خطاب
کرتا ہے آنحضرت کو السلام علی اللہ السلام علی جبرئیل السلام علی میکائیل السلام علی فلان پس جب آنحضرت نماز سے
پھرے منہ ہماری طرف کیا اور فرمایا السلام علی اللہ نہ کہو اسواسطے کہ خدا خود سلام ہے یعنی سالم ازنقائص ہے اور وہی ہے اور
سلامتی بخشنے والا بندون کا پس سلام اسپر کہ ہم خوف واحتیاج ہی رکھتا ہے اور کچھ بھی نہین رکھتا اور جبکہ تم نماز مین بیٹھو کہو التحیات
للہ والصلوة والطیبات السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاته السلام علینا
وعلی عباد اللہ الصالحین جو وقت مصلی نے یہ کہا پہونچا ہر عبد صالح کو کہ آسمان وزمین مین ہے
الحدیث پس اسجگہ تخصیص واقع ہوئی ساتھ سلام کے آنحضرت پر علی الخصوص اور اوروں پر علی العموم اور کرمانی نے شرح صحیح بخاری
مین کہا ہی کہ صحابہ بعد از فوت حضرت السلام علی النبی کہتے تھے بصیغہ خطاب واللہ اعلم اور ازانجملہ یہ ہے کہ جسے حضرت پکارین
اجابت کرے اگرچہ نماز مین ہو اور شاہد اس حدیث کا سعید بن المعلی ہے کہ تھا در حالت نماز کہ مجھے آنحضرت نے پکارا مین نے
جواب نہ دیا آپ نے فرمایا کیا نہین کہا خدای تعالی نے استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم
یعنی جواب دو خدا اور رسول کو جسوقت پکارین تمہین کہ زندہ کرتا ہی تمہین پس اجابت دعوت فرض ہے گناہگار ہوتا ہی تارک
اسکا تامل اسمین ہی کہ آیا نماز باطل ہوتی ہی یا نہین قول صاحب مواہب یہ ہی کہ تصریح کیا ہے ایک جماعت نے شافعیہ وغیرہ
کہ باطل نہین ہوتی اور بقول بعض باطل ہوتی ہے لیکن حدیث سے کوئی چیز معلوم نہین ہوئی واللہ اعلم اور ازانجملہ
یہ ہے کہ دروغ کہنا حضرت پر مثل دروغ کہنے کے ہے غیر او نہین پر اور جو کوئی دروغ باندھے آنحضرت پر قبول نہ کیا جاوے روایت اسکا
کبھی اگرچہ توبہ کرے جیسا کہ ذکر کیا ہی جماعت محدثین نے اور سعید بن الجبیر سے روایت ہی کہ ایک مرد نے حضرت سے [illegible]
پس بھیجا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی ابن ابی طالب اور زبیر رضی اللہ عنہما کو اور فرمایا اگر پاؤ اس شخص کو مار ڈالو اور شیخ
محمد جوینی پدر امام الحرمین اسطرف گئے ہین کہ تعمد کذب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کفر ہے لیکن ائمہ حدیث نے انکی موافقت
اس قول مین نہین کی اور حق وہ ہی کہ دروغ باندھنا حضرت پر [illegible] کفر نہین ہوتا [illegible] کا
تا استحلال نہ کرے اور توبہ اگر صحیح ہو اور آثار اسکے عیان ہوں تو مقبول ہی اور نہین شہادت وروایت مین اور ازانجملہ یہ کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جمیع انبیاء علیہم السلام گناہوں صغیرہ وکبیرہ سے معصوم ہین خواہ عمداً خواہ سہواً مذہب مختار یہی ہے
اور کتب کلامیہ مین تفصیل اسکی ہی لیکن حق یہی اجمال ہی اور ازانجملہ یہ کہ حضرت اور جمیع انبیا صلوة وسلامہ علیہم اجمعین پر جنون اور
اغما طویل جائز نہین اور تنبیہ کیا ہے سبکی نے اسپر کہ اغما انبیا کا مخالف اغما اوروں کے ہی اور غلبہ اوجاع سے ہی اور چھپانا ظاہر
کے نہ اوپر قلب کے اسواسطے کہ وارد ہوا ہے آنکھین انبیا کی خواب کرتی ہین نہ دل اور جب محفوظ ہین انکے دلوں کی خواب سے

کہ سکتہ انغمار سے ہوگئی پس انغمار سے بطریق اولی اور سبکی نے کہا ہی کہ انبیاء پر کوری جائز نہیں کہ یہ نقص ہے اور اعمی نہیں
ہوا کوئی پیغمبر ہرگز اور وہ جو مذکور ہوا ہے شعیب سے ثابت نہیں ہوا اور یعقوب علیہ السلام کی بصر پر ایک پردہ حائل تھا بسبب
شدت حزن لیکن پھر مرتفع ہوگیا اور امام فخر رازی نے تفسیر قول حق سبحانہ وابیضت عیناہ من الحزن
یعنی اور سفید ہوگئیں دونوں آنکھیں اسکی غم سے کہا ہی کہ غالب ہوا یعقوب علیہ السلام پر بکا کہ بسبب اسکے سفیدی معلوم
ہوتی تھی اور دلیل صحت اس قول پر یہ کہ تاثیر حزن غلبہ بکا میں ہے نہ حصول اعمی میں بعد ازان کہا گیا ہے کہ اختلاف کیا ہے
بعض کہتے ہین کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اندھے ہوگئے تھے بالکل پس گیا حقتعالی نے انکھین بصیر بیچ وقت القاء قمیص
یوسف علیہ السلام کے اور بعضے کہتے ہین کہ بصر انکی کثرت بکا سے ضعیف ہوگئی تھی بوقت القاء پیرہن یوسف
علیہ السلام یعقوب علیہ السلام کے منہ پر قوی و تیز ہوگئی بصر انکی اور نقصان جاتا رہا اور غصہ عمی شعیب کے مشہور ہے
مگر ساتھ عدم ثبوت اسکے تحکم ہے اور صحیح باب یعقوب مین عمی ہی اسواسطے فرمایا فارتد بصیرا یعنی پس اندھا ہوگیا بینا اور
مقاتل نے کہا ہی کہ مدت چھ برس تک یعقوب علیہ السلام نابینا رہے تا انکہ بمیں یوسف علیہ السلام انکشاف بصر حاصل ہوا اور از انجملہ
یہ ہی کہ جو کوئی دشنام گوئی یا تنقیص جناب آنحضرت کرے ساتھ کسی وجہ کے وجوہ سے بصریح یا بکنایہ واجب ہی قتل اسکا اس قول مین
اتفاق ہی اختلاف اسمین ہی کہ یہ قتل بطریق حد ہی بالفعل مارنا چاہیے طلب توبہ نہین چاہیے یا بجہت ردت تو یہ چاہیے طلب کرنا
اگر توبہ بجالایا عفو کرین لیکن مختار قول اول ہے اور یہ اس صورت مین ہی کہ مسلمان ہووے اگر کافر ہے اور اسلام لایا ورگذر
کرین اور یہ بحث آخر کتاب مین تفصیل آویگی انشاء اللہ تعالی اور جملہ خصائص حضرت سے یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام بفرمان
ملک العلام تین مرتبہ مرض حضرت مین واسطے عیادت و پرسش کے آئے اور مواہب مین مذکور ہے کہ نماز ادا کی آن حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فوج فوج مسلمانون نے بے امام سب دعا سے جنازہ کے کہ مشہور ہے ذکر کیا اس روایت کو بیہقی
اور ابن سعد وغیرہما نے اور مدفون ہوئے حضرت تین دن وفات سے اور بچھایا گیا واسطے آنحضرت کے لحد مین قطیفہ کہ
کہ بچھاتے تھے نیچے آپ کے اور یہ دونون امر جائز نہین غیر آنحضرت کے واسطے انتہی اور بعضون نے کہا ہی کہ قطیفہ شقران
نے کہ موالی آنحضرت سے تھا بچھا دیا تھا بے علم و اطلاع صحابہ کے تا کوئی اور بعد از حضرت نیچے اپنے نہ بچھاوے کہ اسکے
حق مین مکروہ ہی اور زمین مظلم و تاریک ہوئی بعد موت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جیسا کہ محل اوسکے مین آویگا
اور از انجملہ یہ ہے کہ زمین جسد مبارک آنحضرت و دیگر انبیا کو نہین کھاتی اسی طرح مواہب مین بھی مرقوم ہے اور بعض اولیاء
اللہ سے بھی نقل کرتے ہین جیسے کہ قبر شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ کی بعد چودہ برس کے کسی تقریب سے کھولی تھی بدن و
کفن باقی تھا بیان تقریب یہ ہی کہ لوگ چاہتے تھے کہ برادر زادہ انکے کو کہ جوان صالح تھا انکی قبر مین دفن کرین چنانچہ مکہ
معظمہ مین عادت ہی کہ اموات کو تبرکا قبر بزرگون مین دفن کرتے ہین اور ظاہر وہ ہے کہ نہ کھانا زمین کا جسد شریف کو کنایہ
ہے حیات سے اور یہ مخصوص بآنحضرت اور حضرات انبیا ہے اور خصائص حضرت سے یہ ہی کہ میراث مال حضرت جاری نہین
ہوتی بجہت باقی رہنے ترکہ حضرت کے انکے ملک مین اور بعض نے کہا ہی کہ وہ مال صدقہ ہوجاتا ہے اور یہی قول صواب ہے
جیسا کہ حدیث مین آیا ہی ما ترکناہ صدقۃ یعنی متروکہ ہمارا صدقہ ہی صرف کیا جاوے جن مصارف مین کہ آنحضرت

صرف فرماتے تھے اہل وعیال و فرزندان و فقرا و صلحا اور مصالح مسلمین مین اپنی حیات اور مباح ہی حضرت کو وصیت کرنا کچھ
مال اپنے کا اور غیر کو جائز نہین مگر ثلث اور اسی طرح حکم سارے انبیا کا ہی کہ اونکے اموال مین ارث نہین ہوئی اور اسی
طرح پر جواب دیا جاتا ہی قول حق تعالی سے وورث سلیمان داود یعنی میراث لیگیا سلیمان داؤد سے
اور حق سبحانہ سے رب هب لی من لدنک ولیا یرثنی یعنی اے رب میرے بخش مجھے اپنے پاس سے
کوئی ولی کہ لیجاوے میراث مجھسے مراد وارث سے نبوت و علم ہے کذا فی المواہب والمدارج اور از انجملہ یہ ہی کہ
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہین اپنی قبر مین اور اسیطرح سارے انبیا علیہم السلام اور آنحضرت نماز پڑھتے
ہین اپنی قبر مین باذان واقامت اور حکایت کیا ابن زبالہ نے اور ابی النجار نے کہ اذان ترک کی گئی ایام حرہ مین تین
دن اور باہر گئے لوگ اور سعید ابن المسیب مسجد مین تھا کہتا ہے سعید کہ متوحش ہوا مین جب وقت ظہر ہوا نزدیک قبر شریف
کے گیا مین اور آواز اذان سنی مین نے اور نماز ظہر مین نے ادا کی پس تر سنی مین نے اذان واقامت قبر مین واسطے
ہر نماز کے تاکہ گذرے تین دن رات اور پھرے لوگ اور عود کیا موذنون نے پس سنی مین نے اذان انکی جیسیکہ سنی
مین نے قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین آخر ہوا قول صاحب مواہب اور مدارج کا تنبیہ جاننا چاہیے کہ بعد اتفاق حیات پیغمبر
مین اختلاف کیا ہی کہ زندہ قبر مین ہین یا نہین جاے معین مین بلکہ جس جگہ خدا چاہے بہشت یا آسمان یا عرش یا اور جگہ مین
کہ مقید بجاے معین نہووے بعضے کہتے ہین کہ ہمنے جسد شریف قبر مین رکھا اور اسی خروج پر دلیل نہین رکھتے ہم پس ظاہر
یہ ہی کہ اسی بقعہ مین ہوا اور اگر کہین یہ بقعہ تنگ ہے مناسب نہین جس جسد شریف اسمین جواب اسکا یہ ہے کہ حدیث مین
آیا ہے کہ وسعت و فراخی کیجاتی ہے قبر مومن مین ستر در ستر کیا جاے قبر شریف سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ وسعت
اسکی دائرہ قیاس سے باہر ہے اگر کہین کہ فردوس اعلی انسب واولی ہے واسطے تمکین واستقرار آنحضرت کے بقعہ قبر سے
جواب اسکا یہ ہے کہ کوئی بہشت بہتر و شریف قبر شریف سے نہین اگر حضرت اس جگہ ہوون - امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ
علیہ نے کہا ہی اگر اس بقعہ کو کہ تختم اعضای شریف حضرت کیا ہے تمام اماکن و مواضع پر تفضیل و ترجیح دیوین حتی کہ
کعبہ معظمہ و عرش مجید پر نہین جانتا مین کسی مومن کو کہ توقف کرے اسمین اور حدیث شب معراج کہ آنحضرت نے فرمایا دیکھا
مین نے موسی کو کہ نماز ادا کرتا تھا اپنی قبر مین موید اس قول کا ہی اور حدیث دیکھنا انبیا کا شب معراج مین آسمان پر اور
حدیث دوسری کہ دیکھا مین نے موسی کو ساٹھ ستر ہزار بنی اسرائیل کے حج مین آتے تھے اور تلبیہ کہتے تھے ناظر اطلاق
مکان مین ہے اور کہین قرآن مجید ناطق ہے بموت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قال اللہ تعالی انک
میت وانہم میتون یعنی بدرستی کہ تو مرنے والا ہے اور یہ سب مرنے والے اور فرمایا آنحضرت نے اننی
رجل مقبوض یعنی بدرستی کہ مین ایک مرد مقبوض ہون اور صدیق اکبر نے فرمایا ان محمد اقد مات یعنی پس
بدرستی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحقیق فوت ہوئے اور اجماع امت اسی پر ہے جواب اسکا یہ کہ حضرت نے درد
موت چکھا بعد ازان زندہ کیا انہین حقتعالی نے جیسے کہ حدیث مین آیا ہی کہ مین گرامی تر ہون خدا کے نزدیک کہ چھوڑے
مجھے قبر مین زیادہ اوپر چالیس دن کے اور بھی حدیث مین آیا ہے کہ خدای تعالی نے حرام کیا ہی اجساد انبیا کو

زمین پر پس آنحضرت زندہ ہین بحیات جسمانی دنیاوی کے ساتھ اس بہین سے کہ حیات شریف ہین رکھتے تھے اور یہ اکمل ہے حیات
شہدا سے کہ روحانی اخروی ہے اور حق تعالی نے کہ نگاہ رکھے ارواح کو سب ابدان میں لیکن نقل وارد ہوئی ہے بوجود ارواح
ابدان میں جیسا کہ موسی علیہ السلام کا نماز گذاردن قبر مین اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ جیسے دنیا مین حاجت
بطعام و شراب وغیر ذلک صفات اجسام سے مشاہدہ و محسوس تھا وہان کا معاملہ بھی قیاس علیہ اسی پر ہوئے بلکہ ممکن
عالم برزخ مین اور حکام ہوئین اور احتیاج بطعام و شراب اور امثال اسکے امر عادی ہے اور وہان کا برخلاف عادت
ہووے اور ہوسکتا ہے کہ بروائح و نسائم اور مانند انکے ارزاق روحانی سے ہووے جیسا کہ شان شہدا مین وارد
ہوا ہے یرزقون فرحین یعنے روزی دیے جاتے ہین اس حال مین کہ خوش و خرم ہین اور اگر طعام بہشت سے
مراد ہو تو بھی عجیب نہین جیسے کہ حدیث مین آیا ہے یطعمنی ویسقینی یعنی مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے لیکن علم
و ادراک و سماع انبیا مین شک نہین بلکہ بسا اوقات مین تصریح کیا ہے اسے علمانے ایسا ہے پایا جاتا مواہب و مدارج
اور احادیث مین آیا ہے کہ حج ادا کرتے ہین اور تلبیہ کہتے ہین اور ذکر و تسبیح کرتے ہین اور اگر کوئی معترض اعتراض کرے
کہ آخرت دار عمل نہین اور وہان تکلیف نہین یہ اعمال کسواسطے کرتے ہین جواب اعتراض یہ ہے کہ عالم
برزخ پر احکام دنیا جاری ہین اشتباہ اعمال و زیارت اجر اسے اور گاہے حاصل ہوتا ہے عمل بے تکلف
اور براہ تلذذ و ذوق و شوق کے جیسے کہ نوافل و تطوعات کا حال ہے اور اسیواسطے بہشت مین تسبیح پڑھتے ہین اور
قرآن خوانی اور بجملہ خصائص حضرت سے یہ ہے کہ معین و مقرر روضہ مبارک حضرت پر ایک فرشتہ ہے کہ پہونچاتا ہے
صلوۃ و سلام طرف زائر سے روایت کیا ہے اس حدیث کو احمد اور نسائی اور حاکم نے اور تصحیح کیا اسے حاکم نے
ساتھ اس لفظ کے ان اللہ ملئکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی عن امتی السلام یعنی بدرستی
واسطے خدا کے فرشتے ہین کہ پھرتے ہین زمین مین پہونچاتے ہین مجھے میری امت کی طرف سے سلام اور ازانجملہ
وہی عرض کیے جاتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعمال امت کے استغفار فرماتے ہین خاص انکے لیے
اور روایت کیا ابن المبارک نے سعید ابن المسیب سے کہ کوئی دن نہین مگر یہ کہ عرض کیے جاتے ہین حضرت پر اعمال
امت کے صبح و شام پس پہچانتے ہین انکو حضرت ساتھ نشان انکے کے اور اعمال انکے اور بعض روایات مین یون
آیا ہے کہ عرض کیے جاتے ہین حضرت پر اعمال امت کے جو انمین بد ہین انکو مین ستر و پوشش کرتا ہون اور وہ جو نیک
ہین عرض کرتا ہون بدرگاہ رب العزت اور مراد ستر سے عرض نہ کرنا گناہونکا ہوگا گویا سنت الہی جاری ہے
اسپر کہ اعمال بعد از عرض ثبت ہوتے ہین اور جو عرض نہین کیے جاتے ہین محو و ساقط ہوتے ہین درجہ اعتبار
سے فافھم وباللہ اور مدارج مین ہے کہ حدیث کعب الاحبار مین آیا ہے کہ ہرگاہ و بیگاہ ستر ہزار فرشتہ قبر
شریف پر نازل ہوتے ہین اور طواف کرتے ہین اور مارتے ہین بازو اپنے اور جب آپ مبعوث ہوتے ہین قبر سے
باہر آتے ہین درمیان ان فرشتون کے اور لیجاتے ہین آنحضرت کو بدرگاہ رب العزت اور ازانجملہ وہ ہے کہ منبر
آنحضرت کا مسجد شریف مین بالاے حوض حضرت کے ہے اور ایک گروہ اسطرف گئے ہین کہ یہ اخبار ہے اس منبر سے

کہ اس دن واسطے حضرت کے بنا کرین نہ یہ منبر کہ مسجد شریف مین ہی اور یہ قول نہایت بعید ہے سیاق لفظ حدیث سے کہ فرمایا
ہے مابین حجرہ میرے اور میرے منبر کے ایک باغ ہے باغون جنت کے سے اور منبر میرا اوپر حوض میرے کے ہے
ظاہر ہوتا ہے اور اس کلام سے وہی منبر ہی کہ واسطے تجدید روضۂ مقدسہ کے مذکور ہی ایسا ہی مذکور ہی تاریخ مدینہ مین اور صاحب اس سبب
نے کہا کہ اختلاف نہین کیا کسی ایک نے علما سے بیچ اسکے کہ یہ محمول اوپر ظاہر کے ہے اور حق یہ ہے اور محسوس اور موجود
اور قدرت شامل ہے سب چیز کو اور جس چیز کی خبر دی ہی مخبر صادق نے امور غیب سے ایمان اُسپر واجب ہے اور از انجملہ
وہی درمیان منبر اور قبر شریف حضرت کے ایک روضہ ہے ریاض جنت سے روایت کیا اسے بخاری نے ساتھ ما بین
بیتی ومنبری کے یعنے درمیان میرے گھر اور میرے منبر کے اس جگہ تکلم کیا ہے بعض نے کہا ہے کہ مراد تشبیہ بقعہ شریفہ
سے ہے بروضۂ جنت نزول رحمت اور حصول سعادت اور بعض نے کہا ہے کہ طاعت وعبادت اس مقام مین موصل
الی الجنۃ ہے اور یہ دونون قول ضعیف ہین اور بعید اسواسطے کہ تشبیہ بریاض جنت ونزول رحمت وایصال خیر بروضۂ
بہشت اور ترتب ثواب اُسپر شامل تمام مساجد اور کل بقاع خیر کو ہے اور مخصوص ساتھ اس مسجد شریف اور منبر
منیف کے نہین اور اگر حمل اوپر رحمت خاص اور روضہ مخصوص کے جنت سے کرین یہ بھی خالی بعید سے نہین اور
تکلیف سے اور حق وہ ہی کہ محمول اوپر حقیقت ظاہرہ اپنی کے ہے کہ مابین حجرۂ آنحضرت ومنبر شریف ایک روضہ ہے
ریاض جنت سے باعتبار اس معنی کے کہ فردائے قیامت اسی بہشت برین مین نقل کرین اور مانند سائر بقاع ارض
فانی ومستہلک نہ کرین جیسا کہ ابن فرحون اور ابن جوزی نے امام مالک سے نقل کیا ہے اور اتفاق جماعۂ علما کو
اسکے ساتھ منضم کیا ہے اور شیخ ابن حجر عسقلانی اور اکثر علماے حدیث نے اس قول کو ترجیح دیا ہے اور ابن ابی حمزہ
کہ کبائر علماے مالکیہ سے ہی فرمایا ہے کہ احتمال رکھے کہ عین بقعہ شریفہ روضۂ ریاض جنت سے ہووے کہ اُس جگہ سے دار
دنیا مین پہونچا ہو جیسا کہ شان حجر اسود اور مقام ابراہیم مین واقع ہے اور ابعد از قیام قیامت بھی بمقام اصلی اسکے لیجاوین
اور نزول رحمت اور استحقاق جنت لازم فضیلت فضل اور علو مرتبت اس مقام کو ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ
آنحضرت نے فرمایا کہ آتا ہون مین باب جنت کے تئین دن قیامت کے اور استفتاح کرتا ہون مین پس کہتا ہے خازن
جنت بك امرت ان لا افتح لاحد قبلك یعنے ساتھ تیرے امر کیا گیا مین کہ نہ کھولون مین دروازہ بہشت
واسطے کسی کے ایک کے پہلے تجھسے اور جائز ہے کہ ب بک مین واسطے قسم کے ہووے اور یہی احسن اولی ہین
اور از انجملہ وہ ہے کہ محشور ہوویں حضرت سوار اوپر براق کے اور کسوت وخلعت دیا جاوے اعظم وانفس حلل جنت سے
حدیث مین آیا ہے کہ حشر کیے جاوین لوگ قیامت کے دن پس ہون مین اور میری امت مقام بلند پر اور پہناوے
مجھے میرا پروردگار حلہ سبز اور ایستادہ ہون حضرت اوپر آستان کرسی کے نہین کھڑا ہوتا وہان کوئی ایسے مقام مین کہ
رشک لیجاوین اُسپر اولین وآخرین اور از انجملہ یہ ہے کہ دیا جاوے انہین مقام محمود مجاہد نے کہ اہل تفسیر سے ہے
کہا کہ مراد مقام محمود سے جلوس حضرت کا ہے اوپر عرش کے اور عبد اللہ بن سلام سے منقول ہے جلوس اوپر
کرسی کے اور تفسیر بیضاوی مین کہا ہے کہ ایسا مقام کہ تعریف اُسکی کرین جو کوئی کھڑا ہے اور جو کوئی اسے پہچانے

اور یہ طلق سے ہر تمام مین کہ متضمن ہی کہ امت کو اور مشہور یہ ہی کہ وہ مقام شفاعت ہی کذا فی المواہب اور از انجملہ یہ ہے کہ دیا جاوے
حضرت کو لواء الحمد قیامت کے دن اور حضرت آدم علیہ السلام اور ماسوای انکے نیچے اس لوا کے ہووین اور عطا کیا جاوے
وسیلہ کہ اعلی درجہ ہے بہشت مین وہ بھی مخصوص باآنحضرت ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا کہ فرمایا انا سید
ولد آدم یوم القیامۃ وانا اکرم الاولین والآخرین وبیدی لواء الحمد ولا فخر
وما من نبی یومئذ آدم فمن سواہ الا وھو تحت لوائی یعنی مین ہون سید اولاد آدم قیامت کے دن اور مین
بزرگ ترین پہلون اور پچھلون کا اور میرے ہاتھ مین ہے نشان حمد اور نہین فخر اور نہین کوئی نبی اسدن آدم اور غیر
اسکے مگر وہ نیچے نشان میرے کے ہے اور از انجملہ وہ کہ مخصوص کیا آنحضرت کو حق تعالی نے ساتھ کوثر کے کہ سیلان
کرتے ہین اسمین در و یاقوت اور پانی اسکا بہت شیرین ہے شہد سے اور بہت سفید ہے دودھ سے اور ایک
روایت مین آیا ہے کہ بہت سفید ہے برف سے اور کوزے اسکے ستارون سے زیادہ اور بعضون نے کہا ہے کہ
ہر پیغمبر کے لیے آخرت مین ایک حوض ہووے اور بقدر فضل و مرتبت اسکے اور کوثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سب سے عظیم تر اور شریف تر ہی اور از انجملہ وہ ہی کہ جو چیز انبیاء ماسبق کو بعد از سوال عطا فرمائی حضرت علیہ الصلوۃ
والسلام کو بے زوال ارزانی رکھا ابراہیم خلیل اللہ نے کہا ولا تخزنی یوم یبعثون یعنی رسوا نہ کر مجھے دن بعثت کے
اور آنحضرت کی شان اور انکی امت کے حق مین فرمایا لا یخزی اللہ النبی والذین آمنوا معہ الآیہ یعنی دن
ہے کہ نہین رسوا کرتا اللہ نبی اور جو کہ ایمان لائے اسکے ساتھ آخر آیہ تک اور موسی علی نبینا و علیہ السلام نے کہا
یعنی اے رب میرے کھول میرے لیے سینہ میرا اور شان مین پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمایا ہے
الم نشرح لک صدرک یعنی کیا نہین کھولا ہمنے تیرے لیے سینہ تیرا اور انہین سے یہ ہے کہ حق تعالی
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بمقام محبت برگزیدہ کیا اور ابراہیم علیہ السلام کو بمقام خلت اور مقام
محبت بالاتر مقام خلت سے ہے کہ اول ذکر اسکا گذرا اور آخر مین بھی کلام اسکے بیان مین آویگا اور بعضے
عارفین نے علماء سے فرق بین درمیان خلیل و حبیب کے ایک کلام لطیف کہا ہی کہ خلیل خلت سے ہے بمعنی حاجت اور
ابراہیم علیہ السلام محتاج و مفتقر تھا طرف خدا کے اسی جہت سے انہے خلیل کہلا اور حبیب فعیل ہے بمعنی فاعل یا
مفعول پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من وجہ محب ہین اور من وجہ محبوب بے وساطت عوض کے اور بعض
نے کہا ہی کہ خلیل کا فعل برضای حق ہوتا ہے اور فعل حبیب برضا و خوشنودی حبیب اور خلیل گاہے شتابی نہین کرتا واسطے
لقاے محبوب کے جیسے بوقت آنے محبوب کے جیسے بوقت آنے ملک الموت کے ابراہیم علیہ السلام باین قبض روح کے لیے
توقف کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور کہا پروردگار سے پوچھو اسکا حکم ہو بلا توقف بجالا اور آنحضرت نے فرمایا اختر الرفیق
الاعلی یعنی اختیار کیا مین نے رفیق اعلی کو اور از انجملہ وہ ہے کہ نماز نافلہ حضرت کو بیٹھکر ادا فرماتے ثواب اسکا برابر
ثواب ایستادہ نماز کے تھا بخلاف اورون کے کہ فرمایا من صلی قاعدا فلہ نصف
اجر القائم یعنی جو کوئی بیٹھکر نماز پڑھے اسکے لیے ثواب آدھا بہ نسبت قائم کے ہے اگرچہ ظاہر اس حدیث کا

عام ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکے ساتھ مخصوص ہین اور منجملہ خصائص یہ ہے کہ جیسا حضرت روبرو سے دیکھتے ویسا ہی
پیچھے سے اور جیسا تاریکی مین دیکھتے ویسا ہی روشنائی مین اور کلام اسکی تحقیق مین ذکر شریف مین پہلے گذرا ہے یونہین ہے مواہب
وآثار النبوت مین اور ازالۃ الخفا یہ ہے کہ جو کچھ دنیا مین ہے زمان آدم تا نفخ اولی تک سب حضرت پر منکشف وہویدا کر دیا سب اول سے
آخر تک معلوم ہو گیا اور حضرت نے بھی یارون اپنے کو بعض اُن احوال سے مطلع وآگاہ فرمایا اور بعض صلحای اہل فضل سے سنا گیا ہے کہ بعض
عارفون نے ایک کتاب لکھی ہے اور اسمین اثبات کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام علوم الٰہی تعلیم ومعلوم کرا دیے تھے
لیکن ہر چند یہ بات بظاہر مخالف بہت دلیلونکی ہے تا قائل اسکے نے کیا قصد کیا ہو واللہ اعلم فصل فضائل وخصائص امت
مرحومہ محمدیہ بھی بیشمار ہین اور یہ بھی راجع طرف فضائل آنحضرت کے ہے کہ ایسی ذات کامل الصفات کے ہین جیسے کہ فضائل آنحضرت
داخل امت مین ہے کہ ایسا پیغمبر رکھتے ہین اور تبع اور نسبت ہی ساتھ ایسی ذات کامل الصفات کے ہین جاننا چاہیے کہ جب پیدا کیا
پروردگار تعالی وتقدس نے اور ابراز واظہار کیا عنصر لطیف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم عیان مین نہایت احکام
واتقان کے ساتھ متوجہ وظاہر ہوئی عنایت ربانیہ ساتھ امت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اگرچہ جن وانس ساری
امت حضرت کی ہین بہت خصوصیت وقابلیت کے کہ انکو ہی ظہور کیا اور دوسری جا ظہور نہ کیا اور فرمایا آیت
کنتم خیر امۃ اخرجت للناس یعنے تھے تم بہترین امت نکالے گئے واسطے لوگون کے اور یہ خطاب بواسطہ سابقان اولی
اس امت کے ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سابقان اور مقربان درگاہ ہین اور ان صفات مین کہ آیت
تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر یعنے امر کرتے ہو تم ساتھ معروف کے اور منع کرتے ہو منکر سے در حقیقت
بسبب اپنے رسوخ تر وظاہر تر ہین اتم واکمل واسبق ہین اور ساتھ فضل صحبت رسول مقبول اور مشاہدہ جمال جہان آرای حضرت اور اقتباس
واستفاضہ انوار وآثار اونکے ہی بواسطہ مخصوص ہین اور اسی جگہ سے معلوم ہوا کہ اول اس امت کا افضل ہے ما بعد اپنے
سے کہ اس باب مین شارع سے تصریح بھی واقع ہوئی ہے کہ فرمایا خیر القرون قرنی الذین انا فیہم ثم الذین
یلونہم ثم الذین یلونہم یعنی بہترین اہل زمانہ سے ہم زمانہ میرے ہین کہ مین انمین ہون پھر وہ کہ متصل ہین انکے
ساتھ پھر وہ کہ پیوستہ ہین ساتھ انکے مشہور یہ تین مرتبہ ہین صحابہ وتابعین وتبع تابعین اور ایک حدیث صحیح بخاری سے مرتبہ چوتھا
بھی معلوم ہوتا ہے انھین اتباع تبع بھی کہتے ہین ثم یفشو الکذب یعنی پھر ظاہر آشکارا ہوگا جھوٹ وہ ضبط وربط کہ
اور صدق تقوی ویقین کہ اوائل مین تھا نہ رہا اور ایک جماعت صحابہ سے وہ ہے کہ ایک لحظہ بہ دیدار شریف حضرت مشرف
ہوئے اور ایمان لائے اور چلے گئے اور ساتھ کاروبار اپنے کے مشغول ہوئے اور ساتھ امتداد صحبت اور طول خدمت کے
استفادہ واستفاضہ حاصل کیا جو لوگ ساتھ تفضیل صحابہ رضوان اللہ علیہم کے مطلق قائل ہین کہتے ہین کہ انھین بھی کمال حاصل
ہے کہ موجب افضلیت ہے من بعدہم سے اور معلوم نہین ہوتا کہ مقصود اس طائفہ کا کیا ہے اگر چاہتے ہین کہ ببرکت رویت
ومشاہدۂ آنحضرت تمام کمالات حاصل ہوتے ہین جیسا کہ متاخرین رکھتے تھے پس محل توقف ہے اور مسئلہ
عدم تفاضل وتفاوت کا ہے درمیان صحابہ کے اور خلاف واقع ہے یا چاہتے ہین کہ وہی رویت مشاہدۂ آنحضرت
فضیلت ہے کہ اکمل واتم ہے سب فضائل وکمالات سے اور کوئی فضیلت اسکی ساتھ برابری نہین کرتی اور حاصل کلام

ہوتے ہیں حیث الصحبۃ اگرچہ مدت قلیل اُسکی ہو فضل ہین من و درا اپنے سے اور جماعۃ اصولیین اطلاق اسم صحبت کا ہی مخصوص
رکھتے ہیں ساتھ جماعۃ اولی کے اور یہ خلاف مذہب محدثین کے ہے کہ صحبت مین ساتھ رویت و ملاقات ایکبار کے اکتفا کرتے
ہین اور پہلے بھی تھوڑا سا اس باب مین مذکور ہوا ہی اور رہا ہے کہ بعد بھی بتقریب مذکور ہو اور فضائل و خصائص اس امت کے
علی الاطلاق بیشمار ہین اور اخبار و آثار اسمین بہت وارد ہین بڑا ان سب فضائل مین ہوتے امت محمدیہ مین جیسے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیا اور جامع فضائل و کمالات جمیع انبیا کے ہین اور مکارم اخلاق و محامد صفات حضرت پر
منتہی ہوئی امت آپکی خاتم الامم ہی اور مخصوص ہی ساتھ کمال دین اور اتمام نعمت کے الیوم اکملت لکم دینکم و
اتممت علیکم نعمتی یعنی آج کے دن کامل کیا مین نے دین تمھارے لیے تمھارا اور تمام کین تمپر نعمتین اپنی اور بین
اس امت کی کتب سابقہ مین مذکور ہین جیسے کہ ذکر انکے پیغمبر کا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا موسی علیہ السلام نے اے رب آیا کوئی پچھلی امتون مین گرامی تر امت میری سے
کہ سایہ کیا تو نے انپر ساتھ غمام کے اور نازل کیا انپر من و سلوی پس فرمایا خداتعالی نے یا موسی نہین جانتا تو کہ فضل
امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب امتون پر مانند فضل میرے کے سب مخلوقات پر کہا موسی نے یارب کہ مجھے وہ امت
دکھا کہا نہ دیکھیگا تو انھین سنواتا ہون تجھے کلام انکا پس ندا کی حق تعالی نے انھین پس جواب دیا سبنے بیک آواز
لبیک اللھم لبیک اور حالانکہ وہ اصلاب آبا اور ارحام امہات مین تھے پس فرمایا حق سبحانہ نے صلوتی
علیکم و رحمتی سبقت غضبی و عفوی سبق عقابی یعنی درود و رحمت میری تمپر اور رحمت میری نے سبقت کی میرے
غضب پر اور عفو میرے نے پیشی کی میرے عذاب پر اور جو کوئی پاوے مجھے اس حالت مین کہ گواہی دیتا ہو کہ لا الہ
الا اللہ محمد رسول اللہ بخشتا ہون مین گناہ اوسکے فرمایا حضرت نے پس چاہا حق سبحانہ نے کہ منت رکھے مجھ
اس نعمت کی ساتھ کہا و ما کنت بجانب الطور اذ نادینا یعنی نہ تھا تو ای محمد یعنی نشاء عنصری مین وقتیکہ ندا کیا ہمنے
تیری امت کو تا سنوا دین ہم موسی کو کلام انکا روایت کیا اس حدیث کو قتادہ نے اور زیادہ کیا یہ کہ کہا موسی علیہ السلام
نے یارب کیا عجب نیک ہی آواز امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجھے دوبارا سنوا اور ابو نعیم نے حلیہ مین انس سے
روایت کیا اور کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ وحی نازل ہوئی حقتعالی کی موسی پیغمبر بنی اسرائیل پر
کہ جو کوئی مجھے پاوی اس حال مین کہ منکر ہو ساتھ احمد کے لاؤنگا مین اسے آتش دوزخ مین کہا موسی نے یارب احمد کون ہے
خداتعالی نے کہا احمد وہ شخص ہے کہ پیدا نہین کیا مین نے کسی پیدائش کو گرامی تر اپنے نزدیک اس سی لکھا ہی مین نے نام اسکا
اپنے نام کے ساتھ عرش پر پہلے اس سی کہ پیدا کرون مین آسمان و زمین یا اور جنت حرام ہی تمام خلق پر جبتک آوین حضرت
اور انکی امت پس اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ امت حضرت کو بہ تبعیت حضرت پہلے اور انبیا سے بہشت مین لاوینگے پر
کیا عجب کہ جو ہمارا عزیز ہے اسکے طفیلی بھی عزیز ہون مگر وہ کہ مراد خلق سے غیر انبیا ہو وین اگر یہ کہا ہے جمیع خلق ابھی
پر یہ کہ امت فاضلتر انبیا سے ہو وے یا برابر ساتھ انکے ہین حاشا وکلا اسواسطے کہ کوئی ولی مرتبہ نبی کو نہین پہنچتا
اما موسی پوچھتے تھے اور کون لوگ ہین امت محمد اور کیا ہین صفات انکی پس ذکر کیا حق تعالی نے صفات انکی کا

پس کہا موسیٰ نے خداوندا مجھے نبی امت کا گردان فرمایا خدا تعالیٰ نے نبی اس امت کا انہین کی جنس سے ہوگا پس کہا
موسیٰ نے خداوندا گردان مجھے امت اس نبی کی اور بعضون نے کہا ہے کہ وضو بھی خصائص اس امت سے ہے نسبت
بامم سابقہ اگرچہ انکے پیغمبرونکو یہ صفت حاصل تھی اور استدلال کیا اسپر ساتھ اس حدیث کے ان امتی یدعون یوم
القیمۃ غرا محجلین من اثار الوضوء یعنی امت میری پکاری جاویگی دن قیامت کے سفید رو سفید دست و پا نشان
وضو سے کہ پیغمبر او ونکو مخصوص ساتھ اونکے ہوا اور فتح الباری مین قصہ سارا مین ساتھ اس جبار کے کہ اوسے بظلم تعدی
کہا ہے کہ جب چاہا اس کافر نے قریب بسارا سارا اوٹھی اور وضو کیا اور نماز ادا کی اور ایک روایت مسلم مین ابو
ہریرہ سے آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سیما ہے کہ نہین غیر تمہارے کو اور ظاہر حدیث احمد
سے بھی کہ مشکوۃ مین بیچ کتاب الطہارت کے لایا ہے ایسا ہی مفہوم ہوتا ہے اور مجموع صلوۃ خمس بھی خصائص اس
امت سے ہے کہ امت سابقہ مین چار نمازین تھین سوای عشا کے پیغمبر ہمارے اول گزارندہ عشا تھے صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم اور حدیث مین آیا ہے آنحضرت فرمایا تاخیر کرو نماز عشا کی اسواسطے کہ تمہین تفضیل عطا ہوئی ہے
ساتھ اس نماز کے سائر امم پر اور نہین ادا کیا اس نماز کو کسی نے پہلے تمسے اور اذان و اقامت بھی خصائص
اس امت سے ہے اور بسم اللہ بھی کسی امت پر نازل نہین ہوئی پہلے اس سے مگر سلیمان علیہ السلام پر اور آمین کو
خصائص امت محمدیہ رکھا ہے اور حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مین آیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا یہود حسد
نہین لیجاتے اوپر ہمارے کسی چیز پر جیسا کہ حسد لیجاتے ہین اوپر جمعہ کے اور ہدایت کیا ہمکو خدا نے تعالیٰ نے اوپر کہنے
آمین کے پیچھے امام کے اور خصائص اس امت سے ہے رکوع نماز مین روایت ہے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا
پہلے وہ نماز کہ رکوع کیا ہمنے اسمین نماز عصر تھی پس کہا ہمنے یا رسول اللہ کیا ہے یہ رکوع کہ ہرگز نہین کیا تمنے اور آجکے دن
کیا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساتھ اسکے امر کیا گیا مین اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اوائل
ہمارے دین مین بھی رکوع نہ تھا جیسا کہ نماز یہود و نصاریٰ مین پیچھے اس سے حکم ہوا اور واقع مین انتقال قیام سے
برکوع اور رکوع سے بسجود اور تدریج اسمین ادخل ہے حدوث حضور اور وجود خشوع مین ولیکن اس جگہ اشکال لازم
آتا ہے کہ قول سبحانہ تعالیٰ یا مریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین ترجمہ
اے مریم قنوت کر اپنے رب کے لیے اور سجدہ کر اور رکوع کر ساتھ رکوع کرنے والونکے دلالت رکھتا ہے اوپر وجود رکوع
کے امم سابقہ مین اور کہتے ہین کہ مراد قنوت ادا امت طاعت ہے اور معنی طاعت و قیام و خشوع بھی مستعمل ہے اور خصائص
اس امت سے وہ ہے کہ صفوف انکی نماز و قتال مین مانند صفوف ملائکہ کے ہین قدر و منزلت اور قرب درگاہ مین اور
خصائص اس امت سے تحیہ سلام اور جمعہ اور ساعت جمعہ ہین کہ جو چیز اس ساعت مین حق تعالیٰ سے چاہین
حاصل ہووے اور اس مقام مین اقوال ہین قریب چالیس کے کہ شرح سفر السعادت مین وہ اقوال بالتطبیق منقول
ہین اور صحیح ترین انہین سے دو قول ہین کہ وہ ساعت بعد از خروج امام سے خطبہ کے لیے فراغ نماز تک اور قول دوسرا
آخر ساعت مین روز جمعہ سے اور از انجملہ یہ ہے کہ اول شب رمضان سے کہ ہوتی ہے نظر کرتا ہے حق سبحانہ

طرف اُنکے نظرِ عنایت اور جو شخص کہ نظر کرے خدا تعالیٰ طرف اُسکے نظرِ عنایت عذاب نہ کرے اُسے کبھی اور زینت دیتا ہے اور
آراستہ کرتا ہی بہشت کو اس مہینہ مین اور کرتا ہے بوسے فم صائم خوشبو اپنے نزدیک بوے مشک سے اور استغفار کرتے ہین
واسطے صائمین کے ملائکہ ہر شب بوقت افطار اور جب آخر شب رمضان سے ہوتی ہے بخشتا ہے سب روزہ دارونکو
اور دی گئین اس امت کو شہر رمضان مین پانچ خصلتین کہ نہین دی گئین امت کسی پیغمبر کو اور بند و زندان مین کیے جاتے
ہین مردہ شیاطین اور از انجملہ استحباب سحور اور تعجیل افطار اور اباحت اکل و شرب وجماع رات مین کہ ناجائز وحرام
تھا اُن لوگون پر کہ پہلے ہمسے تھے بعد از خواب اور ایسا ہی ہمپر بھی ابتداے اسلام مین بعد ازان منسوخ
ہوا اور از انجملہ شب قدر ہے اور روایات مین آیا ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک مرد تھا کہ ہزار مہینہ راہ خدا مین لڑا
تھا اور سلاح بدن سے نہ کھولے تھے صحابہ نے کہا کسے طاقت ہم مین سے کہ ایسا کر سکے پس نازل ہوئی سورۂ قدر
بہتر ہزار ماہ سے ہے اور قیام اس ایک رات مین فاضل تر جہاد سے ہے راہ خدا مین ہزار مہینے باقی کلام تحقیق اس
اس مقام مین اپنے محل آویگا اور اختلاف کیا ہے کہ صیام رمضان خصائص اس امت سے ہے یا امم سابقہ بھی
شریک اس خطاب مین ہین اور آیۂ کریمہ کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم
تتقون یعنی فرض کیا گیا تم پر روزہ جیسے فرض کیا گیا اوپر اُن لوگون کے کہ پہلے تم سے تھے کہ مراد صیام ماہ رمضان
ہین ظاہر یہ ہے کہ امم سابقہ پر بھی مکتوب تھے اور ابن ابی حاتم نے ابن عمر سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ صیام
رمضان امم سابقہ پر مکتوب تھے جیسے کہ ہمپر اور اسناد اس حدیث مین ایک مرد مجہول ہے اور اگر کہین ہم کہ مراد
مطلق صیام ہین نہ قدر اور وقت انکا پس تشبیہ واقع اوپر مطلق صوم کے ہے اور قول جمہور یہی ہے اور خصائص اس
امت سے استرجاع انکا ہے وقت مصیبت کے کہ مستوجب ومستحاب صلوٰۃ ورحمت ہے پروردگار تعالیٰ سے اور سبب
ابتدا کا ہے خاص انکو اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ کہا تحقیق دیا گیا ہے اس امت کو نزدیک مصیبت کے وہ
کہ نہین دیا گیا انبیا کو مانند اُسکے اور وہ قول آیۂ انا للہ وانا الیہ راجعون یعنی نزدیک مصیبت کے
اور اگر دیا جاتا انبیا کو دیا جاتا یعقوب علیہ السلام کو وقتیکہ کہا یا اسفی علی یوسف اور بدرستی کہ کہا یعقوب نے فصبر
جمیل واللہ المستعان اور یہ بمعنی استرجاع ہے اور قول یعقوب یا اسفی علی یوسف منافی اُسکا نہین اور
از انجملہ وہ ہے کہ خدای تعالیٰ نے اٹھایا اس امت سے اصر واغلال کہ امم سابقہ کے اوپر تھا مثل تعین قصاص عمد
وخطا مین اور قطع اعضا خاطیہ اور قطع موضع نجاست اور مارنا نفس کا توبہ مین اور تھے بنی اسرائیل کہ کرتے تھے
گناہ رات مین اور لکھا پاتے تھے صبح کو اپنے گھر کے دروازہ پر کہ کفارہ اس گناہ یہ ہے کہ نکالے تو دونون آنکھین
اپنی پس نکال ڈالتے اور مروی ہے ابن عباس سے کہ کہا جو کچھ کہ تھا اوپر بنی اسرائیل کے شدائد ومکارہ سے
آثار احق تعالیٰ نے اس امت سے اور از انجملہ وہ ہے کہ خداے تعالےٰ نے رفع کیا ہے اس امت
سے مواخذہ بخطا ونسیان اور اس چیز پر کہ اکراہ کیا جاوے اور حدیث نفس کہ اُسے خاطر اور وسوسہ کہین
اور تھے بنی اسرائیل کہ نسیاناً خطاءً مرتکب کسی چیز کے ہوتے اُسیوقت عقوبت اُس گناہ کی اُنپر ہوتی اور پر اندازہ

اخراج کیا ہی اور مجملہ خصائص اونکے سے وہ ہی کہ جو انھون نے سعی و کوشش کی اپنی حیات مین بذات خود اور وہ سعی کیجاوے
واسطے اور نہ تھا اُن لوگون کے لیے کہ پہلے اُنسے تھے مگر وہ چیز کہ سعی کرتے تھے بذات خود ایسا ہی کہا ہی عکرمہ نے اور
اس مقام مین اشکال وارد ہوتا ہی ساتھ قول حق سبحانہ تعالی کے آیت وان لیس للانسان الا ما سعی یعنی
اور بہشتی نہین واسطے آدمی کے مگر وہ کہ کیا اپنی حیات مین اسواسطے کہ یہ آیت دلالت رکھتی ہی اسپر کہ آدمی کو نفع نہین بجز
اسبات کے کہ بذات خود سعی کی اور عمل کیا اور جواب اس اشکال میں چند وجہ ہی ایک یہ کہ منسوخ ہی ساتھ قول حق تعالی کے آیت
ذریتہم بایمان الحقنا بہم ذریتہم یعنی اور تابع ہووین مومنون کی اولاد انکی ایمان مین لاحق کرین
ہم ساتھ اُنکے اولاد انکی پس کیا جاوی ولد طفل میزان الدین مین اور ہووی فرط واسطے والدین کے اور قبول کرتا ہی حق تعالی
شفاعت آبا حق ابنا مین اور شفاعت ابنا حق ابنا مین یہ دلیل اپنے قول کے آیت اباءکم وابناءکم لا تدرون ایہم
اقرب لکم یعنی باپ و دادا تمھارے اور بیٹے تمھارے کون انہین سے نزدیک تر ہی تمھارے واسطے از روی نفع کے
قرطبی نے کہا احادیث بہت دلالت کرتی ہین اوپر اس قول کے اور مومن کو پہونچتا ہی ثواب عمل صالح کا غیر اسکے سے اور بیچ
کے نبی سے آیا ہی کہ جو کوئی موا اور رہا اُسکے روزہ روزہ رکھے اُسے اُسکا ولی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو
کوئی حج کرے غیر اپنے سے حج کرے پہلے اپنی طرف سے پیچھے غیر کی طرف سے اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آیا ہی کہ اعتکاف کیا
اور اعتاق اپنے بھائی عبدالرحمن کیطرف سے اور کہا سعد بن عبادہ نے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری ماں
مرگئی آیا تصدیق کرون مین اُسکی طرف سی فرمایا ہان کہا کونسا صدقہ افضل تر ہے فرمایا پانی پلانا پس بنایا سعد نے ایک چاہ اور
کہا یہ واسطے ام سعد کے ہے اور عبداللہ ابی بکر کی دادی نے نذر کیا تھا کہ پیادہ پا جاے طرف مسجد قبا کے پس مرگئی اور وفا
نہ کرسکی پس فتوی دیا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عبداللہ کو کہ جاوی کہ جاوی اُسکی طرف ہی اور مفسرین سے بعض نے کہا ہی کہ مراد
انسان سی وان لیس للانسان الا ما سعی مین ابوجہل ہی اور بعض نے کہا مراد انسان اس جگہ میت ہی اور بعض نے
کہا ہی کہ عقبہ بن ابی معیط اور بعض نے کہا ولید بن مغیرہ اور بعض نے کہا ہی کہ یہ اخبار ہے شرایع من قبلنا سے اور دلالت کیا ہے
ہماری شریعت نے کہ انسانکو سعی اسکی اور اسکے غیر کی دونون ہین اور صاحب کشاف نے کہا ہی کہ سعی غیر کیونکر نافع نہین ہی
سعی اوپر نفس اپنے کے کی ساتھ ہونے اُسکے مومن مصدق پس ساتھ اس اعتبار کے ہو وی سعی غیر کی بیچ حکم سعی نفس کے
واسطے ہونے اُسکے تابع اور قائم مقام اور بھی سعی غیر نافع نہین وقتیکہ وہ عمل کرے واسطے نفس اپنی کے لیکن جو قت کی
غیر کے لیے موافق شرع کے وکیل اور قائم مقام اُسکا ہوا انتہی اسیطرح سے مواہب و مدارج و آثار النبوت مین اور تحقیق اختلاف
کیا ہی علمانے بیچ ثواب قرأت قرآن کے آیا پہونچتا ہے میت کو یا نہین اکثر اسپر ہین کہ نہین اور مشہور مذہب شافعی اور
مالک اور جماعہ حنفیہ سے یہ ہی اور اکثر شافعیہ اور حنفیہ اسپر ہین کہ پہونچتا ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہین امام احمد بن حنبل بیچ
بلکہ منقول امام احمد سے وہ ہی کہ میت کو ثواب ہر چیز کا صدقہ اور نماز اور حج و اعتکاف و قرأت قرآن و ذکر و غیر ذلک پہونچتا
ہے ولیکن کہا ہی کہ قرأت قرآن قبر کے اوپر بدعت ہے اور ذکر کیا ہے شیخ شمس الدین قسطلانی نے کہ صحیح وصول
ثواب قرأت ہی قریب و اجنبی وارث سے جیسے کہ نافع ہے صدقہ اور دعا و استغفار باجماع اور امام عبداللہ

یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ روضۃ الریاحین میں ذکر کیا ہی کہ شیخ عزالدین ابن عبد السلام کو خواب میں دیکھا کہتے ہین کہ ہم کہتے
تھے دنیا میں ثواب قرأت میت کو نہیں پہونچتا اب معلوم ہوا کہ پہونچتا ہی پڑھنا اور ثواب اسکا پہونچاؤ اور فتوی دیا ہی قاضی حسین نے
کہ اجارہ واسطے قرأت قرآن کے قبر پر جائز ہے جیسے کہ استیجار اذان و تعلیم قرآن کے لیے اور چاہیے کہ دعا کرے میت کیلیے
بعد از قرأت اسواسطے کہ لاحق ہوتی ہے اسے دعا بعد از قرأت باجابت اور اکثر ہے از روی برکت کے اور ذکر کیا ہی شیخ عبد الکریم
سالوسی نے اگر نیت کرے قاری ساتھ قرأت اپنی کے کہ ہوئے ثواب اسکا واسطے میت کے نہیں پہونچتا اسواسطے کہ نیت
کرنا پیش از تلاوت قرآن عبادت بدن ہی پس غیر سے واقع نہیں ہوتی لیکن اول پڑھا بعد از ان کہا وہ جو اس سے
حاصل ہوا ہے اجر ہے واسطے میت کے اور یہ دعا ہی حصول اس اجر کے خاص میت کو نفع کرتا ہی میت کو اور یہ کہا ہی کہ قرآن
موضع برکت اور نزول رحمت ہی اور میت بیچ حکم زندہ حاضر کے ہے پس امید رکھا ہے اسکے لیے نزول رحمت اور حصول
برکت و فیلکہ بھیجے قاری ثواب اسکے لیے اور ذکر کیا ہے صاحب عدہ نے اگر باہر لایا چشمہ یا کھودا کنوان یا لگایا درخت
یا وقف کیا مصحف حال حیات اپنی میں یا کہین یہ باتین غیر اسکے نے بعد از موت اسکی پہونچتا ہے ثواب اس کا
میت کو جیسا کہ وارد ہوا ہے خبرین اور مخصوص نہین حکم وقف مصحف کا بلکہ ملحق ساتھ اسکے ہر وقف اور
یہ تقاضا کرتا ہے جواز اضحیہ طرف میت سے اسواسطے کہ وہ ایک نوع صدقہ سے ہے ولیکن تہذیب
میں کہا ہے کہ جائز نہیں اضحیہ غیر سے بدون اذن و امر اوسکے اور ایسا ہی میت سے مگر اس حال میں کہ وصیت
کیا ہو ساتھ اسکے اور تحقیق روایت کیا گیا ہے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے کہ قربانی کرتے تھے پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بعد از وفات حضرت کے اور ابی العباس محمد بن اسحق سراج سے آیا ہے کہ کہا
تضحیہ کیا میں نے آنحضرت سے ستر اضحی لیکن اہدای ثواب قرأت طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
نہیں پہچانتے ہم اسمین کوئی امر و اثر و انکار کیا ہے اسکا ایک جماعت نے اور کہا ہے کہ نہیں کیا یہ صحابہ نے
اور بعض فقہا سے متاخرین نے مستحب رکھا ہے اور بعضے اسے بدعت جانتے ہین اور کہا ہے آنحضرت غنی
ہین اس سے اسواسطے کہ حضرت کے لیے ثابت ہی اجر ہر شخص کا کہ عمل خیر کیا امت میں سے بے اسکے نقصان
ہووے اجر عامل سے کچھ چیز امام شافعی نے کہا ہے کہ کوئی چیز نہیں کہ عمل کرتا ہے ایک امت اسکی سے مگر وہ کہ
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصل ہین اسمین اور جمیع حسنات مسلمین اور اعمال صالحہ انکے صحائف پیغمبر صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم میں ہین زیادہ اسپر کہ عامل کو اجر سے ہے باضعاف کہ نہیں جانتا اسے مگر خدا اسے تعالی اور
اسی قبیل سے ہی وہ جو مشروع ہی نزدیک رویت کعبہ کہ کہتے ہین اللہم زد ہذا البیت تشریفا و تعظیما
یعنی اے پروردگار زیادہ کر اس گھر کی تشریف و تعظیم۔ یہ سب مذکور ہے مواہب اور مدارج اور آثار النبوت
میں اور اسی جگہ سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ کیا ہی ساتھ قول اپنے کے من سن
سنۃ حسنۃ فلہ اجر من عمل بہا یعنی نکالی راہ و روش نیک پس اسکے لیے مانند اجر اسکے ہے کہ
عمل کیا اسپر بعد از ترغیب و تحریض امت کے اور یہ تشریع سنت حسنہ کے بفعل و کمال اپنا اثبات اجر غیر متناہی

مین خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو او خصائص امت سے ہے کہ یہ بہشت مین پیش از سائر امم کے روایت کیا ہے
طبرانی نے اوسط مین حدیث عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ حرام کیا گیا بہشت اوپر انبیا کے جب تک کہ داخل ہوون مین اور حرام کیا گیا اوپر امتون کے جب تک آدمی میری
امت اور از انجملہ وہ ہے کہ داخل ہوان بہشت مین ایسے ستر ہزار بغیر حساب کے روایت کیا اسے شیخین نے اور نزدیک
بیہقی اور طبرانی کے آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے وعدہ کیا میرے پروردگار نے کہ لاوے میری امت سے ستر ہزار
کو بہشت مین بے حساب پس سوال کیا مین نے زیادتی کا پس دیا مجھے ساتھ ہر ایک کے ستر ہزار ستر ہزار اور حاصل
کلام یہ کہ دیا ہے پروردگار تعالیٰ نے اس امت کو وہ جو نہین دیا اور امتون کو جیسا کہ دیا ہے انکے پیغمبر کو وہ جو
نہین دیا اور پیغمبرون کو وصل اور اخص خصائص اور اشرف فضائل وکمالات اور اہیر معجزات وکرامات تشریف
تخصیص خدای عزوجل کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ فضیلت اسری اور معراج کے ہے کہ کسی شخص کو انبیا
اول سے ساتھ اس تشریف کے مشرف ومکرم نہین کیا اور جس جگہ کہ آنحضرت کو پہونچایا اور جو کچھ حضرت کو دکھایا کوئی
نہین پہونچا اور نہین دیکھا آیت سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد
الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من آیاتنا پاک ومنزہ ہے وہ کہ لیگیا بندے اپنے کو رات مین مسجد حرام سے مسجد
اقصیٰ تک کہ برکت دیا ہمنے گرداگرد اسکے کو تا دکھلاوین ہم اسے آیتون اپنی سے ۔ اسری کہ لیجانا حضرت کا ہے مکہ سے
مسجد اقصیٰ تک ثابت بکتاب اللہ اور منکر اسکا کافر ہے اور اس جگہ سے آسمان پر لیجانا کہ معراج نام اسکا ہے
ثابت ہے باحادیث مشہورہ کہ منکر اسکا مبتدع اور فاسق ومخذول ہے اور ثبوت جزئیات عجائب وغرائب احوال کا با خبار
احادیث ہے کہ منکر اسکا جاہل ومحروم ہے اور صحیح وہ ہے کہ وجود اسری ومعراج شب بیداری مین بجسد تھا اور جمہور علما
صحابہ وتابعین واتباع ومن بعدہم محدثین وفقہا ومتکلمین اسپر متفق ہین اور متواتر ہین اسکے ساتھ احادیث
صحیحہ اور اخبار صریحہ اور بعضے یہ کہتے ہین کہ یہ وہ تھا منام مین اور ایک جماعت اسپر ہے کہ قضیہ متعدد تھا ایک
وقت بیداری مین بجسد اور اوقات دیگر مین بمنام وبروح بعض مکہ مین تھا اور بعض مدینہ مین اور باوجود اسکے
سب اتفاق رکھتے ہین کہ رویے انبیا وحی ہے کہ راہ نہین شبہہ کو اسمین اور بیدار ہے دل انکا اسمین اور
پوشیدہ ہے چشم انکی جیسا کہ پوشیدہ ہوتی ہے چشم وقت حضور ومراقبہ مین تا شاغل نہووے کوئی چیز محسوسات سے
اور قاضی ابوبکر بن العربی نے کہا کہ وقوع اسکا نوم مین واسطے توطیہ اور تیسیر کے تھا جیسے کہ ابتدای نبوت مین رویا
صادقہ دیکھتے تھے تا سہل وآسان ہو اپر اٹھانا ثقل وحی کا کہ ایک امر عظیم ہے اور عاجز اس سے قوای بشریہ
اسی واسطے معراج اول منام مین واقع ہوئی تا قوت واستعداد وصول اسکا بیداری مین حاصل ہووے
بلکہ بعض قائلین اس قول نے کہا ہے کہ وقوع اسکا منام مین پیش از بعثت تھا واللہ اعلم اور بعض عارفین نے
کہا ہے کہ آنحضرت کے اسرات ومعاریج بہت تھے اور بعضون نے چونتیس کہے ہین ایک انمین سے بجسم تھا اور
او نقطہ مین اور باقی بروح منام مین اور ایک قوم کہتی ہے کہ اسری مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک بجسد بیداری مین تھا اور

معراج وہان سی سموات تک پہونچنا اور تحقیق شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی عبارت مدارج النبوت مین یہ ہے کہ اشارہ
قول حق سبحانہ لنریہ من آیاتنا بمعراج ہے یعنے بہ مسجد اقصے لے گئے پھر وہان سے بسموات لیجا کر
آیات دکھائے اسواسطے کہ ارادت آیات وظہور غایت کرامات ومعجزات سموات مین تھا نہ مقصود مسجد اقصے مین اور
لیجانا مسجد اقصی مین سبب اسکا ہے اسواسطے ذکر کیا مسجد اقصے کو اور واقع مین اگر معراج منام مین ہوتی استبعاد
نہ کرتے اسے کفار اور فتنہ مین نہ پڑتے ضعفا اور مومنین اور نہ بھی وقوع اس سبب قائع اور قضایا کا خارج حصر اور
انحصار غیر متعارف سے ہے تو مین اور نہ بھی اسری نوم مین اطلاق نہین کرتے اور جب اسری بلفظہ مین ہوا معراج
کہ پیچھے اُس سے واقع ہوئی بھی بیداری مین ہووے اور کوئی دلیل نہین ہے منام پر پیچھے اس سے اور شبہہ
قائلین کا بوقوع معراج منام مین کئی چیزین ہین ایک قول حق سبحانہ تعالے آیہ ماجعلنا الرؤیا التی اریناک
الا فتنۃ للناس یعنے اور نہ گردانا ہمنے خواب وہ خواب کہ دکھلایا ہمنے تجھے مگر آزمایش لوگون کے لیے
بعض مفسرین نے اسکو حمل اوپر قضیہ معراج کے کیا ہے اور رویا نام رویت کا منام مین ہے اور جواب اُسکا وہ ہے کہ یہ رویا
محمول اوپر رویاے قضیہ حدیبیہ یا رویاے واقعہ بدر کے ہے اور کہا ہے کہ رویا یعنے رویت بصری آیا ہے اور استشہاد
لاتے ہین ساتھ قول متنبی کے کہا ہے مصرع ورؤیاک احلی فی العیون من الغمض یعنی اور
رویت اور دیکھنا تیرا شیرین تر ہے آنکھون مین چشم پوشی سے بعضون نے کہا ہے کہ تسمیہ بہ رویا بجہت وقوع اسکے
رات مین ہے اور وہ کہ حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا فاستیقظت اس جگہ بھی دلیل اوپر ہونے اسری ومعراج کے
منام مین نہین ہے جیسے کہ واقع ہوا ہی استیقظت وانا فی المسجد الحرام یعنی ہوگیا مین بیدار حالانکہ مین مسجد
حرام مین تھا اور محققین نے کہا ہی کہ مراد باستیقاظ افاقہ وہوشیاری اور بحال خود آنا ہے اس حالت سے کہ سخت پکڑ کیا
تھا حضرت کو مطالعہ عجائب وغرائب ملکوت سموات وارض اور مشاہدہ ملاء اعلی نے اور جو وہ دیکھا آیات
کبری الہی اور انوار اسرار نامتناہی سے ولیکن تکلم کرنا اور زبان تاویل اور اثبات امکان کا ساتھ دلائل کلامیہ
کے کھولنا اور گرفتار عقل اور حیلہاے عقلیہ کا ہونا مقام ایمان وعبودیت سے بعید ہے اور ہم مومنین کو کوئی دلیل
ورای قول خدا اور رسول خدا کے نہین جو کچھ اُنسے سُنا ایمان لائے ہم اور بے شک وشبہہ دل مین ٹھہر گیا اور
فرقہ اسے تقلید کہتے ہین اور اسباب کو نہین سمجھتے کہ یہ تقلید کس شخص کی ہے یہ تقلید ایسے شخص کی ہے کہ ثابت ہی تحقیق
اسکی معجزات باہرہ اور تقلید محقق عین تحقیق ہے اور حقیقت مین یہ تقلید نہین یہ اتباع صراط مستقیم ہے تم لوگ مقلد ہو کہ تقلید
عقل کی کرتے ہو اور عقل کے کہنے پر کہ ثابت نہین ہوئی تحقیق اُسکی باور کرتے ہو تمام شکوک وشبہات اسکی راہ مین
ہین فلاسفہ خود در اصل منکر انبیا کے ہین اُنسے کیا کام انکا پیغمبر اُنکی عقل ہے ان متکلمان خانہ خراب کو کیا ہوا کہ
باوجود راہ راست راہ کو گم کیا اور راہ گفتگو اور شبہہ وجدل کی یہی اگرچہ نیت مین اُنکی مخالفت فلاسفہ اور رد
اُنکے قول پر تھا لیکن سلوک راہ عقل مین پیرو اور موافق اُنکے ہوئے اور گمراہ ہوئے اور اونکو بھی گمراہ کیا
فضلوا واضلوا واللہ الہادی یعنی پس بہکے اور بہکایا اور اللہ ہدایت کرنیوالا ہی نظم شاہد معراج نبی واقراست

اور حدیث میں آیا ہے اختلاف اصحابی لکم رحمۃ یعنی میرے اصحاب کا تمہارے لیے رحمت ہے اور مشہور اس لفظ کے ساتھ ہے کہ
اختلاف امتی رحمۃ اور بعض نے اس حدیث کے اختلاف امت صرف و صناعات میں مراد رکھا ہے کہ موجب تیسیر و تسہیل امور دنیا اور
انتظام کارخانہ معیشت کا ہو جیسے کہ اختلاف علما کا مسائل فقہیہ میں سبب تحقیق و توسیع امر دین کا ہے اور خصائص اس امت مرحومہ سے
وہ ہے کہ طاعون شہادت و رحمت ہے واسطے اس امت کے لیے اور امم پر عذاب تھا جیسا کہ ایک روایت میں آیا ہے الطاعون شہادۃ
لامتی و رحمۃ لھم و رجس علی الکافر یعنی وبا شہادت ہے واسطے میری امت کے اور رحمت ہے انکے لیے اور عذاب
ہے اوپر کافر کے اور وارد اس میں حکم فرار کے حرمت ہے جیسے حدیث پاک اور جابر میں آیا ہے بیشک معصیت اور گناہ کبیرہ ہے اور
خصائص اس امت سے ہے کہ نزدیک گواہی دو شخص کے انمیں سے کسی ایک کے حق میں تجویز واجب ہوتی ہے واسطے اس بندہ
کے جنت اور امم سابقین میں وقتیکہ گواہی دیویں سو آدمی اور حدیث میں آیا ہے من اثنیتم علیہ خیرا وجبت لہ الجنۃ
ومن اثنیتم علیہ شرا وجبت لہ النار یعنی جسکو ثنا کرو تم ساتھ خیر کے واجب ہوئی اسکے لیے جنت اور جسکو ثنا کرو
ساتھ بدی کے واجب ہوئی اسکے لیے آتش دوزخ اور کہا گیا ہے کہ یہ شہادت اہل عدالت و صدق کی ہے کہ بے آمیزش غرض اور
کذب کے ہووے اور خصائص اس امت سے ہے کہ عمریں انکی اقصر اور اعمال انکے اقل نسبت امم سابقہ کے اور اجر انکا
اور وافر جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ داستان تمہاری اور داستان انکی کہ پہلے تم سے تھے یہود و نصاری کی
مانند داستان اس شخص کے ہے کہ لیے تین اجیر ایک صبح سے دوپہر تک اور ایک دوپہر سے عصر تک اور ایک عصر سے شام تک
اور واسطے ہر ایک کے درہم اجرت مقرر کی جب وقت دینے مزدوری کا ہوا مزدور کہنے لگے کیونکر روا ہوگا کہ کام ہمارے
متفاوت اور مزدوری برابر اس شخص نے کہا میں نے جو شرط اور وعدہ تمہیں کیا تھا دیا باقی میرا فضل ہے جسے چاہوں دوں اول
مثال یہود اور ثانی مثال نصاری اور ثالثہ مثال اس امت مرحومہ کی ہے اور جملہ خصائص اس امت سے وہ ہے کہ دیے گئے ہیں یہ
اسناد کہ ساتھ انکے سلسلہ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باقی ہے اور روز قیامت تک ایسا ہی باقی رہیگا اور یہ خصوصیت
فاضلہ اور سنت سنیہ ہے کہ اکرام کیا حق تعالی نے انکے ساتھ اس امت کو اور تشریف و تفضیل دی انمیں انکے ساتھ کسی ایک
کو امم سابقہ سے نہیں دیا اور صحیفے انبیا کے انکے ہاتھوں میں اور غلط کیا انکے ساتھ اپنے اخبار کو کہ لیا ہے انسے بغیر ثقات
اور نہیں انکے پاس تمیز و تفرقہ درمیان توریت اور انجیل کے اور درمیان اس چیز کے کہ لاحق کیا اخبار سے اور اس فاضلہ امت
نے اخذ کیا احادیث کو ثقات سے کہ معروف و مشہور تھے اپنے زمانہ میں ساتھ صدق و امانت کی اور انھوں نے اوروں سے
منتہی ہوا سلسلہ حضرت تک اور بحث و تفتیش حاصل کی تا پہچانا احفظ و اضبط کو مرتبہ میں اور تفرقہ کیا اسمیں کہ طول تھی مصاحبت
و مجالست اسکی ساتھ شیخ اپنے کے اس شخص سے کہ قصیر و قلیل تھی صحبت اسکی اور لکھا احادیث کو بطریق متعددہ اور ضبط
کیے حروف و کلمات اسکے غلط و خطا و زلل و خلل سے اور تہذیب و تنقیح کیا خصوصا اصحاب صحاح نے عمدہ انمیں سے بخاری
اور مسلم ہیں کہ شہیر ہیں آفاق میں جلالت و عدالت کی ہیں ابو حاتم رازی نے کہا ہے کہ نہ تھا کسی امت میں امم سابقہ سے ہنگام
پیدائش آدم علیہ السلام سے علما اور امین کہ نگاہ رکھیں آثار رسولوں اپنے کو مگر اس امت مرحومہ میں اور معرفت
تواریخ و انساب بھی خصائص اس امت سے ہے کہتے ہیں کہ عارف ترین صحابہ بعلم انساب ابوبکر صدیق رضی اللہ

عنہ تھے اور امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ لائے ہیں کہ وصیت کرتے تھے ساتھ التزام اور حفظ دواوین شعر اور لغات
عرب کے واسطے معرفت وجوہ تفسیر قرآن اور اسکے اعراب کے اور جملہ خصائص سے یہ ہے کہ یہ امت مخصوص و موفق ہوئی ساتھ
تصنیف کتابوں کے اور یہ اس کام میں مصداق حدیث کے ہیں لا یزال طائفة من امتی ظاہرین علی الحق حتی
یاتی امر اللہ ومجاہدین امر اللہ ومجاہدین فی سبیل اللہ سنة رسول اللہ یعنی ہمیشہ امت مین سے ہوگی ایک جماعت
مددگار اور برحق کے یہان تک کہ آوے حکم خدا کا اور لڑنے والے راہ خدا میں اور چنگل مارنے والے ساتھ سنت رسول خدا کے اور قرن
اول و درمیان وہی قرن ثانی تک قاعدہ تصنیف درمیان نہ آیا تھا اگرچہ کتابت علم اور جمیع احادیث نادر پر وجہ تصنیف و ترتیب
کے موجود تھا لیکن بر منہاج یہ تبویب و تفصیل اور وضع و اصطلاح اور تدوین علوم اور تعیین موضوع اور مسائل و سلوک نہ تھا
بعد از ان اسقدر ہوا کہ حد و حصر سے باہر آیا کہ بجز علم علام الغیوب کے احاطہ اسکا نہیں کر سکتا اور خصائص امت محمد سے
وجود اقطاب و اوتاد و نجبا و ابدال کا ہے انہیں حدیث مرفوع میں انس سے آیا ہے کہ ابدال چالیس مرد و زن ہیں جیتے ہیں ایک
اُن مرد یا زن سے پیدا کرتا ہے حق تعالی بدل اسکا مرد یا زن دوسرا اور روایت کیا ہے طبرانی نے اوسط میں ساتھ اس لفظ کے
کہ خالی نہیں ہوتی زمین چالیس مرد سے مانند خلیل الرحمن علیہ الصلوۃ والسلام کے کہ ساتھ انکے قائم ہے زمین اور ساتھ برکت
انکی کے سیراب ہوتے ہیں لوگ نہیں مرتا ایک کوئی انمین سے مگر وہ کہ بدل کرتا ہے اللہ تعالی اسکی جگہ دوسرے کو اور تسمیہ با
ابدال اسی جہت سے ہے اور بعض مشائخ علماء نے کہا ہے کہ اسلیے ابدال کہتے ہیں کہ صفات ذمیمہ انکی بدل بصفات حمیدہ کے
گئے ہیں اور منسلخ ہوئے ہیں صفات بشریت سے اور مراد بھی انکے سے مانند خلیل الرحمن کے ہونا انکا ہے بیچ ایک
صفت کے صفات کمال سے کہ بعض صفات بھی شریک ہیں نبی اس امت علیہ السلام کے اور یہی معنی ہیں قول اس قوم کے
کہ کہتے ہیں کہ ہر ولی اوپر قدم نبی کے جمیع صفات میں حاشا اور ابن عدی نے کامل میں بیان کیا ہے کہ بائیس ان چالیس سے
شام میں ہوتے ہیں اور اٹھارہ عراق میں اور جب امر الہی ہوگا سب مقبوض ہو وینگے قائم ہو دے گی قیامت اور اسی طرح
مروی ہے نزدیک امام احمد کے مسند میں اور ابونعیم حلیہ میں ابن عمر سے مرفوعاً لایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ اخیار میری امت کے ہر قرن میں پانچ سو مرد ہیں اور ابدال چالیس ہیں نہ پانچ سو کم ہوتے ہیں نہ چالیس جس وقت کہ
ایک مرتا ہے دوسرا اسکے بدل آتا ہے اور یہ مرد تمام روئے زمین پر ہوتے ہیں اور بھی حلیہ میں ابن مسعود مرفوعاً لایا ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چالیس مرد ہیں میری امت سے کہ دل انکے اوپر دل ابراہیم کے ہیں دفع کرتا ہے خدا تعالی ساتھ
برکت انکی بلا کو خلق سے کہا جاتا ہے انکو ابدال اور انھون نے نہیں پایا درجہ بسبب نماز و روزہ و صدقہ کے پوچھا انہون نے
پس یہ درجہ کس چیز کے سبب پایا ساتھ سخا و خیرخواہی مسلمانون کے یعنی نماز و روزہ میں شریک ہیں مسلمانون کے ساتھ لیکن
صفت خاص انکی کہ جسکے سبب یہ درجہ پایا ہے یہی دونوں صفتیں ہیں اور نقل ہے معروف کرخی رضی اللہ عنہ سے کہ جو کوئی
ہر روز کہے اللہم ارحم امة محمد لکھین اسے ابدال سے اور آیا ہے کہ نشان ابدال کا یہ ہے کہ پیدا نہیں ہوتی انکی اولاد اور وہ لعنت
نہیں کرتے کسی چیز کو اور یزید بن ہارون نے کہا کہ ابدال اہل ہین اور امام احمد نے کہا کہ اصحاب حدیث اور تاریخ بغداد
خطیب میں ایک کتاب سے منقول ہے کہ نقبا تین سو ہیں اور نجبا ستر اور ابدال چالیس اور اخیار سات اور عمد چار اور غوث

ایک مسکن نقبا مغرب میں ہے اور مسکن نجبا مصر میں اور مسکن ابدال شام میں اور اخیار سیاح ہیں زمین میں اور عمد گوشہ ہے زمین
میں اور مسکن غوث مکہ میں اور جب کچھ عارض ہوتا ہے امر عامہ سے دعا و ابتہال کرتے ہیں بہ امداد اُس حاجت کے سب پہلے
نقبا بعد ازان نجبا بعد ازان اخیار اُنکے پیچھے عمد اُنکے پیچھے ابدال اگر مستجاب ہوئی دعا اُن سب کی فبہا نہیں تو ابتہال
کرتے ہیں غوث اور اجابت کیجاتی ہے دعا غوث کی پہلے تمام ہونے مسئلت سے اور خصائص امت سے وہ ہے کہ داخل
ہوتے ہیں قبور میں گنہگار اور خارج ہوتے ہیں بے گناہ پاک کیے جاتے ہیں گناہوں سے باستغفار مومنین کے اور اُنکے
لیے روایت کیا ہے اسے طبرانی نے اوسط میں حدیث انس سے اور ساتھ اس حدیث کے استیناس حاصل ہوتا ہے
وہ جو بعض علما نے کہا ہے اگرچہ یہ قول شاذ ہے عذاب قبر خواص اس امت سے ہے تاکہ انھیں پاک و صاف آخرت میں پہنچاوے
اور پھر عذاب اُنپر نہو اور از انجملہ وہ ہے کہ پہلے سب امم سے یہ اپنی قبور سے بعد شگافتہ ہونے زمین کے باہر آوینگے
اور حدیث میں آیا ہے کہ فرمایا انا اول من تنشق الارض عنی ثم امتی یعنی اول میں اُس شخص کا ہوں کہ
شگافتہ ہووے گی زمین مجھسے اور میری امت سے اور از انجملہ وہ ہے کہ موقف میں مکان بلند پر ہووینگے حدیث
جابر میں آیا کہ آنحضرت نے فرمایا ہونگا میں اور میری امت اوپر جائے بلند کے مشرف اوپر خلائق کے اور کوئی ہو
مگر یہ کہ دوست رکھتا ہے کہ ہم سے ہووے اور نہیں کوئی پیغمبر کہ تکذیب کیا اُسے اُسکی امت نے مگر ہم گواہی دینگے
اُسکے حق میں اور ابلاغ رسالت پروردگار کے اور حدیث دوسری میں آیا ہے کہ فرمایا پس ہونگا میں اور امت
میری اوپر ٹیلہ کے اور از انجملہ وہ ہے کہ اُنکے واسطے علامت و نشان ہوگا اوپر منہ کے اثر سجود سے قال اللہ تعالی سیماہم
فی وجوھہم من اثر السجود یعنی نشان اُنکی اُنکے مُنہون پر اثر سجود سے آیا یہ علامت دنیا میں ہے کہ آخرت
میں پس دو قول ہیں ایک وہ کہ یہ سیما دنیا میں ہے اور مراد ساتھ اُسکے سمت حسن ہے اور سیمای اسلام اور خشوع اور بعضوں
نے صفرت و اثر بیداری سے کہ گمان ہووے دیکھنے والا کہ بیمار ہیں حالانکہ بیمار نہیں قول دوسرا وہ کہ یہ سیما
آخرت میں ہوگا کہ سپید ہووینگے منہون سے روشن و تابان ہونگے تا امتیاز و شناخت حاصل ہو کہ یہ صاحب سجدے
دنیا میں اور از انجملہ وہ ہے کہ دیے جاوینگے نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں روایت کیا اسے احمد بزار نے اور یہ نہیں
ہے مواہب و مدارج و آثار النبوت میں اسکے سے معلوم ہوتا ہے کہ دینا نامہ اعمال کا داہنے ہاتھ میں خصائص اس امت
مرحومہ سے ہے اور مشکوۃ میں بھی حدیث احمد ابی الدرداء سے لاتا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ
میں اپنی امت کو پہچانتا ہوں دن قیامت کے کہ یہ علامت ہے کہ اُنکے تحجیل غرہ اور دوسرے ہونا کتاب کا داہنے ہاتھ میں اُنکے
اور تیسرے سعی کرتی ہے آگے اُنکے ذریت اُنکی شیخ ابن حجر شرح میں لکھتا ہے کہ ظاہر حدیث اسپر دال ہے کہ دینا کتاب کا
داہنے ہاتھ میں خصائص امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے اور جو دلالت کرتے ہیں اوپر اسکے آیات و تقییدات و احادیث
عموم پر مگر یہ کہ حمل کیا جاوے اسپر کہ دی جاتی ہیں پہلے اوروں سے یا اوپر الٰہی صفت کے کہ نہیں حاصل اُنکے غیر کو لیکن
سعی ذریت ہو سکتا ہے کہ خصائص سے ہو اسواسطے کہ پائی نہیں جاتی کوئی چیز کہ معارض ہو اُسکی انتہی اور از انجملہ وہ
ہے کہ نور اُنکا دوڑتا ہے آگے اُنکے اور جانب راست اُنکے جیسا کہ منطوق کتاب مجید کا ہے اور امام احمد نے اسناد صحیح

آنکہ نیست مقرکاہ وست + وستگہ سلطنت این وصال + نیست بپا مردی خیل وخیال + طبع مدار وہ معارج فرح - لیس علی الاعمیٰ وفیہا حرج + خلق چہ داند کہ مدام ست این + عشق شناسد کہ چہ وام ست این + جام کشان ساغر ہمی کشند + خاک خوران ور وشکر می خورند + قصہ قوسین کجا وکمان + نیست بہ بازوے گمان این کمان + نظم

اے رفتہ شبے بکام اسریٰ + از حجرۂ مکہ تا با قصیٰ + از شوق ہواے پای بوست + رفتہ دل سنگ صخرہ از جا + بربام سپہر راندہ از شام + چون صبح براق سدرہ پیما + جبریل ز سرعت رکابت + واماندہ نشستہ پای برجا + تو تاج لقد رای نہادہ + بر تارک لامکان زبطحا + از جام مراد خوردہ دم دم + در بزم ولی مدام او حیٰ + دیدہ ہمہ رازہاے پنہان + در جام جہان نماے پیدا ۔ نظم اے پردہ تنت بعرش محمل + آوردہ ہنوز گرم منزل + نیم شبان کان مہ گردون غلام + کرد بہ دولت سوے گردون خرام + ولولہ در عالم بالا فتادہ + غلغلہ در گنبد مینا فتادہ + نہ طبق وہفت خم خاستند + ہفت ونہ خویش بیار استند + ثابت سیارہ دران انتظار + ماندہ زبیرون ودرون بیقرار + روضہ برآوردہ غبار بخور + ساختہ جاروب ز گیسوی حور + حور برہ داشتہ چشم سیاہ + کردہ زدیدہ درم افشان راہ + سدرۂ طوبی سوی بدر چنان + سجدہ کنان در شب قدر چنان وصل جان کہ حدیث معراج کو جمع کثیر نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایت کیا ہے بمرتبۂ تواتر معنوی اگرچہ بعض خصوصیات میں روایت مختلف آئی ہین اور مشہور اس سے حدیث طویل ہے کہ بخاری اور مسلم اپنی صحیح مین قتادہ سے اور قتادہ انس بن مالک اور مالک بن صعصعہ سے لائے ہین اور اس حدیث مین ذکر شق قلب نبوی اور دھونا اسکا آب زمزم طشت ذہب مین اور پر کرنا بحکمت وایمان اور رکھنا اسکا سینہ شریف مین اور التیام اسکا واقع ہوا ہے اور شق صدر شریف چار مرتبہ ہوا اول عہد طفولیت مین کہ پاس حلیمہ سعدیہ کے تھے دوسرا دس برس کی عمر مین کہ قریب بوقت بلوغ پہونچے تھے تیسرے نزدیک بعثت کے چوتھے اسوقت مین کہ وقت اسری تھا تا بکمال طہارت وصفا مستعد ومتوجہ دریافت عالم ملکوت کے ہوئے اور پر قیاس وضو وتطہیر کے کہ پیش از نماز کرین کہ نمونہ معراج کا ہے اور یہ بھی ایک موضع قرقعہ سے ہے کہ حکماے طبعین اس سے انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ شق صدر قلب موت ہے کہ حیات کے ساتھ جمع نہین ہوتی اور ارباب عقل تاویل کرین اور کہین کہ مراد تطہیر وتنظیف باطن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے لوث حدوث وامکان سے اور اہل ایمان تصدیق کرین بے تاویل وصرف ظاہر سے اور کہین یہ سب اسباب عادی ہین اور خدا پر کوئی چیز محال نہین اور لانا طشت ذہب کا اور دھونا اسمین ایک نوع تکریم ہے بحسب عادت عرب کے اور اشارہ ہے کہ حضرت مکرم ومعظم ہین سب عوام مین اور وہ کہ استعمال ذہب شریعت محمدیہ مین حرام ہے اور دار آخرت مین مومنون کے واسطے خالص ہوے باشارۂ قول حق تعالی کے آیت قل ھی للذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا خالصۃ یوم القیمۃ یعنی کہہ دو ان لوگون سے جو ایمان لائے زندگانی دنیا مین خالص دن قیامت کے اور قضیہ اسری حقیقت مین عالم آخرت سے ہے

یا یہ کہ استعمال ہی ممتنع ہو مذہب بلکہ اس حضرت سے حاصل نہیں ہوا بلکہ ملائکہ سے کہ غیر مکلف ہیں ساتھ اسکے یا یہ کہ احتمال ہے کہ واقعہ پہلے حکم تحریم سے ہو وے اور فی الحقیقت یہی ہے اسواسطے کہ تحریم اسکی مدینہ میں ہوئی ہے بعد قضیہ اسریٰ کے اور حکمت دھونی قلب مقدس میں بآب زمزم وہ کہا ہے کہ آب زمزم تقویت کرتا ہے قلب کو پس دھویا قلب شریف کو تا قوی ہو اور مشاہدہ عالم الملکوت کے اور بعض علما نے استدلال کیا ہے اسپر کہ آب زمزم افضل ہے آب کوثر سے کہ دھویا گیا قلب مکرم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مگر ساتھ فضل میاہ کے اور قول بعض کہ آب زمزم قریب حاضر تھا اور آب کوثر بعید و غائب نہایت ضعیف ہے اسواسطے کہ قرب و غیبت یہاں معقول نہیں سب برابر ہے واللہ اعلم بعد ازان لائے حضرت جبرئیل علیہ السلام آپکے واسطے دابہ سفید کہ نام اسکا براق ہے تھا چھوٹا خچر سے اور اونچا حمار سے کہ رکھتا تھا قدم کو باندازہ نظر اسکا بیت اسپ از باد سبک پائے ترہ آتش از آب تنر ساے تر مرغ فردوس چراگاہ او + آمدہ خور خور وماہ او + نعل قصوریش شدہ ماہ وای خواب + جو رزچاہ و نقش وادہ آب + بال و دم خویش بہم منفشا برسر شب چترزرین فشاندہ + کرد شکہ وداع حرم + دیدہ زمزم شدہ زان میں نم + اتہ غم مویش بشب بشک بیز + استرہ سان شدہ چیر بکہ تیز + بر حرم کہ بو دامن فشاندہ تا حرم قدس مقدس براندہ + منادی عنایت گوش جان میں یہ لطیفہ غیبیہ پہونچاتا ہے بیس مقتضی حال و زمان اور مناسب عہد و آوان یہ ہے کہ وظیفہ حرفیا سے وزن کا شب معراج میں پڑھا جاوے اور بیچ عرض جوہریان مجامع فضل وفصاحت اور مبصران اقالیم فہم وبلاغت کے پہونچاوے (ا) آرام وقرار شب میں حاصل ہے (ب) سعیت افطار شب میں ہے (ت) تجلیات آثار شب میں (ث) ثواب ہزار با شب میں (ج) جود عاشقان بیقرار کے شب میں (ح) حلاوت طاعت ابرار شب میں (خ) خزائن عبادت اخیار شب میں (د) دبدبہ تسبیح سبحان عالیمقدار شب میں (ذ) ذوق قرات مقران شیرین گفتار کا شب میں (ر) راحت متعطشان دیدار شب میں (ز) زینت تسکین بیقرار شب میں (س) سودا خواب بیچ ملوکانہ آگہوں طالبان انوار کی شب میں (ش) شمرہ نزول قرآن گوہر بار شب میں (ص) صولت ہیبت جلال اسرار شب میں (ض) ضیای لوامن بندہای نمازگزار شب میں (ط) طرب اکعان و ساجدان شب بیدار شب میں (ظ) ظہور روشنائی آشنایان باختیار شب میں (ع) عشرت مومنان روزہ دار شب میں (غ) غبطہ اعدت مشتاقان جمال پروردگار شب میں (ف) فتح وظفر جانبازان وفادار شب میں (ق) قافلہ قافلہ مجذوم ومہاجر والصار شب میں تھی (ک) کفایت کار بود امیر بزرگوار شب میں ہوا ہے (ل) لذت سیر وسلوک واختیار شب میں (م) معرفت حقائق ورگ معنوی پوشیدہ شب میں (ن) نور نور قیامت اثر بیداری شب ہے اور برغسار ہر دیار کے ہوگا (و) وسیلہ قسم سلطان جبار کی شب میں (ہ) ہیبت دلہای اشرار متنبہ بظلمت شبہا ہے (لا) لاانی تدبیر وتفکر صنائع کردگار شب ہے (ی) یمن سفر احمد مختار بعالم افتخار شب ہے نظم شب چیست حیات جاودانی + او رشب ملا شمع آنجہانی + شب برقع اطلس سیاہ ست + برچہرہ شاہد معانی + در ظل شب شب موسی جان + سرمست مدام لن ترانی + با چاشک بیز شب خیز + شب راست کرشمہ نہانی + ای دولت سین سر جانت کز لذت شین شب بدانی + اور حدیث میں آیا ہے کہ پس سوار کیا گیا میں اور لے گیا مجھے جبرئیل آسمان پر اور ظاہر اس حدیث میں معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت تا آسمان براق پر سوار اور ہوا میں جاتے تھے جیسے کہ زمین پر چلیں اور یہ بھی خارق عادات ہے کہ بشر ہوا پر نہیں جاتا اور خصوصا بوقت سواری چار پایہ خوفناک سب یہ سب قدرت الٰہی میں اور قدرت مقید نہیں بجریان عادت اور بعض روایات میں آیا ہے کہ اس براق کے دو بازو تھے کہ انکے ساتھ اڑتا تھا اور حکمت بیچ بھیجنے براق کے تعظیم وتکریم حضرت محبوب رب العالمین کی تھی جیسا کہ محب محبوب کے لیے

گھوڑا بھیجے اور اخص خواص کہ محرم وانیس مجلس خاص کا ہی واسطے بلانیکے بھیجے اور رات مین کہ زمان خلوت خاص ہی کہ پوشیدہ چشم اغیار سے
بلاوے اور حکمت ہونے میں براق مین بسبب انتقال سے اور لطیف تر جاننے تھا اور بشکل فرس کے اشارہ ہے کہ بلاتا سلم وامن مین
تھا نہ حرب و خوف مین اور واسطے اظہار معجزہ کے ساتھ وقوع اسراع شدید کے ساتھ واسطے کہ موقوف نہین ہی اسکے ساتھ عرفاً عادۃً
مین اور بعض روایات مین آیا ہی کہ جب حضرت نے پای مبارک رکاب مین رکھا براق نے سرکشی کی پس جبرئیل علیہ السلام نے براق کو
کہا کہ کیا ہوا تجھے کہ سرکشی کرتا ہی تو سوار نہین ہوا تجھپر کوئی گرامی تر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پس عرق کیا براق نے اور زمین پہ
بیٹھا اور رام ہوا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکی پیٹھ پر بیٹھے اور یہ سخن دلالت کرتا ہی اسپر کہ براق آمادہ تھا واسطے سواری انبیا
علیہم السلام کے اور بعض نے کہا ہے کہ ہر نبی کو براق تھا اور بہ اندازہ قدر و مرتبہ اسکے جیسا کہ روایات مین آیا ہے کہ ابراہیم
علیہ السلام آتے تھے اوپر سوار ہو کر براق کے بیت المقدس سے مکہ مین واسطے زیارت اسمعیل علیہ السلام کے اور گویا اشارہ
جبرئیل کا بجنس براق کے ہی واللہ اعلم اور وجہ استصعاب براق کی اس جہت سے تھی کہ ہر کوئی اسپر سوار نہوا تھا یا جہت بعد عہد سے
اور بعضون نے کہا ہی کہ استصعاب براق بجہت ناز و طرب و افتخار نہ بطریق استبعاد و سرکشی اور کہتے ہین کہ رکاب براق کی جبرئیل
کے ہاتھ مین اور بعض روایات مین آیا ہی کہ جبرئیل ردیف آنحضرت تھے کہ شاید کہ اول رکاب مین ہوون بعد ازان اثنای راہ مین
وجہت ہے یا اقتضا کیا ہو انھین ردیف اپنا کر لیا یا پہلے ردیف ہوون بعد ازان بہ رعایت طریقہ ادب و تکریم آنحضرت اتر لیے ہون
واللہ اعلم اور روایات مین آیا ہی کہ گذرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موسی علیہ السلام پہ کہ نماز ادا کرتے تھے اپنی قبر مین
پس کہا اشہد انک الرسول اللہ یعنی گواہی دیتا ہون مین بہ تحقیق تو البتہ رسول اللہ ہی اور یہ جو انبیا زندہ ہین اپنی قبر مین خدا کے
نزدیک تشبیہ کرتے جیسے کہ ذکر کرتے ہین جنت مین بیچ آنکہ مکلف ہون ساتھ اسکے بعد ازان گذرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
راہ مین اوپر قوم طوائف انام کے نیکون بدون سے کہ عالم برزخ و مثال مین ساتھ آثار و ثمرات و افعال و احوال اپنے کے مشغول
و گرفتار ہین اور ذکر اسکا بادر رکھتا ہی بعد ازان پہونچے بیت المقدس مین اور باندھا براق کو ساتھ حلقہ باب مسجد کے کہ اسے آج
باب محمد صلعم کہتے ہین پس آئے مسجد مین اور ادا کین دو رکعت کہ ظاہر ہی دو رکعت تحیۃ المسجد ہون اور حاضر ہوئے ملائکہ اور تمثل
کی گئین ارواح انبیای آدم علیہ السلام سے عیسی علیہ السلام تک اور ثنا کی خدا کے لیے اور درود بھیجا محمد صلعم پر اور اعتراف و اقرار
کیا سب نے ساتھ فضل محمد صلعم کے پس اذان کہی تکبیر واسطے نماز کے اور مقدم کیا محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو پس آنحضرت نے
امامت فرمائی اور سب انبیا اور ملائکہ نے آپکا اقتدا کیا اور اختلاف کیا ہے علما نے کہ نماز نفل تھی یا فرض اور اگر فرض تھی نماز عشا
تھی یا صبح اور ظاہر سیاق حدیث سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ آنا بیت المقدس مین پیش از عروج بآسمان ہوئے پس نماز عشا تھی اور یہ
قول اس شخص کے کہ کہتا ہی کہ قضیہ بعد از نزول ہی نماز صبح ہووے شیخ کبیر عماد الدین ابن کثیر کہ اعظم علمای حدیث و تفسیر سے
ہین کہا ہی کہ نماز ادا کرنا آنحضرت کا انبیا کے ساتھ پیش از عروج و بعد ازان دونون احتمال ہین پھر جب باہر آئے حضرت مسجد سے لائے
جبرئیل ایک خمر اور ایک ظرف لبن اور مخیر کیا کہ ان دونون مین سے جسے چاہو اختیار کرو پس اختیار کیا آنحضرت صلعم نے لبن
کو کہا جبرئیل نے اختیار فرمایا آپ نے فطرت کو اور مراد فطرت سے اس جگہ دین اسلام ہی و استقامت اسپر اسواسطے کہ شیر حلال طیب
و طاہر و سائغ ہے پینے والون کو جو کوئی خواب مین دیکھے کہ شیر پیتا ہے تعبیر اسکی یہ ہے کہ علم دین پاوے بخلاف خمر کہ ام الخبائث

اور جانب انواع شربہ حال و مآل ہین اگرچہ اسوقت مین مباح تھی اسواسطے کہ قضیہ اسری مکہ مین تھا اور تحریم خمر مدینہ مین لیکن
انجام کار حکم اسکا حرمت تھا اور حدیث ابن عباس مین دو قدح آئے ہین ایک لبن سے دوسرا عسل سے اور ایک روایت
مین تین اوانی لبن و خمر اور ذکر عسل نہین کیا اتیان ان اوانی کا متصل وصول سدرۃ المنتہی بھی آیا ہے تصریح کیا اسے
حافظ عماد بن کثیر نے اور بہ تحقیق ظاہر ہوا اثر شفقت موسی علیہ السلام کا اس امت مرحومہ تخفیف صلوۃ مین پچاس سے ساتھ
پانچ کے اور کہا ہے کہ یہ رحمت و شفقت موسی علیہ السلام اس امت مرحومہ کی بجہت اسکے تھی کہ حضرت موسی علیہ السلام
نے توریت مین صفات امت کی پڑھی تھین اور آرزو کی کہ انکو میری امت گردان حقتعالی نے فرمایا کہ یہ امت محمد صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوویگی اس آرزو کو قطع کریں کہا مجھے امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گردان و حصل اثر ان عہد بر داشتہ
ہوئے آنحضرت طرف سدرۃ المنتہی کے کہ انہی طرف سے منتہی ہوئے ہین اعمال و علوم خلق کے اور اسی جگہ سے اترتا ہی امر
اور کہے جاتے ہین احکام اور اسی کے نزدیک وقوف کرتے ہین ملائکہ اور کسی کو مجال تجاوز و عروج اس سے نہین اور طرف منتہی
ہوتا ہی جو کچھ صعود کرتا ہے عالم سفلی سے اور نزول کرتا ہی عالم علوی سے اور تجاوز نہین کیا اس مقام سے کسی نے مگر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور باز رہے اور جدا ہوئے حضرت سے جبرئیل علیہ السلام حضرت نے فرمایا اے جبرئیل یہ کیا
جگہ باز رہنے اور جدا ہونے کی ہے یہ وہ جگہ نہین کہ دوست دوست کو تنہا چھوڑے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اگر مقدار
سر انگشت نزدیک ہوتین سوختہ ہوتین ابیات بگفتا فراتر مجالم نماند ۔ بماندم کہ نیروے بالم نماند ۔ اگر یک سر موے
برتر پرم ۔ فروغ تجلی بسوزد پرم ۔ بعض روایات مین آیا ہے کہ آنحضرت نے کہا جبرئیل علیہ السلام کو کہ تمکو جو کچھ حاجت ہو کہو
تا حضرت رب العزت عرض کرون مین جبرئیل نے کہا حاجت میری وہ ہی کہ درخواست و عرض کرو تم درگاہ حق سے کہ فراخ
کرون مین بازو اپنے اوپر صراط کے قیامت کے دن تا اوسپر امت تمہاری گذرے اس روایت سے ثابت ہوتا ہے
کہ سدرۃ المنتہی آسمان ششم مین ہے اور دوسری روایت مین ساتوین آسمان مین ہے اور تطبیق بین الروایتین یہ ہے
کہ بیخ اسکی آسمان ششم اور شاخین آسمان ہفتم ہین اور وجہ تسمیہ بسدرۃ کہ بمعنی کنار ہے مفوض و موقوف اوپر علم
شارع کے ہے اور کہتے ہین کہ اس درخت مین تین طرح کی منفعت ہے ظل ممدید و طعم لذیذ و رائحہ طیب اور بمنزلہ
ایمان کے ہے کہ جمع کرتا ہے قول و نیت و عمل و ظل بمنزلہ عمل اور طعم بمنزلہ نیت اور رائحہ بمنزلہ قول کذا فی المواہب
ہوسکتا ہے کہ یہ درخت لگایا گیا ہو آسمان مین جیسے کہ لگائے جاتے زمین اور قدرت شامل ہے جیسے کہ درخت
زمین مین لگائے جاتے ہین یہ درخت ہوا مین ہو جیسے کہ پھر فرمائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہوا مین اور
ہوسکتا ہے کہ مغروس ہو تراب مین جیسے کہ درخت جنت کے اور درخت کا بھی احتمال ہے کہ مغروس نہون اور اللہ
خوب جانتا ہے حقیقت حال کو جاننا چاہیے کہ سدرۃ المنتہی سے چار نہرین نکلی ہین دو باطن ہین اور دو ظاہر ہین
دو باطن کی بہشت مین جاتی ہین اور ظاہر نیل و فرات ہین اور حدیث ابو ہریرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ چار
نہرین جنت سے ہین نیل و فرات و سیحان و جیحان پس بعضے کہتے ہین کہ ہونا انکا جنت سے باین معنے ہے کہ منافع
و ثواب انکی دائم و بسیار ہین واللہ اعلم اور احوال نیل مین جو کہ عجائب و غرائب لکھے ہین عقل اسمین حیران ہی اور نہرین یا لبن و عسل

وہم یہ ہین کہ بہشت مین جاری ہین جیسا کہ منطوق قرآن عظیم ہے اور روایت کی ہو ابن ابی حاتم نے حدیث انس سے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان ہفتم پر تشریف لیگئے ایک نہر دیکھی اوپر سنگریزون یاقوت زمرد کے جاری ہو اور اثنائی اسکی قبہ ہے ہو مروارید یاقوت ولولوء زبرجد ہین اور پانی اسکا سفید زیادہ شیر سے اور شیرین زیادہ شہد سے اور حدیث ابی سعید مین آیا ہو کہ بہشت مین جاری ہوتا ہو ایک چشمہ کہ اُسے سلسبیل کہتے ہین کہ نکلتی ہین دو نہرین ایک کو کوثر کہتے ہین دوسری کو نہر رحمت اور یہ وہ نہر ہے کہ جو لعنت خبابت و رنج سے سیاہ و سوختہ ہو کر نکلین جب اسمین پڑین اسی وقت تر و تازہ ہو وین اور سدرۃ المنتہی کو انوار ہین پوشیدہ مانند ملخ و پروانہ کے طلا سے اور پر ہر ایک کے ایک فرشتہ ہے اور وصف اس مقام کا باہر حد قیاس عقل ہو اور اس جگہ بھی آیا ہے کہ واسطے آنحضرت کے اوانی ہین جو لبن و عسل سے پس اختیار فرمایا لبن کو جیسا کہ بیت المقدس مین معلوم ہوا اور یہان بھی نماز پڑھی انبیا کے ساتھ اور امامت کی جیسے کہ بیت المقدس مین و بعد ازان دکھلایا گیا حضرت کو بیت المعمور اور اٹھایا گیا اس پردہ میرے لیے یہی ہی لفظ حدیث کا ثم رفع لی البیت المعمور اور تفسیر کیا ہے ان معنون کے ساتھ کہ درمیان اسکے اور بیت المعمور کے عوالم تھے کہ قدرت اور ادراک اُنکی کے نہ تھی پس اٹھایا گیا حجاب اور بلند کیا گیا اور لا یا گیا بیچ نظر اور بصیرت حضرت تا دیکھا اُسے اور بیت المعمور ایک مسجد ہے محاذی کعبہ کے تا اگر فرض کیا جاوے گرنا اسکا زمین پر گرے اوپر کعبہ کے اور کہتے ہین یہ وہ گھر ہے کہ بھیجا واسطے آدم علیہ السلام بعد از ہبوط اور اٹھایا گیا از ان بعد اوپر آسمان کے اور قدر و حرمت اسکی اوپر آسمان کے مانند خانہ کعبہ کے ہے زمین اور طواف کرتے ہین اسے اور نماز پڑھتے ہین وہان ملایک جیسے کہ طواف کرتے ہین کعبہ کو آدمی اور رکھتے ہین بیت المعمور مین ہر روز ستر ہزار فرشتے کہ نہین آتے اسطرف پھر دوسری مرتبہ اور دوسرے دن پھر ستر ہزار اور آتے ہین کہ نہین آئے اس پہلے اور یہی حال ہی جس روز سے کہ پیدا کیا ہے ابد تک اور دلیل ہے اوپر عظمت قدرت پروردگار تعالی و تقدس کے اور کوئی خلق عظیم تر اور بیشتر ملائکہ سے نہین اور روایت ہی کہ نہین آسمانون اور زمینون مین جگہ ایک بالشت کی مگر وہ کہ رکھی ہی فرشتون نے پیشانی اپنی واسطے سجدہ کے اور نہین کوئی قطرہ دریا سے مگر وہ کہ موکل ہے اسپر فرشتہ اور آیا ہی کہ آسمان مین ایک نہر ہی کہ نہر الحیوۃ کہتے ہین آتے ہین جبرئیل علیہ السلام دا بیچ ہر روز نہا اور نہاتے ہین اس نہر مین پھر باہر آتے ہین اور جھاڑتے ہین پر و بال اپنے اور جدا ہوتے ہین اس سے ستر ہزار قطرے اور پیدا کرتا ہی پروردگار تعالی ہر قطرہ سے فرشتے پس یہی فرشتے ہین کہ نماز پڑھتے ہین بیت المعمور مین اور دوبارہ اسطرف نہین آتے اسیطرح ہی مواہب اور آثار النبوت مین اور نقل کیا ہی امام فخر الدین رازی نے تفسیر قول حقتعالی مین ویخلق ما لا تعلمون یعنی پیدا کرتا ہی وہ چیز کہ تم نہین جانتے۔ عطا و مقاتل و ضحاک سے اکثر تفسیر مین روایت کیا ہی ابن عباس سے کہا داہنے عرش کے ایک نہر ہے نور سے باندازہ ہفت آسمان و ہفت زمین و ہفت دریا کے اسمین جبرئیل علیہ السلام ہر صبح غسل کرتے ہین اور زیادہ کرتے ہین نور پر نور اور جمال پر جمال پایا اور جھاڑتے ہین پر اور پیدا کرتا ہے حق تعالی ہر قطرے سے کہ گرتا ہے اُنکے پر سے کئی ہزار فرشتے قیامت تک اور روایت کیا گیا ہو اس جگہ فرشتے کہ تسبیح کرتے ہین خدا کی اور پیدا کرتا ہے حق تعالی ساتھ تسبیح کے فرشتے واللہ علی کل شیء قدیر اور حق تعالی ہر چیز پر قادر ہے صاحب مواہب لدنیہ نے کہا ہی کہ ما عدا اُن فرشتون کے ہین کہ واسطے تسبیح کے ہین اور ما سوا اُن ملایک کے کہ موکل اوپر نبات اور ارزاق اور حفظ اور موکل اوپر تصویر بنی آدم اور ملائک کے کہ نازل ہوئے ہین سحاب مین اور فرشتے کہ لکھتے ہین حسنات لوگون کے

جمعہ کے دن اور خزنہ جنت اور فرشتے کہ آتے ہین متعاقب لیل ونہار تا ضبط کرین اعمال بندون کے رات دن ہین اور ستر ہزار
فرشتے کہ اوپر قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آتے ہین اور محفوف کرتے ہین اُسے اور وہ کہ آمین کہین اوپر قرات مصلے کے
ربنا ولک الحمد اور وہ کہ دعا کرتے ہین منتظران نماز کو اور وہ کہ لعنت کرتے ہین عورتون کو مہجوران جامۂ خواب مردون کو
اور اوپر ہر ایک کی آسمانون سے فرشتے ہین کہ ہر طائفہ کو تسبیح جدا ہی اور آیا ہی کہ ہر فرشتے کو حلہ عرش سے موئے ہین جسد مین کہ مشتبہ نہین
ہوتے بعض بعض کے ساتھ اور اگر فرشتہ پھیلا وے بازو اپنا ڈھانک دیوے دنیا کو پر و بازو واپنے سے اور حملہ عرش آٹھ
فرشتے ہین ساتھ اس عظمت و بزرگی کے کہ مسافت نرمہ گوش سے دوش تک انکی سو برس کی راہ اور ایک روایت سی سات
سو برس ہی اور کتاب العظمت مین کہ ابی الشیخ کی ہی وہ چیزین ذکر کی ہین کہ اعجب العجائب سے ہین اور اسی جگہ سے عظمت کبریائی
خالق تعالی کی کرنا چاہیے اور آیا ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب صعود کیا مین نے اوپر آسمان ہفتم کے ابراہیم
خلیل اللہ کو دیکھا مین نے کہ تکیہ ساتھ بیت المعمور کے کیے بیٹھے ہین اور پاس اُنکے ایک قوم ہی خوش رو پس سلام کیا مین نے
اُنپر اور سلام کیا اُنھون نے مجھپر اور اپنی امت کو دو قسم پایا مین نے ایک جماعت لباس سفید رکھتے ہین مثل قراطیس اور ایک گروہ
لباس چرکین پس آگے میرے ساتھ وہ کہ لباس رکھتے تھے سفید بیت المعمور مین اور محجوب ہیے وہ کہ لباس چرکین نہ رکھتے تھے
پس نماز پڑھی مین نے بیت المعمور مین اُنکے ساتھ کہ لباس سفید رکھتے تھے اور سفیدی جامہ کنایہ ہی حسن اعمال سے اور آیا ہی
کہ فرمایا کہ نزدیک ابراہیم علیہ السلام کے ایک قوم دیکھی مین نے سفید رو خوش رنگ مانند قراطیس کے اور دوسری کہ اُنکے
رنگون مین تیرگی تھی پس آئی وہ قوم ایک نہر مین غسل کیا پس اُنکے رنگون سے کچھ خالص ہوا پھر دوسری نہر مین آئی اور خالص ہو
اُنکے رنگ تمام مثل اس قوم کے کہ سفید رو و خوش رنگ تھے پس پوچھا آنحضرت نے وہ سفید رو کون لوگ ہین اور یہ تیرہ رنگ
کون اور یہ مرد کہ بیٹھا ہی کون ہی اور یہ نہرین کہ جن مین نہائے کیا ہین حضرت جبرئیل نے کہا کہ یہ مرد باپ تمہارا ہی ابراہیم
علیہ السلام اور یہ سفید رنگ ایک جماعت ہی کہ نہ ملایا ایمان اپنے کو ساتھ ظلم کے اور یہ تیرہ رنگ وہ لوگ ہین کہ خلط کیا
اعمال صالحہ کو ساتھ اعمال بد کے پس توبہ کی اور رحمت فرمائی حق تعالی نے اُنپر یہ دو نہرین اول نہر رحمت ثانی نہر نعمت
اور ثالث نہر شراب طہور بعد اُن بالاتر کے اور اس جگہ پہونچے کہ سنی جاتی تھی آواز اقلام کہ کتابت کرتے تھے ساتھ اُسکے
فرشتے اقدار الہی کو اگرچہ قضا و تقدیر الہی قدیم ہے ولیکن کتابت اسکی حادث اور کتابت لوح محفوظ کی کائنات آسمین ثبت
ہین پیش از پیدا کرنے آسمان و زمین کے ہی وجف القلم بما ھو کائن یعنی خشک ہو قلم ساتھ اس چیز کے کہ ہونے والی
ہی اشارہ ہی ساتھ اسکے ولیکن یہ کتاب صحف ملائکہ مین مثل فروغ منتسخہ کے ہے اصل سے جیسا کہ شب نصف شعبان مین اور دیگر
ایام و لیالی مین لکھتے ہین اور محو اثبات اسمین جاری ہوتا ہے یمحو اللہ ما یشاء و یثبت یعنی نابود کرتا ہے
خدا جو چاہتا اور ثابت رکھتا ہی عبارت اس سے ہی جیسا کہ آثار مین آیا ہی اور صاحب مواہب لدنیہ نے ابن قیم سے نقل کیا ہی اور کہا ہی
کہ اقلام بارہ ہین اور متفاوت درجہ اور رتبہ مین اعلی و اجل قلم قدر ہے کہ لکھا ہی کہ پروردگار جل و علی نے ابدان مقادیر
خلائق کو جیسے کہ سنن ابی داؤد مین عبادت الصامت سی آیا ہی کہ کہا سنا مین نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے
اول ما خلق اللہ القلم یعنی اول چیز کہ پیدا کی خدا تعالی نے قلم ہے کہا قلم کو لکھ اُسنے کہا کیا لکھون کہا لکھ مقادیر خلائق

قیامت تک پس یہ قلم اول اقلام ہی اور اجل اسکا اور تحقیق کہا ہی بہتون نے علما ہی تفسیر سے کہ یہ قلم ہے کہ سوگند کہائی حقتعالی
نے ساتھ اُسکے ثانی قلم وحی ہے ثالث قلم توقیع من اللہ و رسولہ رابع قلم طب ابدان کہ حفظ ابدان ساتھ
اسکے متعلق ہی خامس قلم توقیع ملوک اور اُنکے نائبون کو کہ اسکے ساتھ اصلاح کیے جاتے ہین امور ممالک سادس قلم
حساب ہی کہ ضبط کیا جاتا ہی ساتھ اُسکے مال مستخرج و مصروف اور مقادیر اسکے اور یہ قلم ارزاق ہی سابع قلم حکم کہ ثابت کیے
جاتے ہین ساتھ اسکے حقوق اور جاری کیے جاتے ہین اُسکے قضایا ثامن قلم شہادت کہ نگاہ رکھی جاتی ہین اُسکے
ساتھ حقوق تاسع قلم تعبیر اور وہ کاتب وحی منام اور تفسیر و تعبیر اسکی کا ہے عاشر قلم تواریخ عالم اور وقائع عالم حادی
عشر قلم نعت اور اُسکی تفاصیل کا ثانی عشر قلم جامع اور وہ قلم رد اہل مبطلین اور دفع شبہات محرفین کی بعد ازان دکہائی
گئی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہشت اور دوزخ جیسے کہ مذکور ہین کتاب سنت مین پس دیکہا بہشت کو کہ مظہر رحمت الٰہی
ہی اور دوزخ کہ محل غضب حقتعالی اور کہولا گیا بہشت اور بند کیا گیا دوزخ پس غسل فرمایا چشمہ سلسبیل مین اور دہوئین آلایش
کون و حدوث کی ظاہر و باطن سے اور بعض روایات مین آیا ہی کہ کہڑا کیا آپ کو اوپر ایک درخت کے درختون بہشت سے کہ نہ تہا
بہشت مین کوئی درخت احسن و اطیب اُس سے کہایا میوہ اسکا ہوا نطفہ صلب حضرت مین اور جب نیچے آئے زمین پر موافقت فرمائی
ساتھ خدیجہ کے پس باردار ہوئین حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اور اس جگہ اشکال صریح ہی کہ ولادت حضرت فاطمہ پیش از
نبوت سات برس کچھ اوپر ہے اور اسری بعد از نبوت مگر وہ کہ التزام کرین کہ آنحضرت پیش از نبوت اسری منام مین ہوئی
اور یہ حکایت اس شام کی ہی آنحضرت کو پیش از نبوت بہشت مین لائے ہون بے اسری اور واقعہ وہان کا ہے ولیکن
ذکر اسکا بیچ قضیہ اسری کے درست نہووے واللہ اعلم و حصل اور جب رویت آیات الٰہی اور نوبت آنکی شنید قرب حضور
آخر پہونچی اور سب سے انقطاع قبول کیا اور تنہا رہے اور کوئی فرشتہ اور انیس آپ کے ساتھ نہ رہا اور ستر ہزار حجاب ہا
نورانی کہ ستر تہے اور ہر حجاب پانچسو برس کی راہ مقدار پیش رہے اور سب حجاب بامداد و اعانت حق جل و علی قطع
کیے حیرت و دہشت جلال و عزت و کبریائی پیش آئی اور منادی نے بہ نعت ابی بکر ندا دی کہ قف یا محمد فان ربک یصلی
یعنی ٹہہر ای محمد پس بدرستی پروردگار تیرا نماز ادا کرتا ہی حضرت تفکر مین گئے کہ یہ آواز ابی بکر کی کہان سے آئی اور انس کہ ساتھ
اس آواز کے پایا باہر آئے وحشت و تحیر سے کہ حاصل ہوا تہا حضرت پروردگار سے ندا آئی ادن یا خیر البریۃ ادن یا احمد
ادن یا محمد یعنی پاس آ ای بہترین خلائق پاس آ ای محمد پاس آ ای محمد پس نزدیک کیا مجہے اپنے ساتھ میری پروردگار نے
اور ایسا ہوا مین کہ فرمایا ہی ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین یعنی نزدیک ہوا مین پس نیچے آیا پس تہا بعد فاصلہ دو کمان کا
یا کمتر پوچہا مجہسے میری پروردگار نے پس جواب نہ دیسکا پس رکہا دست قدرت اپنا درمیان دو شانون میرے کے بے تکلف و بے
تحدید پس پائی مین نے خنکی اُسکی اپنے سینہ مین پس دیا مجہے علم اولین و آخرین اور جمیع انواع علم تعلیم فرمائے ایک علم تہا کہ
اسکے کتمان کا مجہسے عہد لیا کہ کسی سے نہ کہو مین اور کوئی شخص برداشت اُسکی نہ رکہے میرے سوا اور ایک علم دوسرا
کہ مخیر کیا اظہار و کتمان اسکے مین اور ایک علم تہا کہ امر کیا مجہے ساتھ تبلیغ اسکے بخاص و عام میری امت سے پس کہا
آنحضرت نے اے پروردگار میرے متوحش ہوا مین پہلے اپنے سے تیرے پاس ناگاہ ندا سنی مین نے ساتھ نعت کے

کہ شابہ نعت ابی بکر ہے کہتا ہے قف فان ربک یصلی پس تعجب کیا میں نے اس سے کہ ابوبکر یہاں کہاں سے پہونچا اور
پروردگار بے نیاز ہے نماز ادا کرنے سے حکم ہوا کہ میں بے نیاز ہوں نماز پڑھنے سے واسطے دوسرے کے اور میں کہتا ہوں سبقت
رحمتی علی غضبی یعنی پیشی لیگئی رحمت میری غضب پر میرے پڑھ اے محمد یہ آیت ھو الذی یصلی علیکم وملئکتہ
لیخرجکم من الظلمت الی النور وکان بالمؤمنین رحیما یعنی وہ خدا ایسا ہے کہ رحمت نازل کرتا ہے
تمپر اور فرشتے اوسکے تاکہ نکالیں تمہیں تاریکیوں سے طرف روشنی کے اور ہے اوپر مومنوں کے رحم کرنیوالا پس صلوۃ میری رحمت ہے
تجھپر اور تیری امت پر اور سنوانا میرا تجھے آواز یار تیرے کی کہ ابی بکر ہے اسواسطے تا انس پکڑے تو اور بحال خود آوے تو
اس مقام پر ہیبت سے اے محمد اور جب چاہا تھا میں نے کہ کلام کریں ہم تیرے بھائی موسی کے ساتھ پس پکڑا اسنے ہیبت
عظیم نے پس پوچھا ہم نے اس سے وما تلک بیمینک یا موسی یعنی اور کیا ہے یہ داہنے ہاتھ میں تیرے اے
موسی پس حاصل ہوا موسی کو انس ساتھ ذکر عصا کے اور بحال ہوا ایسے ہی تو اے محمد چاہا ہم نے آواز یار اپنے کی کہ وہ
انیس تیرا ہے دنیا و آخرت میں پس پیدا کیا ہم نے فرشتہ کو اوپر صورت ابی بکر کے کہ ندا کرے تجھے بلغت اسکے تا زائل ہووے
استیحاش تجھسے اور لاحق ہووے ہیبت سے کچھ کہ باز رکھے تجھے سمجھنے اس چیز کے سے کہ چاہا ہے میں نے تجھسے بعد ازان پوچھا حق
تعالی نے کہ کیا ہوئی وہ حاجت جبرئیل کی کہ تجھسے چاہی تھی کہا میں نے اے خداوند تو خوب جانتا ہے اسنے فرمایا قبول کی
میں نے حاجت اسکی لیکن اس شخص کے حق میں کہ تجھے دوست رکھے پس بھیجا گیا میرے واسطے رفرف منیر کہ غالب تھا نور
اسکا اوپر نور آفتاب کی پس چمکی اس نور سے میری آنکھ اور کیا گیا میں اوپر اس رفرف کے اور اٹھایا گیا میں تا پہونچا میں اوپر
عرش کے پس دیکھا میں نے ایک امر عظیم کہ زبانیں اسکا وصف نہ کرسکیں پس نزدیک ہوا میرے ساتھ ایک قطرہ عرش سے
اور پڑا میری زبان پر پس چکھا میں نے وہ کہ نہ چکھا کسی چکھنے والے نے شیرین زیادہ اس سے اور حاصل ہوئی مجھے خبر اولین
اور آخرین کی اور روشن کیا دل میرا اور روبائی نور عرش نے بصر میری پس دیکھا میں نے سب چیز کو اپنے دل میں اور دیکھا
میں نے پیچھے سے جیسا کہ دیکھتا ہوں میں آگے سے اور رفرف بساط کو کہیں اور اصل میں اس بساط کو کہیں کہ رقیق ہو
دیبا سے اور اسکے سوا اور جاننا چاہیے کہ آیۃ ثم دنی فتدلی کہ مذکور ہوئے اور تعبیر کیا گیا اس سے ساتھ
قاب قوسین او ادنی کے اور مذکور ہے احادیث معراج میں غیر دنو و تدلی سے کہ مذکور سورۂ
والنجم میں ہے کہ وہ نسبت ساتھ رویت اور نزدیکی جبرئیل کے ہے ساتھ قول برگزیدہ کے اور سیاق و سباق
آیہ کریمہ ظاہر ہے اسمیں اور بعضے اوپر رویت و قرب حق تعالی کے بھی عمل کرتے ہیں جیسے کہ کتابوں تفسیر میں
مذکور ہے اور تمام ترین کمال ادب اور بزرگداشت جناب ربوبیت اور نگاہداشت حد بندگی اور نہایت
سکون دل اور اطمینان باطن اور بلندی ہمت اور موافقت بینائی اور بصیرت کا وہ کہ باوجود ظاہر ہونے ان
کرامات و آیات کے ساتھ کسی ایک کے آپنے توجہ اور التفات نہ فرمایا اور دیدہ خواہش و رغبت نہ کھولا جیسا کہ
حق سبحانہ تعالی نے فرمایا ما زاغ البصر وما طغی یعنی نہ کج ہوئی چشم اور نہ حد سے گذری جیسے کہ نوکر بارگاہ سلطانی
میں نگاہداشت آداب کرتے ہیں اور یہ کمال ہے کہ سوائے کامل ترین بشر اور سید و سرور انبیا صلوۃ اللہ

علیہم اجمعین کے کسی اور کو میسر نہیں عادت نفوس انسانیہ ہے کہ سب بمقام عالی اقامت کریں بمقام اعلیٰ کو استطلاع و مستشرف
ہوتے ہیں جیسے کہ کلیم جب بمقام مناجات و تکلیم پہونچے طالب رویت ہوئے اور یہ اکیلی تو یہ شکر و انبساط سے
سے کہ مقام قرب میں رویت ادب سے دور پڑتا ہے اور سید و سردار ہمارے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت
مقام قرب میں متمکن ہوئے گئے اسکا حق وفا کیا اور باوجود قرب بے التفات نہ کیا بسبب غیر جز اس چیز کے کہ آقا نے
اس میں اور ارادہ و خواہش وہ تھی اسکی نہ فرمائی اسی واسطے صحیح مراد سے و مراتب دریافت کیا اسے حق تعالیٰ
اور اتفاق اسکا رویت حق سے ہے اور اقامت کیا اقام اللہ الصلاۃ مناسبا ... الی ہو اور از با
تمکین کا سے فائز ہوئے اور فرمایا ما کذب الفؤاد ما رای یعنی دروغ نجانا دل نے جو دیکھا آنکھ
نے بصر و بصیرت دونوں متوالی و متصادق ہوئے جو کچھ کہ چشم نے دیکھا دل نے اسکی تصدیق میں ارتیاب نہ کیا
سب حق و تحقیق تھا پس پہونچے آنحضرت بکمال کہ سبقت لے گئے اولین و آخرین سے کے اوپر اور ہوئے مقصود
انبیا و مرسلین کے اور مستقیم پر پہنچا و آنحضرت میں آیت ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ
ذوالفضل العظیم یعنی یہ فضل خدا کا ہے دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ صاحب فضل بزرگ کا ہے
اور فرمایا آیت فاوحی الی عبدہ ما اوحی یعنی وحی بھیجی طرف بندے اپنے کے جو وحی بھیجی تمام علوم و معارف
و حقوق و بشارت و اشارات اور اخبار و آثار اور کرامات و کمالات جیسا اس ابہام میں داخل ہیں اور کثرت و عظمت
انکی سے کہ مبہم لایا اور بیان نہ کیا اشارہ اسواسطے کہ علم کسی کا بجز علام الغیوب کے اور رسول محبوب کے
اسپر محیط نہیں ہوتا مگر وہ جو آنحضرت نے بیان فرمایا وہ جو مقابلہ اور معائنہ روح اقدس حضرت کے ہے اور پہونچا ولین
یعنے اکمل اولیا کے کہ بشرف اتباع حضرت کے مستسعد اور مشرف ہیں مجھکو اللہ اعلم و حصل اور جب چاہا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مراجعت فرماویں طرف اس عالم کے کہا خداوندا ہر خادم کو سفر سے تحفہ ہوتا
ہے میری امت کا تحفہ اس سفر سے کیا ہے فرمایا تبارک تعالیٰ نے میں انکے واسطے کافی ہوں مدت حیات و ممات او
قبور و نشور میں سب حال میں مدد و معین انکا ہوں پس خوشحال تھا اے امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور
بشارت تمہارے لیے وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین اور جب رجوع فرمایا آنحضرت نے اسری سے اور
صبح ہوئی بیان کیا لوگوں کے روبرو مرتد ہوئی ایک جماعت ضعیف ایمانوں سے اور دوڑے بعضے مشرک طرف ابوبکر
صدیق کے اور کہا کچھ تمھیں خبر ہے اپنے یار کی کہ کیا کہتا ہے مجھے آج طرف بیت المقدس کے لیگئے کہا ابوبکر نے آیا تحقیق کہتا ہے تو
یہ بات کہا البتہ اور تکرار کہتا ہے کہا پس جو کچھ وہ کہتا ہے سچ کہتا ہے ایمان لایا میں ساتھ اسکے کہا تصدیق کرتا ہے تو اسکو کہ شب
بیت المقدس کی طرف گیا اور پیش از صبح یہاں آیا کہا البتہ تصدیق کرتا ہوں میں اسے دور تر میں اس سے اور اگر کہے
کہ آسمان پر گیا میں اور پھر آیا میں باور کروں میں کیا جائے بیت المقدس پس اسی دن سے اسکا لقب صدیق ہوا پس آئے
ابوبکر رضی اللہ عنہ خدمت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اور کہا حدیث کرتے ہو تم یا رسول اللہ ساتھ انکے خبر بیت
المقدس سے فرمایا البتہ کہا وصف المقدس میرے سامنے بیان کرو کہا میں وہاں گیا ہوں پس وصف کیا رسول اللہ صلی

علیہ وآلہ وسلم نے اور کہا ابوبکر صدیق نے مین گواہی دیتا ہون کہ تم رسول اللہ ہو اور حدیث ام ہانی مین آیا ہی کہ حضرت سے پوچھا بیت
المقدس کو وہ رکھتا ہی فرمایا آپ نے کہ مین نہین گنا تھا ایکبار فروغ ومکشوف ہوا میرے اوپر گناجن سے اور خبر دی مین نے اور
لائے ہین کہ آنحضرت نے جسوقت رجوع کیا سفر اسری سے گذرے ایک قافلہ پر قریش سے کہ غلہ اٹھایا تھا اور اسمین دو غرارے تھے
ایک سیاہ اور دوسرا سفید اور جب اٹھانے مین لائے مقابل شتر کے ڈرتا اور بہاگتا مین گر دلایا اسے ایک آن مین سے کہا
حضرت نے پس سلام کیا مین نے انکے اور کہا کہ یہ آواز محمد کی ہی پس آئے محمد قبیل صبح اور خبر دی قوم کو وہ جو دیکھا تھا اور کہا نشان
اسکا وہ ہی کہ گذرا مین اوپر شترون تمہارے کے فلانی جگہ مین آتے تھے اور گم کیا ایک شتر کو اور لایا اسے ایک فلانا مرد اور آگے
آتا تھا قافلہ کے شتر سیاہ سفید رنگ کہ اسکے پاس سیاہ ہی اور دو غرارے فلانے روز یہان پہونچتے ہین جب وہ دن ہوا نہ آئے
قوم نے انتظار کیا اور دروازہ گفتگو کا کہولا اور یہ صفت نہار تھا کہ قافلہ پہونچا جسطرح پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
وصف کیا تھا اور منہ مین دشمنون اور منکرون کے خاک پڑی اور ایک روایت مین آیا ہی کہ خبر دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے کہ روز چہار شنبہ قافلہ آویگا اور آفتاب نزدیک بغروب پہونچا اور ہنوز قافلہ نہ آیا آنحضرت نے دعا فرمائی اور حبس کیا گیا
آفتاب کہ قافلہ آگیا و صل اختلاف کیا ہی اگلے پچھلے صحابہ اور تابعین ومن بعدہم نے بیچ روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے پروردگار کو شب معراج مین اور عائشہ صدیقہ اور جماعت صحابہ اور سلف سے جانب نفی مین ہین اور بخاری حدیث
مسروق سے لایا ہے کہ کہا مسروق نے حضرت عائشہ صدیقہ کو اے اور میری آیا دیکھا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اپنے پروردگار کو پس کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے بہ تحقیق میرے بال کھڑے ہو گئے اس بات کہنے تیرے سے اور کہا
جو کوئی حدیث کرے کہ محمد نے دیکھا پروردگار اپنے کو پس بہ تحقیق دروغ کہا بعد ازان پڑھی عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت
لا تدرکہ الابصار وهو يدرك الابصار وهو اللطيف الخبير یعنی نہین پاتین اس کو بینائیان اور وہ پاتا ہے
بینائیون کو اور وہ لطیف ہی خبردار اور روایت مسلم مین آیا ہی کہ کہا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے من حدثك ان محمدا
رأى ربه فقد اعظم الفرية یعنی جو کوئی حدیث کرے تجھے کہ بدرستی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا پروردگار
اپنے کو پس افترا پر کیا اور دروغ اور بدرستی مخالفت کی بعضے صحابہ نے اسکو اور صحابی جو کہے ایک قول اور مخالفت کرے
اسکی غیر اسکا صحابی سے نہین ہوتا کہ وہ قول حجت باتفاق اور آیت مین تاویلات ہین اور ایک اخص ہی رویت سے اور
لازم نہین آتا نفی اسکے سے نفی رویت اور ادراک معرفت حقیقت ہی اور وہ منفی ہے جیسا کہ کوئی قمر کو دیکھتا ہی اور ادراک کنہ
اسکی نہین کرتا اور بعض نے کہا ہی کہ ادراک احاطہ ہی اور عدم احاطہ سے احاطہ عدم رویت لازم نہین آتی جیسا کہ عدم احاطہ
بعلم سے عدم علم لازم نہین آتا اور منقول ہی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ کہلا بھیجا ابن عباس سے کہ آیا دیکھا محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے پروردگار کو کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نعم اور کہا دی خلت خدا نے ابراہیم علیہ السلام کو اور
کلام موسی علیہ السلام کو اور رویت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور حسن بصری سے منقول ہے کہ اُن نے سوگند کھائی
اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا اپنے رب کو اور انس رضی اللہ عنہ سے بھی آیا ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے اپنے پروردگار کو دیکھا اور روایت کیا ابن خزیمہ نے عروۃ الزبیر سے کہ اثبات وجزم کیا ہی ساتھ اسکے کعب احبار

اور زہری ومعمر اور اُنکے سوا نے اور یہی ہی قول شعبی کا اور مسلم حدیث ابی ذر سے لایا ہے کہ اُسنے پوچھا حضرت سے حال رویت
پروردگار کا پس کہا نور انی اراہ یعنی نور ہے کیونکر دیکھوں مین اُسے اور یہ حدیث معارض ہی ساتھ حدیث
دوسری کے کہ واقع ہوا ہی رایت نورا یعنی دیکھا مین نے نور کو اور امام سے بھی اثبات رویت منقول ہی اور اس قول عائشہ
کو کس چیز سے دفع کرین ہم کہا بقول پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ فرمایا رأیت ربی یعنی دیکھا مین نے اپنے رب کو اور
قول پیغمبر اکبر ہے قول عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور ایک قوم کا یہ قول ہی کہ دیکھا بدل چشم اور مراد ساتھ دیکھنے دل کے نہ علم
اور جاننا ہے کہ وہ ہمیشہ اوپر وجہ اتم کے حاصل تھا بلکہ مراد وہ ہی کہ حق سبحانہ نے پیدا کیا رویت حضرت کے دل مین جیسے کہ
چشم مین کذا قیل پس جاننا بدل اور ہی اور دیکھنا بدل اور تطبیق کرتے ہین ساتھ اس توجیہ کے قول عائشہ اور ابن عباس
رضی اللہ عنہما مین اور ظاہر یہ ہی کہ اختلاف رویت بچشم مین ہی نہ رویت بدل مین اور دیکھنا بدل چاہیے کہ متفق علیہ ہو وے
واللہ اعلم بحقیقۃ الحال والیہ المرجع والمآل اور اسی طرح سے مواہب لدنیہ مین شیخ عبدالحق بن سیف الدین خصہ اللہ بمزید الصدق
والیقین یعنی خاص کری خدا اُسے ساتھ زیادتی راستی اور یقین کے کہ کلام علما منظر بدلائل واخبار وآثار و ایسا ہی کہ مذکور ہوا لیکن
یہ خلجان کرتا ہی کہ معراج اتم مقامات اور اقصی کمالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا کہ کوئی انبیا سے اسجگہ حضرت کے
ساتھ شرکت نہ رکھتا اور کسی بشر و ملک کو گنجائش اس مقام کی نہ تھی پس عجب ہی کہ اس مقام مین لیگئے اور خلوت خاص مین لائے اور
اعلی المطالب اقصی مآرب دیدار سے مشرف نہ کیا اور آپ اس بات پر راضی ہو گئے اگرچہ کمال بندگی اور ادب
سطوت کبریائی حق اُسکو تقاضا کرتا ہے کہ سوال نہ کر سکے اور ذوق کلام سے لست ہو کر انبساط نہ ظاہر کیا اور دیدار
نہ طلب کیا جیسا کہ موسی علیہ السلام نے کہا لیکن کمال محبت ومحبوبیت کہ حضرت جناب قدس سے رکھتے ہین کہان
چھوڑے اور روا رکھے کہ حجاب درمیان رہے یہ دولت بطلب ہاتھ نہین آتی اور کہتے ہین کہ مانع دیدار موسی کو
طلب وسوال وانبساط ہوا گا ہے ناخواستہ دیتے ہین کہ مانع دیدار طلب و سوال انبساط ہوا اور اگرچہ ہین خواستہ بھی
فردیون قول غریب وہ ہی کہ ایک قوم کہتی ہی کہ جب موسی علیہ السلام طلب سے باز رہے اور بیہوش ہوئے دیکھا وہ جو
دیکھا اور لن ترانی جز اشتیاق اور بیتابی کی تھی اور تحقیق وہ ہے کہ سبب ناکامی موسی علیہ کا وہ تھا کہ ہنوز سید المحبوبین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ دولت دیدار کے مشرف نہین ہوئے دوسرے کی کیا طاقت کہ طالب رویت
ہو وے اور دیکھے اور بالتحقیق متفق ہین اوپر امکان رویت کے دنیا مین اور بعد از مکان کونسا مانع ہوا اور
خود مقام معراج درحقیقت عالم آخرت سے ہے اور جو کچھ عالم آخرت مین دیکھنا اور حاصل کرنا چاہیے دیکھا اور پایا تا
دعوت خلق بحکم عین الیقین کرے جیسا کہ کہا ہے مصرع از دیدہ ہست فرق بود تا بہ شنیدہ + واللہ اعلم **وصل**
معجزات آنحضرت مین کہ دلائل وآیات صحت نبوت اور صدق رسالت حضرت کے ہین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
معجزہ امر خارق عادت ہی کہ ظاہر ہو وے اوپر ہاتھ مدعی رسالت کے مقرون ہو وے ساتھ تحدی کے اور
معنی تحدی کے برابری کرنا کسی کام مین اور آگے بلانا خصم کو اور غلبہ اور ڈھونڈھنا اور تحقیق یہ ہے کہ معجزہ مین تحدی
شرط نہین ہی اتنے معجزات حضرت رسالت سے ظاہر ہوتے تھے کہ تحدی اس جگہ نہ تھی مگر وہ کہ کہین مراد وہ سے ہی

کرشان اُسکی تحدی ہووی اور او پر تقدیر اس قید کی وقوع ہاتھ مدعی رسالت ہی کافی ہی اور سخن مشہور وہ ہی کہ مدعی رسالت سے واقع
ہوا اُسے معجزہ کہین اور وہ جو غیر نبی سے واقع ہووی اگر اُسے مقرون بکمال ایمان و تقوی اور معرفت و استقامت ہووی کہ ولایت
عبارت اُس سے ہی کرامت ہی اور وہ جو عوام مومنین اہل صلاح سی وقوع پاوی معونت کہین اور وہ جو کافرون اور فاسقون سی صادر ہووی
استدراج کہین بگروہ کہ باعث اوپر توبہ اور اسلام کے ہووی اور سخن تحقیق معجزہ مین علم کلام مین بہت ہی اور ساتھ اسکے اکتفا کرین ہم اُس
جو غرض کہ اسجگہ رکھتے ہین ہم آوین ہم بہتر ہی اور تمام انبیا اور رسل صلوات اللہ علیہم اجمعین کو معجزات ہین اور کوئی پیغمبر بے معجزہ
نہین اور معجزات ہماری پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکثر اور فراوان ہی اور ابہر اور ازہر اور اشہر معجزات ہین اور بعضے معجزات سی کلام مین
بدلائل و آیات بہت واقع ہوسے ہین اور دلائل نبوت آنحضرت صلعم سے وہ اخبار ہین کہ ہوئی ہین توریت و انجیل اور سائر کتب منزلہ مین
ذکر و نعت و خروج انکا ارض عرب سے جیسے تھوڑا اُس سی گذرا اور وہ جو ظاہر ہوا ہی ایام مولد و مبعث مین امور عجیبہ غریبہ کہ آثار کفر اور مومن
ارکان شرک ہین جیسا کہ ذکر انکا اُنکے محل مین تفصیل آویگا جیسے قصہ اصحاب فیل اور خمود نار فارس اور سقوط شرفات ایوان کسری اور خشک
ہونا آب دریاچہ ساوہ اور خواب موبدان اور سماع ہواتف اور صادقہ نبوت اور صفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وہ جو نقل کیا
گیا ہی اخبار مین مشہور ہی ظہور عجائب بولادت شریف ہین اور ایام خصائص مین اور پیچھے اس سے زمان بعثت تک اور ظہور دعوت و تصرف اعداء
اور حالانکہ نہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مال کہ استمالت کرین وہ قلوب کو اور طمع مین پڑین لوگ اس مال کی اور نہ تھی قوت کہ
غالب و قاہر ہووین ساتھ اُسکے لوگون پر اور نہ اعوان و انصار کہ ساتھ مال و عقل کے مظاہرت کرین اور پھیرین سکے کہ غالب ہو گیا اور بلایا لوگون کو
طرف اپنی حالانکہ سب مجتمع و متفق تھی اوپر عبادت اصنام اور التزام ازلام متمکن اوپر عادت جاہلیت بیچ حمیت اور تعادی و تباغض
اور فسق و فساد اور سفک دما اور الفت و غلو اور انہماک دین جاہلیت مین اور بعدم اتفاق امر خیر مین اور باز نہ رکھتا تھا اُنکو سوء افعال سے
بطرف عافیت کی اور نہ خوف عقوبت اور بلا اختلاط امت پس اصلاح کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احوال و افعال اُنکی اور تالیف کی دل
اُنکی اور جمع کیے کلمہ اُنکی تا آنکہ متفق ہوئیں آراء اُنکی اور مجتمع ہووی دل اور متفق و مسخر اور یکدل و یکرو ہوئے نصرت حضرت مین اور عاشق ہوئے
اور طلعت حضرت کی اور چھوڑ دیے بلاد و اوطان و خانمان و قوم و عشائر اپنی محبت و مودت حضرت مین اور نثار کیا جان و دل اپنا نصرت
حضرت مین اور قائم کیا اپنی ذات کو مقابلہ سیوف مین بیچ نصرت کلمۃ الحق کے اور دلائل نبوت حضرت وہ ہی کہ تھی امی ناخواندہ کہ اصلا خط و کتابت
نہ جانتی تھے اور جاہل و ناخواندہ مولوی ہوسے اس قوم مین کہ سب امی جاہل و ناخواندہ تھی اور ناشی ہوئی درمیان اُنکی ایسے بلاد مین کہ نہ تھا
اُنمین کوئی کہ جانے اخبار ماضیہ اور نہ صرف کیا شہر و سر سے مین کہ وہان کوئی عالم ہووی تا ملازمت اُسکی کرین اور پڑھین اُسکے آگے اور بیان
اخبار توریت اور احوال امم ماضیہ اور جاتے تھے علماء ان کے بھی مگر قلیل و نامور اس حجت و دلیل آپکے سامنے نہ آ سکے اور عاجز و ساکت
ہوئی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا اچھا کہا شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیت ع یتیمی کہ ناکردہ قرآن درست + کتب خانہ چند ملت بشست ۔ فصل
اور اُنمین سی قرآن ہی کہ اعظم ترین معجزات ہی تا آنکہ عاجز ہوئے ہین فصحا و بلغا اُسکے سے اور قاصر رہی ہین بلغا اسکے مثال لانے سے بلکہ
کوتاہ ترین سورہ مانند اُسکے اگرچہ بعض اُنکے بعض کو معاون و مددگار ہوسے ہین اور قرآن مشتمل وجوہ اعجاز پر تا آنکہ تقریبا ساٹھ ہزار
معجزے اُسمین شمار کیے ہین اور متعرض ہوا ہی قاضی ابوالفضل عیاض مالکی شفا مین جہت ضبط انواع و اقسام اسکی بکند افی نثر الجواہر اور معارج
مین مذکور ہے کہ معجزہ دوسرا انشقاق قمر ہے جیسا کہ روایت کیا امیر المومنین علی ابن ابی طالب اور ابن مسعود اور ابن

اور ابن عباس اور انس بن مالک اور حذیفہ الیمان اور جبیر بن مطعم نے رضی اللہ عنہم اجمعین کہ ایک جماعت مشرکین حوالی کعبہ
مین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور کہا اگر دعوی نبوت مین تم صادق ہو چاند کو آسمان پر دو نیم کر دو اور
وہ شب چہاردہم تھی ماہ بمرتبہ کمال کو پہونچا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر دون مین ایمان لاتے ہو کہا ہان ایک
روایت مین ہی کہ آنسرور نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور بعد ازان ہاتھ بدعا بلند کیا اور حق تعالی سی درخواست کر کے
ساتھ انگشت مسبحہ اپنی کے اشارہ طرف ماہ کے کیا ماہ دو ٹکڑی ہوا آدھا آسمان پر رہا آدھا پس کوہ نہان ہوا اور آنحضرت صلعم ایک کو
بلاتے تھے اور فرماتے تھے ای فلان فلان گواہ رہو اور ایک روایت مین ہی کہ آدھا ماہ اوپر پہاڑ قعیقعان اور آدھا دوسرا
اوپر پہاڑ ابوقبیس کے ظاہر ہوا اور ایک روایت ہی کہ دونون شق اسکے آپس سے ایسے جدا ہوئے کہ کوہ حرا کو درمیان دو
شق کے دیکھا اور جب آنحضرت نے یہ معجزات انکو دکھائے کہا محمد نے ماہ پر سحر کیا ہے اور بوجہل لعین فریاد برلایا اسحر ستمگا
پیشے یہ سحر ہی کہ سبکو پہونچا اور مراد استمرار ہی عموم ہی نہ استمرار بحسب ایام اور بعضون نے کہا کہ اگر نسبت ہماری سحر کیا ہی لوگون پر سحر نہ کر سکے لاجرم مسافر
آتے تھے پوچھتے تھے کہ البتہ فلانی رات مین انشقاق قمر ہوا اور ہر نیمہ اس کی ایک جانب گیا انھون نے کہا محمد نے ہمپر سحر کیا ہی یہ آیت نازل
ہوئی آیۃ اقتربت الساعۃ وانشق القمر وان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر یعنی نزدیک ہوئی قیامت
اور شگافتہ ہوا قمر اور اگر دیکھتے تھے کوئی نشانی روگردانی کرتے تھے اور جادو سبکو پہونچا نظم در چرخ را ماہ قفل درست + کلید قفل
انگشت پیغمبر ست کلید خزائن چو در مشت اوست + ہمہ از دراعداران انگشت اوست + ہم از نور آن پنجہ شد شگاف + صلت بد شکست رد
مصاف + اور صاحب مجمع البحار نے لکھا ہی کہ علامہ ابن سبکی شرح مختصر ابن حاجب مین کہتا ہی کہ صحیح میرے نزدیک وہ ہی کہ انشقاق قمر متواتر
منصوص علیہ قرآن اور مروی ہی صحیحین وغیرہا مین بطریق کثیرہ کہ شک نہین کیا جاتا تواترا و جحود آگے ہین اور انکار کیا ہی اس معجزہ کو بعض فلسفی
نے کہ موافق ہین مخالفان ملت کی ساتھ نہ قبول کرنے اجرام علویہ کے خرق و التیام اور علما اور تبعان ملت کہتے ہین کہ عقل کو انکار نہین ہی بیچ
اور شمس و قمر مخلوق خدا ہین کرتا ہی انمین جو کچھ چاہتا ہی کہ احوال قیامت مین نصوص مین مذکور ہی تنبیہ مواہب لدنیہ مین کہتا ہی کہ وہ جو بعض قصہ گو
ذکر کرتے ہین کہ قمر جیب نبی مین در آیا اور باہر آیا آستین شریف سی کچھ اصل نہ رکھتی جیسا کہ شیخ بدرالدین زرکشی نے اپنے شیخ عماد بن کثیر سے
نقل کیا واللہ اعلم اور رد شمس پھر پھرنا اوسکا بعد از غروب بھی معجزہ آنحضرت تھا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہی اسما بنت
عمیس نے کہ وحی نازل ہوئی حضرت پر اور سر مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کنار حضرت علی رضی اللہ عنہ مین تھا پس اتفاق ادا کی
نماز عصر علی بن ابیطالب کو نہوا تا آنکہ آفتاب نے غروب کیا پس آنحضرت نے پوچھا کہ آیا نماز عصر پڑھی تو نے یا علی کہا نہین پس کہا آنحضرت نے
خداوندا یہ بندہ تیرا تیری اطاعت اور تیری رسول کی اطاعت مین تھا پس الٹا پھیر لا آفتاب کو اسپر کہا اسما نے دیکھا مین نے آفتاب کو
کہ بعد از غروب طلوع کیا اور پڑی شعاع اسکی جبال و ارض پر اور یہ واقعہ صہبا مین تھا خیبر سے اور تمام کلام اس حدیث کا غزوہ خیبر مین
آویگا انشاء اللہ تعالی وصل اور ایک معجزہ مشہورہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ مکرر واقع ہوا ہی مواطن عدیدہ اور مشاہد
عظیمہ مین اور روایت کیا گیا ہی طرق کثیرہ سے اور نہین سنا گیا ہی کسی ایک انبیا علیہم السلام سے اگرچہ باہر آئے چشمہ سنگ سے اوپر
ہاتھ موسی علیہ السلام کے اور شک نہین کہ باہر آنا پانی کا اصابع سے ابلغ ہے اور اعجاز مین رواں ہونے پانی کے حجر سے
کہ باہر آنا پانی کا اس سے معہود و معتاد ہے بخلاف باہر آنے کے گوشت و پوست و استخوان سے اور بتحقیق روایت کیا گیا ہے

اس حدیث کو جماعہ صحابہ سے اور مشہور اُس حدیث انس و جابر و ابن مسعود رضی اللہ عنہم ہے لیکن حدیث انس صحیحین میں واقع ہوئی کہ
دیکھا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ وقت نماز دیگر قریب آگیا اور لوگ طالب آب ہوئے اور نہ پایا آخر الامر لایا گیا
حضرت پاس آب وضو اور رکھا آپ نے دست مبارک اپنا ظرف آب میں اور امر کیا لوگوں کو کہ وضو کریں اس سے پس دیکھا میں نے
پانی کو کہ باہر آتا تھا مانند چشمہ کے بیان انگشتان مبارک حضرت سے پس وضو کیا قوم نے تا آخر حدیث کہا ہمنے انس سے تم کتنے
لوگ تھے کہا تین سو اور حدیث شاہین میں انس سے روایت ہے کہ گیا تھا میں ساتھ رسول خدا صلی اللہ وآلہ وسلم کے غزوہ تبوک میں
پس کہا مسلمانوں نے یا رسول اللہ ہم اور اونٹ اور چوپائے ہمارے پیاسے ہیں فرمایا آیا ہے کچھ بچا ہوا پانی تمہارے پاس پس لایا
ایک مرد تھوڑا سا پانی بچا ہوا ایک مشک کہنہ میں پس فرمایا لاؤ ایک کاسہ اور ڈالا پانی کاسہ میں اور رکھا کف دست مبارک اپنا
پانی میں کہا انس نے کہ دیکھا میں نے باہر آنا چشموں کا میان انگشتان حضرت سے پس سیراب کیا ہمنے اپنے شتروں اور چرپاؤں کو
اور اٹھا رکھا باقی پانی اور حدیث جابر صحیحین میں آئی ہے کہ کہا جابر نے بیٹھے تھے روز حدیبیہ اور آگے حضرت کے رکوہ کہ وضو کرتے تھے
اس سے اور گرد آئے لوگ آپکے پاس پوچھا حضرت نے کیا حال رکھتے ہو اور کس واسطے آئے ہو عرض کیا یا رسول اللہ پانی نہیں اور وضو کو نہیں
رکھتے ہم مگر یہی کہ آپکے پاس دھرا ہے پس کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ اپنا رکوہ میں پس جوش مارنا پکڑا پانی نے مانند چشموں کے پس
پیا ہمنے پانی اور وضو کیا کہا جابر سے تم کتنے آدمی تھے کہا اگر لاکھ آدمی ہوتے کفایت کرتا ہمکو اور تھے ہم پندرہ سو آدمی اور روایت کیا ہے
حدیث جابر کو امام احمد و بیہقی اور ابن شاہین نے لیکن حدیث ابن مسعود صحیح میں روایت علقمہ سے آئی ہے کہ کہا ابن مسعود نے اثنا اس
حال میں کہ تھے ہم ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور نہ تھا ہمارے پاس پانی پس فرمایا ہمکو حضرت نے کہ طلب کرو کسی پاس
کچھ تھوڑا سا پانی پس لائے پانی اور ڈالا حضرت نے پانی کو ایک ظرف میں اور رکھا دست مبارک اپنا پانی میں اور احادیث کو اگرچہ ایک
نے صحابہ سے روایت کیا ہے مثل انس یا جابر کے مثلاً حقیقت میں گویا وہ سب جماعہ کہ حاضر تھے راوی اس حکایت کے ہیں اور اگر انکار رکھتے سکوت نہ
کرتے جیسے کہ جبلت انسانی اور عادت صحابہ تھی اور ساتھ اس نکتہ کے خبر واحد اگر آگے جماعت صحابہ کے اگر مثلاً روایت کریں اور وہ کریں
حکم اسکا رکھے کہ گویا سب راوی ہیں فقد بصحیح مسلم میں معاذ بن جبل سے غزوہ تبوک میں لایا کہ کہا فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
صحابہ رضی اللہ عنہم کو بدرستی تم وقت روشن ہونے دن کے بمشیت الٰہی چشمہ تبوک پر آتے ہو پس جو کوئی آدمی جاوے کہ ہاتھ
نہ ڈالے اور مس نہ کرے پانی اسکا جبتک میں آؤں کہا معاذ نے پس آئے ہم اس چشمہ پر اور حالانکہ ہم سے پہلے دو مرد وہاں
پہونچے تھے اور چشمہ مثل شمشیر چمکتا تھا اور ٹپکتا تھا اس سے پانی پس پوچھا آنحضرت نے اُن دونوں مرد سے آیا مس
کیا تمنے اور ڈالا اپنا ہاتھ پانی میں کہا نعم پس نرمیوں کیا انہیں اور کہا وہ جو چاہا تھا خدای عزوجل نے پس کھود اصحاب نے اپنے
ہاتھ سے چشمہ کو تا جمع کیا اس سے کچھ پانی اور جدا ہوئی پانی سے ایک ہوا کہ اُس سے آواز بھی مثل آواز رعد صاعقہ پس دھویا آنحضرت نے
منہ اور دونوں ہاتھ اپنے پھر ڈالا اس پانی کو چشمہ میں پس روان ہوا پانی بہت کہ پیا لوگوں نے بعد ازاں فرمایا حضرت نے
ای معاذ نزدیک ہے اگر دراز تیری حیات دیکھے تو اسجگہ بساتین و عمارات پس ایسا ہی واقع ہوا اور یہ خبر دینا بھی معجزات حضرت سے
ہے اور اخبار بغیبت ایک قسم ادنی وا وفر ہے معجزات سے اور قضیہ حدیبیہ میں آیا کہ چودہ سو آدمی تھے اور چاہ اونکا
سیراب نہ کرتا تھا پچاس بکریوں کو پس نکالا پانی اسکا اور تھوڑا اوس میں ایک قطرہ پس بیٹھے آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم اوپر ایک جانب چاہ کے اور کشیدہ کیا اس سے ایک ڈول پانی اور وضو کیا اور ڈالا اسمین لعاب دہن مبارک اپنا اور دعا
کی پس جوش مارا پانی نے اور بلند ہوا پس سیراب ہوئے لوگ اور سیراب ہوئے اونٹ اونکے اور ایک روایت مین آیا ہی کہ نکالا ایک تیر اپنی
ترکش سے ڈالا اسمین پس جوش مارا پانی نے تا آنکہ سیراب ہوئے ہوا اور حدیث جابر مین جیسا کہ گذرا حدیبیہ مین نکلنا چشمہ کا میان اصابع سے
بھی آیا ہی اور درمیان ان دونون مضمونون کی مغایرت ہی اور کہا کہ توفیق ہی میان قضیتین یہ کہ ہر کدام ایک وقت مین تھا پس حدیث
جابر نزدیک حضور وقت نماز تھے جب حضرت وضو کر چکے اور باقی پانی رکوہ مین تھا چاہ مین ڈالا پس زیادہ ہوا چاہ مین اور حدیث
عمر رضی اللہ عنہ مین درباب جیش عسرت آیا ہی کہ لوگونکو عطش سے یہان تک ایذا پہونچی کہ نہر کرتے تھے اپنے شتر اور فشردہ کرتے تھے
انکے شکنبے اور پیتے پس چاہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت دعا فرماوین پس اٹھائے حضرت نے دونون ہاتھ اور ہنوز باز
نہ لائے تھے ہاتھون کو کہ برسا مینھ اور بھر لیے لوگون نے وہ جو اونکے پاس ظروف و آوند تھے اور تجاوز نہ کیا اس مینھ نے لشکر کو
لائے ہین کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ردیف ابی طالب تھے ذو المجاز مین پس کہا ابوطالب نے مین تشنہ ہون یا
ابن اخی اور نہین میرے پاس پانی پس آنحضرت نیچے آئے اور مارا قدم اپنا اوپر زمین کے پس باہر آیا پانی اور کہا پی ای عم اور
صحیحین مین ابن الحصین لایا ہی کہ تھے ہم ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک سفر مین پس شکایت کی لوگون نے
نزدیک حضرت کے عطش سے پس اترے حضرت اور بلایا دو شخص کو صحابہ سے کہ ایک انہین سے علی ابن ابی طالب
تھے کہا جاؤ اور طلب کرو پانی اور آگاہ کرو انکو کہ کرتے ہو تم ایک عورت کو سوار اوپر اونٹ کے کہ اسکے ساتھ دو فرادہ
ہین پس روان ہوئے وہ دونون اور سامنے آئی انکے ایک عورت کہ دو فرادہ دو مطیحہ رکھتی تھی پانی سے پس لائے اسکو نزدیک
حضرت کے پاس اور اتارا انہنے اسکے اونٹ سے اور طلب کیا حضرت نے ایک آوند اور ڈالا اسمین پانی اور پکارا لوگونکو
کہ آؤ اور پیو اور پلاؤ پانی اور وہ عورت کھڑی دیکھتی تھی کہ کیا ہوتا ہے۔ راوی کہتا ہے قسم خدا کی پھر چھوڑ دیا اسکو
اور حالانکہ خیال کرتے تھے ہم کہ زیادہ ہے پانی اس سے کہ پہلے تھا پس کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جمع کرو اس عورت کے واسطے ہر جنس طعام سے کہ ہووے پس جمع کیا صحابہ نے اسکے لیے تمر و دقیق و سویق سے اور گردانا
اُن سب کو ایک کپڑے مین اور سوار کیا اسکو اسکے شتر پر اور رکھا بار آگے اسکے اور کہا آنحضرت نے جانتی ہے تو
کہ ہمنے کم نہین کیا پانی تیرے سے کچھ ولیکن خدا نے پانی عنایت کیا ہمکو اپنی قدرت سے پس آئی وہ عورت اپنے لوگون کے
پاس اور کہا بو العجب پیش آیا مجھے دو مرد لیگئے پاس ایک مرد کے کہ کہا جاتا ہی اسے صابی پس ایسا ایسا کیا اور تمام قصہ بیان
کیا اور کہا بخدا سوگند یہ مرد یا ساحر ترین مردم ہی یا رسول خدا ہی اور کہا اپنی قوم کو آیا ہے رغبت تمھین طرف اسلام کے
الحدیث ایسا ہی ہے مواہب لدنیہ مین اور بعض روایات مین آیا ہی اطاعت کی اس عورت نے اور آئی اسلام مین
اور احادیث استسقا ہی اسی باب سے جیسا کہ اپنے محل مین مذکور ہووین وصل جیسے کہ احادیث تکثیرات قلیل مین آئی
ہین تکثیر طعام یسیر مین بھی بہت ہین اور یہ دونون اثر تربیت اور روح القسمی سید کائنات کا ہی کہ بحسب روحانیت
مربی و مکمل قلوب و ارواح کے ہین عالم جسمانیت مین بھی پالنے والے اور خورش دینے والے ابدان و اشباح کے
بلیت شکر فیض تو چمن چون کند اسے ابر بہار + کہ اگر خار و گر گل ہمہ پروردہ تست + اور مشہور اس باب مین حدیث جابر کی

رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق مین کہ روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے کہا آیا مین آگے اپنی بی بی کے اور کہا مین نے آیا کچھ تیرے
پاس طعام ہے کہ دیکھا مین نے روی مبارک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اثر گرسنگی سخت کا پس باہر لائی بی بی ایک
انبان کہ اسمین ایک صاع جو تھے اور ہمارے گھر مین ایک بزغالہ تھا فربہ پس ذبح کیا مین نے اسکو اور پیسا اُسنے جو کو اور ڈالا
مینے گوشت کو دیگ مین اور آیا مین نزدیک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور عرض کیا مین نے یا رسول اللہ
ذبح کیا مین نے بزغالہ اور طحن کیا میری جورو نے اندازے کے شعیر کہ میرے گھر مین تشریف لائیے ساتھ چند لوگ صحابہ کے حضرت نے فرمایا
کہ جابر نے سور تیار کیا ہی آؤ اور یہ بھی فرمایا دیگ کو نہ اُتارنا اور خمیر کو نگاہ رکھنا جبتک کہ مین آؤن پس آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم ساتھ ہزار آدمی کے اور باہر لائے ہم خمیر اور دیگ حضرت کے روبرو پس ڈالا اُسمین آب دہن مبارک اور دعای برکت
فرمائی اور کہا جورو میری سے پکا روٹی اور شریک کر اپنے ساتھ دوسری عورت کو پکانے مین اور نکالتی جاؤ دیگ سے گوشت
کو اور نیچے نہ اُتارو دیگ اور نگاہ نہ کرو پس سوگند بخدا اُن ہزار شخص نے کھایا اس طعام سے اور ہنوز دیگ جوش مین
تھی اور خمیر باقی اور حدیث انس کہ اسے بھی بخاری و مسلم نے روایت کیا ہی کہ کہا ابوطلحہ نے ام سلیم سے قسم بخدا سنا مین
آواز رسول خدا کو سست پہچانا مین نے اُسمین آثار جوع آیا ہی تیرے پاس کچھ پس کہا باہر لائے ام سلیم قرص چند جو سے اور لپیٹا
کپڑے مین اور مجھے دیا پس لیگیا مین پاس آنحضرت کے اور تھے حضرت کے ساتھ لوگ پس آپ نے کہا بھیجا ہی تجھے ابوطلحہ نے کہا مین
ہان یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس فرمایا حضرت نے لوگونکو کہ آپ ساتھ اُٹھو پس روان ہوی آنحضرت اُنکے ساتھ اور روانہ
ہوا مین آگے آگے اُنکے تا آیا مین اور آگاہ کیا طلحہ کو کہ آتے ہین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس ابوطلحہ نے ام سلیم سے کہا
ای ام سلیم آئے رسول خدا ساتھ جماعت مردون کے اور نہین ہمارے پاس کچھ چیز کہ کھلاوین ہم اُنھین سوا ان چند قرص کے کہ ہم
بھیجے تھے اُنکی خدمت مین کہا ام سلیم نے خدا اور رسول اُسکا دانا تر ہے یعنی جو واقع ہونیوالا ہے اُسکو دریافت کیا ام سلیم نے
کہ آنا رسول خدا کا ساتھ جماعت کے باوجود علم کے ہماری حال سے خالی از حکمت نہوگا پس گیا ابوطلحہ واسطے استقبال کے
اور آئے رسول خدا اور کہا ای ام سلیم جو تیرے پاس ہے حاضر کر پس لائے ام سلیم وہ روٹیان کہ بھیجی تھین پس فرمایا کہ توڑین
جاوین روٹیان اور نچوڑا ام سلیم نے اس ظرف کو کہ اسمین روغن تھا اور نان خورش کیا اُسے پس فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسمین جو کچھ کہ خدا نے چاہا یعنی دعاے برکت بعد ازان کہا کہ بلاؤ دس آدمی پس آئے
اور کھایا پیٹ بھر کر اور باہر نکلے پھر فرمایا بلاؤ اور دس آدمی دس آدمی تا آئے اور کھایا سب نے اور سیر ہوگئے ستر
یا اسی شخص شک راوی ہی اور ایک روایت مین مسلم سے اسی بشک وارد ہوا ہین اور یہ بھی آیا ہی کہ آپ نے تناول فرمایا اور اہل بیت
ابوطلحہ نے اور باقی رہا پس خوردہ اور بعض روایات مین آٹھ آٹھ بھی آیا ہی اور ظاہر وہ ہی کہ یہ دو میرے قضیہ مین ہی اسواسطے کہ اکثر
روایات صحیح مین دس دس ہین کذا فی المواہب واللہ اعلم اور حکمت جماعت بلانے مین نہ سبکو ایکبارگی وہ کہا ہے کہ اگر سب
ایکبارگی آتے طعام اُنکی نظر مین قلیل معلوم ہوتا اور کافی نہ دکھائی دیتا اور یہ سوء ظن موجب ذہاب برکت ہوتا یا جگہ تنگ تھی
گنجائش سب کی اسمین نہ تھی یا کاسہ ایک تھا تناول جماعہ کثیر کا اُس سے دشوار آتا اور موجب ازدحام ہوتا اور روایت
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جب بیچ غزوہ تبوک کہ آخر غزوات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے گرسنگی لوگون پر غالب ہوئی

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ امر کرو لوگون کو تا باقی پائی توشے اپنون کے تبع مین ملادین اور دعا کرو ساتھ برکت کے اسمین فرمایا
آری پس فرمایا تا نطع بچھادین اور بقایای ازواد لادین ایک مشت لایا اور دوسرا روٹی کا اور اعلی اونکا وہ تھا کہ لایا
ایک صاع تمر سے تا گرد آئی نطع پر تھے اندک پس دعا فرمائی حضرت نے بہ برکت اور فرمایا کہ اٹھاؤ اپنے ظروف مین پس اٹھایا تمام
لشکر مین کوئی ظرف مگر بھر گیا اور کھایا سب نے اور سیر ہوئے اور ہنوز بقیہ پس رہا تھا اور لشکر غزوہ تبوک مین ... ہزار
مرد تھے اور سب نے ... پارہ کیا حضرت نے ... اشہد ان لا الہ الا اللہ و انی رسول اللہ ۔ ملاقات نہ
کرے خدای تعالی سے ساتھ ان دو شہادتون کے کوئی بندہ کہ باز رکھا جاوے بہشت سے اور ایک روایت مین ہے انس سے
کہ آنحضرت زینب کو عروسی مین لائے تھے پس بھیجا ام سلیم نے واسطے حضرت کے تپسی کاسہ مین طعام خرما اور روغن و قروت
سے تیار کرتے ہین اور کبھی بجای قروت سویق بھی ڈالتے ہین اور کہا انس کو حضرت کے پاس لیجا اور کہہ یا رسول اللہ
اسکو میری مان نے آپکے واسطے بھیجا ہی اور آپ کو سلام کہا ہی اور عذر قلت اس طعام کا عرض کیا ہے پس انس اسکو
روبروی آنحضرت کے لایا فرمایا رکھ اور جا فلان فلان جماعت کو جنکا نام لیا بلا لا اور سے آئے کوئی تجھے اثنا راہ
مین ملے پس آدمی پس باہر گیا مین اور بلایا جسکا کہ حضرت نے نام لیا تھا اور جو کوئی ... آیا جب پھر آیا مین دیکھا
گھر لوگون سے بھر پوچھا انس سے کہ کسقدر آدمی ہین کہا بقدر تین سو کے پس دیکھا مین نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے دست مبارک اپنا اس طعام پر رکھا اور کچھ پڑھا اور طلب کیا دس دس آدمیون کو اور فرمایا کھاؤ بسم اللہ کہکر اپنے
آگے سے پس کھایا اور سیر ہوئے اسی طرح طائفہ طائفہ آتے تھے اور کھاتے تھے تا سب نے کھایا پس فرمایا ای انس اٹھا
پس اٹھایا مین نے مجھے نہین معلوم کہ وہ طعام رکھتے زیادہ تھا یا اٹھاتے وقت روایت کیا اسے بخاری اور مسلم نے
اور حدیث ابو ایوب مین آیا ہی کہ اسنے طیار کیا حضرت کے واسطے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کے طعام بقدر کفایت ان دونون صاحبون کے پس فرمایا حضرت نے طلب کر تیس آدمی اشراف انصار سے پس طلب
کیا ابو ایوب نے انکو پس کھایا انھون نے اور بیچ رہا پھر فرمایا طلب کر ساٹھ آدمی اور انھین سے کھایا سب نے اور بیچ رہا پھر فرمایا
طلب کر ستر آدمی انھین سے انھون نے کھایا اور باہر آیا انھین سے کوئی مگر اسلام لایا اور بیعت کی کہا ابو ایوب نے کھایا اسکو
طعام سے ایک سو اسی مرد نے اور مروی سمرہ بن الجندب سے کھاتے ہم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کہ نوبت
بنوبت ہم کھاتے تھے صبح سے رات تک دس کھڑے ہوتے تھے اور دس بیٹھتے تھے اور کھاتے تھے کہا کسی نے یہ برکت
کہانسے تھی پس اشارہ کیا سمرہ نے طرف آسمان کے اور کہا یہان سے تھی روایت کیا اس حدیث کو دارمی اور ابن ابی
شیبہ اور ترمذی اور حاکم اور بیہقی اور ابو نعیم نے اور حدیث عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما مین آیا ہے کہ تھے ہم
حضرت کے ساتھ ایک سو تیس تن اور خمیر کیا گیا ایک صاع طعام سے اور ذبح کی گئی ایک بکری پس بریان کیے
گئے جگر و دل اور گردے اور جو پیٹ مین ہوتا ہی اور سوگند بخدا نہ تھا کوئی ان ایک سو تیس تن سے مگر وہ کہ کاٹا انسے
حضرت نے اسکے واسطے ایک پارہ اس سے پس کیا اس شاۃ کو بزرگ سے کاسہ بزرگ مین اور طعام سے پس کھایا ہم
سب نے اور باقی رہا وہ جو کاسہ مین تھا پس اٹھایا اسے اونٹ پر اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امر کیا

مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ طلب کرو تم اہل صفا کو پس ڈھونڈھا میں نے انکو اور جمع لایا میں پس رکھا
گیا ہمارے آگے ایک کاسہ طعام پس کھایا ہم نے جسقدر چاہا اور فارغ ہوئے ہم اور کاسہ ویسا ہی پڑا رکھا گیا تھا
مگر یہ تھا کہ اسمیں نشان انگلیوں کا تھا اور بھی ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ میں نہایت گرسنہ تھا ایک کاسہ شیر حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پاس آیا فرمایا طلب کرو اہل صفہ کو پس میں نے اپنے دل میں کہا یہ شیر کیا مقدار ہے اگر مجھے دیتے میں پیتا اور
آسودہ ہوتا لیکن آپ کے فرمانے اور حکم سے چارہ نہیں پس بحکم آنحضرت باہر آیا اور یاروں کو بلایا میں نے
پس سب آئے اور کھایا اور باقی رہا میں سوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی پس مجھے دیا بعد ازاں
آپ نے پیا اور فرمایا ساقی القوم آخرہم شربا یعنی ساقی قوم کا آخر پیتا ہے اور مروی ہے علی ابن ابی طالب سے کہ کہا
جمع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی عبد المطلب کو کہ چالیس شخص تھے کہ کھاتے تھے اور پیتے تھے فرق پس
تیار کیا حضرت نے ایک پیمانہ طعام سے کہ کھایا سب نے اور سیر ہوئے اور باقی رہا جیسا تھا اور طلب کیا ایک قدح پانی
سے سب نے پیا اور سیراب ہوئے ویسا ہی پانی رہا رواہ فی الشفا اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام مالک بہزیہ
بھیجتی تھی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عکہ روغن پس آئے فرزند اسکے اور طلب کرتے نان خورش اور
گھر میں اسکے کچھ نہوتا پس قصد کرتی ام مالک طرف اس عکہ کے کہ اسمیں روغن بھیجتی حضرت کو بھیجتی تھی پاتی اسمیں
روغن پس ہمیشہ ہوتا اسکو روغن اس عکہ میں تا ایکدن اسے نچوڑا پس آئی ام مالک نزدیک آنحضرت صلعم کے اور بیان
کی صورت حال فرمایا حضرت نے نچوڑا تو نے اس عکہ کو اور اگر نہ نچوڑتی اور چھوڑتی بحال خود ہمیشہ ہوتا روغن تمہارے لیے
اس جگہ میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی خدمت کرے
حضرت سید المرسلین کی اور اتفاق کرے محبت انکی میں کچھ خیر و برکت دیوے حق تعالی رزق اور مال اسکے میں اور
چیزوں میں رزقنا اللہ سبحانہ نصیب کرے ہم سب کو خدا محبت و اتباع سید المرسلین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آیا ایک مرد حضرت پاس اور طعام طلب کیا پس دیا اسکو نیم وسق
شعیر پس ہمیشہ کھاتا وہ اور جورو اسکی اور مہمان اسکے اس شعیر سے تا وہ کہ پیمانہ کیا اسے پس آیا وہ آگے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور عرض حال کیا فرمایا اگر پیمانہ نکرتا تو قائم رہتی برکت اسکی تیری پاس اور کھاتے اس سے
ہمیشہ اور کہا ہے حکمت جاتے رہنے روغن کی وقت انچوڑنے عکہ کے اور معدوم ہونا شعیر کا وقت پیمانہ کے وہ ہے
کہ نچوڑنا اور پیمانہ کرنا منافی تسلیم و توکل اور مرضی خدا کے ہے اور متضمن تدبیر و اخذ حول و قوت کی ہے پس سزا دیا گیا فاعل
اسکا ساتھ زوال نعمت کے کہا نووی نے اور مثل اسکے ہے نگاہ کرنا دیگ اور خمیر میں درمیان حدیث تکثیر طعام
کے کہ گذرا اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی وربانی قرضدار مرنے اسکے باپ عبد اللہ انصاری کے کہ بخاری نے روایت
کیا ہے کہ اس باب میں مشہور ہے کہ چھوڑا انکا قرض اور بذل کیا واسطے غرما اپنے باپ کے اصل مال کو اور قبول نہ کیا اور
نہ تھا مگر تحمل اسکے کفایت انکے دین کا پس آیا جابر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور کہا بتحقیق حضرت
جانتے ہیں کہ باپ میرا روز احد شہید ہوا اور چھوڑا وام بہت اور میں چاہتا ہوں کہ دیکھیں تمہیں غرما فرمایا جا اور

خرمن خرما کو توشہ میں کھیر کیا میں نے حسب الحکم حضرت نے امر فرمایا اور پایا آنحضرت کو جب عرض کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو دیکھا الٹے پلٹ کر گئے جیسے دیکھا آنحضرت نے انکو پھر سے گرد خرمن کے کہ کلان تر تھا تین بار پھرے اور بیٹھے اوسپر
اور طلب کیا اپنے قرضخواہوں کو اور وکیل کیا اوسنے انکے واسطے تا ادا کیا حق تعالی نے والد میرے سے امانت اسکی اور تھا
راضی تھا کہ امانت والد کی ادا ہووے اور کچھ واسطے خواہروں کے نہ رہے - اور جابر رضی اللہ عنہ کی تو یہ نہیں
تخمین کہ اسکے باپ نے چھوڑا تھا اوس خرمن میں کچھ باقی و سالم رہا اور قرض بھی ادا ہوا اور میں دیکھتا تھا
اس خرمن کو کہ اوسپر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے تھے گویا ایک خرما اس سے کم نہیں ہوا ایسے ہی کیا خدا نے
اور روایت کیا ہے ابو ہریرہ نے کہ لوگ بھوک سے بسختی عاجز ہوئے پوچھا آنحضرت نے کچھ چیز ہے تیرے پاس
میں نے عرض کیا البتہ تھوڑے سے خرما رکھتا ہوں میں توشہ دان میں لا اور نکالے اس سے ایک مشت خرما اور دعای برکت
فرمائی اور طلب کیا دس دس آدمیوں کو تا تمام لشکر اس سے سیر ہوا اور کہا مجھے سے جو کچھ لایا تھا تو کر سے اور ڈال ہاتھ
اپنا توشہ دان میں اور نکال اوس سے ایک مشت بوقت حاجت اور شمار مت کر اس سے پس لیا میں نے زیادہ اوس سے
کہ لایا تھا میں پس کھایا میں نے اور کھلایا اوس خرما سے مدت حیات رسول اور ابی بکر اور عمر تک تا کہ وہ شہید ہوئے
عثمان اور غارت کیا گیا میرا گھر پس گیا مجھسے وہ خرما اور روضۃ الاحباب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک بیت منقول
ہے شعر للناس ھم و لی فی الیوم ھمان ھم الجراب و ھم الشیخ عثمان یعنے لوگوں کو ایک ہم
ہے اور مجھے آج دو ہم ہیں ہم توشہ دان و ہم شیخ عثمان واللہ اعلم اور مروی ہے کہ آنحضرت نے عمر ابن الخطاب
کو امر فرمایا تا اندک خرما سے چار سو شتر سوار کو زاد و توشہ ترتیب کیا اور وہ خرما باقی تھے گویا ایک خرما اس سے کم نہ ہوا
تھا اور احادیث تکثیر طعام میں بہت ہیں اور لائق سب میں حکایت غزوہ تبوک ہے کہ تھوڑے سے ازواد کو باوجود قلت
برکتیں بخشیں کہ ستر ہزار آدمی اس سے سیر ہوئے اور تمام لشکر نے ظروف بھر لیے جیسا کہ گذرا پروردگار تعالی ہم
سبکو برکات سید کائنات علیہ افضل الصلوۃ واکمل التحیات سے محروم نہ رکھے اور تقدیر و قضا تو قسمت تھا ہمیشہ یا الہی [illegible]
سے مجبور کر سے حکایت یاد رکھیں کہ بازار مکہ معظمہ زادہا اللہ تعظیما و تکریما میں ایک سقہ مرد تھا [illegible]
اسنے پانی چھڑکا یا تھا اور کہتا تھا یا برکۃ النبی تعالی و انزلی [illegible]
اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم سے برکت پیغمبر آتو آتو میرے گھر میں [illegible]
حیوانات اور اطاعات انکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جیسے آدمی مطیع و مسخر و منقاد تھا [illegible] اور
شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں سے کہ قرعہ سعادت بنام انکے پڑا اہل ایمان سے ہیں ایسے ہی [illegible]
سائر حیوانات کو کہ مطیع و منقاد امر و ارادے الہی کے ہیں بطریق اعجاز اور خرق عادات منقاد و مطیع حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا اسی جگہ سے تو کہتے ہیں ارباب تحقیق اور اہل باطن نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بکافہ خلق حیوانات و نباتات و جمادات سے مبعوث ہیں لیکن وہ بوجہ دانش و عقل ادراک الہیت امر [illegible]
انسے بجز طاعت و ایمان اور شہادت تصدیق رسالت نہ آوے اور موسوم بعصیت نہووے [illegible] سے جیسے کہ

جیسے آدمی لیکن حیوانات از انجملہ سجود جمل و شکایت اُسکی ہے طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جیسے انس بن
مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ خاص ہر ایک کو اہل بیت انصار سے ایک شتر تھا پس آئے وہ پاس
آنحضرت کے اور عرض کیا یا رسول اللہ تھا ہمارے پاس ایک اونٹ کہ کھینچتے تھے ہم اوپر اسکے پانی اب
سختی اور سرکشی کرتا ہے ہم پر اور دفع کرتا ہے ہمکو پشت اپنی سے اور نخل و زرع ہمارے بے آب
ہیں پس اُٹھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع اصحاب اور گئے طرف اس شتر کے پس آئے باغ میں
اور کھڑے رہے اور شتر ایک گوشہ میں بیٹھا تھا کہا یا رسول اللہ یہ شتر مانند سگ گزندہ ہو رہا ہے اور ہم خوف
کرتے ہیں کہ ذات شریف پر مبادا گزند پہونچے فرمایا اس سے مجھے کچھ خطر نہیں پس جب شتر نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا منہ لایا آپکی طرف اور سجدہ کیا آگے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس پکڑے
حضرت نے موئے پیشانی اُسکے اور کام میں لائے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس حیوان لایعقل نے
آپکو سجدہ کیا پس ہم سزاوار تر ہیں ساتھ اسکے فرمایا نہیں سزاوار و لائق آدمی کو سجدہ کہ سجدہ کرے
آدمی کو اور اگر ہوتا امر کرتا میں زن کو کہ سجدہ کرے اپنے شوہر کو بجہت بزرگی حق شوہر اوپر زن کے رواہ
احمد والنسائی اور بعض روایات میں آیا ہے کہ فرمایا حضرت نے اس مقام میں نہیں مابین آسمان و زمین
کوئی چیز کہ میری رسالت کا اُسے علم نہو گا مگر عصات جن وانس اور دوسری خبر میں آیا ہے کہ وہ چاہتے
تھے کہ اُسے ذبح کریں پس وہ شکایت لایا آگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور دوسری حدیث
میں آیا ہے کہ ایک شتر نے آکر اپنی گردن آگے آنحضرت کے خاک پر رکھدی اور فریاد کی ساتھ
اُس آواز کے کہ شتر رکھتا ہے پس کھڑے ہوئے اُسکی آواز پر اور فرمایا صاحب شتر کو کہ اُسے میرے ہاتھ
بیچ کر اُسنے کہا یا رسول اللہ نذر و پیشکش حضرت کے ہے لیکن یہ شتر ایسے گھروالوں کا ہے کہ وجہ معیشت
بجز اس شتر کے اور نہیں رکھتے فرمایا گلہ و شکوہ کیا اس شتر نے کثرت عمل اور قلت علف کا احسان
کرو اسکے ساتھ اور نگاہ رکھو حق اُسکا اور یہ حدیث بطرق متعددہ و بالحاظ مختلفہ آئی ہے اور
حدیث صحیح ہے اور انس سے آیا ہے کہ آئے رسول اللہ اور ابوبکر رضی اللہ عنہما باغ میں ایک انصاری کے
اور تھی ایک سفید گوسفند پس سجدہ کیا اُسنے حضرت کو کہا ابوبکر نے یا رسول اللہ ہم سزاوار تر ہیں کہ سجدہ کریں
آپکو فرمایا آنحضرت نے نہیں سزاوار بشر کو کہ سجدہ کرے بشر کو الحدیث ایک مرتبہ ایک شتر آنحضرت
کے پاس آیا اور شکوہ کیا اپنی قوم کا کہ یہ قوم پیش از ادائے نماز عشا سو رہتی ہے اور میں ڈرتا ہوں
کہ خدائے تعالیٰ اُس قوم کو عذاب کرے پس آنحضرت نے اس عمل سے منع فرمایا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی
ہیں کہ ہمارے گھر میں ایک بکری تھی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں تشریف لاتے یہ بکری
ساکن و ثابت و آرمیدہ ہوتے اور جب باہر تشریف لیجاتے بیقرار و پریشان و مضطر ہوتی اور آیا ہے کہ آنحضرت
شتروں کو قربانی فرماتے تھے پس دفع کرتا ایک دوسرے کو اور نزدیک آتا آپ کے تا پہلے اُسے ذبح کریں اور مروی

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دست مبارک اپنا پشت پر ایک گوسفند کے پھیرا کہ نر اُن سے متصل نہوا تھا
پستان اسکی پر شیر ہوئیں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیر دوہا آپ پیا اور ابوبکر کو پلایا اور قصہ دوشیدگی شیر کا ام معبد کا کہ
نام ہوگئی تھی اور شیر مطلق نرکھتی تھی مشہور ہے باب ہجرت میں تفصیل بیان ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ — روایت کیا ہے
امام احمد رح نے حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہا دوڑا ایک گرگ اوپر ایک بکری کے اور اُسے پکڑا پس پکڑا راعی غنم
نے اور چھڑایا شاہ کو ذئب سے پس بیٹھا گرگ اوپر دم اپنی کے جیسے کہ عادت سباع کی ہوتی ہے اور کہا کہ نہیں ڈرتا خدا سے
تو اور چھینتا ہے مجھسے میرا رزق کہ بھیجا تھا حق تعالیٰ نے میری طرف سے کہا راعی نے واعجبا گرگ تکلم کرتا ہے ساتھ کلام
آدمیوں کے پس کہا گرگ نے آیا خبر دوں میں تجھے ساتھ عجب تر اس سے کہ محمد صلعم خبر دیتا ہے لوگوں کو اخبار سابقہ اور
لوگ یاد نہیں کرتے اور نہیں ایمان لاتے اوپر اسکے پس آیا راعی غنم مدینہ میں اور چھوڑا غنم کو ایک گوشہ میں اور آیا
نزدیک رسول خدا کے اور خبر دی حضرت کو پس امر کیا حضرت نے تا اذان کہیں جب لوگ فراہم آئے کہا راعی کو کہ خبر دے
لوگوں کو جو سنا اور دیکھا تو نے اسی طرح روایت کیا بیہقی نے حدیث ابن عمر سے اور ابو نعیم نے حدیث انس سے اور
بعض طریق میں ابی ہریرہ سے آیا ہے کہ کہا گرگ نے راعی غنم کو حال تیرا عجب ہے مجھے کہ میں کھڑا ہوں اور غنم اپنی کے
اور ترک کیا تو نے ایسے پیغمبر کو کہ مبعوث نہیں ہوا ہرگز عظیم القدر زیادہ نزدیک خدا کے اس سے بدرستی کشادہ ہو
اسپر دروازے جنت کے اور مشرف ہوئے ہیں اہل جنت کے اور مشرف ہوئے ہیں اہل جنت اوپر اصحاب اسکے
اور منتظر قتال ہیں بعض ملائکہ اور حور و غلمان بہشت دیکھتے ہیں اصحاب اسکے کو اور مشتاق ہیں کہ انکے ساتھ بہشت
میں آویں اور انتظار قتال انکا رکھتے ہیں کہ ہاتھ سے جاویں اور بہشت میں آویں اور کہا ذئب نے راعی کو کہ نہیں حائل
درمیان تیرے اور اسکے مگر یہی درہ پہاڑ سے جاتا ہے تو اسکے حضور میں اور رہوتا ہے تو جنود خدا سے کہا راعی نے
پس غنم میرے کو کون چراوے کہا ذئب نے میں چراتا ہوں پس آیا نزدیک حضرت کے اور اسلام لایا اور ذبح
کیا واسطے ذئب کے ایک شاۃ انمیں سے اور مثل اسکے حکایت ابو سفیان حرب اور صفیان بن امیہ سے بھی
لائے کہ ایک گرگ کو دیکھا کہ آہو کو پکڑا ہے جب آہو حرم میں آیا اور تعجب کیا پس کہا گرگ نے عجب تر اس سے
وہ ہے کہ محمد بن عبد اللہ پکارتا ہے تمکو طرف جنت کے اور پکارتے ہو تم اسکو طرف آتش دوزخ کے
یدعوکم الی الجنۃ وتدعونہ الی النار پس ابو سفیان نے صفوان سے کہا سوگند لات عزی کی اگر ذکر کرتا ہے
تو یہ حکایت مکہ میں چھوڑتا ہے تو زنان مکہ بے مردوں کے اور ابو جہل اور اصحاب اسکے سے بھی مثل اسکے روایت کیا ہے
اور اسی باب سے ہے حدیث ضب یعنی سوسمار اور کلام کرنا اسکا یہ حدیث بھی مشہور ہے اور روایت کیا ہے اسے
بیہقی نے احادیث کثیرہ میں اور ذکر کیا ہے قاضی عیاض نے شفا میں حدیث عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تھے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک محفل میں اصحاب اپنے سے ناگاہ آیا ایک اعرابی بنی سلیم سے کہ شکار کیا تھا ضب کو اور رکھتا
تھا اسے اپنی آستین میں تا لیجاوے اسے منزل گاہ اپنے میں اور بریان کرے اور کھاوے پس جب دیکھا اعرابی نے
ایک جماعت کو کہا یہ کون ہے کہ ساتھ جماعت کے بیٹھا ہے کہا رسول خدا ہیں پس باہر لایا اپنی آستین سے ضب کو

اور کہا سوگند ہے لات و عزیٰ کی کہ ایمان نہین لاؤنگا مین تم پر جبتک کہ ایمان نہ لاوے یہ ضب پس ڈال دیا ضب کو آگے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پس ندا فرمائی آنحضرت نے ضب کو اور کہا اے ضب پس بولا ضب ساتھ ایسی زبان روشن کے کہ مناسب قوم تھی لبیک اور سعدیک کہا اور اے زینت تمام خلق کے پھر فرمایا آنحضرت نے ضب کو کسکی عبادت کرتا ہے تو کہا خدا کو کہ آسمان مین ہے عرش اسکا اور زمین مین ہے سلطنت اسکی اور دریا مین ہے راہ اسکی اور جنت مین ہے رحمت اسکی اور آتش مین ہے عذاب اسکا فرمایا آنحضرت نے مین کون ہون کہا رسول رب العالمین خاتم النبیین قد افلح من صدقک وخاب من کذبک یعنی بتحقیق فیروزی حاصل کی جسنے تجھے سچا جانا اور بے بہرہ اور ناامید ہوا رحمت خدا تعالی سے جسنے تجھے جھٹلایا پس اسلام لایا اعرابی الحدیث بطولہ اور اشعار بھی نقل کیے ہین کہ اس ضب نے آپ کی نعت مین پڑھے اور از انجملہ حدیث غزالہ ہے کہ روایت کیا اسے ائمہ نے بطریق متعددہ کہ تقویت کرتا ہے بعض اسکا بعض کو ذکر کیا ہے قاضی عیاض نے شفا مین اور ابونعیم نے دلائل مین ام سلمہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صحرا مین پھرتے تھے ناگاہ سُنی آواز ایک ہاتف کی کہا اسنے تین بار یا رسول اللہ پس آپ اسطرف دیکھا آنحضرت نے کیا دیکھتے ہین کہ آہو دہ بستہ نیچے مین پڑا ہے اور اعرابی نے اسے کپڑے مین لپیٹا ہے پس فرمایا آنحضرت نے آہو کو کیا ہے حاجت تیری کہا صید کیا ہے اس اعرابی نے مجھے اور میرے بچے ہین اس پہاڑ مین رہا کر مجھے تا جاؤن مین اور دودھ پلا کر پھر اولٹی چلی آؤن فرمایا آنحضرت نے ایسا ہی کریگی تو کہا اولٹی چلی آئیگی کہا عذاب کرے مجھے خدا تعالی عذاب عشار اگر اولٹی نہ آؤن مین پس رہا کیا اسے آنحضرت نے اور گئی اور پھر آئی اور باندھا اسے آنحضرت نے پس بیدار ہوا اعرابی اور کہا یا رسول اللہ کچھ حاجت رکھتا ہے تو فرمایا حاجت یہ ہے کہ رہا کر تو اس ظبیہ کو پس رہا کیا اعرابی نے اسے پس دوڑتی تھی صحرا مین خوش خوش اور پاؤن کوبی کرتی تھی اور کہتی تھی اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ اور بھی آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک لشکر مین تھے اور سب لوگ پیاسے ہو رہے باوجودیکہ پانی کے اوپر اترے تھے پس آ ہوا وہ حضرت پاس آئی اور آنحضرت نے اسکا دودھ دوہکر سبکو سیراب کیا کہ باندازہ تین سو آدمی کے تھے پس رافع کو کہ مولی حضرت کا تھا فرمایا کہ اسے نگاہ رکھو پس رافع نے اسے باندھا بعد ایک ساعت کے کیا دیکھتے ہین کہ چلی گئی فرمایا ان الذی جاء بہا ذہبت بہا یعنی بدرستی جو لایا تھا اسنے وہی اسے لیگیا اور از انجملہ وہ ہے کلام حمار روایت کیا ہے ابن عساکر نے کہ جب فتح کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خیبر کو تکلم کیا ایک حمار نے اور کہا آنحضرت سے نام تیرا کیا ہے کہا میرا نام یزید بن شہاب ہے کہ پیدا کیے ہین پروردگار تعالی نے میرے دادا کی نسل سے ساٹھ حمار کہ سوار نہین ہوا انپر سوائے پیغمبر کے اور مین امیدوار تھا کہ حضرت مجھپر سوار ہون اور باقی نہین رہا نسل جد میری سے میرے سوا اور انبیا سے بجز حضرت کے اور کہا کہ تھا مین اس سے پہلے ایک یہودی کے قبضہ مین اور رکھتا مین عمدا اسکا نیچا اسکی سواری مین اور وہ یہودی مجھے شکم سیر نہ کرتا تھا پس فرمایا آنحضرت نے کہ نام تیرا

یعفور ہوگا اور تھا یعفور خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اور آنحضرت دروازے پر آپ کے بھیجتے تھے کسی کی طرف کہ جا کر
اور بلا کے آسکے پس آیا یعفور اوپر دروازے کے اور کوٹتا در کو ساتھ سر اپنے کے جب باہر آیا صاحب خانہ اشارہ کرتا کہ جا پیش
رسول خدا کے تجھے بلاتا ہے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی یعفور اوپر سر چاہ ابو الہیثم بن التیہان کے
آیا اور اپنے کو اس چاہ میں ڈال دیا بسبب جزع اور حزن کے اوپر فراق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور بھی اسی
باب سے ہے تسخیر اسد اور تعلق اسکا ساتھ سفینہ کے کہ صحرا میں لشکر سے دور پڑا اور راہ بھول گیا اور کہتا کہ میں مولا
رسول اللہ کا ہوں پس راہ بتائی اور پہونچایا اسے شیر نے لشکر میں اور یہ معجزہ آنحضرت تھا اور فی الحقیقت کرامات اولیا
معجزہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور وہ جو روایت کیا کہ کبوتروں نے مکہ میں اوپر حضرت کے سایہ کیا روز فتح پس
دعا فرمائی انکے حق میں ساتھ برکت کے اور نسج عنکبوت اور بیضے حمام اوپر در غار کے مشہور ہے اور کہتے ہیں کبوتر حرم
نسل انہیں کبوتروں کے سے ہیں کہ غار میں مسکن رکھتے ہیں اور روایت کیا گیا ہے کہ امر کیا آنحضرت نے شجرہ بقدر آدمی کہ
کہ روئیدہ ہوا اور پوشیدہ کیا در غار کو ذکرہ فی الشفا اور قاضی عیاض نے کہا کہ احادیث در باب کلام حیوانات اور
اطاعت انکی خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت ہیں وہ جو مشہور اور واقع کتب ائمہ میں تحقیق سے بیان کیں
ہمنے فصل جیسا کہ حیوانات سب مطیع و منقاد امر آنحضرت تھے نباتات بھی حیطہ فرمانبرداری اور اطاعت میں حاضر
تھے اور اسی جگہ سے ہے کلام و سلام شجر اوپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اطاعت و شہادت رسالت آپ کی
حدیث میں آیا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب وحی بھیجی گئی طرف
میرے نہ گذرتا تھا میں کسی سنگ و درخت پر مگر وہ کہ سلام کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ اور حضرت علی علیہ السلام سے آیا ہے کہ
کہا تھا میں ساتھ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکہ میں پس باہر آئے ہم بعض نواحی اسکی میں اثنائے راہ میں پیش نہ آیا
کوہ اور درخت کہ کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ رواہ ترمذی اور یہ حال ابتدائے وحی میں تھا جیسا کہ حدیث
سابق میں گذرا یا اور ہے زمانوں میں واللہ اعلم اور حاکم مستدرک میں لایا ہے باسناد جید ابن عمر سے کہا تھے ہم ساتھ پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک سفر میں پس پیش آیا اعرابی اور جب دیکھا حضرت صلعم کے آیا کہا اسکو رسول اللہ
صلعم نے کہاں جاتا ہے تو کہا جاتا ہوں طرف اہل اپنے کے فرمایا تجھے رغبت ہے طلب خیر میں یعنی چاہتا یعنی چاہتا ہے تو کہ
نیکی اور سعادت حاصل کرے تو واسطے اپنے کہا وہ کیا ہے فرمایا شہادت اشهد ان لا اله الا الله وحده
لا شريك له و ان محمدا عبده و رسوله یعنی گواہی دیتا ہوں میں کہ نہیں کوئی معبود بحق سوا اللہ کے واحد ہے وہ
نہیں ہے انباز واسطے اسکے اور یہ بھی کہ محمد بندہ اسکا اور فرستادہ اسکا ہے اعرابی نے کہا آیا کوئی اسپر شاہد ہے جو کہتا ہے تو فرمایا
یہ درخت اسپر شاہد ہے پس بلایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس درخت کو اور وہ کنارہ وادی پر تھا پس شگاف کرتا تھا زمین کو
اور آتا تھا حتی کہ پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آکر کھڑا ہوا اس سے شہادت چاہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے
تین مرتبہ اور گواہی دی اس درخت نے بعد ازاں پھر گیا اپنی جگہ الحدیث اور دارمی نے بھی روایت کیا مانند اسکے اور
احادیث میں کہ کافروں نے رخسار مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خون آلودہ کیا اور دندان شریف میں آزار پہونچایا

آنحضرت ایک گوشہ میں بیٹھے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور حال پوچھا پس محزون و غمگین پایا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کہا آیا دوست رکھتا ہے تو کہ دکھلاؤں تجھے ایک آیت یہ کہ موجب تسلی و تشفی خاطر کا ہو وے پس کیا جبرئیل نے طرف ایک درخت کے بیر ابی سی تھا کہ طلب کیا اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس درخت کو درخت نے مشی کی اور آیا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پاس اور کھڑا رہا کہا جبرئیل علیہ السلام نے امر کر کہ پھر جاوے اپنی جگہ پس امر کیا اور پھر گیا وہ اپنی جگہ پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حسبی حسبی یعنی کفایت ہے مجھے کفایت ہے مجھے + رواہ الدارمی من حدیث انس روایت کیا ہے دارمی نے حدیث انس سے اور بریدہ اسلمی سے آیا ہے کہ سوال کیا ایک اعرابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے معجزہ پس کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ساتھ اعرابی کے کہ اس درخت کو کہہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تجھے بلاتا ہے پس میل کیا اس درخت نے راست و چپ اور پیش و پس اپنے سے اور جدا ہوئیں جڑیں اسکی پس آیا اس حالت میں کہ پارہ کرتا تھا زمین کو اور کھینچتا تھا جڑیں اپنی اور کھڑا رہا آگے آنحضرت صلعم کے اور کہا سلام علیک یا رسول اللہ کہا اعرابی نے امر کر اس درخت کو جاوے اپنی جگہ پس بیٹھ گئیں جڑیں اسکی اپنی جگہ اور ہموار ہوا پس کہا اعرابی نے آنحضرت صلعم کو کہ اذن دے مجھے تا سجدہ کروں تجھے اذن نہ دیا پس کہا اذن دے تا دست و پا بوسی کروں میں اسکا اذن دیا۔ لائے ہیں کہ آنحضرت صلعم ایک سفر میں شب تاریک میں شتر پر سوار تھے متصل درخت کنار کے پہونچے خواب آلودہ سدرہ دو نیم ہوا تھا آنحضرت لبلا درمیان اسکے سے گذرے اور وہ ویسا ہی منفرج رہا اور معروف بسدرۃ النبی ہوا اور ابن عباس سے آیا ہے کہ کہا ایک اعرابی حضرت پاس آیا اور کہا ساتھ کس چیز کے پہچانیں ہم آپ کو کہ رسول خدا ہو فرمایا ساتھ اسکے کہ پکاروں میں اس شاخ خرما کو کہ گواہی دیوے کہ میں رسول خدا ہوں پس بلایا اس شاخ کو جدا ہوئی وہ درخت سے اور گری زمین پر پس فرمایا حضرت نے پھر جا اپنی جگہ پھری اور پیوستہ اپنے گئی پس اسلام لایا اعرابی رواہ الترمذی و صححہ اور آنا درخت کا نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اور سلام کرنا اور الٹا پھر جانا اپنی جگہ بہت احادیث میں آیا ہے اور صحیح حدیث طویل جابر بن عبد اللہ سے کہ کہا فرود آیا میں ایک صحرائے کشادہ میں پس تشریف لے گئے حضرت واسطے قضائے حاجت کے اور گیا میں پیچھے حضرت کے ساتھ چھاگل پانی کے پس نہ دیکھی کوئی چیز ساتر ناگاہ دو درخت کنار وادی نظر پڑے پس گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم طرف ایک درخت کے اور پکڑی ایک شاخ شاخوں اسکی سے اور فرمایا میرا انقیاد و اطاعت کر باذن خدائے عز و جل پس منقاد ہوا وہ درخت مثل انقیاد شتر کہ مہار اسکی ناک میں ہے پس نزدیک درخت دوسرے کے گئے اسے بھی کھینچکر لائے اور کہا میرے اوپر چسپیدہ ہو پس چسپیدہ ہوئے اور روایت دوسری میں آیا ہے کہ فرمایا جابر کو کہ اس درخت کو کہہ کہ رسول خدا تجھے کہتا ہے کہ ملحق ہو ساتھ صاحب اپنے کے بیٹھوں میں نیچے تمہارے پس گیا میں اور کہا میں نے درخت سے وہ جو رسول خدا نے کہا تھا پس آیا اور ملا وہ درخت ساتھ صاحب اپنے کے اور بیٹھے آنحضرت پیچھے انکے اور باہر آیا میں اور دیکھا میں نے اور بیٹھا میں دور جگہ اور اپنے نفس سے بات کر رہا تھا ناگاہ التفات کیا میں نے کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم چلے آتے ہیں اور وہ دونوں درخت آپس سے جدا ہو کر ہر ایک اپنی اپنی جگہ استادہ ہیں اور حدیث اسامہ بن زید میں بھی مانند اسکے

آیا ہی کہ کہا مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض سفر ہی اپنی مین آیا دیکھتا ہی تو واسطے حاجت رسول خدا کے
کوئی مکان کہا مین جسنے نہین وادی مین کوئی جگہ خالی آدمیون سے فرمایا دیکھتا ہی توکوئی درخت خرما یا کوئی سنگ کہا
مین نے دیکھتا ہون نخلات متفارقت فرمایا حضرت صلعم نے جا اور کہہ ان نخلات کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
امر کرتا ہی تمھین کہ آؤ واسطے حاجت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور احجار بھی اسکے پس گیا مین اور کہا مین نے سو قسم
اُس خدا کی کہ بھیجا آنحضرت صلعم کو بحق دیکھا مین نے نخلات کو کہ باہم متصل ہوا اور احجار آپسمین قریب جب حضرت قضا حاجت فرما چکے
کہا انکو کہ جدا ہو وین قریب اتصال سے اور امثال ان معجزون کی بہت آئی ہین وصل جیسا کہ نباتات کو مطیع و منقاد
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا تھا جمادات بھی یہی حکم رکھین سلام کرنے حجر سے اور تکلم کرنے آسکے ساتھ
آنحضرت صلعم کے جیسا کہ گذرا کوئی شجر و حجر نہ تھا مگر وہ کہ سلام کرتا تھا جھپا اور کرتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ اور
علی مرتضی کرم اللہ وجہہ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث اس باب مین گذری اور جابرؓ سے آیا ہی اور
ایسی ہی حدیث راہب اُس وقت مین کہ تھے حضرتؐ ہمراہ ابو طالب کے ابتدائے امر اپنے مین پیشتر از بعثت کہا باقی
نہ رہا کوئی شجر اور حجر مگر وہ کہ سجدہ کیا حضرت صلعم کو اور آویگا انشاء اللہ تعالی یہ قصہ اپنے محل مین اور جیسا کہ روایت
کیا ہی مسلم نے حدیث جابرؓ بن سمرہ سے کہ کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدرستی مین پہچانتا ہون اُس سنگ
کو مکہ مین کہ سلام کرتا تھا مجھپر پہلے مبعوث ہونے میرے سے بدرستی بتحقیق مین اسے پہچانتا ہون اور لوگونکو اختلاف
ہی اس حجر مین کہ کونسا ہی بعضون نے کہا ہی کہ حجر اسود ہی اور بعضون کے نزدیک سوا اسکے کوچہ مین کہ اُسے
زقاق الحجر کہتے ہین راہ مین خانہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے استوار کیا گیا ایک دیوار مین اور لوگ تبرک جانتے ہین لمس اُسکا
اور کہتے ہین یہ وہی سنگ ہی کہ سلام کرتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جسوقت گذرتے تھے اُس راہ سے شیخ ابن
حجر مکی ہیتمی نے کہا متواتر آیا ہی اہل مکہ سے یہ حجر کہ زقاق الحجر مین ہی وہی حجر ہی کہ سلام کرتا تھا اوپر رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور مقابلہ اُسکے دوسری دیوار مین اثر مرفق شریف آنحضرت صلعم ہی اور کہتے ہین کہ سنگ
آہن واسطے انبیا کے نرم کیا جاتا ہی اور مکہ معظمہ مین ایک جبل ہین کہ آنحضرتؐ رعی غنم کبھی کرتے تھے اثر قدمین
شریفین بیان کرتے ہین واللہ اعلم اور صاحب اہب نے ابوحفص میانشی سے لایا ہی کہ کہا خبر دیتا تھا مجھے جو کوئی کہ
ملاقات کرتا تھا مین ساتھ اُسکے اہل مکہ سے کہ یہ حجر مذکور وہی حجر ہی کہ سلام کرتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
اوپر اور ازانجملہ آمین کہنا آستانہ اور در و دیوارون کا ہی جسوقت دعا فرمائی آنحضرت نے خاص عباسؓ اور
اوسکے بیٹون کے واسطے روایت کیا اسے بیہقی نے دلائل مین اور ابن ماجہ نے مختصراً کہ کہا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے خاص عباسؓ بن عبدالمطلب کو یا ابا الفضل نہ جا اپنے گھر سے تو اور تیرے بیٹے کل جبتک کہ
آؤن مین تمھارے پاس واسطے کہ مجھے تمسے کچھ کام ہی پس منتظر رہے تا آنکہ تشریف لائے حضرت صلعم اُن پاس وقت
چاشت اور کہا السلام علیکم جواب دیا علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فرمایا کیونکر صبح کی تمنے کہا صبح کی ہمنے بخیر
والحمد للہ فرمایا نزدیک ہو آپسمین اور ملصق ہو ایک دوسرے سے پس اُڑھائی اُنھین حضرتؐ نے چادر اپنی اور

کہا یا رب یہ عم میرا ہی اور حضرت صلعم پدر میرا تھا اور یہ اہلبیت میرے ہیں پس محجوب کر انکو آتش دوزخ سے جیسا کہ محجوب کیا میں نے انکو
ساتھ اس چادر کے پس آئی میں کہا آستانہ اور دیواروں خانہ نے اور کہا آمین آمین آمین اور ایک مرتبہ عقیل بن ابی طالب
سفر میں خدمت آنحضرت میں تھے تشنہ ہوئے پس آنحضرت نے انھیں ایک کوہ پر کہ وہاں تھا بھیجا اور کہا کہ اس
کوہ کو کہہ تجھے پانی دیوے وہ کوہ متکلم ہوا اور کہا پیغمبر خدا سے کہہ کہ جس دن سے یہ آیت نازل ہوئی
فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة - پس ڈر رہا آتش سے کہ ہم اسکے آدمی ورنہ میں اتنا
رویا ہوں خوف خدا سے کہ پانی میرے اندر نہیں رہا اور مشہور اس باب میں حنین جذع اور حدیث حنین جذع جماعت کثیر
صحابہ سے مروی ہے کہ مفید قطع اور یقین ہے اسکے ساتھ مواہب میں تاج الدین سبکی لایا ہے کہ شرح مختصر ابن حاجب
کا صحیح میرے نزدیک یہ ہے کہ حدیث حنین جذع متواتر ہے روایت کیا ہے علمائے حدیث سے بخاری و مسلم وغیرہ نے
بطریق کثیرہ متعددہ خارج حد وحصر و احصا سے اور ہو سکے کہ متواتر ایک قوم کے نزدیک غیر متواتر ہو دوسری قوم کے نزدیک
اور شیخ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا ہے کہ حنین جذع اور انشقاق قمر نقل کیا گیا ہے طرح ایک و نقل شایع کہ مفید
قطع و یقین کو نزدیک اُس شخص کے ہے کہ مطلع ہو اوپر طرق حدیث کے نہ غیر اسکا کہ ممارست نہ رکھی اس کام میں واللہ اعلم اور
بیہقی نے کہا کہ قصہ حنین جذع اور ظاہر ہے کہ نقل کیا ہے اسے خلف نے سلف سے اور بیان کیا آیات اور امور عظیمہ ہے
دلالت کرنا اوپر نبوت ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور شافعی رحمہ نے کہا کہ نہیں دیا ہے حق تعالیٰ نے کسی پیغمبر کو وہ معجزہ جو دیا
ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پس کہا شافعی کو کہ دیا ہے خدا تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو احیا موتی کہا دیا ہے پیغمبر
صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم کو حنین جذع تا سنی گئی آواز اسکی اور یہ اعظم و اکبر ہے اس سے بعد ازاں شمار کیا ہے علما
حدیث نے اسکو روایات کیا ہے اور روایت و اسانید اور طرق اسکے کہ ذکر اسکا طویل ہے اور روایت کی گئی ہیں کہ تھے
نبوی مسجد اوپر جذع نخل کے اور تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس از انکہ بنایا گیا واسطے آنکے منبر کھڑے ہوتے تھے خطبہ
کے تکیہ کرتے اس جذع سے اور جب بنایا گیا منبر اوپر اسکے رفتہ فرمائی اس جذع سے پس سنی گئی اس جذع سے آواز ناقہ
اور روایت انس میں آیا ہے کہ جنبش و لرزہ آیا مسجد کو اسکی آواز سے اور بہت بکا کیا لوگوں نے سبب مشاہدہ حال غریب
اسکے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ شق ہوا تھا اور پارہ پارہ ہوئی جذع پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھا دست مبارک
اپنا اوپر اسکے اور گلے سے لگایا پس تسکین و سکوت حاصل ہوا اسے اور فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ اس چوب نے گریہ کیا از جہت
اس چیز کے کہ تھے کیا ذکر خدا سے اور اگر اسے گلے نہ لگاتا میں ہمیشہ یونہی رہتا حال اسکا روز قیامت تک واسطے اظہار
حزن اسکے اوپر ہمارے - پس امر کیا آنحضرت نے کہ دفن کیا اسے زیر منبر پس نماز پڑھتے تھے آنحضرت صلعم طرف اسکے اور
ایک روایت میں آیا ہے کہ بلایا اسے آنحضرت صلعم نے اپنی طرف پس زمین پارہ کرتا آیا پس گلے سے لگایا اسے اور
فرمایا پھر جا اپنے مکان کو اور حدیث میں آیا ہے یہ روایت بریدہ کہ فرمایا آنحضرت نے اس چوب کو اگر چاہے
تو سرسبز کر دوں میں تجھکو جس باغ میں کہ تو تھی تا روئیدہ ہوں گرد ریشے تیرے اور کامل ہو خلقت تیری اور پیدا ہو
میوہ تیرا اور اگر چاہے تو سرسبز کروں میں تجھے بہشت میں تا کھاویں دوستان خدا کے میوہ تیرا بعد ازاں گوش مبارک

بہ سماعت اسکے قول کے متوجہ فرمایا کہتی ہو فرمایا کہتی ہو سبز فرما مجھے یا رسول اللہ بہشت میں لکھا دیکھی دوست
خدا کے اور میں آمین کہنہ اور وفائی ہوں غرضکہ سنا اس آواز کو جو اسکے متصل تھا پس فرمایا آنحضرتؐ نے ایسا ہی کیا ہے
اور فرمایا اختیار کیا اسنے دار البقا کو اوپر دار فنا کے اور تھے حسن بصری رضی اللہ عنہ جب یہ حدیث کرتے ساتھ اس
حدیث کے کہتے تھے اے بندگان خدا چوب نالہ کرتی ہو شوق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پس تم زیادہ سزاوار
ہو کہ مشتاق لقاے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہو بیت سنگ وگیا ہے کہ + در فرقت ہمی سست + ہر آئینہ وان
کہ در ہجر قتی نیست + اور اس حدیث کو بالفاظ مختلفہ روایت کیا ہو چنانچہ ذکر کیا ہے کافی ہو اور اسی باب سے ہو
کلام کرنا آنحضرتؐ کا جبل کے ساتھ احد کی طرف کہ وہ پہاڑ ہو اسکی شان میں وارد ہوا ہو احد جبل یحبنا ونحبہ یعنی وہ
ایک پہاڑ ہو دوست رکھتا ہو ہمکو اور ہم سب دوست رکھتے ہیں اسکو پس جنبش کی احد نے پس مارا حضرت صلعم نے اسے
پائے مبارک اپنا اور کہا ثابت و برجا رہ اے احد نہیں تجھپر مگر نبی اور صدیق اور دو شہید رواہ احمد والبخاری والترمذی و
ابو حاتم اور کلام کرنا آپ کا جبل کے ساتھ روایت کیا ہو انسؓ نے کہ نکلے آنحضرتؐ اور ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ اور
کلام کیا احد نے آپکے ساتھ اور حدیث دوسری میں عثمانؓ بن عفان رضی اللہ عنہ سے آیا ہو کہ تھے آنحضرتؐ اوپر ثبیر
کہ جبل مکہ ہے اور آپ کے ساتھ ابوبکرؓ و عمرؓ اور میں تھا پس جنبش کی جبل نے تا آنکہ گرے اسکے سنگ بعض میں
پس مارا آنحضرتؐ نے پائے مبارک اپنا اور فرمایا اپنی جگہ ثابت و قائم رہ یا ثبیر نہیں تیرے اوپر مگر نبی اور صدیق اور دو
شہید رواہ البخاری واحمد والترمذی وابو حاتم اور ابوہریرہؓ سے روایت ہو کہ تھے آنحضرتؐ اوپر حرا کے اور ابتدا
وحی میں اس جگہ مشغول رہتے تھے اور وحی وہاں نازل ہوتی تھی اور تھے حضرتؐ کے ساتھ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ و
زبیر رضی اللہ عنہم پس ہلا صخرہ پس کہا حضرتؐ نے آرمیدہ ہو کہ اے حرا نہیں اوپر تیرے مگر نبی یا صدیق یا شہید اور ایک روایت
میں سعد بن ابی وقاص سے مذکور ہو نہ علیؓ اور ایک روایت میں تمام عشرہ مبشرہ مذکور ہیں مگر ابو عبیدہ بن الجراح
واللہ اعلم اور ایک روایت میں آیا ہو کہ جب طلب کی آنحضرتؐ کو قریش نے کہا ثبیر نے اوتر یا رسول اللہ اسواسطے
کہ میں ڈرتا ہوں کہ ماریں تجھکو میری پشت پر پس کرے مجھے خدا سے تو جل پس کہا حرا نے مجھپر آ یا رسول اللہ
اور ثبیر اور حرا دونوں کوہ ہیں کہ ہیں مقابل آپس میں اور کہا ہے کہ جنبش ان جبال کی نہ تھی بسبب غضب کے کہ
ساتھ قوم موسی علیہ السلام کے واقع ہوئی جبوقت تحریف و تبدیل کلمہ کیا تھا اسواسطے کہ وہ رجفہ غضب تھا اور
یہ رجفہ طرب و سرور تھا اسیواسطے تخصیص فرمایا آنحضرتؐ نے اوپر مقام نبوت اور صدیقیت و شہادت کے کہ موجب سرور
و استقرار جبال ہیں اور اسی باب سے ہو تسبیح حصی و یہ دست مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جیسے کہ روایت
کیا ہو انسؓ نے کہ لیا آنحضرتؐ نے ایک کف حصی سے پس تسبیح کی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہاتھ میں اور سنی
ہمنے آواز تسبیح پس دیا ان حصی کو ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ میں اور تسبیح کی بعد ازاں ہمارے ہاتھ میں پس تسبیح نہ کی
اور قاضی نے شفا میں کہا کہ روایت کیا مثل اسکے ابوذر نے اور ذکر کیا کہ تسبیح کی کف عمرؓ و عثمان
رضی اللہ عنہما میں بھی اور حدیث طبرانی میں آیا ہو کہ کہا ابوذر نے پس ترکے گئے وہ سنگریزے ہاتھوں

ہوجاتے ہیں پس تسبیح ند کی ساتھ کسی ایک کے ایسا ہی لایا ہے اس حدیث کو مواہب لدنیہ میں اور روضۃ الاحباب میں حمید ابو شکو سلمی سے نقل کیا ہے کہ کہا علی مرتضیٰؓ بھی اس مجلس میں تھے اور اوپر انگلی ہاتھ کے بھی تسبیح کی واذا انجملہ ہے تسبیح طعام بخاری نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ کہا ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طعام کھاتے تھے اور تسبیح طعام سنتے تھے اور جعفر بن محمد باقر بن علی زین العابدین سلام اللہ علیہم اجمعین سے روایت ہے کہ کہا بیمار ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس لائے آپکے پاس جبرئیل علیہ السلام ساتھ ایک طبق کے کہ اسمین انگور وانار تھے پس تناول فرمائے اور تسبیح کی وا کرنے اوپر دست مبارک کے اور روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ پڑھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن منبر پر یہ آیت وما قدروا اللہ حق قدرہ یعنے اور نہ جانچا انھون نے اللہ کو پورا جانچنا بعد ازان کہا تنا کہتا ہے جبار اوپر ذات اپنی کے اور فرماتا ہے انا الجبار انا الجبار انا الکبیر المتعال ہے یعنے میں ہون زبردست میں ہون زبردست میں ہون بزرگ تر اپس ہلا منبر تا کہا ہمنے کہ زمین پر گرے حضرتؐ اور اسی حکم میں ہے تکلم صبیان اور شہادت انکی ساتھ رسالت حضرتؐ کے روایت ہے معیقیب یمامی سے کہ کہا حج کیا میں نے حجۃ الوداع اور آیا میں ہمراہ سے میں بیچ مکہ کے دیکھا میں نے اسمین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور مشاہدہ کیا میں نے حضرتؐ سے ایک امر عجیب کہ آیا انکے پاس ایک مرد یمامہ سے لڑکا لیکر کہ گویا اسی دن پیدا ہوا ہے پس کہا اسکو رسول خدا نے من انا میں کون ہون کہا انت محمد رسول اللہ کہ تو محمد رسول اللہ ہے۔ فرمایا حضرتؐ نے صدقت بارک اللہ فیک یعنے راست گو ہے تو برکت و کرامت فرمائے خدا تعالیٰ تجھ میں بعد ازان اس لڑکے نے تکلم نہ کیا جوانی تک اور نام رکھا ہمنے اسکا مبارک الیمامہ اور فہد بن عطیہ سے روایت ہے کہ لائے ہیں حضرتؐ پاس ایک لڑکے کو کہ جوان ہوا اور ہرگز تکلم نہ کیا آپ نے پوچھا میں کون ہون کہا رسول اللہ رواہ البیہقی و فصل ابرائے ذوی العاہات اور احیاء موتی میں یعنے تندرست کرنا بیمارون کو اور زندہ کرنا مردون کو۔ روایت ہے ابن عباسؓ سے کہ کہا ایک عورت خدمت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آئی اور چھوٹے بیٹے اپنے کو ہمراہ لائی اور کہا یا رسول اللہ یہ پسر میرا جنون رکھتا ہے اور غلبہ کرتا ہے اسی بیچ وقت طعام چاشت اور طعام شام کے اور تکدر کرتا ہے ہم پر وقت کو پس مسح فرمایا آپ نے اسکا سینہ پس قے کی اور باہر آئی اسکے شکم سے مثل سگ بچہ سیاہ کہ دوڑتے تھے رواہ الدارمی اور آئی حضرتؐ پاس ایک عورت خثعم سے اور اسکے ہمراہ ایک طفل تھا کہ تکلم نہ کرتا تھا پس پانی طلب کیا حضرتؐ نے اور مضمضہ فرمایا اور دھوئے دونون ہاتھ اپنے اور پلایا پانی لڑکے کو تندرست ہوا فی الفور اور عاقل کہ فاضل ہوئی اسکی عقل لوگون کی عقلون پر اور پہونچا روز احد ایک زخم قتادہ ابن نعمان کی آنکھ پر کہ رخسارہ پر نکل پڑی پس آیا قتادہ حضرتؐ پاس اور عرض کیا یا رسول اللہ میری زوجہ ہے دوست رکھتا ہون میں اسے ڈرتا ہون میں کہ دیکھے مجھے اور اسکی آنکھ میں قبیح درشت آوے میں پس پکڑا حضرتؐ نے اسکی آنکھ کو بدست مبارک اپنے کے اور رکھا بیچ اوسکی جگہ کے اور کہا خداوندا پہنا اسکی چشم کو حلیہ پس تھی وہ آنکھ

بہتر ین اور زیبا ترین بینا ترین اسکی آنکھون سے اور نہ کرتی تھی جسوقت کہ درد کرتی تھی آنکھ دوسری اور روایت کیا طبرانی
نے اور ابونعیم نے قتادہ سے کہ کہا تھا مین نگاہ رکھتا تیرون کو اپنے منھ پر روے مبارک پیغمبر خدا سے یعنی اپنے کو سپر آنحضرت
کیا تھا مین نے آخر کو تیر مجھے پہونچا کہ ڈھیلا میری آنکھ کا نکل پڑا پس لیا مین نے اسکو ہاتھ سے اور دیکھا مین نے طرف رسول
خدا کے جب دیکھا حضرت نے میری چشم کو میرے ہاتھ مین دیے آنحضرت اور کہا خداوندا قتادہ نے جیسا کہ نگاہ رکھا منھ تیرے
پیغمبر کا اپنے منھ کے ساتھ اور پہونچی آفت اسکی چشم کو پس کردی چشم اسکی بہتر روشن چشمان اور روایت کیا گیا ہے کہ ایک
شخص گرفتار علت استسقا ہوا حضرت پاس کسیکو واسطے استسقا کے بھیجا پس لیا آپ دست مبارک مین ایک کف خاک
سے اور ڈالا اسمین پانی دہن مبارک لیجے اور اس رسول کو زیادہ متعجب ہوا اور گمان لیگیا کہ حضرت نے استہزا فرمایا اسکے
ساتھ پس لایا اسکو نزدیک اس مریض کے کہ قریب بمرگ تھا اور پلایا پس شفا پائی اور شخص دیکھتا کہ دونون آنکھیں اسکی
سفید ہوگئیں تھیں یہانتک کہ کچھ معلوم نہوتا تھا پس دم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونون آنکھین کو بینا ہوا اور اسی
برس کی عمر مین سوئی پرو لیتا تھا اور امثال اسکے بہت ہین اور غزوہ خیبر مین پوچھا کہ علی کہان ہے عرض کیا بسبب درد
چشم حاضر نہین پس کسیکو بھیجکر بلایا اور رکھا انکا اپنی بغل مین اور تفل فرمایا دونون آنکھین انکی مین اور دعا کی پس
فی الحال درد جاتا گویا کبھی نتھا اور ہرگز درد نہ کیا چشم علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے اور دم فرمایا تین کرت اوپر ضربت ساق
سلمہ بن الاکوع کے روز خیبر پس فی الحال اچھا ہوگیا اور ہرگز درد نہ کیا اور پاے یزید بن المعاذ مین شمشیر لگی تھی یا شنہ یا نگہ
جبکہ مارا کعب بن الاشرف کو پس تفل کیا اور حال اچھا ہوگیا اور صحیح بخاری مین آیا ہے کہ عبداللہ بن عتیک نے ابورافع
یہودی مارا شب ماہتاب تھی جسوقت پاؤن زینہ پر سمجھا کہ زمین ہے پس گرا اور ٹوٹ گئی ساق اسکی پس آنحضرت پاس
آیا حضرت نے دست مبارک اپنا اسکے ساق پر ملا فی الحال شفا پائی اور امثال ان حکایات کے نہایت کثرت اور
شہرت سے ہین اور کتب حدیث مین مذکور و مسطور ہین لیکن احیاء موتی ۔ روایت کیا ہے بیہقی نے دلائل مین کہ آنحضرت نے
بلایا ایک مرد کو باسلام پس کہا اس مرد نے مین ایمان نہین لاتا تیرے اوپر تا زندہ کرے تو بیٹی میری کہ مردہ ہے کہا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دکھا مجھے قبر اسکی پس دکھائی قبر اسکی اور ایک روایت مین آیا ہے کہ کہا ڈال آیا مین بیٹی کو
وادی مین پس فرمایا آنحضرت نے دکھا مجھے وہ وادی پس گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دختر کو پس جواب دیا اسنے
اور کہا لبیک وسعدیک پس فرمایا آنحضرت نے آیا تو دوست رکھتی ہے کہ رجوع کرے تو دنیا مین کہا یا رسول اللہ پایا مین نے
آخرت کو بہتر دنیا سے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ باپ اور مان تیرے ایمان
لائے ہین اگر دوست رکھتی ہے راجع کردون مین تجھے اوپر انکے کہا کہ حاجت نہین مجھے مان باپ کی پایا خدا کو بہتر اور مہربان
زیادہ انسے یہ حدیث دلالت رکھتی ہے کہ اولاد مشرکین کو عذاب نہین ہے اور قصہ زندہ کرنے بیٹون جابر کے آنحضرت اسکے گھر
مہمان آئے اسنے بزہ بسمل کیا اور اسپر بڑے بیٹے نے ساتھ دیکھنے اس حال کے چھوٹے بھائی اپنے کو ذبح کیا جسوقت مان
اسکی پیچھے دوڑی وہ کوٹھے پر چڑھ گیا اور اپنے کو زمین پر ڈالا اور مرگیا پس دونون بیٹے اسکے بدعا حضرت زندہ ہوئے
شواہد النبوت مین یہ تفصیل مذکور ہے اور احیا حضرت کا اپنی ابوین کو اور ایمان لانا انکا جیسا کہ احادیث مین آیا ہے بھی اسی

قبیل سے ہی لیکن محدثین کو صحت ان احادیث مین کلام ہی اور بعضے متاخرین نے انھین پیرایہ اثبات وگیر بدرجہ اثبات پہونچا یا ہی
اور انس رضی اللہ عنہ سے آیا ہی کہ ایک جوان انصار مین سے مرگیا تھا اور اسکی مان تھی بڈھیا اندھی پس تجہیز و تکفین کیا
ہمنے اس مردے کو اور تعزیت کی ہمنے اس عورت کی کہا آسنے آیا مرگیا میرا بیٹا لوگون نے کہا البتہ مرگیا کہا خداوند تو
جانتا ہی کہ مین نے ہجرت کی ہے طرف تیرے اور تیرے پیغمبر کے باامید آسکے کہ یاری اور فریادرسی کریگا تو میری اور شدت
و محنت مین پیش رکھ مجہپر بار اس مصیبت کا پس ہم اس سے نہ گئے تھے تا وہ کیا ہمنے جا مُنہ مردہ سے پس زندہ ہوا
اور طعام کھایا اپنی مان کے ساتھ ۔ روایت کیا اس حدیث کو ابن عدی و ابن ابی الدنیا اور بیہقی اور ابو نعیم نے
اور برکت التجا اور استغاثہ اس زن کے تہا ساتھ حضرت رسول مقبول کے پس معجزہ حضرت کا ہو وے اور ایسا ہی روایت
کیا ہی ابوبکر بن الضحاک نے سعید بن المسیب سے کہ ایک مرد انصار سے مرگیا تھا جب تکفین کر چکے اور آئے لوگ اٹھانے
کو اور تکلم کیا اور کہا محمد رسول اللہ اور ایسا ہی آیا ہے کہ زید بن خارجہ انصاری خزرجی سے کہ بدر اور بیعۃ الرضوان
مین حاضر ہوا تھا وفات پائی خلافت عثمان رضی اللہ عنہ مین اور تکلم بعد موت کے وہ کلام کہ محفوظ رکھا
گیا اس سے کہا احمد احمد فی الکتب الاول صدق صدق ابو بکر الصدیق الضعیف فی نفسہ
القوی فی امر اللہ فی الکتب الاول صدق صدق عمر بن الخطاب القوی الامین
فی الکتب الاول صدق صدق عثمان بن عفان علی منہاجہم مضت اربع سنین وبقیت
سنتان اتت الفتن واکل الشدید الضعیف وقامت الساعۃ یعنی احمد تعریف وستائش
کیا گیا لوح محفوظ مین راست ہی ابوبکر صدیق ناتوان ہی اپنی ذات مین زورآور ہی اپنے امر مین لوح راست راست ہے
عمر بن الخطاب قوی اور امین ہی لوح محفوظ مین راست راست ہی عثمان بن عفان اوپر طریق اور راہ انکی کے سب گذرے
ہین چار سال اور باقی رہے دو سال آوین فتنے اور دکھاوے زور اور کمزور کو اور برپا ہووے قیامت ایسا ہی مذکور ہے
جامع الاصول مین اور مواہب لدنیہ مین یون بیان کیا ہی کہ نعمان بن بشیر نے کہا تھا زید بن خارجہ سردار ون انصار
سے درمیان بیشی کے راہ مین راہون مدینہ سے میان ظہر و عصر کہ منہ کے بل ور مرگیا پس آئین ان انصار اور رودین اوپر
آسکے اور ہو آنکے پس ہمیحال تہا آنکہ تھا مابین المغرب والعشا سنی آواز کہ کہتا تھا خاموش ہو پس دیکھا لوگون نے کہ ناگاہ
آتی ہے آواز زیر جامہ اسکے کفن سے پس کہولا منہ اور سینہ اسکا کہتا تھا رسول اللہ النبی الامی خاتم النبیین
لا نبی بعدہ کان ذلک فی الکتاب الاول ثم صدق ھذا رسول اللہ السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ و
برکاتہ یعنی محمد رسول اللہ نبی ہی ناخواندہ خاتم الانبیا نہین کوئی نبی بعد آسکے اور ہی یہ مسطور لوح محفوظ مین پہر راست
راست ہی یہ رسول اللہ ہین سلام اوپر تیرے ای رسول اللہ اور رحمت اللہ کی اور برکتین آسکی روایت کیا اسے
ابوبکر بن ابی الدنیا نے کتاب من عاش بعد الموت مین انتہی روایت کیا گیا ہی عبد اللہ بن عبید اللہ انصاری سے کہا تھا مین اس
جماعت مین کہ دفن کیا ثابت قیس بن شماس کو اور مارا گیا تھا وہ یمامہ مین پس سنا ہمنے جسوقت داخل کیا ہمنے اسکو قبر مین کہتا
تھا یعنی محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق عمر الشہید عثمان بن عفان البر الرحیم ۔ یعنی محمد رسول ہین ابوبکر صدیق ہے

عمر شہید ہو عثمان بن عفان نیکو کار ہین جسم پین نگاہ بسنے اور دیکھا کہ مُردہ ہو کذا فی الشفا اور اگر تشکیک کرین کہ کہین کہ شاید
زندہ ہوا اور غشی واقع ہوئی اور یہی حضرت کے ہاتھ پر واقع نہین ہوتا معجزہ اُسے کہین جواب سکا وہ کہ موت ایسا امر ہے کہ نہان
ہے اور ذکر آنحضرت اور مدح آنکی ناطق ہے اسطرح کہ بسبب برکت و عزت آنحضرت کے تھا اور اگر امت ہو تو بھی معجزہ حضرت کا ہو
اور ابو نعیم روایت کیا ہو کہ ذبح کی تھی جابر نے ایک شاۃ اور پکائی اور نزدیک آنحضرت کے لایا پس بلایا حضرت نے قوم کو
اور فرمایا کھاؤ لیکن ہڈی نہ توڑو بعد ازان جمع فرمایا ہڈیون کو اور رکھا دست مبارک اپنا انپر اور تکلم فرمایا یہ کلام ناگاہ اُٹھ کھڑی
ہوئی شاۃ کان جھڑ جھڑا اپنے اور بعضے اکمل اولیا کہ مظہر نادرات قدرت اجل شانہ تھے بشرف متابعت رسول مقبول اسلام کے
ایک پر تو اُس خارق عادت سے پرا کہ ایک مرغ کھایا اور ہاتھ اوپر ہڈیون اُسکے رکھا اور نام اللہ و رسول کا لیا مرغ اُٹھ
کھڑا ہوا اور چلنے لگا پس یہ بھی معجزات آنحضرت سلام سے ہوا اور معلوم ہوا کہ تکلم شاۃ مسمومہ کا خیبر مین ہوا بعض اُسے قبیل
موتی سے کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین حق تکلم ہو کر پیدا کیا حق تعالی نے شاۃ میت مین جیسا کہ شجر و حجر مین حروف اصوات پیدا کرتا
ہے پروردگار تعالی اور سنواتا ہو اُنسے بے تغیر اشکال و رتقل حیات اُنکے اور مذہب شیخ ابو الحسن و قاضی ابوبکر باقلانی کا یہی
اور بعضے کہتے ہین کہ طریق ایجاد حیات کے ہو اُسمین اولا اور تکلم آتا گیا اور کہتے ہین کہ حق تعالی نے پیدا کیا اُسمین حیات اور
شگافتہ کیا واسطے اُسکے منہ اور زبان اور قدرت دی اُسے اوپر کلام کے اور ظاہر قول اول ہے واللہ اعلم
وصل در ایک انواع معجزات اور اقسام اُسکے سے اجابت دعا آنحضرت سلام ہو اور شفا مین کہا ہے کہ یہ باب دعا
واسع جدا اور اجابت دعا آنحضرت سلام خاص جماعت کو نفعا و ضرا متواتر المعنی اور معلوم ہے ضرورا اور در حدیث
حذیفہ مین آیا ہے کہ تھے رسول خدا کہ جب دعا کرتے کسی کے لیے اور اک کرتی دعا حضرت کی اُسکو بیٹے پشت تک
اور مشہر اخبار سے اسبات مین دعا آنحضرت سلام ہے انس بن مالک کہ دس سال بخدمت حضرت حاضر رہے اور
بانواع نعم و کرامات ظاہر و باطن مخصوص ہوئے اور لائی مان اُنکی حضرت پاس اور کہا یا رسول اللہ دعا کرو واسطے انس خادم
اپنے کے پس دعا کی آنحضرت نے اور کہا خداوندا زیادہ مال و ولد اور برکت دے خاصل در اُسکو جس چیز مین کہ عطا کیا ہے
نعمت سے ۔ اور روایت کرتا ہو عکرمہ کہ کہا اُسنے سوگند بخدا مال میرا بہت ہو اور اولاد میری زیادہ سو تن سے اور
ایک روایت مین آیا ہو کہ کہا نہین جانتا مین کسی شخص کو کہ پہونچا ساتھ رضا اور فراخی عیش اور خوش زندگانی کے جیسا
کہ مین پہونچا اور کہا بتحقیق دفن کیا مین نے ساتھ اِن دو ہاتھ اپنے کے سو تن اپنے اولاد سے اور سقط اور ولد ولد
نہین بیان کرتا مین اور آیا ہے کہ نخیل اُسکے دو بار ثمر دیتے تھے اور انہی جملہ ہے دعا حضرت کی عبد الرحمن بن عوف
کے حق مین ساتھ برکت کے وہ رضی اللہ عنہ کہتا تھا اگر اُٹھاتا مین البتہ سنگ کو امیدوار ہون کہ پاتا نیچے
اُسکے زر اور رکھو سے لے گئے اونٹ کے واسطے دروازے رزق کے اور بہت کی تھی فقر مین کہ کچھ چیز نہ رکھتا تھا اور صلح
کی اُسکی زوجات نے کہ چار تھین ربع پر کہ حق اُنکا ثمن ہو اسی ہزار پر اور ایک روایت مین آیا ہے کہ صلح کیا گیا
ساتھ ایک اُن کے اُنمین سے کہ اُسنے طلاق دی تھی حالت مرض مین ترا سی اور چند ہزار پر کے اور وصیت کی ساتھ
پچاس ہزار کے ورائے صدقات عظیمہ کے کہ اپنی حیات مین کرتا تھا اور ادا کرتا تھا ایک دن مین تیس غلام تصدق کیا

ایک مرتبہ کاروان اپنے کو کہ اسمین سات سو شتر تھے اور ہر جنس کا مال سامان آنکا اور باعث اسکا یہ تھا کہ عائشہ رضی اللہ
عنہا نے خبر دی اُسے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا دیکھا مین نے عبدالرحمن بن عوف کو بہشت مین کہ داخل ہوتا تھا مانند
کودک کے پس بشکرانہ اس بشارت کے تصدق کیا تمام کاروان اپنا اور دعا کی آنحضرتؐ نے واسطے معاویہ بن ابی
سفیان کے ساتھ تمکین کے بلاد مین پس پائی خلافت و امارت اور دعا کی واسطے عروہ بن ابی الجعد کے پس بیان
کرتا ہے عروہ تھا کہ کھڑا رہتا تھا بیچ کناسہ کے کہ نام ایک موضع کا ہے تا آنکہ فائدہ حاصل کرتا چالیس ہزار درہم ایک
دن مین اور بخاری نے اپنی حدیث مین کہا کہ اگر وہ خاک خرید کرتا اسمین بھی فائدہ ہوا اور دعا کی ایک مرتبہ ناقہ
آنحضرتؐ سے پس دعا کی اور آوازہ دی ناقہ کو پس آئی ایک ہوا تند اور سوار کیا آنحضرتؐ کو اور دعا کی واسطے مادر ابوہریرہؓ کے
بہ اسلام مین مسلمان ہوئی اسی وقت باوجودیکہ انکار کرتی تھی آنحضرتؐ کا اور دعا فرمائی واسطے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ
کے کہ نگاہ رکھی گئی گرمی و سردی سے پس تھے حضرت علی کہ پہنتے تھے جاڑے مین ثیاب صیف اور صیف مین ثیاب شتا اور
سردی و گرمی حضرتؐ نہ کرتی تھی اور دعا فرمائی فاطمہ زہراؓ کے حق مین کہ گرسنہ نہو وین بعد ازان ہرگز اور درخواست کی
آنحضرتؐ سلام سے طفیل بن عمرو نے ایک آیت و کرامت واسطے قوم اپنی کے پس کہا یا رسول اللہ ڈرتا ہون مین کہ لوگ برص
گمان کرین پس پھر گیا اور آیا نور بیچ انگشت تازیانہ اسکے کے اور روشن ہوتا تھا تازیانہ اسکا شب تاریک مین اور تمام کیا
گیا اسکا ذوالنور اور دعا کی اوپر مضر کے پس قحط پڑا انپر پس مہربانی طلب کی قریش نے حضرتؐ سے اور دعا کی دور ہوا قحط
انکا اور دعا کی اوپر کسریٰ کے جسوقت کہ پارہ کیا نامہ آنحضرتؐ کو کہ پارہ ہو ملک اسکا پس باقی نہ رہا اسکے لیے کوئی
ملک اور باقی رہی فارس کو ریاست اقطار مین اور دعا کی ایک شخص پر کہ قطع کی اوپر حضرتؐ کے اوپر حضرتؐ کے نماز کہ
قطع کرے حق تعالی اثر اسکا پس چلا ماندہ ہوا وہ شخص اور دیکھا ایک مرد کو کہ بائین ہاتھ سے کھاتا تھا فرمایا سیدھے ہاتھ سے
کھا کہا سیدھے ہاتھ سے نہین کھا سکتا اور دروغ کہا فرمایا کبھی نہ کھا سکیگا پس نہ اٹھا سکا ہاتھ اپنا سیدھا اور کہا عتبہ بن
ابی لہب کو خداوندا مقرر ہو کل کر اوپر اسکے ایک سگ اپنے سگون مین سے پس کھایا اسے شیر نے اور حدیث و دعاے
آنحضرتؐ اوپر قریش کے کہ رکھا شکنبہ اوپر گردن مبارک کے مشہور ہے اور کشتہ ہوئے وہ لوگ غزوہ بدر مین اور
کج کرتا حکم بن العاص کا اپنے منھ کو اور پوشیدہ کرتا اپنے جسم کو نزدیک آنحضرتؐ سلام کے بقصد تمسخر اور استہزا اسکے اور
فرمایا آپ کا ایسا ہو جیسے تو پس ایسا ہی تھا جبتک رہا اور دعا کی اوپر محلم بن جثامہ کے کہ قبول نہ کرے اسے زمین
اور جب اسے قبر مین رکھتے تھے باہر ڈالتی تھی زمین چند مرتبہ ایسا ہی اتفاق ہوا آخر الامر رکھا اُسے دو طرف وادی
بیچ اور اٹھائی دیوار ساتھ پتھرون کے اور ایسی دعا کی اوپر ابن عامر یا ہیبت کہ بہت طرید اور وحید الیمنی مرے رانده شده
تنہا اور ایسا ہی ہوا اور کہا سچ شفا نے کہ شفا اُسکی بہت ہر اندازہ حصر و احاطہ سے داخل کرامتون اور برکتون آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین جب چیز کو کہ لمس مباشرت فرماتے تھے صحیح مین آیا ہے کہ باہر لائین اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما
جبہ طیالسہ اور کہا یہ پیغمبر خدا سلام سے پہنا ہے اور ہم اُسے دھوتے ہین واسطے بیمارون کے اور طلب شفا کرتے ہین اور
تھے چند اشعار شریف آنحضرتؐ سلام کلاہ مین خالد بن ولیدؓ کے جس جنگ مین حاضر ہوتا فتح اور فیروزی پاتا اور ڈالا

آنحضرتؐ نے بقیہ آب وضو اپنے سے بیر قبا میں پس خشک ہوا ور کم ہوا پانی ہرگز اور آب دہن مبارک ڈالا بیر میں کہ دار انس میں
تھا پس تھا مدینہ میں کوئی چاہ شیریں تر پانی اُسکے سے اور گذرے آنحضرتؐ اوپر ایک چشمہ آب کے اور پوچھا نام اسکا کہا
ہے کہ نام اسکا بیسان ہے اور پانی اسکا شور ہے فرمایا بلکہ نام اسکا نعمان ہے اور آب اسکا خوش پس خوش ہوا پانی اسکا
اور لایا گیا حضرتؐ پاس ایک دلو آب زمزم سے اور ڈالا آب دہن مبارک اپنا اسمین پس ہوئی خوشبو زیادہ مشک
سے اور ڈالا آب دہن مبارک ایک دلو میں چاہ سے اور ڈالا اُس چاہ میں فائح ہوئی اُس سے بو مشک اور
دی زبان شریف اپنی حسنین رضی اللہ عنہما کے دہن میں پس چوسی انھوں نے اور ساکت ہو گئے حالانکہ روتے تھے
قبل اسکے عطش سے اور ڈالتے تھے آب دہن مبارک اپنا لڑکوں شیر خوار کے مونہوں میں پس کفایت کرتا انکو تا شب
اور گذرا ہے ذکر اسکا باب حلیہ شریف میں اور از انجملہ ہے برکت دست مبارک شریف اور لمس اسکا اور غرس
نخل واسطے یہود کے اور ثمر دینا اسکا اسی سال قصۂ اسلام سلمان فارسی میں کہ مکاتب کیا تھا انھیں یہود نے اوپر
چالیس وقیہ کے اور غرس جتنا کہ بلند ہووے اور آگے مگر ایک نخل کہ کسی اور سے غرس کیا تھا اور روایت کیا ہے ابن
عبد اللہ نے کہ غارس حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے اور بخاری نے کہا کہ سلمان اور شاید دونوں شریک ہیں اسمیں اور اس
ایک نخل کو بھی آنحضرتؐ سلام نے قلع فرمایا اور غرس کیا اُن نے بھی ثمر دیا اسی سال میں اور دیا حضرتؐ سلام نے
مثل بیضہ وجاجہ کے ذہب سے بعد ازان کہ گذرا اُسے زبان مبارک اپنی پس دیا اسے چالیس اوقیہ اور باقی رہا اس
پاس مثل اس چیز کے کہ دیا تھا اور اوقیہ وزن اربعین کو کہتے ہیں اور حنس بن عقیل کہ ایک صحابہ سے ہیں کہتے ہیں کہ
دیا مجھے آنحضرتؐ نے شربت سویق کہ پیا تھا اول اُس سے آپ نے اور پیا میں نے آخر اسکو پس ہمیشہ تھا میں کہ پاتا
تھا سیرابی اسکی جب تشنہ ہوتا میں اور سردی اسکی جب گرم ہوتا تھا میں اور انھیں سے اسکی ہیں اور شاہ عبد اللہ
بن مسعود کہ متصل ہوا تھا اُسکے ساتھ نر اور شاۃ تھدا اور سوائے اسکے اور از انجملہ ہے توشہ حضرتؐ سلام صحاب
کو مشک آب سے بعد ازان کہ باندھ دیا تھا منہ اسکا اور دعا فرمائی جب حاضر ہوا وقت نماز نزول کیا اور
کھولا اسے ناگاہ دیکھا کہ اسمیں شیر خوش شیریں ہے اور کف اسکے منہ پر اور ہاتھ پھیرا حضرت سلام نے اوپر
سر بن سعد کے اور دعا برکت فرمائی پس اسی برس کی عمر اسکی ہوئی اور ہنوز جوان تھا اور جوانی میں عالم سے گیا
شفا میں لکھا ہے کہ مثل ان قصص کے بہتوں سے روایت کئے ہیں اور منجملہ برکت حضرتؐ سے ہے شیر میں
گوسفندوں کے مثل قصۂ شاۃ ام معبد شاۃ انس اور غنم حلیمہ اپنی مرضعہ کے اور مسح کیا حضرتؐ نے اوپر قیس
بن زید جذامی کے اور دعا کی اسکو پس سو برس کا ہوا اور تمام سر اسکا سفید ہوا تھا الا موضع کف آنحضرتؐ
سلام اور جہان دست مبارک گذرا تھا اور پاک کیا تھا آنحضرتؐ سلام نے منہ عائد بن عمر سے کہ مجروح
ہوا تھا روز حنین اور دعا فرمائی اسکے حق میں پس تھا غرہ مثل غرۂ فرس اور نام کیا اسے اعذ اور
مسح کیا منہ قتادہ بن ملحان کو پس تھا اسکے منہ کو براقت و لمعان یہانتک کہ دکھائی دیتا تھا منہ اسکے
منہ کے اندر جیسا کہ معلوم ہوتا ہے آئینہ میں اور مسح کیا راس عبد الرحمن بن زید بن الحارث بن الخطاب کا

اور وہ حصیر تھا اور پیدا آسکا طویل پیش عالی اسکو ساتھ برکت کے پس سر آمد مردون کا ہوا طول اور حسن اور
جمال مین اور برکت پاشیدگی آب سے اوپر منھ زینب بنت ام سلمہ کے پہونچتا تھا منھ کسی عورت مین وہ
جو پہونچتا تھا آسکے منھ حسن وجمال سے اور کہتے ہین کہ وہ پاشیدگی آب از روے مزاج اور ہزل تھا
تعالی اللہ جو حال مزاج وہزل یہ تھا عزم وجد کو کیا تاثیر ہوگی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عتبہ ابن فرقد ایک مرد
تھا کہ زنان متعدد رکھتا تھا اور وہ متعجب تھا یکایک خوشبوئین ملتی تھین اور عتبہ طیب مین سب پر غالب و
فایق ہوتا تھا اور سبب آسکا وہ تھا کہ آنحضرت سلام نے مسح کیا تھا اور پشت اوسکا بہجت عارضہ
نماسکے اور پیدا ہونا چار دست وہ جلادت کا فرس ابی طلحہ مین ساتھ برکت سواری آنحضرت سلام کی
از ان بعد کہ نہایت تنگ گام تھا اور ایسا ہوا کہ کوئی فرس مماشات ومجارات آسکے ساتھ نہ کرسکتا
تھا اور پیدا ہونا سرعت وسبکی کا شتر جابر مین بعد از سستی وماندگی کے ساتھ برکت خلانیدن چوب کے
کہ دست شریف مین تھی ایسا تیز ہوا کہ کوئی آسکو نہ روک سکتا تھا اور جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ
کہ پشت اسپ پر بیٹھ سکتا تھا اور آنحضرت نے اوپر سینہ آسکے کے مارا پس ہوا فارس ترین عرب اور
ثابت آنکا اور از انجملہ دینا حضرت سلام کا سہے عکاشہ کو بیچ درخت وقت شکستہ ہونے آسکی شمشیر
کے روز بدر اور ہوجانا آسکے ہاتھ مین آس بیچ کا تیغ بران اور قتال کرنا آسکا ساتھ آس شمشیر کے
ہمیشہ ہوا خفت ومشاہد مین تاوقتیکہ شہید ہوا قتال اہل روت مین اور نام اس سیف کا عون تھا اور
ایسا ہی دینا حضرت سلام کا عبد اللہ بن جحش کو روز احد شاخ خرما اور ہوجانا آسکا ہاتھ آسکے مین شمشیر اور
شکایت کرنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نسیان احادیث کو اور امر کرنا آسکو بسط رداکے اور رکھنا دست
مبارک اپنا رداء آسکی مین اور امر کرنا ساتھ ضم رداکے اور حاصل ہونا حفظ علم کا ساتھ برکت دست شریف کے
مشہور ہے اور انتقال اس عالم سے نہ فرمانا آنحضرت سلام نے تا فتح کیا حق تعالی نے مکہ وخیبر وبحرین اور باقی جزیرہ
عرب کو عرض مین تہامہ اور لیا جزیرہ کو مجوس ہجر سے اور بعض اطراف شام اور ہدیہ پیشکش بھیجا حضرت ہرقل بادشاہ
روم نے اور صاحب مصر واسکندریہ کہ مقوقس ہے اور ملوک عمان اور نجاشی مالک حبشہ نے اور ایمان لایا جب رحلت
فرمائی آنحضرت سلام نے اس عالم سے اور اختیار کیا حق تعالی نے آسکے واسطے جو کچھ حق تعالی کے نزدیک تھا
کرامت سے قیام کیا امر بعد از حضرت خلیفہ راشدین آسکے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پس صلاح کیا اور جمع اور
قوی وہ جو متفرق تھا اور پریشان اور سست ہوا بعد از حضرت اور ایسی شجاعت بروے کار لائے کہ کوئی ایک
صحابہ عظام سے مانع نہو سکا آنکو اس سے باوجودیکہ سب راے توقف مارتی تھی خلیفہ اول نے کمر ہمت و
شجاعت باندھی اور رستے کیا جزیرہ عرب کو اور عدل گستری کی اور برانگیختہ کیا جیوش اسلامیہ کو اوپر
بلاد فارس کے بصحابت خالد بن ولید کے پس فتح کیا اندک آس سے اور لشکر دوسرا بصحابت
ابی عبیدہ بن الجراح رض طرف شام کے اور جیش دیگر بصحابت عمرو بن العاص طرف مصر کے اور فتح کیا جیش

شامی کو ایام خلافت اُسکی مین بصرہ اور دمشق اور غنایمت اُسکے کو بلاد حوران اور توابع اُسکے سے پس طلب
و اختیار کیا اُسکو اپنے پاس حق تعالے نے برحمت و منت رکھی اسلام اور اہل اسلام پر
ساتھ الہام کرنے اور استخلاف عمر فاروق رضی کے اور قیام کیا بامر بعد از خلیفہ اول قیام تام قوت سیرت
اور تمام و کمال عدل مین اور فتح کیے اُسنے بلاد شامیہ بالتمام اور دیار مصر تا انتہا اور اکثر اقلیم فارس
اور کسر کیا کسرے کو اور خوار کیا اُسے نہایت خوار اور لیا تا اقصے ممالک اُسکی سے اور قہر کیا دست
قیصر بلاد شام سے اور اعجاز کیا تا قسطنطنیہ اور انفاق کیا مال اُسکا راہ خدا مین درمیان مسلمانون کے
جیسا کہ خبر دی تھی اور وعدہ کیا تھا اُسکے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اور بعد ازان دو عثمانیہ
ممتد ہوئی ممالک اسلامیہ پہ اقصاے مشارق ارض و مغارب اُسکے تک پس مفتوح ہوے بلاد
مغرب تا اقصے اندلس اور قیروان سبنہ اُس چیز سے کہ متصل بحر محیط تھے اور ناحیہ مشرق سے تا اقصے بلاد
چین اور مارا کسرے کو اور ہلاک ہوا وہ اور زوال قبول کیا اُسکے ملک نے بالتمام اور مفتوح ہوے مدائن
عراق و خراسان و اہواز اور قتال کی مسلمانون نے ساتھ ترک کے قتال عظیم اور آیا حسن اج
مشارق و المغارب سے اور یہ سب بہ برکت تلاوت و راست اُنکی قرآن عظیم کو اور جمع کرنا
اُمت کو اوپر حفظ قرآن عظیم کے کہ فتح اسلام ساتھ قرآن عظیم کے ہے اور تھی ملازمت اور خدمت
اُس رضی اللہ عنہ کی قرآن کو عظیم تر اور فتح ہوئی اُسپر بلاد اسلامیہ اکثر دوا فر بعد ازان خلیفہ مطلق اور
امام برحق حضرت مرتضے علی رضی اللہ عنہ ہوے لیکن لوگون نے قدر و منزلت اور مرتبت اُنکا نہ پہچانا
اور براہ خلاف و نزاع اُنکے چلے اور کمر اوپر خلافت اُنکے محکم باندھی پس ہوا وہ جو ہونا تھا۔
انا للہ و انا الیہ راجعون یعنے ہم سب اسطے خدا کے ہین اور ہم اُسکی طرف رجوع کرنے والے
توریشتی نے کہ علماء فقہ و حدیث اور حنفی المذہب ہے کتاب عقائد مین لکھا ہے کہ مخالفان علی مرتضیٰ
تین قسم ہین۔ ایک جماعت نے اُنکو نہ پہچانا اور ایک قوم نے محبت دنیا اختیار کی اور ایک گروہ نے
خطا اور اجتہاد کی اور کہا ہے کہ حق عائشہ صدیقہ اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم مین اسکے سوا
اور اعتقاد نہ کرنا چاہیے اور از انجملہ قول حق سبحانہ ہے آیت ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ
ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون ۵ اور وہ ایسا خدا ہے کہ بھیجا اپنے رسول کو
ساتھ ہدایت اور دین راست کے تاکہ غالب کردے اُسے سب دینون پر اور اگرچہ ناخوش ہین
مشرک اور یہ امر ظاہر و عیان ہے کہ دین اسلام جیسا کہ خبر دی ہے غالب و فائق ہے اوپر
سب ادیان کے اور از انجملہ قول حق جل وعلی ہے آیت اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس
یدخلون فی دین اللہ افواجا یعنی جسوقت آئی یاری و فیروزی خدا کی اور دیکھا تو نے سب
لوگون کو کہ داخل ہوتے ہین خدا کے دین مین فوج فوج پس گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اور نہ رہا بلاد عرب

ہین کوئی موضع کہ نہ آیا ہو اسمین حکم اسلام وللہ الحمد اور قسم دوسری اخبار سے کہ واقع ہوئی ہین احادیث مین از انجملہ
روایت ہے حذیفہ بن الیمان سے کہ کہا خطبہ پڑھا حضرت سلام نے ایکدن پس چھوڑی کوئی چیز کہ واقع ہوئی
ہے قیامت تک مگر وہ کہ حدیث فرمایا اسکو جسنے یاد رکھا تھا اُسے یاد رکھا اور جسنے فراموش کرنا تھا اُسنے فراموش
کیا اور بہ تحقیق جانا ہے اُسکو یارون ہمارے نے اور کبھی ظاہر ہوتی ہے کوئی چیز اُس سے کہ مین بھول گیا
ہون اُسکو پس دیکھتا ہون مین اُسے اور پہچانتا ہون اور یاد کرتا ہون جیسے کہ یاد رکھے ایک مرد صورت
و شکل مرد غائب کی اپنے سے اور جب دیکھے پہچانے اُسکو اور کہا حذیفہ نے نہین جانتا مین کہ فراموش ہوئی
ہو یارون ہمارے سے کوئی چیز یا دیدہ و دانستہ اُسے بھلا دیا ہو بخدا سوگند ترک نہ فرمایا کچھ فتن آئندہ سے اوپر
تک دنیا دیونیوالون کے تمام گذرنے دنیا تک کہ تین سو مرد آپ کے ہمراہ تھے مگر وہ کہ ذکر فرمایا نام اُنکا اور باپ
اور قبیلہ اُنکے کا اور کہا ہے ابوذرؓ نے کہ ترک نہین کیا حضرتؐ نے ہمسے اس چیز سے کہ ہلاتا ہے پرندہ بازو اپنے
آسمان مین مگر وہ کہ بیان کر دیا ہے ہمارے لیے اُس سے علم اور روایت کیا ہے مسلم نے حدیث ابن مسعودؓ
سے درباب ذکر دجال کہ بھیجینگے مسلمان دس سوار طلیعہ اور مین پہچانتا ہون نام اُنکے باپون کے پہچانتا ہون
رنگ اُنکے افراس کے اور وہ بہترین سوارون کے ہووینگے روئے زمین پر اور بہ تحقیق ذکر کیا ہے ائمہ اخبار صحیحہ نے
اُس چیز سے کہ خبر دیا ہے آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب کو اور وعدہ فرمایا اُنکو غلبہ سے اوپر اعدا کے اور فتح مکہ اور
بیت المقدس و یمن اور شام اور عراق اور ظہور امن طریق تا سفر کرے ایک عورت تنہا حیرہ سے طرف
مکہ کے نہین خوف کرتی مگر خدا سے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے اور نزول مدینہ مین اور فتح اوپر ہاتھ حضرتؐ
علی مرتضیٰؓ کے اور فتح کرنا خدائے تعالیٰ کا اوپر اُمت حضرتؐ کے دُنیا سے اور قسمت کرنا اُسکا کنوز
کسرے اور قیصر کو اور ذہاب کسرے اور فارس کا یہانتک کہ نہون بعد ازان کسرے اور نہ قیصر لیکن کسری
پس منقطع ہوا ملک بالکلیہ اور پارہ پارہ ہوا جیسا کہ پارہ پارہ کیا تھا اُسنے منشور آنحضرتؐ اور قیصر
منہزم ہوا شام سے اور آیا اقصے بلاد اسلام مین اور فتح کیے مسلمانون نے بلاد اُسکے اور تھا یہ زمانہ
خلافت حضرت عمرؓ بن الخطاب مین جیسا کہ آویگا اور خبردار و آگاہ فرمایا آنحضرتؐ نے بحدوث فتن و
اختلاف ہوا اور سلوک سبیل پیشینیان یہود و نصاری سے اور افتراق اُمت کا اوپر تہتر فرقون کے
اور نجات ایک فرقہ کی اور بچھانا اہل تنعم اور اعراف کا اُمت سے فروش اور پہنا حلون کا صباح و مساء مین
اور رکھنا صحفہ یعنی کاسہ کا اور اُٹھانا اور تکلف و تنعم طعامون مین اور پوشش دیوارون کی مثل پوشش
کعبہ کے اور خراش نیاز اور خدمت کرنا دختران فارس روم کا اور فرمایا جب لوگ ایسا کرین پیدا لاوے
خدائے تعالیٰ عذاب اور جنگ درمیان اُنکے اور موکل اور معین کرے اُنکے بدون کو اوپر اُنکے نیکون کے اور
جاوین نیک درمیان سے پے درپے اور آگاہ خبردار کیا بتقارب زمان اور جلد گذرنا اُسکا نزدیک قرب
قیامت کے اور اُٹھ جانا علم کا اور موت علما کی اور ظہور فتن اور پیدا ہو ہرج و مرج کا کہ اول اُسکا

واقعہ عثمان رضی اللہ عنہ تھا تا واقعہ حرہ شنیع شایع سے ہے کہ زمان یزید پلید مین واقع ہوا
وقد ذکرنا فی التاریخ المدینۃ یعنے بدرستی یاد کیا ہمنے تاریخ مدینہ مین اور خبر دی ساتھ واقعہ مسیلمہ کذاب کے
اور انذار فرمایا ساتھ موت انکے اور فرمایا وائے اہل عرب کو اس شر سے کہ نزدیک پہونچا ہے اور فرمایا لپیٹی گئی میرے
واسطے زمین اور دکھائے گئے مشارق و مغارب زمین کے اور نزدیک پہونچے ملک میری اُمت کا وہان تک
کہ پیچیدہ ہوا ہے زمین سے اور ایسا واقع ہوا ملک مشرق و مغرب مین یعنی رفق ہند کے کہ اقصے مشرق سے
تا بحر طنجہ کہ ورلے اُسکے عمارت نہین ہے اور مالک نہین ہوئی اسپر کوئی اُمت اُمتون سے اور ممتد و دراز
نہین ہوا جنوب و شمال مین تا ملک ممتد ہوسکے اور فرمایا ہمیشہ رہوینگے اہل غرب غالب اوپر حق کے تا آنکہ برپا ہووے قیامت
اور مراد بہ اہل غرب کہتے ہین سو اسواسطے کہ غرب بالغین معجمہ اور بسکون را بمعنی دلو ہے اور عرب مخصوص ہین ساتھ پانی
پینے بدلو کے ہین کذا قیل بعض نے مراد بہ اہل عرب یا مغرب کہے ہین کہ غلبہ بر حق انہین زیادہ ہووے اور بعض روایات
مین اہل مغرب واقع ہوا اور یہ روایت مقوی اس معنی اخیر کی ہے اور حدیث دوسری مین روایت ابی امامہ سے
آیا ہے کہ ہمیشہ رہووے طائفہ اُمت میری سے غالب بر حق اور قاہر بر اعدائے دین تا آنکہ آوے انکو امر خدا یعنی
قیامت اور حالانکہ وہ اسی حال پر ہووین کہا یا رسول کہان ہووین وہ فرمایا بیت المقدس مین اور خبر دی
آنحضرت صلعم نے ساتھ ملک بنی امیہ اور دلالت معاویہ کے اور فرمایا آگاہ ہو قریب ہے کہ تو والی ہوگا امر اُمت میری
کا اور جب ایسا ہووے قبول کر نیکون کو اور عفو در گذر کر بدون کی کہا معاویہ نے اُس روز سے امیدوار ہوا مین کہ مبتلا
ہونگا ساتھ ملک داری کے اور مواہب لدنیہ مین ہے روایت ابن عساکر لایا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا مغلوب نہین
ہوتا معاویہ ہرگز اور علی مرتضے رض روز صفین کہتے تھے کہ اگر سنتے ہم اس حدیث کو قتال نکرتے ہم ساتھ معاویہ کے
اور لینا بنی امیہ کا مال خدا کو دولت دنیا اور فرمایا ساتھ مادر ابن عباس کے کہ تیرے شکم مین لڑکا ہے جب پیدا
ہووے لا اُسے میرے پاس جب پیدا ہوا اُسکو حضرت پاس لائی پس اذان کہی گوش راست اُسکے مین اور اقامت
گوش چپ مین اور چکھایا اُسے لعاب دہن اپنا اور نام رکھا عبد اللہ اور فرمایا لیجا ابو الخلفا کو اور خبر دی ساتھ
غالب ہونے ترک کے عرب پر اور خبر دی ساتھ فوج بنی عباس کے کہ علمہائے سیاہ اور پہونچنا انکے ملک کا
زیادہ اُسپر کہ مالک ہوئے اور وہ جو دیکھا اہلبیت آنحضرت نے انکے ہاتھ سے قتل و سختی و پراگندگی
سے اور خبر دی ساتھ قتل علی مرتضے رض کے اور یہ کہ بدبخت ترین قوم وہ کوئی ہے کہ رنگین کریگا راس و
لحیہ انکا ساتھ خون کے اور با آنکہ علی مرتضے رض قاسم جنت و نار ہین لاتے ہین دوستون اپنے کو جنت مین اور
دشمنون کو نار مین اور یہ خبر دہندہ ہے اُس چیز کہ اور احادیث مین واقع ہوا ہے کہ علی رض حکم نامہ
رکھتے ہین روز محشر در پیش حضرت رسالت پناہ صلعم جیسا کہ ساقی کوثر انکے باب مین واقع ہوا ہے اور شفا
مین کہا ہے کہ دشمن حضرت علی رض کے خوارج اور ناصبیہ اور ایک طائفہ ہے کہ نسبت کیے جاتے ہین
طرف انکے روافض سے اور تکفیر کی ہے انکی اور حدیث دوسری مین منقبت حضرت علی رض مین واقع ہوا

کہ تجھہ مین مشابہت ہے عیسٰی ابن مریم کے ساتھہ کہ دشمن رکھا اسے یہود نے تا بہتان کیا اسکی مانکو اور دوست
رکھا نصاری نے تا فرود لاے انکو اوس مرتبہ مین کہ نہین حاصل انکو اور فرمایا علی مرتضٰی نے ہلاک ہوتے
میرے سبب دو مرد محب مفرط کہ مدح کرتا ہے میری وہ جو نہین مجھہ مین اور مبغض کہ باعث ہوتا ہے اسکو
بہتان کرنا میرے اوپر عداوت کو اور خبر دی آنحضرت نے شہادت عثمان رض در حالت تلاوت
فرقان حمید اور فرمایا کہ پڑیگا خون اسکا اوپر آیہ فسیکفیکہم اللہ کے اور فرمایا کہ مارا جاویگا مظلوم
اور خبر دی کہ خداے تعالی پہناویگا عثمان رض کو پیراہن اور وہ چاہین کہ اتارین اسکو اور ایک روایت
مین آیا ہے کہ فرمایا عثمان پہناتا ہے تجھے خداے تعالی جامہ کہ نہ اتاریو تو اسے بدن اپنے سے اور
خبر دی عثمان کو بہشت اوپر بلا کے کہ پہونچی اسکو اور فرمایا کہ تا حیات عمر ظہور نہوگا اور خبر دی قتل عمر
اور کہا وہ مارا جاویگا شہید اور خبر دی محاربہ زبیر ساتھہ علی رض کے اور پشیمان ہونا اسکا اور سنا تھہ آواز
کرنے سگون کے اوپر بعض ازواج آنحضرت کے جو اسپ مین کہ نام ایک مقام کا ہے میان مکہ اور بصرہ کے
کشتہ ہوتے ہین گرد اوسکے کشتگان بہت اور ظاہر ہونا اس حال کا اوپر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
کے بوقت نکلنے انکے طرف بصرہ کے واقعہ جمل مین اور خبر دی عمار یاسر کو کہ مارین اسے فیہ باغیہ پس مارا
اوسکو اصحاب معاویہ نے اور خبر دی ملک بنو امیہ کی اور عبد اللہ بن زبیر کو کہا ویلا لوگون کو تجھہ سے اور
ویلا تجکو لوگون سے پس تھا امر اسکا ساتھہ حجاج کے وہ جو تھا اور کہا ابن عباس کو کہ کم کرتا ہے تو اپنی بصر کو
اور پھر پھیری جاتی ہے طرف تیرے روز وفات تیری کے ولہ قصۃ اور خبر دی ساتھہ شہادت زید بن حارثہ
اور جعفر بن ابی طالب و عبد اللہ بن رواحہ اور فتح کرنا خالد کا قتال مین غزوہ موتہ مین کہ مسافت یکماہ تھی
جیسا کہ بیان اسکا مجمل آویگا اور قزمان کہ حضرت نے خبر دی کہ وہ اہل نار ہے اور واقعہ خیبر مین اتنا لڑا کہ
لوگ حیران تھے اور شاید کہ باطن بعض صحابہ مین خبر دینے آنحضرت مین شک نے راہ پائی ہو آخر سخت زخم
کھاے اور بیتاب ہوا اور اپنے تئین اپنے ہاتھہ سے آپ مارا پس خبر حضرت کو پہونچی فرمایا اشہد
ان لا الہ الا اللہ و انی رسول اللہ اور فرمایا آنحضرت نے درمیان جماعت کے کہ اون مین ابوہریرہ رض
اور سمرہ بن جندب اور حذیفہ تھے وہ کہ آخر مرے تم مین سے آتش مین جاکے مرنا یعنی آتش دنیا اور تھا
آخر مرتا سمرہ کہ پیر و خرف ہوا تھا آتش افروختہ کی تھی تا گرم ہووے پس جلا اسمین اور خبر دی آنحضرت نے غزوہ
مین کہ حنظلہ کو ملائکہ غسل دیتے ہین فرمایا اوسکی زوجہ سے پوچھو کہ حقیقت حال کیا ہے کہا کہ جنب تھا جب
سنا کہ کار آنحضرت پر سخت ہے فرصت غسل کی نپائی اور مارا گیا ابو سعید خدری کہتا ہے پایا مین نے سر
اسکا کہ اس سے پانی ٹپکتا تھا اور خبر دی کہ قبیلہ ثقیف کذاب سفاک ہوگا پس پاے گئے دو شخص ان دو صفت کے
ساتھہ کذاب مختار ابن عبیدہ کو کہین اور سفاک حجاج بن یوسف اور قصہ مختار کا مشہور ہے اور فرمایا امام
حسن رض کے حق مین کہ یہ فرزند میرا سید و سردار ہے اور قریب ہے کہ صلح دیگا خداے تعالی سبب اوسکے درمیان

دو گروہ کے مسلمانوں اور مصداق اسکا صلح کرنا حضرت امام حسن کا ساتھ معاویہ کے جیسا کہ مشہور ہے اور
خبر دی فاطمہ زہرا رض کو کہ تم پہلے سب اہلبیت سے میرے پاس پہونچوگی پس وفات پائی بعد آٹھ یا چھ مہینے کے
آنحضرت سے اور فرمایا زود ترین ازواج کا لحوق میں ساتھ میرے وہ کہ ہاتھ اوسکے دراز ہووین کہ مراد ساتھ
اسکے زینب تھین کہ ہاتھ انکے کاروبار اور تصدق مین دراز تھے الحدیث اور خبر دی ساتھ قتل امام حسین
علیہ السلام کے طف مین اور نشان دیا کہ قاتل اسکا کلب الفقیع کہ نام اسکا شمر ہے ہوگا اور باہر لانے
سر مبارک مین خاک شفیع و مرقد آنحضرت کی اور ہوا جیسے لہذا نیزہ مین لایا ہے جب قتل کیا اشقیا نے کھنچوا
نے امام حسین جگر گوشہ رسول اللہ کو بھیجا انہون نے سر انکو طرف یزید مرید کے پس شروع کی انہون نے
تحقیر و تکذیب سر مبارک کی ناگاہ نکلا اوپر دیوار سے ایک ہاتھ کہ اس پاس قلم تھا حدید سے اور لکھی سطر
شعر اترجوا امة قتلت حسینا ۔ شفاعة جده یوم الحساب ۔ کیا امید رکھتی ہے وہ امت
کہ قاتل حسین رض ہے شفاعت جد انکا آنکے کی دن قیامت کے پس بھاگے اور چھوڑا سر مبارک کو اور خبر
دی کہ خلافت بعد از حضرت تیس ۳۰ برس رہیگی اور بعد ازان بادشاہت اور ایک روایت مین بادشاہ
گزندہ اور خبر دی حال اویس قرنی سے اور نشان دیا آن امر کا کہ تاخیر کرین نماز کو اسکے وقت سے اور فرمایا قریب
ہے کہ پیدا ہوویں میری امت مین تیس ۳۰ دجال کذاب انمین سے چار عورتین ہونگی اور وہ سب دروغ
کہتی ہین اوپر خدا و رسول خدا کے آخر انکا دجال کذاب یعنی وہ کہ آخر زمان مین نکلے اور ایک روایت مین
آیا کہ سب دعوی نبوت کرین اور فرمایا نزدیک ہے کہ بہت ہوویں درمیان تمہارے عجم کھاتے ہین تمہارے
بیچ مین اور مارتے گردن تمہاری اور برپا نہیں ہوئی قیامت تا آنکہ ہانکتا ہے لوگونکو ساتھ عصا اپنے کے
قحطان سے یعنی بادشاہ اور حاکم ہووے تمہارے پر اور فرمایا خیر لکم قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم
یعنی بہترین تمہارے ہمزمان میرے ہین پیچھے وہ لوگ کہ متصل اور نزدیک آنکے ہین پیچھے وہ کہ آنسے ملحق و متصل ہین
مراد صحابہ و تابعین اور اتباع تابعین ہین اور روایت بخاری سے تا چہار مرتبہ آیا ہے بطریق شک بعد ازان
ظاہر و فاش ہووے کذب و دروغ اور ایک روایت مین آیا ہے کہ لگتے ہین ایک گروہ کہ گواہی دیتے بغیر
طلب گواہی کے اور خیانت کرتے ہین اور امانت نہیں اختیار کرتے اور نذر کرتے ہین اور وفا نہیں کرتے اور
فرمایا نہیں آیا کوئی زمانہ مگر وہ کہ زمانہ پیچھے اس سے بدتر ہے اسکو نقص کیا ہے ساتھ زمانہ عمر بن عبد العزیز کے کہ بعد از حجاج تھا
سابقہ بنی مروان سے آیا ہے اور جواب یا ہے کہ یہ حکم باعتبار اغلب کے ہے اور فرمایا ہلاک امت میری کا اوپر ہاتھ کودکان
کے ہوگا قریش سے اور ابو ہریرہ رض کہ راوی اس حدیث کے ہین کہتے ہین اگر چاہوں نام انکو نام بنام اور کہتے
تھے ابو ہریرہ رض اعوذ باللہ من امارة الصبیان یعنی پناہ چاہتا ہوں مین ساتھ خدا کے امیری چھوکرون سے اور سال
شصتم سے پس گذرے وہ رضی اللہ عنہ اس عالم سے پیش از سال شصتم کے کہ بادشاہی یزید پلید کی اسمین تھی اور
خبر دی آنحضرت نے بظہور قدریہ و مرجیہ و رافضیہ و خوارج کی اور فرمایا در باب خوارج کہ وہ خروج کرتے ہین اوپر بہترین فرقہ کے

اور مراد حضرت علیؓ اور صحابہ انکے ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین اور فرمایا علامت انکی ایک مرد سیاہ رنگ کہ اسکو ذوالثدیہ کہیں ایک ہاتھ اسکا مانند پستان زن ہے کہ ہلتا اور حرکت کرتا ہے اور سیاہ اسکا تحلیق راس ہوو اور مارا انکو امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ اگر پاؤں میں انکو مارونگا مانند عاد و ثمود کے اور خبر دی ساتھ سبب آخر اس امت کے اول امت کو جیسا کہ رفضہ کرتے ہیں اور خبر دی ساتھ قلب انصار کے تا آنکہ ہووین بانداز ملح کے طعام میں اور ہمیشہ ہووے امر انکا متفرق تا آنکہ باقی نہووے واسطے انکے جماعت اور ہووین وے آنکے گزیدگی اور اختیار کرنا امرا اور ولاۃ کا اور لوگونکو ولایت و حکومت ورعایت میں کرساتھ اور رنج کرین اور انکے ساتھ مکر ہیں اور یہ زمان معاویہ میں تھا اور خبر دی کہ آخر زمانہ میں مردم آزار دل اور اعمی عنہم اور برہنہ تن اور برہنہ پا تطاول کرین عمارتون میں اور جنے وادہ رتبہ کو یعنی بی بی اپنی کو کنایہ ہے کثرت تسری سے اور خبر دی کہ بعد ازین قریش اعراب جنگ نہ کرین گیا تھا آنحضرتؐ نے اور غزا کرین گیا تھا انکے اور یہ غزوہ خندق میں فرمایا کہ بعد ازین کافر ہمپر چڑھکے نہ آوینگے اور ایسا ہی واقع ہوا اور خبر دی ساتھ موتان کے بعد از فتح بیت المقدس اور مراد ساتھ اسکے وبا اور طاعون ہے اور اکثر استعمال موتان کا موت مواشی میں ہے اور ظاہر مراد طاعون عمواس ہے کہ زمان امیر المومنین عمرؓ میں پڑی تھی کہتے ہیں کہ تین روز میں ستر ہزار آدمی مرے واللہ اعلم اور وعدہ کیا سکونت بصرہ اور خبر دی کہ صحابہ جنگ کرتے ہیں بحر میں اور بیٹھتے ہیں جیسا کہ ملوک بیٹھتے ہیں کہا ہے کہ وقوع اسکا امارات معاویہ میں تھا در زمان خلافت امیر المومنین عثمانؓ اور خبر دی کہ اگر ہووے دین متعلق بہ ثریا پاوین اسکو لوگ ابناے فارس سے اور اکثر لوگ اسے حمل اوپر سلمان فارسی اور امثال اسکے کرین اور بعضے اوپر امام امام ابو حنیفہ اور امثال اسکے کہ اصل ابناے فارس سے ہین فرود لاوین اور ایک روایت میں رجل من فارس آیا ہے واللہ اعلم اور خبر دی آنحضرتؐ نے ساتھ عالم مدینہ کے ایک جماعت علما سے اوپر اسکے ہین کہ مراد ساتھ اسکے امام مالک ہیں اور ایک کہین کہ مراد وجود عالم ہے کہ مدینہ میں ہووے اور سواے اسکے اس زمانہ میں واہر انہووے جیسا کہ سوق حدیث اسپر دلالت رکھی اور یہ زمانہ اخیر میں ہوگا اور خبر دی بہ عالم قریش ابن مسعود سے آیا ہے کہ کہا رسول اللہؐ نے لا تسبوا قریشا فان عالمها يملأ طباق الارض یعنی دشنام مدو قریش کو پس بدرستی عالم قریش پر کرتا ہے طبقون زمین کو از رو علم کے اور امام احمدؒ وغیرہ اسپر ہین کہ مراد ساتھ اسکے امام شافعیؒ ہین اور جو قانی حدیث انس سے لایا ہے کہ کیون نفے امتی رجل يقال له ابو حنيفة هو سراج امتی یعنی ہوویگا میری امت میں ایک مرد کہا جاتا ہے اسے ابو حنیفہ وہ چراغ ہے میری امت کا تزئیۃ الشریعہ میں کہا اسناد اس حدیث میں احمد جویباری ہے اور راوی اسکا مامون سلمہ ہے اور ایک نے ان دو نے وضع کیا اس حدیث کو اور صاحب سفر السعادت کہتا ہے کہ درباب فضائل شافعی اور ابو حنیفہ اور انکی خدمت میں کوئی چیز صحیح نہیں اور جو کچھ اس باب میں ہے موضوع و مفتری ہے واللہ اعلم اور خبر دی کہ ہمیشہ ہوگا ایک طائفہ امت میری سے غالب اوپر حق کے یہانتک کہ آوے امر خدا یعنی قیامت اور خبر دی کہ خدا تعالی برانگیختہ کرتا ہے اس امت میں اوپر سر ہر سو برس کے ایسا شخص کہ تجدید کرتا ہے دین کو اور خبر دی بذھاب الامثل فالامثل اور حاکم نے روایت کیا بہ لفظ الخیر فالخیر کے اور تصحیح کیا اسکو اور بعض غزوات میں ایک ہوا چلی تھی فرمایا چلی ہے یہ ہوا جہت موت ایک منافق سے کہ مدینے میں مرا ہے اور جب پہونچے ایسا ہی پایا اور

خبر دی حال ایک مرد سے کہ خیانت کی غنیمت میں ایک مہرہ کی مہر دن ہوئے پس پایا گیا جا کر بعد وفات اسکی میں اور ایسی ہی چرائی
گلیم ایک مرد نے پس خبر دی اور پائی گئی وہ اسکی متاع میں اور اتفاقاً ایک مرتبہ ناقہ رسول اللہ گم ہوئی تھی پس خبر دی کہ
فلانے وادی میں ہے اور لپٹی ہے مہار اسکی شاخ درخت اور خبر دی نشان کتاب حاطب کہ اہل مکہ کو لکھا تھا اور نشان دیا کہ
ایک شتربان ایسی اور ایسی فلانے وادی میں اس کتاب کو لیے جاتی ہے پس گئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ایک اور آدمی
اور پیچھے اُس شتربان کے اور پایا اُسی جگہ کہ نشان دیا تھا اور قصہ اسکا مذکور ہے اور یہ کتب احادیث و تفسیر میں اور سبب نزول
سورہ ممتحنہ کا یہی قصہ ہے اور فرمایا خاص سعد ابی وقاص کو اُس وقت میں کہ از روئے صورت کی اُسنے شاید کہ تو بہت باقی رہے
اور زندہ رہے تا نفع پاوے ساتھ تیرے ایک قوم یعنے مسلمان اور زیان پاوے دوسری قوم یعنی کافر اور بشارت دی اُسے
بطول عمر اور تھا وہ رضی اللہ عنہ آخر عشرہ مبشرہ کا موت میں اور ہوا سنہ خمس و خمسین یا سبع و خمسین میں اور بعضوں نے
کہا ثمان و خمسین میں اور خبر دی کہ مارا جاویگا ابی بن خلف اوپر ہاتھ میرے کے اور کہا عتیبہ بن ابی لہب کے حق میں کہ
کھاوے اُسے کلب اللہ پس کھایا اُسے ایک شیر نے اور خبر دی مواضع ہلاک اہل بدر سے اور تعیین کیا موضع ہر ایک
کو اور خبر دی بموت نجاشی جس دن کہ وہ موا اور وہ حبشہ میں تھا اور تشریف لائے مصلے پر اور نماز ادا فرمائی اوپر
اُسکے ساتھ چار تکبیر کے اور خبر دی فیروز دیلمی کو جس وقت آیا بہ رسالت جانب کسریٰ سے ساتھ موت کسریٰ کے اُسی
دن پس جب تحقیق کیا فیروز نے قصہ کو اسلام لایا اور خبر دی ابا ذر کو ساتھ نکال دینے لوگوں کے اسکو مدینے سے
اور دیکھا اُسے ایک دن سوتا مسجد میں کہا کیونکر ہوئے حال تیرا اے ابا ذر وقتیکہ نکالا جاوے تو اس مسجد سے کہا سکونت کرونگا
حرام میں فرمایا جب وہاں سے نکالا جاوے تو کیا کرے تو الحدیث اور خبر دی بہ زندگانی ابوذر کے تنہا اور مرنا اسکا
تنہا اور قصہ ابوذر اور جانا اسکا ربذہ میں کہ جگہ اسکی تھی اور جانا اسکا عالم سے مشہور و مذکور ہے کتب سیر میں انشاء اللہ
تعالیٰ آخر کتاب میں آویگا ذکر ابوذر میں اور فرمایا سراقہ کو کیا حال ہوویگا تیرا جس وقت کہ پہنے تو دو سوار کسریٰ کے پس جب
آیا مال و اموال کسریٰ کے زمان خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں کنگن بھی اُسمیں تھے پس پہنائے حضرت عمر
رضی اللہ عنہ نے سراقہ کو وہ سوار یعنے واسطے تصدیق خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہا شکر خدا
کا کہ اوتارا اُسکو ہاتھ کسریٰ کے سے اور پہنائے سراقہ کو اور خبر دی ساتھ بنا ہونے ایک شہر کے میان دجلہ
اور جیل کے کہ مراد ساتھ اُسکے بغداد ہے اور فرمایا پیدا ہوگا اُس اُمت میں ایک شخص کہ اُسے ولید کہیں گے
اور وہ بدتر ہے اس اُمت میں فرعون سے اپنی قوم کے حق میں اور خبر دی کہ قیامت نہیں ہوتا تا آنکہ قتال
کریں دو گروہ کہ دعوے ہر دو کا ایک ہے یعنے دونوں مسلمان ہیں کہا ہے کہ مراد اس سے واقعہ صفین ہے
اور قاضی ابو بکر بن العربی نے کہا کہ یہ اول امر ہے کہ ناگاہ اسلام میں آیا اور قرطبی نے کہا اول حادثہ کے
پڑا اسلام میں بعد از وفات پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قتل عمر رضی اللہ عنہ ہے اور ساتھ موت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منقطع ہوئی وحی اور ظاہر ہوا ارتداد عرب وغیرہ لکا اور ساتھ موت عمر کی کھینچی
گئی تیغ فتنہ اور مارے گئے عثمان پس قضا و قدر الٰہی جو ہونا تھا سو ہوا اور قتل ہر عمرو کہ اشراف قریش

اور خطیب آپکا تھا اور سب آنحضرت اور صحابہ کی کرتا تھا جب قید ہوا روز بدر کہا عمر رضی اللہ عنہ نے یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکے دانت توڑ ڈالوں میں پس فرمایا آنحضرت نے عمر رضی اللہ عنہ کو قایم ہووے یہ شخص
ایسے مقام میں کہ شاد کرے تجکو وہ ای عمر رض اور ایسا ہی ہوا کہ وہ بعد از اسلام مکہ میں تھا پس خبر موت آنحضرت
اور خلافت ابوبکر رض پہونچی پس خطبہ پڑھا اور ثابت و قوی کیے دل مسلمانوں کے اور روشن کیں سبب ایمان
آنکی اور کہا ثابت بن قیس بن شماس کو تعیش حمیدا و تقتل شہیدا یعنی جیے گا تو ستودہ اور مارا جاویگا
تو شہید ہ پس مارا گیا روز جنگ مسیلمہ کذاب یمامہ میں اور کہا خالد کو جسوقت کہ بھیجا اسے اوپر اکیدر کے
بدر مقتیکہ پاویگا تو اسے گرفتار کرتا ہے گا تو کو اور جو کچھ خبر دی آنحضرت نے اسرار دیواطن لوگوں سے اور
مطلع ہوتے اوپر اسکے اسرار منافقین اور مومنین سے بھی واقع ہوا حیات آنحضرت میں اور بعد از وفات
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہانتک کہ کہتے تھے لوگ آپس میں واللہ اگر نہ ہووے حضرت کے
پاس کوئی کہ خبر دیوے انکو خبر دیتے ہیں سنگریزے بطحا کے اور اعلام کیا آنحضرت نے ساتھ اس سحر کے کہ
کیا تھا آپ کے لبید بن عاصم یہودی نے اشعار آنحضرت میں کہ وقت شانہ کرنے کے گرے تھے اوند
شگوفہ نخل تر میں بیچ چاہ ذروان کے اور پایا گیا ساتھ اسی صفت کے اونکالا گیا اور خبر دی ساتھ کھا جانے کرم
کے صحیفہ کو کہ لکھا تھا قریش نے بنی ہاشم کو مگر خدا کے نام پس پایا گیا ویسا ہی کہ آپ نے فرمایا تھا اور صفت
کرنا آنحضرت کا بیت المقدس کو جسوقت کہ تکذیب کی قریش نے اسکی لیلۃ الاسرای میں اور پہونچنا
انکے قافلہ کا ذکر معراج میں گذرا اور خبر دی بظہور صفات قبیحہ کے امت میں آخر زمانہ میں رفع امانت اور فرقان
اور شیوع خیانت وحسد اقران اور قلت رجال و کثرت فنون اور خبر دی بافزونی مال اور وقوع فتن و
ملاحم و زلازل اور ظہور نار حجاز اور قصہ اسکا تاریخ مدینہ میں مذکور ہے اور اخبار اشراط ساعت وحشر و نشر اور
باقی احوال آخرت اور احوال قیامت سے ایک باب شہرا ہے کہ کتاب جدا چاہتا ہے اور وقوع اسکا منتظر و متوقع ہے
اور جس قدر ذکر کیا گیا کافی ہے ظہور معجزہ اور صدق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصل اور ایک باب ظہور معجزات عظیمہ
آنحضرت سے حفظ عصمت الٰہی عز اسمہ وجل جلالہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شر مردم اور کید اعدا دین سے
قال اللہ تعالیٰ واللہ یعصمک من الناس یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور خدا نگاہ رکھتا ہے تجھے لوگوں سے
آیت واصبر لحکم ربک فانک باعیننا یعنی اور صبر کرو واسطے حکم پروردگار اپنے کے پس بدرستی تو آنکھوں
ہماری میں یعنی حفظ و حراست ہماری میں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے آیت انا کفیناک المستہزئین الذین
یجعلون مع اللہ الٰہا آخر یعنی بدرستی ہم کافی ہیں تجھے استہزا اور سخریہ کرنیوالوں سے کہ گردانتے ہیں ساتھ خدا کے
معبود دوسرا اور فرمایا آیت واذ یمکر بک الذین کفروا الا یۃ یعنی ہرگاہ مکر کرتے ہیں تیرے ساتھ کافر لوگ اور تھے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ حراست و پاسبانی فرماتے تھے نفس نفیس اپنے کو اور صحابہ رضوان علیہم تا نازل ہونے آیت
واللہ یعصمک من الناس پس باہر لائے سر مبارک اپنا خیمہ سے اور کہا ان لوگوں سے کہ پاسبانی آپکی کرتے تھے اے لوگوں

اور جاؤ کہ حراست میری کی پروردگار عز وجل نے اور احتیاج نہیں رہی میری تمہارے ساتھ اور روایت کیا گیا ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سفر مین نیچے ایک درخت کے نزول فرمایا تھا اور عادت شریف ایسی تھی کہ جب
نزول واقع ہوتا کسی منزل میں اختیار کرتے صحابہ حضرت کے لیے کوئی درخت کہ قیلولہ فرماتے اسکے سایہ مین آیا ایک
اعرابی اور کھینچی شمشیر اپنی اور کہا کون ہے کہ باز رکھے تجھسے فرمایا اللہ پس کانپا اعرابی اور گرپڑی شمشیر اسکے
ہاتھ سے اور مارا سر اپنے کو ساتھ شمشیر کے تاروان ہوا دماغ اسکا پس نازل ہوئی یہ آیت اور تحقیق روایت کیا گیا
ہے یہ قصہ حدیث صحیح مین کہ آنحضرت نے عفو کیا اس اعرابی کو اور گیا طرف اپنی قوم کے اور کہا آیا ہون مین تمہارے
پاس آگے بہتر مردم سے اور کئی حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت نے لے لی شمشیر اسکے ہاتھ سے اور کہا تجھے کون بچاوے
میرے ہاتھ سے اور ہاتھ باندھ دیا اسکو اور آیا مثل اس حکایت کے غزوہ بدر مین کہ جدا ہوئے تھے حضرت صحابہ سے واسطے قضاء
حاجت کے پس گیا پیچھے حضرت کے ایک منافق ہے اور ذکر کیا مثل اسکے غزوہ غطفان مین آیا ہے کہ اسلام لایا وہ مرد اور
رجوع کیا اپنی قوم کی طرف باوجودیکہ وہ سب مین اشجع اور سید تھا کہا گیا ہوا تجکو تو نہ کہتا تھا کہ ہلاک کرونگا مین اسکو اور
ہوسکتا تھا کیون جرأت نہ کی تو نے کہا دیکھا مین نے ایک مرد سفید و بلند قامت کہ مارا اسنے میرے سینہ پر کہ گرا مین اوپر پیٹھ
اپنی کے اور گر پڑی شمشیر میرے ہاتھ سے اور پہچانا مین نے پس جانا مین نے کہ وہ فرشتہ ہے اور اسلام لایا مین اور ایک روایت مین
آیا ہے کہ اٹھا شمشیر کھینچی اوپر آنحضرت کے اور کھڑا رہا پس کہا حضرت نے خداوندا کفایت کر مجھے شر سے اسکے جس طرح کہ چاہے تو پس گرا
منہ کے بل بسبب درد کے کہ پیدا ہوا اسکی کمر مین اور اسی جگہ نازل ہوا یہ قول حق سبحانہ آیت یا ایہا الذین امنوا اذکروا
نعمۃ اللہ علیکم اذ ھم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیہم یعنی ایمان والو یاد کرو نعمت اللہ کی اوپر تمہارے
جب ارادہ کیا قوم نے کہ دراز کرین طرف تمہارے ہاتھ اپنے اور خطاب مومنین کی طرف اس جہت سے ہے کہ نفع اور ضرر اور
ہر راجع حقیقت انکی طرف ہے اور لائے ہین کہ جب سورہ تبت یدا ابی لہب نازل ہوئی زن ابی لہب ام جمیل بنت حرب اخت
ابی سفیان تھی کہ حمالۃ الحطب اسکی شان مین ہے آتی تا پیغمبر خدا کو ایذا دیوے اور دشنام دے اور ابوبکر صدیق خدمت
مین حاضر تھے دیکھا کہ جمیل آتی ہے کہا یا رسول اللہ وہ عورت نہایت بے حیا اور بے ادب اور بدزبان ہے اگر یہان
سے آپ اٹھ کھڑے ہوویں بہتر ہے آنحضرت نے کہا وہ مجھے نہ دیکھے گی پس ام جمیل آئی اور کہا اے ابوبکر صاحب تیرے
نے میری ہجو کہی ہے کہتا صاحب میرا شعر نہین کہتا اور ہجو نہین کرتا پس وہ زن خائف و خاسر پھر گئی اور آنحضرت کو کہ اسی
جگہ بیٹھے تھے نہ دیکھا اور آنحضرت نے فرمایا کہ حق تعالی ایک فرشتہ بھیجا تھا مجھے ساتھ بازو اپنے کے ڈھانکا اور محمد بن اسحق
نے ذکر کیا ہے کہ ہاتھ مین اسکے سنگ تھا کہا اے ابوبکر اگر دیکھتی مین محمد کو مارتی یہ سنگ اسکے منہ پر اور ذکر کیا شفا
مین ایک مرد بنی مغیرہ سے آیا تا آنحضرت کو مار ڈالے پس کور ہوئین اسکی آنکھین سنین باتین آپکی اور گیا طرف
قوم اپنی کے اور نہ دیکھا حضرت کو اور نہ پہچانا قریش آنحضرت کو ابتدائے قصہ ہجرت مین کہ وہ درون خانہ
سے اور اون سے باتین کین اور گذرے اور انھون نے انکو نہ دیکھا اور اگر دیکھتے نہ پہچانتے اور خاک
اونکے سر پر ڈال کر نکل آنا بھی اس باب سے ہے چنانچہ محل مین بیان اسکا آویگا انشاء اللہ تعالے

اور نہ دیکھتا اور نہ پہچانتا غار ہجرت مین بھی قریب اس حال کے ہی اور روایت ہی عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا وعدہ کیا مین نے اور
اتفاق ابوجہم سے کہ بن حذیفہ کے ایک رات او پر قتل رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پس آئے ہم منزل
آنحضرت مین پس سنا ہمنے انکو کہ افتتاح کیا اور پڑھا آیت الحاقۃ وما ادراک ما الحاقۃ ۵ ما فہل
تری الھم من باقیۃ ۵ پس ابوجہم نے اوپر بازو عمرؓ کے مارا اور کہا نجات دی ہمکو پس قرار کیا دونون نے اور
بھاگے اور یہی یہ حکایت مقدمات اسلام عمرؓ سے اور قصہ اسلام عمرؓ عجائب اجاس ہے جیسا کہ محل آسکے مین مذکور
ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور سراقہ بن مالک جعشم وقت ہجرت کے اہل مکہ نے اسکو طلب آنحضرت اور پکڑنے آپکے مقرر کیا تھا
اور پہونچنا اسکا آنحضرت پاس اور دھنس جانا پاؤن اسکے گھوڑے کا زمین مین اور نکلنا بدعا آنحضرت اور پھرنا مشہور ہے
اور خبر دیگر مین آیا ہے کہ ایک راعی نے پہچانا آنحضرت اور ابوبکرؓ کو اور دوڑا تا جتاوے قریش کو جب مکہ مین پہونچا
بھول گیا کہ کیا کرے اور کیا کہے اور بھلا دیا گیا اسکو جیسا راستے سے نکلا اور باہر آیا تھا تا پھر گیا اپنی جگہ —
ابن اسحاق وغیرہ نے روایت کیا ہی کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سجدہ مین تھے ابوجہل لعین نے ایک سنگ لیا
اور ملاعین دیکھتے تھے چاہا کہ حضرتؐ پر ڈالے پس لپٹ گیا سنگ اسکے ہاتھ سے اور خشک ہوے دونون ہاتھ گردن تک
اور پھر البطریق فقری اور حضرتؐ سے دعا ہی چاہی کہ عفو فرماوین پس کھل گئے دونون ہاتھ اور بار دیگر ابوجہل نے
ایک شتر دیکھا بہت بڑا کہ ہرگز بزرگی مین مثل اسکے نہ دیکھا پس قصد کیا اس شتر نے کہ کھاجاوے اسکو فرمایا آنحضرتؐ نے
کہ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے ساتھ اس صورت کے ظاہر ہوا اگر نزدیک آتا کھاجاتے اسکو اور ایک مرتبہ آنحضرتؐ نیچے
دیوار کے بیٹھے تھے ایک نے اشقیا سے سنگ آسیا اٹھایا اور چاہا کہ بالائے سر مبارک ڈالے پس اٹھے آنحضرتؐ
اور سیدھا جانب مدینہ پھرے اور روایت کیا ابوہریرہؓ نے کہ ابوجہل نے وعدہ کیا قریش سے اگر دیکھون مین محمدؐ صلے اللہ
علیہ آلہ وسلم کو نماز مین پامال کرو نمین اسکو پس بہ قصد نماز آنحضرتؐ تشریف لائے اور اس شقی کو آگاہ کیا اور
جب وہ نزدیک پہونچا بھاگا ڈرتا ہوا اور بچاتا ہوا اپنے کو ساتھ دونون ہاتھون کے پس پوچھا کہا جب پاس
گیا مین دیکھا مین نے ایک خندق پر آتش کو کہ گرتا ہون مین اور دیکھا مین نے ہول عظیم اور آواز جنبہ
کو کہ پر کیا ہے زمین کو فرمایا آنحضرتؐ وہ ملائکہ تھے اگر نزدیک آتا لیجاتے اعضا اسکے اور پارہ کرتے اور
نازل ہوا کلا ان الانسان لیطغی یعنی حقا بدرستی انسان ہر آئینہ سرکشی اور نافرمانی کرتا ہے اس
قول تک ارایت الذی ینھی عبدا اذا صلے تا آخر یعنے آیا دیکھا تونے منع کرتا ہے بندے کو جب نماز
ادا کرتا ہے اور روایت کیا کہ شیبہ بن عثمان حجی کہ قوم اسکی دربان بیت اللہ تھی اور کلید کعبہ انکے ہاتھ
تھی اس سے پہلے کہ بشرف اسلام مشرف ہوے روز حنین مین حضرتؐ پاس کبھی اور حمزہ بن عبد المطلب
نے باپ اور چچا اسکے کو حضرتؐ نے مارا تھا کہا آج کے دن کینہ اپنا محمدؐ سے لیتا ہون مین کہ باپ اور
چچا میرے کو مارا ہے پس جب درہم ہوے لوگ اٹھائی اپنی شمشیر بارادہ مارنے حضرتؐ کے کہتا ہے جب
نزدیک ہوا مین آنحضرتؐ سے بلند ہوا میری طرف زبانہ آتش عظیم سے سریع و شتابتر برق پس بھاگا مین

آنکے آگے سے اور جب کہا مجھے آنحضرتؐ نے پکارا اور رکھا دست مبارک اپنا میرے سینہ پر اور حالانکہ حضرتؐ دشمن ترین
مردم تھے میرے نزدیک پس نہ اٹھایا ہاتھ کو مگر وہ کہ حضرتؐ محبوب ترین خلق ہوے طرف میرے فرمایا پاس آ قتال کر دشمنوں رسول خدا
کے ساتھ پس آیا میں آگے آنحضرتؐ کے در حالیکہ مارتا تھا میں شمشیر اور اگر باالفرض اسوقت میرے روبرو باپ میرا آتا مارتا
میں اُسے ساتھ شمشیر کے حضور رسول اللہ کے اور فضالہ بن عمیر سے روایت ہو کہ کہا چاہا میں نے قتل آنحضرتؐ سال
فتح میں اور آنحضرتؐ طواف میں تھے جب پاس آیا میں حضرتؐ کے کہا اے فضالہ اپنے دل میں کیا باتیں کر رہا ہے ارادہ رکھتا ہے تو کہ
مارے رسول خدا کو میں نے کہا لا یعنی نہیں یا رسول اللہ پس خندہ فرمایا آنحضرتؐ نے اور استغفار کیا میرے واسطے اور رکھا میرے سینہ پر
اپنا ہاتھ پس آرام پایا میرے دل نے پس سوگند بخدا کہ نہ اٹھایا ہاتھ تا پیدا کیا خدا ے تعالی نے کسی چیز کو محبوب تر میرے
نزدیک حضرتؐ سے اور مشاہیر اخبار سے اس باب میں خبر عامر بن الطفیل اور اربد بن قیس ہنگامی کی ہے آئے تھے آپ کے
پاس اور کہا عامر نے اربد کو میں مشغول کرتا ہوں تجھے روبروے محمدؐ پس مار اُسے شمشیر اپنی پس نہ دیکھا عامر نے اربد کو کہ کام کرے
پس کہا کیا ہوا تجھے کہ کام نہ کیا تو نے کہا سچا سوگند کہ قصد نہ کیا میں نے کہ ماروں اسکو مگر وہ کہ پایا میں نے تجھکو درمیان آپ کے
اور حضرتؐ کے چاہتا ہے تو کہ ماروں میں تجھے اور عصمت عز و جل سے ہو نگاشت جیسا ہے کہ بہت یہود اور کاہنوں نے
آگاہ و خبردار کیا قریش کو اور ڈرایا انکو ساتھ اُسکے اور یقین کیا حضرتؐ کو غلبہ سطوت اوپر انکے اور بہکایا اونکو اوپر
قتل آنحضرتؐ کے اور بچایا اُسے حق سبحانہ تعالے نے تا پہونچے امر باری تعالی اُسکے باب میں آیت یریدون
ان یطفؤا نور اللہ بافواھہم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون یعنی ارادہ کرتے
ہیں کہ بجھاویں نور خدا کو ساتھ منہوں اپنے کے اور نہیں چاہتا اللہ مگر یہ کہ تمام کرے نور اپنا ہر چند مگر وہ ہر چند مکروہ
رکھیں اُسے کافر

و فصل ۱ ور معجزات باہرہ اور آیات بینہ علوم و معارف سے ہو کہ جمع کیا حق تعالی نے ذات جامع الکمالات
حضرتؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اور مخصوص انکو اُسکے ساتھ کہ مشتمل ہیں اوپر تمام مصالح دنیا و دین کے
اور معرفت اُنکی ساتھ امور شرائع اور قواعد دین اور سیاست عباد کی اور احوال و اخبار امم سابقہ اور قرون
ماضیہ کا زمان آدم علیہ السلام سے اپنے وقت تک اور حفظ شرائع اور کتب اور سیر انکا اور صفات اعیان اور
اختلاف آرا اور مذاہب اُنکے کا اور معرفت مدد اور عمار انکا اور حکم حکما اُنکے کا اور حجت کفار امت کی
اور معارضہ ہر فرقے کا اہل کتب سے ساتھ اُس چیز کے کہ اُن کتابوں میں تھا اور اعلام بہ اسرار اور مخفیات
علوم و اخبار ساتھ اُس چیز کے کہ پوشیدہ کرتے تھے اور تغیر دیتے تھے اُس سے اور احتوا اوپر لغت عرب اور غریب
الفاظ فرق کے اور احاطہ ساتھ ضروب فصاحت اور حفظ حکمتوں کا اور بیان حکمتوں بیسنہ کا بہ جہت
آسانی فہم عوام کے اور بیان کرنا اُسکے مشکلات کا با وجود اشتمال شریعت عزا ے حضرتؐ کے محاسن اخلاق
اور محامد آداب و قواعد و اصول کے حفظ نفس و اعراض و اموال میں کہ مستحسن ہے ارباب عقول کے
حتی کہ نزدیک کفار و جہال و ملاحدہ کے کہ عقل سلیم اور انصاف رکھتے ہوں مگر معاند مخذول و مخالف معقول
اور تکلم سچا اور کلام منقولی اوپر صنوف علوم اور فنون معارف کے مثل طب اور تعبیر خواب اور فرائض و حساب

اور سوا اسکے علوم سے کہ نہیں جانتا بعض اُسکے کو مگر جسنے کہ ممارست کی ورزش تدریس کو اور عکوف کیا
اوپر کتب کے اور مجالست کی اُسکے اہل کے ساتھ اور ریاضت کی اُسمین اور آنحضرتؐ نے نہ لکھا اور نہ پڑھا
اور نہ صحبت رکھی ساتھ کسی لکھے پڑھے کے اور نہ پیدا ہوئی قوم اہل علم مین اور نہ باہر گئے اور سفر کیا اُسکی
طلب مین اور غایت معارف عرب علم انساب اور اخبار اور اوائل و شعر و بیان ہے اور حصول اُسکا بھی موقوف
ہے اوپر سیکھنے اور اخذ کرنے کے استادون سے اور اشتغال ساتھ طلب مباحثہ اور تکرار اُسکے مجالست ساتھ اہل اس
فن کے اور یہ فن ایک قطرہ ہے بحر علم اور ایک لفظ ہے کتاب فضل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور دلائل
نبوت اور علامات رسالت آنحضرتؐ سے ترادف و تواتر اخبار کا ربطے مین احبار اور علما اہل کتاب سے آپکی
صفت اور آپکی امت کی صفت مین اور اسمار اور علامات اُسکے جیسا کہ حلیہ شریف اور خاتم نبوت اور امثال
اُسکے اور وقوع اُسکا اشعار موحدین متقدمین مثل تبع اور قس بن ساعدہ اور سیف بن ذی یزن وغیرہ کے اور
تعریف کیا امر حضرتؐ کو زید بن عمرو بن نفیل نے کہ اُسکو موحد جاہلیت کہین اور ورقہ بن نوفل نے کہ تنصر کرتا
تھا اور وقوع ذکر شریف حضرتؐ کا کتب سابقہ مین اور اعتراف علما یہود کا ساتھ اُسکے مگر وہ کہ براہ حسد و
عناد کی اور بالتفصیل ابواب سابقہ مین تبیین و تفصیل بیان کی گئی اور وہ جو سنا گیا ہے ہاتف جن سے اور ظاہر
ہوا اوپر السنہ اصنام اور وہ بانگ اذبان اور اجواف طیور کے اور دیکھا گیا کتابت سے اسم شریف اور شہادت رسالت
حضرت احجار و قبور مین بخط قدیم اور اسلام لانا جسنے کہ مشاہدہ کیا اُسکو مذکور و مسطور ہے اور سوا اسکے اور آیات
و علامات کہ وقت ولادت شریف اور وفات مین اور اسفار و غزوات مین ظاہر و ہویدا ہوئین محل و مقام
اُسکے مین مذکور ہونگے انشاء اللہ تعالی اور جملہ خصائص و کرامات و آیات آنحضرتؐ سے ہے اخبار فرشتون
اور جن سے اور امداد رب عزت کی آپکو ساتھ ملائک کے اور اطاعت جن اور دیکھنا اکثر صحابہ کا انکو جیسا کہ غزوۂ
بدر مین اور سوا اسکے ظاہر ہوا اور ایک اُنمین سے دیکھنا صورتون جبرئیل علیہ السلام کا ہے
کہ واسطے بیان معنی اسلام و ایمان و احسان کے آئے ہین اور بھی دیکھا ابن عباسؓ اور اسامہ نے
جبرئیل علیہ السلام کو حضرتؐ پاس صورت دحیہ کلبی مین اور دیکھا سعد نے اوپر یمین و یسار آنحضرتؐ کے
جبرئیل اور میکائیل علیہم السلام کو صورت دو مرد مین کہ اوپر اُنکے لباس سفید ہے اور دیکھا بعضون نے انمین
سے ہانکنا ملائک کا اپنے افراس کو روز بدر اور بعضون نے گرنا سر کافرون کا دیکھا اور ضارب کو نہ دیکھا اور
دیکھا ابوسفیان بن الحارث نے مردون سفید جامہ کو اوپر افراس ابلق کے درمیان زمین و آسمان کے اور
مصافحہ کرتے تھے ملائک عمران بن الحصین کو کہ مشاہیر صحابہ سے ہین اور دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے ساتھ حمزہ کے جبرئیل علیہ السلام کو کعبہ مین پس بیہوش گر پڑے حمزہؓ اور دیکھا عبد اللہ بن
مسعود کو ایک جن کو لیلۃ الجن مین اور سنا کلام اُنکا اور یہ سب معجزات آنحضرتؐ سے ہے اور روایت
کیا گیا ہے کہ جب مارے گئے مصعب بن عمیر روز احد لیا رایت ایک فرشتہ نے کہ اوپر صورت اُنکی کے تھا

پس نبی اکرم آنحضرتؐ نے فرمایا آگے آ اے مصعب کہا میں مصعب نہیں ہوں پس جانا آنحضرتؐ نے کہ وہ ایک ملک ہے
ملائکہ سے اور ذکر کیا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہ ہم ایک دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس
بیٹھے تھے ناگاہ آیا ایک پیر کہ اسکے ہاتھ میں عصا تھا اور سلام کیا اوپر حضرتؐ کے اور جواب دیا حضرتؐ نے اسکے
سلام کا اور فرمایا یہ آواز جن ہے پوچھا تو کون ہے کہا میں ہامہ بن الہیم بن لاقیس بن ابلیس ہوں اور ملاقات کی
میں نوحؑ کے ساتھ اور جو پیغمبر کہ بعد اُنکے ہوا اور تعلیم کیا اسے ایک سورۂ قرآن سے اور دیکھا ابو ہریرہؓ نے شیطان
کو تین روز آکر طعام صدقۂ فطر سے کہ حوالہ اسکے تھا چرایا اور تعلیم کی ابو ہریرہؓ کو آیۃ الکرسی اور ذکر کیا ہے واقدی
نے کہ دیکھا خالد نے نزدیک بام عزیٰ کے ایک زن سیاہ کو کہ نکلی اسکے درمیان سے برہنہ پریشان گیسو پارہ کیا
اسکو ساتھ شمشیر اپنی کے اور فرمایا آنحضرتؐ نے کہ یہ عزیٰ تھی اور حدیث ارادہ کرنے ایک شیطان کی شیاطین سے
تا قطع کرے نماز آنحضرتؐ اور چاہنا آپ کا کہ باندھیں اسے ساتھ ستون مسجد کے اور یاد آنا دعائے سلیمان
علیہ السلام کا کہ مقدمہ تسخیر جن میں کی تھی اور چھوڑ دینا اس شیطان کو مشہور ہے **فصل** وہ جو ظاہر ہوا
معجزات اور آیات سے وقت ولادت اور بعد اس کے حین رضاع میں اور صغرسن میں وقت بعثت تک اور وقت
ظہور نور نبوت اور تمام زمان عمر شریف بغیر اس چیز کے کہ ذکر کیا گیا وقت وفات تک خارج حد حصر اور احصا سے بری
خواستہ خدا کچھ اس سے محل اسکے میں ذکر ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ کہا قاضی ابوالفضل عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے
بہ تحقیق لایا میں اس باب میں ایک چیز معجزات واضحہ اور جملہ علما مشتہرہ سے کہ اسمیں کفایت ہے بے نیازی ہے
زیادت سے اور بہ حقیقت معجزات ہمارے پیغمبرؐ کے اظہر و اوضح معجزات رسل ہیں اور اکثر و افزونگی ہیں لیکن اکثر اس
جہت سے کہ کوئی پیغمبر معجزہ نہیں لایا مگر مثل اسکے یا ابلغ اس سے سید ہمارے سے ظاہر ہوا اور ایک وہ جو اکثریت
سے وہ ہے کہ قرآن عظیم بہ تمامہ معجزہ ہے اور اقل اس چیز کا کہ واقع ہوتا ہے ساتھ اسکے اعجاز بعضے ائمہ کے
نزدیک انا اعطینٰک الکوثر یا کوئی آیت کہ باندازہ اسکے ہے پھر اعجاز قرآن جیسا کہ سابقاً گذرا
ساتھ دو وجہ کے ہے ایک بطریق فصاحت و بلاغت اور دوسرا بطرز نظم و تالیف پس ہر جز میں
ان دو سے معجزہ ہے پس مضاعف ہوئے عدد اسوجہ سے پھر اسمیں اور وجوہ ہیں اعجاز سے خبر دینا ساتھ
علوم غیب کے اور وضوح معجزات آنحضرتؐ اس جہت سے ہے کہ اکثر معجزات رسل کے بقدر ہمم
اہل زمان انکے ہوتے تھے اور باندازہ اس فن کے کہ وہ قرن اسپر مشتمل تھا اور جو زمانہ موسی علیہ السلام
کا ساتھ ایسے معجزہ کے کہ مشابہ اس چیز کا تھا کہ دعوی کرتے تھے اہل اس زمانہ کے قدرت کو اوپر اوسکے
پس لائے موسی علیہ السلام ایسی چیز کہ خارق انکی عادت کی تھی اور نہ تھی انکی قدرت میں اور باطل کیا
سحر اونکا اور زمانہ عیسے علیہ السلام میں صنعت طب بہت سا قدر و مرتبہ رکھتی تھی اور اہل اس زمانہ کے اسمیں
تفاخر کرتے تھے پس لائے عیسی علیہ السلام وہ امر کہ قادر نہ تھے وہ اسپر اور لائے ایسی چیز کہ گمان اسکے
اتیان کا نہ رکھتے تھے احیا موتی سے اور ابراے اکمہ اور ابرص سے بے معالجہ طبیبا اور ایسی ہی معجزات اور

انبیا علیہم السلام کے پس بھیجا خدا تعالی نے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اور سب معارف عرب اور علوم انکے چار تھے بلاغت و شعر اور خبر و کہانت پس نازل کیا گیا حضرت پر قرآن کہ خارق ان چار کا ہے کہ مشتمل ہے اوپر فصاحت و ایجاز و بلاغت کے کہ خارج ہے نمط کلام انکے سے اور نظم غریب اور اسلوب عجیب کہ راہ نپائی کسی منظوم مین ساتھ اسکے اور نہ جانا اسالیب ور انھین منہج اسکا اور اوپر اخبار کے کو ائن حوادث و اسرار اور خفایا و ضمائر کہ پائی گئی جیسا کہ خبر دی تھی اور اعتراف و اقرار کیا اعدا نے ساتھ صحت و صدق اسکے اور ابطال کیا کہانت کو کہ کبھی ایک بات دس مین سے راست ہوتی تھی اور باقی کاذب اور جڑ سے اوکھاڑا اسکو ساتھ منع شیاطین کے کہ القا کرتے تھے انپر اخبار ساتھ رجم شہاب اور رصد نجوم کے اور خبر دی قرون سالفہ اور امم ہالکہ اور حوادث ماضیہ سے اوپر ایسی وجہ کے کہ عاجز آیا جو کوئی کہ اس علم مین متفرع اور منفرد تھا بعض ان وجوہ سے بعد از ان رہا یہ معجزہ جامع ان وجوہ کو ثابت و باقی تا روز قیامت ہر امت پر کہ آئے اور نظر کرے اسپر انھین اور تامل کرین اسکے وجوہ اعجاز مین پس کوئی عصر اور زمانہ نہین گذرتا کہ صدق ان اخبار کا اسمین ظاہر ہوتا ہے پس متجدد ہوتا ہے ایمان اور متظاہر ہوتا ہے برہان اور مشاہدہ کو تاثیر ہے زیادت ایقان اور نفس اشد ہے طمانیت اسکے ساتھ عین الیقین کے علم الیقین سے ہر چند خفا نہین اور یقین ہر صورت مین حاصل ہے اور تمام معجزات قبل علیہم السلام کے متفرق ہوے ساتھ انقراض انکے اور معدوم ہوے ساتھ عدم زمان انکے اور معجزہ ہمارے حضرت کا مضمحل و منقطع نہین ہوتا اور متجدد ہین آیات اسکے وصل جان کہ ما اہمہ لدنیہ مین یعنی مقصد سابع کہ کتاب اپنی مین وجوب محبت اور اتباع سنت آنحضرت اور محبت آل و اصحاب و قرابت عشرت حضرت مین اور حکم صلوۃ و سلام اوپر آنحضرت کے کیا ہے مقصد ثامن طب و تعبیر رویا اور انبا بمغیبات مین اور حقیقت مین تمام افعال مستقیمہ اور افعال قدسیہ اور معارف و محاسن آداب و شیم و بدائع حکم و جوامع کلم آنحضرت کے اور قوت تدبیر انام خارج طاقت بشر اور حیطۂ عادت سے ہے **مقدمہ** آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بیمار پرسی فرماتے تھے اور نزدیک انکے جاتے تھے اور بیٹھے متصل سر بیمار کے اور ہاتھ رکھتے اوپر پیشانی کے اور کبھی اوپر جگہ درد کے اور پوچھتے حال اسکا کہ کیونکر ہے اور کہتے تھے بسم اللہ اور یہ بھی ایک نوع ہے طب اور علاج ہے یاد و خیال سرور دل بیمارین اور تصرف کرنا اسکے باطن مین **بیت** گر قدم رنجہ کند یار بہ پرسیدن ما خوش طبیبی ست بیا تا ہمہ بیمار شویم ❊ اور تصریح نفس مریض اور تطییب اسکے قلب کا اور ادخال سرور کو تاثیر عجیب ہے حصول شفا اور تخفیف علت مین اسواسطے کہ ارواح و قوی و قوت پکڑتے ہین سرے اور مساعدت کرتے ہین طبیعت کو دفع موذی مین خصوصا اعزا اور کبرا اور احبا سے اور اسی جگہ سے ہے لقاء الخلیل شفاء العلیل یعنی دیکھنا اور ملاقات دوست کی تندرستی ہے بیمار کی ایک غلام تھا یہود سے کہ خدمت کرتا تھا آنحضرت صلعم کی ناگاہ بیمار ہوا پس آنحضرت واسطے عیادت کے تشریف لائے اور بیٹھے اسکے پاس اور عرض کیا اوپر اسکے اسلام پس مسلمان ہوا اور فرمایا آنحضرت نے الحمد للہ الذی انقذہ من النار

یعنی شکر و سپاس اس خدا کو کہ نکالا اسے آتش دوزخ سے جابر نے کہا بیمار ہوا میں اور بیہوش ہو گیا پس آئے وہ یعنی
آنحضرت اور وضو کیا اور ڈالا آب وضو اپنا مجھ پر پس ہوشیار ہوا میں کہ دم کیا تھا آنحضرت نے مجھ پر پس صحت پائی میں نے
فی الحال اور فرمایا عودوا المریض یعنی عیادت اور پوچھو مریض کو اور بعض نے استثنا کیا ہے اس سے درد اور دنبل
اور درد دندان اس روایت سے کہ بیہقی لایا ہے اور صحیح خلاف اسکے ہے اور یہی یہ حکم مطلق ہے ہر زمانے میں
اور بعض نے کہا ہے کہ عیادت بعد تین روز کے ہے اور نقل آنحضرت سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے اور ترک
عیادت روز شنبہ خلاف سنت ہے اور اصل اسکی ایک طبیب یہودی سے ہے کہ ایک بادشاہ بیمار ہوا اور امر کیا
اسکو ساتھ التزام خدمت کے اور چاہا یہودی نے کہ جا آوے واسطے عیادت روز سبت کے اقرار کیا کہ بیمار کے
روز شنبہ کو آنا چاہیے بعد ازاں شائع ہوا لوگوں میں اور بعضوں نے کہا ہے کہ عیادت مستحب ہے شتا میں رات کو
اور صیف میں دن کو بسبب تضرر مریض کے بطول لیل شتا میں اور بطول نہار صیف میں اور مکروہ ہے بیٹھنا
ساتھ اہل دین کے مگر عند الضرورۃ اور حدیثیں فضل عیادت میں بہت ہیں اور آداب اسکے کتابوں میں مسطور
اور جاننا چاہیے کہ مرض دو قسم پر ہے مرض قلوب اور مرض ابدان اور طب قلوب خاصہ رسول اللہ کا ہے اور
ممکن نہیں ملتی اسکے مگر جانب آنحضرت سے اور طب ابدان غیر آنحضرت سے بھی حاصل ہوتی ہے اور حصول اسکا
آنحضرت سے بطریق تبع اور طفیل کے ہے اور مقصود اصلی بعثت سے طب قلوب اور اصلاح اسکی ہے امراض
اور مرض ذنوب کا قلوب میں مثل مرض سموم ہے ابدان میں ساتھ اختلاف اسکے درجوں کے ضرر میں اور نہیں پہونچتا
بندہ کو کوئی شر اور ضرر غالب احوال دنیا و آخرت میں مگر بسبب ذنوب معاصی کے اعاذنا اللہ منہا پناہ میں
رکھے ہم سب کو خدا اس سے اور آثار معاصی شامل ہیں قلب اور بدن کو اور از انجملہ حرمان علم ہے کہ نور علم ساتھ
ظلمت معصیت کے جمع نہیں ہوتا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں شعر شکوت الی وکیع سوء حفظی +
فاوصانی الی ترک المعاصی + گلہ کیا میں نے طرف وکیع کے بدی حافظہ اپنے کے سے اس وصیت کی مجھے طرف
چھوڑنے گناہوں کے پس یہ بستی کہ علم نور ہے خدا تعالی کا اور نور خدا نہیں دیا جاتا گنہگار کو اور از انجملہ حرمان رزق
ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ بندہ محروم کیا جاتا ہے بسبب گناہ کے کہ پہونچتا ہے اسکو اور تقوی باعث ہے مزید رزق کا
قال اللہ تعالی ولو ان اہل القری امنوا واتقوا لفتحنا علیہم برکات من السماء والارض یعنی
فرمایا حق تعالی کا اور اگر بستی اہل قریے ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے البتہ کھولتے ہم انپر برکتیں آسمان و زمین سے
اور جیسے کہ وارد ہوا ہے نوم الصبحۃ تمنع الرزق یعنی خواب صبح کا منع کرتا ہے رزق کو اور اس جگہ ظاہرا ان ہے اگر
کوئی کہے کہ اکثر عاصی کو نائم بوقت صبح دیکھتے ہیں ہم کہ اور وہ مرزوق و منعم زیادہ ہیں جواب اسکا وہ ہے کہ یہ وعید
مومنوں اور مصدقوں کے حق میں ہے پس اس جگہ خوف اسکا کہ بیخ ایمان زمین حال انکی سے اکھڑ گئی ہے یا مہلت دنیا
حق تعالی کا عاصیوں کو مکر اور استدراج ہے اور ظلمت و وحشت کہ دل میں ارتکاب معصیت کی پائی جاتی ہے
مقطوع اور محسوس ہے اور کبھی یہ ظلمت اور سواد اوپر منہ کے سرایت کرتا ہے اور یہ بھی فرع ایمان اور سستی قلب

و بدن بھی آثار معاصی سے ہے اور معصیت سبب کوتاہی عمر ہے جیسا کہ طاعت سبب زیادتی اسکا اور بعضے
اسکو حمل اوپر زوال برکت کے کرتے ہیں اور موجب قلت و فساد عقل و زوال نعم اور حلول نقم اور جیسے کہ صحت بدن
ساتھ حفظ قوت اور حمیہ اور استفراغ مواد فاسدہ اور اخلاط ردیہ کے ہے حال قلب کا بھی ایسا ہی ہے اور اصلاح
اسکی بتوبہ اور حمیہ در اجتناب نواہی سے اور حدیث میں بہ روایت انس آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا دلالت کروں میں تمھیں اوپر درد اور دوا تمھاری کے درد تمھارا ذنوب ہیں اور دوا استغفار و توبہ پس ظاہر ہوا کہ معرفت
طب قلوب و معالجہ اسکا اجابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے اور وہ بواسطہ وحی کے اور طب اجساد غالبًا
ساتھ بتجربہ اور کاہی بوحی بھی ہوتا ہے جیسے کہ رخصت افطار سفر و مرض میں اور شرعیت تیمم خوف مرض اور
امثال اسکی میں ظاہر ہوتا ہے اور بھی وہ معالجے کہ آنحضرت نے فرمائے ہیں ظاہر یہ ہے کہ یہ وحی ہو ویں
اور اگر بتجربہ اور قیاس ہوں مستبعد نہیں اور تجویز علاج میں اثبات اسباب ہے اور وہ منافی توکل نہیں جیسا کہ
دفع جوع و عطش بہ اکل و شرب اور دلیل اوپر جواز تداوی کے حال سید المتوکلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے باوجودیکہ ایسے
توکل کے تداوی اور مباشرت اسباب فرماتے تھے اور فرمایا نہیں بھیجا ہے حق تعالیٰ نے کوئی درد مگر ساتھ اسکے دوا
اسکی بھی بھیجی ہے اور ایک روایت میں لفظ شفا وارد ہوا ہے الا موت کہ وہ مرض مقدر ہے اور بعض احادیث میں
امر ہے بہ مداومت اور اشارہ ہے کہ نظر مداومت میں اوپر حکم الٰہی اور تقدیر کے رکھنا چاہیے اور دوا کو علت شفا نہ سمجھنا
چاہیے اور اتفاق ہے اسپر کہ امر ہے برائے وجوب نہیں اور بلا سبب سبب اعتماد اوپر تقدیر الٰہی کے منافی اور مضاد توکل
نہیں آپ نے کبھی اسباب کرتے ہیں واسطے تحقیق حال نفس اور تحصیل مقام توکل کے اور بعض طرف ہے اشارہ قول آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یدخل الجنۃ من امتی سبعون الفا من غیر حساب ہم الذین لا یسترقون
ولا یتطیرون وعلی ربہم یتوکلون یعنے داخل ہوتے ہیں میری امت سے بہشت میں ستر ہزار بغیر
حساب کے یہ لوگ ہیں کہ تعویذ و افسون نہیں کرتے اور نہ فال بر رسم جہال و کفار اور اوپر پروردگار اپنے کے اعتماد
و توکل کرتے ہیں اور روایت دوسری میں لا یکتوون بھی زیادہ کیا ہے یعنی اور داغ نہیں کرتے اور کہا ہے کہ مراد
وہ ہے کہ یہ افعال بطریق اعتقاد اور اعتماد دلی نہیں کرتے اور مواہب لدنیہ میں حارث محاسبی رض سے باب
ہل سبد او دا المتوکل میں نقل کیا ہے کہ کہا منافی توکل نہیں از جہت وجود اسکے سید المتوکلین پس کہا گیا
حارث رضی اللہ عنہ کو کہ خبر میں آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من استرقی واکتوی برئ
من التوکل یعنے جسنے تعویذ و افسون کیا اور داغ بیزار ہوا توکل سے پس جواب دیا کہ مراد برارت اس توکل
سے کہ حدیث سابقہ میں یدخل الجنۃ الی آخرہ میں مذکور ہے اور کہا بعض توکل بعض سے افضل ہے انتہی
یعنی تمام ہوا کلام حارث کا اور تمہید میں لکھا ہے کہ مراد برارت توکل سے اسوقت ہے کہ رقیہ کرے بر قاعدے
مکروہہ شرعیہ اور مخالف اسکے اور اکتوی کرے اس حال میں کہ رغبت اسکی متعلق بہ وجود شفا کے ہووے
اور یقین کرے ساتھ اسکے اور مرض فعل الٰہی سے اور غافل ہو اس سے کہ شفا اسکی طرف سے ہے بدلیل جواز

استشفا بہ قرآن اور فاتحہ الکتاب کے جیسا کہ آویگا بیان اور تحقیق اس باب مین وہ ہے کہ اسباب کی تین قسم ہین
ایک اسباب یقینیہ کہ رعایت انکی بہ حکم الٰہی اور تقدیر ربانی واجب ہے جیسا کہ دفع لقمہ اور بلع اسکا اکل مین اور
رکھنا کوزہ کا منھہ مین اور مص اسکا شراب مین پس ترک اسکا داخل توکل نہووے بلکہ موجب اثم ہے
دوسرے اسباب ظنیہ کہ بحکم تجربہ صحیحہ دخالت اسکی ثابت و متحقق ہوئی ہے مثل استعمال ادویۂ حارہ
اور باردہ کے تسخین و تبرید مزاج مین اور سلاست اس قسم کی منافی توکل نہین مگر واسطے تحقیق فال
نفس کے اور تحصیل مقام توکل کہ بعض نے اس قسم سے کہا ہے اور باوجود اسکے فتوی شریعت مین محل عتاب
ہوئی ہین تیسرے اسباب وہمیہ کہ ایسی نہین اور ارتکاب اور استعمال انکا منافی توکل ہے باتفاق اور علاج
آنحضرت کا اجساد کو تین طریق پر تھا ایک ساتھہ ادویہ طبیہ کے کہ عبارت ہے اجزاے حیوانی نباتی جمادی سے
دوسرا بہ ادویہ الٰہیہ روحانیہ کہ ادعیہ اور اذکار اور آیات قرآنی ہین تیسرا ساتھہ ادویہ مرکبہ کے ان دو قسم سے
اور جاننا چاہیے کہ کوئی شفا اتم و انفع و اعظم قرآن سے نہین آتے جیسا کہ فرمایا آیت و ننزل من
القرآن ما ہو شفاء و رحمۃ للمؤمنین یعنی اور اتارتے ہین ہم قرآن سے وہ چیز کہ وہ شفا
اور رحمت ہے واسطے ایمان والون کے اور قرآن تمام شفا ہے امراض روحانی سے اسواسطے کہ امراض
روحانی اعتقادات فاسدہ اور اخلاق ذمیمہ اور اعمال قبیحہ ہین اور قرآن مشتمل ہے اوپر دلائل واضحہ
قطعیہ کے اوپر اسباب عقائد حقہ اور بیان اور ارشاد اخلاق فاضلہ اور اعمال محمودہ کے اور ہونا اسکا شفا
امراض جسمانیہ سے بہ جہت اسکے ہے کہ تبرک و تیمن ساتھہ قرأت اسکے نافع ہے بہت امراض و علل سے
اور مزیل و دافع ہے خاص انکو اور جو پڑھنا اور پھونکنا افسون مجہول کا کہ معانی اسکے مفہوم نہین اور وارد ہین
جانب اہل فسق و فجور سے کہ ثابت ہے بہ حسن بشریت و کثافت انکے جب آثار عجیبہ جلب منافع مفاسد مین
ظہور کرتے ہین پس قرآن عظیم سے کہ مشتمل ہے اوپر ذکر جلال اور کبریاے الٰہی اور ذات و صفات اس
تقدس و تعالی کی اور ثابت ہوا ہے جانب ایسے شخص سے کہ ثابت ہوئی ہے صفا اور نزاہت اور عظمت
اور کمال اسکا بہ عیان اور بہ معجزات قاہرہ کیونکر نہووے اور فرمایا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جو کوئی نہ ڈھونڈھے شفا ساتھہ قرآن کے اسے خداے تعالی شفا نہ دیجیو ہرگز اور آیا ہے فاتحۃ الکتاب
دوا ہے ہر درد کو اور رقیہ لدیغ اور مجنون اور معتوہ کا در فاتحۃ الکتاب ایک امر ثابت و مقرر ہے احادیث
مین اور حدیث امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مین مرفوعا واقع ہوا ہے
کہ خیر الدواء القرآن یعنے بہترین دوا قرآن ہے اور بیضاوی نے تفسیر حق سبحانہ تعالی آیت و ننزل
من القرآن ما ہو شفاء و رحمۃ مین آیات شفا کا ذکر کیا ہے اور چلپی نے حاشیہ اپنے مین ان
آیات کو تعین کیا ہے اور کتب معتبرہ مین مثل مواہب وغیرہ کے ایک حکایت درباب ان آیات کے
امام طریقت ابو القاسم قشیری سے لائے ہین کہ بیمار ہوا تھا لڑکا اسکا بیماری سخت سے تا مشرف

ہروقت ہوا اور شدید ہوا امر اُسکا کہا دیکھا مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین اور شکایت کی
مین نے پاس آنحضرت کے حال فرزند اپنے سے فرمایا آنحضرت نے این انت من ایات الشفاء یعنے
کہان ہے تو قول آیات شفا سے اور کیون نہین تمسک کرتا ہے تو ساتھ انکے اور شفا نہین ڈھونڈھتا تو
اُسکے ساتھ پس بیدار ہوا مین اور فکر کیا مین نے اُسمین ناگاہ پایا مین نے اُن آیات کو چھ جگہ کتاب
خدا ئے عزوجل مین اول آیت ویشف صدور قوم مومنین یعنی اور شفا دیتا ہے سینون مومنین کو
دوسری آیت وشفاء لما فی الصدور یعنی اور شفا ہے واسطے اُس چیز کے کہ سینون مین ہے۔
تیسری آیت یخرج من بطونہا شراب مختلف الوانہ فیہ شفاء للناس یعنی نکلتا ہے
شکمون اون مکھیون سے شراب رنگا رنگ کہ اُسمین شفا ہے واسطے لوگون کے۔ چوتھی آیت وننزل من القرآن
ما ھو شفاء ورحمۃ للمومنین اور نازل کرتے ہین ہم قرآن سے وہ چیز کہ وہ شفا اور رحمت ہے
مومنین کے لیے۔ پانچوین آیت واذا مرضت فہو یشفین یعنی اور بیمار ہوتا ہون مین پس وہ
شفا دیتا ہے مجھے چھٹی آیت قل ھو للذین امنوا ھدی وشفاء یعنی کہہ اے محمد وہ ایمان والون کے
لیے ہدایت اور شفا ہے رکھا پس لکھا مین نے ان آیات کو اور گھولا اُنکو پانی مین اور پلایا مین نے اُس لڑکے کو
پس شفا پائی اوسی وقت گویا کہ بند اُسکے پاؤن سے کھل گئے اور شیخ تاج الدین سبکی نے کہ اعاظم علمائ
شافعیہ سے ہے نقل کیا ہے کہ کہا پایا مین نے اکثر مشائخین کو کہ لکھتے تھے یہ آیت طلب عافیت بیمار کے
لیے لیکن یہان ایک سخن کو جاننا اور دریافت کرنا چاہیے کہ آیات اور اذکار اور ادعیہ کو رقیہ کیا جاتا ہے
اُنکے ساتھ اور استشفاء نفع اور شفا اُنکی ذات مین لیکن صلاحیت محل قبول واسطے اوسکا اور قوت ہمت فاعل
اور تاثیر اسکی شرط ہے اُسمین اور جب تخلف کرے شفا پس یا جہت ضعف تاثیر فاعل کے ہوگا یا سبب
عدم قبول محل یا کوئی اور مانع قوی ہے کہ باوجود قوت فاعل اور صلاحیت محل کے حاجب دعا جز وصول
اثر اور ظہور تاثیر سے آتا اور علیٰ ہذا القیاس ادویہ جسمیہ مین بھی پیدا ہوتا ہے کہ عدم تاثیر اُسکا یا جہت
عدم قبول طبیعت سے ہے اُس دوا کو اور کبھی بجہت وجود مانع کے وصول اثر دوا سے ساتھ اُسکے
برحسب قبول ہوگا ایسا ہی حال یہ ہے دعا اور تعاویذ کو یہ قبول تام اور ہمت قوی کے نفس فعالہ سے
تاثیر کرتا ہے ازالہ علت مین اور یہی حال ہے دعا کا ازالہ مکارہ اور دفع بلایا اور حصول مطلوب مین لیکن گاہے تخلف
اثر اُس دعا کا یا جہت ضعف اُس دعا کے اپنی حد ذات مین جیسے کہ دعا ہو وے کہ دوست نہین رکھتا
اُسے خدائے تعالیٰ اس جہت سے کہ اُسمین تجاوز ہے حد حقانیت اور انصاف سے یا بسبب ضعف قلب
داعی اور عدم اقبال اُسکا اوپر جناب حق تعالیٰ وتقدس کے یا عدم حضور وجمعیت قلب دعا کے یا حصول
کسی اور مانع کے مثل اکل حرام اور عروض ظلمت اُسکا قلب داعی پر وقت دعا کے باستیلاء غفلت اور سہو لہو کا اور
حدیث مین آیا ہے کہ حق تعالیٰ قبول نہین کرتا دعا کو قلب لاہی اور ساہی غافل سے اور دعا عدو بلا ہے دافعہ

اور معالجہ کرتی ہی اسکو اور دفع کرتی ہی بعد از نزول یا تخفیف کرتی ہے اسمین اور دعا سلاح مومن ہے اگر با حضور قلب و جمعیت کلیہ ہووے اور مطلوب کے اور مصارف ہووے اوقات اجابت کو ساتھ خشوع اور خضوع اور انکسار و ذل اور تضرع و طہارت و رفع یدین اور ابتدا بحمد و صلوٰۃ اور بعد توبہ و استغفار اور صدق التجاء اور تملق اور توسل باسما اور صفات الٰہی کے اور توجہ صادق ساتھ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اور تمام شروط اور آداب اسکے اوسکی مثال ایسی ہے کہ تیر راست اور کمان درست اور زور بازو بکمال اور ہدف مقابل اور قابل صالح اسکی ہووے اور حاجت و مانع حصول درمیان نہووے اور علم ساتھ صفت تیر اندازی کے اور تمام شرایط اور آداب اسکے سے حاصل ہووے لیکن استشفا بمعوذات وغیرہ کے اسمار الٰہیہ بھی طب روحانی ہے ہو اگر جاری ہووے اوپر لسان ابرار کے ساتھ توجہ تام اور ہمت تمام کے لیکن بوجود اس نوع کا عزیز و نادر ہی لوگ ہاتھ ساتھ طب جسمانی کے مارکر اس سے غافل بیٹھتے ہین اور مراد ساتھ معوذات کے کہ حدیث مین وارد ہوا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دم کرتے تھے نفس کریم اپنے کو ساتھ معوذات کے اور مراد ساتھ اسکے قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ہے اور بعضون نے قل ہو اللہ احد اور قل یا ایہا الکافرون بھی مراد رکھی ہی یا جس جگہ کہ قرآن مین متضمن استعاذہ واقع ہوئے ہین مثل اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ اور یہ سب قرآن سے ہین اور اسباب مین کہ سخن کرتے ہم عام تر اس سے مراد ہی اور اذکار اور ادعیہ باب استعاذہ مین بہت وارد ہین اور تحقیق اجماع کیا ہی علما نے اوپر جواز رقیہ کے نزدیک اجتماع تین شرط ایک وہ کہ بکلام خدا اور اسما اور صفات حق تعالیٰ کے ہووے اور بزبان عربی یا اور زبان ہو کہ جانتا ہو معنی اسکے اور اعتقاد اسکا کہ موثر حقیقی خدا ہے غیر اسکے ہی اور تاثیر رقی کے ساتھ ساتھ تقدیر اوسکی ہی جیسا کہ حدیث مین آیا ہی کہ پوچھا لوگون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہ رقیٰ اور حرز اور اسباب دیگر کہ ہم کرتے ہین تغیر کرتے ہین تقدیر خدائے جلشانہ کو فرمایا یہ بھی تقدیر الٰہی سے ہے اور حدیث مسلم مین عوف بن مالک سے آیا ہے کہ رقیہ کرتے تھے ہم زمان جاہلیت مین پس کہا ہمنے یا رسول اللہ کیا فرماتے ہو اسباب مین فرمایا عرض کرو رقیون اپنی کو میرے اوپر اگر انمین شریک نہووے کرو کچھ باک نہین اور جابر رض سے روایت ہی کہ نہی کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے رقا سے پس آئے بعضے صحابہ سے اور کہا یا رسول اللہ ہمارے پاس رقیہ تھا کہ واسطے لدغ عقرب کرتے تھے ہم اور عرض کیا اس رقیہ کو حضرت پر فرمایا کچھ باک نہین کرو اور فرمایا جو کوئی نفع پہونچا سکے اپنے بھائی کو پہونچاوے اور تمسک کیا ہے ایک قوم نے ساتھ اس عموم کے اور تجویز کیا ہے ہر رقیہ کو کہ مجرب ہووے منفعت اسکی اگرچہ معلوم نہو معنی اسکے ولیکن احتیاط اسمین ہے کہ بغیر معلوم المعنی نہ کرین مبادا کہ متضمن شرک کو ہووے اور یہ غیر ماثور ہی اور نہین تو جو کہ ماثور ہووے جیسا کہ رقیہ جمعہ عقرب مین آیا ہے بسم اللہ شجۃ قرنیۃ ملتۃ بحر قفطا جایز ہوگا بے شبہہ اور بہ تحقیق معلوم ہوا حدیث عوف بن مالک سے کہ ہر رقیہ متضمن ہووے شرک کو جایز نہین اور ایسی ہی عوات و اسما بزبان سریانی و عبرانی کہ معلوم نہین معانی انکے نہ پڑھا چاہیے اور حکایت مشایخ مین لائے ہین کہ ایک شخص

دعا پڑھتا تھا شخص دوسرا اُس جگہ حاضر تھا کہا کیا ہوا اوس مرد کو کہ دشنام دیتا ہے خدا اور رسول کو اتفاقاً مضمون اُن کلمات کا یہ تھا اور وہ شخص نادانستہ پڑھتا تھا یا مگر بعض کلمات ہوویں کہ تبادرت سے معلوم ہوا پڑھنا اُنکا اور منع اُنکے پڑھنے سے ارشاد ہوا ہو جیسا کہ جب ہندی کہانی مین کہ آسیب سیفی کہتے ہیں اور مانند اُسکے پڑھتے ہیں واللہ اعلم اور حدیث ابی داؤد اور ابن ماجہ مین روایت اور تصحیح کیا ہے اُسکو حاکم نے ابن مسعود سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا رقا اور تمائم اور تولہ شرک ہے تمائم جمع تمیمہ ہے اور وہ خرزہ یا قلادہ ہے کہ گردن مین لٹکا دیتا وراوسکو جاہلیت مین واسطے دفع آفات کے کرتے تھے اور تولہ بکسر مثناۃ اور فتح واو اور لام ایک چیز ہے کہ عورتین واسطے جلب محبت مردون کے کرتی ہین اور یہ ایک نوع ہے سحر سے اور دعا وغیرہ ورقیہ کہ پارہ کاغذ پر لکھین کہ آسے تعویذ کہین اور گردن اور بازو مین باندھین بعضے علما اُسے بھی منع کرتے ہین ولیکن حدیث عبد اللہ بن عمرو سے کہ اُسکی ایک سند ہے کہ آنحضرت نے اُسکو واسطے دفع فزع اور وحشت اور بیخوابی کے یہ کلمات سکھائے تھے اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ یعنے پناہ لیتا ہون مین ساتھ کلمون خدا کے کہ پورے ہین غضب اُسکے سے اور عذاب اُسکے اور بدی بندون اُسکے سے اور بہکانے اور وسواس شیاطین سے اور یہ کہ حاضر ہووین میرے پاس اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ تلقین کرتے تھے اُن لوگون کو کہ عاقل تھے اولاد اُنکی سے اور وہ کہ عاقل نہ تھے لکھتے تھے پارہ کاغذ وغیرہ پر اور ڈالتے تھے اُنکے گلے مین اور لفظ تعویذ کہ احادیث مین واقع ہوا ہے مثل تعویذ الطفل اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ الحدیث اور تعویذات النبی جیسا کہ ذکر اُنکا آدیگا بمعنی استعاذہ اور طلب پناہ کے ہین شر سے ساتھ خدا کے عزوجل کے اور زینب زن عبد اللہ بن مسعود بیان کرتی ہین کہ دیکھا عبد اللہ نے میری گردن مین رشتہ کو پوچھا کہ کیا ہے کہا مین نے یہ ایک دھاگا ہے کہ افسون کیا گیا ہے میرے واسطے اُسمین پس لیا اُسے عبد اللہ نے اور پارہ کیا اور کہا اے آل عبد اللہ تم بے نیاز ہو شرک سے اور محتاج اُسکے سنا مین نے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ رقا اور تمائم اور تولہ شرک ہے کہا مین نے کس واسطے یہ ارشاد فرماتے ہو تم تھی میری آنکھ کہ باہر نکلی پڑتی تھی نہایت درد سے اور نکلتی تھی چیپڑ اور اشک پس گئی مین پاس ایک یہودی کے پس پڑھا اُسپر یہودی نے ایک افسون اور درد جاتا رہا اور آرام پایا مین نے کہا وہ درد کہ تیری آنکھ مین تھا عمل شیطان تھا کہ تیری آنکھ مین تصرف کرتا تھا اور جب پڑھی گئی اُسپر افسون باز رکھا اُسکو اور لازم تھا اوپر تیرے کہ کہتی تو جیسا کہ رسول خدا کہتے تھے اذہب الناس رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا یعنے دور کر سختی کو اے پروردگار آدمیون کے اور شفا دے تو شفا دینے والا ہے نہین شفا مگر شفا تیری ایسی شفا کہ نہ چھوڑے بیماری کو روایت کیا اُسے ابو داؤد نے اور کہا ہے کہ ان رقا اور افسونون کو شرک

سے اسواسطے شمار کیا ہے کہ اہل جاہلیت اعتقاد موثریت اسکا رکھتے تھے اور بنام غیر خدا کرتے تھے پس وہ جو
بنام خدا اور آسکے کلام کے ہووے اُسکے حکم مین نہوئے اور کیونکہ داخل ہوئے حالانکہ وارد ہوئی ہین اُنمین
احادیث اور اخبار صحیحہ صریحہ اور بعض نے کہا ہے کہ مقصے اُن رقا سے کہ پڑھتے ہین اہل عزایم اور مدعیان
تسخیر جن اور لاتے ہین ساتھ امور مشتبہ مرکبہ کے حق و باطل سے اور جمع کرتے ہین ساتھ ذکر خدا اور اسمار اُو
تعالےٰ کے اسمار شیاطین اور استغاثت و بنا و طلب کرتے ہین ساتھ اُنکے اور کہتے ہین جن از جہت علاقہ
عداوت کے کہ بالطبع ساتھ انسان کے رکھتے ہین ساتھ شیاطین کے دوست ہین اور جب پڑھی جاوین
عزایم باسمار شیاطین اجابت کرتے ہین اُسکو اور باہر جاتے اپنی جگہ اور بالجملہ اجماع رکھتے ہین کہ حاصل
اوپر کراہت رقا بغیر کتاب اللہ اور اسما اور صفات اسکی کے اور جاننا چاہیے کہ حاصل مقام وہ ہے کہ قرطبی نے
کہ مشاہیر علماے فقہ اور احادیث سے ہے کہ رقا تین قسم پر ہے ایک وہ کہ رقا کیا جاتا تھا ساتھ اسکے
جاہلیت مین اور معلوم نہین معنے اُسکے پس واجب ہے اجتناب اس قسم سے تا کہ اُسمین شرک
ہووے یا مودی بشرک — دوسری وہ کہ بہ کتاب اللہ اور اسمار اللہ تعالےٰ و تقدس اور یہ جائز
ہے اور اگر کوئی چیز اُس سے ماثور ہووے مستحب ہے تیسری وہ کہ باسمار غیر خدا کے ہووے فرشتہ
یا بندہ صالح معظم مخلوقات مثل عرش کرسی اور یہ قسم واجب ہے اجتناب اس سے اور ترک اُسکا اولیٰ
ہے اور جہت وجود التجا بغیر خدا کے اور اگر متضمن تعظیم مرقی ہو تو بھی لازم اجتناب اُس سے جیسا کہ حلف بغیر خدا کے
عزوجل شیخ عبدالحق دہلوی بخاری قدس سرہ العزیز مدارج النبوۃ مین لکھتے ہین کہ توسل و تمسک ساتھ
دوستان خدا اور آنکے اسمار کے کرتے ہین نہ ساتھ استقلال اور استبداد کے اُسکو قیاس اوپر
حلف بغیر اللہ کے نہ کرنا چاہیے بلکہ اوپر طریق توسل اور تشفیع کے نہ بطریق اشتراک کے جیسا کہ جہال
اور عوام الناس کرتے ہین پس حکم صلوٰۃ کا رکھے اللہم صلی علی محمد و آلہ کما لا یخفی ط ربیع رحمۃ اللہ علیہ
سے نقل ہے کہ کہا پوچھا مین نے امام شافعی کو رقیہ سے کہا لا باس ان یرقی بکتاب اللہ و بما یعرف
من ذکر اللہ یعنے باک نہین کہ افسون کیا جاوے ساتھ اللہ کے اور ساتھ اس چیز کے معروف و مشہور ہے
ذکر اللہ کہا مین نے آیا درست ہے کہ رقیہ کرین اہل کتاب مسلمانان کو کہا البتہ وقتیکہ رقیہ کرین ساتھ
چیز معروف کے کتاب خدا اور ذکر اللہ سے انتہا اور ظاہر وہ ہے کہ مراد بکتاب اللہ قرآن ہووے وگرنہ جو
توریت وغیرہ مین تحریف و تغیر واقع ہوا ہے اعتماد اُسپر نہ کرنا چاہیے تا مگر معلوم ہووے مضمون اُسکا
کہ موافق اور مطابق قرآن ہے امام مالک موطا مین لائے ہین کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا
یہودیہ کو کہ رقیہ کرتی تھی عائشہ رضی اللہ عنہا کو رقیہ کرا تھین بکتاب اللہ اور نووی نے
کہا ہے کہ اختلاف کیا گیا ہے قول مالک مین بیچ رقیہ یہودی اور نصرانی کے مسلم کو اور امام شافعی
بجواز اُسکے قائل ہے اور کہا ہے ابن وہب نے مالک سے کراہت رقیہ بحدیدا ور ملح اور عقد خیط کے

اور وہ جو لکھتے ہیں خاتم سلیمان سے کہانہ تھا وہ عادت ناس سے زمانۂ قدیم میں یعنی بدعت ہے اور یکر وہ منجملہ بیشتر پاپے
لغزش عوام الناس کی اُس سبب سے ہے کہ ان افسونوں باطلہ اور شگونوں جاہلہ کو تاثیرات عجیبہ پاتے ہیں کہ
حیران ہوتے ہیں کہ یہ تاثیر یں ہیں شرعیہ سے کا ہے ظاہر نہیں ہوتیں اور اسی جگہ سے مزلہ ہے انکار اور ورطۂ
حیرت میں پڑتے ہیں جیسا کہ قول زینب امراۃ ابن مسعود سے ظاہر ہوتا ہے کہ کہا میں کیا کروں کہ ابھی میری آنکھ درد سے
نکلی پڑتی تھی فلانے یہودی نے افسون کیا درد فی الفور جاتا رہا اور نہیں جانتے کہ معنی فساد اور بطلان کے وہ ہیں کہ
شارع نے اس سے نہی کیا اور حکمت و فائدہ اُسکا نزدیک شارع کے ہے اور ظاہر یہ ہے کہ مقصود اخراج ورطۂ کفر اور
شرک سے ہے پس وہ لوگ کہ قدم انکا مقام صدق ایمان میں ثابت ہے ارتکاب نہیں کرتے ان امور نامشروعہ کا اگرچہ
سبب ہلاک و زوال حیات فانی کا ہوئے اور جانتے ہیں کہ سعادت ابدی اور حیات باقی امتثال امر شارع میں ہے اور
جنھوں کی مطمح نظر زندگانی دنیا ہے مقام استقامت سے پھسل جاتے ہیں اور ورطۂ کفر و معصیت میں پڑ جاتے ہیں
اَعَاذَنَا اللّٰہ من ذالک ہم سبکو اللہ تعالے پناہ دیوے اس سے اور ہمارے دیار میں ایک افسون
ہے کہ اُسے نسبت بشیخ شرف الدین یحییٰ منیری کے کرتے ہیں کہ لوگ اسپر مفتون و مشغوف ہیں اور چونکہ وہ اسے
منسوب بشیخ موصوف پاتے ہیں زیادہ تر مفتون و والہ ہوتے ہیں اور اسمیں ایسے اسما ہیں کہ متعارف زبان ہنود
کے ہیں اجتناب اُس سے لازم ہے واللّٰہ اعلم بصحتہا اور اللہ خوب جانتا ہے صحت انکی **فصل** رقا آنحضرت سے
ہر باب میں مروی ہیں خصوصاً عین اور حمہ تا آنکہ حدیث میں واقع ہوا ہے کہ افسون کرے چشم زخم اور حمہ
اور نملہ سے یعنی وہ ریش کہ اوپر پہلو کے ظاہر ہوتے ہیں اور حدیث دوسری میں آیا ہے لا رقیۃ الا فی نفس او حمۃ
یعنے نہیں ہے رقیہ مگر چشم زخم اور حمہ میں اور مراد نفس عین ہے یعنی چشم زخم اور ایک روایت میں
و لدغۃ زیادہ کیا ہے اور مراد حمہ نیش زہردار عقرب سے اور مانند اُسکے اور لدغہ ساتھ دانتوں کے کاٹنا
جیسا کہ سانپ اور اُسکے مانند اور مراد حصر مبالغہ ہے تخصیص رقیہ ساتھ ان اشیا کے اسواسطے کہ رقیہ مخصوص
ساتھ ان چیزوں کے نہیں بلکہ جمیع امراض و آلام میں مشروع اور مسنون جیسے کہ تپ اور درد سر اور درد
دندان اور امثال اُنکے ہیں اور فرمایا آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم ان العین حق یعنی چشم زخم اور کام کرنا اُسکا
موجود ثابت ہے نفس الامر میں اور حق تعالے نے یہ خاصیت بعض نفوس میں رکھی ہے کہ جب نظر کرے
کسی چیز کی طرف اور وہ وجہ استحسان کے ضرر پاوے وہ چیز جیسے کہ سحر میں اور فرمایا لو کان شئی
سابق القدر لسبقتہ العین یعنے اگر ہوتی کوئی چیز کہ پیش دستی کرتی اوپر علیہ قضا و قدر پر ہر آئینہ سبقت
کرتی اُسکی عین یہ مبالغہ ہے اُسکی عین میں اور حدیث دوسری میں آیا ہے کہ اکثر مرنا آدمیوں کا بعد از قضا و قدر
الٰہی ساتھ چشم زخم کے ہے اور اکثر علماء دین اسپر ہیں کہ عین حق ہے اور جماعۂ مبتدعہ سے مثل اہل
اعتزال و جو کوئی کہ اُنکے طریق پر چلتا ہے منکر ہوئے ہیں اُسکو اور جو مخبر صادق نے ساتھ اُسکے خبر دی ہے
اعتقاد اُسکا واجب اور انکار اُسکا باطل اور وہ جو کہیں کہ سبب یہ بتقدیر الٰہی ہے چشم زخم کیا اعتبار رکھے

مسئلہ [illegible]

جواب اسکا یہ ہے کہ یہ بھی بہ تقدیر الٰہی ہے اور عین کو تاثیر ذاتی نہیں اور جو کوئی اوپر طریقہ اہل سنت کے ہے کہتا ہے کہ
وہ اسباب عادی سے ہے ساتھ اُن معنوں کے کہ عادت اللہ جاری ہوئی کہ احداث ضرر کرتا ہے نزدیک مقابلہ
شخص ساتھ شخص کے اور نظر کرنا اسکا طرف اسکے اوپر وجہ استحسان کے لیکن وہ کہ ایک چیز چشم عائن سے نکلتی ہے
اور ساتھ معیون کے پہونچتی ہے یقین ساتھ کسی جانب اثبات و نفی اسکی نہ کرنا چاہیے دونوں جانب محتمل ہیں اور
بعضے اہل طبایع نے کہا ہے کہ جواہر لطیفہ غیر مرئیہ منبعث ہوتے ہیں عائن سے اور متصل ہوتے ہیں ساتھ معیون کے
اور آتے ہیں مسامات چشم اسکے میں پس پیدا کرتا ہے باری تعالیٰ ہلاک کو نزدیک اسکے جیسا کہ پیدا کرتا ہے ہلاک
نزدیک پینے زہر کے اور یہ محتمل ہے پس دعوی اسکے یقین کا خطا ہے اور نقل کیا گیا ہے بعض اُنسے کہ منسوب
ساتھ نظر لگانے کے ہوئے ہیں کہتے تھے کہ جب ہم دیکھتے ہیں ایک چیز کو خوش آتی ہے ہمکو پاتے ہیں
ہم ایک حرارت کو باہر آتی ہے آنکھوں سے اور بعضوں نے کہا ہے کہ منبعث ہوتی ہے چشم عائن سے قوت
سمیہ کہ متصل ہوتی ہے ساتھ معیون کے کہ باعث ہلاک اور فساد ہوتی ہے مثل زہر کے کہ افعی سے ساتھ
لدغ کے پہونچتا ہے اور بعض افاعی سے بوساطت نظر زہر پہونچتا ہے اور بالجملہ اوپر مثال تیر کے ایک
چیز عائن سے بجانب معیون روانہ ہوتی اگر کوئی مانع کہ حفظ اور وقایہ اسکا کرے درمیان نہ ہووے
پہونچتی ہے اور کارگر ہوتی ہے اور اگر مانع درمیان ہووے کہ عبارت حرز تعویذ اور دعا سے ہے
اور مانند سپر کے ہے وصول و نفوذ نہیں پاتی اور اگر سپر سخت اور قوی ہو سکتا ہے کہ بھی بجانب عائن
کے عود کرے اوپر مثال تیر کے اور علاج نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاص اس علت چشم زخم
کے لیے تعویذات ہوویں یعنی آیات اور کلمات کہ اُسمین استعاذہ ہے شرور سے مثل معوذتین اور فاتحہ
الکتاب اور آیۃ الکرسی اور کہا ہے کہ بزرگترین رقیون کا قرائت فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور معوذتین کا ہے
اور جملہ تعویذات نبوی سے کہ احادیث صحیحہ میں ثابت ہوا ایک یہ ہے اعوذ بکلمات اللہ التامات
التی لا یجاوزھن بر ولا فاجر و باسماء الحسنی ما علمت منھا وما لم اعلم من شر ما خلق
وما برء ومن شر ما ینزل من السماء وما یعرج فیھا ومن شر ما ذرء فی الارض ومن شر ما یخرج
منھا ومن شر فتن اللیل والنھار ومن شر طارق اللیل والنھار الا طارقا یطرق بخیر یا رحمن
یعنے پناہ لیتا ہوں میں ساتھ کلموں خدا کے کہ پورے ہیں ایسے کہ نہیں تجاوز کرتے نیکوکار اور نہ بدکار سے اور
ساتھ ناموں نیک کے وہ جو جانتا ہوں میں اُنسے اور وہ جو نہیں جانتا میں بدی میں بدی اس
چیز سے کہ پیدا کیا اور وہ چیز کہ بظاہر کیا اور بدی اُس چیز سے کہ اترتی ہے آسمان سے اور وہ چیز کہ
چڑھتا ہے اُسمین اور بدی اُس چیز سے کہ پیدا کی زمین میں اور برائی اس چیز سے کہ نکلتی ہے اُس سے
اور برائی فتنوں رات اور دن سے اور برائی سختیوں اور تاریکیوں رات اور دن سے مگر سختی کہ راہ پاوے
ساتھ نیکی کے اے بخشنے والے اور از انجملہ وہ کلمات کہ اُنسے دفع ہووے چشم زخم کہنا ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ

اور اگر عاین کو ڈرتا ہے ساتھ پہونچنے چشم زخم کے اپنے کو اللّٰھم بارک علیہ کہے چشم زخم دفع کرے
اور حدیث میں آیا ہے کہ عامر بن ربیعہ نے سہل بن حنیف کو دیکھا کہ غسل کرتا ہے اور تھا وہ بہت حسین کہتے ہیں عامر نے
حسن بدن اُسکے سے تعجب کیا اور استحسان اوس کا کیا اور کہا مثل اس پوست کے مردوں اور عورتوں پردہ میں نہیں دیکھا
سہل اُسی وقت سر کے بل گرا اور پڑا زمین پر پس خبر پہونچی آنحضرت کو فرمایا کیا تہمت کرتے ہو کسی کو کہا عامر کو
کہ دیکھا اُسکے بدن کو اور تحسین کیا پس طلب کیا عامر کو اور غصہ فرمایا اُسپر اور کہا کیوں ایذا پہونچاتا ہے ایک
تمہارا اپنے بھائی کو کیوں نہ کہا تونے جس وقت کہ دیکھا اُسے اور تیری نظر میں خوش آیا اللّٰھم
بارک علیہ پس فرمایا دھو اپنا بدن واسطے سہل بن حنیف کے پس دھویا عامر نے اپنا منہ اور
دونوں ہاتھ اپنے مرفقین تک اور گھٹنے اور اطراف پاؤں اور اعضاے تناسل اپنے کو ایک قدح میں پھر
ڈالا اس پانی کو اوپر سہل کے پس پشت سے اُسکے سر پر پس تندرست ہوا اور گیا لوگوں کے ساتھ
گویا کچھ اُسے ضرر نہ تھا اور دھونے اعضا میں کیفیت خاص بیان کی ہے اور مواہب لدنیہ میں ابن کثیر
سے نقل کی ہے کہ نہایہ میں کہا ہے کہ تھی عادت قوم کی جب لاحق ہوتا کسی کو ایک چشم زخم لاتے ایک قدح
پانی عاین پاس پس آتا تھا ساتھ کف دست راست اپنے کے پانی قدح سے اور منہ کرتا پس ڈالتا پانی
قدح میں پھر دھوتا اپنا منہ قدح میں پھر لاتا بائیں ہاتھ کو قدح میں اٹھاتا پانی قدح سے اور ڈالتا داہنے
ہاتھ پر پھر لاتا داہنے ہاتھ کو پانی میں اور ڈالتا بائیں ہاتھ پر پس لاتا دست چپ کو اور ڈالتا پانی قدم مرفق اپنے
پس لاتا دست راست کو اور ڈالتا مرفق الیسر پر پس لاتا دست چپ اور ڈالتا پانی قدم یمنی پر پس لاتا
دست راست کو اور ڈالتا قدم یسری پر پھر لاتا دست چپ اور ڈالتا پانی زانوے راست پر پھر لاتا
دست راست اور ڈالتا زانوے چپ پر پھر دھوتا اعضاے تناسل اپنے اور نہ رکھتا قدح زمین پس ڈالتا
وہ پانی مستعمل اوپر سر معیون کے جانب پس آنکے سے پس تندرست ہوتا تھا باذن خدا انتہی پوشیدہ
نہ رہے کہ ابن کثیر نے عادت قوم ذکر کی اور ظاہر وہ ہے کہ آپ کے پاس بھی یونہیں کرتے تھے واللّٰہ
اعلم اور اوپر ترتیب کے سر آنکھ کا اوس کا نقل نہیں معلوم ہوتا معلوم کرنا چاہیے کہ مراد داخل آزار سے
کیا ہے بعض نے کہا فرج ہے تاویل دوم وہ کہ طرف آزار ہے وہ پہونچی ہو جانب راست سے اور قاضی
عیاض نے کہا کہ مراد جسد اُسکا ہے کہ متصل ہو آزار سے یا موضع آزار جسد سے اور بعضوں نے کہا مراد شرہ ہے
کہ منفذ آزار ہے اور ایک جماعت نے سلف سے روا رکھا ہے کہ آیات قرآن لکھیں اور بیماروں کو پلادیں اور
مجاہد کہتا ہے کہ باک نہیں لکھنے اور دھو کر پلانے مطلق قرآن میں بیماروں کو یا آیات کہ ہونا سبب شفا
یا مشتمل اوپر ذکر اسمار اور صفات کے ہو وسے اور یہی انسب ہے اور ابن عباس سے مروی ہے
کہ ایک عورت درد زہ میں گرفتار تھی فرمایا ایک یا دو آیت قرآن سے لکھیں اور گھولیں اور پلادیں اسے
اور ہم پہلے بھی مذکور ہوا حکایت شیخ ابو القاسم قشیری سے آیات شفا میں سو یہ ان

یعنی کاسب۔ حکایت۔ ابو عبداللہ ساجی سے روایت ہے کہ کہا سفر میں ایک شتر خوش خوب رفتار کے سوار تھا
میں اور درمیان ہمراہیوں ہمارے کے ایک شخص تھا منسوب تھا ساتھ چشم زخم لگانے کے جس چیز پر نظر
استحسان ڈالتا تلف ہوتی ابو عبداللہ ساجی کو کہا شتر اپنے کو اسکے شر سے بچا ساجی نے کہا اسکو میرے شتر
پر قدرت نہیں یہ خبر عائن کو پہونچی منتظر رہتا ساجی اپنی منزل سے کہیں گیا پس عائن آیا اور شتر اسکے میں نگاہ
کی سو شتر مضطرب ہوا اور گر پڑا مثل وحشت کے کر پڑتے ہیں کہا اٹھ ساجی کو خبر کی کہ عائن نے تیرے شتر
کو نظر لگائی اور جو عائن کو دکھایا یہ رقیہ پڑھا بسم اللہ حابس حابس وشہاب قابس
رددت عین العائن علیہ وعلی احب الناس الیہ فارجع البصر هل تری من فطور ثم
ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئا وهو حسیر ساتھ نام خدا کے جو نہ کرتا ہے رکنے والے کا اور
درخت خشک اور پتھر سے چمکنے والے کا رد کیا میں نے چشم زخم نظر لگانے والے کا اوپر اسکے اور اوپر دوست تر اسکی دوستی کی
طرف اسکے پس پھیر آنکھ کو آیا وہ دیکھتا ہے تو کچھ شگاف سے پس پھیر آنکھ کو دوبارہ اوس شگاف سے پھری طرف تیری
آنکھ اس حال میں کہ ذلیل ہے اور وہ منقطع ہو دیکھنے حال سے جب ساجی نے یہ دعا پڑھی فی الفور آنکھ اس
عائن کی نکل پڑی اپنے محل سے اور شتر تندرست ہو کر کھڑا ہو گیا اور یہ بھی رقیوں چشم زخم سے ہے اور
مواہب میں ابن قیم سے منقول ہے کہ کہا اور جملہ علاج عین سے اخفا اور اجتناب ہے اس سے اور ستر
محاسن اس شخص سے کہ ڈرا جاتا ہے نظر اسکی سے ساتھ ایسی چیز کے کہ دور کرے نظر کو جیسا کہ بغوی نے
شرح السنہ میں لایا ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے دیکھا لڑکے خوبصورت کو اور کہا سیاہ کرو نون
اسکا تا اسے چشم زخم نہ پہونچے اور مراد ساتھ نون کے گڑھا ہے کہ زنخدان میں ہوتا ہے لڑکے کے اور
پوشیدہ نہ رہے کہ سیاہ کرنے نون میں کو دل سے ستر جمال اسکا نہیں ہے اور ظاہر وہ ہے کہ یہ بھی ایک سر ہے
کہ خاصیت اسکی دفع ضرر عین کا ہے اور حکم رقیہ کا رکھے واللہ اعلم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھر
میں ام سلمہ کے ایک کنیز کو دیکھا کہ اسپر اثر عین کا ہے اور بعضوں میں یوں آیا ہے کہ ایک جاریہ دیکھی کہ رنگ
اسکے میں صفرت ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے افسون پڑھو اسپر کہ اسے نظر جن ہوئی ہے
اس جگہ سے معلوم ہوا کہ جس طرح آدمی کی نظر ہوتی ہے جن کی بھی ہوتی ہے اور کہا کہ نظر جان تیز تر سنان سے
ہے اور کہا ہے کہ اصابت عین بجہت اعجاب اور استحسان کے ہوتا ہے اگرچہ بغیر حسد ہو اور شے محبت کے اور مرد
صالح سے جیسا کہ عامر بن ربیعہ سے نسبت سہل بن حنیف کی وقوع میں آیا اور اختلاف کیا علما نے وجوب
قصاص اور دیت میں قرطبی نے کہ ایک علما و فقہا اور حدیث سے ہے کہا کہ اگر ہلاک کرے عائن کسی چیز کو ضامن
ہوتا ہے اسکا اور اگر جان سے مارے قصاص یا دیت ہے اسپر اور اگر مکرر واقع ہو کسی شخص سے کہ عادت اسکی
ہووے یا حکم ساحر کا رکھے اور نووی نے روضہ میں کہا ہے کہ نہیں ہے اسپر دیت اور نہ کفارت اس واسطے کہ منضبط اور عام
نہیں یہ کام اور مخصوص بعض ناس سے ہے اور بعض احوال میں اور وقوع اس فعل کا اس سے بخاصیت ہے

اور اصابت کہ وہ آسیب سے تحقق نہیں قتل اور ہلاک اور زوال حیات بیچ اور کلہ ہے حصول کروہ کے ہلاک ہوتا ہے انتہی اور
اقوال مشائخ حنفیہ اس جگہ معلوم نہیں ہوے ملتمس ناظرین سے وہ کہ اگر معلوم کریں الحاق کریں واللہ اعلم اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رقیہ اور دعا فرماتے تھے واسطے جمیع امراض جسمانی کے مثل حمی اور صرع اور صداع
اور ترس اور وحشت اور بیخوابی اور سموم اور ہموم اور آلام اور مصائب اور احزان و اندوہ
اور غم و شدت اور اوجاع بدنی اور درد دندان اور حبس بول اور فواق اور رعاف اور عسر ولادت
اور فقر اور فاقہ اور تمام امراض و آلام اور سائر محن اور بلایا اور شدائد میں اور وہ سب قال اور ادعیہ اور رقا دیگر کتب
احادیث میں مذکور ہیں وہاں سے چاہیے طلب کرنا اور ایسا ہی تعرض بعلاج جسمانی ساتھ ادویہ کے بھی
واقع ہوا ہے اکتفا کر اور انتصارا علی المقصد اس دریان سے ذکر سحر اور حکم اسکا بسبب اشتمال اسکے اوپر قصہ یہود
کے سحر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیچ اور طول کلام اسمیں واقع ہوا **وصل فی اخراج سحر و افسون و**
جادو جادوگردن اور سحر حرام ہے اور کبائر سے باجماع اور کلہ ہے کفر ہوتا ہے اگر اسمیں کوئی قول اور فعل ایسا ہو کہ موجب
کفر ہووے اور تعلیم و تعلم بھی اسکا حرام ہے اور بعضوں نے کہا ہے تعلم سحر اگر بہ نیت دفع سحر کے اپنے سے
ہووے حرام نہیں اور ساحر اگر اسکے سحر میں کفر نہووے تعزیر کیا جاوے اور اگر کفر ہو قتل اور دربارہ قبول
توبہ ساحر اختلاف ہے جیسا کہ زندیق اور زندیق اسے کہیں کہ منکر دین اور نبوت اور حشر و نشر اور قیامت کا
ہووے اور حقیقت سحر میں اختلاف ہے بعضے کہتے کہ مجرد تخییل اور ایہام ہے کچھ حقیقت نہیں رکھتا یعنے جو کچھ کہ
مسحور میں احوال و افعال سے حاصل ہوتا ہے مجرد وہم و خیال ہے بے حقیقت محض اور اختیار ابو جعفر استرآبادی
شافعی اور ابوبکر رازی حنفی اور جماعہ دیگر کا یہی ہے اور نووی نے کہا کہ صحیح وہ ہے کہ اسکو حقیقت ہے اور
جمہور علما اسی پر ہیں اور کتاب اور سنت مشہورہ اسی پر دلالت کرے کذا فی المواہب اور شیخ ابن حجر عسقلانی نے
کہا کہ محل نزاع وہ ہے کہ آیا واقع ہوتا ہے ساتھ سحر کے انقلاب عین اور قلب حقیقت یا نہیں جو کوئی کہتا ہے کہ
وہ تخییل محض ہے منع کرتا ہے اسکو اور جو لوگ کہ قائل اسکی حقیقت کے ہیں اختلاف کیا ہے اسمیں کہ آیا مراد
فقط تاثیر ہے جیسا کہ تغیر دینا مزاج کا بیچ ایک نوع امراض کے ہے یا منتہی ہوتا ہے یا حالہ جیسا کہ جماد حیوان
ہو جاوے یا حیوان جماد اور جمہور قول اول پر ہیں اور بعض کہیں کہ سحر وقوع اور ثبوت نہیں رکھتا اور
یہ سخن باطل اور مکابرہ ہے کہ کتاب اور سنت بخلاف اسکے ناطق اور بعضے کہتے ہیں کہ زیادہ نہیں
تاثیر اسکی اسپر کہ قرآن مجید میں مذکور ہے کہ آیت یفرقون بہ بین المرء و زوجہ
یعنے جدائی ڈالتے ہیں ساتھ اسکے مرد و زن میں اور اگر زیادہ ہوتی البتہ ذکر اسکا قرآن میں اور صحیح
جہتہ عقل و نقل سے وہ ہے کہ واقع ہوتا ہے اکثر اس سے اور آیت دلالت نہیں رکھتی منع زیادت پر غایت
وہ کہ مقصد طرق و وارد ہوئی ہے میں جو واقع تھا یہی تھا پھر زیادہ بھی ہوا ہو لیکن اسنے ذکر نہیں کیا اور سحر
حیل صناعیہ سے ہے کہ حاصل ہوتا ہے ساتھ اعمال و اسباب بطریق اکتساب کے اور اسکا اقسام

خارق عادت سے ساتھ سحر باعتبار ظاہر کے اور اکثر وقوع اہل فسق و فساد سے ہے اور شرا ہے کہ جنبیت ہوو
وطی حرام سے بلکہ ساتھ محارم کے ہو اور اخل ہے ایسا ہی کہا گیا ہے اور کہتے ہیں کہ جہال اور جیسے کہ او پر لاٹھ ساحرون
فرعون کے حرکت کرتے تھے اور موسی علیہ السلام بھی اسکو خیال کرتے تھے سحر نہ تھا بلکہ اعصا مجوف
تھے اور جبال چرم سے محشو ساتھ زیبق کے اور نیچے اسکے آگ افروختہ کی یا آفتاب میں چھوڑا تھا کہ زیبق جو
گرم ہوے جنبش میں آوے اور یہ سخن غریب ہے اور حق تعالے نے اسے چند موضع بسحر یاد فرمایا ہے اور بعض
مواضع میں سحر عظیم اور اسکے کرنے والون کو سحرہ فرمایا پس حمل اسکا اوپر اسکے تمویہ و تخییل کے بعید معلوم
ہوتا ہے مگر وہ کہ مراد بسحر قرآن میں معنی لغوی ہیں یعنی تلبیس اور حمل او پر حقیقت سحر کے ادخل ہے اعجاز موسے
علیہ السلام میں مگر وہ کہ نقل صحیح ثابت ہوا ہو کہ واقع ایسا تھا واللہ اعلم اور نقل ثابت ہوا ہے کہ یہود نے سحر کیا
آنحضرت کو اور تاثیر اسکی ذات جلیل حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ظاہر ہوئی نسیان و تخییل اور ضعف
قوت جماع اور امثال اسکے اور وقوع اس حادثہ کا بعد از رجوع حدیبیہ سے تھا ذی الحجہ آخر سن سادس
میں اور مدت بقا سحر کی ایک قول میں چالیس دن اور ایک روایت میں چھ مہینے اور ایک میں
ایک سال رہا حافظ ابن حجر نے کہا کہ یہ روایت صحیح و معتمد ہے اور غالبا قوت و زور اسکا چالیس دن تھا اور
وجود آثار و بقایا اسکا اول سے آخر تک تا مدت مدید ممتد رہا تا ایک رات پاس حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
عنہا کے تھے دعا فرمائی بہت اور کہا یا عائشہ آگاہ ہی رکھتی ہے تو اسکی کہ فتوی دیا مجھے خدا تعالے نے
جس چیز میں کہ اس سے فتوی طلب کیا میں نے یعنی اجابت کیا وہ جو میں نے سوال کیا اس سے فرمایا
آئے میرے پاس دو مرد اور بیٹھے ایک ان دو سے نزدیک سر میرے کے اور دوسرا نزدیک پاؤن کے
پس کہا ایک نے ان دو مرد میں سے اپنے یار کو کیا حال ہے اس مرد کا اور درد اسکا کیا ہے کہا مطبوب ہے یعنی
مسحور اور طب لغت میں بمعنی سحر مستعمل ہے کہا کہ سحر کیا ہے اس سے لبید بن عاصم یہودی نے کہا کس چیز
میں سحر کیا ہے مشط اور مشاطہ میں اور مشط بالضم شین شانہ اور مشاطہ بالضم ہم وہ کہ بال کہ گرتے ہیں سر اور ریش
سے ساتھ شانہ کرنے سے اور دعا شگوفہ نخل تر میں کہا کہاں رکھا ہے اسکو کہا بیر ذروان میں اور وہ بذال معجمہ
مفتوحہ نام ایک چاہ کا ہے کہ اسمیں پنہان کیا تھا اور ایک روایت میں بیر اروان بالقف اور کہا ہے کہ یہ صحیح تر ہے
پس آنحضرت ساتھ چند اصحاب کے اس چاہ پر تشریف لے گئے اور فرمایا یہی چاہ ہے کہ دکھایا مجھے اور پانی
اسکا سرخ تھا گویا حنا گھولی تھی اور روس اسکے شگوفون کے مثل روس شیاطین پس نکالا اس چاہ سے وہ سحر
ایسا ہی آیا ہے صحیحین میں اور ایک روایت میں بخاری سے آیا ہے کہا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے
کیون فاش نہیں کرتے تم اسکو یا رسول اللہ اور سوال نہیں کرتے انکو جنہون نے یہ کام کیا ہے فرمایا
خوش نہیں رکھتا میں کہ پراگندہ کرون لوگون پر شر خدا تعالے نے مجھے بچا لیا کیا کام کہ فاش
کرون اور شر اٹھاؤن میں اور حدیث ابن عباس میں نزدیک بیہقی کے دلائل النبوۃ میں

بسند ضعیف لایا ہے کہ پایا اسمین ایک وتر کہ اسمین گیارہ گرہ تھین اور نازل ہوا سورۂ فلق اور ناس
ہر آیت کہ پڑھتے تھے ایک گرہ اس سے کھلتی تھی اور ابن سعد ساتھ دوسری سند کے لایا ہے کہ بھیجا
آنحضرت نے حضرت علی اور عمار رضی اللہ عنہما کو پس پایا طلعہ نخل کو کہ اسمین گیارہ گرہ باندھی
تھین اور ایک روایت فتح الباری مین ذکر کیا ہے کہ نیچے اوترا ایک مرد اور پایا طلعہ نخل کو اس مین
تمثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موم سے بناکر اسمین سوئیان چبھا کر اور ڈورا اس مین گیارہ
گرہ لگائین پس نازل ہوے جبرئیل ساتھ معوذتین کے جو آیت کہ پڑھتے تھے ایک گرہ کھل جاتی
تھی اور ہر سوزن کہ کھینچتے تھے درد تسکین پاتا تھا اور راحت پیدا ہوتی تھی اور آیتین ان دونون
سورتون کی بھی گیارہ ہین ہر آیت پر ایک گرہ کھلتی تھی اور بعضے متصوفہ نے کہا ہے کہ سلوک کیا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قضیہ مین مسلک تفویض وتسلیم مین خاص امر پروردگار کو اور صبر کیا
طلب اجر مین اس بلا پر اور جب تمادی کی اس عارضہ نے ڈرے ضعف طاعت اور تمشیت امر دعوت
اور ابلاغ اسکے سے کہ مبادا قصور اور فتور واقع ہو توجہ کی بجناب الٰہی اور دعا پس اشارہ پایا ساتھ
تداوی اور معالجہ کے ساتھ علاج حسی اور روحانی کے روحانی خود یہ تھا کہ منزل ہوئین آپ پر
معوذتین اور حسی وہ تھا کہ حجامت سر فرمایا اور صاحب سفر السعادت نے کہا ہے کہ جو کوئی دین
اور ایمان سے خط نہ رکھے یہ بات کہے کہ حجامت ایک قسم ہے استفراغ سے ساتھ علاج
سحر کے کیا مناسبت رکھے اور اسسے دفع کیونکر کرے اس علاج کا انکار کرتا ہے —
جواب دینا چاہیے کہ اگر کہتا بقراط مثل جالینوس اور ارسطاطالیس نقل کرتے البتہ انکار
نکرتے یعنے کہتے جو انھون نے حکم کیا ہے لابد بے وجہ اور حکمت نہوگا یہ بات فعل آنحضرت صلعم
مین اولی اور انسب ہے بعد ازان اشارہ کرتا ہے ساتھ معقولیت حکمت کے نفع حجامت مین
بیچ دفع سحر کے اور کہتا ہے جو مادۂ سحر کا بسر مبارک پہونچا تھا یعنے قوی دماغیہ مین تاثیر
کی تھی ایسا تخیل تھا کہ چیز کردہ نہ کردہ اور چیز نہ کردہ کردہ متخیل ہوتی تھی اور یہ تصرف ہے
ساحر سے طبیعت اور مادہ دموی مین تا اس مادہ نے اوپر بطن مقدم دماغ کے غلبہ کیا
اور مزاج اسکا طبیعت اصلی سے پھرا اسواسطے کہ سحر مرکب ہے تاثیر ارواح خبیثہ جن اور شیاطین
سے اور خباثت نفوس بشری اور انفعال قوی طبیعیہ بدنیہ کا ان تاثیرات سے یعنے جو تاثیر
سحر کی بدن اور روح حیوانی مین ہے کہ مادۂ اسکا دموی ہے کہ بعد انضمام اسکے تجویف قلب مین
ایک بخار لطیف بلون دماغ مین متصاعد ہوکر حامل قوای دماغیہ کا ہوتا ہے اور ساتھ تاثیر اور تصرف
سحر کے مزاج اسکا محل تقرر اور خارج طبیعت اصلی سے ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ استعمال حجامت
اس محل مین کہ ساتھ سحر کے متضرر ہوا ہو غایت حکمت اور نہایت حسن معالجہ ہو اور بعض متعبد نے

کیا ہو وقوع تاثیر سحر کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اور گمان لیگئے ہین کہ یہ موجب انحطاط علو مرتب
شریف حضرت اور موجب تشکیک کا نبوت مین ہوا اور جو چیز ہو وے اس طرف ہووے باطل ہے اور موجب
عدم وثوق بشریعت ہو اسواسطے کہ احتمال رکھے اس قدر پر کہ تخییل کرتے ہون کہ مین جبرئیل کو دیکھتا
ہون اور حقیقت مین وہ جبرئیل نہووے اور خیال فرماتے ہون کہ وحی کیا گیا ہو اور واقع مین ایسا نہوا اور
تاثیر سحر ناقصون مین ہوتی ہے نہ ارباب کمال مین اور یہ سخن مردود ہے اسواسطے کہ برہان قائم ہوا ہے اوپر
اوپر صدق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعوی نبوت مین اور وہ جو پہونچایا جانب خدا سے عز وجل
سے اور اوپر عصمت حضرت کے تبلیغ مین معجزات باہرہ شاہد ہین اور وہ جو متعلق ہے ساتھ بعض امور دنیویہ
کے کہ بعثت اور رسالت حضرت کی اسواسطے نہین اگر امراض بدنیہ سے کہ لوازم بشریہ سے ہین کوئی چیز
لاحق اور عارض ہو مخل عصمت امور دین مین نہین ہوسکتی اور بالجملہ وہ جو حضار آنحضرت سے منقول ہین
اسمین کچھ خلاف اور اختلاف واقع نہین کہ موجب منقصت کا ہووے بلکہ ظہور تاثیر سحر کا حضرت
مین دلائل ثبوت حضرتؐ سے ہے اور دال اُنکے صدق پر اسواسطے کہ کفار انھین ساحر کہتے تھے اور
امور مقررہ سے ہے کہ سحر ساحرین تاثیر نہین کرتا اور اظہار تاثیر سحر کا حضرت مین واسطے حکمت اور مصلحت
کے ہے اور قول اُنکا کہ تاثیر سحر مخصوص ساتھ ناقصون کے ہے یہ قول کلی نہین شاید کہ کاملون مین بھی
واسطے کسی مصلحت اور حکمت کے ظاہر ہووے اور احادیث صحیحہ اسباب مین وارد ہین کہ قابل انکار
نہین واللہ اعلم اور جاننا چاہیے کہ رقی اور تعویذات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت ہین استیفا انکا
احاطۂ تحریر سے خارج ہے جن امراض کے ساتھ ابتلا کثیر الوقوع ہے اور رقی اور تعویذات ان مین
اشہر واکثر ہین تیمناً اور تبرکاً مذکور ہوتے ہین وباللہ التوفیق ازانجملہ رقیہ یمین ہے اور رقیہ اسکے
بھی بہت ہین اور بزرگترین رقیون کا اسلیے اور تمام بلاؤن اور امراض وآفات کی قرأت سورۂ فاتحہ
اور معوذتین اور آیت الکرسی ہے اور یہ دعا کہ اذہب الباس رب الناس واشف انت
الشافی لا شفاء الا شفاءک شفاء لا یغادر سقما یہ دعوت حضرت سے تھی جمیع
امراض آلام اور اوجاع کے لیے اور ازانجملہ اعوذ بکلمات اللہ التامات من غضبہ و
عقابہ و شر عبادہ ومن ہمزات الشیطن وان یحضرون اللہم انی
اعوذ بوجہک الکریم بکلماتک التامات من شر ما انت اخذ بناصیتہا اللہم
انت تکشف المأثم والمغرم اللہم انہ لا یہزم جندک ولا یخلف وعدک سبحانک و
بحمدک اور ازانجملہ اعوذ بوجہ اللہ العظیم الذی لیس شی اعظم منہ بکلمات اللہ التامات التی

لا یجاوزھن بر ولا فاجر و باسماء اللہ الحسنیٰ ما علمت منھا وما لم اعلم من شر ما خلق وما ذرأ وما برأ من شر کل شر لا اطیق شرہ ومن شر کل ذی شر ربی اخذ بناصیتھا ان ربی علی صراط مستقیم اور ازانجملہ یہ ہے
اللھم انی علیک توکلت وانت رب العرش العظیم ما شاء اللہ کان وما لم یشا لم یکن ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
اعلم ان اللہ علیٰ کل شیء قدیر وان اللہ قد احاط بکل شیء علما واحصیٰ کل شیء عددا اللھم انی اعوذبک من شر نفسی ومن شر شیطٰن وشرکہ ومن کل دابۃ انت اخذ بناصیتھا ان ربی علیٰ صراط مستقیم اور ازانجملہ
تحصنت بالذی لا الٰہ الا ھو الحی الٰہ کل شیء اعتصمت بہ وھو ربی ورب کل شیء وتوکلت علی الحی الذی لا یموت واستدفعت الشر بلا حول ولا قوۃ الا باللہ حسبی اللہ ونعم الوکیل حسبی الرب من العباد حسبی الخالق من المخلوقات حسبی الرازق من المرزوقات حسبی الذی ھو حسبی حسبی الذی بیدہ ملکوت کل شیء وھو یجیر ولا یجار علیہ حسبی اللہ وکفیٰ سمع اللہ لمن دعا لیس وراء اللہ مرمی حسبی اللہ لا الٰہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم اور کہا ہے کوئی ان دعوات کو تجربہ کرے بزرگی اور قدر جانے اور ازانجملہ رقیہ جبرئیل علیہ السلام ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رقیہ کیا صحیح مسلم میں روایت ہے بسم اللہ ارقیک من کل شیء یوذیک من شر کل نفس او عین حاسد اللہ یشفیک بسم اللہ ارقیک رقیہ وجع جسم صحیح مسلم میں عثمان بن ابی العاص سے آیا ہے کہ انہوں نے شکوہ کیا پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درد کا پاتا تھا اپنے تن میں جب سے پھر جبکہ اسلام لایا کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھ اپنا ہاتھ اس جگہ پر کہ درد کرتی ہے بدن تیرے سے اور کہہ بسم اللہ تین مرتبہ اور کہہ سات مرتبہ اعوذ بعزۃ اللہ وقدرتہ من شر ما اجد واحاذر رقیہ بیخوابی شکوہ کیا خالد نے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کہا یا رسول اللہ نیند نہیں آتی مجکو رات کو پس کہا آنحضرت نے جب آوے تو جائے خواب میں اللھم رب السمٰوٰت السبع وما اظلت ورب الارضین وما اقلت ورب الشیٰطین وما اضلت کن لی جارا من شر خلقک کلھم جمیعا ان یفرط علی احد منھم وان یطغیٰ عز جارک وجل ثناءک ولا الٰہ غیرک رقیہ دفع الکرب اللھم لا الٰہ الا اللہ العظیم الحلیم لا الٰہ الا اللہ رب العرش العظیم لا الٰہ الا اللہ رب السمٰوٰت والارض رب العرش الکریم روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور روایت کیا ہے ابوداؤد نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دعوات المکروب اللھم رحمتک ارجو فلا تکلنی الیٰ نفسی طرفۃ عین واصلح لی شانی کلہ لا الٰہ الا انت اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے ابن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں پہنچتا کسی کو اندوہ اور غم اگر

[illegible]

اللھم انی عبدک وابن عبدک وابن امتک ناصیتی بیدک ماضٍ فی حکمک عدلٌ فی قضاءک اسئلک بکل اسم هو لک سمیت به نفسک او انزلته فی کتابک او علمته احدًا من خلقک او استاثرت به فی علم الغیب عندک ان تجعل القرآن العظیم ربیع قلبی ونور بصری وجلاء حزنی وذھاب ھمی اور ابن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کوئی لازم پکڑے استغفار کو گردانے خدا تعالی اسکے لیے ہر ہم سے مخرج اور ہر ضیق سے مخرج اور رزق دیوے اسکو اس جگہ سے کہ گمان نہین رکھتا اور بھی ابن عباس سے آیا ہے کہ کہا جسکو کہ ہووین ہم کثیرہ لاحق ہون چاہیے کہ بہت کہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور صحیحین مین آیا ہے کہ ایک خزانہ ہے خزانون بہشت سے اور ترمذی لایا ہے کہ وہ ایک باب ہے ابواب جنت سے اور بعض آثار مین آیا ہے کہ نہین اترتا کوئی فرشتہ آسمان سے اور نہین جاتا مگر ساتھ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کے اور مشائخ نے کہا کہ نہین کوئی چیز اعوان اور اچھی اس کلمہ سے اور آیا ہے کہ جو کوئی پڑھی آیۃ الکرسی اور خواتیم سورۂ بقرہ نزدیک کرب کے فریادرسی کرے اسکی خدا تعالی اور حدیث سعد بن ابی وقاص مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بدرستی البتہ جانتا ہون مین ایک کلمہ کہ نہ کہے اسکو مکروہ مکر یہ کہ کشایش دیوے اسکے لیے حق تعالی اور وہ کلمہ از آن برادرم یونس علیہ السلام ہے کہ ندا کی ظلمات مین اور کہا لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین نہین کوئی معبود مگر تو پاکی یاد کرتا ہون مین تجھے بدرستی کہ ہوا مین ظلم کرنے والون سے اور ترمذی کی نزدیک آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا نکرے ساتھ اسکے مرد مسلمان ہرگز کسی چیز مین مگر استجابت کیجاوے ہر دعا اسکی اور ایک روایت مین آیا ہے واسئلک تمام العافیۃ واسئلک دوام العافیۃ واسئلک الغنی عن الناس ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور مانگتا ہون مین تجھسے پوری عافیت اور مانگتا ہون مین تجھسے ہمیشگی کی عافیت اور مانگتا ہون مین تجھسے شکر اوپر عافیت کا اور مانگتا ہون مین تجھسے بے نیازی لوگون سے اور نہین بازگشت اور نہ قوت مگر ساتھ اللہ برتر بزرگ کے رقیہ قبر روایت ہے ابن عمر سے کہ آیا ایک مرد پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کہا یا رسول اللہ پشت دی ہے مجھے پھیر دنیا نے مجھسے فرمایا تو کہان ہے صلوۃ ملائکہ اور تسبیح خلایق کہ بسبب اسکی رزق دیا جاتا ہے انکو نزدیک طلوع فجر کے سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ پاک و منزہ جانتا ہون مین خدا بزرگ کو اور ساتھ حمد اسکی کے طلب مغفرت کرتا ہون مین اللہ سے آوے تیرے پاس دنیا خوار اور رام پس گیا وہ مرد اور درنگ کیا ایک مدت اور پھر آیا اور کہا یا رسول اللہ

[illegible]

متوجہ ہوئی دنیا میری طرف وہ جانو نہیں کہ کہاں کہوں آتی ہے اور اس کلمہ کو سلسلہ کبریہ یعنی نجم الدین کبریٰ میں رہبان
صفت اور فرض فجر کے پڑھتے ہیں اور اگر ضم کریں اسکے ساتھ لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے سبب
مغفرت سے تو بہتر ہوگا اور یہ سبب سنت ہر کار ہے اسواسطے کہ ماضی ہو جب تنگی رزق اور ہم و غم کو ہے جیسا کہ گذرا اور
اس جگہ ایک وظیفہ کہ اسکا کہا مشائخ نام ہے اور مجرب ہے کہ بعد اسلام نماز جمعہ کے پہلے اس سے کہ پھیرے پانون اپنے اس وضع سے کے
تشہد میں کے ہیں فاتحۃ الکتاب سات مرتبہ اور قل ھو اللہ سات مرتبہ اور قل اعوذ برب الفلق سات بار اور قل اعوذ برب الناس
سات مرتبہ اس قدر حدیث میں واقع ہوا ہے واسطے غفران اگلے پچھلے گناہوں کے اور مشائخ بعد از ان اس دعا کو پڑھتے ہیں کہ آنا
میں آیا ہے سات بار اللھم یا اللہ یا غنی یا حمید یا مبدی یا معید یا رحیم یا ودود اغننی بحلالک عن حرامک
وبطاعتک عن معصیتک وبفضلک عمن سواک رقیہ اطفاء حریق طبرانی اور ابن عساکر نے روایت
کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اذا رأیتم الحریق فکبروا فان التکبیر تطفئہ یعنی جب دیکھو
تم آگ لگی ہوئی پس تکبیر کہو تم پس بدرستی کہ تکبیر بجھاتی ہے آگ کو مجرب ہے اور وجہ بجھانے تکبیر میں حریق کو یہ
بیان کیا ہے کہ نار مادہ شیطان ہے کہ پیدا کیا گیا ہے اس سے اور ہے اسمیں فساد عام کہ مناسبت شیطان اور
اسکے فعل کا ہے اور آتش بالطبع چاہتی ہے علو اور فساد کو اور شیطان ہلاک بنی آدم کو پس آتش اور شیطان
ہر ایک چاہتے ہیں زمین میں فساد کو اور کبریائی حق تعالیٰ قمع کرتی ہے شیطان اور اسکے فعل کو پس اسی جہت سے
تکبیر کو اثر ہے اطفاء حریق میں اور نہیں قائم و ثابت اور رہتی کبریائی حق کی کوئی چیز پس جب کہے تکبیر مسلم اپنے
پروردگار کو اطفا کرتا ہے نار کو رقیۃ الصرع کہا ہے کہ صرع ایک تصرف ارواح خبیثہ ارضیہ سے ہے اور دوسرا
اخلاط ردیہ سے اس قسم ثانی میں اطبا نے تکلم کیا ہے لیکن علاج کا ارواح خبیثہ سے ساتھ رقیوں کے ہوتا ہے
اور معالجہ اسکا محاربہ ہے اور محارب کو ضرور ہے کہ سلاح اسکی ثابت اور سالم اور بازو اسکے قوی ہوں یہاں تک
کہ بعض معالجین سے وہ تھا کہ اکتفا کیا بقول اخرج منہ کرتا تھا بقول بسم اللہ یا بقول لا حول ولا قوۃ
الا باللہ اور تھے آنحضرتؐ کہ کہتے تھے اخرج عدو اللہ انا رسول اللہ یعنے نکل دشمن خدا کے میں رسول اللہ کا ہوں
اور بعض معالجہ کرتے تھے ساتھ آیۃ الکرسی کے اور امر کرتے تھے مصروع کو ساتھ کثرت آیۃ الکرسی اور معوذتین کے
اور بعض نے پڑھنا محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار آخر سورہ یعنی محمدؐ فرستادہ خدا
ہیں اور جو لوگ انکے ساتھ ہیں اوپر کفار کے اور یا سوگند ساتھ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفع میں تجربہ
کیا ہے رقیہ صداع روایت کیا ہے حمیدی نے طب میں یونس نے یعقوب سے اور اوسنے عبد اللہ سے
کہا تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ تعوذ فرماتے تھے صداع سے ساتھ قول اپنے کے کہ بسم اللہ
الرحمن الرحیم بسم اللہ الکبیر اعوذ باللہ العظیم من شر کل عرق نعار ومن شر حر النار
یعنے ساتھ نام خدا کے کہ روزی دہندہ اور بخشندہ ہے اور ساتھ نام اللہ بزرگ کے اور پناہ لیتا ہوں میں ساتھ
نام خدائے بزرگ کے بدی ہر رگ جوشندہ اور بدی گرمی آتش سے رقیہ وجع الضرس بیہقی لایا ہے

کہ عبد اللہ بن رواحہ نے شکوہ کیا نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درد دندان کا پس رکھا دست مبارک اپنا حضرتؐ نے رخسار اُسکے پر جسطرف درد تھا اور کہا سات بار اللھم اذھب عنہ وسوء ما یجد بخشہ بدعوۃ نبیک المکین المبارک عندک یعنی یا اللہ دور کر اُس سے بُرائی اُس چیز کہ پاتا ہے اور سختی اُسکی ساتھ دعا اور پکارنے پیغمبر اپنے کے کہ صاحب منزلت اور مرتبت ہے برکت دیا گیا نزدیک تیرے پس شفا دی اُسے خدا نے نے پہلے جانے حضرتؐ سے اور روایت کیا ہے حمید نے کہ فاطمہ زہرا علیہا السلام آئیں حضرتؐ پاس اس حال میں کہ شکایت کرتی تھیں درد سے کہ پاتی تھیں اپنے دندان میں پس لگائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبابہ یعنی انگلی کو اور رکھا اوپر سن موجعہ کے اور کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم وباللہ اسئلک بعزتک وجلالک وقدرتک علی کل شیٔ فان مریم لم تلد غیر عیسٰی من روحک وکلمتک ان تکشف ما تلقی فاطمۃ بنت خدیجہ من الضر کلہ پس آرام پایا اُس درد سے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رکھتی تھیں اور سوا اس میں کہا ہے کہ نوادر اعمال سے کہ شایع اور ذایع ہے ہمارے شیخ محب طبری نام مقام الخلیل سے کہ میں نے دیکھا ہے اسکو کہ کیا بار ہا اور رکھا اپنا ہاتھ اوپر سر اُس شخص کے کہ درد کرتا تھا دانت اُسکا اور پوچھا اُسنے نام اُسکا اور اُسکی ماں کا اور پوچھا چند مدت چاہتا ہے کہ دانت تیرا درد نہ کرے پانچ یا سات یا نو سال بعد وطاق پس اُٹھاتا ہاتھ اپنا مگر وہ کہ ساکن ہوتا درد اُسکا اور بکثرت کرتا مدت مذکورہ مقدرہ تک درد نہ کرتا اور یہ امر شایع اور مشتہر ہوا اُس سے لیکن کوئی دعا نہیں ذکر نہیں کی ظاہر ایسی دعا ماثورہ مذکور ہوگی یا توجہ کرتا تھا اور پیش خود کوئی دعا پڑھتا تھا واللہ اعلم اور کہا صاحب اہتیٰ نے وہ جو تجربہ کیا گیا ہے وہ ہے کہ لکھے جس رخسار کیطرف درد ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم قل ھو الذی انشاکم وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ قلیلا ما تشکرون اور اگر چاہے یہ لکھے ولہ ما سکن فی اللیل والنہار وھو السمیع العلیم

رقیۃ حصر البول روایت کیا ہے نسائی نے ابی الدرداء سے کہ آیا اُنکے پاس ایک مرد اور کہا کہ میرے باپ کا پیشاب بند ہوگیا ہے اور پہونچا ہے اُسکو حصاۃ البول پس تعلیم کیا ہے اُسے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے رقیہ کہ سنا تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ربنا الذی فی السماء تقدس اسمک امرک فی السماء والارض کما رحمتک فی السماء فاجعل رحمتک فی الارض واغفر لنا ذنوبنا وخطایانا انت رب الطیبین فانزل شفاء من شفائک ورحمۃ من رحمتک علی ھذا الوجع فیبرء اور امر کیا اُسکو کہ رقیہ کرے ساتھ اس دعا کے پس رقیہ کیا اُسکے ساتھ اور تندرست ہوا اور یہ رقیہ شکایت عام میں کہ ہر مرض کیواسطے کریں یہی آیا ہے حدیث ابی الدرداء سے رقیۃ الحمی روایت کیا ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ کہا آئی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہ صدیقہ

[illegible]

پاس اور وہ دشنام دیتی تھیں تب کو فرمایا آنحضرت صلعم نے دشنام نہ دو تپ کو کہ وہ موذی ہے ولیکن اگر چاہو تم سکھاؤں میں تمکو کلمات کہ جب کہو تم اُن کلمات کو لیجا وے خدا تعالے کھتے تمہارے سے پس سکھائی اُنکو وہ کلمات اور فرمایا کہ اللھم ارحم جلدے الرقیق وعظمی الدقیق من شدۃ الحریق یا ام ملدم ان کنت امنت باللہ العظیم فلا تصدع الراس ولا تنتن الفم ولا تاکل اللحم ولا تشرب الدم وتحولی عنی الی امن اتخذ مع اللہ الھا اخر عائشہؓ کہتی ہیں کہا میں نے اُن کلمات کو کہ سکھایا مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس گئی تپ مجھسے صاحب مواہب کہتا ہے مجرب ہے یہ رقیہ جیسا کہ دیکھا میں نے بخط شیخ اپنے کے اور لفظ اُسکے یہ ہیں اللھم ارحم عظمی الدقیق وجلدی الرقیق واعوذ بک من فورۃ الحریق یا ام ملدم ان کنت امنت باللہ والیوم الاخر فلا تاکلی اللحم ولا تشربی الدم ولا تفوری علی الفم وانتقلی الی من یزعم ان مع اللہ الھا اخر فانی اشھد ان لا الہ الا اللہ محمدا عبدہ ورسولہ حمی ثلثہ کے جیسا کہ ذکر کیا ہے صاحب لمعات نے او پر تین پارہ کاغذ باریک کے بسم اللہ فرت بسم اللہ مرت بسم اللہ قلت طا ادویے مرروز ایک رق کو اوڑا ڈالے اُسے منہ میں اور نگلجاوے ساتھ پانی کے اور لکھنے قرآن اور اُسکے پینے میں واسطے شفا کے سلف سے رخصت ہے جیسا کہ گذرا اور ابن الحاج سے مدخل میں نقل ہے کہ شیخ ابو محمد جریانی ہمیشہ لکھتے تھے اوپر پارہ کاغذ کے واسطے تپ وغیرہ کے اور رکھ چھوڑتے تھے ایک گوشہ میں پس جسکو ہوتا تھا کچھ لیتا ایک پارہ اس سے اور استعمال کرتا اور شفا پاتا ساتھ اذن حق جل وعلا کے اور آمین یہ دعا لکھتے تھے ازلی لم یزل ولا یزال یزیل الزوال وھو لا یزال ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وننزل من القران ما ھو شفاء ورحمۃ للمؤمنین رقیہ خراج صاحب دلائل المعانی ذکر ہے کہ لکھی جاوے اُسپر یہ آیت ویسئلونک عن الجبال فقل ینسفھا ربی نسفا فیذرھا قاعا صفصفا لا تری فیھا عوجا ولا امتا مجرب ہے رقیہ عسر ولادت اور اس چیز سے کہ مجرب ہے عسر ولادت ایک چیز ہے کہ روایت کی گئی ہے عبد اللہ بن امام احمد بن حنبل سے کہا دیکھا میں نے اپنے باپ کو لکھتے تھے اُس وقت کہ دشوار ہو کسی عورت پر ولادت جام سفید یا چیز لطیف میں حدیث ابن عباس لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش العظیم الحمد للہ رب العالمین کانھم یوم یرون ما یوعدون لم یلبثوا الا عشیۃ او ضحھا

نہین کوئی معبود مگر خدا بزرگ و بخشندہ۔ منزہ اور پاک ہے خدا پروردگار عرش بزرگ کا شکر اور سپاس ہی خدا کو کہ پروردگار ہے
عالم کے لوگون کا گویا وہ جب کہ دیکھینگے وہ چیز کہ وعدہ دیئے گئے ہین نہ درنگ کی تھی مگر وقت عشا یا چاشت
اسکی مثال اسکے کہا کہ خبر دی ہمکو ابو بکر مروزی نے کہ آیا امام احمد پاس ایک مرد اور کہا یا ابا عبداللہ لکھدو کوئی چیز ایک عورت کے
لیے کہ سخت ہوئی ہے اسپر ولادت بہت دنون سے کہا کہ اسکو لائے جام وسیع اور زعفران کہا خلال نے دیکھا مین نے
اسکو لکھا تھا بہتون کے لیے اور مثل ہین کہا ہے کہ لکھے کورے باسن مین اخرج ایہا الولد من بطن ضیقة
الی سعة هذه الدنیا اخرج بقدرة الله الذی جعلک فی قرار مکین الی قدر معلوم انزلنا
هذا القرآن علی الرایة الی آخر سورہ وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنین
پیوے اسکو عورت اور چھڑکے اپنے منہ پر کہا شیخ جرجانی نے لیا ہے یہ رقیہ بعضے بزرگون نے اور لکھا ہے اسکو
کسی کے لیے مگر وہ گرفتاری پائے اسی دم اور روایت کیا گیا ہے ابن عباس سے کہا گذرے عیسی علیہ السلام
اوپر ایک عورت کے حال آنکہ معترض زمین پر پڑی تھی اور بچہ اسکے پیٹ مین پس کہا اس عورت نے اے
روح اللہ دعا کر میرے لیے کہ چھٹکارا دے خدا مجھے اس محنت سے کہ مین اسمین گرفتار ہون پس کہا
عیسی علیہ السلام نے یا خالق النفس من النفس ویا مخلص النفس من النفس ویا مخرج النفس من النفس خلصہا
یعنی اے پیدا کرنے والے نفس کے اور چھڑانے والے نفس کے نفس سے اور اے برآرندہ نفس
کے نفس سے رہائی دے اسے پس ڈالا اس نے ولد کو اور اٹھی کہا شیخ جرجانی نے جسکی عورت پر
دشوار ہو ولادت لکھے اسکے لیے رقیہ رعاف اور اس چیز سے کہ تجربہ کیا گیا ہے رعاف کے لیے وہ کہ
لکھا جائے لہو سے پیشانی مرعوف پر وقیل یا ارض ابلعی ماءک ویا سماء اقلعی وغیض الماء وقضی الامر
یعنی اور کہا گیا اے زمین نگل جا پانی اپنا اور اے آسمان تھم جا اور کم کیا گیا پانی اور جاری کیا گیا حکم۔ اور جائز نہین
کتابت اسکی ساتھ خون راعف کے جیسا کہ بعضے جہال کرتے ہین اسواسطے کہ خون نجس ہے پس نہین جائز
کہ لکھا جاوے ساتھ اسکے کلام اللہ رقیہ واسطے ہر درد و بلا کے ابان بن عثمان انھون نے اپنے باپ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کہا سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے جو کوئی
کہے بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شئ فی الارض ولا فی السماء وهو السمیع العلیم
بنام خدا ایسا خدا کہ نہین ضرر کرتی ساتھ اسکے کوئی چیز نہ زمین مین اور نہ آسمان مین اور وہ سننے والا جاننے والا ہے
تین بار وقت شام کے نہ پہونچی اسے کوئی بلا ناگہانی صبح تک اور اگر صبح کو کہے نہ پہونچے شام تک کہا راوی نے
پس پہونچا ابان بن عثمان کو فالج پس نظر کیا اسمین جسنے کہ سنی تھی یہ حدیث بطریق تعجب اور انکار پس کہا
ابان نے کیا دیکھتا ہے تو میری طرف بخدا سوگند دروغ نہین باندھا مین نے عثمان پر اور نہ دروغ باندھا
ہے عثمان نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر و لیکن آج جس حالت مین کہ مین گرفتار ہون بسبب
عصیان کے کہ فراموش کیا مین نے پڑھنا اسکا۔ روایت کیا اسے ابوداؤد اور ترمذی نے اور کہا

عسل مسہل ہے پس کیونکر کہا جاوے کہ وہ دافع اسہال ہے اور جواب دیا گیا ہے کہ یہ سخن اُسکے قائل سے صادر بجہل ہوا ہے اور مصداق
بل کذبو بما لم یحیطوا بعلمہ کا ہے اسواسطے کہ اتفاق رکھتے ہین اطبا کہ مرض اسہال مختلف ہوتا ہے علاج
اسکا باختلاف سن اور عادت اور زمان اور غذائی مالوف اور تدبیر اور قوت طبیعت کے اور اسہال کبھی حادث
ہوتا ہے ناگوار ہی طعام سے کہ ناشی ہوتا ہے سوء ہضمی سے اور اتفاق رکھتے ہین کہ علاج اسکا چھوڑنا طبیعت کا اُسکے فعل
پر ہے پس اگر محتاج ہو طرف مسہل کے امداد اور اعانت کیا جاوے اُسپر اگر علیل مین قوت ہے پس گویا یہ مراد استطلاق
اسکے بطن کا شاید بدہضمی سے ہو پس امر کیا اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باستعمال عسل واسطے
دفع فضول کے کہ جمع ہوئی تھی نواحی معدہ مین اخلاط لزج سے کہ منع کرتے تھے استقرار غذا کو اور معدہ
مین ریشے اور پرزے ہین جب لپٹ جاتے ہین انمین اخلاط لزج فاسد کرتے ہین معدہ کو اور اُس غذا کو کہ
واصل معدہ ہو پس دوا اُسکی باستعمال شئ جالی چاہیے کہ پاک کرے معدہ کو اخلاط سے اور نہین کوئی چیز
نافع تر اس باب مین عسل سے خصوصاً اگرچہ آمیختہ ہو ساتھ پانی گرم کے اور مکرر امر مین ساتھ پلانے شہد کے ایک
نکتہ لطیف ہے اسواسطے کہ دوا چاہیے کہ اندازہ اور کمیت مین حسب حال مرض کے ہووے تا اگر اُس سے
قاصر آوے بکلی مرض کو زائل نکرے اور اگر زیادہ آوے قوی کو ساقط کرے اور مرض کو زیادہ اور ضرر دوسرا
پیدا کرے اور جو ہر نوبت مین آتنا شہد دیا گیا وہ مرض سے مقاومت کرے لاجرم اسہال زیادہ ہوا اور امر با
زیادہ پلانے عسل کے فرماتے تھے تا بقدر حاجت پہونچا اسی جہت سے فرمایا صدق اللہ وکذب بطن اخیک
اور یہ عبارت ہے کثرت مادہ فاسدہ سے اور سبب آخر مین اس قدر دیا اخراج مادہ اور دفع مین کافی اور وافی تھا
نفع اسکا ظاہر ہوا پس قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کذب بطن اخیک مین اشارہ ہے ساتھ
اسکے کہ یہ دوا نافع ہی تھا یہ جہت قصور دوا شفا مین نہین بلکہ از جہت کثرت مادہ فاسدہ کے ہے پس
اسی جہت سے امر کیا باعادہ شرب عسل کے واسطے استفراغ کے اور بعضون نے کہا ہے کہ عسل کبھی جریان کرتا ہے
بسرعت طرف عروق کے اور نفوذ کرتا ہے اسکے ساتھ اکثر غذا اور ادرار بول کرتا ہے سو پس قبض کرتا ہے اور کبھی باقی
رہتا ہے معدہ مین پس برانگیختہ کرتا ہے اور تہییج معدہ کو تا آنکہ دفع کرتا ہے طعام کو اور اسہال
دیتا ہے بطن کو پس انکار وصف عسل کا باسہال قصور جاہل منکر ہے اور بعضون نے کہا ہے
کہ وصف کرنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیچ عسل کے واسطے اس امر کے چار قول ہین ایک حمل
کرنا آیت کا عموم پر شفا مین اور ساتھ اسکے اشارہ کیا آنحضرت صلعم نے اپنے قول مین صدق اللہ سے راست
فرمایا اللہ نے اپنے قول مین وفیہ شفاء للناس یعنی شہد سے شفا ہووے لوگون
کے لیے پس آگاہ کیا اس حکمت پر اور تلقی بقبول کیا اُسکو پس شفا دیا گیا باذن اللہ
ثانی وہ کہ وصف مذکور بنا بر الف عادت اُسکے تھا نہ ادنی اعسل مین اندر سب امراض کے ثالث
وہ کہ اسہال بسبب ہیضہ تھا جیسا کہ گذرا۔ رابع وہ کہ محتمل ہے کہ امر باستعمال عسل تھا

بیشتر از شہر اسلیا سواسطے کہ وہ غلیظ بلغم کو بیاں کرتا ہے پس شاید کہ اس مریض نے اول بلغم استعمال کیا اور قول ثانی اور
رابع ضعیف ہیں اور ترجیح دیا کرتے ہیں قول اول کو حدیث ابن مسعود علیکم بالشفائین العسل والقرآن
یعنے اختیار کرو اور لازم پکڑو اپنے پر دو شفاؤں کو کہ شہد اور قرآن ہے اخراج کیا اس حدیث کو ابن ماجہ اور حاکم
نے بطریق مرفوع اور اخراج کیا ابن ابی شیبہ اور حاکم نے بطریق موقوف کہ رجال اسکے رجال صحیح ہیں اور
امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ جب شکایت کرے اور ایک روایت میں ہے جب
بیمار ہو تم میں سے کوئی شفا چاہے کہ خوشی سے اپنی بی بی کے مہر سے کچھ چیز اور خرید سے اسکا شہد اور لکھے
آیت کتاب اللہ کو کاسہ میں اور دھو ڈالے اسکو آب باران میں اور خلط کرے ساتھ عسل کے شفا دیوے
خدا تعالی اسکو اور بعض علما نے اسکی توجیہ میں کہا ہے کہ حق تعالی نے فرمایا ہے وننزل من القرآن ما ھو شفاء
اور فرمایا آیت وانزلنا من السماء ماء مبارکا یعنے اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی برکت دیا گیا اور دوسری
جگہ ماء طہورا اور آیت فان طبن لکم عن شیء منہ نفسا فکلوہ ہنیئا مریئا یعنے اگر دیوین تمہارے
ازواج بخوشی خاطر اپنے مہر سے کچھ پس کھاؤ اسکو رچتا پچتا اور فرمایا باب شہد میں فیہ شفاء للناس
پس جب ساتھ ان سب اسباب کے شفا جمع ہووے امید حصول اسکا بفضل خدا غالب آوے
وھو الشافی اللہم شفنا شفاء عاجلا بحق القرآن العظیم وبرکۃ نبیک الکریم اللہم صل وسلم علیہ
اے اللہ شفا دے مجھکو شفا شتاب ساتھ حق قرآن بزرگ کے اور ساتھ برکت نبی اپنے کے کہ کریم ہے یا اللہ
رحمت نازل کر اوپر اور سلام وصل تعبیر رویا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جاننا چاہیے کہ تعبیر
یعنے تفسیر ہے غیرت الرویا بتخفیف و تشدید وہ نون آیا ہے اور تشدید واسطے مبالغہ کے ہے اور رویا بضم را و
سکون ہمزہ وہ جو دیکھے شخص خواب میں اور بیان حقیقت رویا کا اوپر طریق متکلمین اور حکما کے شرح
مشکوۃ میں کیا گیا ہے یہاں وہ جو اوپر طریقہ محدثین کے کتاب مواہب میں وارد ہوا ہے ذکر کیا
جاتا ہے قاضی ابوبکر بن العربی نے کہ اعاظم علماء مالکیہ سے ہے کہا ہے کہ رویا ادراکات ہیں کہ پیدا کرتا ہے
خدا تعالے بندہ کے دل میں اوپر ہاتھ فرشتہ یا شیطان کے یا انکے حقایق یا انکی تعبیرات اور حاکم
عقیلی نے روایت کیا ہے کہ ملاقات کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ سے کہا یا ابوالحسن
دیکھتا ہے مرد رویا پس بعض اس سے سچا ہوتا ہے اور بعض جھوٹا فرمایا البتہ سنا میں نے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وعنہ وسلم کو فرماتے تھے نہیں کوئی عبد اور آمنہ کہ خواب کرے پس پہنچتا ہے ساتھ خواب
کے مگر وہ کہ باہر آتی ہے اسکی روح طرف عرش کے پس وہ کہ بیدار نہیں ہوتا پایان عرش وہ رویا ہے
الصادق آتا ہے اور وہ کہ بیدار ہوتا ہے پاس عرش کاذب آتا ہے اور ذہبی اس حدیث کو صحیح نہیں
جانتا اور ابن ماجہ حدیث لایا ہے کہ رویا ے مومن ایک کلام ہے کہ کرتا ہے اسکو پروردگار تعالے
وتقدس اور حکیم ترمذی نے کہا کہ بعض اہل تفسیر نے قول حق تعالی آیت ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ

السلام چھیالیسوان حصہ ہے اجزاے نبوت سے بعض نے کہا ہے مراد خواب انبیا ہے اور خواب انبیا صلوٰۃ اللہ وسلامہ
علیہم اجمعین کا وحی ہے بخلاف غیر انکے پس حق میں غیر انبیا کے نہیں ہے اسواسطے کہ وہ محروس ہیں بخلاف رویاء غیر
انبیا کے کہ کبھی حاضر ہوتا ہے اسکو شیطان اور بخاری میں حدیث انس سے لایا ہے کہ رویا حسنہ مرد صالح سے
ایک جز ہے چھیالیس جز میں سے نبوت میں سے اور اشکال کیا ہے کہ ہونا رویا کا جز نبوت کیا معنی رکھتے
اور حالانکہ نبوت منقطع ہوئی نبوت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور جواب دیا ہے کہ رویا اگر واقع ہووے نبی سے
جز ہے اجزاے نبوت سے اور مجاز کے ساتھ اعتبار تشبیہ رویا سے نبوت کے افادہ علم میں اور امام مالک
سے پوچھا کہ آیا تعبیر خواب ہر شخص کرسکتا ہے کہا کیا نبوت بازی کرتا ہے بعد ازان کہا الرویا جزء من النبوۃ
مراد اسکی وہی تشبیہ رویا ہے ساتھ نبوت کے جہت اطلاع سے اوپر بعض غیوب کے اور حدیث
عائشہ میں آیا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ باقی نہ رہا میرے بعد میرے ... سے مگر رویا اور قاضی ابوبکر ابن العربی
نے کہا ہے کہ حقیقت اجزاء نبوت کو نہیں جانتا ملک یا نبی اور وہ جو ارادہ کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے یہی مقدار کہ رویا ایک جز ہے اجزاء نبوت سے فی الجملہ اسواسطے کہ اسمین اطلاع ہے اوپر غیب کے
غیوب سے ساتھ ایک جز کے وجوہ سے لیکن تفصیل نسبت مخصوص ہے ساتھ معرفت اس شخص کے
نبوت کو اور اس روایت میں بھی روایات مختلف آئی ہیں بعض میں جز چھیالیس سے اور بعض میں ستر
سے اور بعض میں چھہتر اور بعض میں چھبیس سے اور بعض میں چوبیس سے پس وثوق اسکی
صحت کا نہ رہا اور مشہور ستہ واربعین سے اور بعضون نے واسطے روایت مشہورہ کے ستہ وار
بعین سے ایک مناسبت پیدا کی ہے اور کہا کہ حق تعالی نے وحی بھیجی طرف اپنے پیغمبر صلعم کے چھ مہینے
منام میں بعد ازان یقظہ میں مدت حیات تک اور مدت دور نبوت تمام تیئیس سال ہے اور نسبت
چھ مہینے کے ساتھ تیئیس سال کے نسبت ایک جز کی ہے ساتھ چھیالیس کے اور یہ وجہ مناسب
اور مقبول ہے اگر ثابت ہووے وحی ابتداے نبوت میں چھ مہینہ منام میں دوسرے جان کہ حدیث میں
آیا ہے اصدق الرویا بالاسحار یعنی راست ترین رویا کا وہ رویا ہے کہ دیکھے وقت سحر رواہ الترمذی
والدارمی اور مسلم حدیث ابی ہریرہ سے لایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس وقت
کہ نزدیک ہووے زمان نہ ہووے رویا مسلم کا اور راست ترین رویا کا تم میں سے راست
ترین تمہارا ہے بات میں اور معنی اقتراب زمان میں دو قول ہیں ایک وہ کہ معنی اسکے تقارب
زمان لیل ونہار ہے اور وہ وقت استواء ان دونون کا ایام ربیع میں ہے کہ وقت اعتدال
طبایع اربع کا ہے اور یہی ہے عبارت قوم کی اور ظاہر وہ ہے کہ ایام خریف کو بھی کہیں کہ
وقت تحویل میزان ہے اور وقت استواے لیل ونہار اور معبران خواب بھی اس
امر پر ہیں کہ اصدق رویا نزدیک اعتدال لیل ونہار اور ادراک اثمار کے ہے اور اس جگہ

بحث ہو اس میں یہ ہے کہ فائدہ تقیید کا ساتھ مسلم کے کیا ہے اسواسطے اعتدال طبایع اسوقت میں بمسلم نہیں ہے
بلکہ دونون برابر ہیں جواب اسکا وہ کہ حال کافر کا خارج دائرہ اعتبار سے ہے اور اطلاق صدق کا
اُسکے رویا پر ممنوع اور قول دوسرا وہ کہ مراد باقتراب زمان منتہی اسکی مدت کا ہونا نزدیک قیام ساعت
کے اور تائید کرتی ہے اسکو حدیث ترمذی کی کہ ساتھ اذا اقترب الزمان لم تکذب رویا المؤمن
کے لایا ہے یعنے آخر زمانہ میں خواب مومن کا جھوٹھ نہیں ہوتا اور شیخ عبد الحق دہلوی بخاری نے اپنے
مشایخ سے سُنا ہے کہ مراد اقتراب زمان موت ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد زمان مذکور سے
زمانہ مہدی علیہ السلام ہے کہ زمانہ بسط عدل اور کثرت امن اور فراخی خیر اور رزق کا ہے اور بعض کے
نزدیک زمان عیسی علیہ السلام بعد قتل دجال کے اور یہی حدیث میں آیا ہے کہ جب دیکھے کوئی تم میں سے
خواب میں شئے محبوب یس وہ جانب خدا سے ہے چاہیے کہ حمد کرے خدائے عزوجل کی اور تحدیث کرے
وہ خواب اور اگر دیکھے شئے منکر و مخوف ناخوش پس وہ وسوسہ شیطان سے ہے استعاذہ چاہیے ساتھ
خدا کے اُسکے شر سے اور ذکر نہ کرے اسکا کسی کے روبرو ضرر نہیں کرتا روایت کیا اسے بخاری نے
اور روایت مسلم میں آیا ہے کہ خواب بد شیطان سے ہے خبر نہ کرے اسکی کسیکو اور تف کرے بجانب
ہاتھ بائین کے تین بار اور تعوذ پڑھے شیطان سے اور دوسری روایت میں آیا ہے کہ سو رہے کروٹ
بدل کر اور ایک روایت میں ہے کہ نماز پڑھے اور تحدیث نہ کرے مگر ساتھ دوست کے یا عالم ناصح کے
اور پڑھے آیۃ الکرسی اور یہی آیا ہے کہ رویا اوپر پاؤن پرندہ کے ہے یعنی اعتبار نہیں رکھتا اور واقع نہیں ہوتا
تاآنکہ تعبیر نہ کیا جاوے اور جب تعبیر کیا جاوے واقع ہوتا ہے پس چاہیے کہ تعبیر بخیر کرے عائشہ
رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا آئی ایک عورت حضرت صلعم پاس اور عرض کیا کہ زوج میرا غائب
ہے اور چھوڑ گیا ہے مجھے حاملہ خواب میں دیکھتی ہون کہ ستون میرے گھر کا شکستہ ہے اور جنی ہون لڑکا
احول کہا آنحضرت صلعم نے پھر آوے خاوند تیرا انشاء اللہ تعالی صحیح اور سالم اور جنیگی تو لڑکا نیکوکار
اور اتفاقاً یہی عورت بار دیگر آئی اور حضرت صلعم کو گھر میں نہ پایا اور میں نے قصہ خواب کا اس سے پوچھا پس
آئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فرمایا باز رہ اے عائشہ اور ایسا مت کر جب تعبیر کرو کسی مسلمان کے
خواب کی تعبیر کہو بخیر اور حمل کرو اوپر خیر کے اسواسطے کہ رویا واقع ہوا ہے جس چیز پر ساتھ اسکے تعبیر کیا
جاوے اور یہی آیا ہے کہ معبر پیشتر از تعبیر خیر لنا و شر لاعدائنا کہے یعنی بھلائی ہمارے لیے اور برائی ہمارے دشمنون
کے لیے بعد ازان تعبیر کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یونہیں کرتے تھے اور کہا ہے کہ آداب جامع سے
وہ ہے کہ نہ کہے خواب کی تعبیر نزدیک طلوع آفتاب اور نزدیک غروب آفتاب کے اور نہ وقت زوال
اور نہ رات میں ۔ ایسا ہی لایا ہے صاحب مواہب اور وجہ اسکی ظاہر نہیں اور کوئی حدیث بھی اس
باب میں نقل نہیں کی اور اگر کہیں کہ یہ اوقات مکروہ ہیں کہ نماز ان میں مکروہ ہے پس وقت

استواکبھی ذکر کرنا چاہیے مگر ساتھ ذکر زوال کے اشارہ طرف آسکے کیا پس صحیح مسلم میں کہا ہے اور بہ تحقیق ثابت ہوا ہے حدیث صحیح میں کہ آنحضرت صلعم جب نماز فجر سے عود فرماتے پوچھتے صحابہ سے آیا دیکھا کسی نے تم میں سے کوئی خواب آج رات کو پس ذکر کرتا انہیں سے اپنا خواب جو دیکھا تھا اور تعبیر فرماتے آسکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بعض علماء نے کہا ہے کہ تعبیر رویا نزدیک صلوٰۃ صبح کے اولی اور اقرب ہے نسبت باوقات دیگر کے بجہت حفظ صاحب رویا کے رویا کو بسبب قرب عہد کے اور حضور ذہن عابر کا اسوقت میں بجہت طیب ہوا اور نورانیت قلب اور قلت شغل ساتھ فکر کے امور معاش میں اور جملہ آداب رائی سے وہ ہے کہ صادق اللہجہ ہووے اور باوضو سووے اور پہلو سے راست پر جیسا کہ سنت ہے سونے میں اور پڑھے وقت سونے کے سورۂ والشمس اور واللیل اور والتین اور سورۂ اخلاص اور معوذتین اور کہے اللھم انی اعوذبک من الیئ الاحلام والتجبر بک من تلاعب الشیطن فی الیقظۃ والمنام اللھم انی اسئلک رویا صادقۃ نافعۃ حافظۃ غیر منسیۃ اللھم ارنی فی منامی ما احب[1] اور چاہیے کہ دشمن اور جاہل پر عرض خواب کرنے لائق نہیں اور باعث عداوت عمل اور پر غیر جانب خیر کے نہ کرے اور تمام رویا منحصر دو قسم ہوتی ہیں ایک اضغاث احلام اور وہ خوابہائے پریشان اور کاذب جیسا کہ کسی کو بیماری میں خیالات فاسد پریشان خاطر میں پھرتے ہیں اور ضغث لغت میں بمعنی خس و خاشاک بہم آمیختہ کے مستعمل ہے اور صراح میں ضغث دستہ گیاہ خشک و تر بہم آمیختہ کو کہیں۔ اضغاث احلام خوابہائے شوریدہ اور اس قسم کا رویا معتبر نہیں اور تعبیر نہ رکھے اور گاہی بجہت تلاعب شیطان ہوتا ہے تا محزون اور اندوہگین کرے سائی کو جیسے کہ کوئی دیکھے کہ کٹ گیا سر اسکا اور وہ پیچھے اسکے جاتا ہے تا محزون یا چاہ ہولناک میں گرا ہے کہ خلاصی اس سے ناممکن ہے قسم دوسری رویا صادقہ میں مثل رویائے انبیا و صلحا و تابعین کے اور کبھی انکے غیر سے بھی بہ سبیل ندرت واتفاق پڑتا ہے اور بیان دو عبارت ہیں رویائے صادقہ اور رویائے صالحہ اور ظاہر میں دونوں کے ایک معنی ہیں اور بعضے فرق کرین کہ صادقہ وہ کہ راست ہو صالحہ وہ کہ موافق مقصود اور حسب دلخواہ دیکھے اور یہ رویائے انبیا اور صالحین میں نسبت امور دنیا کے بحسب ظاہر دلخواہ نہ پڑے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روز احد دیکھا کہ گاؤں کو ذبح کرتے ہیں اور اپنے شمشیر میں دیکھا کہ رخنہ پڑ گیا ہے پس تعبیر فرمایا ذبح کیا لبقر کو ساتھ اس چیز کے کہ پہونچا انکے اصحاب کو اس دن میں اور رخنہ شمشیر کو تعبیر کیا ساتھ مارے جانے ایک کے اہل بیت سے انکے یعنے حمزہ بن عبد المطلب اور سب لوگ تین قسم ہیں مستور الحال اور غالب انپر استوار صدق و کذب ہے اور فسقہ اور غالبا انپر اضغاث ہیں اور نادر ہے اوپر انکے صدق اور کفار صدق انکا نہایت نادر ہے اور بعض کفار سے صادق بھی اتفاق پڑتا ہے جیسا کہ خواب صاحبی السجن کا ساتھ یوسف علیہ السلام کے اور رویا انکے بادشاہ کا اور سوائے اسکے اور حدیث

[1] اللہم میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ساتھ تیرے پریشان خوابوں سے اور پناہ مانگتا ہوں ساتھ تیرے بازی کرنے شیطان سے بیداری اور خواب میں یا اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں ... خواب

آسکے اور حدیث مین آیا ہے اصدق الرویا بالاسحار اور امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ آسمیں رویا تاویل مین دیا قبولہ ہے اور محمد بن سیرین سے نقل کیا ہے کہ مارویا رنوبار شلہ تو بہ لیل ہے اور لشبار حکم رجال کا رکھتین اور بعض نے کہا ہے کہ زن جو بچہ کچھ کوئی چیز کرے وہ اسکی اصل نہیں وہ رویا اسکی رنج سے ہے اور ایسا ہی رویا انبیا علیہما واسطے شیاطین کے اور رویا طفل کا ان باپ کے لیے واللہ اعلم و صلی و پیاور تعبیر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہو بہت ہین از انجملہ رویت لبن اور تعبیر اسکی بعلم اور بخاری مین حدیث ابن عمر سے لاتا ہے کہ انہا مین سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہتے تھے اس اثنا مین کہ مین خواب مین تھا لایا گیا میرے پاس قدح شیر پس پیا مین نے اس شیر سے تا آنکہ دیکھتا ہون مین سیرابی اسکی کہ باہر آتی ہے ناخونون سے اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ مین نے پیا شیر کو تا آنکہ پاتا ہون مین اسکو کہ روان ہوتا ہے میری رگون مین درمیان گوشت اور پوست کے پس دیا مین نے وہ کہ زیادہ رہا اس سے عمر کو عرض کیا صحابہ نے پس کیا تاویل و تعبیر فرمائی اسکی آپ نے یا رسول خدا صلعم کہا ساتھ علم کے اور از انجملہ رویت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے قمیص کو اور تعبیر اسکی ساتھ دین کے حدیث بخاری مین ابی سعید خدری سے آیا ہے کہ کہا آنحضرت صلعم نے اس درمیان مین کہ مین خواب مین تھا دیکھتا ہون مین لوگون کو کہ عرض کیے جاتے ہین میرے اوپر اُنکے بدن پر پیراہن ہین بعض ان پیراہنون سے پہونچتا ہے پستان تک اور بعض اس سے دون اور گذرا مجھپر عمر بن الخطاب اور اسپر پیراہن ہے کہ کھینچتا ہے اسکو یعنے دراز زمین اور دون دو احتمال رکھے ایک وہ کہ کوتاہ تر اس سے جیسا کہ ساتھ حلق کے چسپیدہ ہو دوسرا وہ کہ پایان تر اس سے ہو جیسا کہ ناف تک پہونچتا ہو پس دراز تر پہلے سے ہوگا اور موید اس احتمال کا ہے وہ جو روایت کیا ہے حکیم ترمذی نے نوادر الاصول مین کہ بعض آنمین وہ تھا کہ قمیص اسکا ناف تک ہے اور بعض کا زانو تک اور بعض کا انصاف ساق تک اور اصل اسباب مین قول حق تعالےٰ کا ہے ولباس التقوی ذلک خیر یعنے پوشاک پرہیزگاری بہتر ہے اور بعض نے کہا ہے کہ وجہ وہ ہے کہ دین ساتر ہے برہنگی جاہل کو جیسا کہ قمیص ساتر عورت بدن کو پس جسکا قمیص پہونچا تو سینہ تک ڈھانپتا ہے دل اسکا کفر سے اگرچہ ارتکاب معاصی کرتا ہو اور وہ کہ پایان تر ہو اور شرمگاہ اسکی ظاہر ہے اور پاؤن سے سعی کرتا ہے طرف معصیت کے اور وہ کہ پاؤن تک پہونچتا ہے وہ شخص ہے کہ ڈھانپا گیا ہے ساتھ تقوے کے جمیع وجوہ سے اور وہ کہ کھینچتا ہے قمیص کو اپنی زیادہ اسپر ہے ساتھ عمل صالح کامل کے اور مراد لباس یا تمام مومن ہے لیکن یا خصوصاً امت مرحومہ محمدیہ بلکہ بعض آنمین اور مراد ساتھ دین کے تحمل کرنا ہے تنہا اسکے سختی مرض سے اور امتثال اور امر کے اور اجتناب مناہی سے اور تخصیص حضرت عمر کو اصحاب مین مقام عالی اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل دین متفاضل ہین دین مین ساتھ قلت اور کثرت اور قوت اور ضعف کے اور از انجملہ روایت سوارین کا دستہا سے

مبارک حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین اور تعبیر اسکی ساتھ کذابین کے - ابوہریرۃ روایت کرتے ہین کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ مین خواب مین تھا ناگاہ دیے گئے مجھے خزانے زمین کے کہ کنایہ ہے خزائن کسریٰ اور قیصر اور غیرہا سے کہ فتح کیے گئے حضرت کی امت پر اور احتمال رکھے کہ معادن یا ورقصہ ہون کنز بابل پس رکھے گئے میرے دونون ہاتھون مین دو سوار طلا سے گران اور مکروہ معلوم ہوا مجھے اور اندوہگین کیا مجھکو پس وحی کیا گیا میری طرف کہ نفخ کرون سوارین کو پس نفخ کیا مین نے انھین پس گئے سوارین اور ایک روایت مین آیا ہو اڑ گئے پس تاویل و تعبیر کیا مین نے سوارین کو ساتھ اون دو کذاب کے کہ مین درمیان انکے ہون - ایک صنعا اور دوسرا یمامہ کہ دعوی پیغمبری کا کیا - ایک اسود عنسی نے کہ یمن مین دعوی نبوت کیا اور ہلاک کیا اسے فیروز دیلمی نے پیش از وفات آنحضرت صلعم اور وحی نازل ہوئی اسکے قتل کی حضرت پر مرض موت مین قبل از موت پس خبر دی اسکے قتل کی اور فرمایا آیت قتلہ والعبد الصالح فیروز الدیلمی اور فرمایا فاز فیروز دوسرا مسیلمہ کذاب کہ دعوی کیا یمامہ مین کہ ایک بلد ہی حجاز سے پس مارا گیا خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مین اور قصہ اسکا مشہور ہی اور وجہ تعبیر کذابین مین بسوارین کہا ہی کہ کذاب کہنا شی کا ہے غیر محل اسکے مین پس جب دیکھا آنحضرت صلعم نے اپنی ذراعین مین دو سوار طلا سے حالانکہ نہ تھے یہ لباس آنحضرت صلعم سے اسواسطے کہ یہ حلیہ نسا مین اور بھی ہونے انکے مین ذہب سے کہ منہی عنہ ہے مردون کو اسکا پہنا دلیل اوپر کذب کے اور یہی ذہب مشتق ہی ذہاب سے کہ بمعنی رفتن ہے پس حالانکہ وہ چیز جانیوالی ہی اور زائل ہونے والی اور مٹنا کہ ہوا یہ ساتھ اذن حق سبحانہ کے بنفخ پس جاتی رہی اور اڑ گئی اس سے معلوم کیا حضرت صلعم نے کہ ثابت نہین رہنے کا امر انکا اور کلام حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کہ بوحی آیا ہے ازالہ کرتا ہے انکو انکی جگہ سے اور بعض نے وجہ تاویل سوارین مین ساتھ کذابین کے کہا ہی کہ سوار ہاتھ مین مشابہ بقید ہی ہاتھ کو جیساکہ قید پانون ہوتی ہے اور قید مانع دست ہے عمل و تصرف سے گویا کہ کذابین نے پکڑ لیا دست مبارک حضرت صلعم کا اور نہ چھوڑا کہ عمل و تصرف کرین ساتھ دونون ہاتھ کے کذا ذکرہ الطیبی اور ازان جملہ دیکھنا زن سیاہ کا ژولیدہ موکا کہ نکالی جاتی ہے مدینہ سے اور تعبیر اسکی ساتھ نقل دبا ہے مدینہ کی مجحفہ مین روایت کیا ہے بخاری نے حدیث عبد اللہ بن عمر سے کہ فرمایا آن حضرت صلعم نے امراۃ سوا ژولیدہ موکو کہ نکالی گئی ہے مدینہ سے اور اقامت کی مہیعہ مین پس تاویل کیا مین نے اسکو کہ دبا ہے مدینہ نے نقل کی وبا دے طرف مجحفہ کے اور مدینہ مین پیش از قدوم مبارک آن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دبا اور تپ بہت تھی پس آن حضرت صلعم نے اسکو نکالا اور دیار کفر مین بھیجا - قرمانی نے کہا کہ

کہ اہل تعبیر کہتے ہین جو رچنانکہ غالب ہی اسپر سیاہی کردہ اور مذموم ہوے جیسا کہ ثوران تاویل کیا جاتا ہی ساتھ تپ کے اسواسطے کہ وہ برپا کرتا ہے بدن ساتھ لرزنے اور پھرنے کے خصوصًا تپ سوداوی کہ بیشتر وحشت لاتی ہے اور از انجملہ رویت سیف کہ ہلاتی تھی اسکو پس ٹوٹ گئی سیف اور پھر بحال خود آئی روایت ابوموسے رضی اللہ عنہ مین آیا ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا مین نے منام مین کہ ہلاتا ہون شمشیر کو پس اوپر سے وہ ٹوٹ گئی اور تاویل کیا مین نے اسکو جو پہونچا مومنون کو روز احد کے پھر ہلایا مین نے شمشیر کو دو پارہ پس ہوئی بہتر اس سے کہ تھی اور تاویل کیا مین نے اسکو ساتھ اس چیز کے کہ لایا خدا ے تعالی فتح اور اجماع مومنین سے اور وجہ تعبیر مین کہا ہے آنحضرت صلعم نے تعبیر کیا صحابہ سے بسبب اسواسطے کہ جاہ زور اور غلبہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ انکے تھا اور تعبیر کیا ہلانے شمشیر کو امر کرنا اسکو ساتھ حرب کے اور ٹوٹ جانا شمشیر کا وقوع قتل کا انمین اور ہلانا اسکا دوبارہ اور عود کرنا بحالت اصلی اجتماع انکے سے اور حاصل ہونا فتح اور جمعیت کا انکو اور یہ منام قضیہ غزوہ احد مین ہوا اور مواہب مین اور بھی منام ذکر کیے ہین ابی موسی سے کہ کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ دیکھا مین نے منام مین کہ ہجرت کرتا ہون مین مکہ سے طرف ایک زمین کے کہ اسمین نخیل ہین پس خیال کیا مین نے کہ وہ ارض یمامہ ہو یا ہجر لیکن تحقیق کہ وہان نخیل بہت ہین بعد ازان جتایا گیا کہ یثرب ہی اور روایت امام احمد وغیرہ مین جابر سے یون آیا ہی کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے دیکھا مین نے اندر زرہ محکم کے گویا آیا مین اور دیکھا مین نے گاؤن کو ذبح کیجاتی ہین ناگاہ لایا حق تعالی خیر و ثواب اور صدق پس تاویل کیا مین نے درع حصینہ کو ساتھ مدینہ کے اور تاویل کیا مین نے ذبح گاؤن کو ساتھ آن لوگون کے کہ مارے گئے ہین اصحاب سے روز احد اور تاویل کیا مین نے وہ جو لایا خدا تعالے فتح اور ثواب سے صبر مین اوپر جہاد اور قتال کے روز بدر تا آخر فتح مکہ روایت ہی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خواب مین دیکھتا ہون مین کہ اوپر سر ایک چاہ کے کھڑا ہون مین اور اس چاہ پر ایک ڈول ہے پس کھینچا مین نے اس چاہ سے پانی جس قدر کہ حق تعالے نے چاہا بعد ازان آیا ابن ابی قحافہ اور کھینچے اس چاہ سے ایک دو ڈول اور ایک روایت مین یون ہی پس آیا ہی ابوبکر اور لیا ڈول کو میرے ہاتھ سے تا راحت مین ڈالے مجھے اور ایک روایت مین یون آیا ہی نہ دیکھا مین نے کسی شخص کو عجب تر اس سے کہ عمل کرے مثل عمل اسکے پس ہوا وہ ذنوب سب اور اسکے کھینچنے مین پانی کو ضعف ہی اور خدا اسے بخشے پس ازان آیا عمر بن الخطاب پس دیکھا مین نے کوئی عبقری لوگون سے کہ کھینچتا ہے پانی کو مانند کھینچنے ابن خطاب کے پس سیراب ہوے لوگ اور عبقری قوم سے سید اور بزرگ اور قوی اور توانا کو انمین سے کہین اور عبقر اصل مین زمین پریون کو کہین اور عرب ہر چیز کو مردم اور جامہ اور فرش وغیرہ کو کہ غائب قوت اور حسن اور لطافت ہو ساتھ اسکے

نسب کم ہن گئنا فی الصراح اور ایک روایت میں آیا ہے یہیں کھینچا تھا عرب تک کہ آنکہ سیراب ہوئے لوگ اور تیرہوا خوض اور
روان ہوا اور ہوا ہے یہ جو میں کہتا ہوں کہ کہا ہو تو دمی نے یہ دل ہو کہ جاری ہوئی ہے واسطے ان دونوں خلیفہ
کے ظہور آثار صالحہ انکے سے اور انتفاع خلایق کا انکے ساتھ اور یہ سب ماخوذ ہے آنحضرت صلعم سے کہ
قواعد دین اور اساس ملت نبوی کو محکم اور مشید کیا ایسی تشبیہ دیا گیا امر دین اور اسلام کو ساتھ چاہ کے
کہ اسمیں حیات اور صلاح کا انکی ہے اور قول آنحضرت صلعم میں کہ فرمایا کیا ابوبکر نے ڈول کو تحقیق تا راحت
بخشے مجھے اشارہ ہے ساتھ خلافت ابوبکر کے بعد انتقال آنحضرت صلعم کے اسواسطے کہ موت راحت ہے کد و
کاوش اور تعب دنیا سے پس قیام ساتھ تدبیر امر امت کے اور معاونت انکے افعال کی اور وہ جو فرمایا کہ اسکے
کھینچنے میں ضعف ہے اخبار ہے قصر مدت انکی ولایت کی کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو سال
تھے لیکن ولایت عمر رضی اللہ عنہ چونکہ دراز ہوئی بہت ہوا انتفاع ناس ساتھ انکے اور اتساع پایا
دائرہ اسلام نے ساتھ کثرت فتوح اور تمصیر امصار اور تدوین دواوین اور نہیں ہے قول آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم یغفر اللہ میں کہ بعض روایات میں مذکور ہے کچھ نقصان اور اثبات گناہ بلکہ یہ کلمہ ہے کہ بمقام
تحسین اور ادائے سخن میں کہتے ہیں اور از انجملہ وہ ہے کہ روایت کی ہے مسلم نے انس سے کہ کہا سنا میں نے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے تھے دیکھا میں نے خواب میں کہ گھر میں عقبہ بن رافع کے کہ
صحابی ہے ابن خالد عمرو بن العاص کا ایک طبق رطب ابن طاب کا ایک نوع ہے رطب مدینہ سے آگے
اسکے یاروں کے لایا اور ایک شخص تھا ابن طاب کہ اس نوع کے رطب اسکے ساتھ منسوب ہیں اسنے
بہم پہونچایا اور لگایا تھا اسکو باغ ور دکھا تھا کہ نام اسکا رطب ابن طالب کہتے ہیں اور تمر ابن طاب صبح کو
تعبیر فرمائی کہ انکی عاقبت بخیر ہے دنیا و آخرت میں یعنی عقبہ سے لیے اور جامع الاصول میں حدیث مسلم
میں لایا ہے کہ رفعت اور عاقبت انکو ہے اور رفعت کو ابن رافع سے لیا اور وہ دین کہ اختیار کیا ہے خاص
انکو حق تعالے نے شیریں اور خوش آیا انکو اسکو لفظ رطب ابن طاب سے لیا۔ یہ سب مناسبات
ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ دیکھے اور تعبیر فرمائی لیکن پوشیدہ نہ رہے کہ
تعبیرات آنحضرت صلعم نہ بحسب و مستند اسنا سبیب مذکورہ کے ہیں اور جیسا کہ اہل تعبیر ساتھ مناسبات
کے کہ انکو ظاہر ہوئی ہیں اعتبار کریں بلکہ یہ سب وحی اور الہام سے ہیں اور اگر یہ مناسبات
بھی ہوں کچھ دور نہیں جیسا کہ اس حدیث رطب ابن طالب میں معانی کو اسماء سے کہ تعبیر
فرمائی ہے اور عادت شریف تھی کہ اسماء سے معانی لیکر تفاؤل فرماتے تھے جیسا کہ حدیث
بریدہ اسلمی میں کہ طریق مدینہ میں بوقت ہجرت پیش آیا پوچھا کہ نام تیرا کیا ہے کہا بریدہ
فرمایا برد امرنا ثابت اور خنک ہوا کام ہمارا پھر پوچھا نسبت تیری کیا ہے اسلمی فرمایا سلم امرنا
اور سلامت رہا ہمارا امر پھر پوچھا کون سا اسلمی کہا بنی ہاشم سے فرمایا اصبت وسہمک پہونچا

تو حصّہ اور بہرہ اپنے کو اور سوا اسکے اور تعبیر فرمایا سیف کو ہو نہین اور حالانکہ سیف کو تعبیرات در ہین نزدیک معبرون کے مثل ولد اور اخ اور زوجہ اور لسان اور ولایت اور امثال اُسکے جیسا کہ ذکر کیا ہی طیبی نے واللّٰہ اعلم **فصل** وہ جو گذرا بیان رویاے آنحضرت صلعم تھا کہ ساتھ ذات شریف اپنے کے دیکھا لیکن وہ جو صحابہ نے دیکھا اور آنحضرت صلعم نے تعبیر فرمائی بہت ہین اور عادت شریف ایسی تھی کہ جب نماز بامداد سے پھرتے متوجہ ہوتے طرف صحابہ کے اور فرماتے جسنے دیکھا ہو تم ہین سے آج کی رات کوئی خواب چاہیے کہ بیان کرے میرے روبرو تا تعبیر اُسکی کہہ دین اُسکے لیے اور اگر نہ دیکھا کوئی آپ وہ جو دیکھتے کہتے۔ ایک صبح بعادت معہودہ پوچھا کہ کسی نے تم ہین کوئی خواب دیکھا ہی کہا نہین دیکھا۔ آپنے فرمایا مین دیکھتا ہون آج رات کہ دو مرد آئے میرے پاس اور پکڑے دونون ہاتھ میرے اور باہر لائے مجکو طرف زمین مقدسہ کے ناگاہ ایک مرد بیٹھا تھا اور دوسرا کھڑا اُسکے ہاتھ مین زنبور لوہے سے کہ اندر لاتا ہی اُس زنبور کو کنج کلہ مین اور کھینچتا ہی تا پہونچتا ہے اُسکی قفا تک اور یونہین کرتا ہی ساتھ کلہ دوسرے کے پھر دونون کلہ اچھے ہو جاتے ہین پھر لاتا ہی زنبور کو کلہ مین یونہین ہر بار کرتا ہی کہا مین نے اُن دونون مردون کو یہ کیا ہی کہا چلا جا مت پوچھ کہ اور چیزین بھی دیکھنی ہین پس روان ہوے ہم تا آئے ہم متصل ایک مرد کے کہ پہلو اپنے پر سوتا ہی اور دوسرا مرد کھڑا ہی اُسکی سر پر سنگ ہاتھ مین کہ توڑتا ہی ساتھ اس سنگ کے سر اُسکا پس جب مارتا ہی اُسکو ٹوٹتا ہی سنگ پس جاتا ہے یہ مرد طرف سنگ کے تا پکڑے اُسکو اور جب پھر آتا ہی دیکھتا ہی سر اُسکا تندرست اور اچھا اور بحال پھر توڑتا ہے اُسکا سر کہا مین نے یہ کیا ہی کہا اُنھون نے چلا جا نہ پوچھ پس روان ہوئے ہم تا آئے ہم طرف ایک سوراخ کے کہ مانند تنور کے تھا اعلیٰ تنگ اور اسفل اُسکا فراخ اور اُسمین مرد اور عورتین تھین برہنہ نیچے اُسکے آتش افروزان ہی اور جب مشتعل ہوتی ہی وہ آتش اُلٹے چلے جاتے اہل اُسکے یہانتک قریب ہی کہ باہر گر پڑین اور جب نیچے جاتی ہی آتش اُلٹے چلے جاتے ہین تنور مین پس کہا مین نے یہ کیا ہی کہا اُنھون نے چلا جا پس روان ہوے ہم تا آئے ہم اوپر ایک نہر کے کہ خون سے ہی اور اُسمین ایک مرد ہی استادہ درمیان نہر کے اور اوپر کنارہ نہر کے ایک مرد ہی کہ اُسکے آگے بہت سے سنگ ہین پس منھ کو کرتا ہے طرف کنارہ کے وہ مرد کہ نہر مین ہے اور جب چاہتا ہی کہ باہر آوے ڈالتا ہی وہ مرد کہ اوپر کنارہ نہر کے کھڑا ہی ایک سنگ کو منھ مین اُسکے پس اُلٹا پھیرتا ہے اُسکو جس جگہ کہ تھا اسی طرف ہر بار کہ ارادہ نکلنے کا کرتا ہے ڈالتا ہے اُسکے منھ مین ایک سنگ اور اُلٹا پھیرتا ہی پس کہا مین نے یہ کیا ہی کہا اُنھون نے روان ہو پس روان ہوے ہم تا پہونچے ہم طرف ایک مرغزار سبز کے کہ اُسمین ایک درخت ہی بڑا اور جڑ مین اُس درخت کے ایک بوڑھا ہے اور لڑکے اور ناگاہ ایک مرد ہی نزدیک درخت کے آگے اُسکے آتش ہے کہ افروختہ کرتا ہے اُسکو پس لے گئے مجکو وہ مرد اوپر اس درخت کے پس لائے مجھے ایک ساسرا مین کہ درمیان اُس درخت کے ہے کہ ہرگز نہین دیکھی مین نے بہتر اُس سے

کوئی سرا اُسمین مرد بوڑھے ہین اور جوان ہین اور عورتین ہین اور لڑکے ہین پس باہر لائے مجھے اُس
سرا سے اور بالاتر لے گئے اور لائے سرا مین بہتر اور افزون تر اول کے حسن سے اُسمین بھی مرد ہین
بوڑھے اور جوان پس کہا مین نے اُن دو مردون کو بہ تحقیق بہت پھرایا مجھے آجکی رات اب خبر دو
مجھکو اُسکی کہ دیکھا مین نے کہا اُنھون نے البتہ خبر دیتے ہین پس وہ مرد کہ دیکھا تو نے اُسکو پارہ کیا جاتا
ہے اُسکے ساتھ وہ جو دیکھا تو نے قیامت کے دن تک اور وہ مرد کہ دیکھا تو نے کہ توڑا جاتا ہے سر اُسکا
ایک مرد ہے کہ تعلیم کیا ہے اُسے حق تعالے نے قرآن پس خواب کی قرآن سے اور پڑا غفلت مین اور نہ پڑھا
قرآن کو اور نہ اُٹھا نماز شب کے لیے اور پڑھا قرآن اور عمل نہ کیا ساتھ قرآن کے کیا جاتا ہے اُسکے ساتھ
وہ جو دیکھا تو نے روز قیامت تک اور اُن لوگون کو کہ دیکھا تو نے کہ تنور مین ہین وہ لوگ زناکار ہین اور اُنکو
کہ دیکھا تو نے نہر مین ہین سود خوار ہین اور پیر کہ دیکھا تو نے اُسکو بیخ درخت مین ابراہیم علیہ السلام
ہین اور کودک کہ گرد اُنکے ہین اولاد لوگون کی ہین اور وہ کہ افروختہ کرتا ہے آتش مالک ہے خازن دوزخ
اور سرا ے اولین کہ اُسمین آیا تو سرا ے عامہ مسلمانون کی ہے لیکن یہ سرا شہدا کی ہے اور مین ہون جبرئیلؑ
اور یہ میکائیلؑ ہے پس بلند کر سر اپنا پس بلند کیا مین نے سر اپنے کو ناگاہ دیکھتا ہون مین مانند ابر کے
اور ایک روایت مین ہے مانند ابر سفید کے کہ برستا ہے کہا اُنھون نے وہ منزل تیری ہے کہا مین نے
چھوڑ دو مجھے تا آؤن مین اپنی منزل مین کہا اُنھون نے ابھی باقی ہے تیری عمر تمام نہین کیا تو نے اُسکو جب
تمام کرے تو عمر اپنی کو آوے تو منزل اپنی کو روایت کیا اُسے بخاری نے اور اس حدیث مین کچھ زیادتی
ہے کہ دوسری روایت بخاری مین آیا ہے اور روایتین مذکور ہین اور غرائب اُس چیز سے کہ روایت
کیا گیا ہے تعبیر اسکا سے وہ ہے ۔ کہ زرارہ عمرو بن نخعی آیا آگے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے وقد نخع مین پس کہا یا رسول اللہ صلعم مین نے آتے ہوئے راہ مین ایک خواب دیکھا
ہے کہ مادہ خر کہ چھوڑ آیا ہون مین اُسکو اپنی قبیلہ مین جنی ہے ایک بزغالہ کہ دو رنگ سے ہے سفید اور
سیاہ پس فرمایا آنحضرت صلعم نے کیا ہے تیرے ہان کوئی کنیز کہ چھوڑ آیا ہے اُسکو گھر مین حاملہ کہا البتہ
ایک کنیز ہے میرے گھر مین کہ گمان رکھتا ہون مین کہ حاملہ ہوئی ہو ۔ فرمایا آنحضرت صلعم نے بہ تحقیق
جنی ہے وہ کنیز ایک لڑکا کہ تیرا بیٹا ہے کہا زرارہ نے پس کیا سبب ہے کہ پیدا ہوا اُسکے ہان بچہ سفید
وسیاہ فرمایا میرے پاس آ پس نزدیک آیا مین فرمایا کیا تجھے برص ہے کہ چھپاتا ہے تو لوگون سے
کہا ہان سوگند بخدا کہ بھیجا ہے تجھکو بحق نہین دیکھا وہ برص میرا کسی مخلوق نے اور نہین جانا اُسکو فرمایا
یہ سفیدی اور سیاہی اس بچہ کے بدن مین اثر تیرے برص کا ہے کہ اُسمین ظاہر کیا ہے اور پھر کہا زرارہ نے
دیکھا مین نے نعمان بن منذر کو خواب مین اور یہ نعمان بن منذر ایک ملوک عرب سے تھا زمان کسرے
مین کہ آستین مین اُسپر گوشوارے اور دو بازو بند اور دو سوار ہین کہ زیور عورتون کا ہے ۔ تعبیر فرمائی

آنحضرت صلعم نے وہ ملک عرب ہی کہ رجوع کرے بحال خود زینت اور بہجت اور پیشتر اور بہایات نیک مین اور کہا زرارہ نے دیکھا مین نے ایک پیر دو موکہ موے سفید اُسکے ساتھ سیاہی کے آمیختہ ہین باہر آتا ہے زمین سے فرمایا یہ بقیہ دُنیا ہی اور کہا دیکھا مین نے ایک آتش لوکہ نکلتی ہی زمین سے اور حایل ہوئی درمیان میرے اور میرے بیٹے کے کہ اسکو عمرو کہتے ہین اور دیکھا مین نے اس آتش کو کہ کہتی ہی لظی لظی اور بہ لظی زمانہ آتش اور نام ہی دوزخ کا اور کہتی ہی بینا اور نابینا کہاتی ہون مین تم سبکو اور تمہارے اہل اور مال کو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ فتنہ ہی کہ آخر زمانہ مین ہوتا ہی کہا زرارہ نے اور کیا ہی وہ فتنہ اور کونسا ہی یا رسول اللہ فرمایا قتل کرتا ہے لوگون کو ساتھ اُنکے امام کے اور قتل ناگاہ گرفتن و ناگاہ کشتن ہے اور قتل دلیر کو بھی کہین پھر اختلاف اور اشتباک کرتے ہین مانند اشتباک اطباق راس کے یعنی وہ عظام کہ باہم مشتبک ہین آپس مین آئی ہوئین کنایہ ہی ہرج مرج سے اور باہم افتادن اور درہم لانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انگشتان مبارک اور فرمایا یحسب المسیئ انہ محسن یعنی گمان لیتا ہے اس فتنہ بدرکار کہ وہ نیکوکار ہے یعنی اشتباہ ہوتا ہے کہ برے کام کرتے ہین اور نیک سمجھتے ہین اور دوم المؤمن عند المؤمن احلی من شرب الماء یعنی اسی وقت خون مسلمانون کا نزدیک مسلمانون کے شیرین تر ہووے پانی پینے سے مراد کثرت تقاتل ہی۔ کہا صاحب مواہب نے پس نظر کیا چاہیے ساتھ اس تعبیر کے طرف ارزار مشکوٰۃ نبوی کے محشو ساتھ حلاوت حق اور عکسو ساتھ طلاقت صدمی کے مجکو ساتھ انوار وحی کے۔ اور اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہی کہ تعبیرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بجبر ذاخذ مناسب اور منشا بہت کے نہین ہین اور اگر اس راہ سے کبھی ہون احتمال تخلف اور خلاف واقع کا نہ رکھین جیسا کہ گذرا اگر کہا جاوے کہ سوارین کو اس تعبیر مین راجح ساتھ بشارت کے کیا اور فرمایا کہ تعبیر اسکی وہ ہی کہ ملک عرب عائد بزینت اور بہجت ہوویگا اور سابقاً گذرا کہ دیکھا آنحضرت صلعم نے سوارین کو اپنے ہاتھ مین گران اور مکروہ آیا حضرت پر جواب اسکا وہ کہ نعمان بن منذر بادشاہ عرب تھا جانب الکامرہ سے اور وہ سوار پہناتے تھے ملوک کو اور تجلی کرتے تھے ساتھ حلی کے اور سوار لباس نعمان تھا منکر اور مکروہ نہ تھا اُسکے حق مین اور موضع نہ تھا غیر موضع مین عرفا ولیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا ہے لباس ذہب اسطے احاد امت کے پس جگہ اسکی تھی کہ اندوگہین کرے حضرت کو کہ اُنکے لباس سے نہ تھا پس استدلال کیا ساتھ اُسکے اوپر ایک امر موضع کے غیر موضوع مین لیکن محمود ہوا جانا اور اڑ جانا اسکا اور قیس بن عباد سے صحیحین مین آیا ہے کہ بیٹھا تھا مین مسجد مدینہ مین بیچ حلقہ کے کہ اسمین سعد بن ابی وقاص اور عبد اللہ بن عمر تھے رضی اللہ عنہم پس گذرا عبد اللہ بن سلام اور ایک روایت مین آیا ایک مرد کہ اسکے منہ پر اثر خشوع تھا پس کہا جماعہ نے کہ بہشتی تھی یہ مرد ہے اہل جنت سے پس ادا کی دو رکعت نماز

اور سہاک وا کی اور باہر آیا اور گیا مین پیچھے اُسکے اور کہا مین نے اُسکو اُس ہنگام مین کہ آیا تو مسجد مین کہا اس جماعت
نے کہ یہ مرد ہی اہل جنت سے کہا نہ چاہیے کسیکو کہ کہے کچھ بغیر علم کی اور ایک روایت مین ہی نہین چاہیے
اُنکو کہ کہین وہ چیز کہ نہین اُنکو اُسکا علم اور اسباب مین تواضع ہی اُس رضی اللہ عنہ سے اور ترس عجیب ہے
اور ترس اُسکا کہ مشابہ اُسکے با اصابع منوہ ہے یعنی نہین جانتا مین کہ اُنکو کہان سے علم حاصل ہوا ساتھ اُن معنون
جو چیز کہ ہے یہ ہی کہ مین نے ایک خواب دیکھا تھا عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین گویا ایک مرغزار
ہے نیز نہایت فراخی اور سبزی بیچ اسمین ستون ہے لوہے سے بلند کہ اسفل اُسکا زمین مین ہے اور
اعلے اُسکا آسمان مین اور اعلی اُسکے مین ایک عروہ ہی اور وہ عروہ دستہ کوزہ اور دلو اور اسکے مانند کے بھی
استعارہ کرتے ہین اور ہر چیز کو محکم پکڑین اُسکو کہتے ہین۔ پس کہا گیا مجھے اوپر چڑھ کہا مین نے اوپر چڑھ
نہین سکتا ہون اور طاقت چڑھنے کی نہین رکھتا ہون پس آیا میرے پاس ایک خدمتگار اور اُٹھائے میرے
کپڑے پیچھے سے پس چڑھا مین اوپر عمود کے اور پکڑا مین نے عروہ کو اور کہا گیا محکم کو پکڑ اس عروہ کو پس
بیدار ہوا مین درحالانکہ عروہ میرے ہاتھ مین تھا پس عرض کیا مین نے یہ خواب پیغمبر خدا صلعم سے فرمایا
یہ روضہ اسلام ہی اور وہ عمود عمود اسلام اور وہ عروہ عروہ وثقی ہی کہ بوقت مرگ تو متمسک بعروہ وثقی
ہوگا اور تھے آنحضرت صلعم تلمیح ساتھ قول خدائے تعالے کے آیت فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن
باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی پس جسنے کہ کفر اختیار کیا ساتھ بتون کے اور ایمان لایا ساتھ
خدا کے پس تحقیق چنگل مارا ساتھ عروہ وثقی کے۔ اور دوسری روایت مین آیا ہی کہ پیش آیا میرے
ایک مرد اور کہا اُٹھ اور پکڑا ہاتھ میرا پس چلا مین اُسکے ساتھ ناگاہ ایک راہ پیش آئی بسبب
شمال اور چاہا مین نے اس راہ جانا پس کہا گیا مت جا اُس راہ کہ یہ راہ اصحاب الشمال ہے
اور تو اُسکا اہل نہین پس ایک راہ پیش آئی یمین سے پس کہا پکڑ اس راہ کو اور پیش آیا مجھے
ایک پہاڑ پس کہا چڑھ اُس کوہ پر پس ارادہ کیا مین نے چڑھنے کا ہر بار کہ ارادہ کرتا مین چڑھنے کا
نیچے گرتا مین اور چڑھ نہ سکتا پس جب عرض کیا مین نے اس خواب کو اوپر آنحضرت صلعم کے فرمایا کہ
راہ محشر ہے اور جبل پس وہ منزل شہدا ہی نہ پاوے تو اُسکو اور کہا ہی کہ یہ نشانیون نبوت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے اسواسطے کہ عبد اللہ بن سلام شہید نہین مرا ہی اور اوپر فراش اپنے کے مرا ہی
اول عمارت معاویہ مین بیچ مدینہ کے کہا صاحب مواہب لدنیہ نے کہ ایک انموذج ہے تعبیرات
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وگرنہ جو کچھ کہ منقول ہے لطایف تعبیر اور غرایب تاویل سے مجلدات
حصر اُسکا نہین کرسکتے اور جب آدمی نیک تامل کرے جانے کہ ہر کرامت کہ دی گئی ہی ایک کو افراد اُمت
سے علم یا عمل مین سب آثار معجزات پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہین اور ثمر تصدیق اور برکات طریق
اور ثمرات اہتدی بہدی توفیق اُنکے سے اور پر ہوتی ہین ساتھ اُسکے از رشیے صدق و صواب اور

ف تلمیح و استعارہ در کلام

عجب عجائب اور بحر عجائب کے اور اگر شمار کرے تو جو کچھ دیا گیا ہی امام محمد بن سیرین کو لطائف تعبیر سے وہ جو شائع
اور ذائع ہی اور بھر گئے ہین ساتھ اُسکے اسماع حکم کرے تو کچھ دیا گیا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو علوم اور معارف
سے احاطہ نہین کر سکتے اُسکا عبارت اور نہین پہنچتی ساتھ حقیقت اور کنہ اُسکی اشارات + اور جو ابن سیرین
اکیاست سے ہی کہ نقل کیے گئے ہین اُس سے فن تعبیر وہ جو خارج حد و عد سے ہین پس آنحضرت صلعم سے کس قدر
اور کس حد ہوگا زاد اللہ فضلا و شرفا و مددا فاض علینا عجائب علومه و معارفه و تعطف
علینا بعواطفه سے زیادہ کرے اللہ تعالیٰ اُسکا فضل اور شرف اور مدد اور ریختہ کرے اوپر ہمارے بادل
علوم اور معارف اُسکے اور مہربانی کرے اوپر ہمارے ساتھ مہربانیون اُسکی کے فصل روایت کیا ہی بخاری اور
ترمذی نے سمرہ بن جندب سے کہ کہا تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ اکثر فرماتے تھے اپنے اصحاب کو آیا
دیکھا ہی کسی نے تم مین سے کوئی خواب پس عرض کرتا تھا جو کوئی دیکھتا تھا خواب صلعم سے اور تعبیر دیتے تھے
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بعد ازان ترک کیا سوال کرنے کو اگر کوئی آپ خواب بیان کرتا تعبیر فرماتے
اور حکمت سوال کرنے اور پوچھنے مین اسابقا معلوم ہوئی اور اختلاف کیا ہی اہل نقل نے سبب ترک کرنے
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین سوال کو بعض نے کہا ہی سبب اُسکا حدیث ابی بکرہ ہی کہ ترمذی و ابوداؤد
کے نزدیک ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہا کہ ایک دن کون ہی جسنے دیکھا ہی تم مین خواب کہا
ایک مرد نے مین نے دیکھا ہی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم گویا اُتری ہی آسمان سے ایک میزان پس وزن
کیے گئے آپ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ پس راجح اور فائق آئے آپ اور وزن کیے گئے ابوبکر اور عمر رضی اللہ
تعالے عنہما پس راجح آئے ابوبکر اور وزن کیے گئے عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما پس فائق ہوئے عمر رضی اللہ
عنہ پس برداشتہ ہوئی میزان پس بد اور ناگوار آیا حضرت کو اُسکا جواب اور اندوہگین کیا آپکو اور دیکھے
ہمنے آثار کراہیت روے مبارک مین انتہی بعد ازین نہ پوچھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کسیکا خواب
اُسکے سے اور کہا ہی کہ سبب کراہیت آنحضرت کا اس خواب سے اشارہ اور اختیار اُسکا ہے ستر عواقب اور
اخفاء مراتب کو اور ہرگاہ کہ یہ رویا کاشف منازل اور مراتب اور مبین تفضیل بعض کا اوپر بعض کے ہی ڈرے
کہ مبادا اور سوال ہووے وہ چیز کہ ابلغ ہی کشف مین اُس سے اور خاص حق تعالیٰ کو ستر احوال خلق مین
حکمت بالغہ ہی اور مشیت نافذہ کذا فی المواہب یعنی وہ جو دیکھا اُسنے تفاوت مراتب سے اگرچہ حق ہی
لیکن کشادہ ہونا اُس اور کا خوب نہین کہ باشفنا استتار ستیر ہوتا ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ وجہ مسادت اور
کراہیت کی وہ ہووے واللہ اعلم کہ اُٹھانا میزان کا دلالت رکھے اوپر انحطاط رتبہ امر دین کے جس زمانہ
مین کہ قیام معاملہ اُسکے چاہیے بعد از عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسواسطے کہ رعایت سوا رہیت الشیا
استقرار سے مین ہوتی ہے اور جب اتباع ہووے سوا رہیت نہ ہووے ایسا ہی کہا ہی شارحین حدیث نے
واللہ اعلم اور ابن قتیبہ سے منقول ہے کہ سبب ترک سوال مین رویا حدیث ابن زمل ہے کہ کہا تھے

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب ادا کرتے نماز صبح کی کہتے تھے اور جا اکثر دوتا کرتے تھے لیے ہوتے دونون پانون
اپنے سبحان اللہ وبحمدہ واستغفر اللہ ان اللہ کان توابا پاک و منزہ ہے خدا اور طالب مغفرت اللہ کا ہون
مین یہ سمجھتی کہ اللہ تعالی توبہ پذیر ہے ستر مرتبہ اور کہتے تھے کہ ستر با سہ ہیں ورخیرا وہ بندہ ساتھ سات سو بار کے
خبر نہین جب شخص کو کہ ہون گنا ہ ایک دن مین زیادہ سات سو سے بعد ازان متوجہ ہوتے طرف لوگون کے
اور فرمایا آیا دیکھا ہے کسی نے تم سے خواب کہا ابن زمل نے پس کہا مین نے ایک دن مین دیکھتا ہون یا رسول اللہ
صلعم فرمایا خیر تلقاہ و شر توقاہ وخیر لنا وشر علی اعدائنا والحمد للہ رب العالمین یعنے
خیر ہے کہ ملاقات کرتا ہے تو اسکو اور بدی ہے کہ باز رکھا جاتا ہے تو اس سے اور نیکی ہمارے لیے ہے اور بدی
واسطے دشمنون ہمارے کے اور تمام تعریفین خدا کے لیے ہین کہ پروردگار عالم کا ہے غرض کہ قصہ خواب اپنے کا
کہا دیکھا مین نے تمام لوگون کو اوپر راہ فراخ کے نرم جاتے ہین جادہ پر پس اس درمیان مین کہ وہ جادہ پر
جاتے ہین مشرف کیا اس راہ نے انکو اوپر چراگاہ بزرگ کے کہ نہین دیکھا ہے کسی چشم نے مانند اس
چراگاہ کے اور چمکتی تھی وہ چراگاہ ایسا چمکنا کہ چمکتی تھی اس سے تری اسکی گویا پانی ٹپکتا ہے اس سے
اور اس چراگاہ مین طرح طرح کی گیاہ ہے اور گویا مین ملاقی اور آپسمین پیوستہ ہون یعنی ساتھ گلہ اسپ
کے اور اہل اسکے کہ پہلے اسمین آئے ہین جسوقت کہ مشرف اور مطلع ہوئے اس چراگاہ پر تکبیر لائے
ہین یعنی تعجب کیا ہے خوبی اور تازگی اسکی سے پھر چھوڑ دیا ہے اپنے رواحل شتردن کو راہ مین اور کم نہین
کیا راہ کو چپ و راست بعد ازان آیا گلہ دوسرا اور یہ بیشتر اول سے چند درچند اور مشرف اوپر چراگاہ کے
تکبیر لائے پھر چھوڑ دیا رواحل اپنون کو راہ مین پس بعض نے انہین سے چرایا اور بعض نے لیا اور
اٹھا لئے دستے گیاہ کے اور گذرے اوپر اسی حال کے بعد ازان آئے عظیم اور کثیر لوگون سے یہ بھی جب
مشرف ہوئے تکبیر کہی اور کہا یہ بہتر ہے منازل سے یعنی خوش کہا اس جگہ کو اور مقام اور منزل کیا پس
میل کیا اور پھرے چراگاہ مین چپ و راست پس جسوقت دیکھا مین نے یہ معاملہ لازم پکڑا مین نے
راہ کو اور نہ کھڑا رہا مین اس جگہ تا آیا مین نہایت چراگاہ کو پس ناگاہ ہین تمہارے ساتھ یا رسول اللہ
ایک منبر پر ہو کہ سات درجے رکھے اور تم اعلے درجہ اس منبر پر ہو اور بجانب دست راست تمہارے
ایک مرد بلند بینی گندم گون جب بات کرتا ہے بلند ہوتا ہے اور نزدیک ہے کہ بالا جاوے مردون سے
درازی مین اوپر دست چپ آپ کے ایک مرد ہے میانہ قد فربہ گوشت سرخ خال بہت اور منہ کے
جب تکلم کرتا ہے کان دھرتے ہین اور سنتے ہین بات اسکی بجہتہ اکرام اور بزرگ رکھنے کے اسکو اور
آگے منبر کے ایک پیر ہے بزرگ گویا تم سب اقتدا کرتے ہو اسکے ساتھ اور اتباع کرتے ہو اسکا اور
آگے ایک ناقہ ہے لاغر کلان سال اور گویا آپ اسکو اٹھاتے ہین یا رسول اللہ صلعم کہا جا کی اس رویا
کہ ابن زمل ہے جب سنا آنحضرت صلعم نے متغیر ہوا رنگ شریف مبارک کا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ساعت

پھر سچال اور کشادہ ہوا یہ حال گویا وحی نازل ہوئی کہ اسوقت آنحضرت صلعم کو ایک حال پیش آیا تھا پہر کشادہ
ہو جاتا تھا پس شروع کیا تعبیر اس خواب کی ہین اور فرمایا وہ جو راہ فراخ اور نرم ہے تو نے دیکھی چپ
و راست ہو کہ ظاہر اور ہویدا کی ہین سے اوپر تمہارے اور تم اسپر ہو۔ اور چراگاہ کہ دیکھا تو نے اسکو
دنیا اور نضارت اور خوش باشی اسکی ہے کہ نہین چسپیدہ ہوئے ہین ہم ساتھ اسکے اور نہین چاہا اسنے
ہمکو اور نہ چاہتے اسکو ولیکن گلہ اور چراگاہ ناخیا و ثالثہ اور پڑھا آنحضرت صلعم نے فانا للہ و
انا الیہ راجعون ایک کلمہ ہے کہ نزدیک اصابت مصیبت کے پڑھتے ہین مقصود پڑھنا اس کا جست کھینچ
مراتب شہوات دنیا اور افراط و تفریط ہین اور بہرہ مند اور منتفع ہونا ساتھ متاع حیات دنیا کے جیسا کہ ملوک
اور امراء امت نے کیا لیکن تو سلسلے ابن زمل اوپر طریقہ صالحہ کے ہوگا اور ہمیشہ رہیگا اسی طور پر یہانتک
ملاقات کرے تو میرے ساتھ جیسا کہ کہا تو نے مین تمہارے ساتھ ہون یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
اور منبر جو ہفت پایہ کہ دیکھا تو نے وہ دنیا ہے کہ مدت عمر اسکی سات ہزار سال ہے اور مین الفت آخر مین ہون کہ
پایہ اعلی ہے اور مرد دراز گون کہ دیکھا تو نے وہ موسی علیہ السلام ہے کہ تکریم کرتا ہون مین انکو ساتھ فضل
ہم کلام خدا تعالی کے انکے ساتھ بے واسطے اور مرد میانہ بالا پر گوشت سرخ رنگ نزدیک عیسی علیہ السلام ہے
تکریم کرتا ہون مین انکو ساتھ زیادتی مرتبہ کے خدا کے نزدیک اور پیر کو دیکھا تو نے کہ ہم اقتدا کرتے ہین
اسکے ساتھ وہ ابراہیم علیہ السلام ہے اور ناقہ لاغر کلان سال کہ تو نے دیکھی اٹھاتا ہون مین اسکو قیامت
ہے کہ مجھپر اور میری امت پر قائم ہوتی ہے اور نہین کوئی نبی مجھسے پیچھے اور نہ کوئی امت میری امت کے
بعد کہا سوال نہ کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پیچھے اس قصہ کے کسی ایک کو خواب انکے سے
مگر لاتا تھا ایک مرد اپنے خواب کو آگے آپکے اور تحدیث کرتا تھا حضرت صلعم پر روایت کیا ابن قتیبہ اور
طبرانی اور بیہقی نے اس حدیث کو دلائل مین اور سند اسکی ضعیف ہے واللہ اعلم بالصواب فصل در ذکر اسما شریفہ
جان او معلوم کر کہ حق جل و علی نے تسمیہ کیا ہے اپنے حبیب صلعم کو قرآن عظیم اور غیر اسکے مین کتب سماویہ
سے اور اوپر زبان انبیا اور رسل علیہم السلام کے ساتھ اسماء کثیرہ کے اور کثرت اسما دلالت
کرتی ہے اوپر شرف مسمی کے اسواسطے کہ اشتقاق اسما کا صفات اور افعال سے ہے اور ہر اسم مشتق
صفت اور فعل سے ہے اور اشہر و اعظم سب اسماء مین محمد ہے جیسا کہ اسم ذات باری عز اسمہ اللہ اور
باقی اسماء صفات ہین کہ اسپر محمول ہین اور لائے ہین کہ عبد المطلب نے ایک خواب دیکھا تھا کہ گویا
اسکی پشت سے سلسلہ فضہ باہر آیا ہے کہ ایک طرف اسکی آسمان مین اور دوسری طرف مشرق و مغرب
مین بعد ازان گویا وہ سلسلہ ایک درخت ہوا ہے کہ ہر برگ اسکے پر ایک نور ہے اور اہل مشرق و مغرب
متعلق ہین اسکے ساتھ اسوقت کے معبرون نے تعبیر کیا اسکو ساتھ مولود کے پیدا ہوگا صلب
عبد المطلب سے اور متابعت کرینگے اسکی اہل مشرق و مغرب اور حمد کرینگے اسکی اہل سما اور ارض اسی واسطے

محمد نام کیا گیا اور وہ جو حدیث کیا عبد المطلب کو آمنہ والدہ آنحضرت صلعم نے کہ کہا گیا اسکو منام مین کہ تو باردار
کی گئی ساتھ سید اس امت کے اور جب جنے تو اسکو نام اسکا محمد رکھ اور حدیث شیخین مین جبیر بن مطعم سے
آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان لی خمسة اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو اللہ
بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب یعنی خاتم الانبیاء
یعنی خاتم الانبیاء اور یعنی قول حضرت کے لی خمسة اسماء وہ ہین کہ یہ اسماء موجود ہین کتب متقدمین مین اور نزدیک
علماء امم سالفہ کے اور بعض احادیث مین چھ آئے ہین یہ پانچ اور خاتم اور روایت کیا ہے نقاش نے کہ فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ قرآن مین سات نام میرے ہین محمد اور احمد اور یس اور طہ اور مدثر اور مزمل اور طہ
کو ساتھ یا طاہر یا ہادی کے تفسیر کیا ہے اور یس مین یا سید حکایت کیا ہے اسکو اسلمی نے واسطے اور
جعفر بن محمد سے اور بعض احادیث مین دس آئے ہین پانچ کہ حدیث اول مین گذرے اور وانا رسول الرحمة اور
رسول الراحة اور رسول الملاحم جمع ملحمہ کی بمعنی شدت حرب یا شدت حرب کے اور وہ جہاد کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے راہ خدا مین کیا کسی نے نہین کیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانا المقفی ساتھ کسرہ فا اور فتح
اسکے قفا سے بمعنی عاقب اور بعض نے بفتح فا تفاوت سے بمعنی کرم اور لطف کے رکھا ہے اور قفی کریم و لطیف
کو کہتے ہین و متقی بزیارت تا بعد قاف کے بھی آیا ہے وانا القیم ساتھ تحتانیہ مشددہ کے بمعنی جامع کامل کے
اور صاحب شفا نے کہا ہے کہ گمان وہ ہے کہ اسم قثم ہے بضم قاف اور فتح ثاشہ کے اور فرمایا آنحضرت صلعم
نے آیا میرے پاس فرشتہ اور کہا انت قثم یعنی مجتمع اور تحقیق آئے ہین القاب اور اسماء حضرت سے
قرآن مین نور اور سراج منیر اور نذیر اور مبشر اور بشیر اور شاہد اور شہید اور حق المبین اور خاتم النبیین
اور الامین اور العزیز اور الحریص اور الرؤف اور الرحیم اور قدم صدق اور نعمة اللہ اور عروة الوثقی
اور صراط المستقیم اور طہ اور نجم الثاقب اور یس اور الکریم اور نبی الامی اور برہان اور [illegible]
واسطے آنحضرت صلعم کے اوصاف کثیرہ اور اسماء جلیلہ ہین کتب متقدمین اور احادیث مین جیسا کہ
مصطفی مجتبی اور ابو القاسم اور شفیع اور مشفع اور متقی اور مصلح اور طاہر اور امین اور صادق اور مصدوق
اور ہادی اور سید ولد آدم اور سید المرسلین اور امام المتقین اور رسول رب العالمین اور قائد الغر المحجلین
اور حبیب اللہ اور خلیل الرحمن اور صاحب الحوض المورود اور صاحب الشفاعة اور صاحب المقام المحمود
اور صاحب الوسیلة والفضیلة والدرجة الرفیعة اور صاحب التاج والمعراج واللواء والقضیب
اور راکب البراق والناقة والنجیب اور صاحب الحجة اور سلطان اور خاتم اور علامة اور صاحب
الہراوة والنعلین اور اسماء شریفہ آنکے بیچ کتب متقدمین مین المتوکل اور المختار اور
مقیم السنة اور مقدس اور روح الحق اور یہی ہین معنی بارقلیط کے انجیل مین واقع ہوا ہے
اور کہا ہے کہ بارقلیط وہ کہ فرق کرے درمیان حق اور باطل کے اور اور اسماء آن حضرت سے

آنحضرت سے کتب سابقہ مین ماذ ماذ بمعنی طیب طیب ہے اور خطایا بمعنی حامی الحرم اور اسم شریف آپکا زبان سریانی
مین مشفح اور منحمنا اسم مبارک حضرت کا توریت مین احید اور معنی اسکے صاحب القضیب اور صاحب السیف ہین اور
کنیت مشہورہ حضرت کی ابوالقاسم ہے اور روایت ہے انس سے کہ جب پیدا ہوے حضرت گھر ابراہیم آئے
جبرئیل اور کہا السلام علیک یا ابا ابراہیم انتہے اور بعضون نے ابوالارامل اور ابو المومنین بھی کہا ہے اور اگر
ابو الیتامی بھی کہین گنجایش رکھی جیسا کہ شعر ابوطالب مین آیا ہے مصرع ثمال الیتامی عصمة للارامل
باپ بیٹون کے لیے پناہ بیوہ زنون کے لیے اور صاحب اہب لدنیہ نے کہا ہے کہ اسمار آنحضرت کے قرآن مین
بہت آئے ہین اور شمار کیا اُسے بعضون نے اور پہونچایا ہے بعد تفحص کے پس بعض نے ساتھ ننانوے کے
پہونچایا ہے موافق اسمار الہی کے اور یہ وجہ کتاب مستوفی مین کہی ہے اور اگر تفحص کیا جاوے ان سب کو
کتب متقدمہ اور قرآن اور حدیث سے پہونچتے ہین تین سو تک اور دیکھا ہے مین نے کتاب احکام القرآن قاضی
ابوبکر بن العربی مین کہ کہا بعض صوفیہ نے کہا ہے خدا تعالے کے واسطے ہزار نام ہین اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو بھی ہزار نام ہین اور مراد اوصاف ہین ہر وصف سے ایک اسم مشتق ہے یعنی متحقق ہین ساتھ ساتھ
اُسکے اور غالب ہین اوپر اُس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور بعض مشترک اور ہر وصف اور صفات اُسکے
سے ایک اسم لیوین پہونچتے ہین اوصاف اُسکے اس حد تک بلکہ بیشتر و قطل صاحب اہب نے شمار کیا ہے اسمار
شریف آنحضرت صلعم کو زیادہ اوپر چار سو سے اور ذکر کیا ہے انکو مرتب اوپر حروف معجم کے جیسا کہ اولی اور اعظم
اور اشہر اسمار آنحضرت مین احمد و محمد ہے کہ بمنزلہ اسم ذات ہین اور دونون اسم حقیقت مین ایک اسم ہے
مشتق حمد سے مفید معنون مبالغہ کو اول باعتبار کیفیت اور دوسرا باعتبار کمیت پس وہ حمد گوئندہ ہے خدا
تعالے کو ساتھ افضل محامد کے اور حمد کی گئی حضرت پر ساتھ کثرت محامد کے دنیا اور آخرت مین احمد الحامدین
احمد المحمودین و افضل من حمد و حمد یعنی ستودہ ترین سب ستودون مین اور فاضل ترین اُس شخص کا کہ
ستایش اور ستودہ ہوا اور ساتھ اُسکے ہے لواء حمد روز قیامت تاکہ تمام ہووے اُسکو کمال حمد اور مشہور
ہووے اُس عرصات مین ساتھ صفت حامدیت اور محمودیت کے اور برانگیختہ کرے اُسے پروردگار اُسکا مقام
محمود مین جیسا کہ وعدہ کیا ہے ساتھ قول اپنے کے آیت عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا
یعنے قریب ہے کہ برانگیختہ کرے تجھے رب تیرا مقام محمود مین اور حمد کین اولین و آخرین ساتھ کشادہ کرنے باب
شفاعت کے اور تعلیم کرے حق تعالی اُسکو ایسی محامد کہ کسیکو نہین کی اور تسمیہ کیا ہے حق جل جلالہ نے اُسکی
اُمت کو حمادون پس سزاوار ہے کہ تسمیہ کیا جاوے ساتھ احمد و محمد کے اور ابن عساکر کعب الاحبار روایت کرتا ہے
کہ آدم نے شیث کو کہا اے چھوٹے بیٹے میرے تو خلیفہ میرا ہے میرے بعد اخذ کر ساتھ عماد تقوے اور عروة
الوثقی کے جسوقت ذکر کرے تو خدا ذکر کر اُسکے پہلو مین محمد کو کہ مین نے دیکھا ہے اسم اُسکا مکتوب اوپر
ساق عرش کے اور حال آنکہ مین روح اور طین تھا بعد ازان طواف کیا مین نے سموات کو اور نہ دیکھا مین نے

انمین کوئی موضع گرد کر لکھا ہوا دیکھا مین نے اسپر اسم محمدؐ کا اور بدرستی میرے پروردگار نے رکھا مجھے بہشت مین پس
نہ دیکھا مین نے بہشت مین کوئی قصر اور کوئی غرفہ مگر وہ کہ لکھا ہوا اسپر اسم محمدؐ کا اور دیکھا مین نے اسم محمدؐ کا مکتوب
اوپر سینون حور العین کے اور اوپر پتون درخت طوبے کے اور پتون سدرۃ المنتہیٰ اور اوپر اطراف حجبات کے
اور فرشتون کی آنکھون مین پس اکثار کر لے پسر ذکر محمدؐ کو اور حدیث مین بروایت ابوہریرہ آیا ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا جب لے گئے مجھے اوپر آسمان کے نہ گذرا مین کسی آسمان پر مگر وہ کہ پایا مین نے
نام اپنا اسمین لکھا ہوا محمد رسول اللہ اور ابوبکر میرے پیچھے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ آدم علیہ السلام نے
نزدیک مصیبت لینے کے کہا اللھم بحق محمد اغفرلی خطیئتی یعنے یا اللہ بحق محمدؐ بخش میری خطا اور ایک روایت
مین تفصیل توبہ کے آیا ہے یعنی قبول کر میری توبہ کہا اُسے حق تعالےٰ نے کہان سے پہچانا تو نے محمدؐ کو
دیکھا مین نے ہر موضع مین کہ بہشت سے کہ لکھا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور ایک روایت مین
آیا ہے عبدی و رسولی یعنے میرا بندہ اور میرا رسول پس جانا مین نے کہ وہ اکرم خلق ہے تیرے نزدیک
پس قبول کی خدا نے توبہ اسکی اور یہی ہے تاویل قول حق سبحانہ کی آیت فتلقی ادم من ربہ کلمات
یعنے پس لیے آدم نے اپنے پروردگار سے کلمات توبہ اور کتاب شفا مین عجائب غرائب سے لکھا ہے کہ دلالت
رکھی ثبت اسم شریف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سفلیات مین بھی کہ اوپر ایک سنگ قدیم کے کہ
لکھا پایا محمد تقی مصلح امین یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاک ہین اصلاح کنندہ امانت دار اور کہا ہے اوپر ایک
سنگ کے بخط عبرانی لکھا پایا باسمک اللھم جاء الحق من ربک بلسان عربی مبین لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ کتبہ موسیٰ ابن عمران ذکرہ ابن ظفر فی التبیین عن صمرا عن الزھری
ساتھ نام تیرے کے یا اللہ آیا حق تیرے رب کی طرف سے زبان عربی آشکارا مین نہین کوئی معبود غیر اللہ
کے محمد رسول اللہ کے ہین لکھا اُسے موسیٰ ابن عمران نے ذکر کیا اسکو ابن ظفر نے سیر مین تمر سے اور تمر نے
زہری سے اور مشاہدہ کیا گیا بعض بلاد خراسان مین ایک مولود کہ پیدا ہوا اور لکھا ہوا اوپر پہلو اُسکے
کے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور بلاد ہند مین ایک گل ہے کہ لکھا ہوا ہے اسپر بخط سفید لا الہ
الا اللہ محمد رسول اللہ اور علامہ ابن مرزوق نے ذکر کیا ہے عبداللہ بن صرحان سے کہ کہا چلی اوپر
ہمارے ایک ہوا تند حالانکہ ہم موجون دریائی ہند مین تھے پس لنگر کیا ہم نے کشتی کو جزیرہ اور دیکھا
ہم نے اسمین ایک گل سرخ تیز بو خوش نسیم کہ لکھا ہے بخط سفید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
اور ایک گل سفید کہ لکھا ہے اسمین بخط زرد من الرحمن الرحیم الی جنت النعیم لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ یعنے بیزاری ہے روزی دینے والے بخشنے والے سے طرف بہشتون نعمت کے اور تاریخ
ابن العزیم مین علی بن عبداللہ ہاشمی سے شرقی لایا ہے کہ پایا گیا بعض شہرے ہند مین گل بزرگ خوشبو سیاہ
کہ لکھا ہے اسپر بخط سپید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر صدیق عمر الفاروق رضی اللہ عنہم

کہا پس شک کیا مین نے اُسمین اور کہا مین نے کہ یہ مصنوعی ہو پس قصد کیا دوسرے گُل کی طرف کہ ہنوز نا شگفتہ تھا اُس بھی ایسا ہی خط لکھا دیکھا مین نے اور شہر مین بہت سی چیزین مشاہدہ کین اور اہل اُس قریہ کے عبارت اعجاز کرتے ہین اور خداے جل جلالہ کو نہین پہچانتے اور کہا عبد اللہ بن مالک نے آیا مین بلاد ہند کو اور سیر کی مین نے شہر مین کہ اُسکو نبیلہ نون کے ساتھ یا تمبیلہ تا کے ساتھ کہین پس دیکھا مین نے ایک درخت بڑا کہ میوہ اُسکا مانند بادام کے ہے اور اُسکو پوست ہے اور جب توڑا جاتا ہے وہ میوہ نکلتا ہے اُسمین ایک ورق سبز پیچیدہ کہ لکھا ہوا ہے سرخی سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اہل ہند تبرک ڈھونڈھتے ہین ساتھ اُسکے اور استسقا طلب کرتے ہین اُس سے اور جب قحط ہوتا ہے باران حکایت کیا ہو اُسکو ابو البقا بن صافی نے منسک مین اور کتاب روض الریاحین یافعی مین نقل کیا ہے بعض سے مثل اُسکے اور کہا حدیث کیا مین نے اُسکو یعقوب صیاد سے کہا تھا مین کہ سیر کرتا تھا مین اوپر نہر ادبلہ کے پس صید کیا مین نے ایک ماہی کو کہ لکھا ہے پہلوے راست پر اُسکے لا الہ الا اللہ اور پہلوے چپ پر محمد الرسول اللہ پس جب دیکھا مین نے اُسکو دفن کیا مین نے اندر پانی کے از جہت تعظیم اور احترام کے اور بعضے لوگون نے شرح قصیدہ بردہ مین ابن مرزوق سے نقل کیا ہے کہ کہا لائی گئی ایک سمک پس دیکھا گیا ایک لوکان اسکے لا الہ الا اللہ اور دوسرے پر محمد رسول اللہ اور منقول ہے ایک جماعت سے کہ آنھون نے پایا ایک خربزہ زرد کو کہ اُسمین خطوط سفید ہین حلقہ زدہ اور سب خطوط مین بعربی لکھا ہے ایک پہلو مین اللہ دوسرے مین احمد بخط روشن کہ شک نہ کرے اُسمین جاننے والا خط کا اور کہا پایا گیا ۹ سنہ آٹھ سے نو ہجری مین دانہ انگور کہ لکھا ہے بخط ظاہر برنگ سیاہ لفظ محمد اور کتاب بطن مین نقل کیا ہے کہ دیکھا جزیرہ مین ایک درخت بزرگ کہ اُسکے اوراق بڑے ہین خوشبو ہے لکھا ہو اُسمین ساتھ سرخی اور سفیدی کے سبزی مین کتابت واضح بطریق خلقت کے کہ پیدا کیا ہے اُسکو خدا ے تعالیٰ نے اوراق تین سطرین اول مین لا الہ الا اللہ دوسرے مین محمد رسول اللہ تیسرے مین ان الدین عند اللہ الاسلام

وصل

مشرف کرنے مین حق تعالیٰ کے اپنی لبیب حبیب کو ساتھ تسمیہ کے باسماء حسنے اور صفات کبریٰ کے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مخصوص کیا ہے بہتون کو انبیا صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین سے ساتھ کرامت خلعت اسماء اپنی سے جیسا کہ اسحق اور اسمعیل کو ساتھ علیم اور حلیم کے پکارا اور ابراہیم کو حلیم کہا اور نوح کو شکور اور عیسی اور یحیی کو برا اور موسے کو کریم اور قوی اور یوسف کو حفیظ علیم اور ایوب کو صابر کہ معنی صبور ہے اور اسمعیل کو بصادق الوعد بھی فرمایا جیسا کہ ناطق ہے اُسکے ساتھ کتاب عزیز مواقع ذکر اُنکے مین اور تفضیل دی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ کثرہ کے لپنے اسمارے اور ہینے

سے جنے تعلیم الٰہی تحریر کیے ہین تینس اسم اور امیدوار ہین ہم کہ زیادہ او پر اُسکے فتح اور الہام کرے آخر ہوا کلام قاضی کا
جان کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم جامع ہین کمالات اسمائی اور صفاتی حضرت رب العالمین تعالیٰ
اور تقدس کو اور متخلق ہین بجمیع اخلاق الٰہی عز اسمہ کے جیسا کہ بعضے عارفون نے تفصیل اسکو بیان کیا ہو اور
مقصود قاضی کا ذکر ان اسما کا ہے کہ کتاب مجید اور احادیث صحیح مین اُس سے مذکور ہوا جیسا کہ سیاق
کلام اُس رحمتہ اللہ کا ناظر ہے اسمین ایک اُن سب سے اسم حمید ہو بمعنی محمود اس واسطے کہ حمد کیا ہے
حق تعالےٰ نے اپنی ذات کو کلام قدیم مین اور ساتھ بہت آیات اور دلائل و آلہ او پر کمال اُس
کے اطلاق کے انفس و آفاق ہین اور حمد کے ہے اسکو بندون نے اور ہو سکتا ہو کہ حمید بمعنی حامد
ہووے کہ حامد ہو ذات اپنی کا اور اعمال طاعات کا پس حق تعالیٰ بھی حامد ہو محمود اور تسمیہ کیا ہے
اپنے حبیب کو ساتھ محمدؐ اور احمدؐ کے اور محمدؐ بمعنی محمود ہے اور احمد بھی بمعنی حامد اور بھی بمعنی محمود
آیا ہے اور جملہ اسماء الٰہی سے الرؤف الرحیم اور تسمیہ کیا ہے اسکو اُس اسم کے ساتھ کتاب اپنی مین
بالمومنین رؤف الرحیم اور یہ دونون اسم متقارب ہین معنون مین اور بعض نے کہا ہے کہ رافت
شدت رحمت ہے اور کہا ہے کہ رؤف بالمطیعین رحیم بالمذنبین اور اسماء الٰہی سے الحق المبین یعنی
حق موجود ثابت کہ متحقق ہے امر اُسکا اور مبین وہ کہ ہین اور آشکار ہو امر الوہیت اُسکا اور برہان
حقانیت اور بیان اور آیان کرے ایک معنی ہین اور بمعنی مبین عباد کے لیے امر دین اور مبدا اور
معاد اُنکا یہ معنی بھی جائز ہین اور پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بھی تسمیہ کیا ساتھ اُسکے اور فرمایا
یا ایہا الناس قد جاءکم الحق من ربکم یعنے اے لوگو تحقیق آیا تمھارے پاس حق بجانب پروردگار
تمھارے سے اور فرمایا آیت فقد کذبوا بالحق لما جاءھم یعنے پس تحقیق جھٹلایا انھون نے
حق کو جب آیا اُنکے پاس اور فرمایا آیت حتی جاءکم الحق و رسول مبین یعنی یہانتک کہ آیا
تمھارے پاس حق اور رسول ظاہر اور بیان کنندہ و قل انا النذیر المبین
یعنے اور کہہ کہ مین ہون ڈرانے والا ظاہر اور مراد حق سے محمدؐ ہین صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
اور بعضون نے کہا قرآن اور معنی حق کے اس جگہ ضد باطل کے ہین یعنے وہ کہ متحقق ہے امر اُسکے
صدق کا اور بین ہے امر اُسکی رسالت کا اور مبین ہے جانب حق سے اُس دین متین کو بھیجے
اُسکو ساتھ اُسکے مثل قول حق تعالےٰ کے آیت لتبین للناس ما نزل الیھم یعنے تو کہ
بیان کرے تو اور آشکار اواسطے لوگون کے وہ اوتارا گیا اُنکی طرف اور بعض اہل اشارت
نے قول حق سبحانہ مین کہا ہے آیت وما خلقنا السموات والارض وما بینھما الا بالحق
اور نہین پیدا کیا ہمنے آسمانون اور زمین کو اور وہ چیز کہ انمین ہے مگر ساتھ
حق کے اسے ساتھ محمدؐ از جہت جابر کے کہ کہا اول ما خلق اللہ روح محمدؐ

ثم خلق منه العرش والکرسی والسماء والارض وجمیع الموجودات یعنے اول اُس چیز کا
کہ پیدا کیا اللہ نے روح محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے پھر پیدا کیا اُس سے عرش اور کرسی اور آسمان
اور زمین اور سب موجودات کو اور ایک اسمائے الٰہی سے نور ہے اور یعنے اُسکے خداوند نور اور پیدا کرنیوالا
نور کا یا نورانی کرنے والا آسمان کا اور زمین کا ساتھ نورون کے اور روشن کرنے والا دلون عارفون کا
ساتھ ہدایت اور اسرار کے اور آن حضرت کو بھی نور فرمایا آیت قد جاءکم من اللہ نور
وکتاب مبین یعنے تحقیق آیا تمہارے پاس خدا کی طرف سے نور اور کتاب ظاہر و آشکارا اور
فرمایا شان حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین وسراجا منیرا یعنے چراغ روشن کرنے والا تسمیہ
کیا حضرت کو اُسکے ساتھ از جہت وضوح اُسکے امر اور بیان اُسکی نبوت کے اور روشن کرنا عارفون
کے دلون کا ساتھ اس چیز کے کہ لائے دین سے اور اسمائے الٰہی سے شہید ہے قاضی نے کہا ہے
اُسکے عالم ہے اور کہا گیا شہید او پر بندون اپنے کے اور آن حضرت کو بھی شاہد اور شہید فرمایا
انا ارسلناک شاھدا یعنے بدرستی بھیجا ہمنے تجکو عالم و حاضر ساتھ حال امت اور تصدیق اور تکذیب
اور نجات و ہلاک اُنکے اور کہا یکون الرسول علیکم شہیدا یعنے اور ہوگا رسول او پر تمہارے
گواہ جیسا کہ انکار امم مین ارسال انبیا کو اور شہادت امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی او پر اُنکے
اور تزکیہ آنحضرت کا امت کو آیا ہے اور اسمائے الٰہی سے الکریم ہے اور معنے اُسکے کثیر الخیر او افضل
اور عفو ایسا ہی کہا ہے قاضی نے اور حدیث مین اسمائے الٰہی سے اکرم بھی آیا ہے اور آنحضرت
کو بھی کریم پکارا اور فرمایا آیت انه لقول رسول کریم وما ھو بقول شاعر قلیلا ما تؤمنون
ولا بقول کاھن قلیلا ما تذکرون یعنے بدرستی ہر آئینہ وہ قول رسول کریم کا ہے اور نہین وہ
قول شاعر کا کم ہے کہ ایمان لاؤ تم اور نہ قول کاہن کا کم ہے کہ پند پذیر ہو تم مراد محمد ہین صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نہ جبرئیل ساتھ قرینہ قول وما ھو بقول ولا بقول کاھن اسواسطے کہ وصف نہین
کیا کفار نے جبرئیل کو ساتھ اُسکے پس متعین ہو کہ مراد برسول کریم آنحضرت ہین نہ جبرئیل کہ
کہ ورتہ سورہ الحاقہ مین ہے اور سورہ تکویر مین مراد جبرئیل علیہ السلام ہین اور بعض نے کہا کہ اس
جگہ بھی مراد آنحضرت ہین از نسبت صادق آنے آن صفات کے حضرت پر اور جواب یہ ہے کہ محتمل ہو واللہ اعلم
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اکرم ولد آدم یعنے مین کریم اولاد آدم کا ہون
معنی اس اسم کے تحقیق ہین حق آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اور کہا ہے کہ جیسا صفت کیا ایک کو
بکرم وصف تجمیع صفات خیر کے اوسکے آن حضرت متصف ساتھ صفات کرم کے ظاہرا و باطنا
ذاتا وصفاتا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسمائے الٰہی سے العظیم ہے اور معنی اُسکے جلیل الشان
ہر چیز سے کہ دون اُسکی ہے اور کہا اپنے پیغمبر کی شان مین آیت وانک لعلی خلق عظیم یعنے

بدرستی تو البتہ اوپر خلق عظیم کے ہے اور واقع ہوا ہے سفر اول میں توریت کے واسطے اسمٰعیل کے وستلد عظیما لامۃ
یعنے اور قریب ہے کہ پیدا ہو اور جنے عظیم القدر کو واسطے امت کے پس آنحضرت عظیم ہیں اور اوپر خلق عظیم کے
اور جو صفت کسیکی عظیم ہوئی تو ذات اُسکی بھی عظیم ہوگی جیسا کہ باب اخلاق شریفہ میں تھوڑا اس
کلام سے گذرا ہے اور اسماے الٰہی سے الجبار اور جبار بمعنی مصلح اور قاہر اور اعلیٰ اور عظیم اور متکبر کے آتے
اور نام کیے گئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مزامیر داؤد میں اور مزامیر جو الیسوع میں ہیں کہا ہے
تقلد ایہا الجبار سیفک فان ناموسک وشرایعک مقرونۃ بہیبتک یعنے گردن میں
ڈال اے جبار شمشیر اپنی کو پس بدرستی ناموس یعنے راز تیرا اور شریعت تیرے نزدیک
کی گئی ہے ساتھ ہیبت تیرے کے اور ذکر اسکا سابق گذرا ہے اور معنی اُسکے حق نبی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صادق ہیں از جہت حضرت کے امت کو ساتھ ہدایت اور تعلیم
کے اور قہر انکا اعداے دین کو اور علو منزلت اور عظیم خطر اور کبر شان انکا بہ نسبت سائر
افراد بشر کے اور وہ کہ نفی کیا ہے قرآن میں تکبر سے وہ ہے کہ نہیں لایق ساتھ شان اور حال
اُنکے اور فرمایا ہے وما انت علیہم بجبار یعنے اور نہیں تو اُنپر جبر کرنے والا اور اسماء الٰہی سے الخبیر ہے
اور معنی اُسکے مطلع اوپر کنہ شی کے اور عالم ساتھ حقیقت اُس شی کے اور اس تقدیر پر علیم کے معنوں میں
ہووے اور بعضوں نے کہا ہے خبیر بمعنی مخبر ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خبیر ہیں
ساتھ دونوں وجہ کے اسواسطے کہ وہ عالم ہیں ساتھ خفیات علوم کے ساتھ اُس چیز کے جتاتا ہے
انکو حق تعالے نے مکنون علم اور عظیم معرفت اپنی سے اور مخبر امت اپنی ساتھ اُس چیز کے کہ
اذن دیا ہے حق سبحانہ نے انکو ساتھ اعلام اور اخبار اُسکے اور تسمیہ حضرت کا باسم خبیر ثابت اس آیت سے ہے
فاسأل بہ خبیرا سو یہ خبیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں و ہر ایک کے وجوہ مذکورہ سے آیہ میں اور اسماے
الٰہی سے الفتاح اور معنی اُسکے حاکم میان بندگان اور فاتح الابواب رزق اور رحمت ہے اور کھولنے والا
کاموں بستہ کا اوپر خلق کے اور فاتح قلوب اور بصایر انکا واسطے معرفت حق کے اور بمعنی ناصر بھی آیا ہے
قول حق سبحانہ میں ان تستفتحوا فقد جاءکم الفتح ای ان تستنصروا فقد جاءکم النصر یعنے اگر
نصرت مانگتے ہو پس تحقیق آئی تمہیں نصرت اور تسمیہ کیا ہے آنحضرت کو خدا تعالے نے فاتح
حدیث اسرا میں کہ ابی العالیہ وغیرہ سے ابی ہریرہ کی روایت میں آیا ہے وجعلتک فاتحا وخاتما
اور اسماء الٰہی سے الشکور ہے اور معنی اُسکے مثیب اوپر عمل قلیل کے ساتھ خیر کثیر کے اور معنی اوپر
مطیع کے اور بتحقیق وصف کیا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کو ساتھ شکور کے
کہ افلا اکون عبدا شکورا یعنے پس کیوں نہ ہوؤں میں بندہ شکر گذار حضرت ساتھ نعم پروردگار کے
عارف اُسکے قدر کا شناخت کرنے والا اوپر اُسکے اور ظاہر ہے کہ توصیف حضرت کا اپنے کو شکور ساتھ اذن اور امر الٰہی

کے ہے اور اسمار الٰہی سے العلیم اور علام الغیوب الشہادت ہے اور وصف کیا اپنے نبی کو ساتھ علیم کے اور مخصوص کیا اسکو ساتھ مزیت و فضیلت کے اسکو اور آیۃ و علمک ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما یعنے اور سکھلایا تجھے جو نہ جانتا تھا تو اور ہے فضل خدا کا تجھپر بڑا اور کہا ویعلمکم الکتاب و الحکمۃ ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون یعنے اور سکھلاتا تمکو کتاب اور حکمت اور سکھلاتا تمکو جو کہ تم نہ جانتے تھے اور اسمار الٰہی سے الاول و الآخر ہے اور معنی اسکے سابق وجود ہین اور باقی بعد از فنا اسکے اور تحقیق اسکی وہ ہے کہ نہین اسکو اول اور نہ آخر اور آنحضرت اول انبیا ہین پیدایش مین اور آخر انکی بعثت مین اور اشارہ کیا ہے ساتھ قول حق سبحانہ کے آیت واذ اخذنا من النبیین میثاقھم و منک و من نوح و ابراھیم اور جب لیا ہمنے پیغمبرون سے پیمان انکا اور تجھسے اور نوح اور ابراہیم سے اسواسطے کہ تقدیم کیا آنحضرت کو اوپر نوح اور ابراہیم وغیرہما کے اور بھی فرمایا آنحضرتؐ نے نحن الآخرون السابقون یعنے ہم آخرین بعثت مین اور باعتبار زمان سابق ہین ہم اور اولیت ثابت ہے آنحضرت کو امور کثیرہ مین اور جیسا کہ فرمایا انا اول من تنشق الارض واول من یدخل الجنۃ واول شافع واول مشفع وھو خاتم النبیین و آخر المرسل یعنے مین اول اس کسی کا ہون کہ شگافتہ کیجاوے زمین اور اول اس کسیکا کہ داخل ہوتا ہے بہشت مین اور اول شفاعت کرنے والا اور اول قبول الشفاعت اور وہ خاتم پیغمبرون کا ہے اور آخر رسولون کا اور اسمار الٰہی سے القوی ذو القوۃ المتین اور معنی اسکے قادر ہر امر پر اور وصف کیا اسکو حق تعالےٰ نے اپنے ساتھ قول اپنے کے ذی قوۃ عند ذی العرش مکین یعنے صاحب قوت نزدیک خداوند عرش کے صاحب منزلت مراد ساتھ اسکے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہین اور بعض نے کہا ہے کہ مراد جبرئیل علیہ السلام ہین اس صورت مین یہ صفت مخصوص ساتھ آنحضرتؐ کے ہوگی اور اسمار الٰہی سے صادق ہے اور حدیث مین آیا ہے وصف آنحضرت کا بصادق مصدوق اسمار الٰہی سے ولی اور مولیٰ ہے اور فرمایا ہے حق تعالےٰ نے انما ولیکم اللہ و رسولہ یعنے سواے اسکے نہین کہ ولی تمہارا اللہ اور رسول اسکا ہے اور فرمایا آنحضرتؐ نے انا ولی کل مومن یعنے مین ولی ہر مومن کا ہون اور فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنے جسکا مین مولا ہون پس علی اسکا مولےٰ ہے مراد اس جگہ محب اور ناصر ہے اور اسمار الٰہی سے غفور ہے اور معنی اسکے گذرنے والا گناہون اور تقصیرات سے اور امر کیا ساتھ اسکے اپنے پیغمبر کو قرآن اور توریت مین ساتھ غفور اور صفح کے اور خذ العفو وامر بالمعروف یعنے اختیار کر درگذر گناہ سے اور امر کر ساتھ نیکی اور احسان کے اور کہا فاعف عنھم و اصفح یعنے پس عفو کر گناہ سے اور درگذر اور کہا ہے توریت و انجیل مین آپکی شان مین

نیس بفظ و لا غلیظ و لکن یعفو و یصفح یعنے نہین ہے بدخو اور درشت گو ولیکن بخشتا ہے اور گذر کرتا ہے اور
اسمار الٰہی سے الہادی ہے اور معنی اُسکے توفیق دینے والا جسکو چاہے بندون اپنے سے بہدایت اور
بمعنی راہ دکھلانے اور پکارنے کے آیت واللّٰہ یدعوا الے دار السلام و یہدی من
یشاء الے صراط المستقیم یعنے اور اللہ پکارتا ہے طرف بہشت کے اور ہدایت کرتا ہے
طرف راہ سیدھی کے اور فرمایا وداعیا الی اللّٰہ باذنہ یعنے اور پکارنے والا طرف اللہ کے ساتھ
اُسکے حکم کے ولیکن معنی پہلے مخصوص ہین ساتھ حق تعالے کے اور ثانی مشترک ہین درمیان اُسکے اور
پیغمبر کے اور اسمار الٰہی سے المومن و المہیمن ہے بعضون نے کہا یہ دونون آخر ایک معنون مین ہین یعنی
معنی مومن کے حق تعالے ہین مصدق اپنے وعدہ کا ہے کہ ساتھ بندون کے کیا اور مصداق
قول اپنے کا کہ حق ہے اور مصدق بندون مومن اور رسولون اپنے کا اور بعضون نے کہا ہے موحد ذات
اور شاہد اوپر الوہیت اپنی کے اور بعضون نے کہا ہے امان دینے والا بندون اپنے کا دنیا مین
ظلم اور شدت سے اور مومنون کو آخرت مین عذاب اپنے سے اور کہا ہے مہیمن بمعنی امین سے ہے مصغر مومن
کا پس طلب قلب کیا گیا ہمزہ کو ساتھ ہا کے اور کہا ہے مہیمن بمعنی حافظ اور شاہد کے ہے اور وہ کہ
بے ڈر کرے اور ون کو خوف سے اور آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم آمین ہین اور مہیمن اور
مومن اور تسمیہ کیا ہے انکو امین حق تعالی نے اور کہا مطاع ثم امین یعنے اطاعت کیا گیا ہے اُس
جگہ امانت دار اور آنحضرت پیش از نبوت اور بعد از نبوت معروف اور مشہور امین تھے اور تسمیہ کیا
اور انکو عباس اُنکے عم نے مہیمن اور خدا ے تعالے نے کہا آیت ویؤمن باللّٰہ ویؤمن للمومنین
یعنے تصدیق کرتا ہے بخدا اور تصدیق کرتا ہے واسطے مومنون کے اور فرمایا انا امن لاصحابی
یعنے مین امین ہون اپنے اصحاب کا اور صاحب مواہب نے قول حق سبحانہ مین آیت
وانزلنا علیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتاب ومہیمنا علیہ
یعنے اور اتاری ہمنے اوپر تیرے کتاب راست تصدیق کرنیوالی ساتھ اُس چیز کے کہ روبرو اُسکے ہے
کتاب سے اور نگہبان اوپر اُسکے مجاہد سے نقل کیا مراد وہ ہے وجعلناک یا محمد مہیمنا علیہ
یعنے اور گردانا ہمنے تجھے نگہبان اوپر اُسکے اور اسمار الٰہی سے مقدس ہے اور معنی اُسکے منزہ نقائص
سے اور مطہر نشانون حدوث سے اور وارد ہوا ہے کتب انبیا مین اسماے آنحضرت مین مقدس
یعنے مطہر ذنوب سے جیسا کہ فرمایا ہے آیت لیغفر لک اللّٰہ ما تقدم وما تاخر
یعنے بخشے تیرے لیے خدا اگلے پچھلے گناہ تیرے یا مقدس اخلاق ذمیمہ اور
صفات دنیہ سے یا وہ کہ مقدس اور مطہر ہوتے ہین لوگ ساتھ تیری پیروی
کے جیسا کہ ویزکیہم یعنے اور پاک کرتا ہے انکو اور اسمار الٰہی سے العزیز ہے اور

اور معنی اُسکے ممتنع غالب باوہ کا نظیر ہو نہ سکے اور یا عزیز بمعنی غیر کے ہو اور کہا ہے اور استدلال کیا ہے قاضی نے اوپر اُسکے
ساتھ قول حق تعالیٰ کے ولله العزة ولرسوله یعنی اور واسطے اللہ کے ہے غلبہ و واسطے اُسکے رسول
کے لیے یعنی جب ثابت ہوئی عزت خدا کو عزیز اور معزز ہو پس رسول خدا بھی عزیز و معزز ہوئے اور صاحب
مواہب لدنیہ نے کہا ہے کہ عزت مومنوں کے لیے بھی اثبات کی کہ فرمایا وللمؤمنین لیکن بتبعیت اور
طفیل ہے نہ باصالت و استقلال جیسا کہ آنحضرتؐ کو ہے پس یعنی منافی خاص ہونے اس صفت کے
حضرتؐ کے ساتھ نہ ہو وہیں تنبیہ معلوم کرنا چاہیے کہ خدائے تعالیٰ اور تقدس بزرگی اور عظمت اور کبریائی
اپنی میں مشابہ نہیں ہے ساتھ کسی چیز کے مخلوقات سے اسماء حسنیٰ اور صفات علیا میں اور مماثل نہیں
کوئی چیز اُسکے ساتھ اور وہ جو صفات سے اطلاق کیا انکو شرع نے خالق اور مخلوق پر تشابہ اور تماثل
نہیں ہے درمیان اُسکے معنون حقیقی کے اسواسطے کہ صفات خالق قدیم ہیں اور صفات مخلوق حادث
اور کافی ہے اس باب میں قول خدائے تعالیٰ کا لیس کمثله شیء یعنی نہیں مانند
اُسکے کوئی شے اور بعض عارفین محققین نے کہا ہے التوحید اثبات ذات غیر مشبهة
للذوات ولا معطلة من الصفات یعنی توحید ثابت کرنا ایک ذات کا ہے کہ مانند اور
ذاتوں کے نہیں اور نہ بیکار صفات سے واسطی نے کہا ہے کہ نہیں ہے مثل ذات اُسکے کوئی ذات اور
نہ مانند صفت اُسکے کوئی صفت اور نہ مانند اسم اُسکے کوئی اسم اور نہ مانند اُسکے کوئی فعل مگر از جہت
موافقت الفاظ کے ساتھ لفظ کے اور بزرگ اور منزہ ہے قدیم کہ ہووے اُسے صفت حادث جیسا کہ محال
ہے ذوات حادث کو صفت قدیم ہووے اور یہ مذہب اہل حق اور سنت و جماعت ہے اور بہ تحقیق تفسیر کیا
امام ابوالقاسم قشیری رضی اللہ عنہ نے اس قول واسطی کو اور زیادہ کیا ہے اُسکے لیے بیان اور کہا ہے
کہ یہ حکایت مشتمل ہے اوپر جامع مسائل توحید کے اور کیونکر تشبیہ دیوے اُسکی ذات کو ساتھ ذوات
محدثات کے حالانکہ ذات اُسکی ساتھ وجود اپنے کے مستغنی ہے سبب سے اور کیونکر تشبیہ دیا جاوے
فعل اُسکا ساتھ فعل خلق کے کہ بغیر جلب کمال یا دفع نقص سے حاصل ہوا ہے نہ بخواطر اور اغراض
موجود ہوا اور نہ ساتھ مباشرت اور معالجت کے ظاہر ہوا اور فعل خلق کا باہر ان وجوہ سے
نہیں اور کہا ہے مشائخ نے وہ چیز کہ توہم کیا تمنے ساتھ اوہام اپنی کے اور ادراک
کیا ساتھ عقول اپنے کے محدث ہے ساتھ تمہارے اور کہا ہے امام المعانی جوینی
نے جو کوئی مطمئن ہوا اور آرام پکڑا اسے ساتھ وجود کے کہ منتہی ہے ساتھ اُسکے فکر اسکا وہ مشبہ
ہے اور جو کہ مطمئن ہوا ساتھ نفی محض کے وہ معطل ہے اور جس کسی نے کہ یقین کیا ایسے
موجود کو اقرار کرتا ہے ساتھ عجز کے دریافت حقیقت اسکے سے وہ موحد ہے اور یہ یگانہ پرست
اور کیا اچھا ہے قول ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ کا حقیقة التوحید ان تعلم

ان قدرتہ تعالیٰ فی الاشیاء بلا علاج وصنعتہ لہا بلا علاج یعنے باکتساب اور مزاج آلات نہین وعلۃ کل شیٔ صنعتہ ولا علۃ لصنعۃ اور علامت اور سبب ہر چیز کا کاریگری اور فعل اسکا ہے اور نہین علامت صنع الٰہی کو یعنے حقیقت توحید وہ ہے کہ جانے تو کہ قدرت اللہ تعالےٰ کی بغیر مشارکت اسباب کے ہے اور پیدا کرنا حق تعالےٰ کا اشیا کو بآمیختگی مادہ نہین اور علت ہر چیز کی صنع الٰہی ہے اور صنع الٰہی کو کوئی علت درکار نہین وما تصور فی ذہنک فاللہ بخلافہ یعنے اور جو چیز کہ تیرے ذہن وفہم ووہم مین آوے پس اللہ برخلاف اسکے ہے یہ ہے ملخص کلام قاضی عیاض کا اور شرح مشکوٰت مین شرح اس مقام کی تفصیل مذکور ہے — وصل صاحب مواہب لدنیہ مین سے نے اسماے شریفہ سے وہ جو کتاب وسنت اور کتب قدیم مین مذکور ہین زیادہ اوپر چار سو کے ساتھ ترتیب حروف تہجی کے ذکر کیے ہین ہم بھی بخوف طول وتکرار سے نہ اندیشہ کرکے بطریق تیمن اور تبرک کے ثبت کرتے ہین طالب مشتاق کو لازم ہے کہ انکو مونس جان اور ورد زبان اپنا کرے بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد رسول اللہ الالف الآمر باللہ — الابطحی — اتقی الناس — الاجود اجود الناس — الاصد — احسن — احسن احسن الناس — الاحمد — احید — الاخذ — ایا الحجرات — اخذ الصدقات — الآخر — الاخشی اللہ — اذن خیر — ارجح — الناس عقلا ارحم الناس بالعیال الازہر الاسلم — اسلم الناس — اشجع الناس — الاصدق فی اللہ — اطیب الناس ریحا — الاغر — الاعلی — الاعلم باللہ — اکثر الناس تبعا الاکرم — اکرم الناس اکرم ولد آدم — المصل امام الخیرات — امام الناس — امام المتقین — امام النبیین — الامام — الامر — الامن — امنتہ الصحابہ — الامین — الامی الہم اللہ اول شافع اول مسلمین اولی المسلمین اول مشفع اول من تنشق الارض عنہ الباء بارقلیطا الباطن البر البرہان بشر بشری بشیر بلیغ بالغ البیان بینہ التاء تالی تذکرہ تقی تنزیل تہامی الثاء ثانی اثنین الجیم الجبار الجد جواد جامع الحاء حاتم حزب اللہ حاشر حافظ حاکم حیا اراہ اللہ حامد حامل لواء الحمد الحامد لامتہ عن النار الحبیب الحفی الحفیظ الحکیم الحلیم حمطا یا دحمیا طا حمعسق حمید ضعیف الخاء خبیر خاتم النبیین خاتم المرسلین الخاتم خازن مال اللہ الخاشع الخالص خطیب انبیا خطیب الامم خطیب الوافدین علی اللہ خلیل خلیل رحمن الخلیفہ خیر الانبیاء خیر البریۃ خلق اللہ خیر العالمین خیر الناس خیرۃ الامۃ خیرۃ اللہ الدال دار الحکمۃ الداعی الی اللہ دعوت ابراہیم دعوت النبیین دلیل الخیرات الذال الذاکر الذکر ذکر اللہ ذو الخواص المورد ذو الخلق العظیم ذو الصراط المستقیم ذو القوۃ ذو المکان ذو الفضل ذو المعجزات ذو المقام المحمود ذو الوسیلہ الراء الراضع الراضی الراغب رافع راکب البراق راکب البعیر راکب الجمل راکب الناقۃ راکب النجیب الرحمۃ رحمۃ الامۃ رحمۃ للعلمین رحمۃ مہداۃ رحمۃ الرحیم الرسول رسول الراحۃ رسول الرحمۃ رسول اللہ رسول الملاحم الرشید الرفیع رافع المراتب رفیع الدرجات الرقیب روح القدس الرؤف رکن المتواضعین الزاء الزاہد زعیم الانبیاء الزکی زین العباد الزمزمی

ذین من ذاتی القیمۃ السین المسابق السابق الخیرات سابق العرب السابد سبیل اللہ السراج المنیر
الصراط المستقیم السعید سعید اللہ سعد الخلائق السمیع السلام السید سید ولد آدم سید المرسلین سید الکونین سید الثقلین
سیف اللہ المسلول سید الفریقین الشین الشارع الشافع الشفیع الشاکر الشکور الشاہد الشکار الشمس
الشہید الصاد الصابر الصاحب الآیات صاحب المعجزات صاحب البرہان صاحب البیان صاحب التاج صاحب
الجہاد صاحب الحجۃ صاحب الحطیم صاحب الحوض المورود صاحب الخاتم صاحب الخیر صاحب الدرجۃ الرفیعۃ صاحب الرداء
صاحب ازواج الطاہرات صاحب السجود للرب المعبود صاحب السرایا صاحب السلطان صاحب سیف صاحب الشرع
صاحب الشفاعۃ الکبریٰ صاحب العطایا صاحب العلامات الباہرات صاحب العلی الدرجات صاحب الفضیلۃ صاحب
الفرج صاحب النقیب صاحب القضیب الاصغر صاحب قول لا الہ الا اللہ صاحب قدم صاحب الکوثر
صاحب المحشر صاحب المدینۃ صاحب المظہر المشہود صاحب المعراج صاحب المغفر صاحب الغنم صاحب المقام
المحمود صاحب المنبر صاحب المنیر صاحب النعلین صاحب الہراوۃ صاحب الوسیلۃ العادج لما امر الصادق
المصدوق الصدق صراط اللہ صراط الذین انعمت علیہم صراط المستقیم الصفوح عن الزلات الصفوۃ الصفی
الصالح الضاد الضارب بالحسام الضحوک الضاحک الضرور الطاء طاب طاب الطاہر الطیب طس
طٰہٰ الطیب طسم طٰہٰ الظاء الظافر الظفوا الظاہر العین العابد العادل العظیم العافی العاقب العالم
علم الایمان علم الیقین العالم بالحق العالم عبد اللہ العبد عبد الکریم عبد الجبار عبد الحمید عبد المجید
عبد الوہاب عبد الغفار عبد الغیاث عبد الخالق عبد الرحیم عبد الرزاق عبد السلام عبد القادر
عبد القدوس عبد القہار عبد المومن عبد المہیمن العدل العربی العروۃ الوثقیٰ العزیز العطوف
العفو العلیم العلی الغین الغالب الغفور الغنی باللہ الغیث الغوث الغیاث الفاء الفاتح الفتاح
فلیطا الفارق الفاروق الفتاح الفجر الفرط الفصیح فضل اللہ فاتح النور القاف القاسم القاضی
القانت قائد الخیر قائد الغر المحجلین القائل القائم القتال القتول القثم القثوم قدم صدق القرشی
القریب القمر القیم الکاف کافۃ الناس الکفیل الکامل فی جمیع اموۃ الکریم کیعص لام اللسان المیم
الماجد ماذ ماذ الماضی الماحی الماحول المالح المبارک المبعوث بالحق المتبل المبر المبشر ببشر الیاسین
المبعوث بالحق المبعوث المبلغ المبین المتین المتبل المتبسم المتربص المخصوص المترحم المتضرع المتقی
المتلو علیہ المتحد المتوکل المحرم المثبت مجاب مجیب المجتبیٰ المجیر المحرض المخصوص المحال محمد محمود المخبر
المختار المخصوص بالشرف المخصوص بالعز المخصوص بالمجد المخلص المدثر المذنی مدینۃ العلم
المذکر المذکور المرتضیٰ المزمل المرتجی المرحوم المرسل المترفع الدرجات المراد المروۃ المزکی
المزمل المسیح المسعود المستغفر المستغنی المستقیم المسلم المشاور المشفع المشفوع المشفح
المشہود المشیر المصباح المصابیح المصافح مصحح الحسنات المصدق المصطفیٰ المصلح

المصطفی علیه المطاع المطهر المطاع المطیع المظفر المفرز المعصوم المعطی المقتسب المعلم معلم امته المعلن المعلی المقتاح مفتاح الجنته المفضال المنفضل المتفضل المقدس المقسری المقسط المقسم المخصوص علیه المقضی مقیم الشرات متیم السنته بعد الفرت المکرم المکتفی تقابلین المکین المکی الملاحمی ملقی القرآن المنذح المنادی المنفر النجی المنذر المنزل علیه المنتخا المنصف المنصور المنیب موتمن المولی جوامع الکلم الموحی الیه ذو موذ الموصل الموفر الموصے المؤید المومن المسر المهاجر المهتدی المهدی المهدات المهیمن المیر النون النائذ الناحذ الناس لناسخ الناشر الناصح الناطق الناهی نبی الاحمر نبی الاسود نبی التوبه نبی الحرمین نبی الرحمین نبی الرحمته النبی الصالح نبی الله نبی الرحمته نبی الملحمته نبی الملاحم النبی النجم النجم الثاقب نجی الله النذیر النسیب نصیح ناصح النعمته نعت الله النقیب النقی النور الذی لا یطفی الواو الوجیه الواسط الواسع الواصل الواضح الواعد الواعظ الورع الوسیلته الواقی الوقی الولی ولی الفضل الهادی الهادی نذیر نبی الله الهاشمی الهاشمی الهاثری یس صلے الله علیه وآله واصحابه واتباعه وسلم اجمعین کعب الاخبار سے نقل ہے کہ اُسنے کہا کہ اسم نبی صلے الله علیه وسلم نزدیک اہل جنت کے عبد الکریم اور اہل نار کے نزدیک عبد الجبار اور عرش والون کے نزدیک عبد الحمید اور فرشتون کے نزدیک عبد المجید اور انبیا کے نزدیک عبد الوہاب اور شیطان کے نزدیک عبد القہار اور جن کے نزدیک عبد الرحیم اور جبال مین عبد الخالق اور جنگل مین عبد القادر اور دریا مین عبد المہیمن اور حیتان کے نزدیک عبد القدوس اور حشرات کے نزدیک عبد الغیاث اور وحوش کے نزدیک عبد الرزاق اور درندون کے نزدیک عبد السلام اور چارپایون کے نزدیک عبد المومن اور طیور کے نزدیک عبد الغفار اور توریت مین موذ موذ اور انجیل مین طاب طاب اور صحف مین عاقب اور زبور مین فاروق اور خدا کے نزدیک طہ اور یس اور مومنین کے نزدیک محمد صلے الله علیه وآله وسلم ایسا ہی منقول ہے حسین بن محمد دامعانی سے کتاب اُسکی شوق العروس وانس النفوس مین جاننا چاہیے کہ کسی کو خلاف نہین اسباب مین کہ آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم اجمل خلق اور اکرم بشر اور سید اولاد آدم اور افضل انبیا ہین ۔ روایت ہے ابن عباس رضی الله عنہما سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم نے کہ پروردگار تعالے نے قسمت کیا خلق کو دو قسم اور کیا مجھے بہترین دونون قسم سے اور یہی ہے قول سبحانه کا آیت اصحاب الیمین واصحاب الشمال اور مین اصحاب یمین سے ہون اور بہترین اصحاب یمین ہون پھر کیا ان دو قسم کو تین قسم آیت اصحاب المیمنته واصحاب المشامته والسابقون پس مین سابقین سے ہون اور بہترین سابقین پس ان دو اقسام کو قبایل کیا اور کیا مجھے اُس قبیلہ سے کہ بہترین قبیلون کا ہے اور یہی ہے قول حق تعالے کا آیت وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند الله اتقاکم

یعنے اور گردانا ہمنے تمکو شاخین اور قبیلے تاکہ پہچان حاصل کرو تم بدرستیکہ گرامی ترین تمھارا خدا کے نزدیک پرہیزگار تمھارا ہے پس مین اتقی اولاد آدم اور عزو اکرم آنکا ہون نزدیک خدائے عزوجل کے پھر گردانا قبائل کو بیوت اور گردانا مجھے بہترین بیوت مین اور یہی ہے قول حق سبحانہ کا آیت لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا یعنے تاکہ لیجاوے تم سے پلیدی اور پاک کرے تمھین پاک کرنا اور لائے ہین کہ آئے ایک روز عباس رضی اللہ عنہ حضرت پاس خشمگین گویا کفار سے کچھ سنا تھا کہ نسبت آنحضرت طعن اور تنقیص سے کہتے تھے پس کہا عباس نے جو سنا تھا پس اٹھے آنحضرت اور آئے اوپر منبر کے اور فرمایا ان لوگون سے کہ بیٹھے تھے مین کون ہون کہا رسول اللہ فرمایا مین بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہون بدرستی اور راستی پیدا کیا حق تعالی نے خلق کو پس کیا مجھے بہترین خلق مین اور کیا خلق کو دو فرقہ عرب اور عجم پس کیا مجھے بہترین فرقہ یعنے عرب مین اور کیا انکو قبائل اور کیا مجھکو بہترین قبائل مین اور کیا انکو بیوت اور کیا مجھکو بہترین بیوت مین پس مین بہترین خلق ہون از روے ذات اور بہترین انکا از روے بیت کے اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ خدا ے تعالی نے نظر کی طرف قلوب عباد کے پس اختیار کیا انمین سے قلب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پس قبول کیا اسکو اپنے لیے اور بھیجا اسے برسالت

فصل جیسا کہ فضل دیا پروردگار تعالے نے حضرت کو ابتدائے خلق اور ابتدائے امر مین اور کیا انکو مبدا اور منشا آفرینش کا اور اول انبیا عالم ارواح مین اور اول خلق اجابت مین روز ازل سے اور توڑی ساتھ حضرت کے مہر فضل و کمال معاد مین پس کیا انکو اول انمین سے کہ شگافتہ ہووے زمین ساتھ اسکے اور انھین حشر مین اور اول شافع اور اول مشفع اور اول ناظر جمال رب العالمین اور تمام خلق محجوب ہووے اس ہنگام مین اور اول نبی کہ حکم کیا جاوے امت اسکی مین اور اول اسکا کہ گذرے صراط سے ہمراہ اپنی امت کے اور اول اسکا کہ آوے بہشت مین اور امت اسکی اول امتون کی ہو اسے بہشت کے مین اور عطا کرے اسے لطائف اور تحفا لیس تحفت خارج عد وحد اور احصار سے روایت ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مین اولین ان لوگون کا ہون کہ برانگیختہ ہووین قبور سے اور مین خطیب انکا ہون جسوقت کہ آوین نزدیک پروردگار کے اور مین بشارت دہندہ ہون جس وقت نا امید ہووین کہ لوا حمد میرے ہاتھ مین ہے اور مین اکرم اولاد آدم کا ہون نزدیک پروردگار اپنے کے اور نہین اسمین فخر روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا آنحضرت نے پہنایا جاؤن حلہ حلہاے بہشت سے پھر کھڑا ہون مین داہنے طرف بہشت کے اور نہین وہ مقام کہ کھڑا ہووے وہان کوئی سوا ے میرے اور روایت ہے ابن عباس سے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ مین حامل لوا حمد ہون دن قیامت کے اور اول آمن کہنے والا ہون کہ ہلا دے

حلقہ دروازہ بہشت کے پس کھولا جاوے میرے لیے اور داخل ہووین میرے ساتھ فقرا مومنین
اور ہین اکرام اولین اور آخرین ہووینگے و نہین فخر اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مین بہترین
مردمان ہون روز قیامت اور جانتے ہو تم کہ وہ کس جہت سے ہے جمع کرتا ہے خداے تعالی اولین و
آخرین کو بعد ازان ذکر فرمائی حدیث شفاعت کہ آویگا بیان اسکا اور ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا
آنحضرت نے امیدوار ہون اسکا ہون مین عظیم ترین انبیا از روے اجر کے روز قیامت ہو کہ فرمایا آنحضرت
نے آیا ہے کہ فرمایا کیا تم خوش نہین کہ ہووین ابراہیم اور عیسیٰ درمیان تمہارے بعد ازان فرمایا کہ وہ
میری امت مین داخل ہین روز قیامت — ابراہیم کہتا ہے تو صاحب دعوت میری کا ہے اور
میری ذریت پس گردان مجکو اپنی امت سے اور عیسیٰ علیہ السلام کہتا ہے انبیا سارے بھائی
علاتی میرے ہین کہ باپ انکا ایک ہے اور مائین متعدد اور فرمایا عیسیٰ میرا بھائی ہے نہین میرے
اور اسکے درمیان کوئی پیغمبر اور مین قریب ترین مردم ہون اسکے ساتھ اور وہ جو فرمایا سید اولاد
آدم ہون دن قیامت کے اور حالانکہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سید اونکے ہین دنیا و آخرت
مین تخصیص روز قیامت کی اسلیے ہے کہ اور آثار اسکا روز قیامت مین زیادہ ہووے اور اس جہت کہ
اسدن مین منفرد اور یگانہ ہووین سرداری مین جسوقت کہ متوجہ ہون سب طرف اسکے اور پناہ
پکڑین ساتھ اسکے اور نہووے کوئی سید اور مہتر اور سردار وراے حضرت کے اور سید اسے
کہین کہ التجا لاوین لوگ ساتھ اسکے حوائج مین پس ہووین اس ہنگام مین سید منفرد جماعت
بشر سے کہ مزاحمت نکرے اسکو کوئی — مواہب لدنیہ مین حدیث ابن عمر سے مروی ہے کہ کہا
فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مین اول شخص کا ہون کہ شگافتہ ہووے
زمین اسکے لیے اس سے پیچھے ابوبکر اور اس سے پیچھے عمر رضی اللہ عنہما پس آؤن مین
اہل بقیع پاس پس برانگیختہ ہوئین بعد ازان انتظار کرون اہل مکہ کا تا وہ حشر کیے
جاوین درمیان حرمین کے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور روایت کیا اسکو
ابو حاتم نے اور نوادر الاصول مین حکیم ترمذی ابن عمر سے روایت کرتا ہے کہ باہر آئے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایکروز منزل مبارک سے داہنی طرف اونکے
ابوبکر — اور بائین طرف عمر رضی اللہ عنہما پس فرمایا آنحضرت نے برانگیختہ ہون مین یوہین
قیامت کے دن اور آیا ہے کہ آنحضرت محشور ہووین اوپر براق کے اور حشر کیے جاوین انبیا
اوپر دوابون کے اور محشور ہووین صالح اپنے ناقہ پر اور حشر کیے جاوین دونون بیٹے
فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اوپر ناقہ میرے کے کہ غضبناک و قصوی ہے اور محشور ہو
بلال اوپر ایک ناقہ کے ناقون بہشت سے اور حدیث کعب الاحبار مین آتا ہے کہ کہا ہے

طلوع نہیں کرتی کوئی صبح مگر وہ کہ اترتے ہیں ستر ہزار فرشتے آسمان سے اور گرد پھرتے ہیں قبر شریف
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور مارتے ہیں بازو اپنے اور درود بھیجتے ہیں سید الانبیا پر اور جب
شام ہوتی ہے عروج بآسمان کرتے ہیں اور اترتے ہیں ستر ہزار فرشتے اور اسی طرح جب تک کہ شگافتہ
ہو زمین آنحضرت سے اور باہر آویں وہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ ستر ہزار فرشتوں کے کہ لیجاویں انکو بدرگاہ
رب العزت جیسے کہ عروس کو بخانۂ شوہر لیجاویں اور روایت جامع الاصول میں بروایت ابوہریرہ آیا ہے کہ
فرمایا کہ میں اول اس کسیکا ہوں کہ شگافتہ ہووے اس سے زمین پس پہنایا جاؤں میں حلہ اور ظاہر اس
روایت کا وہ ہے کہ انشقاق اور کسوت دونوں ثابت ہیں آنحضرت کو اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ
اول خلایق کہ کسوت دیا جاوے اسکو ابراہیم علیہ السلام ہیں اور زیادہ کیا بیہقی نے کہ اول اس
کسیکا کہ پہنایا جاوے خلق سے ابراہیم ہیں کہ پہناویں انکو حلہ بہشت سے اور دی جاوے کرسی اور
رکھی جاوے داہنی عرش کے پھر لایا جاؤں میں اور پہنایا جاؤں میں حلہ بہشت سے کہ قیمت نہ کرسکے
اسے بشر اور بٹھایا جاؤں میں اوپر کرسی کے جانب داہنی عرش کے اور کہا ہے کہ لازم نہیں آتا تخصیص ابراہیم
علیہ السلام سے ساتھ اولیت کسوت کے کہ وہ افضل ہوں آن حضرت سے اور احتمال رکھے کہ پیغمبر
ہمارے ساتھ جامہ اپنے کے قبر سے باہر آویں اور عطا اور پوشش حلہ جہت تکریم اور تعظیم ہے
بجہت برہنگی اور ابراہیم کو بسبب برہنگی کے پہناویں پس اولیت ابراہیم کی کسوت میں نسبت
بہ بقیۂ خلق کے ہو۔ کہا شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز نے کہ تقدیم ابراہیم بکسوت جہت
رعایت نسبت ابوات آن حضرت کے ہے کہ آیا امثال آن امور میں اوپر اولاد کے مقدم ہوتے
ہیں اور یہ فضل جزئی ہے امور ظاہری میں لیکن فضائل معنوی جانب حضرت میں ہیں اور اسی واسطے
حضرت کو اوپر کرسی کے بٹھاویں نہ ابراہیم کو اور بعض نے کہا ہے کہ تقدیم کسوت ابراہیم کو جہت
عریان کرنے نمرود کے انکو وقت القا کے نار میں کذا قیل واللہ اعلم اور مشہور وہ ہے کہ حشر
لوگوں کا حفاۃ عراۃ غرلاً یعنی پا برہنہ اور تن برہنہ اور بے ختنہ ہوتا ہے جیسا کہ حدیث
بخاری میں بروایت ابن عباس رض آیا ہے اور اشارہ ہے قول حق تعالیٰ کا آیت
کما بدانا اول خلق نعیدہ یعنے جیسا پیدا کیا ہے پہلے اول خلقت میں بنی آدم کو پھر
دوسری بار پیدا کرینگے ہم اسکو بھی ساتھ اسکے ہے ولیکن ابوداؤد اور ابن حبان نے روایت کیا ہے
کہ ابوسعید خدری نے وقت احتضار کے لباس نو منگا کر پہنا اور کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو فرماتے تھے برانگیختہ ہوتا ہے جس لباس میں کہ مرا ہے اور صاحب مواہب لدنیہ نے حارث
بن ابی اسامہ اور احمد بن منیع سے روایت کیا ہے کہ مردے مبعوث ہوتے ہیں اپنے اکفان میں اور
زیارت کرتے ہیں ایک دوسرے کو آپس میں اور کہا ہے کہ توفیق درمیان اس حدیث اور

اُس حدیث کے کہ بخاری میں ہے یون ہے کہ بعض عاری مبعوث ہووینگے اور بعض کاسی اور بعض نے کہا ہے
کہ مراد یہ ثبات اعمال مین کہ مبعوث ہووین اُسپر اور ابو سعید نے نہ پایا تاویل کو اور حمل کیا اوپر ظاہر کے اور
بعض صحابہ نے بھی اُس ظاہر کو نہین دریافت کیا مراد کو کہ تشبیہ ہے نہ پایا عدی بن حاتم نے تاویل خیط الابیض
والاسود کو صیام مین ایسا ہی کہا ہے تورپشتی نے اور شیخ نے شرح مشکوٰۃ مین اس حدیث مین زیادہ
کلام کیا ہے تشبیہ در بیان لواء حمد مراد ساتھ لواء حمد کے انفراد اور شہرت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ہے ساتھ حمد اور مقام محمود کے جیسا کہ فصل شفاعت مین معلوم ہووے اور عرب
وضع کرتے ہین لواء کو موضع شہرت مین اور ہو سکتا ہے کہ آنحضرتؐ کے دست مبارک مین لواء ہووے
اور اُسکا نام لواء الحمد ہووے قول طیبی یہی ہے اور صاحب مواہب طبرانی سے ریاض النضرۃ مین ایک
حدیث لایا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آیا نہ جانا تو نے اے
علی کہ مین اول اُن مین کا ہون کہ پکارا جاوے روز قیامت اور کھڑا ہون مین جانب راست عرش
کے اُسکے سایہ مین اور پہنایا جاؤن مین حلۂ سبز حلون بہشت سے بعد ازان پکارے جاوین اور انبیا
ایک کے پیچھے ایک پس استادہ ہووین دونون جانب عرش کے اور پہنائے جاوین حلہ ہائے سبز
حلون بہشت سے - پس جان اور آگاہ ہو کہ میری امت اول امتون کے ہووے کہ حساب
کیا جاوے روز قیامت کے پیشتر بشارت دیتا ہون تجھے اے علیؑ کہ تو اول اُسکا ہو کہ پکارا جاوے
مجکو اور سپرد کیا جاوے تجھے لواء حمد کہ میرا لواء ہے کہ سایہ ڈھونڈھین آدم اور تمام خلق
قیامت کے دن اُسکے نیچے اور درازی میری لواء کی مسافت ایک ہزار اور چھ سو برس کی ہے
اور ستان اُسکی یاقوت احمر کی اور قبضہ اُسکا نقرہ سفید کا اور پھریرا اُسکی مروارید سبز کی ہے اور اُسکے تین
گیسو ہین نور سے ایک مشرق مین اور دوسرا مغرب مین اور تیسرا درمیان دنیا کے مکتوب ہین اُسمین تین
سطر اول بسم اللہ الرحمن الرحیم ثانی الحمد للہ رب العلمین ثالث لا الٰہ الا اللہ
محمد رسول اللہ درازی ہر سطر کی ہزار سال اور پہنائی اُسکی بھی ہزار سال پس سیر کرے
تو اے علی ساتھ اُس لواء کے اور امام حسن جانب راست اور امام حسین جانب چپ تیرے ہون تا آنکہ
ایستادہ ہووے تو درمیان میرے اور ابراہیم کے سایہ عرش مین اور پہنایا جاوے تو حلہ بہشت سے
اور کہا ہے صاحب مواہب لدنیہ نے کہ کہا ہے حافظ قطب الدین حلبی نے جیسا کہ نقل کیا ہے محب بن العالم
نے کہ یہ حدیث موضوع ہے اور ظاہر ہین اُسمین آثار وضع اور خدا دانا تر ہے ساتھ حقیقت لواء
الحمد کے کہا شیخ عبد الحق قدس سرہ العزیز نے قول قائل کہ خدا دانا تر ہے بحقیقت لواء حمد حق
ہے ولیکن احادیث مین تعبیر حقایق بامثال ان طور کے کہ واقع ہوئی ہے جیسا کہ درمیان لوح
قلم کے واقع ہوا ہے کہ زبرجد سے ہے یا یاقوت سے اور حاملان عرش اوعال ہین

۱ اوعال جمع وعل [illegible] ۱۲

کہ نرمۂ گوش سے دوش تک مسافت دو سو برس کی اور ایک روایت میں سات سو برس ہے اور امثال اسی کے
اور ہم ایمان لاتے ہیں ساتھ ہر چیز کے کہ بصحت پہونچی اور ثبوت ملی ہے نقل اسکی شارع سے اور وہ جو
مراد شارع ہے اس سے اور اگر اسکی کوئی تاویل ہے ہم اسپر بھی ایمان لاتے ہیں اور چھوڑتے ہیں حکم
عقل کوتہ اندیش کو کہ استحالہ اور استبعاد اسکا کرے اور سپرد کرتے ہیں ہم حقیقتاً اور مراد اسکی اوپر خدا
کے اور اگر محدثین اسکی اسناد میں گفتگو کریں وہ بات دوسری ہے اور اگر اسکے معانی میں استبعاد کریں
کمال قدرت قادر جواب اسکا ہے انتہی واللہ اعلم اور صاحب مواہب لدنیہ نے کہا ہے کہ عرف عرب
میں نگاہ نہیں رکھتا لوا کو مگر صاحب جیش اور رئیس اور سردار اور احتمال رکھتا ہے کہ ہاتھ غیر کے میں بھی
ہو باذن اسکے اور تابع ہو خاص اسکو اور متحرک ہو ساتھ حرکت اسکے اور مائل ہو جدہر جانب کہ وہ
مائل ہے اور استعمال عرب میں نزدیک جوب کے نگاہ نہیں رکھتا لوا کو مگر صاحب اسکا اور منع نہیں کرتا
اسکو قتال سے بلکہ کرتا ہے ساتھ اسکے اشد قتال اور اسی واسطے لائق نہیں نگاہ رکھنا اسکا ہر کسی کو
جیسا کہ فرمایا علی رضی اللہ عنہ کو روز خیبر کہ دیتا ہوں میں رایت کو فردا ایسے مرد کو کہ دوست رکھتا ہو خدا اور
رسول کو اور دوست رکھتا ہے اسے خدا اور رسول کہا صاحب مواہب نے غزوہ موتہ میں آیا ہے کہ
لیا رایت کو پہلے جعفر بن ابی طالب نے پس قتال کیا اور مارا گیا بعد ازان لیا عبد اللہ بن
رواحہ نے پس لڑا اور مارا گیا بعد ازان خالد بن ولید نے لیا اور قتال کیا اور فتح کیا پس معلوم ہوا کہ
لوا ہاتھ میں قتال کنندہ کے ہوتا ہے واللہ اعلم وصل تفصیل تخصیص آن حضرت میں بحوض کوثر
حدیث ابن عمر میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا حوض میرا مسافت ایک ماہ
ہے اور زوایا اسکے برابر اور آب اسکا شیرین تر شہد سے اور مجرے اسکا اوپر در و یاقوت کے ہیں
اور سفید زیادہ شیر سے اور ایک روایت میں سفید تر زیادہ سیم سے اور بعض میں سفید زیادہ برف سے اور
بو اسکی خوش زیادہ مشک سے اور کوزے اسکے مثل ستاروں آسمان کے دور تحدید مسافت حوض
میں بہت جگہ احادیث میں ذکر واقع ہوا ہے ہر جماعت نے بلاد سے کہ متقاربون اس دیار کے
ہیں نشان دیا ہے اور ظاہر وہ ہے کہ وہ مواضع برابر ہوں مسافت میں یا قریب المسافت اور اگر
متفاوت ہوں مقصود بیان بعد مسافت اور کنایہ اس سے ہو بطریق تخمین اور تقریب نہ تعیین اور
تحدید اور بعض نے کہا ہے کہ آن حضرت کو دو حوض ہیں ایک موقف میں اور دوسرے بہشت
میں اور دونوں کو کوثر کہیں اور قرطبی سے منقول ہے کہ واجب ہے اوپر مکلف کے علم اسکا
اور تصدیق اسپر اسواسطے کہ حق تعالے نے تخصیص کیا ہے اپنے پیغمبر کو ساتھ حوض کے
کہ ثابت ہوئے ہیں صفات اسکے احادیث صحیحہ مشہورہ میں کہ حاصل ہوتا ہے ان سے
علم قطعی اور حدیث انس میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا میرے حوض کے

چار رکن ہین اول ابی بکر صدیقؓ کے ہاتھ ہین اور ثانی عمر فاروقؓ کے ہاتھ ہین اور ثالث عثمان ذو النورین
کے ہاتھ ہین اور رابع ہاتھ ہین علی مرتضے کے پس جو کہ محب ابوبکر ہے اور مبغض ہے عمر کا پانی نہ پلاوے
اُسے ابوبکر اور جو کہ محب علی ہے اور مبغض عثمان نہ پلاوے اُسکو علی روایت کیا ہے اسکو ابو سعید نے شرف
النبوت مین اور اسی طرح منقول ہے مواہب لدنیہ مین لیکن مشہور وہ ہے کہ ساقی کوثر علی مرتضے ہین اور
انھین نے کہا ہے کہ مبغض ابوبکر صدیق کو آب کوثر سے ہرگز نہ پلاؤن مین واللہ اعلم فصل تفضیل
آنحضرتؐ مین شفاعت اور مقام محمود کے صاحب مواہب نے واحدی سے نقل کیا ہے کہ کہا اجماع
ہے مفسرین کا اوپر اسکے کہ مقام محمود مقام شفاعت ہے اور ابن عباس نے روایت کیا ہے کہ کہا انھین آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن اوپر کرسی کے پروردگار کے روبرو اور حاصل مقام وہ ہے
کہ حق تعالے اپنے حبیب کو ایسے مقام مین رکھے کہ کسی کو سوائے آپکے حاصل نہین اور قیامت کے
دن حکم خاص خدا کو ہے اور بہ نیابت اور خلافت اسکی محمد کو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
اور حدیث شفاعت مشہور ہے انس اور ابوہریرہ اور صحابہ سے اور مذکور ہے کتب صحیحہ وغیرہ مین اور
ایک روایت مین آیا ہے کہ حکم ہووے آنحضرتؐ کو کہ جاؤ اور جسکے دل مین مقدار دانہ گندم یا جو کے ایمان
ہے باہر لاؤ آنحضرت پس جاؤن مین اور نکالون اور رجوع کرون طرف پروردگار اپنے کے اور حمد و ثنا
کہون مین اسکی بہت کثیرہ پھر حکم ہو کہ جسکے دل مین بمقدار دانہ خردل ایمان ہو کہ اسکو نکالو پس
جاؤن مین اور نکالون اسکو اور رجوع کرون طرف پروردگار کے اور حمد و ثنا کہون بہت پھر حکم ہو
کہ جسکے دل مین کم سے کم دانہ خردل سے ایمان ہووے اسکو دوزخ سے نکالو دفعہ چہارم مین اگر
کہون مین یا رب اذن دے مجکو حق مین اُسکے کہ کہا لا الہ الا اللہ فرماوے حق تعالے
نہین یہ کام مفوض طرف تیرے یہ کام میرا ہے سوگند عزت و کبریائی اور عظمت اپنی کے کہ باہر لاؤن
مین نار سے جسنے کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پس باقی نہ رہے نار مین مگر جسکو کہ حبس
کیا ہے اسکو قرآن نے یعنے واجب ہے اسپر خلود اور یہ حدیث روایات متعددہ سے ساتھ اختلاف
الفاظ اور عبارات اور طول اور اختصار کے آئی ہے اور احادیث اس باب مین بہت ہین اور سب سے
ظاہر ہوتا ہے کہ شفاعت آنحضرتؐ اول وقوف مردم سے محشر مین دخول نار تک واسطے دفع عذاب
کے اور بعد از دخول جنت بھی واسطے رفع درجات کے شامل اور واقع ہے فائدہ کہا ہے
کہ مواطن شفاعت پانچ ہین اول راحت اہل موقف مین شدت وقوف اور حبس اُس
مقام مین گرمی آفتاب اور عرق اور انتظار حساب سے ثانی عفو مین سوال اور حساب سے
اور آنا بہشت مین بے حساب ثالث شان مین اُس قوم کے کہ حساب کیے گئے اور مستحق
عذاب کے ہوئے ساتھ رفع عقاب کے اُنسے رابع نکالنے مین اُس قوم کے کہ لائی گئی

آتش مین سے نکالینے آنکے اس سے خاص رفع درجات مین اُن لوگون کے کہ آئے بہشت مین اور
ہر ایک مین ان ابواب سے احادیث واقع ہوئی ہین اور بعضون نے شفاعت سادسہ بھی ذکر کی ہے اور
وہ شفاعت حضرت کی ہے چچا اپنے ابی طالب کے لیے تخفیف عذاب مین اور بعضون نے شفاعت سابعہ
بھی ذکر کی ہے اور وہ شفاعت اہل مدینہ کو جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ ثابت و قائم رہے کوئی
اوپر شدت اور محنت مدینہ کے اور صبر نہ کرے اسپر مگر وہ کہ ہون مین اسکا گواہ اور شفیع دن قیامت کے
شیخ ابن حجر نے کہا ہے کہ متعلق اس شفاعت کا خالی نہین ہے پانچ قسم اول سے اور اگر اسکو
تعداد شمار کرین اور اقسام پیدا ہووین جیسا کہ آیا ہے فرمایا آن حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
اول وہ کہ شفاعت کرون مین آنکی جو اہل مدینہ ہین پیشتر اہل مکہ پیشتر اہل طائف پھر شفاعت آنکی
کہ زیارت کی ہے قبر شریف آن حضرت کی پھر جو کوئی اجابت کرے سوذن کی یعنی جو وہ کہے یہ کہے
بعد اذان درود بھیجے پیغمبر پر پھر درگذر کرنا تقصیر صالحین سے پھر وہ کہ برابر ہین حسنات اور
سیات اُنکے کہ آوے بہشت مین منقول ہے ابن عباس سے کہ سابق آتا ہے بہشت مین
بغیر حساب کے مقصد یعنی میانہ رو ساتھ رحمت خدا کے اور ظلم کنندہ اپنے نفس کا اور اصحاب
اعراف بشفاعت پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بہشت مین آوینگے اور ارجح اقوال اصحاب اعراف مین
وہ ہے کہ وہ ایک قوم ہین کہ برابر ہین حسنات اور سیات اُنکے واللہ اعلم وصل روایت ہے انس
رضی اللہ عنہ سے کہ کہا سوال کیا مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو شفاعت اپنی
سے بروز قیامت جواب دیا حضرت نے البتہ کرونگا مین انشاء اللہ تعالی عرض کیا مین نے
کہان ڈھونڈھون آپ کو یا رسول اللہ فرمایا طلب کر مجھے نزدیک صراط کے کہا مین نے اگر
وہان ملاقات نہو اور نہ پاؤن مین فرمایا پس طلب کر نزدیک میزان کے کہا اگر وہان نہ پاؤن
کہان طلب کرون فرمایا پس طلب کر نزدیک حوض کے کہ خطا نہ کرونگا مین ان تین جگہ سے
اور اسی جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آن حضرت سب اماکن اور مواطن آخرت مین موجود اور حاضر
ہونگے امداد و اعانت و شفاعت امت کے لیے اور خلاصی اور رہائی دلاوینگے شدائد اور مزالق
اور مضائق و مصائب سے اسی پر صراط حدیث ابی ہریرہ مین آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے قائم
کیا جاوے صراط اوپر پشت دوزخ کے پس مین اور میری امت پہلے اسپر سے گذرینگے اور دعا رسولون کی
اُسدن مین یہ ہے اللھم سلم سلم یا اللہ بچا بچا اور حدیث مین آیا ہے کہ جب امت اوپر صراط کے گذرینگی
اور لغزش کرینگے اور عاجز ہونگے مرور سے فرمایا یاد کرینگے وا محمداہ وا محمداہ پس آن حضرت صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم شدت اشفاق اور فرط اعطاف سے آواز بلند ندا کرینگے رب امتی امتی یعنی اے پروردگار
میری امت میری امت سوال نہین کرتا مین تجھسے آج کے دن اپنے نفس کے لیے اور

ہ فاطمہ زہرا کے لیے کہ بیٹی میری ہے اور اس مین مبالغہ اور غایت اہتمام ہے آنحضرت سے باب امت مین اور
اشتغالات اُنکے مین اور اس حدیث سے کمال محبت اور اتحاد فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا ساتھ نفس
شریف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معلوم ہوتا ہے اور بلے پر میزان کہ دار سوال اور حساب ہے
اوپر اُسکے سے حدیث مین آیا ہے کہ رکھا جاوے بہشت بجانب راست عرش اور دوزخ بجانب چپ
اُسکے بعد ازان لائی جاوے میزان اور رکھا جاوے کفہ حسنات مقابل بہشت کے اور کفہ سیات
مقابل دوزخ کے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ کہا فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جب چاہین کہ حکم کیا جاوے درمیان خلق کے ندا کرین کہان ہین محمد اور انکی امت اور ایک روایت
مین ہے کہ کہان ہے امت امیہ و پیغمبر اُنکا پس کھڑا ہون مین اور پیروی کرے مجکو میری اُمت غر
محجل اثر وضو سے یکسو کیجاوین امتین راہ ہماری سے اور دیکھین لوگ فضیلت اور درجہ اس امت
کا کہین کہ نزدیک ہے کہ یہ امت سب پیغمبر ہوئین اور حدیث مین آیا ہے کہ زائل نہین ہوتا قدم
بندہ کا اپنی جگہ سے جبتک سوال کیا جاوے چار چیز سے عمر اُسکی سے کہ کس چیز مین کھوئی اور عمل
اُسکے سے کہ کیا عمل کیا اس عمر مین اور مال اُسکے سے کہ کہان سے کمایا اور کہان کھویا اور جسم اُسکے
سے کہ کس چیز مین کہنہ کیا اُسکو روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے
اور حذیفہ سے مروی ہے کہ صاحب میزان روز قیامت جبرئیل ہونگے اور وہی کرینگے وزن اعمال
اُسدن روایت کیا اُسکو ابن جریر نے اپنی تفسیر مین اور یہ سب احوال اور حساب اور سوال بحضور
رسول کریم متعال ہووے گا اور تخلص اور نجات سبکی بہ شفاعت اور رعایت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ہے ولیکن حوض شریف اور ورود اوپر اُسکے ظاہر وہ ہے کہ
بعد از خلاصی شدت اور قوت اور سوال اور حساب اور نجات صراط سے اور نجات احوال
وآفات ومخافات سے ہو دیگا جیسا کہ فرمایا شرب منہ لا یظمأ ابدا یعنے جو پیوے
اُس سے نہ تشنہ ہووے کبھی بعد ازان دخول جنت ہے اور اول اُس کسیکا کہ آوے
بہشت مین آنحضرت ہونگے جیسا کہ فرمایا انا اول من قرع باب الجنۃ یعنے مین اول اُس
شخص کا ہون کہ کوٹا دروازہ جنت کا اور روایت ہے عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ کہا
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حرام ہے اوپر انبیا کے آنا بہشت مین تا آنکہ آؤن مین
اور حرام ہے اوپر اور امتون کے جبتک آوے امت میری لیکن تفصیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی جنت مین ساتھ وسیلت اور فضیلت اور درجہ الرفیعہ کے ہے پس روایت کیا ہے مسلم نے
حدیث عبد اللہ بن عمر سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب سنو تم موذنون
کو اذان دہندہ کہو جو کہ وہ کہین و بعد ازان درود بھیجو اوپر میرے اور جو کوئی درود بھیجے

بھیجے اوپر میرے درود بھیجے اُسپر خدائے تعالیٰ دس بار پھر سوال کرو خدائے تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ پس ظاہر وہ ہے کہ مناسبت اور درست آویزہ ہوئے آنحضرتؐ اُسکے ساتھ توسل اور تقرب طلب کرین درگاہ عزت اور باعث فتحیاب شفاعت ہوئے اور بعضون نے کہا کہ حق سبحانہ نے تقدیر کیا ہے اُس منزلت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے باسباب ایک اُنمین دعا امت کی ہے آپکے لیے ساتھ وسیلہ کے بمقابلہ اُس چیز کے کہ پایا ہے اوپر آنکے ہاتھ کے ہدایت اور ایمان سے کذا قال صاحب المواہب اما طلب فضیلت پس وہ مرتبہ زائدہ ہے اوپر سائر خلائق کے اور احتمال ہے کہ وہ بھی منزل ہو یا تفسیر وسیلہ کے جیسا کہ درجہ رفیعہ بیان آسکا ہے اور حدیث ابی سعید خدری مین آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وسیلہ ایک درجہ ہے خدا کے نزدیک کہ نہین فوق اُسکے کوئی درجہ پس سوال کرو میرے لیے وسیلہ کو روایت کیا اُسکو احمدؒ نے مسند مین اور روایت کیا ہے ابن مردویہ نے علی رضی اللہ عنہ سے اور اُنھون نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا جس وقت کہ مانگو خدا سے مانگو میرے لیے وسیلہ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون رہیگا آپکے ساتھ اُسمین فرمایا علی اور فاطمہ اور حسن حسین رضی اللہ عنہم تنبیہ جب ثابت اور مقرر ہوا ثبوت نبوت صحت رسالت واجب ہوا ایمان لانا اوپر اُسکے اور تصدیق کرنا اُسکا قال اللہ تعالیٰ فامنوا باللہ و رسولہ والنور الذی انزلنا یعنی کہا خدائے تعالیٰ نے پس گرویدہ ہو ساتھ خدا اور اُسکے رسول کے اور نور وہ نور کہ اُتارا یعنی قرآن اور کہا انا ارسلناک شاہدا و مبشرا و نذیرا لتؤمنوا باللہ و رسولہ یعنی بدرستی بھیجا ہمنے تجھے اے محمدؐ گواہ اوپر امت کے اور بشارت دہندہ بہشت اور ڈرانے والا دوزخ سے تاکہ ایمان لادین ساتھ خدا اور اُسکے رسول کے اور کہا آیت قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا فامنوا باللہ و رسولہ النبی الامی یعنی کہہ اے محمدؐ اے آدمیو تحقیق مین فرستادہ خدا ہون تم سب کی طرف پس گرویدہ ہو ساتھ اللہ کے اور اُسکے رسول کے کہ نبی ناخواندہ ہے پس ایمان بہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واجب اور مقرر ہے اور تمام نہین ہوتا ایمان اور حقیقت اُسکی اور صحیح نہین ہوتا اسلام اور حصول نہین قبول کرتا مگر ساتھ ایمان کے بہ محمدؐ اور شہادت برسالت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے **فصل** وجوب اطاعت اور اتباع سنت اور اقتدا سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین — اور جب ایمان واجب ہوا اطاعت اور اتباع بھی لازم آیا اور اکثر اطلاق اطاعت کا فرائض اور واجبات عبادت اور اوامر و نواہی مین آتا ہے اور اتباع اور اقتدا سنن اور آداب اور عادات شریف نبوی مین اطلاق پاتا ہے اور اسی واسطے صاحب شفا نے دو فصلین کین ہین واسطے ذکران دو مطلب کے اور جو دونون کو ایک فصل مین ذکر کرین بھی درست ہے جیسا کہ صاحب مواہب نے کہا اما اطاعت

رسول اللہ علیہ و آلہ وسلم کہا اللہ تعالیٰ نے آیت یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ و رسولہ
یعنے اے ایمان والو فرمانبرداری کرو اللہ کی اور رسول اسکے کی اور کہا آیت واطیعوا اللہ والرسول
لعلکم ترحمون یعنے اور فرمانبرداری کرو اللہ کی اور رسول کی تاکہ تم رحم کیے جاؤ آیت وما
ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنے اور نہیں بھیجا ہمنے کوئی رسول مگر تاکہ اطاعت
کیا جاوے ساتھ حکم خدا کے اور کہا آیت من یطع الرسول فقد اطاع اللہ یعنے جسنے
فرمانبرداری کی رسول کی پس تحقیق فرمانبرداری کی اللہ کی پس گردانا حق سبحانہ نے اطاعت
رسول مقبول کو اطاعت اپنی اور مقارن گردانا اطاعت رسول کو ساتھ اطاعت اپنی کے اور وعدہ
کیا اوپر اسکے ثواب جزیل اور وعدہ کیے اوپر ترک اور مخالفت اسکے طرف عذاب جلیل کے اور
واجب کیا امتثال امر اجتناب نہی اسکے کو حقیقت میں اطاعت اپنی پوچھی گئی سہل بن عبد اللہ
تستری شرائع اسلام سے کہا آیت اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا یعنے وہ جو دیوے
تمہین رسول پس لو اسکو اور وہ جو منع کرے تمکو اس سے پس باز رہو اور کہا
ہے اطاعت کرو اللہ کی بشارت ربوبیت اور اسکے رسول کی بشہادت نبوت اور یا اطاعت
دلیل محبت ہے اور محبت ہمیشہ سبیت جیسا کہ اصل میں آوے غرضکہ محبت خدا مشروط
ہے باتباع رسول اور مشروط وجود شرط وجود مشروط ہے اور ہم اتباع دریافت محبت اور علامت
اسکی ہے پس اتباع ہم شرط محبت ہے کہ انتفا اسکا مستلزم ہے اسکے انتفا کو ہی اور ہم علامت
محبت کہ وجود اسکا مستلزم ہے اسکے وجود کو ہے اور ہوا ہے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں آیا ہے کہ
فرمایا تمپر واجب ہے کہ لازم اور محکم پکڑو میری امت کو خلفاء راشدین مہدیین کو اور دور رکھو
آپکو محدثات امور سے اسواسطے کہ ہر محدثہ بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت اور حدیث جابر میں یہ
زیادہ آیا ہے کہ ہر ضلالت نار میں ہے اور بھی آیا ہے کہ جسنے تمسک کیا ساتھ سنت میری کے نزدیک
فساد میری امت کے پس واسطے اسکے اجر سو شہید کا اور آیا ہے کہ تمسک بسنت بہتر ہے احداث
بدعت سے اگرچہ حسنہ ہو جیسے کہ اتباع آداب خلا اور قیلولہ مثلاً جیسا کہ سنت میں واقع ہوا ہے بہتر ہے
تیار رباط اور مدرسہ کی اور پہنچتا ہے فاعل اسکا باطن مقام قرب اور حصول اسکے برکت
سنت اور حصول رضاے حق اور یہ تقریر متحقق ہے کہ جو امر ہو بدعت غیر سنت سے
اور جو بدعت کہ اسکی شرع ہے بلکہ مشروع اور مروج سنت ہو اسکو بدعت حسنہ کہین اور
یہ جائز ہے از جہت اور مراعات مصلحت اور حکمت کے اور کہا ہے کہ بدعت کئی طرح ہوتی ہے
واجب مثل اسکا مانند سیکھنے صرف اور نحو اور وہ علم کہ تھے زمان نبوت میں یا
مستحب مثل بنانے رباط اور مدارس اور ایقاع خیر کے سوا ایام مثل ہجری و تبرک کے باقی مکروہ

اور حرام اور اقامت سنت اگرچہ قلیل اور صغیر ہو اعلیٰ اور ارفع ہے بدعت سے اگرچہ کثیر اور کبیر ہو منفعت
اور صلوٰۃ مسنونہ اسمعین وباللہ التوفیق سے لائے ہیں کہ بعض عمال عمر بن عبدالعزیز نے لکھا طرف اُسکے احوال
اپنے بلد کا اور کثرت لصوص کا اُس بلد میں آیا گرفتار کروں میں انکو بالظنہ یا موقوف رکھوں میں واسطے
بینہ کے جیسے کہ سنت ہے پس لکھا انکو عمر نے گرفتار کرو انھیں بہ بینہ نہ بالظنہ اور ساتھ اُسکے جو چیز
کہ جاری ہوئی ہے اُسپر سنت اور اگر اصلاح نہ کرے اُنکو وہ چیز کہ حق ہے اصلاح کرے
اُنھیں خدا اور دیکھا عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو اور کہا واللہ جانتا ہوں میں کہ تو پتھر ہے
نفع اور ضرر نہیں کرتا تو اگر نہ دیکھتا میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ بوسہ کرتے تھے تجھے بوسہ
نہ کرتا میں تجھکو لیں ازان بوسہ کیا اُسکو اور دیکھا گیا عبداللہ بن عمر کو کہ پھیرتے تھے ناقہ کو ایک جگہ
پس پوچھا سبب اُسکا کہا نہیں جانتا میں مگر یہ کہ دیکھا میں نے رسول خدا کو کہ کرتے تھے میں بھی
کرتا ہوں اور بھی لائے ہیں کہ عبداللہ بن عمر نے وضو کیا اور وہاں ایک درخت تھا پھرتے تھے گرد
اُسکے اور ڈالتے تھے پانی اُسکی جڑ میں زکوٰۃ سے کہا دیکھا میں نے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو کیا ایسا میں بھی کرتا ہوں اور آیا ہے تفسیر قول حق تعالیٰ والعمل الصالح یرفعہ
میں کہ عمل صالح اقتدا برسول اللہ ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کہا سہیل تستری نے کہ اصول
مذہب ہمارے کی تین چیزیں ہیں اقتدا ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق و افعال میں
اور اکل حلال اور اخلاص نیت سب اعمال میں اور حکایت کی گئی ہے احمد بن حنبل سے کہ کہا
تھا میں ایک دن ساتھ ایک جماعت کے کہ برہنہ ہوئی وہ اور آئی پانی میں اور غسل کیا
میں نے بحدیث کہ فرمایا حضرت نے جو کوئی ایمان رکھے ساتھ خدا اور دن آخرت کے چاہیے
کہ نہ آئے حمام میں مگر میزر اور برہنہ نہ ہوا میں پس دیکھا میں نے اُسی رات میں قائل کو کہتا ہے
یا احمد بشارت ہو تجھے کہ خدا نے بخشا تجکو باستعمال اُس سنت کے اور کیا تجھے امام اقتدا کیا جاوے
ساتھ تیرے پوچھا میں نے اُن سے کہ کون ہو تم کہا میں جبرئیل ہوں فصل اور جملہ حق سے رعایت
ادب ہے ساتھ جناب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور قرآن علماء دین سے
ساتھ آیات کے کہ ارشاد ہے اُن میں برعایت ادب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اللہ
تعالیٰ لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ معنے اس آیت کے سابق میں مذکور
ہوئے اور کہا آیت یا ایہا الذین آمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ ط اور
کہا آیت یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الآیۃ آیت
لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا اور معنے آیات کے بھی مذکور ہوں گے
انشاء اللہ تعالیٰ اور لفظ تعزروہ کہ آیت اول میں واقع ہوا معنے اُسکے وہ ہیں کہ مبالغہ کرو

تعظیم حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بجا لاؤ اور مدد کرو یعنے اعانت کرو اور یاری دو اُسکو اور دوسری آیت
مین نہی کی پیشدستی سے نسبت بآن حضرت اور مین یعنے نہ کرو پہلے کہنے اُسکے سے اور وہ
جو وہ کہے مستثنیٰ اور نہی کی شتابی سے بتقاضاے کسی امر کے کہ پیش آوے قبل از قضاے
آن حضرت کے امور دین سے اور کہا آیت واتقوا اللہ ان اللہ سمیع العلیم یعنے
ڈرو خدا سے پرہیزگاری کرو اللہ سننے والا ہے وہ جو کہتے ہو پہلے رسول مقبول سے اور
دانا ہے وہ جو کرتے ہو پہلے کرنے اُسکے سے ایسا ہی کہا قاضی عیاض نے اور مواہب مین
کہا ہے کہ جملہ آداب سے ہے کہ تقدیم نہ کرے آگے آنحضرت کے بامر و نہی اور اذن اور کسی تصرف
مین تا آنکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم امر کرین یا ور نہی کرین یا ور اذن کرین جیسا کہ آنحضرت کے
باب آداب مین اسی آیت مین حق سبحانہ نے ارشاد کیا ہے اور یہ حکم باقی ہے تا قیام قیامت
اور منسوخ نہین ہوا پس تقدیم نسبت سنن اور احکام اُسکے بعد از وفات حضرت کے مثل
تقدیم روبرو حضرت کے ہے حالت حیات مین اور کہا ہے کہ نظر کرو ساتھ ادب صدیق رضی اللہ
عنہ کے نسبت بحیات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تقدیم کیا آگے اُسکے نماز مین
پس کیونکر تاخیر کیا اگرچہ وہ تقدم باذن اور امر آنحضرت تھا اور کہا نہین سزاوار پسر ابو قحافہ
کو کہ تقدیم کرے آگے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کہان پہونچایا اُسکو اس ادب
نے کہ قائم مقام اور امام کیا بعد از اُسکے اور ایسی جگہ پہونچایا کہ کوئی نہ پہونچا اور جملہ آداب رسول
سے وہ ہے کہ نگردانا جاوے دعا اور پکارنے اُسکے کو مانند دعا بعض ہمارے کے بعض کو فرمایا
اللہ تعالے وتقدس نے آیت لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا
اور اس آیت کے معنون مین مفسرین کے دو قول ہین ایک وہ کہ نہ پکارین اُسکو ساتھ نام اُسکے
جیسا کہ پکارتے ہین بعضے تمھارے بعض کو بلکہ کہو یا رسول اللہ یا نبی اللہ ساتھ توقیر
اور تواضع کے اور ان معنون پر مصدر مضاف بمفعول ہے دوسرے وہ نہ کرو
پکارنا اُسکا مثل پکارنے بعض تمھارے کے بعض کو اگر چاہے جواب دیوے اور
چاہے نہ دیوے بلکہ بہ تقدیر پکارنے اُسکے تمکو البتہ جواب دینا چاہیے کہ
اجابت اُسکی واجب اور تخلف اُس سے گنجایش نہین رکھتا جیسا کہ مضمون کریمہ
آیت یا ایہا الذین آمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم ط
یعنے اے ایمان والو اجابت کرو واسطے اللہ کے اور رسول کے جب پکارے تمھین
اُس چیز کے لیے کہ زندہ کرے تمکو آسیر وال ہے اور راہ پہ اُس تقدیر کے مصدر
مضاف بفاعل ہے اور شاہد اسکا حدیث ابن المعلی ہے کہ نماز مین تھا اور آنحضرت نے اُسے پکارا

آسنے اجابت نہ کی اور عذر کیا کہ نماز مین تھا مین اس سبب سے جواب نہ دیا مین نے پس فرمایا آنحضرت نے کیا نہین کہا ہے اللہ تعالی نے استجیبوا للہ و للرسول اور ذکر خصائص شریف مین گذرا ہے کہ نماز باطل نہین ہوتی نزدیک شافعی کے باجابت نبی و صل لزوم محبت آنحضرت مین اور محبت آنحضرت واجب ہے تمام خلق پر جاننا چاہیے کہ محبت حیات قلوب اور غذاے ارواح اور روح ایمان ہے اور مقامات مین رفیع اور احوال مین محبت سے بالاتر اور فاضل تر نہین ہے اور شیخ وقت نے سالک سے محبت کو شبیہ سروح سے تشابہت دی ہے اور عبارت قوم بیان معنی محبت مین اور کشف اسکی حقیقت مین مختلف آئی ہین اور فی الحقیقت اختلاف اس مقال مین ناشی اختلاف احوال سے ہے اور اکثر اسکا راجع ثمرات نتائج محبت پر نہ حقیقت اسکی اور بعض اهل لذتیہ مین بعضے محققین سے نقل کیا ہے کہ حقیقت محبت کی نزدیک اہل معرفت کے معلومات سے ہے کہ تعریف اور سمجھ اسکی نہین ہوسکتی اور نہین پہچانتا اسے مگر وہ کوئی کہ قائم ہے ساتھ اسکے بطریق وجدان کہ ممکن نہین تعبیر اس سے اور تعریف زیادہ کرتی ہے اسمین خفا پس حد اسکی وجود اسکا ہے اسنے اور یہ کلام ذوق اور وجدان محبت مین ہے وگرنہ بحسب وضع لفظ کے معنی اسکے میل اور انجذاب قلب کا ہے طرف چیز موافق اور مرغوب کے اور واسطے محبت کے مراتب اور درجات اور آثار اور ثمرات اور شواہد اور علامات ہین کہ اشارات قوم اسپر واقع ہین پس بعضون نے کہا ہے کہ محبت موافقت محبوب ہے جمیع احوال مین اور ایثار اور وجود اور طاعت اسکی ہے اور پرشہوات نفس اور ارادت قلب کے اور بعض نے کہا ہے کہ محبت محو ہونا صفات محب اور فانی ہونا اسکا صفات محبوب مین اور اسکی ذات مین اور یہ احکام ثبت مین سے ہے نہین پاتا اسکو مگر وہ کہ فانی کیا ہے اسکو وارد محبت نے اور فانی ہوا ہے ہستی اپنی سے تمام اور بعض نے کہا ہے محبت متقر قلب ہے طلب محبوب مین اور شوق ساتھ لقاے اسکی کے اور جاری رکھنا زبان کا ساتھ ذکر اسکے علی الدوام اور چونکہ عادت آدمی کی جاری ہے اس بات پر کہ دوست رکھتا ہے محسن اپنے کو کہ احسان کرے اسکے ساتھ ایک بار یا دو بار نعمت فانیہ سے باخلاص اور نجات دینے اسکو مہالک اور مضار زائلہ سے پس کیونکر نہو محبت اپنے محبوب کی کہ پہنچی ہین اس سے نعمتین دائمی ابدی اور نگاہ رکھا اور بچایا ہے بلیات اور آفات سرمدی سے اور قاعدہ ہے کہ آدمی دوست رکھتا ہے اسکو کہ کچھ صورت جمیلہ اور سیرت حمیدہ رکھتا ہو پس وہ محبت و معشوق کہ جسا مع تمام حسن اور جمال اور حاوی جمیع اجناس فضل و کمال کا ہو یہ محبت اسلیے

اور الیق ہے پس مستحق اور سزاوار جب آپ کے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ محبت آنکی اوفر اور اکثر اور
ادلےاور اعلی محبت نفس اپنے اور اہل و اولاد اور اموال اپنے سے ہووے پس جو کوئی کہ حضرت پر
ایمان لایا ہے ایمان صحیح باخلاص خالی نہیں وجدان شمع اس محبت سے ولیکن بعض نے حظ وافر
اس سے پایا اور بعض نے کمتر اور مدار اس محبت کا اوپر ترک شہوات اور عدم احتجاب غفلات کے ہے
اور شک نہیں کہ حظ صحابہ اسباب مین اتم اور اکمل ہے اسواسطے کہ یہ ثمرہ معرفت کا ہے اور معرفت آنکی با آنحضرت
عالی ہے جیسا کہ آثار منقول سے معلوم اور مفہوم ہوتا ہے اور کہا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہ تھے رسول
خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم محبوب ترین طرف ہمارے ہمارے اموال اور اولاد اور پدرون اور مادرون سے
اور پانی سرد سے اوپر تشنگی کے وصل اور اعظم ثواب محبت اور جزا اسکی ثبوت معیت معنوی روحانی اگرچہ
مفارقت جسمانی درمیان ہووے حدیث انس رضی اللہ عنہ مین آیا ہے کہ آیا ایک مرد نزدیک
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کہا متی الساعۃ کب ہوگی قیامت یا رسول اللہ فرمایا آنحضرت
نے کیا آمادہ کیا ہے تو نے اعمال سے قیامت کے لیے یعنے قیامت سے کیا سوال کرتا ہے تو عمل کر
کہ روز قیامت تیرے کام آوین کہا آمادہ نہیں کیا قیامت کے لیے مین نے کثرت روزہ اور صدقے
سے ولیکن دوست رکھتا ہون مین خدا اور رسول خدا کو فرمایا آنحضرت نے انت مع من احب
یعنے تو ہمراہ ساتھ اپنے محبوب کے ہے اور امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پکڑا ہاتھ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کا اور کہا جو کوئی دوست رکھے
ان دونون کو اور باپ اور مان ان دونون کو ہووے میرے ساتھ درجہ میرے مین قیامت کو
اس جگہ نہایت مبالغہ ہے کہ فرمایا ہووے میرے درجہ مین اور بہ تحقیق کہ مراد نہایت قرب اور
معیت سے ہے بہ نسبت اورون کے کہ وہان اکتفا بمطلق معیت ہے اور روایت کیا گیا ہے کہ آیا ایک مرد
آنحضرت کے پاس اور کہا یا رسول اللہ تو محبوب ترین میرے نزدیک اہل و امیری سے ہے اور جب
یاد کرتا ہون مین تجھے بن دیکھے جمال تیرے کے صبر نہین کرسکتا اور مین یاد کرتا ہون موت اپنی اور موت
تیری اور جانتا ہون مین کہ جب آوے تو بہشت مین مرفوع اور برداشتہ ہووے تو اوپر پیغمبرون کے ساتھ
مقام اعلی مین اور آؤن مین نہ دیکھون تجھکو پس بھیجی حق تعالی نے یہ آیت ومن یطع اللہ والرسول
فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین الآیۃ یعنے اور جو کوئی فرمانبرداری
کرے اور اللہ اور رسول کی پس وہ گروہ ساتھ اُنکے ہے کہ انعام کیا اللہ نے اوپر اُنکے
پیغمبرون اور صدیقون سے - پس بلایا آنحضرت نے اس مرد کو اور پڑھی یہ آیت اسکے سنانے اور دوسری
حدیث مین یون آیا ہے کہ ایک مرد تھا مجلس شریف مین بیٹھا کرتا تھا اور نظر بجمال مبارک کیا کرتا تھا
اور پھر گز اور طرف میلان نظر نہ کرتا تھا پوچھا حضرت نے کیا ہے حال تیرا کہا مان باپ میرے

تمہیر فدا ہون یا رسول اللہ بہرہ مند ہوتا ہون بجمال حضرت کے اور ذوق حاصل کرتا ہون ساتھ دیدار آپ کے
لیکن بھم اُسکا رکھتا ہون که جب روز قیامت ہووے برو اشتہ کرے تمکو خدا ے تعالی ساتھ تفضل اپنی
کے پس نازل کیا حق تعالی نے اس آیت کو شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے ہو سکتا ہے که
جس وقت مشتاقون نے شکایت کی ہے حرمان رویت بصری سے قیامت مین بجہت علو درجہ آنحضرت
کے اُس ہولن مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشارت دی انکو اس دنیا مین جبکہ رویت قلبی
اور بصری مین افتراق اور تفاوت ہے اُس عالم مین که بصر اور بصیرت متحد ہو وین ایسے معنی حاصل ہون
که کچھ پردہ درمیان مین نہ ہے واللہ اعلم

فصل بیان مین اُس چیز کے که وارد ہوا ہے سعادت اور

اثمر سے آثار محبت مین ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روایت ہے ابو ہریرہ
سے رضی اللہ عنہ کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے که سخت ترین میری امت کا محبت مین وہ
لوگ ہین که آوینگے بعد میرے دوست رکھتا ہے ایک اُنمین کا شکی دیکھے مجھے مقابلہ اہل و مال اپنے
مین یعنی سب مال اور اہل اپنے کو دیوے اور فدا کرے اور دیدار میرا حاصل کرے اور یہ تمنا دیدار شریف
اور اظہار محبت آن حضرت سے کہ ساتھ اس طریق کے بھی حاصل ہوتی ہے اور ان معنون پر
مراد دیدار آن حضرت سے زمانہ آنحضرت مین اور یہ طریق فرض اور تقدیر ہے اور بقول شیخ علیہ
الرحمۃ اگر مراد دیدار آن حضرت بعد وفات آن حضرت ہو منام مین جیسا که سائر صلحاء امت کو ہوتا ہے
یا یقظہ مین جیسا که کاملین اولیا کو ہوتا ہے کچھ دور نہین ہے یعنے ایسے مشتاق جمال اور لقاے
شریف حضرت ہین که اگر اُسکو بہ بذل اہل و مال پاوین اگرچہ خواب مین ہو غنیمت جانین فافہم
باللہ التوفیق روایت ہے ابن اسحاق سے کہ ایک زن انصار سے کہ مارا گیا باپ اور سب بھائی اور
زوج اُسکا روز احد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پس پوچھا اُس زن نے کیا حال
ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لوگون نے کہا بخیر ہے الحمد للہ جیسا که دوست رکھتی ہے
کہا مجھے دکھاؤ تا دیکھون مین جب دیکھا حضرت کو کہا ہر مصیبت بعد از سلامت آپ کے فرد
اور آسان ہے اور روایت ہے کہ جب احتضار بلال رضی اللہ عنہ قریب ہوا اُنکی بی بی نے فریاد
کی اور کہا واحسرتاہ اور ایک روایت مین واکرتباہ کہا بلال رضی اللہ عنہ نے واطرباہ
غدا القی الاحبۃ محمدًا وحزبہ یعنے زہے خوشی اور شادی کل ملاقات کرتا ہون
مین دوستون کو که محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُنکی گروہ ہے اور کیا اچھا کہا کسی شاعر نے

بیت در غربت مرگ ہیچ تنہائی نیست ٭ یاران و عزیزان طرف پیشتر اند ٭ اور روایت کیا گیا ہے

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے که کہتے تھے سوگند ہے بخدا که ہے یا آپ کو ساتھ حق کے که اسلام ابو طالب
خنک اور روشن کنندہ تر ہے میرے آنکھ کو سلام اُسکے یعنے ابو قحافہ سے که باپ میرا ہے

اسواسطے خنک کنندہ چشم مبارک کا ہے۔ اور ایسا ہی کہتے ہین عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ ساتھ
عباس رضی اللہ عنہ کے کہ اسلام لانا تیرا محبوب تر ہے میرے نزدیک اسلام خطاب سے اسواسطے کہ
محبوب تر ہے نزدیک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور روایت کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن عمر سو گیا
انکا پاؤن پس کہا گیا یاد کر محبوب ترین مردم کو نزدیک اپنے تا زائل ہووے آفت پس فریاد برلائے
یا محمداہ پس اچھا ہوا انکا پاؤن اور روایت کیا گیا ہے کہ آئی ایک عورت عایشہ صدیقہ رضی اللہ
عنہا پاس اور التماس کیا کہ واکر میرے لیے قبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پس کھولا عایشہ
صدیقہ نے قبر شریف کو پس گریہ کیا اس عورت نے یہانتک کہ جان دی اور زید بن عبد اللہ
انصاری صاحب الاذان سے آیا ہے کہ اپنے باغ مین کام کرتے تھے پس انکا بیٹا اور خبر
فوت آنحضرت پہونچائی پس دعا اور زاری کی کہ خداوندا مجھے نابینا کر تا نہ دیکھون مین بعد
محبوب اپنے کے کسیکو پس جاتی رہی بصر اسکی اور مثل از دعا کے بعض ور اصحاب سے بھی
ماثور اور منقول ہے **وصل** علامات محبت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
بہت ہین اعلے اور اعظم سب مین اتباع اور اقتدا انکا اور استعمال سنت وسلوک طریقہ اور
ابتدائی ہدایت اور سیرت انکی اور حدود شریعت پر اور عدم تجاوز احکام ملت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے قال اللہ تعالے آیت قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ
پس گردانا متابعت اپنی کو دلیل و علامت محبت خدا کی پس محبت خدا اور محبت رسول خدا ایک
ہے اور لازم اور ملزوم آپسمین اور رسالہ قشیری ابو سعید خراز لاتا ہے کہ کہا دیکھا مین نے
آنحضرت کو خواب مین اور کہا یا رسول اللہ معذور رکھ مجھے کہ محبت خدا نے باز رکھا ہے مجھے محبت
تیری سے یعنی محبت میری تیرے ساتھ اتنی ہے کہ ہر گز ساتھ غیر تیرے کے مشغول
نہین ہوتا ہون اور یاد غیر تیرے کی نہین کرتا ہون اور ساتھ ذکر غیر تیرے کے مشغول
نہین ہوتا ہون ولیکن جو محبت حق افضل اور مقدم ہے اور تو نے بھی ساتھ اسکے
فرمایا ہے مجھے لے گئی فرصت کو اور گنجایش محبت دوسرے کی نہین چھوڑی اور محبت تیری
جیسا کہ چاہتا ہون مین وجود مین نہین آتی اور یہ سبب بے تمیزی اور سکر حال سے ہے اور
مرتبہ جمع اور اجمال مین دیکھ آنحضرت نے اسکے جواب مین کیا فرمایا کہا یا مبارک من احب اللہ
فقد احبنی یعنی جسنے کہ دوست رکھا خدا کو پس تحقیق دوست رکھا مجھکو یعنی دوستی خدا کی
اور دوستی میری ایک ہے اور لازم ہے آپسمین ولیکن جہتہ غلبہ سکر اور عدم تمیز کے اطلاع اوپر
حقیقت حال کے وسعت نظر بصیرت سے جاتی رہتی ہے اور یہی ہے سبب اشتباہ بعضے کوتاہ
بینون کا کہ مشہود حق کو وساطت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مفارق جانتے ہین

اور اوپر برزخیت اُسکی کے واقف نہین ہوتے اور ہو سکتا ہے کہ یہ کلام تعجب اور رد ہووے اوپر ابو سعید
کے کہ یہ جو تو کہتا ہے معنی نہین رکھتا اور خطا اور نقص ہے رجوع کر اس خیال مکروہ سے اور یہ بات
مت کہہ و لیکن جو ابو سعید صادقان راہ اور خاصگان درگاہ اور محبان آگاہ سے ہے نداکیا ساتھ
یا مبارک کے اور معذور رکھا اور منع فرمایا ساتھ رفق اور نرمی کے اور نہ ظاہر کیا شدت اور عنف
بتوقع اس امر کے کہ حقیقت حال سمجھ جائیگا اور رفع اشتباہ اور التباس کا فرمایا اور مثل اسکے رابعہ بصری سے
نقل کرتے ہین واللہ اعلم اور فی الحقیقت محبت علت متابعت اور باعث ہے اوپر اُسکے پس متابعت
دلیل اور علامت محبت کی ہووے اور کہا ہے کہ محبت ناشی ہوتی ہے مطالعہ نعمت سے اور بقدر اطلاع اوپر
نعمت کے ہوتی ہے قوت محبت اور یہ بملاحظہ احسان کے ہے اور ساتھ مشاہدہ حسن اور قدر اُسکے بھی
پیدا ہوتی ہے اور منجر بمتابعت اسواسطے کہ محبت بالذات مقتضی اتفاق اور اتحاد کو ہے اور جو متابعت
محبت سے ہے کچھ ثقل اور تعب طاعات اور عبادات مین نہو گا بلکہ غذاے قلب اور نعیم روح اور سرور
خاطر اور قرۃ عین ہو گا اور اعظم ہو گا لذات جسمانیہ سے خصوصًا بتصور معیت آن حضرت کے و لیکن جاننا چاہیے
کہ یہ اقواے اور اکمل انواع محبت ہے اور جو کوئی کہ متصف ہے بصفت متابعت کامل المحبت
اور عالی مرتبت ہے اور جو کہ مخالف ہے بعض امور مین ناقص المحبت اور دنی الدرجہ ہے
لیکن اصل اسم محبت اور اتصاف سے ساتھ اُسکے باہر نہین اور دلیل اسکی قول آنحضرت
ہے درباب اُس شخص کے کہ حد مارا گیا شرب خمر مین اور مکرر واقع ہوا اُس سے یہ فعل
پس لعنت کیا اُسکو بعض مردم نے فرمایا لا یلعنوہ فانہ یحب اللہ و رسولہ ط یعنے
لعنت نہ کرو اُسے پس تحقیق وہ دوست رکھتا ہے اللہ اور اُسکے رسول کو اور وہ شخص
تھا اہل بادیہ سے زاہر نام اور آپ پاس آیا تھا اور اشیاے بادیہ سے ترہ اور مثل خضراوات
وغیرہ کے لایا کرتا تھا اور آنحضرت بھی چیزون شہری سی مثل جامہ اور زر وغیرہ سے اُسکو عطا فرماتے
تھے اور فرماتے کہ زاہر ہمارا روستائی ہے اور ہم اُسکے شہر اور بعض کتب سے معلوم ہوتا ہے
کہ نام اس شارب خمر کا عبد اللہ ہے ملقب بہ حمار اور زاہر اور ہے واللہ عالم اور اس جگہ سے
معلوم ہوتا ہے کہ اصل محبت وہی میل اور انجذاب ہے اگرچہ متابعت مین تقصیر اور کوتاہی ہو
اور بھی معلوم ہوتا ہے کہ مرتکب کبیرہ کا فر نہین ہے جیساکہ مذہب اہل سنت و جماعت کا ہے
و لیکن جاننا چاہیے کہ استمرار ثبوت محبت اللہ تعالے کا دل عاصی مین مشروط اور مقید
ہے ساتھ ندامت کے وقوع معصیت پر تا اقامت کی جاوے اُسکے اوپر حد کی پس کفارہ
ہو اُسکے گناہ کا بخلاف اُس کسی کے کہ واقع نہو اُس سے ندامت اور انفعال
خوف اس بات کا ہے کہ تکرار ذنوب اور اصرار سے کہ بمرتبہ طبع اور دین اور ختم کے منجر ہوا

اور سلب کیا جاوے اُس سے ایمان العیاذ باللہ اور علامات محبت آن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
سے ہے توقیر اور تعظیم اُسکی نزدیک ذکر اُسکے اور اظہار خشوع وخضوع اور انکسار نزدیک سماع اسم
شریف حضرت کے اور تھا جعفر بن محمد کثیر المزاج و التبسم اور جب ذکر کیا جاتا نزدیک اُسکے اسم
مبارک حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا زرد ہو جاتا رنگ اُسکا اور تھا صفوان بن سلیم
متعبدین اور متزہدین سے جب ذکر کیا جاتا اُسکے نزدیک آن حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
کا بہت روتا تا آنکہ اُٹھ جاتے لوگ اُسکے پاس سے اور چھوڑ جاتے اوسکو اور تھے قتادہ رضی اللہ
عنہ جب سنتے نام شریف آن حضرت کا لاحق ہوتا اُنکو نالہ اور گریہ اور اضطراب اور تھے عبد الرحمن
بن مہدی جب پڑھتے حدیث امر کرتے لوگوں کو بسکوت اور کہتے لا ترفعوا اصواتکم فوق
صوت النبی اور واجب ہے انصات نزدیک قرائت حدیث آن حضرت کے جیسا کہ واجب
ہے نزدیک سماع قول حضرت کے اور دو نتیجے ہیں اوپر آن حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
کے نزدیک سماع اسم شریف کے کلام ہے کہ آوے گا باب اُسکے بیچ اور فرمایا آن حضرت نے درباب
حسنین رضی اللہ عنہما کے خداوندا میں دوست رکھتا ہوں اُنکو پس دوست رکھ تو اُنکو اور فرمایا
جس کسی نے دوست رکھا اُنکو پس تحقیق دوست رکھا مجھکو اور جسنے دوست رکھا مجھکو پس تحقیق
دوست رکھا خدا کو اور جسنے دشمن رکھا اُنکو تحقیق دشمن رکھا مجھکو اور جسنے دشمن رکھا مجھکو دشمن رکھا خدا کو
اور فرمایا حق میں فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے کہ وہ پارۂ گوشت میرا ہی غضب میں لاتا ہے مجھے وہ جو غضب
میں لاتا ہے اُسکو اور فرمایا درباب اسامہ بن زید کے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دوست رکھ اسے
عائشہ اسکو زیرا کہ میں دوست رکھتا ہوں اسکو اور فرمایا درباب اصحاب رضی اللہ عنہم کے نہ پکڑو اُنکو
ہدف اور جو کہ دوست رکھتا ہے پس بسبب دوستی میری کے دوست رکھتا ہے اُنکو اور جو کہ عداوت
رکھتا ہے اُنسے پس بسبب دشمنی میری کے دشمن رکھتا ہے اُنکو اور جو کوئی ایذا پہونچاتا ہے اُنکو پس
تحقیق ایذا پہونچاتا ہے مجھے - اور جسنے ایذا رسانی کی میری تحقیق ایذا رسانی کی خدا کی - اور جسنے کہ
ایذا رسانی کی خدا کی نزدیک ہے کہ پکڑے خدا اُسکو اور عذاب کرے اور فرمایا نشان ایمان کا دوست
رکھنا انصار کا ہے اور نشان نفاق کا دشمن رکھنا اُنکا اور فرمایا جسنے دوست رکھا عرب کو پس
بدوستی میری کے دوست رکھا اُنکو اور جسنے دشمن رکھا عرب کو پس بدشمنی میرے کے دشمن
رکھا اُنکو سہیل تستری رضی اللہ عنہ نے کہ علامات محبت خدا سے محبت قرآن سے ہے اور علامت
محبت قرآن کی محبت پیغمبر کی ہے اور نشان محبت پیغمبر کا محبت سنت اور نشان
سنت کا محبت آخرت اور نشان محبت آخرت بغض دنیا ہے اور نشان بغض دنیا وہ کہ
ذخیرہ نہ کرے مگر توشہ پہونچا وے اُسکو باخرت ابو موسی رضی اللہ عنہ قرآن پڑھتے تھے اور آنحضرت

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم گوشہ مین گوش اوپر آواز اُنکے رکھکر ذوق پکڑتے تھے اور محظوظ ہوتے تھے
جب صبح ہوئی فرمایا شب کو تم کیا اچھا قرآن پڑھتے تھے اور مین سنتا تھا کہا افسوس اگر مین جانتا کہ
آپ سنتے ہین زیادہ اس سے اپنی آواز آراستہ کرتا مین بیت دلم را شادی رو داده در نالیدنم امشب
زجاے تازگو تا گوش بر آواز من دارد ٭ اور صحابہ جب جمع ہوتے اور درمیان اُنکے ابو موسے اشعری
ہوتے کہتے اے ابو موسے یاد خدا سے ہمکو بہرہ مند کر پس پڑھتے ابو موسے قرآن کو اور وہ سنتے
شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سماع قرآن وہ سماع ہے کہ مخالف نہین
اس مین دو شخص اہل ایمان سے اور اختلاف پڑھنے اشعار مین ہے بالحان موسیقہ ایک جماعت
اُسکو موصل اور مقرب جانین اور ایک قوم ملحق تفسیق اور دونون جانب افراط اور تفریط مین ہین
انتہے شیخ اجل اکرم عبد الوہاب متقی قادری شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب شیخ نے مجھے
دست انابت اور ارادت پکڑا کہا کہو الفقر افضل من الغناء یعنے فقر بہتر ہے تونگری سے اول
بافضیلت فقر اقرار کیا بعد ازان مرید کیا اور اس جگہ باطل ہوا زعم بعضے مدعیون اور متصوفون
ہمارے زمانے کا کہ دعوے کرتے ہین اور کہتے ہین کہ جمیع مراتب اتباع ہمکو حاصل ہین اور باوجود
اُسکے گرفتار دنیا ہین پس راست آیا اُنکو حق مین قول حق تعالے کا آیت فخلف من
بعدھم خلف ورثوا الکتب یاخذون عرض ھذا الادنی ویقولون سیغفر لنا
یعنے پس پیچھے سے آئی بعد اُنکے سے اولاد کہ وارث ہوئی کتاب کی لیتے ہین متاع اس
عالم خسیس کو اور کہتے ہین تو وہ ہے کہ بخشا جاوے ہمکو تاب اللہ علیہم وعلینا انشاء اللہ
قبول کرے اللہ توبہ اُنکی اور رجوع برحمت کرے اُنپر اور ہمپر اگر چاہے اللہ تعالیٰ **وصل**
وجوب مناصحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین جان کہ خیر خواہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور اخلاص اور ادائے حقوق اُنکا سرًا و علانیۃً مین واجبات دین اور اسلام سے ہے اور حدیث صحیح
مین آیا ہے کہ الدین النصیحۃ یعنے دین یہی نصیحت ہے قالوا لمن پوچھا صحابہ نے نصیحت کسکے لیے
یا رسول اللہ فرمایا للہ ولرسولہ ولکتابہ ولعامۃ المسلمین وخاصتھم یعنے اللہ اور اُسکے
رسول کو اور اُسکی کتاب اور عامہ مسلمین اور خواص اُنکے کو اور ایک روایت مین وائمۃ المسلمین
وعامتھم آیا ہے اور یہ حدیث جوامع الکلم ہے اور تمام علوم دینی خیطۂ اجمال اُسکے مین مندرج ہین اور
جوامع الکلم اُن احادیث کو کہین کہ بغایت ایجاز و اختصار لفظ قلیل سے جامع اور حاوی معانی
کبیرہ کے آوین اور اس قسم کی بات شرائیت کلام محمدی اور دلائل وشواہد کمال اُنکے سے ہے
جیسا کہ فرمایا اوتیت جوامع الکلم واختصر لی الکلام ط یعنے دیا گیا مین جوامع الکلم اور اختصار
کیا گیا میرے لیے کلام پس جیسا کہ وجہ جمیل حضرت مین اجناس دقایق حسن اور جمال خارج

حد و حصر اور احصا سے ابداع کیے کلام جلیل حضرت مین انواع اسرار اور حقائق باہر تصور افہام سے
تضمین فرمائیے اور نصیحت لغت مین خالص اور صاف ہونا عسل کا ہے عسل ناصح اُس شہید کو کہین
کہ موم سے صاف اور خالص ہوا ہو مراد اس جگہ صفا اور خلوص ہے ادا ے حقوق اد ا ء ہ خیر مین
منصوح لہ کے لیے پس نصیحت اللہ صحت اعتقاد ہے ساتھ وحدانیت اُسکے اور وقف اُنکا ساتھ
اُن اشیا کے کہ اہل اُسکا ہے اور تنزیہ و تقدیس ذات اور صفات اُسکا ایسی چیزون سے کہ
لائق کمال اُسکے نہین اور امتثال اوامر و مناہی شرعیہ اور تسلیم احکام اور ادیہ آنکے کا ہے اور
نصرت دین جہاد اور تحصیل اسباب کہ موجب بقا اور تقویت دین اور ملت کا ہے ساتھ علم اور عمل
اور اخلاص کے عبادت مین اور نصیحت الرسول اللہ ابو سلمان نے کہا تصدیق نبوت اور اطاعت
اُسکی اوامر و نواہی مین اور ابوبکر نے کہا نصیحت رسول نصرت اور حمایت اُسکی ہے حیاً و میتاً اور
احیا اُسکی سنت کا ساتھ طلب اور تائید اور دفع کرنے اور باز رکھنے مخالف کو اُس سے اور تخلق باخلاق
کریمہ اور آداب جمیلہ اُسکے اور اسحاق بیجلے نے کہا کہ تصدیق اسکی آمین لایا پیش خدا سے دین اور
اعتصام نسبت اور نشر آبکا اور برانگیختہ کرنا لوگون کو اُسپر اور دعوت کرنا بخدا اور کتاب اُسکی اور
رسول اسکے اور ساتھ سنت اُسکی کے اور عمل اُسپر اور عمرو بن لیث کو ایک امراء خراسان سے تھا اور
پہلوان اور توانان اور قوی بازو اور دولت خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ کیا کیا حق تعالی نے تیرے ساتھ
کہا بخشا مجھے کہا کس چیز سے بخشا کہا ایک دن اوپر بلندی کوہ کے کھڑا ہوا نظر کرتا تھا اوپر لشکرون
اپنے کے پس خوشی آئی مجھے کثرت اُنکی اور آرزو کی مین نے کہ کاش کے حاضر ہوتا مین خدمت
آنحضرت اور امداد و اعانت و نصرت کرتا مین اُنکی پس رحمت کی اور بخشا مجھے خدا ے تعالے
نے اور بعض حکایتین اُس سے یا غیر اُسکے سے منقول ہین کہ کہا اے کاش روز محاربہ حضرت
امام حسینؑ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے حاضر ہوتا مین اور مخذول و مقہور کرتا مین یزیدیون کو
اُس سے اور نصیحت لکتاب اللہ ایمان لانا اُسکے ساتھ اور عمل کرنا ساتھ اُس چیز
کے کہ اُسمین ہے اور تدبیر آیات اور معرفت معانی اور حاصل کرنا علوم کا کہ متعلق ہین
ساتھ اُسکے اور ملازمت تلاوت اُسکے ساتھ رعایت طہارت اور تحسین صوت اور حضور قلب
اور اُسکی تعظیم کے اور تفہیم و تفقہ اُسمین اور دفع کرنا تاویلات اہل زیغ و ضلال اور طعن ملاحدہ
اور زنادقہ خسران مال کا اور یہی رعایت حقوق کلام اللہ سے ہے ترک تکلم اُسمین اور تفسیر
اُسکی اپنی طرف سے بے سند اور نقل کے سلف سے اور موافقت شرع کے جیسا کہ بعضے جاہل
بوالفضول اس وقت کے کرین اور اُسکو تفسیر قرآن نام رکھین اور نہ جانین کہ من فضل
القرآن برائه فقد کفر نعوذ باللہ منہا یعنے جسنے تفسیر کیا قرآن کو اپنی عقل سے

پس تحقیق کفر کیا پادولیوسے اللہ کہین آس سے لیکن نصیحت عامہ مسلمین کیا ہو رعایت انکے حقوق کی اور ارشاد انکو
بمصالح اور معاونت امر دین اور دنیا مین قولاً اور فعلاً اور متنبہ اور آگاہ کرنا غافلون کو اور بصیر اور بینا کرنا جاہلون
کو اور دینا محتاجون کو اور ستر عورات اور دفع مضار اور جلب انکے منافع کا کرنا اور حرمت مال اور عرض
اور آنکے کا نگاہ رکھنا اور بچشم حقارت مسلمانون مین نظر کرنا اور ہاتھ اور زبان انکی ایذا سے باز رکھنا اور
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا اور یہ بھی نصیحت عامہ مین داخل ہے کہ تکلم بقدر عقول انکی کرنا اور
ذکر حقائق اور دقائق اور کشف اسرار کا کرنا اور اظہار اقوال علما اور انکے اختلافات کا با غیر علما کا
بھی یہی حکم رکھے ومن الله النصيحة والتوفيق اور نصیحت وخیرخواہی خواص مسلمان کی اگر
مراد بخواص امرا اور سلاطین رکھین کہ حاکم ہین اور یہ ظاہر ہے جیسا کہ ایک روایت مین آیا ہے
ولائمة المسلمين پس اطاعت انکی ضروری ہے امر حق مین اور تعظیم اور امرا اور تذکیر کرنا انکو ساتھ انکے
اور بہتر احسن اور ارفق واصلح وجوہ کے اور متنبہ اور آگاہ کرنا اس چیز پر کہ غافل ہون اور مسلمین سے
اور پوشیدہ ہوا انسے اور ترک خروج اوپر انکے اور عدم اغراء لوگون کا اور انتہا دعا دولت کا اوپر انکے
اور ترغیب اسپر کہ انکی طرف سے شدت اور مکروہ پہونچے اور دعا سے خیر کرنا انکے لیے اور بعض علما
صوفیہ نے مشائخ مغرب رحمہم اللہ سے خواص کو تین قسم کیا ہے ایک امرا اور اولی الامر اور یہ کہا ہے
کہ مرد اپنے گھر مین امیر ہے اور معلم اپنے شاگردون پر اور باپ اپنی اولاد پر اور ہر حاکم اور رئیس
اوپر تابعین اور زیر دستون کے کہ انکے جو زیر حکم ہین امیر ہے دوسرے علما اور تعظیم علما اور تصدیق
انکی واجب ہے اس مین کہ موافق دین کے نقل کرین اور تمسک بالنا ہے اور سنت کرین نہ اسمین
کہ مخالف دین کہین اور بہوائے نفس اور محبت دنیا کے حیلہ آموزی اور فتنہ اندوزی کرین تیسرے
مراد اہل خصوص مشائخ طریقت کو رکھا ہے کہ بعد اتمام علم اور تحقیق ورع اور اتباع سنت اور
توجہ تام بجانب حق اور انقطاع غیر سبحانہ سے اور ترک دنیا اور تجرید ماسوی سے بعد از رسوخ کے
شریعت اور شریعت اور طریقت مین ساتھ انوار اور اسرار حقیقت کے پہونچکر
ساتھ صفت کمال قربت کے ممتاز ہوئے ہین اور تصدیق انکی محققین اور متمکین سے کہ جامع
ہین میان ظاہر و باطن اور اسرار حقیقت سے کہ مخالفت اور مباین ظاہر شریعت
کے نہ پڑے لازم ہے اور ضابطہ اسبابات مین وہ ہے کہ جو چیز بلا شبہہ مخالف مقتضائے
علم شریعت کے ہو انکار اسکا واجب اور جو کہ اسمین شبہہ ہو توقف اسمین
لازم اور اگر قائل اور ناقل اسکا ایک مرد ہے کہ امام ہے علم و عمل مین اور
مستقیم ہے تقوے اور ورع مین تاویل اور توجیہ اسکے قول کی لائق اور اگر
مصلحت شرعی اسکی رد مین ہوتا باعث ضلال اور اضلال نا قصون کا نہوئے

جائز جاننا چاہیے کہ عصمت خاصہ انبیا ہے اور جو کہ در اسکے انبیا میں خطا اُنپر جائز۔ لاتے ہیں کہ معاذ بن
جبل کہ علماء صحابہ اور اُنکے عقلا سے تھے وقت اپنی رحلت کے کہتے تھے کہ رد اور انکار کرو اُسپر
کہ خلاف دین اور شریعت کے کیے کائنا من کان ہو کہ ہے اور جو کوئی ہو واللہ الموافق وصل
تعظیم اور توقیر اور اجلال صحابہ میں شان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حدیث طویل میں عمرو بن العاص
سے کہ ذکر کئے ہیں اُس میں صفات رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آیا ہے کہ کہا نہ تھا کوئی محبوب
تر میرے نزدیک پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور نہ بزرگ تر اور نہ عظیم تر میری آنکھ میں حضرت
سے اور تھا میں کہ طاقت نہ رکھتا تھا کہ سیر نگاہ کروں میں طرف حضرت کے اور اگر پوچھا جاؤں
میں کہ وصف کروں آنحضرت کو قدرت نہیں رکھتا ہوں اور ترمذی اُنس سے لاتا ہے کہ تھے رسول
خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ باہر آتے اور جلوہ گر ہوتے اپنے اصحاب پر مہاجرین اور
انصار سے حالانکہ وہ بیٹھے ہوتے اور ہوتے درمیان اُنکے ابوبکر اور عمر پس نہ اوٹھاتا کوئی انمین
سے طرف حضرت کے بصر اپنی غایت اجلال اور عظمت کبریائی اُسکی سے مگر ابوبکر اور عمر رضی اللہ
عنہما کہ نظر کرتے طرف حضرت کے اور نگاہ کرتے آنحضرت طرف اُنکے اور تبسم کرتے وہ طرف آپکے
اور تبسم فرماتے آپ طرف اُنکے اور جہت غایت اور محبت کے کہ درمیان اُنکے تھی اور حدیث صفت
آنحضرت میں کہ بیان کی ہے آیا ہے کہ جب تکلم فرماتے آنحضرت سر فگندہ اور خاموش ہوتے ہمنشین آپکے
گویا اُنکے سروں پر طائران پرند ہیں اور کہا عروہ بن مسعود نے جس ہنگام میں کہ بھیجا اسکو قریش نے سال صلح
حدیبیہ میں طرف رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور دیکھا تعظیم اصحاب حضرت سے وہ جو دیکھا
اور دیکھا جب وضو کرتے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مبادرت کرتے اور گرتے آب وضو پر یہانتک
کہ نزدیک ہوتا کہ باہم قتال کریں آپس اور نہ ڈالتے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آب دہن اور آب بینی
اور خلق مگر وہ کہ پیش آتے اور لیتے اُسکو کفہا سے دست اپنے میں اور ملتے اُسکو اپنی وجوہ و اجساد پر اور
نہ گرتا موے شریف آنحضرت مگر وہ کہ مبادرت کرتے اور اٹھاتے اور نگاہ رکھتے اسکو تبرکا اور جب امر
کرتے شتابی کرتے اُسکے امتثال میں اور جب تکلم کرتے پست کرتے اپنی آوازوں کو اور نہ پاتے مجال
نگاہ کرنے کی اور طاقت نظر ڈالنے کی طرف حضرت کے غایت تعظیم اور اجلال اُنکے سے پس جب
رجوع کیا عروہ نے طرف قریش کے اور دیکھا اُنکو کہا یا معشر قریش آیا میں کسریٰ اور قیصر اور نجاشی پاس
ایام سلطنت اُنکی میں اور بخدا سوگند نہ دیکھا میں نے کسی بادشاہ کو کسی قوم میں مانند محمد اور اُنکے اصحاب
کے اور رعایت ادب آنحضرت سے ہے کہ جب صلح حدیبیہ میں آنحضرت نے عثمان بن عفان رضی اللہ
عنہ کو قریش پاس بھیجا بدعوت اسلام اور تمہید قواعد صلح اذن کیا قریش نے عثمان رضی اللہ عنہ
کو طواف بیت اللہ میں پس انکار کیا عثمان رضی اللہ عنہ نے اور کہا نہیں میں کہ طواف

کہ دن تا طواف نہ کریں آنکا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ پس عثمان رضی اللہ عنہ نے عظیم جانا رعایت
ادب کو ساتھ آنحضرت کے طواف سے اور الحق یون ہی چاہیے کوئی عمل اور کوئی عبادت برابر آپکے نہووے
کہ رعایت ادب با آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کریں اور مغیرہ سے روایت ہے کہ کہا تھے اصحاب رسول
خدا کے قریع باب آنحضرت باظفار کرتے تھے تا آواز قریع سخت نہو اور مشوش وقت شریف نہ ہووے
اور کہا براء بن عازب نے تحقیق تھا مین کہ سوال کرون آنحضرت سے کوئی کار پس تاخیر پڑی چند سال
اور باوجودیکہ تھے آنحضرت مہربان ترین مردم اور خوش خلق ترین آنکے اپنے اصحاب کے ساتھ خصوصًا
ساتھ فقرا و مساکین کے جیسا کہ باب اخلاق شریفہ مین گذرا صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم و فصل
تعظیم روایت حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آنکی سنت مین کہا عمرو بن میمون نے آمد و رفت
کی مین نے طرف ابن مسعود کے ایک سال تک اور نہ سنا مین اسکو کہ کہے قال رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور جو تحدیث کیا ایک روز پس اتفاقًا گذرا اسکی زبان پر قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم پس پکڑا اسکو کرب نے تا دیکھا مین نے عرق کو کہ ٹپکتا ہے پیشانی اسکی سے اور ابو مصعب
نے کہا کہ تھے امام مالک کہ تحدیث نہ کرتے تھے یہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مگر وہ کہ باوضو
ہوتے اور مطرف نے کہا ہے کہ جب آتے لوگ مالک پاس باہر آتی لونڈی آنکی اور کہتی
شیخ کہتا ہے تمہین کہ مسائل حدیث ہو یا سائل مسائل اگر کہتے سائل مسائل علے الفور نکلتے اور
جواب دیتے مسائل کا انکو اور اگر کہتے خواہان حدیث ہین ہم آتے غسل گاہ مین اور غسل کرتے اور خوشبو
ملتے اور نئے کپڑے پہنتے اور طیلسان سیاہ یا سبز دوش پر ڈالتے اور عمامہ اوپر سر کے رکھتے
اور بچھایا جاتا آنکے لیے تخت پس نکلتے اور بیٹھے اوپر بخشوع اور خضوع اور بخور کرتے تا فارغ ہوتے
اس حدیث سے اور ہرگز نہ بیٹھتے اوپر اس حال کے مگر اسوقت کہ تحدیث کرتے رسول خدا صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور مکروہ رکھتے کہ تحدیث کرین راہ مین یا استادہ یا مستعجل اور ساعت
مکروہ سمجھتے تھے تحدیث کو بے وضو اور عبداللہ بن مبارک نے کہا تھا مین پاس مالک کے اور وہ
تحدیث کر رہے تھے پس نیش مارا انکو کژدم نے سولہ بار اور متغیر اور زرد ہوتا تھا رنگ انکا اور
قطع نہ کرتے تھے حدیث کو پس جب فارغ ہوئے اور متفرق ہوئے لوگ انسے کہا مین نے یا ابا
عبداللہ آج تمسے ایک امر عجیب مشاہدہ کیا مین نے کہا آرے صبر کیا مین نے بنا بر تعظیم و اجلال حدیث
رسول اللہ کے اور جریر بن عبد الحمید القاضی نے کہ قاضی شہر تھے پوچھی مالک سے حدیث رسول
مقبول دران حالیکہ کھڑے تھے پس امر کیا ساتھ حبس انکے لوگون نے کہا وہ قاضی ہین کہا قاضی سزاوار
تر ہے کہ ادب کیا جاوے اور ہشام بن عمار نے پوچھی مالک سے حدیث در حال استادگی پس
مارے اسے بیس تازیانہ بعد ازان شفقت کی اوپر اسکے اور روایت کین بیس حدیثین پس کہا

ہشام نے دوست رکھتا ہون مین کاٹنے کو زیادہ مارنے تازیانہ تا زیادہ کرتے روایت حدیث کو اور کہا کہ
عبد اللہ بن صالح نے تھے مالک اور لیث کو نہ لکھے تھے مگر اوپر طہارت کے اور مشہور ہے کہ بخاری
رحمۃ اللہ علیہ لکھتے صحیح اپنی مین ہر حدیث کے لئے غسل کرتے تھے اور دوگانہ ادا کرتے تھے اور روضہ
مقام ابراہیم علیہ السلام مین ادا کرتے تھے واللہ اعلم وجملہ اور جملہ توقیر اور بر اور آداب آنحضرت
بر اور آداب آل اور ذریت آپکے کا جگرگوشہ حضرت کے ہین اور ازواج حضرت کہ امہات المومنین
ہین جیسا کہ تخصیص اور ترغیب کیا ہے آپ پر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور چلے ہین اس
راہ سلف صالح اور چونکہ برگزیدہ کیا حق تعالے نے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کو
ہر کسی پر کہ ماسواے آپکے ہے اور مخصوص کیا آپکو ساتھ فضل عام کے مشتمل ہو برکت آپکے
جو کوئی منتسب ہے آپکے ساتھ نسبًا اور سببًا اور قریبًا اور بعیدًا اور حقیقت مین دوستی اس
کسی کی کہ دوست رکھا اسکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جیسا کہ محبت رسول اللہ
نشان دوستی خدا کا ہے۔ اور ایسی ہی عداوت اور بغض اور سب آپکی پس جو کوئی دوست
رکھتا ہے کسی کو دوست رکھتا ہے ہر شخص اور ہر چیز کو کہ تعلق ہے آپکے ساتھ اور دشمن
اور مکروہ رکھتا ہے جسکو اور جس چیز کو بیگانہ اور مخالفت آپکے ہے فرمایا اللہ تعالے نے
آیت لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ
پس حب اہل بیت اور اصحاب اور اولاد اور ازواج کی واجبات مہمہ سے ہووے اور بغض انکا
موبقات مہلکہ ہے اور کمال حب اور بغض چیز کا اس مین ہے کہ رعایت کرے آپکے متعلقین مین کہا
اللہ تعالے نے آیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا یعنی سواے اسکے نہین کہ چاہتا ہے
خدا تاکہ لیجاوے اور دور کرے تم سے پلیدی گناہ کی اے اہل بیت پیغمبر اور تاکہ پاک کرے تمکو پاک
کرنا اور کہا وازواجہ امہاتہم یعنی اور ازواج حضرت مائین ان مومنون کی ہین اور تفسیر اہل بیت مین
اقوال اور اطلاقات ہین کبھی اتنا کہ عام ہے مطلق اطلاق اہل بیت آیا ہے اور وہ آل علی اور آل جعفر
اور آل عقیل اور آل عباس رضی اللہ عنہم ہین اور کبھی بمعنی شامل اولاد آنحضرت اور ازواج
مطہرہ کے اور کبھی مخصوص بفاطمہ زہرا اور حسنین اور علی سلام اللہ علیہم اجمعین کے آوے
ازجہت فضل انکے اور تحقیق ان اقوال مین وہ ہے کہ تین بیت ہین بیت نسب اور
بیت سکنی اور بیت ولادت پس اولاد عبد المطلب اہل بیت نسب ہین اور ازواج
مطہرہ اہل بیت سکنی اور اولاد کرام اہل بیت ولادت ہین اور حضرت
علے اگرچہ اولاد سے نہین مگر ملحق باولاد ہین بوساطت حضرت فاطمہ زہرہ
رضی اللہ عنہا کے اور حدیث مین آیا ہے کہ مین چھوڑنے والا ہون

ف ازواج کی نسبت [illegible]

تم مین ایسی دو چیز کو کہ اگر پکڑو اور تمسک کرو اسکے ساتھ گمراہ نہو کتاب اللہ اور میری عترت پس دیکھو کہ کیونکر خلیفہ ہوتے ہو تم میری ان دو چیزین اور فرمایا آنحضرت نے شناخت آل محمدؐ کی سبب ہے بیزاری کا آتش دوزخ سے اور حب آل محمدؐ سبب گذرنے کا ہے صراط سے اور ولایت مر آل محمد کو امان ہے عذاب سے اور مراد ساتھ شناخت انکی کے شناخت ہے مرتبہ او منزلت انکی کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور جب پہچانا انکو کسی نے ساتھ اس نسبت کے پہچانا وجوب حق و حرمت انکا بسبب اسکے اور عمر بن ابی سلمہ سے آیا ہی کہ کہا جسوقت مین کہ آیت انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس الایہ نازل ہوئی اور یہ بیت ام سلمہ مین تھا بلایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ زہرا اور حسنین کو اور کہا خداوندا یہ میرے اہل بیت ہین اور اڑھائی انکو کسا اور علی مرتضی پس پشت آنحضرت تھے کھڑے ہوئے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ حسنین رضی اللہ عنہما کو بغل مین پکڑا اور علی کو ایک ہاتھ مین پکڑا اور فاطمہ کو ساتھ ہاتھ دوسرے کے جمع کیا ان دونون کو ساتھ اپنے اور کہا خداوندا یہ میرے اہل بیت ہین پس دور کر انسے رجس اور پاک انکو اور اختلاف ہے اس مین کہ مراد اہل بیت اس آیۃ مین کون ہین اکثر اسپر ہین کہ مراد ساتھ اسکے فاطمہ اور حسن اور حسین اور علی ہین سلام اللہ علیہم اجمعین جیساکہ اکثر روایات اسی پر دال ہین اور انصاف وہ ہے کہ نساء مطہرہ بھی داخل ہین از جہت دلالت سیاق اور سباق کلام کے اس مین اور نزول آیہ کا درباب انکے جیساکہ دخول امراۃ ابراہیم علیہ السلام کا قول سبحانہ مین آیت رحمۃ اللہ علیکم وبرکاتہ اھل البیت یعنے رحمت خدا کی اوپر تمہارے اور برکتین اسکی اے اہل بیت اور جیساکہ حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دشمن نرکھے ہمکو کہ اہل بیت ہین ہم کوئی ایک مگر وہ کہ لاوے اسکو خدا اسے لواسے آتش مین اور بلانا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان چارتن پاک کو اور بٹھانا انکا اپنی کنار مین اور اڑھانا کسا کا اور قول اس صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اللھم ان ھولاء اھل بیتی الحدیث یعنے یا اللہ درستی یہ ہین اہل بیت میرے منافات نرکھے دخول نسا مین بیچ انکے اور شمول فضل اذہاب رجس کا اور ثبوت تطہیر کا خاص ان سبکو اور ایسا ہی اختلاف ہے اس آیۃ کریمہ مین آیت قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ یعنے کہ ای محمد نہین مانگتا مین تمسے اوپر اس ابلاغ کے مزدوری مگر محبت ذوالقربا مین اور روایت کیا گیا ہے کہ جب نازل ہوئی یہ آیت کہا صحابہ نے من قرابتک یعنے کون ہین اقربا تیرے کہا آنحضرت نے آیت ھولاء علیؑ وفاطمۃؑ وابنا ھما یعنے یہ ہین علی اور فاطمہ اور دونون بیٹے ان کے اور صواب وہ ہے

کے شامل ہے تمام لوگون کو کہ قرابت رکھین ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
اور یہ چارتن عمدہ اور سچا اس جماعت کے ہین اور امام فخر الدین رازی نے کہا کہ اس جگہ تعیین کا ل ہے
صحابہ عظام کو کہ نسبت قرابت معنوی رکھین ساتھ جناب رسالت مآب کے رضوان اللہ تعالےٰ
علیہم اجمعین اور فرمایا شان مین علی کرم اللہ وجہہ کے من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللّٰھم وال
من والاہ وعاد من عاداہ - یعنی جسکا کہ مین مولا ہون پس علی اسکا مولےٰ ہے
یا اللہ دوست رکھ جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ جو دشمن رکھے علی کو اور فرمایا خاص
درباب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لا یحبک الا مومن ولا یبغضک الا منافق
یعنی دوست نہ رکھیگا تجھے اے علی مگر مومن اور بغض و عداوت نہ کریگا تیری مگر منافق اور فرمایا
انت منی بمنزلة ھارون من موسیٰ | یعنی تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ کے
اور ایک روایت مین آیا ہے اما ترضیٰ ان یکون منی بمنزلة ھارون من موسیٰ
یعنی کیا نہین چاہتا تو یہ کہ ہو وے تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے موسیٰ اور یہ تشبیہ مبہم ہے اور قول
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ابتدا اس حدیث مین الا انہ لا نبی بعدی یعنی مگر یہ کہ
نہین ہے نبی میرے بعد بیان اسکا کرتا ہے کہ یہ تشبیہ نبوت مین نہین ہے بلکہ اسکے غیر مین ہے
اور وہ خلافت ہے اور فرمایا شان فاطمہ رضی اللہ عنہا مین فاطمة بضعة منی یوذینی من
اذاھا وینصبنی من انصبھا یعنی فاطمہ پارہ گوشت میری ہے ایذا دیتا ہے مجھے جو کہ
ایذا دیتا ہے اسکو اور رنج مین لاتا ہے مجھکو جو کہ رنج مین لاتا ہے اسکو اور کہا عائشہ صدیقہ نے
احب النساء الی رسول اللہ کانت فاطمة واحب الرجال زوجھا علی
یعنی دوست ترین عورتون مین طرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھین فاطمہ رضی اللہ
عنہا اور محبوب ترین مردون مین انکا زوج علی کرم اللہ وجہہ روایت کیا ہے اس حدیث کو ترمذی
نے اور یہ غایت انصاف عائشہ صدیقہ کا ہے اظہار مین اور اگر فرضاً فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھتے
کہتین کان احب الرجال ابوبکر واحب النساء عائشة یعنی تھا سب مردون مین محبوب
بہت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور محبوب تر سب نسا مین عایشہ رضی اللہ عنہا اور یہ بھی صحیح ہے اسواسطے
کہ وجوہ محبت متعدد ہین اور مختلف فافھم باللہ التوفیق اور فرمایا شان حسنین مین
اللھم انی احبھما فاحبھما واحب من یحبھما یعنی یا اللہ بدرستی مین دوست
رکھتا ہون ان دونون کو پس دوست رکھ تو ان دونون کو اور دوست رکھ جو کہ دوست
رکھتا ہے ان دونون کو اور کہا ابوہریرہ نے دیکھا مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو کہ واکرتے تھے دہن امام حسن رضی اللہ عنہ کو پس لاتے تھے زبان مبارک اپنی آنکے

تھے میں اور فرماتے تھے خداوندا میں دوست رکھتا ہوں اسکو تو دوست رکھ اسے اور دوست رکھ جو
کہ دوست رکھے اسکو فرمایا تین بار اور تھے یہ دونوں امام بزرگ شبیہ ترین ناس ساتھ رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور واسطے بعضے اور انکے بھی اثبات مشابہت ہے آن حضرت کیساتھ مثل جعفر بن
ابیطالب انکا بیٹا عبداللہ بن جعفر اور قثم بن عباس اور سفیان بن الحارث بن عبدالمطلب غیرہم کے
کہ اقارب اور اخوان آپکے تھے رضی اللہ عنہم اور فرمایا خاص عباس رضی اللہ عنہ کو سوگند ہے اسکی کہ میری
بقا ہاتھ قدرت اسکی میں ہے نہ آوے دل کسی مرد میں ایمان تاکہ وہ دوست رکھے تمکو واسطے خدا
اور رسول کے اور فرمایا من اذی عمی فقد اذانی وانما عم الرجل صنو ابیہ
یعنے جسنے ستایا میرے چچا کو پس تحقیق مجھے ستایا اور سوا اسکے نہیں کہ عم مرد شاخ باپ اسکے کی ہے
اور فرمایا خاص عباس کو آجکل میرے پاس لائے عم ساتھ اولاد اپنی کے پس جمع کیا انکو اور اڑھائی
انکو چادر اپنی کہ کساء سیاہ مخطط ساتھ خطوں سرخ کے تھی اور فرمایا اللھم اغفر للعباس
وولدہ مغفرۃ ظاہرۃ وباطنۃ لا تغادر ذنبا اللھم احفظہ فی ولدہ رواہ الترمذی
یعنے یا اللہ بخش عباس اور اسکی اولاد کو بخشنا ظاہر وباطن کو نہ چھوڑے کوئی گناہ یا اللہ محافظت کر اسکی
اسکی اولاد میں روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا ہے کہ چھ تن تھے فضل اور عبداللہ اور عبیداللہ اور
قثم اور معبد اور عبدالرحمن اور ھؤلاء اعمامی وصنوا ابی وھؤلاء اھل بیتی عترتی فاسترھم
من النار کستری ایاھم یعنے یہ میرا عم ہے اور شاخ میرے باپ کی اور یہ سب اہل بیت میرے ہیں اور
خویش میرے پس ڈھانپ انکو آتش سے مثل ڈھانپنے میرے کے انکو یعنے ساتھ کساء کے پس آمین
کہا آستانہ در اور دیوار دولت خانہ نے آمین آمین اور فرمایا آن حضرت نے ام سلمہ کو ایذا نہ دے تجھے
مقدمہ عائشہ میں اور یونہی فرمایا فاطمہ زہرا کو دوست رکھ عائشہ کو ساتھ دوستی میرے کے اور اٹھاتے
تھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو اوپر گردن اپنی کے اور کہتے تھے بابی شبیہ بالنبی
لیس شبیھا بعلی یعنے میرا باپ فدا ہو جو مشابہ ہے ساتھ نبی کے اور نہیں مشابہ ساتھ علی کے اور
اور حضرت علی خندہ فرماتے تھے اور تھے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہ کہ زیارت کرتے تھے ام ایمن کو کہ مولاۃ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھیں اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم زیارت
انکی کرتے تھے اور جب حلیمہ سعدیہ حضرت پاس آئیں بچھاتے آپ اپنے ردا اسپر بٹھاتے اپنی
اور بر لاتے حاجت انکی اور جب وفات پائی آن حضرت نے آئیں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پاس
پس کیا انکے ساتھ وہ جو کرتے تھے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم و حاصل اور جملہ توقیر اور بر آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے توقیر اصحاب اور معرفت انکے حق کی اور ادب کا اور اقتدا اور اتباع
اور جریان اوپر سنن اور آداب اور اخلاق اور عمل ساتھ افعال انکے اس چیز میں کہ عقل کو امر نہیں

محال نہین اور حسن ثنا اور رعایت آنکی ادب کی اور دعا اور استغفار آنکے لیے اور جسکی کہ ثنا حق تعالے نے کی
اور راضی ہوا اس سے واجب اور حق ہے ہر شخص پر کہ ثنا کی جاوے اُسکی اور استغفار اُسکے لیے
اور ایسا ہی امساک اور کف نفس ذکر اختلافات اور منازعات اور وقائع سے کہ درمیان اُنکے ہووے
اور گذرے ہین اور انحراف اور اضراب اخبار مورخین اور جہلا روایت اور ضلال شیعہ اور غلات
اُنکے اور مبتدعین سے کہ خوگر ہوا ہے اور رواج اور ازالت اُنکا کرین کہ اکثر اُنکا کذب اور افترا ہے اور
طالب کرنا اور جستجو تاویلات نیک کا کہ کوئی شان اُنکی ہووے اُس چیز مین کہ واقع ہوئی آپس مین مشاجرات
اور محاربات اور ذکر اور یاد نہ کرنا کسی ایک کو اُن مین سے ساتھ بدی اور عیب کے بلکہ ذکر حسنات
اور فضائل اور محامد صفات اور سیر اُنکا اور سکوت اور اغماض ما وراء اسکے سے اسواسطے کہ صحبت
اُنکی ساتھ حضرت کے یقینی ہے اور ما وراء اُسکے ظنی اور کافی ہے اسباب مین وہ کہ برگزیدہ
اور اختیار کیا اُنکو حق تعالے نے واسطے صحبت اپنے حبیب کے اور اگر احیاناً بعض اُنکے
سے کوئی تقصیر حقوق اہل بیت مین اور سوا اُسکے واقع ہوئی ہو امید ہے کہ شفاعت
اُنسے بھی درگذرین طریقہ اہل سنت و جماعت اس باب مین یہ ہے ۔ عقائد مین لکھا
ہے ولا نذکر احد منہم الا بخیر یعنے اور نہ یاد کیا جاوے کسی ایک کو ان
مین سے مگر ساتھ بھلائی کے اور احادیث کہ فضائل صحابہ مین عموماً اور خصوصاً واقع ہوے اسباب
مین کافی ہین کہا اللہ تعالے نے آیت محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء
بینہم الی آخر السورۃ یعنے محمد رسول خدا ہین اور وہ لوگ کہ ساتھ اُنکے
ہین بہت سخت ہین اوپر کافرون کے مہربان ہین آپس مین آخر سورہ تک اور کہا آیت والسابقون
الاولون من المہاجرین والانصار الآیۃ یعنے اور سبقت کرنے والے پہلے
پہلے مہاجرین اور انصار سے اور کہا اللہ تعالے نے آیت لقد رضی اللہ عن المؤمنین
اذ یبایعونک تحت الشجرۃ یعنے ہر آئنہ تحقیق خوشنود ہوا خدا اُن مومنون سے جبکہ بیعت
کی انھون نے تیرے ساتھ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نیچے درخت کے اور فرمایا اللہ تعالے
نے آیت رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ یعنے مرد ہین کہ راست کیا اُنھون نے جو عہد کیا تھا
ساتھ خدا کے اور قول حق تعالے کا آیت یوم لا یخزی اللہ النبی والذین امنوا معہ
یعنی دن میں کہ نہ رسوا کریگا اللہ پیغمبر کو اور جو کہ ایمان لائے ہین ساتھ اوسکے اور فرمایا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم
یعنے اصحاب میرے مثل ستارون کے ہین ساتھ ہر کدام اُنکے کہ پیروی کرو تم راہ پاؤ تم اور روایت
ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث مثل

مثل اصحابی کمثل الملح فی الطعام لا یصلح الطعام الا بہ ترجمہ یعنی مثال میرے اصحاب کے مانند
نمک کے ہے طعام مین اصلاح نہین پاتا طعام مگر ساتھ اسکے اور فرمایا اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم
غرضا بعدی و من احبہم فبحبی احبہم و من ابغضہم فببغضی ابغضہم ۔ یعنے اللہ اللہ
حق اصحاب میری مین نہ پکڑو انکو نشانہ بعد میرے پس جسنے دوست رکہا انکو پس ساتھ دوستی میری
کے دوست رکہا انہین اور جسنے دشمن رکہا انکو ساتھ دشمنی میری کے دشمن رکہا انہین اور فرمایا
لا تسبوا اصحابی فلو انفق احدکم مثل احد ذہبا الحدیث
یعنے دشنام نہ دو اور برا انکو میری یارون کو پس اگر خرچ کرے ایک تم مین سے مثل کوہ احد کے زر راہ
خدا مین آخر حدیث تک یعنی مرتبہ صحابہ کو نہین پہونچا کوئی اور فرمایا من سب اصحابی فعلیہ
لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین یعنے جسنے دشنام دی اور برا کہا میرے یارون کو
پس اوپر اسکے لعنت خدا اور فرشتون اور سب آدمیون کو اور فرمایا اذا ذکروا اصحابی فامسکوا
یعنے جب یاد کئے جاوین میرے اصحاب پس بند کرو تم زبان اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ مین آیا ہے
ان اللہ اختار اصحابی علی جمیع العالمین سوی النبیین والمرسلین واختار منہم اربعۃ
ابا بکر و عمر و عثمان و علیا فجعلہم خیر اصحابی و اصحابی کلہم خیر ا
یعنے بدرستی اللہ نے برگزیدہ کیا میری یارون کو اوپر تمام عالم کے سواے انبیا اور مرسلین کے اور برگزیدہ
کیا انہین سے چار کو ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی کو پس گردانا ان چار کو بہترین میرے اصحاب کا اور اصحاب
میرے سب بہتر ہین اور بعض احادیث مین ذکر علی مقدم در اوپر عثمان کے آیا ہے رضی اللہ عنہ اور
فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من احب عمر فقد احبنی و من ابغض عمر
فقد ابغضنی یعنے جسنے دوست رکہا عمر کو پس تحقیق دوست رکہا مجھے اور جسنے دشمن رکہا عمر کو
پس تحقیق دشمن رکہا مجھے اور احادیث فضل صحابہ مین بہت ہین فصل خطاب مین امام ہمام محمد باقر
رضی اللہ عنہ سے لاتا ہے کہ ایک قوم اہل عراق سے انکے پاس آئی اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو ساتھ
بدی کے یاد کیا اور کچھ انکے حق مین کہا بعد ازان بدگوئی عثمان رضی اللہ عنہ مین پڑے امام ہمام
نے انکو کہا خبر دو مجھے کہ مہاجرون سے ہو کہ خداے تعالے نے انکے حق مین فرمایا ہے
آیت للفقراء المہاجرین الذین اخرجوا من دیارہم یبتغون فضلا من اللہ
ورضوانا و ینصرون اللہ و رسولہ اولئک ہم الصادقون یعنے مال غنیمت
فقراء مہاجرین کے لئے ہے وہ جو نکالے گئے اپنے گہرون سے اور اپنے اموال سے ڈہونڈتے
ہین فضل کو خدا سے اور خوشنودی کو اور یاری دیتے ہین اللہ کو اور اسکے رسول
کو یہ گروہ وہی ہین سچے ۔ کہا اور جماعہ عراق نے ہم ان سے نہین ہین کہا امام نے

پس مہاجرین انصار سے ہو کہ اونکی شان مین آیا ہے آیت والذین تبوء الدار والایمان
من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم ولا یجدون فی صدورھم حاجۃ مما اوتوا و
یوثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ ومن یوق شح
نفسہ فاولئک ھم المفلحون یعنی اور بھی مال غنیمت اُن لوگون کو ہے کہ لازم پکڑا دار ہجرت یعنی
مدینہ کو پہلے آنے مہاجرین سے دوست رکھتے ہین جو کہ ہجرت کر کے طرف اونکے اور نہین پاتے
اپنے سینون مین تنگی اُس چیز سے کہ دیے گئے ہین مہاجرین غنیمت وغیرہ سے اور اختیار کرتے
ہین مہاجرین کو اوپر نفسون اپنی کے اور اگرچہ ہووے ساتھ اونکے احتیاج اور فاقہ اور جو کہ
نگاہ رکھا جاوے بخل نفس اپنے سے پس وہ گروہ وہی رستگار ہین کہا جماعت عراق نے ہم
نہیے بھی نہین ہین فرمایا امام نے گواہی دیتا ہون مین کہ اس جماعت سے بھی نہین ہو کہ
اونکی شان مین فرمایا آیت والذین جاؤا من بعدھم یقولون ربنا اغفر
لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان الآیۃ یعنے وہ لوگ کہ آئے بعد مہاجرین
و انصار کے کہتے ہین اے رب بخش ہمکو اور بھائیون ہمارے کو وہ بھائی کہ سبقت لیگئے ہم سے
ساتھ ایمان کے پس کہا اٹھو میرے آگے سے خدا کسی کو تمہارے ساتھ نہ کرے تمنے صورت اسلام
اپنا لباس کیا ہے ولیکن مومنون مین اہل اسلام سے نہین ہوا اور عبداللہ بن مبارک نے کہا دو خصلتین
جسمین ہو وہی نجات پاوے صدق اور حب اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حدیث
خالد بن سعید مین آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تشریف لائے مدینہ مین حجۃ الوداع
سے پھر آئے اوپر منبر کے اور خطبہ پڑھا اور فرمایا یا ایھا الناس انی راض عن ابی بکر
فاعرفوا لہ ذالک ایھا الناس انی راض عن عمر وعن علی وعن
عثمان وعن طلحۃ والزبیر وسعد وسعید وعبدالرحمن بن عوف فاعرفوا
لھم ذالک یعنے اے لوگو بدرستی مین راضی ہون ابوبکر سے پس پہچانو اسکو یہ اے لوگو تحقیق مین
راضی ہون عمر اور علی اور عثمان اور طلحہ اور زبیر اور سعید اور سعد اور عبدالرحمن بن عوف
سے پس پہچانو اُن سبکو یہ اور یہ حدیث مثل حدیث عشرہ کے ہے کہ اُس مین بشارت دی ہے
آٹھو ساتھ جنت کے لیکن اس مین ذکر ابو عبیدہ بن الجراح کا نہین ہے اور لایا گیا حضرتؐ پاس جنازہ
ایک مرد کا پس نہ پڑھی اوپر اسکے نماز اور فرمایا وہ بغض رکھتا تھا ساتھ عثمان کے پس مبغوض
رکھا اُسے خدا نے عز وجل نے اور کلام اس باب مین یعنی فضل اصحاب مین اور تفاضل
آپس مین طویل ہے نہایت طول مین شیخ قدس اللہ سرہ العزیز نے شرح مشکوٰۃ
خصوصاً اُسکے منتخب مین اُس سے کہ کتب قوم مین نظر سے گذرا قطع نظر تعصب فریقین سے

نقل کیا ہے جو چاہے وہان دیکھ لے وباللہ التوفیق واللہ عالم **فصل** اور جملہ اعظام اور اکبار آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اکبار جمیع اشیاء متعلقہ کا ہے ساتھ انکے مشاہدہ اور اماکن اور معاہدہ سے
اور وہ اشیا کہ دست شریف آنکا ساتھ اسکے پہونچا اور ساتھ اسکے شناخت ہوا۔ لاتے ہین کہ ابو محذورہ
رضی اللہ عنہ کے موی پیشانی دراز تھے جب بیٹھتے تھے اور لٹکاتے ان اشعارون کو زمین تک پہونچتے تھے
کہا لوگون نے کیون دراز رکھے ہو ان اشعار کو اور نہین تراشتے کہا نہین تراشتا ہون اس جہت سے کہ
ایک وقت مین دست مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پہونچا تھا پس نگاہ رکھتا ہون مین ان
اشعار کو تبرکاً اور دیکھا لوگون نے ابن عمر کو کہ رکھا ہاتھ اپنا اوپر جگہ بیٹھنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے بعد ازان رکھا اس ہاتھ کو اوپر منھ اپنے کے اور حکایت کیا گیا ہے احمد بن فضلویہ زاہد سے اور تھا وہ غازیون
اور تیر اندازون سے کہ کہا نہین پکڑا مین نے کمان کو اپنے ہاتھ مین بے طہارت ازان بعد کہ سنا مین نے
کہ آنحضرت کمان کو دست مبارک مین لیتے تھے اور مالک رحمۃ اللہ نے فتوا دیا حق مین اسکے جس
نے کہا تربت مدینہ ردی ہے ساتھ مارنے تین درے کے اور امر کیا ساتھ قید اس شخص کے باوجود
تھی اس مرد کو قدر اور منزلت لوگون مین کیا عجیب کہ گردن مارا جاوے وہ جو کہے
اس خاک کو کہ دفن کیے گئے اس مین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم کہ ردی اور طیبہ
ہے اور ایک اسما کرامت انتما اس بلدہ کا طیبہ ہے طاب اور طیبہ ہے از جہت طہارت اسکے
انجاس شرک سے اور موافقت اسکی طبائع سلیمہ کو اور جہت طیب رایحہ کے بلکہ طیب نام امور
اسکے اور کہا کہ ساکنین اس بقعہ شریف کے تربت اور در و دیوار اسکے سے روائح طیبہ پاتے ہین
کہ کسی طیب مین نہین پاتے اور شاید کہ استشمام بیشمہ نے اس معنی کے شامہ ذوق بعضے عاشقین مخلصین
اور محبین مشتاق بھی راہ پائی ہو اور شبلی کہ علماء صاحب وجدون سے کہتا ہے کہ تربت مدینہ کو نفحہ
ہے کہ کسی مشک وعنبر مین نہین اور کہا کہ یہ معنی اعجب عجائب سے ہین اور حقیقت مین کچھ عجیب نہین۔
بیت وران زمین کہ نسیمے وزد ز طرۂ دوست ۔ چہ جاے دم زدن از نافہاے تاتاریست ۔ اور
ایا ہے کہ کیا جہجاہ غفاری نے قصب آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو ہاتھ عثمان رضی اللہ عنہ سے اور چاہا
کہ توڑے اسکو اوپر زانو اپنے کے پس فریاد کی لوگون نے اسپر پس پکڑا آکلہ نے زانو اسکا پس کاٹا
زانو کو اسی سال مین اور مر گیا اور فرمایا آنحضرت نے جو کوئی کھاوے جھوٹی سوگند میرے منبر پر چاہیے
کہ آمادہ کرے جگہ اپنی کو آتش دوزخ مین اور مابین قبر شریف اور منبر حضرت کے روضہ
ریاض جنت سے اور باقی فضائل اور کمالات اور مناقب اور صفات اس بلدہ طیبہ اور اماکن اور
مواضع اسکے اور آداب اقامت کے اس مین اور رعایت تعظیم اسکی اہل کی ۔ کتاب جذب القلوب
الی دیار المحبوب مین مذکور ہین پس چاہیے کہ طلب کرے وہان سے **وصل** صلوۃ وسلام

صلوٰۃ سلام مین اوپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور جواب اسکا اور فضیلت اسکی اور بیان صفت
اور کیفیت اور جمیع مواطن اور سوائے اسکے وہ جو متعلق ہے ساتھ اسکے جان کہ اصل باب وجوب صلوٰت
اور سلام مین اوپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ آیہ کریمہ ہے ان اللہ وملئکتہ یصلون
علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما یعنے بدرستی خدا
اور اسکے فرشتے درود بھیجتے ہین اوپر پیغمبر کے اے ایمان والو درود بھیجو تم اوپر اسکے اور سلام
بھیجو سلام بھیجنی کہ جان حق تعالے نے اس آیہ کریمہ مین اسناد کیا صلوٰۃ علی النبی کو کہ طرف
ذات کریم اپنی اور ملائکہ کے اور امر کیا مومنون کو ساتھ صلوٰۃ اور سلام کے اوپر حضرت کے
اور اقوال علما معانی صلوٰۃ مین متغائر ہین اور متفاوت کہا ابوالعالیہ نے کہ تابعین سے ہے یعنے معنی
صلوٰۃ خدا کی اوپر نبی کے ثنا اوسکی ہے اوپر اوسکے اور تعظیم اسکی نزدیک ملائکہ کے اور معنی صلوٰۃ
ملائکہ کے اوپر حضرت کے دعا کرنا انکا اور درخواست کرنا درگاہ عزت سے اس کو اور ایسا ہی
مومنین سے کہ امر کیے گئے ہین ساتھ اوسکے اور طلب زیادت اور برکت ہے اس مین
تہ اصل اوسکی اور مقاتل نے کہا کہ صلوٰۃ مین اللہ مغفرت اسکی اور صلوٰۃ من الملائکہ استغفار اور
ضحاک نے کہا کہ صلوٰۃ من اللہ رحمت اسکی ہے اور ایک روایت مین اوس سے مغفرت بھی آیا ہے
اور صلوٰۃ من الملائکہ دعا یعنی دعا مغفرت اور رحمت اور خود کار ملائکہ استغفار ہے مومنون کے لئے
فرمایا حق تعالے نے آیت ویستغفرون للذین امنوا یعنے مغفرت مانگتے ہین مومنون کے لئے اور
وہان بابت اس کسی کے کہ منتظر بیٹھا ہو بعد نماز نماز دوسرے کا آیا ہے کہ دعا کرتے ہین اسکے لئے۔ ملائکہ
اللھم اغفرلہ اللھم ارحمہ یا اللہ بخش اسکے لئے یا اللہ رحم کر اسکو اور مبرد نے کہا صلوٰۃ خدا سے
رحمت ہے اور ملائکہ سے رقت ہے کہ باعث ہے اوپر استدعا رحمت کے اور علیمی نے کہا ہے کہ
معنی صلوٰۃ علی النبی کے تعظیم اسکی ہے اور معنی قول ہمارے کے اللھم صل علی محمد عظم محمدا مین اور
مراد تعظیم انکی ہے دنیا مین باعلای ذکر انکے اور اظہار دین اور ابقاے شریعت کے اور آخرت
مین ساتھ اجزال مثوبت اور تشفیع حضرت کے درباره امت اور اقامت انکی مقام محمود مین
اور قاضی ابوبکر بن العربی نے کہا ہے کہ فائدہ صلوٰۃ بھیجنے کا اوپر آنحضرت کے رجوع
کرتا ہے طرف مصلے کے از جہت دلالت کرنے اسکے اوپر نصوح عقیدت اور خلوص
طویت اور اظہار محبت کے اور مداومت اوپر طاعت اور معرفت حق وساطت
کے اور احترام واسطہ کا کہ ذات شریف کی ہے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ دعا
کرنا آنحضرت کو اور استدعا فیض اور خیر وبرکت کا انکے لئے حقیقت مین دعا ہے خلق
کے لیے فائدہ اختلاف ہے حکم صلوٰۃ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر

کہ فرض ہے یا مستحب مختار وہ ہے کہ فرض ہے اس واسطے کہ ہر امر وجوب کے ساتھ ہے لیکن فی الجملہ اگرچہ
تمام عمر میں ایک بار ہو جیسا کہ شہادت بہ نبوت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پس واجب وہ چیز ہو کہ ساقط
ہوتا ہے ساتھ اوسکے حرج بے تخصیص عدد اور وقت معین کے اور کبھی زائد و امر لصلواۃ کا اوپر آنحضرت
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مکافات آنکے احسان کی ہے اور احسان آنکے دائم اور مستمر ہیں پس تاکید ہووے
جسوقت کہ ذکر کیا جاوے اور کہا ہے صاحب ہدایہ نے کہ اطلاق کیا ہے قدوری نے کہ قول او وجوب صلواۃ
ہر بار کہ ذکر ہووے مخالف اجماع ہے اور بعض نے کہا ہے ہر مجلس میں ایک بار اگرچہ ذکر شریف مکرر ہووے
اور زمخشری سے بھی یہ حکایت کیا گیا ہے اور بعضوں نے کہا واجب ہے وہ باتیں اور راست یہ ہیں کہ
مستحب ہیں اور امر بھی واسطے استحباب کے ہے اور مذہب شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ علیہ کا یہ ہے کہ اگر
کہیں ایک بار فرض ہے اور اکثار اسکا واجب اور ہر بار مستحب بھی موجب سکیں لیکن لائق ہے حال محب
مشتاق وہ کہ اس مستحب کو بمنزلہ واجب جانے اور ساتھ تقصیر کے اس میں از خود راضی نہو اور لیاقت
اطلاع کے اوسکے فوائد پر عجیب ہے طالب سے کہ غایت تبدل وجہد اس میں نہ کرے اور معلوم کیا جاوے
کہ احادیث کیفیت صلواۃ میں درمیان تشہد کے واقع ہوئے ہیں ساتھ صیغوں مختلف کے لایا گیا ہے
اگر ساتھ اس صیغہ کے پڑھیں کفایت ہے یعنی اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت
علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انک حمید مجید اللھم بارک علی محمد و علی آل محمد کما
بارکت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انک حمید مجید اور ایسا ہی سنا گیا ہے بعض
مشائخ سے اور اگر اول میں کہے وصل علینا معھم اور ثانی میں وبارک علینا معھم
جیسا کہ بعض طرق میں آیا ہے بہتر ہووے اور اختلاف کیا ہے افضل صلواۃ میں کہ کسی طریق پر ہے کہ اکثر
اوپر اسکے ہیں کہ یہی صیغہ جو نماز میں پڑھتے ہیں کہ افضل حالات ہے اور بعض نے جو چیز کہ مشتمل ہو ساتھ
زیادتی کمیت اور فضل کیفیت کے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس صیغہ کو کہ اللھم صل علی محمد
کما ھو اھلہ ومستحقہ اور مثال اسکے اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے رسالے صلواۃ میں صلواۃ اور اسکے
صیغوں سے وہ جو حاصل ہوا ذکر کیا ہے وباللہ التوفیق وصل مواطن کہ وارد ہے انمین صلواۃ اوپر
رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تشہد اخیر ہے صلواۃ سے جیسا کہ گذرا اور معلوم ہوا کہ وہ فرض
ہے شافعی کے نزدیک اور بعض ائمہ دیگر سے اور جمہور کے نزدیک مستحب ہے بعد از تشہد قبل از دعا
اور وجوب اسکی میں تشہد اول میں دو قول ہیں اظہر منع ہے بسبب بنا اسکی اوپر تخفیف کے اور استحباب
صلواۃ بھی تشہد اول میں دو قول ہیں اور وجوب اسکے میں تشہد اخیر میں بھی دو راستے ہیں اصح وہ ہے
کہ سنت تابع ہے اور یہ سب اقوال شافعیہ کے ہیں اور حنفیہ کے نزدیک صلواۃ درمیان تشہد ثانی کے
نہیں ہے اور سنت ہے اور اگر تشہد اول میں سہوا پڑھے سجدہ سہو واجب ہو دیگر از جہت تاخیر قیام

اور ابن عطا نے کہا ہے کہ دعا کے ارکان اور اجنحہ اور اسباب اور اوقات ہیں پس جو موافق ہووے ارکان
قوی ہوتی ہے دعا اور اگر موافق ہوا اجنحہ پر وار کرتی ہے طرف آسمان کے اور اگر موافق ہووے مواقیت
فیروزی پاتی ہے اور اگر موافق ہووے اسباب جلد پہونچتا ہے ساتھ مقصود کے پس ارکان
دعا کے حضور قلب اور رقت اور فروتنی اور ٹوٹنا غصہ کا اور تعلق قلب بجناب حق اور قطع اسباب سے
اور اجنحہ دعا کے صدق اور مواقیت اسکے اسحار ہیں اور اسباب اسکے درود اوپر محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے اور حدیث میں آیا ہے جس دعا کے کہ اول و آخر میں درود نہیں جاوے اوپر نہیں
صعود کرتی ہے اوپر آسمان کے اور صلوٰۃ بعد از دعاے قنوت کے ہے اور سند اسکی تعلیم آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے واسطے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو قنوت اللهم اهدني
فيمن هديت الحديث اور آخر اوسکے میں آیا ہے صلی اللہ علی النبی محمد اور یہ نزدیک شافعی
کے ہے اور باب صلوٰۃ میں ذکر اسکا آویگا اور مواطن صلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
خطبہ جمعہ ہے اور عقب اجابت مؤذن اور بعض کتب میں عقب اذان اور اقامت اور اجابت
بھی آیا ہے اور اثنای تکبیرات عیدین میں ذکر کیا اسکو مواہب میں اور یہ مذہب شافعی کے ہے اور نزدیک
دخول مسجد اور خروج کے اس سے بروایت کیا ہے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے کہ تھے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب آتے مسجد میں درود بھیجتے پھر فرماتے
اللهم اغفر ذنوبي وافتح لي ابواب رحمتك یعنی یا اللہ بخش میرے لیے گناہ میرے اور کھول
میرے لیے دروازے اپنی رحمت کے اور جب باہر آتے درود بھیجتے اوپر محمد کے پھر فرماتے
اللهم اغفر ذنوبي وافتح لي ابواب فضلك یا اللہ بخش میرے لیے گناہ میرے اور کھول میرے
لیے دروازے اپنے فضل کے اور تلبیہ احرام حج اور عمرہ میں اور اوپر صفا اور مروہ کے اور نزدیک
اجماع اور تفرق کے واسطے امر کے نیت سے اور نزدیک صباح اور مسا کے اور نزدیک
فراموش کرنے چیز یا بات کے درود بھیجے وہ چیز یاد آجاوے تحریر اسکا فراموشی سخن میں
بہت کیا گیا ہے اور نزدیک قبر شریف کے کہ اوسکے اور اقرب مواطن صلوٰۃ کا ہے اور بعد از
اور شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ کو بعض فقرا سے سلسلہ شریف قادریہ سے اجازت ہے کہ بعد ہر نماز فرض
یا نفل کے تین مرتبہ درود کے و باللہ توفیق ۔ اور نزدیک قیام کے تمام ہونے صلوٰۃ اللیل
کے لیے اور عقب وضو اور جماع کے اور بعد از تہجد اور روز جمعہ اور شب جمعہ میں خصوصاً
بعد از نماز جمعہ اور پنجشنبہ اور روز شنبہ اور یکشنبہ میں اور ہر ایک ان ایام سے
احادیث وارد ہوئی ہیں اور وقت سحر میں اور نزدیک دیکھنے کعبہ یا دیار اللہ شریف کے
اور نزدیک استلام حجر اسود کے اور طواف اور التزام ملتزم اور مواقف حج میں اور

نزدیک مشاہدہ آثار نبویہ اور مواطن حضور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مثل مسجد قبا
اور وادی بدر اور جبل احد اور مشاہد نبویہ اور سوا اسکے اور نزدیک بیع و شرا کے اور
نزدیک کتابت وصیت اور ارادہ سفر اور رکوب راحلہ اور نزول منزل اور باہر نکلنے اور آنے مین
اور نزدیک طریان شغل اور غفلت کے اور نزدیک حضور دعوت اور رجوع کے دعوت سے اور
نزدیک آنے اور نکلنے کے گھر سے اور نزدیک نزول حاجت اور نزدیک خوف اور احتیاج کے
اور نزدیک بھاگنے لونڈی اور غلام کے بلکہ گم ہو جانے ہر چیز کے اور نزدیک غم اور شدت اور دفع
طاعون اور خوف غرق کے اور نزدیک سو جانے پاؤن کے اور نزدیک کھانے مولی کے تا بدبو
نہ آوے اور حدیث مین بھی اسباب مین لاتے ہین اور نزدیک پانی پینے کی طرف سے اور
نزدیک نیق مار کے اور مشہور اس مین استعاذہ ہے شیطان سے اور درود بھی پڑھتا دفع
شر اور جلب خیر دونون واقع ہون اور بعد از وقوع ذنب تا کفارہ اسکا ہو وے اور نزدیک
ملاقات برادر مسلمان کے یا مصافحہ کے اور ہر اجتماع مین خدا کے واسطے واقع ہوا اور
شعائر اسلام سے ہو اور نزدیک ختم قرآن کے اور دعا سے حفظ قرآن مین اور نزدیک
افتتاح کلام جو منفی عنہ کے اور ابتدا سے درس علم مین خصوصاً حدیث اور نشر علم اور
وعظ اور قراءت حدیث مین اولاً و آخراً اور نزدیک استعمال کسی چیز کے اور بعض
علما نے مقام تعجب مین مکروہ رکھا ہے اور چاہیے کہ تلفظ اور کتابت مین سلام کو ساتھ
صلواۃ کے ضم کرے تقیید صلواۃ اوپر حضرت کے جمیع اوقات مین مستحب
ہے اور مستحسن خصوصاً روز جمعہ مین کہ افضل ایام اسبوع ہے اشہر مین اس
پاکشنبہ وغیرہ کے واقع ہوا ہے اور سابقہ حصول آپکے جناب نبوت مین اور سابقہ
قبول کے آن حضرت سے بشارت پہونچی ہے حدیث صحیح مین آیا ہے اکثروا
من الصلاۃ علی یوم الجمعۃ ولیلۃ الجمعۃ یعنی بہت بھیجو صلواۃ اوپر میرے دن جمعہ
اور رات جمعہ مین اور سید اور صاحب مواہب نے ابن قیم سے وجہ مناسبت کی نقل
کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سید الانام ہین اور روز جمعہ سید الایام پس
صلواۃ اوپر حضرت کے اس دن مین مزیت اور مناسبت رکھتی ہے کہ وہ غیر اوسکے مین نہین ہے
با حکمت اور ہر چیز اور نعمت کہ پہونچی ہے دنیا اور آخرت مین بھی اوپر دست مبارک آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہونچی اور اعظم کرامت کہ حاصل ہوتی ہے حضرت کو
روز جمعہ مین حاصل ہوتی ہے اور جو اور قصور جنت اور دیدار مولے تعالے کے
تقدس آخرت مین اسی دن مین حاصل ہوتا ہے اور نام اسکا آخرت مین یوم المزید ہے

کہ جمع ہوتی ہے اُس میں خلق عالم اور اسعافت کرتا ہے خدا تعالے اس میں مطالب اور حوائج
اُنکے اور نہیں کرتا سائل کو اور قبول کرتا ہے دعا کو اور یہ سب حاصل نہیں ہوا اُنکو مگر بسبب وساطت
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس شکر اور حق نعمت شناسی اور ادا سے قلیل حق آنحضرت
سے وہ ہے کہ اکثار صلواۃ کریں اوپر اُنکے اُس دن اور رات میں واللہ اعلم و فضل معلوم ہووے کہ فوائد اور
فضائل اور نتائج اور ثمرات صلواۃ کے خارج حد و حصر اور بیان سے ہیں اور جمیع خیرات اور
برکات دنیا و آخرت کو شامل اور متضمن اور اصل اُسکی امتثال امر الہی تعالے شانہ اور موافقت اُسکی
اور ملائکہ سے شانہ کی ہے کہ فرمایا ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین
امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما اور احادیث صحیحہ میں آیا ہے من صلی علی واحدۃ
صلی اللہ علیہ عشرا یعنے جو کوئی میرے اوپر ایک بار درود بھیجے درود بھیجے
اللہ اوپر اسکے دس بار وجہ بالاتر اور عظیم تر اس سے کہ رب العزت جل جلالہ و عم نوالہ اوپر کسیکے
صلوۃ اور رحمت اور برکت بھیجے اور ابو طلحہ سے روایت کہ کہا باہر آئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم ایک دن اور حالانکہ ظاہر ہوتے تھے اثر سرور بشرہ مبارک حضرت میں کہا یا رسول اللہ
آج کے دن اثر وقت سرور کار دی پہلو میں تابان رہے سبب کیا ہے فرمایا آئے جبرئیل
اور کہا آیا راضی نہیں کرتا تجھے یا محمد کہ پروردگار تیرا کہتا ہے درود نہیں بھیجتا اوپر تیرے کوئی امت
تیری سے مگر وہ بھیجوں میں اوپر اسکے دس صلواۃ اور سلام اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ نامی
لوگون کا اموال اور رشتہ روز قیامت سے بیشتر تھا اسے صلواۃ بھیجتے ہیں اوپر میری اور بالجملہ
صلوۃ اوپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبع انوار و برکات اور مفتاح تمام ابواب خیرات اور سعادت
ہے اہل سلوک کو آنا اسباب میں موجب فتح عظیم اور مواہب شریف کا ہے اور بعضے متاخرین
مشائخ تبارک تعالے قدس اللہ اسرارہم نے فرمایا ہے کہ طریق سلوک اور تحصیل معرفت قرب الہی کا زمان
فقدان وجود اولیا و مرشد بصیرت کے التزام ظاہر شریعت کا ہی ساتھ ادامت ذکر اور کثرت صلواۃ
کے اوپر حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کثرت اشتغال صلواۃ سے ایک نور باطن
میں پیدا ہوتے اور فیض اور اعانت اور امداد آنحضرت سے بیچ واسطے پہونچے اور حسن بصری نے
کہا ہے کہ جب بندے نے اللہم کہا گویا خدا تعالے کو ساتھ تمام اسماء الہی کے یاد کیا اور جب صلے علی
محمد کہا بحر فضل حضرت رسالت پناہی میں غوص کیا اور ساتھ علے آلہ واصحابہ کے بحار فضائل
اور کمالات اُنکے میں پڑا آخرت بعد از غوص اور عوص کے ان بحار نا متناہی میں حصہ دم اور یاقوت
برآمد کیا صورت رکھو اور جس وقت کہ اس فقیر کو ساتھ سفر مدینہ منورہ کے وداع کیا فرمایا
جانو کہ اس سفر میں بعد آزادگی نفس الکل کے کوئی عبادت بالاتر صلوۃ سے

اوپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہین ہے جب تعین عدد سے پوچھا گیا فرمایا شیخ اجل اکرم قطب الوقت عبدالوہاب متقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ عدد معین نہین اتنا پڑھو کہ ساتھ اوسکے رطب اللسان اور ساتھ رنگ اوسکے متصبغ ہوجاؤ اور فوائد عظیمہ اور مطالب مشتمہ سے وہ کہ صلواۃ اور سلام امت کا پہونچتا ہے حضرت کو اور روایت کیا ہے ابوہریرہ نے کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام نہین بھیجتا میرے اوپر کوئی مگر وہ کہ الٹا بھیجتا ہے خدا تعالے اوپر میرے روح میری تا وہ کہ رد کرتا ہون مین اوپر اوسکے سلام اسکا اور جواب اسکے سلام کا کہتا ہون اور دوسری حدیث مین ابوہریرہ سے آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی درود بھیجتا ہے اوپر میرے درود پہونچائی جاتی ہے میری طرف یعنے ملائکہ پہونچاتے ہین اور حدیث ابن مسعود مین آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے بدرستی کہ واسطے حق تعالے کے فرشتے ہین سیاحت کنندہ زمین مین پہونچاتے ہین مجھے امت میری سے سلام اور بعض روایت مین آیا ہے کہ نام اسکا بھی لیجاتے ہین اور کہتے ہین یا رسول اللہ فلانا فلانے کا بیٹا اوپر آپکے عرض صلواۃ اور سلام کرتا ہے بیت جان میدہم در آرزو وصلے تا صد آخر باز گو در مجلس آن نازنین حرفی کہ از ما میرود اور اعظم فوائد اور اتم رغائب سے حصول شرف رد سلام کہ سنت مستمرہ بلکہ فرض مقررہ ہے اور کوئی سعادت بالاتر اس سے ہو کہ دعاے خیر اور سلامت آنحضرت سے شامل حال کسی کے ہووے اگر تمام عمر مین ایک بار بھی حاصل ہووے موجب صد ہزار کرامت اور شرف روان برکات ہے **نظم** ہر سلامت کزین جانب رود در جواب آن لب ہا کہ صد سلام مرا بجس یکے جواب بود ہا زہی سعادت آنکس کہ یارش آرد یاد ہا وہ رہند غم و محنت الم آزاد ہا اور فوائد صلواۃ سے اوپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باز رکھنا ملکون کا کتابت ذنوب سے تین دن تک اور منع اغتیاب لوگون کا مصلے کو اور آنا مصلے کا نیچے سایہ عرش کے قیامت کے دن اور گرانی میزان اعمال کی اور امن عطش سے اور تکثیر ازواج جنت مین اور حصول رشد اور ہدایت دنیا اور آخرت مین اور اشتمال صلواۃ کا اوپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر ذکر الٰہی عز اسمہ کے اور تضمن اسکا شکر نعمت حق عز و علا کو اور معرفت حق اور نعمت اسکی کا اور اقرار ساتھ اسکے ذکر کیا ہے ان سب کو فاکی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ آداب زیارت مین کہ جذب القلوب مین وہان سے منقول ہے اور اس جگہ اور اس کتاب مین اتفاق نقل کا پڑا اور حکایات اور فوائد زوائد کے بھی مذکور ہین کہ وقت حافظہ ذکر اسکے اتساع نہین لاتا ایک ان حکایات سے کہ شیخ احمد بن ابی بکر محمد رواد صوفی محدث اپنی کتاب مین کہ شیخ مجدالدین فیروزآبادی سے باسانید کہ اسکو حاصل ہین روایت کرتا ہے اور اس جگہ باامید اسکے کہ طالب آسے ورد اپنا کرے ثبت ہوتا ہے لاتا ہے

کہ ایک دن شبلی قدس سرہ او پر ابوبکر مجاہد کے کہ علامہ وقت اور آیۂ عصر اپنے سے تھا آیا ابوبکر بسبب اکرام اسکے کھڑا
ہوا اور اوسکے ساتھ معانقہ کیا اور درمیان دو چشم اسکے بوسہ دیا خاطر میں نے کہا یا سیدی یہ معاملہ شبلی
کے ساتھ کرتا ہی تو اور حال آنکہ تو اور جو کوئی کہ بغداد میں ہے اسکو مجنون پکارتے ہیں کہا میں نے نہیں کیا
مگر وہ جو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دیکھا میں نے خواب میں دیکھتا ہوں کہ شبلی آگئے پیغمبر خدا کے
آیا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بجرد دیکھنے اسکے کھڑے ہوگئے اور اسے گلے لگایا اور درمیان دو چشم اسکے بوسہ
دیا پس کہا میں نے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ معاملہ ساتھ شبلی کے کرتے ہیں آپنے فرمایا ہاں
بعد از نماز یہ آیت پڑھتا تھا آیت لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص الایۃ
اور پیچھے اسکے درود اوپر میرے بھیجتا تھا اور پڑھنا اس آیہ کا پیش از شروع صلوٰۃ متعارف
مجالس موالید اہل حرمین شریفین کا ہے نادعما اللہ تشرفنا وکرمنا وعظمنا
اور پیچھے اس سے یہ آیت بھی پڑھتا تھا آیت ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی
یاایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما بعد ازاں ساتھ امتثال اس امر کے شروع صلوٰۃ میں کرتا
اللھم صل علی محمد وعلی آلہ وسلم وصل شک نہیں کہ اوپر اندازہ فضائل اور فوائد کے درود
اوپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور مدح اور ثواب فاعل اسکے کا کہ وارد ہوا قبائح اور مضار
اور ذم اور عقاب تارک اسکے کا بھی ثابت ہووے گا اسواسطے ہر عمل کہ فضیلت اور ثواب اسکا عالی
تر اور کامل تر اور ترک اسکا قبیح تر اور مذموم تر اور عقاب اوپر اوسکے شدید تر اور قوی تر اور حدیث
علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ میں آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان البخیل اور ایک
روایت میں البخیل کل البخیل من ذکرت عندہ فلم یصل علی یعنے بخیل سخت تر اور کامل تر وہ کہ ذکر کیا
جاؤں میں نزدیک اسکے اور درود نہ بھیجے اوپر میرے اور اس مقدار صرف وقت اور استعمال زبان محبت
اور شکر نعمت میری میں نہ کرے کہ ثواب اسکا عظیم تر اور وافر تر صرف مال اور افضل عتق رقاب
سے ہے اور آسان تر اس سے اور حدیث ابوہریرہ میں آیا ہے کہ ابوالقاسم محمد رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے کہ فراموش کیا درود کو اوپر میرے فراموش کیا طریق جنت کو اور دوسری
حدیث میں آیا ہے کہ خوار ہو جو وہ مرد کہ ذکر کیا جاؤں میں نزدیک اسکے اور درود نہ بھیجے اوپر میرے
اور خوار ہو جو وہ مرد کہ آیا اوپر اوسکے رمضان اور گذرا پہلے اس سے کہ بخشا جاوے یعنی ماہ رمضان میں
چاہیے کہ وہ کام کرے کہ سبب مغفرت اسکی کا ہووے کہ وجود ان ایام کا غنیمت ہے اور موسم
مغفرت ہے اور خوار ہو جو مرد کہ پایا ماں باپ اسکے نے یا ایک نے یا ایک نے ان دو سے بڑھاپے کو اور
نہ لائے اسے بہشت میں یعنے چاہیے کہ ماں باپ کی خدمت کرے اور راضی رکھے ان کو خصوصاً
کبر سن میں تا مستوجب دخول جنت کا ہووے اور ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ آن حضرت

ف بخیل عرف میں اسکو کہتے ہیں کہ بذل مال اور صرف و خرچ میں خست کرے ۱۲

منبر پر آگے اور فرمایا آمین پھر منبر پر آئے اور فرمایا آمین معاذ ابن جبل رضی اللہ نے کہا یا رسول اللہ سبب
کہنے ان آدمیون کا کیا تھا فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا
یا محمد جو کوئی نام لیا جاوے نزدیک اوسکے آپ کا اور درود نہ بھیجے آپ پر اور مرے اور آتش مین جاوے
اور دور ڈالتا ہے اسکو خدا تعالی درگاہ قرب اور رحمت اپنی سے کہو آمین پس کہا مین نے
آمین اور یونہی کہا جبرئیل نے حق مین اوسکے کہ پایا رمضان کو اور قبول نہ کیا گیا اس سے اور جسنے
نیکی نہ کی ماں باپ کے ساتھ اور آیا ہے کہ جو کوئی بیٹھے مجلس مین اور درود دیوے بخشا جاتا ہے جو کچھ
کہ واقع ہووے اوس مجلس مین تنبیہ گمان نہ لیجاوین لوگ کہ مراد بذکر آن حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم مجلس مین فقط لینا نام شریف کا ہے بلکہ عام تر اور شامل تر ہے ذکر اسم اور
ذکر اوصاف و احوال سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ صراحت نام شریف مذکور نہو و
فصل اختلاف کیا ہے درود بھیجنے مین اوپر غیر سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سائر انبیا علیہم
السلام کے اور رجوع اسکا کہ سمجھا جاتا ہے کلام قوم سے تین قول ہین ایک جماعت وہ ہے کہ کہتے ہین کہ جائز
نہین صلواۃ اوپر غیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شفا مین کہتا ہے کہ روایت کیا ہے ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے کہ کہا جائز نہین صلواۃ اوپر غیر آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور بیچ
مواہب مین کہا کہ ثابت ہوئی ہے یہ روایت ابن عباس سے اور ایسا ہی بہت روایتون مین ابی
شیبہ وغیرہ سے عدم جواز منقول ہے **قول ثانی** اس باب مین کہ مخصوص نہین آنحضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا **صلوا علی الانبیاء قبلی فان اللہ
بعثہم کما بعثنی** یعنے درود بھیجو اوپر انبیا کے کہ پہلے مجھسے ہین پس بدرستی اللہ تعالی نے
مبعوث کیا انکو جیسا کہ مبعوث کیا مجھے پس صلواۃ مخصوص ہے ساتھ انبیا کے اور انکے غیر پر جائز نہین
اور سفیان ثوری سے بھی منقول ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور روایت مین آیا ہے کہ کہا
لا ینبغی الصلوۃ علی احد الا النبیین یعنے نہین سزاوار بھیجنا درود کا اوپر کسی کے مگر اوپر انبیا کے
اور تیسرا فرقہ کہتا ہے کہ صلواۃ بمعنے ترحم اور دعا ہے حضرت عزت جل جلالہ سے کہ رحمت کرے
اوپر بندے اپنے کے **وصل** انواع عبادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین شک نہین کہ مقصود
آفرینش عالم سے عبادت ہے **قولہ تعالی وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون** فرمایا
اللہ تعالی نے اور نہین پیدا کیا مین نے جن اور انس کو مگر واسطے عرفان اور شناخت اپنی کے
اور اختلاف علما ہے تعبد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین پیش از بعثت آیا متعبد تھے ساتھ
کسی شریعت کے شرائع پیشینہ سے جمہور اور اوپر اوسکے ہین کہ تبع نہ تھے ساتھ کسی چیز کے اس
سے بلکہ کرتے تھے جو القا ہوتا تھا انکے دل اور حکم کرتی تھی عقل انکی ساتھ اسکے اور بعضون نے

توقف کیا ہے اس مسئلہ مین اور صاحب مواہب نے مقصد عبادت کو سات
پر ترتیب دیا ہے اول طہارت دوسرے صلوۃ تیسرے زکوۃ چوتھے صوم پانچوین حج چھٹے
دعا ساتوین تلاوت نوع اول طہارت مین اور اُس مین چند اوصال ہین وصل وضو اور مسواک
اور مقدار آب وضو مین وضاءت بمعنی حسن اور لطافت ہے وضو مصدر بالفتح آب وضو اور
بمعنی مصدر بھی آیا ہے اور بعض نے کہا دونون لغت ہین کبھی معنی مصدر آتے ہین اور کبھی بمعنے آب
کذا فی القاموس اور اختلاف کیا ہے علما نے وقت وجوب وضو مین بعض نے کہا ہے کہ وجوب اسکا
مدینہ مین ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نماز کے لئے وضو کرتے تھے اور بعض اوقات
مین ایک وضو کے ساتھ چند فریضہ بھی ادا فرماتے ہین اور ابن عبد اللہ نے نقل کیا ہے کہ
کہ اتفاق اہل تفسیر اسپر بھی کہ غسل جنابت فرض کیا گیا اوپر حضرت کے مکہ مین جیساکہ فرض کی گئی
نماز اور مسواک مشتق ہے سواک کے بمعنے مالیدن اور مالیدن دہن کے مسواک بالکسر چوب دندان
مال مسواک مثلہ اور احادیث فضیلت اور استحباب مسواک مین بہت واقع ہوئی ہین فرمایا اگر
نہوتا خوف مشقت اوپر امت کے واجب کرتا مین اوپر انکے مسواک ہر نماز کی لئے اور مستحب ہے
کہ مسواک درخت اراک سے ہو وے اور مقدار آب غسل اور وضو آنحضرت صلے اللہ وآلہ وسلم
کا کہا ہے کہ غسل ساتھ ایک صاع پانی کے کرتے تھے کہ پانچ مد ہے اور وضو ایک مد کے ساتھ
وصل کبھی ہوتا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اعضاے وضو ایک بار سے زیادہ نہ دھوتے
تھے تعلیم امت کے لئے کہ اسقدر کافی ہے اور اقتصار اوپر مقدار فرض کے کہ وضو بدون اُسکے درست
نہین اور کبھی تین بار دھوتے اور یہ نہایت مرتبہ تطہیر اور مبالغہ ہے اُس مین اور اسباغ وضو کہ اکثر
احادیث مین امر اُسکے ساتھ واقع ہوا نزدیک اکثر حکما کے یہی ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
مضمضہ اور استنشاق کبھی ساتھ ایک غرفہ کے فرماتے تھے اور کبھی ساتھ ساتھ دو کے اور کبھی ساتھ تین کے
جیساکہ غسل اعضا مین کرتے تھے اور ایک غرفہ سے آدھا مضمضہ اور آدھا استنشاق مین بکار لیجاتے تینون
صورتون مین اسی طرح وصل فرماتے اور جمیع درمیان مضمضہ اور استنشاق مذہب شافعی
کا ہے اور بات پر صور متعددہ کے متصور ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ ساتھ ایک غرفہ کے مضمضہ اور
استنشاق وضو مین نزدیک ائمہ ثلثہ کے سنت ہے اور امام احمد کے نزدیک فرض
اور مسح سر مین اختلاف ہے قدر واجب مین اُسکے امام شافعی اور ایک جماعت کے نزدیک
واجب وہ ہے کہ جسپر اطلاق کیا جاوے مسح اگرچہ ایک بال ہوا اور ایک روایت
مین تین بال اور امام مالک اور ایک جماعت اوپر اوسکے ہین کہ مسح تمام سر واجب ہے
اور نزدیک امام ابو حنیفہ کے ربع سر اور دلائل ان مذہب کے مذکور مین ہر ایک کے

محل مین اور غسل رجلین اکثر روایات مین مطلق آیا ہے بے ذکر عدد کے لیکن مقید بقید تثلیث اور تنظیف سے ہے
اسی واسطے بعضے قائل آسکے تثلیث کے نہین ہوئے ہین مذکور ہے شرح ابن الہمام مین اور بعض مین دھونا
واعضا پانوّن تین بار اور دھویا پانوّن تین بار ظاہرا وقت مین ساتھ ایک طریق کے واقع
ہوا ہے واللہ اعلم اور تخلیل لحیہ مین عثمان اور عمار رضی اللہ عنہما سے حدیث مروی ہے اور محدثین کو
اختلاف ہے صحت اور ثبوت آسکے مین اور راجح جانب ثبوت ہے اور وہ مستحب ہے
امام ابو حنیفہ اور شافعی کے نزدیک اور امام احمد کے نزدیک بھی اور یہ مذہب ہے [illegible] کا اور
نزدیک بعض ائمہ آسکے مذہب کے واجب ہے از جہت حدیث انس رضی اللہ عنہ کے اور
وقت آسکا نزدیک [illegible] کے ہے اور نزدیک امام محمد کے مخیر ہے وقت [illegible] کو
یا وقت مسح راس کے اور تخلیل انگشتان ہاتھ اور پانوّن کے بھی کبھی کرتے تھے [illegible]
مین اور وہ نزدیک ابی حنیفہ اور شافعی کے سنت ہے اور نزدیک امام احمد کے تخلیل اصابع
رجل مسنون ہے بے خلاف اور تخلیل اصابع مین یدین دو روایتین ہین اشہر مین سنت اور دوسری
مین نہین اور مسح رقبہ مین بھی حدیث آئی ہے کہ فرمایا جو کوئی مسح کرے اوپر قفا کے محفوظ رہیگا
نگاہ رکھا جاوے غل روز قیامت سے اور اس حدیث کو مسند الفردوس مین ابن عمر سے روایت
کیا ہے ولیکن سند آسکی ضعیف ہے اور نزدیک امام ابی حنیفہ کے مستحب ہے اور اختیار
بعض شافعیہ بھی یہی ہے اور آنحضرت کو رومال نہ تھا کہ ساتھ اسکے اعضا بعد از وضو پاک کرین بلکہ خود
چھوڑ دیتے تھے کہ آپ ہی خشک ہوتے تھے اور منھ کا پونچھنا کپڑے کے کنارے سے بھی آیا ہے اور حدیث
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی اسی پر دلالت کرتی ہے لیکن جامع ترمذی مین ان دونون حدیثون
کو تضعیف کیا ہے اور کہا ہے کہ آنحضرت سے اس باب مین کچھ بصحت نہین پہونچا اور بعض کتب فقہ
مین مذکور ہے کہ اگر بقصد اظہار تکبر نہ ہووے کراہت نہین اور احادیث کہ آنحضرت کا دعوات وضو مین وارد ہوئی
ہین بہ کچھ آنسے بصحت نہین پہونچا بلکہ محدثین نے بوضع ان حدیثون کے حکم کیا ہے اور منقول ہے آنحضرت
سے شروع وضو مین یہ لفظ ہے بسم اللہ العظیم والحمد للہ علی دین الاسلام
اور وضو مین لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ

وصل مسح خفین مین جاننا چاہیے کہ کتب ائمہ حدیث مین کتب فقہ وغیرہا سے مذکور ہے بروایات
متعددہ اور طرق مختلفہ کے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر اور حضر مین مسح موزہ فرماتے تھے اور
تصریح کیا ہے جماعت حفاظ نے کہ حدیث مسح خفین متواتر ثابت ہوئی ہے کہ شک اور شبہ کو اس مین
راہ نہین اور منکر آسکا نزدیک صاحب ہدایہ مبتدع اور کرخی کے نزدیک کافر ہے اور جاننا چاہیے
کہ علما نے اختلاف کیا ہے کہ مسح افضل ہے یا غسل ایک جماعت اور اوس کے ہے کہ غسل

افضل ہے اسواسطے کہ غسل عزیمت ہوا اور مسح رخصت اور اخذ بعزیمت افضل عمل بہ رخصت سے اور
سوا اسکے وہ یہ کہ مسح اور غسل دونون مشروع ہین اور برابر اور ایک دوسرے سے افضل اور ارجح
نہین ہے فصل تیمم مین۔ تیمم ثابت ہے کتاب اور سنت اور اجماع سے اور خصائص اس امت سے
ہے اور آنحضرت اوپر ہر زمین کے کہ نماز ادا کرنا چاہیے خواہ سنگ خواہ خاک خواہ ریگ تیمم فرماتے
اور فرق خاک اور ریل اور غیر اسکے مین نہ کرتے اور تیمم حکم وضو کا رکھتا ہے کہ ایک تیمم کے ساتھ چند
نماز ادا کر سکے کرنا جیسا کہ ساتھ وضو کے اور کیفیت تیمم کی دو ضربہ ہین ایک منھ کے لیے اور دوسرا
ذراعین کے لئے مرفقین تک۔ فصل غسل آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین غسل بالفتح
شستن و بضمتین و سکون السین اور بالکسر سر دہونے مانند گل اور خطمی وغیرہ کے ہے —
اغتسال غسل (اناغسول بالفتح آب غسل مغتسل بھی ایسا ہی ہے اور جائے غسل مغسل بکسر
سین جائے مردہ شستن۔ غسالہ بالضم آب دست و در شستہ یعنی مستعمل غسل [illegible]
شستہ یہ معنی لغوی اس لفظ کے ہین اور حقیقت اغتسال کی شرع مین غسل جمیع اعضا
کا ہے اور اجرا پانی کا اوپر اور اختلاف کیا ہے وجوب دلک مین ساتھ ہاتھ کے نزدیک اکثر
علما کے واجب نہین اور مذہب مالکی یہی ہے اور اجماع ہے اوپر عدم وجوب غسل
بین الجماعتین لیکن وضو مستحب ہے اور پاک کرتے اعضا مین بجز تمہ اختلاف ہے —
حدیث میمونہ مین آیا ہے کہ میمونہ رضی اللہ عنہا بعد از غسل حضرت کو جامہ دیتی تھین کہ ساتھ
اسکے پانی اعضا سے خشک کرتے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ مکروہ ہے صحیت مین اور مباح ہے
ستاین نوع دوسری) نماز آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین جان کہ نماز افضل اور
اشرف اور اتم اور اکمل عبادات کی ہے کہ جمع ہوتے ہین اس مین سجود اور قیام اور قرات
اور تعدد عبادات اور عبودیات سے کہ غیر اسکے مین جمع نہین طہارت اور صمت اور استقبال
اور استفتاح اور تکبیرات اور رکوع اور سجود اور تسبیح اور دعا اور توجہ اور حضور اور
خشوع کہ ہر ایک ان سے عبادت ہے تنہا کیا جاوے جمعیت ان سب کی اور فرضیت نماز
کی شب معراج مین ہوئی ہے کہ پہلے پچاس کا حکم ہوا تھا بعد از ان پچاس سے پانچ تک
آیا اور حکم ہوا کہ یہ پانچ پچاس کے حکم مین ہین کہ تبدیل نہین پاتا قول نزدیک میرے
وصل تعیین اوقات صلوٰۃ ہے مین تفسیر اوقات صلوٰۃ بعد از رجوع آن حضرت کے
ہے معراج سے اور بعض نے کہا ہے کہ پیش از ہجرت ساتھ بیان جبرئیل علیہ السلام کے اور
پیچھے اس کے ساتھ بیان حضرت کے پس ندا کی کہ الصلوٰۃ جامعہ اور جمع ہوئے
صحابہ اور امامت کی جبرئیل نے پہلے دن اول وقت ادا کے ظہر کیا —

اسوقت کہ آفتاب نے زوال قبول بعد از ان امامت کی اور ادا کیا عصر کو اس وقت کہ سایہ شخص
مثل اسکے ہوا مغرب اسوقت کہ آفتاب نے غروب کیا اور عشا اسوقت کہ غروب کیا شفق نے اور
صبح اس وقت کہ ظاہر ہوئی فجر دوسرے دن پھر جبرئیل آئے اور امامت کی اور پڑھا ظہر کو وقت
بلوغ ظل شی کے اسکی مثل اور پڑھی عصر وقت بلوغ ظل مثلین کو اور مغرب وقت غروب آفتاب
اس جگہ دونون دن ایک وقت مین پڑھا اور عشا یا ثلث یا نصف لیل تک شک راوی ہے اور
فجر بوقت اسفار شمس مطابق حدیث امامت جبرئیل علیہ السلام مین گذرا ہے کہ ندا وی الصلوات
جامعہ اور یہ پیش از مشروعیت اذان تھا اور اذان مدینہ مین شروع ہوئی سنہ اولی
مین ہجرت سے یا ثانی مین اور بہ تحقیق وہ ہے کہ آن حضرت نے شب معراج مین کلمات اذان سنے
تھے لیکن حکم نہوا کہ ان کلمات کو اذان نماز کے کریں اور آن حضرت نے مکہ مین
بے اذان نماز پڑھی ہے تا مدینہ مین آئے اور اس باب مین ساتھ اصحاب کے مشاورت
فرمائی اور بعض اصحاب نے اذان کو خواب مین سنا وحی آئی کہ وہ کلمات اوپر اسمان
کے سنتے تھے اوپر زمین کے سنت اذان کی ہووین واللہ اعلم وصل افتتاح آن حضرت
مین نماز کو۔ احادیث مین آیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہوتے
اللہ اکبر فرماتے اور پیش از تکبیر نیت اوپر زبان کے یا اور کوئی لفظ مروی نہیں ہے اور محدثین
کہتے ہین کہ نیت ساتھ زبان کے پڑھنا بدعت ہے نہین کیا ہے اسکو آن حضرت نے اور کسی
نے اصحاب آنکے سے اور فقہا اختلاف رکھتے ہین تلفظ مین ساتھ نیت کے بعضے اوپر اوسکے
ہین کہ بدعت ہے اسلیے کہ منقول نہین فعل اسکا آن حضرت سے اور بعضے کہتے مستحب ہے
اس لیے کہ وہ عون ہے اوپر استحضار نیت قلبی کے اور موجب جمع ہے درمیان عبادت
لسانی اور قلبی کے اور قواعد شرع اور ضرورت عقل سے معلوم ہوا ہے کہ اگر دل ساتھ
زبان کے جمع ہووے اتم اور اکمل ہو اور ساتھ تکبیر کے دونون ہاتھ اوٹھاتے اکثر احادیث
مین ایسا ہی واقع ہوا ہے اور بعض احادیث مین تاخیر تکبیر رفع یدین سے بھی وارد ہے اور
اٹھانا ہاتھون کا اکثر تا بگوش اور کبھا تا بدوش ہوتا تھا بعد از ان داہنا ہاتھ اوپر بائین
کے زیر سینہ بالاے ناف شافعی کے نزدیک اور زیر ناف امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور
بعض اصحاب شافعی کے اور یوں نہین ہے مواہب مین اور ہدایہ مین مذہب شافعی
بالاے سینہ کہا ہے بعد از ان دعاے استفتاح سبحانک اللہم آخر تک اور انی وجہت
وجہی آخر تک اور سواے اسکے اور شافعیہ اسکو کل ایضاً نماز فرض و نفل سب پڑھتے
ہین اور ابو حنیفہ کے نزدیک نوافل اور صلوٰۃ لیل میں ہے اور فرض مین غیر ازانہ

سبحانک اللہم نہین ہے اور بعد از ان استعاذہ اور کہتے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
اور بعد از استعاذہ بسم اللہ الرحمن الرحیم یا خفا بعد از ان فاتحہ الکتاب پڑھتے اور آخر فاتحہ مین آمین کہتے
جہری مین جہر اور سری مین بخفیہ اور مقتدی بھی بموافقت آمین کہتے اور مذہب امام ابوحنیفہ اخفا ہے
مطلقاً اور بعد از فاتحہ سورہ پڑھتے نماز صبح مین قراءت دراز فرماتے مقدار ساٹھ آیت سے سو
تک اور کبھی تخفیف قراءت مین کرتے اور نماز جمعہ مین سورہ جمعہ اور منافقون پڑھتے اور کبھی سبح اسم
اور غاشیہ اور جب قراءت سے فارغ ہوتے تکبیر کہتے اور رکوع مین جاتے تکبیر کہتے بے رفع
ہمارے نزدیک اور با رفع شافعی کے نزدیک اور رکوع مین دونون کف دست کو اوپر
زانو کے سخت کرتے اور درمیان انگلیون کے تفریج اور کہنیون پہلو سے دور اور پشت کو سیدھا
اور سر کو برابر پشت اور تین بار سبحان ربی العظیم کہتے اور سجدے مین ہاتھون کو پہلے سے دور
رکھتے جیسا کہ ظاہر ہوتی بیاض الابطین اور بازو اور شکم کو زانو سے دور رکھتے جیسا کہ بزغالہ آن مین
سے نکل جاوے اور سجدہ مین سر کو درمیان دونون کف کے رکھتے اور قومہ اور جلسہ
بھی اوپر اندازہ رکوع کے ہوتا تھا اور کبھی اس قدر کہ لوگون کو وہم ہوتا کہ نماز کو فراموش
کیا اور احادیث باب اطمینان اور اعتدال رکوع اور سجود اور قومہ اور جلسہ مین بہت
وارد ہین اونے اس کا وہ ہے کہ استخوان پشت سیدھی کرے اور قومہ اور جلسہ
سنت ہے وصل اور جب تشہد مین بیٹھتے بایان پانون فرش کرتے اور اوسپر بیٹھتے اور
داہنے پانون کو نصب کرتے قول امام اعظم یہی ہے اور امام شافعی کے ہان بھی یہی ہے قعدہ اولی
مین اور ثانیہ مین تورک اور جب تشہد پڑھتے دونون ہاتھ اوپر دونون زانو کے رکھتے اور عقد
اور اشارات ساتھ ہاتھ داہنے کے کرتے نزدیک شافعی کے بعقد ترپن اور صورت اسکی
وہ ہے کہ انگلیون کو بند کرے مگر مسبحہ کہ اسکو بسط کرے اور طرف ابہام نزدیک
اسفل مسبحہ اور جانب کف دست کے رکھے ایسا ہی تفسیر کیا ہے علماء شافعیہ نے عقد
پنجاہ و سہ مین اور نزدیک امام ابوحنیفہ کے بعقد تسعین یعنی نوی کے اور صورت اس کی
قبض خنصر اور بنصر اور بسط مسبحہ اور رکھنا ابہام کا ہے اوپر انگشت وسطی کے اور
نزدیک امام مالک کے قبض سب انگلیون داہنے ہاتھ کا اور بسط سبابہ اور تحریک
اس کی اور وقت اشارہ کا بعض کے نزدیک وقت تلفظ الا اللہ کے ہے اور بعضون
کے نزدیک وقت تلفظ بکلمہ اللہ کے اور مشہور وہ ہے کہ نزدیک نفی کے انگشت
اٹھاوے اور نزدیک اثبات کے رکھے اور خطاب السلام علیک ایہا النبی
مین دو سوال کئے ہین ایک وہ کہ خطاب بہ بشر کرنا نماز مین منہی عنہ اور مفسد نماز

ہے اور جواب دیا ہے کہ یہ خصائص آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے اور حقیقت میں یہ دعا ہے نماز میں اگرچہ بصیغہ خطاب ہے اور ساتھ اس تقریر کے حاصل ہوا جواب سوال دوسرے سے کہ کہتے ہیں کیا حکمت ہے عدول میں غیبت سے طرف خطاب کے باوجودیکہ مقتضائے سیاق لفظا غیبت ہے اور صیغہ صلواۃ میں روایات متعددہ آئی ہیں اور کافی اسی قدر ہے کہ تصحیح ہیں اور دعا میں بعد از درود احادیث بطریق متعدد روایات سے آتی ہیں بنا بر تطویل نہیں لکھی گئیں اور بعد از فراغ نماز و سلام دینا اپنا دائمی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا کہ پندرہ نفر نے مشاہیر صحابہ سے اور بعضوں آٹھ نے روایت کیا ہے وصل بیان اذکار اور دعوات میں کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد از صلواۃ پڑھتے تھے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا جب آنحضرت نماز سے پھر سکتے تھے یعنی سلام دیتے تھے استغفار کرتے تھے تین بار اور پڑھنا معوذات کا بھی آیا ہے اور یہ حدیث غایت صحت میں ہے اور مشہورترین اذکار بعد از فرائض ذکر معقبات ہے یعنی سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اور مشاہیر اوراد سے پیچھے نماز فرض کی پڑھنا آیۃ الکرسی کا ہے جیسا کہ سنن نسائی میں لایا ہے اور طبرانی نے قل ہو اللہ احد بھی زیادہ کیا ہے وصل بیان سجدہ سہو میں جاننا چاہیے کہ نسیان اوپر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال میں ان چیزوں میں کہ متعلق باخبار و ابلاغ ہے جائز نہیں بالاتفاق لیکن افعال میں کیا نماز اور کیا اس کی غیر میں اختلاف ہے مختار نزدیک اہل حق کے جواز ہے اس کا اور صاحب سفر السعادت نے کہا ہے کہ پانچ موضع میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سہو فرمایا ہے نماز میں تمام عمر میں اور غیر اس کے ثابت نہیں ہوا پہلے نماز ظہر تھی کہ تشہد اول میں بیٹھے اور اٹھے جب تمام کیا نماز کو دو سجدے کیے اور سلام پھیرا دوسرا ایک مرتبہ پھر رکعت دوسری میں نماز ظہر سے یا پچھلی میں سلام پھیرا اور بات کے بعد از ان یاد کیا اور تمام فرمایا اور بعد از سلام دو سجدے کیے اور بعد از دو سجدہ پھر سلام پھیرا اور اس حدیث میں سجدہ سہو بعد از سلام تھا اور حدیث کو حدیث ذوالیدین کہتے ہیں کہ نام صحابی کا ہے تیسرا ایک روز پڑھی اور نماز سے باہر آگئے ایک رکعت باقی رہی تھی جو مسجد سے باہر آتے طلحہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ عقب آنحضرت سے نکلے اور عرض کیا یا رسول اللہ ایک رکعت کہ آپ نے فراموش کی آپ لیس رجوع مسجد فرمائی اور بلال کو کہا تا اقامت کی اور رکعت کہ آپ نے فراموش کی تھی ادا فرمائی سلام دیا اور پھیر سکے لیکن اس حدیث میں ذکر سجدہ سہو کا نہیں ہے کہ مقام نے اس کے بیان کا اقتضا نہ کیا چوتھے پھر نماز ظہر ادا کی اور ایک رکعت نماز پڑھی صحابہ نے کہا کہ

نماز میں ایک رکعت زیادہ ہوئی فرمایا کس سبب سے کہا انہوں نے پانچ رکعت پڑھیں آپنے آنحضرتؐ
دو سجدہ سہو کے کر کے پھر سلام دیا اور اسپر اقتصار کیا اور آخر میں اس حدیث کے ہے
کہ انما انا بشر مثلکم انسیٰ کما تنسون الحدیث یعنی سوا اسکے نہیں کہ میں آدمی ہوں مانند
تمہاری بھولتا ہوں جیسا کہ تم بھولتے ہو اور پانچوین بھی ایک بار پھر نماز عصر میں تین رکعتین
پڑھین اور دولتخانہ مراجعت فرمائی اور صحابہ بیٹھے گئے اور اعلام کیا مسجد میں پھر تشریف
لائے اور ایک رکعت ادا کی اور سلام پھیرا اور بعد از سلام دو سجدہ کئے اور دوبارہ پھر سلام
دیا وصل سجدہ تلاوت میں اختلاف کیا ہے علما نے حکم سجدہ تلاوت میں تو آئمہ
حنفیہ اوپر اوسکے ہین کہ واجب ہے اور امام مالک اور شافعی اوپر اوسکے ہین کہ سنت ہے اور
فعل اسکا ترک اسکے سے افضل ہے اور ایک روایت میں امام احمد سے بھی واجب ہے
اگر نماز میں ہو وے اور بغیر اسکے میں واجب نہیں اور مذہب امام اعظم اور جمہور آئمہ کا وہی کہ واجب
ہے اوپر قاری اور سامع کے مطلقا اور پس آیت الصلوٰۃ قول مختار بھی ہے اور نزدیک حنفیہ
کے پیش از سجدہ اور بعد از سجدہ تکبیرین اور دونوں مندوب ہیں نہ واجب اور مروی
ابن مسعود سے ایسا ہی ہے اور نزدیک بعضوں کے سلام بھی ہے لیکن تشہد کسیکے نزدیک
نہیں ہے اور اگر کھڑا ہو وے اور سجدہ میں جاوے اولے اور افضل ہے وصل
اور تسبیح اس سجدے کی وہی تسبیح سجدہ نماز کی ہے شکر میں جان کہ علما نے اختلاف
کیا ہے سجدہ منفردہ میں کہ خارج صلوٰۃ کے کرین آیا جائز اور مسنون ہے اور عبادت اور موجب تقرب
بجناب الٰہی ہین یا نہیں نزدیک بعضوں کے بدعت ہے کچھ اس کی شرع اصل
نہیں اور بعض کے نزدیک جائز اور مسنون اور حنیفہ سے نقل کیا ہے کہ جائز ہے مع الکراہت
تفصیل کلام اس طرح پر کہ سجدہ خارج نماز میں کئی قسم ہے ایک سجدہ سہو ہے اور وہ
خود حکم میں سجدہ نماز کے ہے دوسرا سجدہ تلاوت اور آن میں اختلاف نہیں ہے اور
سجدہ مناجات کہ بعد از نماز ہے اور ظاہر کلام اکثرین کا اسپر دال ہے کہ یہ بھی مکروہ ہے
اور ایک سجدہ شکر اوپر حصول نعمت اور اندفاع بلیات کے اور اس جگہ اختلاف ہے
نزدیک امام شافعی کے سنت ہے اور قول امام احمد اور ابی یوسف بھی یہی ہے اور
اور احادیث اور آثار اسباب میں بہت آئے ہین اور نزدیک امام ابو حنیفہ اور
مالک کے سنت نہیں بلکہ مکروہ ہے اور ایک قسم اور ہے کہ اسکو سجدہ تحیت کہین اور
بعض روایات فقہیہ میں رخصت ساتھ اسکے واقع ہے لیکن مختار کراہت اور حرمت اسکی
ہے وصل ذکر نماز جمعہ میں مشہور جمعہ ضم جیم اور سکون میم اور ضم اوس کا اور بعضوں نے

بلفتح میم بھی کہا ہے اور زجاج سے کسرہ اسکا بھی حکایت کیا ہے اور نام اس دن کا جاہلیت مین
عروبہ بفتح عین اور ضمہ راء اور بائے موحدہ کے تھا اور جمعہ اسم اسلامی ہے بجہت اجتماع ناس کے
اس دن نماز کے لئے کذا قیل اور اختلاف کیا ہے علماء نے روز جمعہ اور عرفہ مین کہ کون سا
ان دونون سے افضل ہے بعض نے کہا ہے کہ دونون مین جمعہ کا دن افضل ایام اسبوع ہے اور
روز عرفہ افضل ایام سنہ اور خصائص و فضائل یوم جمعہ کے بہت ہین ازانجملہ وہ کہ اسمین
ایک ساعت ہے کہ جو کچھ بندہ اس ساعت مین خدا سے چاہیے پاوے اور علما کو صحابہ اور
تابعین اور من بعدہم سے اس ساعت مین خلاف ہے اور دو قول کہے۔ بعضے کہتے ہین
کہ وہ خواص زمان کرامت نشان رسالت سے تھا اور بعد اس کے مرفوع ہوا اور یہ قول
مردود ہے قول دوسرا اور وہ صحیح ہے کہ جیسا زمان برکت توامان حضرت مین تھا ویسا
ہی اس وقت مین بھی باقی ہے اور اس مین بھی دو قول ہین ایک جماعہ کے نزدیک وہ
ساعت مبہم و مخفی رکھی ہے جمعہ مین بنظیر شب قدر کی عشرہ اخیر رمضان مین اور اکثر ویرا سکے
ہین کہ معین ہے اور اس جگہ اقوال متعددہ زیادہ وارد ہین تینتیس قول سے بجہت طوالت کے
نہین لکھے گئے اور فضیلت موت مین روز جمعہ اور شب جمعہ مین سالم رہین کے عذاب
قبر سے آثار بھی وارد ہین سیوطی نے جمع الجوامع مین حدیث احمد اور بیہقی سے لایا
ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مامن مسلم یموت یوم الجمعۃ
اولیلۃ الجمعۃ الاوقاہ اللہ سبحٰنہ تعالی فتنۃ القبر الی آخرہ
یعنے نہین کوئی مسلمان کہ مرے دن جمعہ یا رات جمعہ مین مگر بچاوے اسے اللہ تعالے
فتنہ قبر سے اور آیا ہے کہ جب حق تعالے و تبارک برانگیختہ کرے ایام کو دن قیامت کے
اوپر ہیأت اور صورت کے کہ رکھین اٹھاوے جمعہ کو روشن اور تابان کہ اہل جمعہ اسکی
روشنائی مین چلا وین اور حرمت اور کراہت بیع نزدیک اذان جمعہ کے اور استحباب
شعر البدا از نماز خصائص جمعہ سے ہے اور پڑھنا سورہ الم سجدہ اور سورہ ہل اتی کا نماز فجر
نماز مین۔ اور پڑھنا سورۂ جمعہ یا منافقون یا سبح اسم اور سورۂ غاشیہ کا نماز جمعہ مین
اور پڑھنا قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ کا نماز مغرب جمعہ مین اور پڑھنا سورۂ جمعہ
اور منافقون کا نماز عشا جمعہ مین مسنون ہے حاصل کلام روز جمعہ روز شریف اور
عظیم ہے دنیا اور آخرت مین پس شرف اس کا دنیا مین معلوم ہوا اور در باب
عظمت اسکی آخرت مین ایک حدیث ہے کہ وارد ہوئی ہے مشتمل اوپر فوائد شریفہ
اور حقائق عظیمہ کے کہ دلالت رکھتی ہے اوپر اس کے کہ حاضرین کا انہ

نماز جمعہ کو وہ کہ حاصل ہوتی ہے انوار شہود اور عظمت اور جلال حق سے تو اور نمونہ ہے اس کا کہ حاصل
ہووے گا روز آخرت میں قرب پروردگار اور دیدار اسکے سے اور انعقاد عدد جمعہ میں اختلاف
علما ہے اور اس میں پندرہ قول ہیں اول یہ کہ ایک سے منعقد ہو نقل کیا اسے ابن حزم نے
ثانی دو مرتبہ مثل جماعت کے اور یہ قول بھی اور اہل ظاہر کا ہے۔ ثالث دو مع الامام نزدیک ابی
یوسف اور محمد اور ابی اللیث کے رابع تین آدمی مع امام اعظم اور سفیان ثوری کے خامس
سات نزدیک عکرمہ کے سادس نو نزدیک ربیعہ کے سابع بارہ نزدیک ربیعہ کے دوسری
روایت میں ثامن مثل اسکے غیر امام کے نزدیک اسحق کے تاسع بیس روایت ابن
حبیب میں مالک سے عاشر تیس اسی روایت میں حادی عشر چالیس ساتھ امام کے نزدیک
شافعی کے بشرطیکہ ہوں نے اسکے ہر عاقل بالغ متصم ثانی عشر نزدیک چالیس سوائے امام کے
بھی شافعی کے نزدیک ثالث عشر پچاس امام احمد کے نزدیک اور ایک روایت میں عمر ابن
عبدالعزیز سے رابع عشر اسی حکایت کیا اسکو مازری نے خامس عشر جماعت کثیر لغیر حصر اور
شمار کے اور کلشکے یہی قول اخیر فتح الباری میں کہا ہے کہ ارجح الاقوال ہے اور یہ اقوال تعداد
انعقاد جمعہ مواہب لدنیہ سے منقول ہیں وصل جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ
کے لئے منبر پر تشریف لاتے بلال شروع کرتا اذان میں در پیش دست آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے اور زمان شریف میں غیر از اس ایک اذان کے نہ تھا اور ایسا ہی
زمان ابوبکر عمر رضی اللہ عنہما میں اور جب دورۂ خلافت عثمان رضی اللہ عنہ پہونچا
اور کثرت اور تفرق لوگوں میں پیدا ہوا امر کیا ساتھ اذان دوسری کے
پیش از اذان سے باہر مسجد کے بازار مدینہ مطہرہ میں اوپر زورا کے
کہ نام ایک موضع کا ہے اور اوپر ہر تقدیر کے وہ جو خلفا سے
راشدین نے کیا ہووے اسکو بدعت نہ کہنا چاہیے اور اگر بعض اسلاف
نے اطلاق بدعت اوپر اسکے کیا ہو معنی اسکے یہ کہ زمانہ حضرت نہ تھا
اور مقصود تسمیم اور تشنیع اسکی نہو گی جیسا کہ امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ
سے جماعت تراویح میں آیا ہے کہ کہا ہے نعمت البدعۃ ہذہ یعنی
اچھی بدعت ہے یہ اور حکم بدعت حسنہ کا یہی ہے اور فعل
عثمان رضی اللہ عنہ کے اجماع سکوتی تھا کہ کوئی ایک صحابہ سے اسکو
اسکو اوپر اسکے انکار نہ کرتا تھا نسبت ہے اور مشکوۃ میں روایت عمرو بن حریث
لایا ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور منبر مبارک پر حضرت

کہ دستار سیاہ تھی کہ چھوڑی نہین دو طرف آسکے درمیان دونون شانون اپنے کے اور دن جمعہ کے
لباس مسنون و مستحب ہے اور حنفیہ کے نزدیک سب اوقات مین وصل نماز تہجد مین آن حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ہجود بمعنی نوم اور تہجد ترک نوم جیساکہ تاثم ترک اثم اور تحنث حنث اور یہان مراد ترک
نوم بھی استیقاظ ہے اسواسطے کہ نماز تہجد بعداز نوم اور بیدار ہونے کے اس سے ہوتی تھی اور اختلاف
ہے آسمین کہ قیام لیل کہ بمعنی نماز تہجد ہے فرض تھا اوپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یا سنت اور
دلیل طائفہ کی قول حق تعالے کا ہے فتہجد بہ نافلۃ لک یعنی پس ترک خواب کر نماز شب کے لئے اس حالیا
مین نافلہ ہے تیرے لئے۔ ایک جماعت کہ سنت کہتی ہو نافلہ کو نفل سے کہین یعنی زیادہ او پر فرض کے
اور وہ لوگ کہ فرض کہین نافلہ کو بمعنی زاید ورکھین کہ معنی اصل۔ لغت نفل کے ہین یعنی فریضۃ زائدۃ علی الفرض
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شروع کرتے تھے نماز شب کو ساتھ دو رکعت خفیف کے بعد ازان
تطویل فرماتے اور کیفیت قیام اور کمیت رکعات مین روایات متعددہ واقع ہوئی ہین مستفید مخبر ہے
اوپر مواظبت ہر ایک کے ان انواع سے اور فعل آنکے بین اوقات مختلفہ مین کہ بہ طریق اوخل وانسب ہو
ساتھ سلوک طریق اتباع کے اور وہ طریق احادیث صحاح مین مذکور ہے وصل آنحضرت بعداز
دو رکعت سنت فجر کے پہلو یراست اوپر زمین کے رکھتے تھے اور ایک لحظہ استراحت فرماتے بخاری
اور مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہو کہ جو پڑھتے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دو رکعت
فجر کی اگر بیدار ہوتی مین مجھی بات کرتے وگرنہ اضطجاع فرماتے وقت اعلام نماز تک اور بعض اہل علم نے
اصحاب نبی اور من بعدہم سے تابعین سے کلام کو بعداز طلوع فجر فراغ نماز سے مکروہ رکھا ہے مگر وہ
جو مجلس ذکر الٰہی یا سخن ضروری سے کہ اس سے چارہ نہووے اور یہی ہے قول احمد اور اسحاق کا انتہی
اور تکلم آنحضرت بھی اسی قبیل سے تھا وصل لیکن آنحضرت شب نصف شعبان مین کہ اکثر یہان
کے لوگ اسے شب برات کہتے ہین ثابت ہوا ہے ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہا
قیام کیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شب مین پس دراز کیا سجدہ کو تا گمان لیگئی
مین کہ قبض کی گئی روح مبارک آنکی پس جب دیکھا مین نے۔ یہ حال کھڑی ہوئی مین اور گئی
مین آنکی طرف اور ہلایا مین نے نرانگشت آنکا پس ہلے اور اٹھایا سر مبارک اپنا سجدہ سے او فارغ
ہوئے نماز سے الی آخر الحدیث اور احادیث فضل شب نصف شعبان مین بہت وارد ہوئی ہین
کہ وہ افضل لیالی ہین بعداز لیلۃ القدر اور حدیث مین آیا ہے کہ کھولے جاتے ہین دروازے
رحمت کے چار شبون مین۔ شب عید الضحیٰ اور شب نصف شعبان اور شب عرفہ وقت اذان
صبح تک اور صحت سے پہونچا ہے قیام لیل اور صوم نہار اوسکا اور آنحضرت سے بجز قیام و دوام
طول سجدہ اور استغفار واسطے اہل بقیع کے ساتھ صحت کے نہین پہونچا اس رات مین اور

اور رازنامۂ مشائخ مین ہیکہ اس رات مین سو رکعت لکھی ہین ہر رکعت مین دس بار قل ہو اللہ محدثین کے
نزدیک صحت نہین پہونچی اور شیخ امام ابو الحسن بکری نے روایات امیر المومنین رضی اللہ عنہ سے لایا ہے
کہ دیکھا مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ پڑھین چار رکعت شب نصف شعبان مین اور
پڑھی بعد از سلام چودہ بار فاتحۃ الکتاب اور چودہ بار قل ہو اللہ اور چودہ بار قل اعوذ برب الفلق اور
اعوذ برب الناس اور ایک بار آیۃ الکرسی بعد ازان لقد جاءکم رسول من انفسکم اور ثواب اسکا
بہت فرمایا پس محدثین کے نزدیک اس حدیث مین کلام ہے اور بیہقی کے نزدیک موضوع واللہ اعلم
اور وہ جو متعارف ہوا ہے ہمارے دیار مین روشن کرنے چراغان اور امثال اسکے سے اس رات
مین شب نا مشروع ہے اور مشابہ ساتھ دوالی ہنود کے اور رسم مجوس کی ہے لیکن قیام لیل رمضان
مین کہ اسکو تراویح کہتے ہین بیان اسکا باب صیام مین آویگا انشاء اللہ تعالے وصل بیان صلواۃ ضحی یعنی نماز
چاشت مین اور ضحوت اور ضحیۃ اوپر وزن عشیہ کے ارتفاع نہار کو کہتے ہین اور ضحی فوق اسکے ہے اور
بعضی شعاع آفتاب بھی آیا ہے اور ضحا بفتح اور مد وقت بلند ہونے آفتاب کا ربع آسمان تک جان
وہ کہ متعارف بین الناس اول نہار مین نوافل سے دو نمازین ہین ایک اول روز مین بعد از
طلوع آفتاب اور بلند ہونے اسکے ایک دو نیزہ اور اسکو صلواۃ الاشراق کہتے ہین اور دوسری
بعد از بلند ہونے آفتاب کے مقدار ربع آسمان تا انتصاف نہار اسکو صلواۃ ضحی اور نماز چاشت کہتے ہین اور
احادیث مین بھی اسم صلواۃ الضحی کا شامل دو نمازون کو دونون وقتون مین آیا ہوا اور ساتھ
صحت کے پہونچا کہ آنحضرت نے دونون وقت مین نماز پڑھی ہے اور امت کو ساتھ اسکے
ترغیب کیا ہے اور امر استحباب فرمایا ہے اور ظاہر وہ ہے کہ ایک وقت ہو اور ایک نماز کو
کہ اول وقت اسکا اشراق ہو اور آخر اسکا قبل انتصاف نصف النہار تک اور جو بعض اوقات مین
دونون وقت مین نماز پڑھی ہے اس جگہ سے گمان لیگئے ہین کہ مگر اس جگہ دو وقت اور دو نماز
اور بعضی ضحوۃ الصغری اور ضحوۃ الکبری بھی کہتے ہین واللہ اعلم اور وہ جو کہا ہے علما کو کہ اختلاف ہے صلواۃ
ضحی بعض نے اثبات کیا ہے اور بعض نے نفی اور بعض نے سنت کہا ہے اور بعض نے بدعت
اور ہر ایک نے اپنی اپنی جانب کی روایات کو ترجیح دیا ہے ظاہر وہ ہے کہ یہ اختلاف نماز اخیر مین ہے
کہ اسکو نماز چاشت کہتے ہین نہ نماز اولی مین کہ اسے نماز اشراق کہتے ہین اور عدد رکعات اس نماز
مین بھی اختلاف ہے اور وہ بسبب اختلاف ایام اور احوال کے موافق نشاط اور کسل ساتھ اہتمام
مہمات کے چاہیے اور اکثر علما نے اختیار چار رکعت کی ہے اسلئے کہ احادیث اسکی سب صحیح ہین اور
احادیث اور التعداد اعداد کی بعض صحیح اور بعض ضعیف واللہ اعلم وصل نماز عیدین مین جان کہ
عید کو عید اسلئے کہتے ہین کہ عود کرتی ہے اور مکرر آتی ہے اور یہ وجہ عام ہے شامل اور موسم کو بھی

اسیلیے بعض نے قید اور زیادہ کی ہے اور کہا ہے کہ عود کرتی ہے ساتھ فرح اور سرور کے پس موجب فرح اور سرور عید فطر مین شکرانہ تمام ہونے نعمت صیام کا ہے اور عید اضحی مین تمام ہونا نعمت حج کا اور جمعہ کو کہ عید ہر ہفتہ ہے شکرانہ تمام نماز دن ہفتہ کا ہے اور عیدین مین اور جمعہ مین پہننا اجمل واجب ثیاب کا مسنون ہے اور در باب غسل یوم الفطر اور یوم النحر اور یوم العرفہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو حدیثین آئی ہین ایک بروایت فاکہ بن سعد اور دوسرے بروایت زیاد بن عیاض الشعری کے اور کتب ستہ مین ہرگز کوئی حدیث اس باب مین منقول نہین غیر از اثر ابن عمر کے کہ جامع الاصول مین موطا سے لایا ہے کہ تھے عبد اللہ بن عمر کہ غسل کرتے تھے پہلے جانے سے عیدگاہ اور تاخیر نماز عید الفطر اور تعجیل نماز اضحی مسنون ہے وصل استسقا سے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین صاحب مواہب لدنیہ لکھتا ہے کہ خلاف نہین کیا کسی ایک نے علما سے مسنونیت نماز استسقا مین الا امام اعظم نے اور نماز استسقا دو رکعت مین اور تحویل ردا کہ منقول اور مروی ہے استسقا مین تفاول ہے ساتھ تقلیب حال کے وصل صلواۃ کسوف مین اور مشہور لغت مین استعمال خسوف قمر مین اور کسوف شمس مین ہے اور روایت حدیث مین بعض نے بکاف روایت کیا ہے دونون مین اور بعض نے بخا اور احادیث کہ اس باب مین آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مذکور اور مخبر ہین سب کسوف شمس مین ہین مگر ایک حدیث کے کہ شیخ ابن حجر نے شرح اپنی مین اوپر مشکوہ کے خسوف قمر پر حمل کیا ہے وصل صلواۃ الخوف مین۔ صلواۃ خوف ثابت ہے ساتھ کتاب سنت کے اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ کفار نے کہا اگر ہم حملہ اوپر مسلمانون کے نماز مین کرتے پارہ پارہ کرتے انکو اور کہا کہ انکو ایک نماز ہے کہ محبوب تر ہے اموال اور اولاد سے اور وہ نماز عصر ہے اسوقت مین اوپر اونکے کرنا چاہیئے پس جبرئیل آئے اور یہ خبر حضرت کو پہونچائی پس پڑھی آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز خوف وصل عبادت سفر مین آداب سفر اور ادعیہ اذکار کو وقت رکوب راحلہ اور نزول منزل مین وقت رجوع وطن تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کتابون مین مذکور ہین لیکن اس جگہ دو مسئلہ مذکور ہین ایک مسئلہ قصر اور دوسرا مسئلہ جمع قصر کہ نماز چارگانہ مین دو رکعت ادا فرماتے یہ قول متفق علیہ ہے درمیان علمای امت کے کسی کو اسمین خلاف نہین۔ اور صورت جمع بین الصلاتین وہ ہے کہ جب رحیل پس از زوال واقع ہوتا نماز ظہر کو تاخیر فرماتے وقت عصر تک نزول فرماتے اور جمع کرتے میان ظہر اور عصر اور اسکو جمع تاخیر کہین اور اگر وقت پیش از رحیل آتا کبھی نماز ظہر پڑھکر سوار ہوتے بعد از ان جب وقت عصر آتا نزول فرماتے اور نماز عصر ادا کرتے اور اس صورت مین

جمع نہین واقع ہوتی اور بعض اوقات مین ظہر کو ساتھ عصر کے جمع کرتے اسوقت سوار ہوتے اور اسکو
جمع تقدیم کہین اور اسیطرح مغرب اور عشا مین کوچ پیشس از مغرب واقع ہوتا اور وقت مغرب کا
راہ مین آتا نماز مغرب کو تاخیر فرماتے تا وقت نزول مین مغرب اور عشا کو جمع کرتے جمع تاخیر اور
اگر وقت مغرب پیشس آتا مغرب اور عشا دونون کو جمع کرتے جمع تقدیم اور سوار ہوتے اور
امام اعظم کے نزدیک مطلق جائز نہین اور وجہ انکی قول کی وہ ہے کہ تعیین اوقات نماز قطعی
ہے اور ثابت ہے بتواتر کہ شک اور شبہ کو اسمین دخل نہین یہان تک کہ تاخیر نماز کو وقت
سے اور تقدیم نماز کو اوپر وقت کے کبائر گناہ سے ہے اور شیخ ابن حجر نے فتح الباری مین کہا کہ
بعض شافعیہ کے نزدیک ترک جمع افضل ہے اور ایک روایت مین امام مالک سے آیا ہے
کہ جمع مکروہ اور فعل آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم محض جواز کے لیے تھا واللہ اعلم تنبیہ وہ جو
گذرا بین الصلواتین مین حق مسافرین تھا لیکن جمع الصلوتین مقیم کے لئے ترمذی کہتا ہے کہ بعض نے تابعین
سے رخصت دی ہے اس مین مریض کے لئے اور ساتھ اسکے قائل ہین احمد اور اسحاق اور
مطر مین اور ساتھ اسکے قائل ہین شافعی اور احمد اور اسحق اور قائل نہین
شافعی ساتھ جمع کے مریض کے لئے اور ابن عباس سے روایت لاتا ہے اور کہا
من جمع بین الصلوتین غیر عذر من فقد اتی بابا من ابواب الکبیرة یعنے جسنے اکٹھی پڑہین
دو نمازین بے عذر پس تحقیق آیا ایک دروازہ کو دروازون کبیرہ سے۔ اور عمل اسی حدیث پر
ہے جمہور امت کے نزدیک کہ جمع نہ کیا جاوے دو نمازون مین مگر سفر اور عرفہ مین انتہی
وصل نماز جنازہ مین مسائل کتاب الجنایز کی اور احادیث واردہ اور آداب اور مقدمات
اسکے بہت ہین فضیلت مرض اور ثواب اسکے ہے اور ثواب عبادت اور آداب اسکے اور
آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عبادت کے لیے کوئی دن معین نہ تھا بلکہ سب اوقات
مین شب و روز سے عبادت فرماتے جیسا کہ لوگون مین متعارف ہے کہ رات کو یا روز شنبہ
اور سہ شنبہ عبادت نامبارک ہے نہ کرتے اور آنحضرت ورد چشم کے لئے بھی عبادت
کرتے تھے اور نماز جنازہ مین کبھی چار تکبیر کہتے اور کبھی پانچ اور کبھی چھ اور عمل صحابہ بھی مختلف آیا ہے
اور ہاتھ ہر تکبیر مین اٹھاتے مذہب شافعی اور احمد کا یہی ہے اور امام مالک سے تین روایتین
ہین رفع کل مین اور عدم رفع کل مین اور رفع اول مین اور عدم رفع بواقی مین اور
اور مذہب ابوحنیفہ بھی ہے اور بعض روایات مین پڑھنا فاتحہ الکتاب اور سورہ کا جہر آ
آن حضرت سے ماثور ہے اور کہا ہے کہ جہر بنا بر تعلیم تھا تاکہ لوگ جانین سنت ہے اور آنحضرت
ہمراہ جنازہ پیادہ جاتے تھے اور راکب کو بعذر چاہیے کہ پیچھے جنازہ کے جاوے اور

نماز جنازہ اوپر غائب کے حضرت سے ماثور نہین الا اوپر نجاشی کے کہ حبش مین مرا تھا نماز پڑھی ہے اور
گور کو بلند فرماتے اور اوپر اوسکے بنا سنگ وخشت وغیرہ سے نکرتے اور ساتھ گچ اور گل کے سخت
نکرتے اور اوپر گور کے عمارت اور قبہ نہ بناتے اور یہ سب بدعت ہے اور مکروہ سفر السعادت مین
بھی یہی لکھا ہے اور حدیث صحیح مین آیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا لعنت کرے حق تعالیٰ یہود کو کہ پکڑا
قبور انبیا اپنے کو مساجد اور لعنت کرے اُن عورتون کو کہ بزیارت قبور جاوین اور بعض نے کہا ہے کہ یہ
منع اور لعنت اول مین تھی اور بعد از رخصت عورتین بھی داخل ہین اور منع از جہت قلت صبر اور کثرت
جزع اُنکی ہے اور چراغ روشن کرنا اوپر قبر کے ممنوع ہے مکروہ کہ اُسکے سایہ مین کچھ کام کرین یا لوگ
راہ چلین اور نماز پڑھنا مواجہہ قبر کے مکروہ ہے اور بعضون نے مقبرون مین بھی مکروہ رکھا ہے اور عادت
نتھی کہ لوگ جمع ہوکر میت کے لئے قران اور ختمات پڑھین نہ اوپر قبر اور نہ غیر اُسکے اور یہ سب بدعت ہے
الا تعزیت اہلبیت اور تسلی اور صبر فرمانا اُنکو مستحب اور سنت ہے لیکن یہ اجتماع مخصوص روز سیوم
اور ارتکاب تکلفات اور صرف اموال یتامی کا ہے بدعت اور حرام ہے اور حد تعزیت تین دن ہین
اور بعد ازان مکروہ **وصل** بعض روایت مین مراد بعض روایت یہان نمازین ہین غیر فرائض کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روز شب مین بطریق راتبہ اور وظیفہ پڑھی ہین عام تر موکدہ اور
غیر موکدہ ہی اسلئے چار رکعت پیش از عصر کو روایت مین ذکر کرتے ہین اور حالانکہ آنکو موکدات سے
نہین گنتے اور راتبہ ظہر بروایت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے چار رکعت پہلے اُس سے اور دو
پیچھے اُسکے اور اُسی پر ہے عمل اکثر صحابہ اور اہل علم اور تابعین کا اور یہی ہے مذہب امام اعظم کا اور یہی حدیث
مین آیا ہی کہ آنحضرت بعد از زوال چار رکعت پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس ساعت مین دروازے
آسمان کے کشادہ ہوتے ہین لیکن اسمین اختلاف ہے کہ یہ چار رکعت آیا سنت ظہر سے ہین
یا نماز مستقل ورای راتبہ ظہر کے اور راتبہ مغرب دو رکعت ہین پیچھے اس سے اور راتبہ
عشا بھی دو رکعت ہین پیچھے اُسکے لیکن پڑھنا چار رکعت کا پیش عشا احادیث مین نظر سے نہین گذرا
اور کتب حنفیہ مین اُسکو مستحب رکھا ہی واللہ اعلم اور بعض کے نزدیک سنت فجر واجب ہین جیسا
کہ وتر اور کہتی ہین کہ سنت فجر ابتداے عمل ہے اور وتر ختم عمل ہی اور بیٹھکر پڑھنا اُنکا بے عذر جائز
نہین تنبیہ عامہ ناس مین کہ متعارف ہوا ہی کہ از سنت اخیر ظہر اور سنت مغرب اور عشا کے دو رکعت
نفل پڑھتے ہین وجہ اُسکی نہین معلوم ہوتی کہ کہان سے ہی اور التزام ادا کرنا اُنکا بیٹھکر بھی خالی نہ غرابت
سے کہ عادت لوگون کی ایسی ہے فقط نوع **سیزدہم** زکوۃ مین زکوۃ لغت مین بمعنی نماز اور
افزونی اور طہارت اور پاکی کے ہے اور زکوۃ کو صدقہ بھی کہتے ہین اور راجح وہ ہے کہ وجوب
زکوۃ بعد از ہجرت ہے سنہ ثمانیہ مین پیش از وجوب رمضان یا بعد اُس سے اور فرضیت زکوۃ

چار صنف ہے ایک زرع اور ثمار یعنی بقول اور خضراوات دوسری صنف بہیمۃ الانعام قسم
شتر اور گاؤ اور گوسپند سے تیسری صنف زر و سیم کہ قوام و معاش عالم و اون کا باعتبار تقویم و اشیا
سے اُسکے ساتھ ہی چوتھی صنف اموال تجارت ہین جس قسم سے کہ ہو ہیچ اصناف اموال ہین ہر سال
ہین ایک بار اور زروع اور ثمار ہین بوقت حصار اور درو اور پختگی اُنکی کے اور شرع شریف
ہین ہر صنف ہین مال سے ایک نصاب معین آئی ہی جیسا کہ نقرہ دو سو درہم ہین کہ روپیئے
اُسکے بحساب ہمارے دیار کی باون تولہ ہوویں اور ذہب بیس مثقال ہین کہ بوزن اس دیار کی
ساڑھے سات تولہ ہوویں اور غلات اور ثمار ہین پانچ وسق کہے ہین کہ آٹھ سو من شرعی ہووے
اور وسق سات صاع ہین اور نصاب زکوۃ گوسپند چالیس ہین اور گاؤ تیس ہین
اور شتر پانچ ہین ہی اور آن حضرت شتران صدقہ کو بدست مبارک داغ ہین فرماتے تھے
اور اکثر داغ اوپر گوش کے فرماتے اور داغ کرنے حیوانات ہین علما کو اختلاف ہی صحیح وہ ہے
کہ اگر اُس ہین مصلحت ہو مثل علامات اور تمیز کے مختلف ہوویں جایز ہے اور آدمی کے داغنے
ہین بقصد علاج اسمین بھی اختلاف ہی اور صحیح حرمت اور کراہت ہے مگر بوقت انحصار علاج
کے اُس ہین بقول طبیب حاذق کے اور یہ متاثر اور صدقہ فطر واجب ہے اوپر ہر مسلم
مرد یا زن آزاد یا بندہ خورد یا بزرگ کے اور وجوب بندہ اور صغیر پر یعنی وجوب کے سید
اور والد پہ ہی اور صدقہ فطر نصف صاع ہے گندم سے اور صاع تمر اور شعیر سے اور
وزن صاع ہین اختلاف ہے یون جہانگیر شاہی نصف صاع دو سیر ہوتا ہے اور افضل
وہ ہی کہ صدقہ فطر پیش از نماز عید دیویں اور صدقہ تطوع اگرچہ امر ایجابی نہین اور
اوسکی ترک پر وعید نہین لیکن اُسکو آنحضرت بہت دوست رکھتے تھے اور بہت خوش ہوتے
ہوتے تھے اور بانواع شتی دیتے تھے نوع چوتھی بیان صیام ہین ۔ صوم عبارت ہے روکنا
نفس کا طعام اور شراب اور جماع سے لیکن صوم کامل وہ ہووے کہ جوارح اور اعضا کو
معاصی اور حرکات شایعہ سے باز رکھین اور صحیح بخاری ہین فضیلت صوم ہین آیا ہے کہ حق تعالی
فرماتا ہی کہ صوم میرے لئے ہی اور ہین جزا دیتا ہون ساتھ اُس کے اور تھی فرضیت صوم کی
سنہ ثانی ہین ہجرت سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم افطار ہین تعجیل اور تسحر ہین تاخیر
فرماتے تھے اور صیام ایام بیض ہین تاکید فرماتے اور صیام دہر سے کہتے اور روز دوشنبہ اور
پنجشنبہ ہین بھی تحری صوم فرماتے اور عشرہ ذی الحجہ ہین کہ مراد اس سے نو روز ہین روزہ رکھتے
اور روز عاشورہ اور آخر عمر ہین اگر باقی رہا ہین نوین کو بھی روزہ رکھونگا اور روز عرفہ اگر حج
ہین ہوتے افطار فرماتے اور فضیلت صیام شش عید ہین فرمایا ہے کہ چھ روزہ

متصل رمضان کے برابر صیام دہر کے ہین اور سب رمضانون مین اعتکاف فرماتے عشرہ آخر مین مگر ایک
رمضان مین کہ اعتکاف فوت ہوا اسکی قضا ماہ شوال مین فرمائی نوع پانچوین بیان حج وعمرہ مین حج
لغت مین بمعنی قصد آیا اور شرع مین قصد بیت اللہ واسطے وجہ مخصوص کے اور تحقیق لفظ
مین فتح اور کسرہ حا دونون لغت ہین اور عمرہ بمعنی زیارت آیا ہے اور بمعنی عمارت اور زفاف زن
بھی آیا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد از ہجرت ایک حج کیا ہے کہ اسکو حجۃ الوداع
اور حجۃ الاسلام کہتے ہین اور عدد عمرہ آن آنحضرت چار کئی ہین۔ اول مرۃ حدیبیہ کہ سال ششم مین ہجرت سے
بوقوع آیا ہے۔ ثانی سال ہفتم مین۔ ثالث سال ہشتم مین کہ سال فتح کیا ہے۔ رابع وہ عمرہ کہ حج
کے ساتھ سال دہم مین حجۃ الوداع مین کیا اور ذبح فرمائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
تریسٹھ اونٹ اپنے دست مبارک سے اور یہی عدد تریسٹھ عمر شریف حضرت کے تھے۔ اور وجہ تسمیہ
چاہ زمزم کی ساتھ زمزم کے از جہت بسیاری اسکے پانی کے ہے اور زمزم اور زمازم ماء کثیر کو کہتے ہین اور
معلوم کیا چاہیئے وہ ذبح کہ جسکے ساتھ تقرب حاصل ہوتین ہین ایک ہدی کہ اسکو حرم مین بھیجین یا
لیجاوین دوسرے اضحیہ کہ روز اضحی اقربانی کرین۔ تیسرے عقیقہ کہ مولود کے لیے ذبح
کرین اور اضحیہ مین ضاحی کو چاہیئے کہ ترک قص اشعار اور اظفار کرے واللہ اعلم نوع
چھٹی اذکار و دعوات و استغفار مین تھے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ ذکر
خدائے تعالے کرتے تھے جمیع احیان اور اوقات مین اور کوئی چیز انکو ذکر حق سے نروکتی تھی
اور سخن حضرت کا مجموع یاد حق اور حمد وثنا اور تحمید اور توحید اور تسبیح اور تقدیس اور
تہلیل اور تکبیر مین ہوتا تھا اور سب حالت قیام اور قعود اور اضطجاع اور ذہاب وایاب اور
اکل وشرب اور نوم ویقظ اور دخول وخروج اور سفر اور اقامت اور رکوب وقدوم اور
سائر حالات مین ذکر حق تعالے سے زبان اور دل حضرت کا جدا اور منفک نہوتا تھا اور فضیلت
دعا اور تحریص اور ترغیب اسکی مین آیات اور اخبار اور آثار زیادہ حد وحصر اور شمار سے وارد ہوئے
ہین اور کافی ہے اسکے اثبات مین امر حق تبارک وتعالی ادعونی استجب لکم پکارو مجھے
قبول اور اجابت کردن مین تمہارے لیئے اور قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم الدعاء مخ العبادۃ
یعنی دعا مغز ہے عبادت کا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکہائے ہین امت کو شرائط
اور آداب کہ مذکور ہین کتب مین اور عمدہ سب مین اکل حلال اور صدق مقال اور جد وجہد اور
عدم استعجال اور ابتدا تحمید وثنا سے ذوالجلال اور صلواۃ اور سلام اوپر حضرت اور آل اور اصحاب
انکے اوپر اور ایک آداب دعا سے رفع یدین اور بسط انکا مقابل وجہ کے اور اور بعض روایات
مین خدا سے تسکین بھی وارد ہے اور حدیث بخاری مین بروایت ابی ہریرۃؓ آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر پیغمبر کے لیے ایک دعا ہے مستجاب اور مین چاہتا ہون کہ پوشیدہ اور
پنہان کرون مین اپنی دعا کو شفاعت امت کے لئے آخرت مین اور تھے آن حضرت کہ استغفار کرتے
تھے ساعت بساعت اور روایت ابی ہریرہؓ مین آیا ہے کہ ستر بار اور ایک روایت مین زیادہ
ستر بار سے ہر روز اور ایک روایت مین سو بار آیا ہے اور کہا ہے کہ استغفار کرنا حضرتؐ کا
تعلیم و تشریع ہو امت کے لئے تا ہمیشہ مستغفر اور تائب ہووین ورنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
معصوم و مغفور ہین استغفار اور توبہ کس چیز سے کرین یا یہ کہ استغفار امت کے لئے ہووے وصل
قرأت آنحضرتؐ مین صفت قرأت آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قرأت مرتلہ مفسرہ تھی حرفاً
بعد حرف اور مد کرتے تھے اور وقف اوپر سر آیت کے اور حدیث صحیح مین یہ آیا ہے زینوا القرآن
باصواتکم یعنی زینت اور آرائش دو قرآن کو اپنی آوازون کے ساتھ اور اختلاف کیا ہے علما نے
مسئلہ تغنی مین ساتھ قرآن کے بعض نے مطلق جائز رکھا ہے یعنی اگرچہ لازم آوے افراط وقت
مین اور اشباع حرکات اور مانند اسکے مین تغنی اگرچہ بقوانین موسیقیہ ہووے اور بعضون نے
مطلق منع کیا ہے - اور حق وہ ہے کہ تطریب اور تغنی اوپر دو وجہ کے ہے اور ایک وہ کہ اقتضا
کرے اسکو طبیعت اور سماعت کرے ساتھ اوسکے بے تکلف اور تمرین اور تعلیم کے اور وجہ دوسری
وہ کہ ساتھ صنع کے صنائع موسیقیہ سے ہووے مگر بہ تکلف اور تمرین کے اور یہی ہے کہ اسکو
سلف نے مکروہ رکھا ہے اور انکار کیا ہے قرأت کا ساتھ اس وجہ کے اور صاحب مواہب
کہتا ہے کہ ابو اسحاق ثعلبی نے ذکر اسمار اس جماعت مین کہ جنھون نے مجلس سماع مین جان دی
ہے ایک مجلد تصنیف کیا ہے اور کتاب نفحات الانس مین بھی مذکور ہے وصل اور جبکہ سخن
تغنی قرآن مین واقع ہوا ہے اگر مجمل سماع غنا سے اشارہ کیا جاوے دور نہووے جاننا چاہیے کہ اس
مسئلہ مین اختلاف بہت آیا ہے قدیماً و حدیثاً و قولاً و فعلاً بعضے ساتھ اباحت کے اسکے
قائل ہوئے ہین اور مباشرت اسکے ساتھ کی ہے اور بعض نے انکار اور اجتناب کیا ہے اور بعض
متوقف اور متردد رہے ہین اور کہا ہے کہ نہ یہ کام کرین ہم نہ انکار اور حاصل کلام اس جگہ تین طریق
ہین ایک مذہب فقہا اور یہ انکار کرتے ہین اشد انکار اور سلوک کرتے ہین سلک تعصب اور
عنادیت اور الحاق کرتے ہین اسکے فعل کو ساتھ ذنوب کبائر کے اور اسکے اعتقاد کو ساتھ کفر اور زندقہ
اور الحاد کے اور یہ افراط اور خروج ہے طریقہ اعتدال اور انصاف سے اور دوسرا طریقہ محدثین
کا ہے اور وہ کہتے ہین کہ تحریم اسکی حدیث صحیح اور نص صریح سے ثابت نہین ہوئی ہے بلکہ جو
کچھ وارد ہوا ہے اس باب مین احادیث سے یا موضوع ہین یا مطعون اور ایسے ہی آیات قرآنی
اگر تفسیر کیا ہے اسکو بعض مفسرین نے ساتھ اس چیز کے کہ دلالت اوپر حرمت غنا کے کرے

انکار اسکے لیئے تاویلات اور حائل ہوا اور ہین پس جب ثابت ہوئی حرمت ثابت ہوئی حل اور اباحت
بہر الطریقہ صوفیہ کرام کا اور مذہب انکے اس باب مین مختلف اور افعال مختلف آئے ہین بعضون نے
اجتناب کیا ہے بعض نے مباشرت انکا انکار اشد اور اجتناب اقویٰ ہو وے کہ مذہب انکا اخذ
بعزیمت اور احتیاط اقوال اور افعال جمیع اوقات اور احوال مین لیکن اوپر بعض کے انہین
غالب آیا ذوق وسماع اور شوق اور انکی محبت اور دفع ملال اور وجد اور وجد انکا حکم والا انکار ان کا ہے
اور صاحب کتاب الاستماع باحکام السماع نے کہا ہے کہ غنا اوپر دو وجہ کے ہے ایک وجہ کہ جاری
ہوئی ساتھ اسکے عادت کہ استعمال کیجاتی ہے ضبط قلوب اور محافظت اعمال اور حمل اثقال اور
قطع تفاوز طریق حج مین وصف کعبہ اور زمزم اور مقام مین اور طریق غزوہ اور وصف حرب
اور جہاد اور مبارزت مین اور مثل غنا نساء کے تسکین اطفال کے لیے اور مانند اسکے
اور یہ مباح ہے اگر سالم ہو ذکر فواحش اور محرمات سے بلکہ مندوب ہے اور سماع غنا
عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے مستفیض اور مشہور ہے اور اسیطرح سعد بن المسیب سے
کہ افضل ہین تابعین مین سے اور سعید بن جبیر کہ اعظم تابعین سے ہین اور ابراہیم بن سعد
کہ امام وقت تھے اور حکایت کیا ہے صاحب تذکرہ نے کہ پوچھے گئے امام ابو حنیفہ اور سفیان
ثوری حال غنا سے پس کہا دونون نے کہ نہین غنا کبائر سے اور نہ اسواء صغائر سے اور
امام ابو یوسف کہ بسا اوقات حاضر ہوتے تھے مجلس رشید مین اور ہوتا تھا اسمین غنا پس سنتے
تھے اور روتے تھے اور پوچھا امام مالک سے پس کہا منکر نہین اس سے مگر عامی یا جاہل یا
عراقی غلیظ الطبع اور یہی حال قول ہے اور ونکا بھی واسطے طوالت کے قلم کو روکا گیا
اور امام شافعیؒ سے کہ کراہت غنا منقول ہے مراد وہ ہے کہ ترک اسکا اولیٰ ہے اور امام احمد
بن حنبل صحیح ہوا ہے اس سے روایت مین کہ سنا ہے غنا کو پاس بیٹے اپنے کے نام اسکا صالح
ہے وصل اور صاحب امتاع نے سماع مین تین قول ذکر کیے ہین حرمت اور کراہت اور اباحت
اور دلائل ہر مذہب بھی لکھے ہین لیکن مذہب اباحت کو ترجیح دیا ہے موافق مذہب اپنے
کے اور مقصود شیخ عبد الحق علیہ الرحمہ کا نقل اقاویل سے اباحت سماع سے ہے تا معلوم ہو کہ مسئلہ
مختلف فیہ ہے جزم کرنا ایک جانب کا اور ترجیح اسکی اور تعصب کرنا اسمین مناسب طریقہ
اختلاف کے نہین ہے پس چاہیے کہ زبان اور قال طعن اور تشنیع اور تضلیل اور تقبیح بزرگون سے
باوجود تعارض ادلہ اور تباین طرق اور وجود علما اور فقہا اور عرفا کے اس جانب دوسری مین
قطع نظر راجع اور مرجوع سے نگاہ رکھے اور رشتہ اداب رہا نہ کرے شعر صحبت حافظ
گرچہ خوش افتاد اے دل :: جانب عشق عزیز است فرو مگذارش :: لیکن دف مختلف فیہ ہے

بعضون نے مباح کہا ہے اور بعضون نے مطلق حرام اور بعض نے فرق کیا ہے حلال جلاجل وار اور
اُسکے غیر مین اور جواب اباحت اُسکی کا ہے نکاح مین اور بعض نے اعلان اُسکا بدف مستحب
کہا ہے اور شاید کہ بعضے لے ہے اور عود کہ اُسکو بربط بھی کہتے ہین آئمین بھی اختلاف ہے اور وہ
کہ قول محدثین کا ہے کہ نہی شارع سے ثابت نہین ہوئی اور کوئی حدیث اس باب مین بہ ثبوت
نہین پہونچی مراد وہ ہوگی کہ نہی اُسکی علی الاطلاق اور تحریم اُسکی بذاتہ ثابت نہین ہوئی جیسے کہ
خمر اور زنا اور اسکی امثال مین ثابت ہے لیکن تقوی اور اسکی استماع مین حیثیت اتباع سید کونین
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اقتداے اصحاب اور اتباع آنحضرت صلعم کہ بطریق تقرب اور تعبد اوپر
اُسکے اجتماع کیا ہو خلجان باقی ہے جواب وہ ہے کہ محل اور مقام آنحضرت متعالی برتر ہے اور
اور وسیلے اوضاع اور مشارب مختلف اوپر بعض کے جانب تورع اور اتقا غالب آئی اور
احتیاط دامن گیر ہوئی اور ذوق وجمعیت عبادات اور طاعات مین حاصل آیا اور اوپر
بعض کے سکر اور مستی نے غلبہ کیا اور ذوق اور شوق اُنکو سماع مین پایا گیا پس مدعا وہ
ہے کہ یہ امر مختلف فیہ ہے اور امر مختلف فیہ مین ایک کو دوسرے پر عیب اور طعن نکرنا چاہئے
اور ہر ایک کو اُسکے حال پر چھوڑنا چاہیے ہیت عیب می مجابہ بلفظی مہرش نیز بگو ؛؛ نفی حکمت مکن
از بہر دل عامے چند ؛؛ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب وصل طعام وشراب ولباس
ونکاح ونوم مین بروایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آیا ہے کہ کہا پر نہوا شکم پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کا سا تھ سیری کے ہرگز اور تھے آنحضرت اہل وعیال اپنے مین کہ نہ طلب کرتے
تھے اُنسے کوئی طعام خاص اور شراب جو کھلاتے کھا لیتے اور جو پلاتے پی لیتے اور عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ خوش آتی تھین آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دنیا مین
تین چیزین رطب اور نسا اور طعام پس پایا اُن دو کو اور نہ پایا طعام کو اور تھا نان خورش
آنحضرت سرکہ اور فرماتے تھے نعم الادام الخل یعنے بہتر نان خورش سرکہ ہے اور جاننا چاہیے
کہ یہ ضیق اور قلت معیشت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اُنکے اصحاب رضی اللہ عنہم کہ
دائمی نہ تھی اور اگر تھی نہ از جہت احتیاج اور افلاس اور نا یافت کے تھی بلکہ گاہے بجہت
جود وایثار اور گاہے بجہت کراہت شبع اور کثرت اکل اور اختیار ریاضت کے تھی اور
اختیار کیا آنحضرت نے فقر کو باوجود امکان حصول توسع اور تبسط کے جیسا کہ حدیث مین
بروایت ابی امامہ آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ عرض کیا اوپر
میرے پروردگار میرے نے کہ کردیوے میرے لیے بطحاء مکہ کو طلا مین نے قبول نہ کیا اور کہا
سیر ہون مین ایک دن اور گرسنہ رہون مین ایک دن تا حالت سیری مین شکر کرون مین

اور حالت گرسنگی مین تضرع اور علما راضی ہین کہ آنحضرت کو فقیر اور محتاج کہین یا بہ بدی و ضرورت
وصف کرین اور جو مشہور ہے لوگون مین قول آنحضرت سے کہ الفقر فخری یعنے فقر بدنہ کو ہی پیری
اور ساتھ اُسکے افتخار کرتا ہون مین - کہا ہے شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے کہ یہ حدیث موضوع
ہے فتدبر واللہ اعلم ف احادیث مین وارد اور مشہور ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے وقت جوع سنگ اوپر شکم کے باندھا ہے اور صحابہ نے بھی اور مواہب مین کہتا ہے
کہ انکار کیا ہے ابو حاتم بن حبان نے احادیث وضع حجر کو اوپر بطن شریف کے اور کہا ہے
کہ یہ حدیث باطل ہین اور تمسک کیا ہے ساتھ حدیث صوم وصال کے و فصل اور آنحضرت
اوپر نوع مخصوص کے اغذیہ سے قصر نفرماتے تھے اور بسبب عدم سلوک راہ تکلف اور قصد
توسع اور براءت کے اور سد راہ رہبانیت کے تناول فرماتے تھے جو کہ عادل اہل بلد
کی تھی اور جو کچھ حاضر آتا لحوم اور فواکہ اور خبز اور تمر اور مانند اُسکے سے اور کھایا ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لحم شاة اور کھانا لحم بقر کا بخصوص معلوم نہین ہوا اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنہش کرتے تھے لحم کو یعنی بدندان کھاتے تھے استخوان سے اور
کھایا ہے آنحضرت نے قدید یعنے گوشت خشک کیا ہوا اور کھایا ہے آنحضرت نے جگر بریان
کیا ہوا اور کھایا ہے لحم دجاج کو روایت کیا اُسے بخاری اور مسلم اور ترمذی وغیرہم نے اور کھایا ہے
لحم حمار وحش کو یعنے گورخر روایت کیا اُسکو شیخین نے اور کھایا ہے گوشت شتر کو سفر اور حضر
مین اور کھایا ہے گوشت خرگوش کو اور کھایا ہے دواب بحر کو - روایت کیا اُسکو مسلم نے اور
کھائی ہے حضرت نے نان تر کی ہوئی ساتھ روغن اور مسکہ کے اور کھائی نان ساتھ زیت کے
اور کھایا ہے آنحضرت نے کدو کو اور دوست رکھا ہے اُسکو اور کھایا ہے سلق پختہ بآرد جو اور کھایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خزیرہ کو اور وہ ایک طعام ہے کہ تیار کیا جاتا ہے آٹے سے اوپر
عصیدہ کے لیکن رقیق تر اُس سے کذا قال الطیبی اور کھایا ہے آنحضرت نے اقط کو کہ اُسکو فارسی
جغرات کہتے ہین ڈالا جاتا ہے طعامون اور آشون مین - اور کھایا ہے رطب اور تمر اور بسر کو
دوست رکھتے تھے جذب کو کہ اُسکو جمار بھی کہتے ہین اور وہ ایک چیز ہے کہ درخت خرما سے نکلتی ہے
کہ اُسکو شحمۃ النخل کہتے ہین اور کھایا ہے پنیر کو اور کھایا ہے آنحضرت نے بطیخ کو ساتھ رطب کے اور ایک
روایت مین طبخ واقع ہوا ہے بتقدیم طا اور تناول فرماتے آنحضرت فواکہ بلد اپنے کو بوقت سیری

[illegible]

اُنکے اور پرہیز کرتے تھے اُس سے اور نہیں کھایا آنحضرتؐ نے سیر اور پیاز خام کو بلکہ منع فرمایا ہے
کہ انکو کھا کر مسجد میں نہ آوے اور مجامع کو بھی اسی پر قیاس کیا ہے اور کراہت انکی تنزیہی
ہے نہ تحریمی فصل طریقہ تناول آنحضرت میں اور تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کہ تناول فرماتے تھے ساتھ تین انگشت ابہام اور سبابہ اور وسطے کے روایت کیا اسکو ترمذی
نے شمائل میں اور صاحب مواہب حدیث مرسل لایا ہے کہ آنحضرت نے ساتھ پانچ انگشت کے
کھایا ہے اور تطبیق میں انکے محدثین باختلاف احوال اور اوقات ہے اور بعد از اکل بہ لعق اصابع اور صحفہ
امر واقع ہوا ہے اور بعض اوقات میں چاٹنا اصابع کا اطفال اور خدام کو بھی وارد ہوا ہے اور تھے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ نہ کھاتے تھے متکی اور فرماتے تھے کہ میں بندہ ہوں بیٹھتا ہوں جسطرح
کہ بیٹھتے ہیں بندے اور کھاتا ہوں جسطرح کہ کھاتے ہیں بندے الا در صورت عارضہ رخصت ہے اور صاحب
مواہب نے کہا ہے کہ جو ثابت ہوئی کراہت اتکا کی یا ہونا اسکا خلاف اولی پس مستحب صفت جلوس
میں اکل کے لیے وہ ہے کہ دو زانو پر بیٹھے اور پشت دونوں قدم کے یا ایستادہ کرے پاے راست کو
اور بیٹھے اوپر پاے چپ کے اور جب رکھتے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دست مبارک طعام میں
بسم اللہ الرحمن الرحیم کہتے اور اگر بسم اللہ کہے کافی ہے اور حاصل ہوتی ہے سنت اور بعد
طعام کے حمد کرتے تھے خداے عزوجل کی اور صیغے حمد کے متعدد و ماثور ہیں اور اس قدر کافی
ہے کہ کہے الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین یعنے سب تعریفیں ثابت
ہیں اللہ کے لیے جسنے کھلایا ہمکو اور پلایا ہمکو اور گردانا ہمکو مسلمانوں سے اور آنحضرت دھوتے تھے
دست مبارک پیش از طعام اور بعد اسکے اور نہ کھاتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طعام گرم
کو اور نہیں کھایا آنحضرت نے اوپر خوان کے ہرگز اور نہیں کھائی نان تنک و لیکن کھایا ہے اوپر
سفرہ کے کہ وہ چرم یا برگ خرما سے تھا اور مواہب میں کتاب ہدی سے نقل کیا ہے کہ بعض اطبا نے
کہا ہے کہ جو کوئی چاہے حفظ صحت بعد از عشا مشی کرے باندازہ سو قدم کے اور خواب نکرے عقب اسکے
کہ مضر ہے اور نماز پڑھنا پیچھے کھانے کے آسان کرتا ہے ہضم کو فصل بیان شرب آنحضرت میں و لیکن
شراب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس تحقیق دوست رکھتے تھے آب شیرین اور سرد کو لاتے تھے
صحابہ رضی اللہ عنہم بیر سقیا سے کہ ایک چشمہ ہے کہ درمیان مدینہ اور اُسکے دو دن کی راہ ہے اور
لاتے ہیں کہ آنحضرت عسل کو آب میں مزج کرتے تھے وقت صباح اور نوش فرماتے تھے اور جب
چند ساعت اوپر اُسکے گذرتیں اور جوع پیدا ہوتی جو حاضر ہوتا طعام سے تناول فرماتے اور
دوست رکھتے تھے حضرت لبن کو اور فرماتے تھے کوئی چیز نہیں کہ کفایت کرے طعام اور شراب سے
اور کام دونوں کا کرے مگر لبن ہی حضرت نے فرمایا ہے تین چیزیں اگر کوئی دیوے پھیرنا نہ چاہیے

سقیا نام ... [illegible]

کبین اور وسادہ اور دہن اور ایک حدیث مین طیب بجاے دہن واقع ہوا ہے اور احیاناً حضرت نے
تکیہ بھی کیا ہے یعنی پانی قدح کے ساتھ پیا ہے انہار وغیرہ سے نہ ساتھ منھ کے مثل چارپایون کے اور
آنحضرت پانی اوپر کھانے کے نہ پیتے تھے کہ مفسد ہے اور جبتک طعام رو بانہضام نہ لاوے پانی پینا
نہ چاہیے اور پانی بیٹھکر پیتے تھے روایت کیا اسکو مسلم نے۔ الا آب زمزم اور آب وضو اور تھے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیتے تھے پانی کو تین دم کے ساتھ اور فرماتے تھے کہ یہ پیاس
سا زندہ تر اور گوارہ تر اور شفا بخشندہ ہے اور قدح کو ہر بار دہن مبارک سے جدا کرتے اور تنفس کرتے
اور دم لینے کو اندر قدح کے منع فرماتے تھے اور جب اثر دیا کرتے قدح کو ساتھ منھ کے تسمیہ فرماتے
اور جب جدا کرتے حمد کہتے کرتے یہ تین بار اور حدیث مین آیا ہے کہ جب رکھا جاوے مائدہ پس چاہیے
کہ نہ اٹھے آدمی اور نہ اٹھاوے اپنا ہاتھ کھانے سے اگرچہ سیر ہووے جبتک کہ فارغ ہووے
قوم کہ یہ بات خجل کرتی ہے اسکے ہمنشین کو شاید اسے حاجت باقی رہے وصل بیان لباس
حضرت مین۔ عادت شریف حضرت کی لباس مین توسع اور ترک تکلف تھا سفر السعادت
مین مرقوم ہے کہ لوگ بعد آنحضرت دو فرقے ہوے بعض نے مبالغہ کیا تزئین اور تجمل مین اور
ثیاب نفیس پہنا اختیار کیا اور اسکے مقید ہوے اور بعض نے التزام ثیاب خشن اور درشت
اور خسیس اختیار کیا اور اوسکے مقید ہوے اور یہ دونون روش خلاف طریقہ نبوی کے ہین
توسط اور عدم تقید اور تکلف ہر حال مین محمود ہے اور اگر احیاناً لباس نفیس گران بہا کہ حضرت
کے لیے ملوک عجم ہدیۃً اور ارسال کرتے تھے بارادہ استمالت انکی خاطر کے پہنتے تھے لیکن جلد
بدن مبارک سے اتارتے تھے اور اوپر لوگون کے تقسیم کرتے تھے اور اکثر علما اور عبا ولباس
حسن اور جامہ نفیس پہنتے تھے اور نیت انکی اسمین صالح تھی جیسا کہ آنحضرت وفود کے لیے
تجمل فرماتے تھے اور جمعہ اور اعیاد کے لیے بھی لباس جدا بناتے تھے وصل دستار مبارک
مین۔ نہ تھا عمامہ شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بہت بڑا اور بھاری کہ اس سے سر مبارک
پر بار ہوتا اور چھوٹا کہ قاصر ہوتا وقایہ سر کو حر اور برد سے اور آیا ہے کہ چودہ گز سے زیادہ نہ تھا اور
کبھی سات گز ہوتا اور ذراع شرعی ایک ہاتھ ہے سر انگشت میانہ سے بند مرفق تک صحیح مسلم مین
حدیث عمرو بن حریث سے آیا ہے کہا دیکھا مین نے آنحضرت کو اوپر منبر کے اور تھا اوپر سر مبارک کے
عمامہ سیاہ کہ رہا کیے تھے طرف اسکے درمیان دونون شانون اپنے کے اور صاحب مواہب
ابن ارقم سے نقل کرتا ہے کہ کہا ہے یہ آستینین فراخ دراز مانند اخراج کے اور عمامے مثل برج حادث
ہین نہین پہنا اسکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور نہ کسی ایک نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے
اور مخالف ہے سنت کے اور خاص خیلا ہے اور اوپر ہر تقدیر کے وہ جو واقع ہوا ہے حرمت اور

کراہت ہے اسبال اور تطویل سے ازار اور اسکے غیر مین بقصد خیلا اور تکبر اور تزئین کے ہے
اور جو بلا قصد ہووے جیسا کہ وقع ہو دیا اور عارضہ کے ہو داخل اس حکم مین ہووے اور
جاننا چاہیے ازار اس جگہ کہ مذکور ہے یعنی تہ بند کے ہے لیکن وہ ازار کہ عرف عجم مین ہے اور
عرب اسکو سراویل کہتے ہین اختلاف ہے کہ آنحضرت نے اسکو پہنا ہے یا نہین اور روایت کیا گیا ہے
کہ پہنتے تھے آنحضرت سراویل کو اور پہنتے تھے صحابہ حضرت کے زمانہ مین واللہ اعلم اور تھا محبوب
ترین ثیاب حضرت کے نزدیک قمیص اگرچہ ازار اور ردا بھی پہنتے تھے لیکن پیراہن کو بہت دوست
رکھتے تھے اور تھا طول ردا آنحضرت کا چار گز اور عرض اسکا دو گز اور ایک شبر اور پہنا ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبہ رومیہ تنگ آستین چنانچہ وقت وضو کے دستہای مبارک
آستین سے نکال کر اور جبہ کو اوپر کتفین اور پشت کے ڈالتے پس ہاتھ دھوتے اور یہ حالت
سفر مین تھی اور سفر مین جامہ تنگ پہنتے تھے اور صاحب مواہب نے نووی سے نقل کیا ہے
کہ اختلاف ہے علما کا ثیاب معصفر مین پس اباحت کیا ہے ایک جماعت علما اور صحابہ رضہ
اور تابعین رح اور مین بعد ہمنے اور امام اعظم رح اور شافعی اور مالک قائل ہین ساتھ اسکے ولیکن کہا ہے
امام مالک نے کہ لبس غیر معصفر افضل ہے اور ایک روایت مین تجویز کیا ہے لبس اسکا بیوت اور
سراؤن مین اور مکروہ رکھا ہے محافل اور اسواق مین اور ایک جماعت نے کہا ہے کہ مکروہ ہے
بکراہت تنزیہی اور مذہب حنفیہ مین بھی اقوال ہین صحیح وہ ہے کہ مکروہ ہے بکراہت تحریمی اور
جائز ہے نماز ساتھ اسکے بکراہت پس معلوم ہوا کہ جامہ معصفر اور مزعفر دونون منہی عنہ
ہین ولیکن تطلس کہ عبارت ہے ڈھانکنے سر سے ساتھ چادر اور مانند اسکے اور ڈالنے دونون
طرف اسکے اوپر کتفین کے پس کہا ہے ابن قیم جوزی نے کہ وہ مکروہ ہے منقول نہین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور حدیث بیہقی کی شعب الایمان مین حدیث
سہل بن سعد ساعدی اور ابن سعد طبقات مین حدیث انس سے ۔ اور سعید بن منصور
سنن مین یہ سب احادیث تائید کرتی ہین قول ابن قیم جوزی کو ۔ فصل اور لباس آنحضرت
سے خاتم تھے کہ پہنتے اسکو صحیحین مین بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہما آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے کیا خاتم کو نقرہ سے اور رہتی تھی وہ خاتم دست مبارک مین اور بعد آنحضرت دست ابی بکر
رضی اللہ عنہ مین اور بعد انکے دست عمر رضی اللہ عنہ مین اور بعد انکے دست عثمان رضی اللہ عنہ مین
تا آنکہ گر پڑی بیراریس مین کہ نام ایک چاہ کا ہے جانب مسجد قبا مین اور پہننا خاتم حدید اور
صفر اور نحاس کا مکروہ ہے ولیکن خاتم ذہب پس صحیحین مین روایت براء ابن عازب اور ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ کہا منع کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاتم ذہب کو اور تختم بخاتم

عقیق پس بروایت انس آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تختم کرو بخاتم عقیق
اور یہ بھی سرفراز تر ہے بزینت اور نقش نگین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محمد رسول اللہ تھا
سطر اول مین محمد اور ثانی مین رسول اور ثالث مین اللہ یونہین کہا ہے صاحب مواہب نے
اور لبس دو خاتم زیادہ مین کراہت ہے خصوصًا کہ فضہ ہووے اور صاحب مواہب بھی کہتا ہے
کہ عبارت سے کراہت ظاہر ہوتی ہے نہ حرمت اور اصل مین لبس خاتم مین بھی اختلاف
ہے بہتون نے اہل علم سے مباح رکھا ہے بے کراہت اور بعض نے مکروہ رکھا ہے اگر
بقصد زینت ہووے اور بعض مکروہ رکھین مگر صاحب سلطنت اور خداوند حکم کو اور
اور حدیث مین بھی ایسا ہی آیا ہے وصل بیان نعل شریف آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین نعل اُسے کہین کہ ڈھانپے ساتھ اُسکے قدم کو اور اگر ڈھانپا
جاوے ساتھ اُسکے شتالنگ موزہ ہے والا نعل صحیح بخاری مین بروایت انس آیا ہے
کہ تھین نعلین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو قبال اور قبال زمام نعل ہے اور
وہ ایک دوال ہے کہ ہوتا ہے درمیان دو انگشت کے اور ترمذی شمائل مین روایت
ابن عباس سے لایا ہے کہ دو قبال تھے کہ دونون تھے شراک اُنکے اور بعض نے علماء حدیث
سے تمثال نعل شریف کو تالیف علیحدہ مین بیان کیا ہے اور فضل اور نفع اور برکت اسکی
بہت لکھی ہے اور مواہب مین تجربہ اُسکا دفع وجع کے لیے ساتھ رکھنے اس تمثال کے
موضع وجع مین اور حصول امان کے لیے یعنی بغات اور غلبہ عداوت سے اور حذر بر شیطان
ملعون اور شر حاسد سے اور تیسیر طلق اور ہر صورت کے ذکر کیا ہے اور قصائد انکی مدح اور بیان
فضائل مین انشا کیے ہین وصل بیان فراش مین۔ اور فراش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
صحیحین مین عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیا ہے کہ کہا تھا فراش رسول خدا کہ خواب فرماتے تھے
اوپر اُسکے ایک چرم محشو پوست درخت خرما اور تھا لوفتہ اور کہا ہے کہ لیٹے تھے آنحضرت اوپر
حصیر کے اور نہ تھا اوپر بدن مبارک کے سوائے ازار کے اور نشان پڑ گئے تھے حصیر کے
پہلو مین اور آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ یہ ایک قوم ہے کہ دیے گئے شتاب انکو طیبات انکی
دنیا مین اور ہم وہ قوم ہین کہ دیر رکھے گئے طیبات ہمارے آخرت مین وصل بیان نکاح اور
جمع آنحضرت مین ابن سعد نے طاؤس اور مجاہد سے نقل کیا ہے کہ دیے گئے تھے آنحضرت قوت
چالیس مرد کی جماع مین اور کہا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے تزوج کرو اسلیے کہ افضل اس امت کا
وہ کوئی ہے کہ زیادہ ہین نسا ر اُسکی اشارت ہے ساتھ ذات شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
یا عام ہووے۔ بروایت انس آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تفضیل دیا گیا ہون

اوپر لوگون کے ساتھ چار خصلت کے سماحت اور شجاعت اور کثرت جماع اور شدت بطش کے رواہ
الطبرانی پس معلوم ہوا کہ قوت مباشرت کے شمار کمال انسان سے ہے اور تھین داؤد علیہ السلام
کی ننانوے ازواج پس دوست رکھا ایک عورت کو تا سو پوری ہوئین اور سلیمان بن داؤد
علیہما السلام طواف کرتے تھے اوپر نوے نسا کے اور قوت جماعی کہ آنحضرت کو تھی داخل معجزہ ہے
کہ طواف کرتے تھے ایک شب مین سب ازواج مطہرات کے اوپر کہ گیارہ یا نو تھین علی اختلاف الروایات
اور بیان سے کوئی توہم فضیلت سلیمان علیہ السلام کا اوپر آنحضرت کے نہ کرے اس لیے کہ سلیمان
علیہ السلام نبی مالک تھے اور دیا گیا تھا اُنکو ملک کہ نہین دیا گیا بعد اُنکے کسی کو اور یہ کثرت نسا اونکو
منجملہ اُسکے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت اور عبودیت اور فقر اختیار فرمایا
اور فوائد اور منافع نکاح اور جماع کے بہت ہین عمدہ اُنکا وجود تناسل اور بقار اور دوام نوع
انسان جس مدت تک کہ خدا نے چاہا ہے اور قضاے حاجت اور نیل لذت اور ذوق مباشرت
اور منافع نکاح سے غض بصر اور دفع احتقان منی کا ساتھ استفراغ اُسکے اور حفظ عفت اور
دفع مضار کہ حاصل ہوتے ہین احتقان سے اور فوائد نکاح سے زیادہ تکلیف اوپر قیام
حقوق نسا کے اور صبر اُنکی ایذا اور کج خلقی کے اوپر اور مذہب حنفی مین مطلق ترجیح افضل
ہے تجرد سے وصل نوم آنحضرت مین۔ نوم آنحضرت اوپر قدر اعتدال کے تھا اور نفرماتے
تھے نوم فوق قدر محتاج الیہ کے اور منع نہ کرتے تھے نفس کو قدر محتاج الیہ سے اور رات
مین کبھی خواب فرماتے اور بعد ازان بیدار ہوتے اور وضو اور نماز ادا فرماتے چند بار
شب مین ایسا ہی کرتے اور خواب اوپر پہلو داہنے کے فرماتے تھے اور احیاء العلوم مین لکھا ہے
کہ نوم چار نوع پر ہے نوم اوپر ظہر کے عبرت پذیرون کے لیے کہ نظر کرتے ہین آسمان
اور کواکب مین اور فکر کرتے ہین آیات اُسکی مین اور نوم اوپر یمین کے متعبدون
اور بیدار ہونے والون کے لیے واسطے نماز شب کے اور نوم اوپر یسار کے رخصت
اختیار کرنے والون کے لیے ساتھ ہضم طعام کے اور نوم اوپر منہ کے یعنے
اوندھا ہونا نگون بختون اور متکبرون کے لیے قسم تیسری ذکر وقایع سنوات
ہجرت مین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابتدا سے تا ابادی مرض اور وفات
تک جاننا چاہیے کہ بالاتفاق مدت آنحضرت مدینہ مین دس برس تھے اور
علماے سیر نے وقایع اُن دس سال کے کہ ہر سال مین وقوع پائے ہین جدا
جدا ذکر کیا ہے۔ اول وقایع بعد از قدوم شریف تاسیس مسجد قبا ہے کہ آنحضرت نے
بدست مبارک اپنے کے اور خلفا نے سنگ رکھے ہین ثانی وقایع سنہ اولی ہے اسلام عبداللہ بن سلام کا ہے

کہ

کہ احبار یہود اور اولاد یوسف علیہ السلام تھا اور منجملہ وقائع سنہ اولی کے پہونچنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زید بن حارثہ اور ابو رافع کو کہ مولی آنحضرت تھا مکہ مین ساتھ پانچسو درہم اور دو شتر کے تا فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم اور سودہ بنت زمعہ اور اسکی ماں ام ایمن کو مدینہ مین لا دین پس ان سبکو لائے اور عبد اللہ بن ابی بکرؓ بھی عیال پدر اپنی کو اٹھا کر ہمراہ اُنکے مدینہ مین لائے اور وقائع اُسی سال سے بنا مسجد عظیم مدینہ ہے اور زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین علامت محراب کہ اب مساجد مین متعارف ہے نہ تھی ابتدا اسکی وقت عمر بن عبد العزیز سے ہے کہ ولید بن عبد الملک کی طرف سے امیر مدینہ تھا اور تعمیر مسجد شریف کرتا تھا اور صاحب مواہب لکھتا ہے کہ مسجد مین ایک موضع مظلل تھا کہ وہان پناہ پکڑتے تھے اور جا بود و باش اپنی کرتے تھے وہ مساکین کہ خانمان نہ رکھتے تھے اور اُسکو صفہ کہتے تھے اور اہل اُسکو اصحاب صفہ اور صحیح بخاری مین بروایت ابی ہریرہؓ وہ ستر تن تھے کہ نہ تھی اوپر کسی ایک کے اُنمین سے ردا الا ازار یا گلیم باندھتا تھا اوپر گردن اپنی کے بعضون کو تا نصف ساق اور بعض کو تا کعبین پہونچتی تھی اور گاہے اہل صفہ چارسو تک پہونچتے تھے اور کبھی کم ہو جاتے تھے اور گاہے بیشتر اور وقائع اُسی سال سے تشریع اذان ہے اور ذکر اُسکا باب عبادات مین بتفصیل گذرا ہے حاجت اعادہ کی نہین ہے اور بعض نے اُسکو وقائع سنہ ثانیہ سے رکھا ہے واللہ اعلم اور وقائع سنہ اولی ہجرت سے اسلام سلمان فارسی کا ہے کہ اصل اُسکی فارس ہرمز سے ہے اور بعض نے اصفہان سے کہا ہے اور وقائع اُسی سال سے ہے باندھنا عقد مواخات کا درمیان مہاجرین اور انصار کے کہ تھے وہ ہر طائفہ سے پینتالیس اور ایک قول مین پچاس مہاجرین سے اور پچاس انصار سے اور یہ عقد مواخات پیش از نزول اس آیہ کے تھا و اولوا الارحام الخ اور بعد اُسکے منسوخ ہوا اور وقائع اُسی سال سے ہے زیادتی نماز حضر مین اور بخشن کرنا رکعت کا ساتھ مسافران کے اور وقائع سنہ اولی سے ہے امر کرنا آنحضرتؐ کا صحابہؓ کو ساتھ صوم یوم عاشورہ کے اور وقائع اُسی سال سے ہے وفات براء بن معرور کی اور وہ بنی انصار سے ہے خزرجی سلمی اور موت اسعد بن زرارہ بھی اسی سال مین ہوئی ہے اور بھی اسی سال مین کلثوم بن الہدم نے کہ انصار سے ہے اور عثمان بن مظعون نے کہ مہاجرین سے ہے وفات پائی ذکر وقائع سال دوم اور منجملہ وقائع سال دوم تحویل قبلہ ہے اور نکاح فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا ساتھ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے اور ولادت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بقول اصح پانچ برس پہلے نبوت سے ہے اور شہر تزویج مین اختلاف ہے بعض کے نزدیک رمضان اور بقول بعض رجب اور بقول بعض صفر اور بقول بعض بعد از غزوہ احد کذا فی جامع الاصول اور سن شریف حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وقت تزویج مین بعض کے نزدیک سولہ برس کا اور بقول بعض اٹھارہ برس

اور بقول بعض پندرہ برس اور تھے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اکیس برس پانچ مہینے کے اور حدیث
میں آیا ہے کہ رنگ روی مبارک حضرت فاطمہ کا بسبب اکثر نشستن روبروے آتش اور پکانے روٹی
اور جاروب خانہ اور پیسنے چکی کے متغیر ہوا تھا اور دست مبارک میں نشان اور چھالا متغیر چنانچہ علی مرتضیٰ ایک
مرتبہ بطلب خادم پیش آنحضرت تشریف لیگئے پس آنحضرت نے فرمایا میں تمکو بہ از خادم ایک چیز تعلیم
کرتا ہوں کہ جسوقت سونے لگو تینتیس بار سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر
کہو علی مرتضیٰ کہتے ہیں کہ ہرگز اس ورد کو ترک نہیں کیا میں نے اور نہ شب صفین میں ۔ اور وقائع
سنہ دوم سے فرضیت ماہ رمضان اور نماز عید اور صدقہ فطر کی ہے بعد از تمادی اٹھارہ مہینے کے
قدوم آنحضرت سے مدینہ میں اور بھی اسی سنہ میں امر جہاد و قتال واقع ہوا اور اذان کیا گیا
ساتھ اسکے اور مجموع غزوات آنحضرت کو خود بہ نفس نفیس باہر آئے ہیں بقول صاحب مواہب
ستائیس تھیں اور صاحب روضۃ الاحباب کے نزدیک ایک قول میں اکیس اور اقوال
دوسرے میں چوبیس نقل کی ہیں اور صحیح بخاری میں زید بن ارقم سے روایت کیا ہے ۔ بدر
اور احد اور احزاب بنو قریظہ اور بنو المصطلق اور خیبر اور فتح مکہ اور حنین اور طائف اور عدد
سرایا کا سینتالیس تھا اور بعض نے چھپن کہا ہے اور صحیح بخاری میں بروایت ابن اسحٰق اول
غزوہ آنحضرت ابوا بعد ازان بواط بعد ازان عشیرہ اور روایت کیا ہے احمد اور ترمذی نے ابن
عباس سے کہ رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیاہ تھا اور لوا سفید اور بروایت ابن
عدی مکتوب تھا اسمیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور بھی شہر ربیع الاول سنہ دو میں اوپر
راس تیرہ مہینے کے ہجرت سے غزوہ بواط واقع ہوئی اور بعد ازان غزوہ عشیرہ اور روضۃ الاحباب
اور معارج النبوۃ میں مذکور ہے کہ اسی سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی مرتضیٰ
رضی اللہ عنہ کو کنیت کیا ساتھ ابو تراب کے اور مشہور بروایت بخاری اور مسلم کے سہل بن
سعدی سے اور طرح پر ہے اور بھی اسی سال میں کرز بن جابر فہری اوپر شترون مدینہ کے کہ
چراگاہ میں تھے اور وہاں شتر آنحضرت کے تھے اور آیا ہانک اور بھی اسی سال میں سریہ عبد اللہ
بن جحش نے کہ پسر عمہ آنحضرت اور بھائی ام المومنین زینب بنت جحش کا تھا وقوع پایا
اور اعظم وقائع کا سال دوم میں ہجرت سے واقعہ غزوہ بدر کبری اور بدر عظمی لکھتے ہیں

وصل اور جب لشکر اسلام جمع آیا آنحضرت نے تسویہ صفوف کیا اور فرمایا کہ جبتک میں
نہ کہوں حملہ اوپر اعدا کے نہ کرو پس اول وہ لشکر کفار سے باہر آگے عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ
بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ تھے اور مبارز طلب کیے اور لشکر اسلام سے بھی تین شخص نکلے عوف
اور معاذ بیٹے حارث کے اور عبد اللہ بن رواحہ کفار نے پوچھا تم کون ہو کہا ہم ایک قوم ہیں

انصار سے کہا ہم کو ساتھ تمہارے کچھ کام نہیں ہم اپنے اعمام اپنوں کو طلب کرتے ہیں اور
معوذ اور معاذ دونوں بھائی کہ بیٹے عفرا کے ڈھونڈھتے ابوجہل کو جب دیکھا اُسکو مانند
دو چراغ کے اپنی جگہ سے کود کے اور اُسکو ساتھ ضرب شمشیر کے مارا اور ڈال دیا اور فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الحمد للہ الذی نصر عبدہ و اعز دینہ یعنے سب
ستایش اُس خدا کو جسنے فتح مند کیا اپنے بندے کو اور غالب کیا اپنے دین کو اور فرمایا
و مات فرعون ھذہ الامۃ یعنے اور مرا فرعون اس امت کا اور ایک روایت میں آیا ہے
کہ سجدہ شکر بجا لائے اور اسی جگہ سے ہے کہ بعضے فقہا قائل ہوئے ہیں ساتھ استحباب سجدہ شکر
کے سجود شکر نعمت تجدد وارد اور دفع بلیہ مکروہ کے اور کہا خطابی نے کہ شدت اجتہاد آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا اس جنگ میں اور مشقت اُنکی دعا میں اس جہت سے تھی کہ دیکھا مسلمان
غوض کرتے تھے غمرات موت میں اور ملائکہ کھڑے ہیں قتال میں چاہا کہ آپ بھی اجتہاد
کریں جہاد میں اور جہاد اوپر دو نوع کے ہے ایک جہاد بسیف اور ایک جہاد بدعا اور
آیا ہے جسوقت کہ ملتقی ہوئیں دونوں جماعت لی آنحضرت نے سنگریزوں سے اور ڈالا
اُسکو اُنکے مونھوں پر اور کہا شاہت الوجوہ یعنے زشت اور خراب ہوویں منھ پس باقی نہ رہا
کوئی مشرک مگر وہ کہ آئی آنکھوں اور ناک اُنکی میں کچھ ان سنگریزوں سے اور منھ پھیرا اور رکھا فضل
اور اعظم فضائل اور خصائص غزوہ بدر سے حضور ملائکہ اور قتال اُنکا ساتھ مشرکین کے اور غزوہ
میں نہیں واقع ہوا اور تفسیر قول سبحانہ ویوم حنین میں لائے ہیں کہ اختلاف ہے آئمین کہ روز
حنین میں قتال کیا ملائکہ نے یا نہیں اور اس جگہ دونوں قول ہیں قول آخیر رد ہے کہ نہیں کیا
ولیکن رد کرتی ہے اس قول کو حدیث مسلم اپنی صحیح میں سعد بن ابی وقاص سے کہ دیکھا
جانب یمین اور شمال رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روز احد دو مرد کو کہ تھے اوپر اُنکے
ثیاب سفید کہ نہیں دیکھا میں نے اُنکو ہرگز اس سے پہلے اور نہ پیچھے اس سے یعنے جبرئیل اور
میکائیل علیہما السلام کو اور قتال کرتے تھے اشد قتال اور مواہب میں ربیع بن انس سے
لائے ہیں کہ کہا حق تعالے نے مسلمانوں کو ساتھ ہزار کے پھر ہوئے تین ہزار پھر ہوئے
پانچ ہزار اور کہا ہے کہ پہچانتے تھے ملائکہ ساتھ آثار سیاہ کے اطراف اور نشان
اور جد وستور لوہار کے کہ ظاہر ہستی ان سے تھے اور سفر اور سر پہ تھے اور مسلمانوں سے چودہ
مرد بدر میں شہادت کو پہونچے چھ مہاجرین اور آٹھ انصار سے چہرہ فرح اور دواس سے
وصل بیان ثبوت سماع اور علم و شعور موتی میں حدیث صحیح مسلم اور حدیث صحیح
متفق علیہ میں آیا ہے کہ میت سنتا ہے آواز کو جوتیوں کی مردم کی بوقت مراجعت اُنکی دفن سے

اور شیخ ابن الہمام نے شرح ہدایہ مین کہا ہے کہ اکثر مشائخ حنفیہ اوپر اسکے ہین کہ میت نہین سنتی اور
جواب دیا ہے حدیث مسلم سے کہ ناطق بسماع میت ہے قرع نعال مردم کو ساتھ اسکے کہ یہ مخصوص
ہے بوقت رکھنے کے قبر مین مقدمہ سوال کے لیے اور یہ تخصیص خلاف ظاہر کے ہے اور کوئی دلیل اوپر
اسکے نہین اور ظاہر حدیث کا وہ ہے کہ یہ حالت حاصل ہے میت کو قبر مین اور زندہ کرنا میت
کو بوقت سوال ہے اور آگے اس سے زندہ کرنا مقدمہ سوال کے لیے کیا معنے رکھے اور جواب
دیا ہے حدیث مسلم سے کہ بعض ہوا اوپر خلاف مذہب اُنکے لگا ہے ساتھ اسکے کہ یہ مخصوص ہے
یا آنحضرت معجزہ ہے اور جیسا کہ بروایت قتادہ لائے ہین رکھا حق تعالے نے زندہ کیا اونکو تا
سنوا وے اور ہین یہ سخن پیغمبر زیادت توبیخ اور حسرت اور ندامت کے لیے اور پوشیدہ
نہ رہے کہ حمل اوپر اسکے مجرد احتمال اور تاویل ہے اسپر نہ کرنا چاہیے جب تک کہ تمام ہووے
دلیل اوپر استحالہ سماع کے اور پروردگار عزوجل قادر ہے اوپر اسکے اور ہیئت حواس ادراک
کے لیے عادی ہے بدون اسکے بھی ہو سکتا ہے اور قوی ترین شبہات اور منکرین ہونے کا
یہ دو آیتین ہین انک لا تسمع الموتی یعنے بدرستی تو اے محمد نہین سنوا سکتا مردون کو
وما انت بمسمع من فی القبور یعنے نہین تو سنوانے والا اُنکا جو قبرون مین ہین اور معنی آیت کی
وہ ہین کہ تو نہین سنوا سکتا بلکہ خدا سنواتا ہے اور مراد بموتی اور من فی القبور سے کافر ہین اور
مراد ساتھ عدم استماع کے عدم اجابت حق کو ساتھ اس دلیل کے کہ یہ دونون آیتین نازل ہوئی
ہین دعوت کفار مین طرف ایمان کے اور نہ قبول کرنا اُنکا حق - یا مراد بموتی وموتی القلوب
آیا ہے اور ساتھ قبور کے اجساد اُنکے کہ اسمین دلہا سے مردہ پڑے ہین اور حاصل
کلام اخبار اور آثار سماع موتی اور علم وشعور مین ہینتہ ہین اور کوئی دلیل قاطع اوپر خلاف
اُسکے ساتھ ثبوت کے نہین ملی اور کلام اس مقام مین شرح مشکوۃ شیخ مین باستیفا مذکور ہے
چونکہ منظور یہان اب اختصار ہر جگہ ہے اسلیے زیادہ تحقیق نہین کیجاتی ہے **وصل بیان اسیران**
بدر مین - مروی ہے کہ جب اسیران بدر کو غل گردن اور زنجیر پانون مین آنحضرت پاس لائے
فرمایا کہ یہ نہین چاہتے کہ مسلمان ہوویں اور بہشت مین آویں ولیکن حق تعالے نے بزور رسیسمانہ
اپنی درگاہ مین لاتا ہے اور بہشت مین داخل کرتا ہے اور ایسا ہی ہے حکم تکالیف شرعیہ کا
کہ حق تعالے نے اپنے بندون کو تکلیف کی ہے اور مقید اُسکے ساتھ کرکے اپنی درگاہ مین
لاتا ہے اور بہشت مین داخل کرتا ہے اور اسلام حضرت عباس بن عبد المطلب مین اختلاف
ہے بعضے کہتے ہین کہ یہ قائم الاسلام تھے لیکن پوشیدہ رکھتے تھے اور بعض کہتے ہین روز
بدر اسلام لائے اور بعض نے کہا ہے کہ پیش از فتح خیبر اسلام لائے تھے اور مخفی رکھتے تھے

بروز فتح ظاہر کیا اور قصہ اسیران بدر کا غرائب قصص سے ہے کہ جب لائے گئے اسیران بدر
پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت نے انکے باب مین مارنے اور فدیہ لینے مین ساتھ
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مشورہ فرمایا کہ فدیہ لیکر زندہ رکھنا چاہیے شاید کہ خدا تعالی
انکو توفیق اسلام عطا فرماوے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مارنا چاہیے گردنین
انکی کہ یہ ائمہ کفر ہین اور پیشوا انکا فرعون ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قول
صدیق میل فرمایا اور جب فارغ ہوے آنحضرت اس قضیہ سے آخر رمضان اور اول رمضد
مین شعبان سے بھیجا زید بن حارثہ کو مدینہ مین واسطے بشارت فتح کے اور پہونچا وہ وقت ضحی مین
اسوقت کہ فارغ ہوے تھے دفن رقیہ بنت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وندا ہوا صحیح وصل
احادیث فضل اہل بدر مین بہت واقع ہوئی ہین ایک انمین سے یہ حدیث ہے کہ اسکا ترجمہ یہ ہے
کہ اللہ تعالے مطلع ہوا اوپر اہل بدر کے پس کہا کرو تم جو چاہو پس تحقیق بخشا مین نے تمکو اور ایک
روایت مین پس تحقیق واجب ہوئی تمھارے لیے جنت اور اس جگہ ایک حکایت غریب ہے
کہ عامہ ناس مین شہرت رکھتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جبال بدر مین ایک موضع ہے کہ سنی جاتی ہے
اس موضع سے آواز مثل آواز نقارہ کے کہ بادشاہون کے ہان وقت فتح اور نصرت کی علامت
ہے اور کہتے ہین کہ یہ نشان ہے کہ حق تعالے نے اس وادی مین فتح اور نصرت مومنون کا کہ فتح مبین
اور نصر عزیز واقع ہوئی ہے علامت چھوڑی ہے اور شیخ قدس سرہ العزیز فرماتے ہین کہ مین جب
اس مقام شریف مین بزیارت عرصہ بدر کہ مقام فتح اور نصرت مومنون کا ہے پہونچا مشاہدہ اس معرکہ کا
اور حضور سید انام اور صحابہ کرام کا خیال آیا اور ارادہ دیکھنے اس موضع اور سننے آواز کا کہ
مشہور ہے دل مین آیا جماعہ اہل اس وادی سے کہ وہان کھڑے تھے حقیقت حال پوچھی کہا البتہ
کبھی ہوتا ہے اور کبھی نہین اور بھی وقایع سال دوم سے سریہ عمیر بن عدی بن خرشہ ہے کہ بھیجا
ہے اسکو آنحضرت نے اوپر عصما یہودیہ بنت مروان زوجہ یزید بن زید خطمی یہودی کے تا قتل
کرے اسکو اور تھی وہ ملعونہ ایک زن سحا معارف زنان یہود سے سلیط لسان کہ پیوستہ
عیب کرتی تھی اسلام اور اہل اسلام کو اور ہجو کرتی تھی اور ایذا دیتی تھی رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو اور اسی سال مین غزوہ قرقرۃ الکدر کہ نام ایک موضع کا ہے واقع ہوا اور یہ
قرقرہ بفتح قافین نام زمین بلسا رطمنیہ کا ہے اور کدر بضم کاف اور سکون دال مہملہ ایک نوع
طیر ہے کہ اسکے رنگ مین ایک تیرگی ہے اور بعض نے اس غزوہ کو سال سوم مین رکھا ہے
بعد ازان غزوہ قینقاع اور وہ ایک بطن ہے یہود مدینہ سے کہ خاص انمین شجاعت اور صبر تھا
اور یہ غزوہ نصف شوال مین اوپر اس شہر کے ہجرت سے بعد واقعہ بدر کے ہوا تھا اور کبھی

اسی سال عبیا اضحی مین امیّہ بن الصامت شاعر کہ جاہلیت مین باعتبار فضائل کے اپنے ہوا سے
نبوت اور رسالت سر مین رکھتا تھا اور جب خبر ظہور نبوت آنحضرت کی سُنی اطبیعت حسد اور سابقہ
شقاوت ازلی سے گرفتار نکال کفران کا ہوا بعد ازان پانچوین ذیحجہ مین اور محمد بن اسحٰق نے کہا صفر
مین غزوہ سویق واقع ہوئی وقائع سال سوم از ہجرت اس سال مین غزوہ غطفان اور
اسکو غزوہ آمر بفتح ہمزہ اور میم کے بھی کہین اور حاکم نے غزوہ انمار بفتح ہمزہ اور سکون نون نام
اور وہ ناحیہ نجد مین بارھوین شب مین کہ گذری تھی ربیع الاول مین واقع ہوئی اور ایک وقائع
سنہ ثالثہ ہجرت سے قصہ قتل کعب بن اشرف یہودی کا ہے کہ چودھوین شب مین ربیع الاول
سے واقع ہوا اور اسکو اہل سیر مین سریہ محمد بن مسلمہ نام کیا ہے اور بھی اسی سال مین غزوہ
نجران تھی اور اس غزوہ کو غزوہ بنی سلیم بھی کہتے ہین ناحیہ فرع سے بفتح الفاء والراء اور بھی
اسی سال مین سریہ قردیہ بفتح قاف و راء اور بعض نے بکسر قاف اور سکون راء بھی کہا ہے نام ایک
آب کا ہے آبون نجد سے وقوع پایا اور بھی اسی سال مین بعد از قتل کعب بن الاشرف قتل
ابو رافع تاجر حجاز کا تھا اور روضۃ الاحباب مین کہتا ہے کہ بقولے قتل اسکا سال چہارم مین ہے
اور بقولے سال پنجم مین اور بقولے سال ششم مین واقع ہوا ہے اور اسی سال نصف شہر
رمضان مین سبط رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم و فلذہ بتول ریحان مسموم اور امام معصوم نور دیدہ
مصطفٰے امام حسن مجتبیٰ متولد ہوئے اور احوال اس اہلبیت طہارت کا مفصل محل اسکے مین مسطور ہوویگا
انشاء اللہ تعالےٰ اور بھی اسی سال مین ام کلثوم کو بعد از وفات اسکی ہمشیرہ کے کہ رقیہ تھی اور غزوہ
بدر مین وفات پائی تھی ساتھ عثمان بن عفان کے تزویج فرمایا اور اسی سال مین رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بی بی حفصہ دختر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اور زینب بنت خزیمہ کو عقد
نکاح اپنے مین لائے اور تفصیل اس احوال کی اُسکے مقام مین مذکور ہوتی ہے انشاء اللہ تعالےٰ
اور بھی اسی سال مین غزوہ احد واقع ہوئی شوال مین گیارھوین شب یا ساتوین شب
کہ گذری تھی اس سال اور بعض نے نصف شوال مین کہا ہے اور منقول مالک سے وہ ہے
کہ بعد ایک سال کے بدر سے اور بھی انھین سے منقول ہے کہ اوپر راس اکتیس شہر کے ہجرت
سے اور اعداد اور افراد لشکر کے ہزار مرد تھے اور ایک روایت مین نو سو اور سعدین
یعنی سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ دونون زرہ پہنے ہوئے آگے آگے آنحضرت کے
جاتے تھے وصل جب لشکر اسلام احد مین پہونچا جانبین نے صف باندھی
مسلمانون نے بیچ احد مین اور ان شعور بختون نے شورستان مین کہ وہان ہے اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خود صفوف صحابہ کو درست فرماتے تھے اور ایسا کیا کہ احد پشت پیچھے اور

مدینہ مقابل شہر کے آیا اور مشرکون نے بھی اپنی صفین آراستہ کین خالد بن ولید کو میمنہ مین اور عکرمہ بن ابی جہل کو اوپر میسرہ کے اور ابو سفیان کو قلب مین متعین کیا اور صفوان بن امیہ کو اور ایک روایت مین عمرو بن العاص کو ساتھ اتباع کے برابر رخنہ کوہ کے رکھا اور عبد اللہ بن ربیعہ کو اوپر تیراندازون کے امیر کیا اور بو طلحہ بن عثمان کو دیا القصہ مسلمان اوپر لشکر نابہنجار کے غالب آئے اور کفار نے منہ بہزیمت رکھا فتح اور نصرت بجانب اسلام ہزیمت و خیبت بجانب کفار بدکار مقرر ہوئی اور غرائب روایات سے ہے کہ معارج النبوۃ مین لایا ہے کہ آواز شیطان کی کہ قتل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ندا کرتا تھا مدینہ مین پہونچی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جو آواز سنی باہر دوڑ کر آئین اور روتی تھین اور ایسی ہی زنان ہاشمیہ بھی روتی تھین اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پیچھے سننے اس آواز کے مدینہ سے احد مین تشریف لیگئین جیسا کہ ذکر شریف انکی مین اس جگہ آویگا اور نہ حاضر ہونا عثمان کا روز احد جیسا کہ صحیح بخاری مین آیا ہے اور غائب رہنا انکا جنگ بدر سے اور حاضر نہونا اور تخلف بیعۃ الرضوان سے کہ سائل نے ابن عمر رضی سے سوال کیا تھا۔ پس کہا ابن عمر نے آ ! خبر دون مین اور بیان کرون تجھسے وہ جو پوچھا تو نے صحابہ اسوقت مین چار قسم ہوے ایک جماعت نے جنگ کی اور شہید ہوئی اور ایک گروہ بھاگ کر زد ایا اور شعاب جبل مین مخفی ہوے اور بعض نے شہر مین جاکر قرار پکڑا اور عثمان بن عفان ازانجملہ تھے اور بعد از تمام مقابلہ اور مقاتلہ اور تسکین نائرہ جنگ کے خدمت مین حضرت کی مراجعت کی اور اس آیت نے سب سے شامل حال ہوکر رقم عفو و مغفرت ناصیۂ حال اور نامۂ اعمال انکے پر کھینچا۔ ان الذین تولوا منکم الخ یعنی جن لوگون نے رو گردانی کی اور ایک جماعت نے ثبات قدم اختیار کیا اور اوپر مرکز صدق کے قائم رہے پس فرار عثمان مین روز احد کے گواہی دیتا ہون مین کہ خدا نے اسے عفو کیا اور تخلف انکا بدر سے بسبب بیمار ہونے صاحبزادی آنحضرت کی کہ انکی تزوج مین تھین اور چھوڑا حضرت نے انکو تیمارداری صاحبزادی کی مین اور فرمایا تمکو اجر اس مرد کا ہے جو حاضر ہوا بدر مین اور حصہ اسکا اور غیبت انکی بیعۃ الرضوان سے پس اس جہت سے کہ بھیجا انکو حضرت نے نزدیک اہل مکہ کے تا کہین انکو کہ حضرت معتمر آئے ہین نہ محارب اور تھی بیعۃ الرضوان بعد جانے عثمان کے طرف مکہ کے اور پکڑا آنحضرت نے دست راست اپنا اور مارا اوپر دست چپ کے اور فرمایا یہ دست عثمان کا ہے

فصل

بیان شہادت حضرت حمزہ مین اور قصہ قتل حمزہ بن عبد المطلب کا اسطرح پر ہے کہ وحشی بکینہ طعیمہ بن عدی طرف احد کے بقصد قتل حضرت حمزہ کے جاتا تھا ہند بنت عتبہ زن ابو سفیان مادر معاویہ نے راہ مین وحشی سے

ملاقات کی اور اسکو تحریص کیا اوپر قتل حمزہ کے اور کہا کہ میرے باپ طعیمہ کو حمزہ نے روز بدر مارا ہے وحشی کہتا ہے اتفاقاً جنگاہ مین حمزہ کو دیکھا مین نے کہ مانند شیر مست کے درمیان قوم کے اگے صفوف لشکر قریش کو درہم برہم کرتے تھے ناگاہ سباع بن عبد العزی خزاعی جماعت کفار سے باہر آیا اور مبارز طلب کیا حمزہ باہر آئے اور سباع کو مارا اور مین پس سنگ متواری تھا کمین مین جب حمزہ میرے پاس غافلانہ آئے حربہ اپنے کو انکی طرف ڈالا مین نے پس راہ مین گرے اور ایک جماعت انکے یارون سے اوپر سر انکے کے آئی اور کہا یا عماہ جواب نہ سنا جانا مین نے کہ آخر ہوئے صبر کیا مین نے تا لوگ آنکے سر سے دور ہوئے پس گیا مین اور حربہ اپنے کو اٹھا کر شکم انکا شگافتہ کیا اور جگر نکال کر ہند کے پاس لے گیا مین انھون نے اسکو چبا کر پھینک دیا **وصل** اور صحابہ نے بھی اس غزوہ مین کارزار بہت کی اور حق محبت اور اخلاص بجا لائے بعضے بشرف شہادت پہونچے اور بعضے باقی رہے رضی اللہ عنہم اور روایت ہے قیس سے کہ اسنے اپنے باپ سعد سے روایت کی کہ کہا علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے سنا مین نے کہ روز احد مین فرمایا سولہ ضرب مجھے پہونچین چار ضرب مین ان مین سے زمین پر گرا مین اور ہر بار کہ گرتا تھا مین ایک مرد خوبرو اور خوشبو میرے بازو پکڑتا تھا اور مجھے قائم کرتا تھا اور کہتا تھا متوجہ اوپر کفار کے ہو کہ طاعت خدا اور رسول اسی مین ہے اور وہ دونو تجھسے راضی ہین بعد از فراغ جنگ مین نے حضرت رسالت سے عرض کیا آن سرور نے فرمایا کہ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے اور طلحہ رضی اللہ عنہ سے بھی روز احد مین بہت دلاوریان وجود مین آئین کہ سبب ایجاب دخول جنت ہوئے اور ایک دلاورون و جان بازون درگاہ سے حنظلہ تغسیل تھا کہ اسکو غسیل الملائکہ بھی کہتے ہین اور وہ مدینہ مین تھا اور اسی رات کدخدا ہوا تھا اور ہمراہ اپنی بی بی کے سویا تھا اور صباح غسل جنابت کرتا تھا اور ایک جانب سر اپنے سے دھو لے تھی کہ ناگاہ سنا کہ دشمنانے اوپر اصحاب کے تنگی کی اور ایک روایت مین آیا ہے کہ غیب سے آواز آئی اسی حالت جنابت مین بطاقت ہوا اور احد مین آیا اور محاربہ کیا اور بہت کفار کو دوزخ مین پہونچایا اور شہید ہوا پس آنحضرت نے دیکھا کہ ملائکہ اسکو غسل دیتے ہین **وصل** اور ایک وقائع صعبہ احد سے شہادت مصعب بن عمیر کی ہے اور مصعب بن عمیر اجلہ اصحاب اور فضلا انکے سے ہین اور ایک مہر بران میدان جلالت اور سپہ سالاران معرکہ سے وہب بن قابوس مزنی اور برادر زادہ اسکا حارث بن عقبہ بن قابوس تھے **وصل** مردانگی اور دلاوری مردان اصحاب کی یہ تھی کہ مرقوم ہوئی لیکن بعض نساء مومنات نے کہ ہمراہ تھین اور خدمت غزوات کرتی تھین اور پانی انکو پہونچاتی تھین جہاد اور قتال کیا

چنانچہ

چنانچہ شبیہ بنت کعب کہ شیر زن تھی پر دل اور ہر ہر معارک اور محافل کی باتفاق شوہر اپنے زید بن
عاصم اور دونون بیٹون اپنے عمارا اور عبداللہ کے کہ اہتمام تمام کیا اور کہین کہ بسبب سفر اسکا جواب
مین بھی حاضر تھی وصل ہمراہ اصحاب اور قتال انکا ساتھ کفار کے اس غزوہ مین اور مارنا اور مارے
جانا اور جان فدا ے آنحضرت کرنا اور زخم و داغ کا بسبب اور زیادہ اس سے ہین چونکہ زخم اور
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ جو خون روی پر انور سید ابرار سے ہوتا تھا میرے
پدر مالک بن سنان نے اپنے کو اس موضع پر رکھا چوستے تھے اور نگل جاتے تھے پس لوگون نے
اسمین تکلم کیا آنحضرت نے فرمایا جو کوئی مساس کرے میرے خون کو نہ پہونچے اسکو آتش دوزخ
اور روضۃ الاحباب مین شیخ ابن حجر سے نقل ہے کہ شرح صحیح بخاری کہا ہو کہ عبدالرزاق معمر سے
اور معمر زہری سے روایت کرتا ہے کہ ستر ضرب شمشیر او پر روی مبارک حضرت کے مارین اور ہتھیار
سپاہ شر سے آنحضرت کو نگاہ رکھا اور عبدالرحمن بن حمید اسیدی نے بھی اقتصار آنحضرت کو مراد دیا
ناگاہ ابو دجانہ نے ساتھ ایک ضرب شمشیر کے اسکو او پر زمین کے ڈالا اور کیفیت عتبہ بن ابی
وقاص اور عبداللہ بن شہاب کی معلوم نہین کہ ہلاکت انکی کب اور کہان ہوئی اور معارج النبوۃ
مین علی الاجمال کہا ہے کہ بقیہ وہ پنج نفر شوم بھی اسی سال مین بافجع وجوہ ہلاک ہوئے وصل لائے
ہین کہ جب حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بامداد طلحہ اور علی کے اس مغاک سے باہر آئے اور
اصحاب نے جانا کہ وہ سرور انبیا زندہ ہین ہمراہ یارون کے متوجہ احد کے ہوئے اور چاہا کہ اوپر قلعہ
کوہ کے چڑھین بجہت ضعف کے کہ بسبب جراحات اور کوفت بدن کے ذات بابرکات مین عارض
ہوا تھا پسر ہند ابی سفیان نے ساتھ ایک جماعت کے مشرکون سے چاہا کہ دوسری طرف اوپر کوہ کے
جاکر اوپر انکے مشتعل ہووین اور نہ چھوڑین کہ پشعب مین آوین آنحضرت نے دست بدعا اٹھایا اور
فرمایا اے خدا اے تعالے امت چھوڑ کہ یہ عمل اپنے سے پیشتر جا سکین الغرض ان نامردون نے اکثر
کشتون سے اہل اسلام سے مثلہ کیا اور شکم انکے شگافتہ کیے اور جگر انکے باہر لائے اور گوش و بینی
شہدا کی کاٹ کر رشتون مین کھینچی الا حنظلہ غسیل الملائکہ کہ اسکو مثلہ نہ کیا بسبب اسکے کہ وہ بیٹا
ابو عامر راہب کا کہ اسکو ابو عامر فاسق کہتے تھے اور مشرکین کے ساتھ آیا تھا اور اول آپس
کسی کا کہ او پر لشکر اسلام کے تاخت لایا وہ تھا لعنۃ اللہ علیہ وصل اور جو مشرکین نے طرف مکہ کے
بازگشت کی خاطر اصحاب مین دغدغہ نے راہ پائی کہ مبادا عزیمت مدینہ کرین اور غارت اور تاراج
بوقوع آوے اسلیے علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو فرمایا تا عقب مخالفین کے جاوین اور تحقیق
اس خبر کی کرین پس حضرت امیر المومنین بموجب فرمودہ سید المرسلین خبر لائے کہ مشرکین
مکہ کو گئے اور نماز ادا کرتے ہین اوپر شہدا احد کے روایت مین آیا ہے کہ بعض اہل مدینہ

اور سیر سے اور یہ آیا ہے کتب مین کہ آنحضرت نے اولاً اوپر حضرت حمزہ نماز پڑھی بعد ازان جسکا جنازہ لاتے تھے
آگے حمزہ کے رکھتے تھے اور نماز پڑھتے تھے تا ستر نمازین اور حضرت حمزہ کے پڑھی گئین اور یہ بحث
بطول و تفصیل شرح سفر السعادت مین بیان کیا گیا ہے وہان چاہیے دیکھنا۔ از بعض تواریخ پہنچا
ہے کہ جنگ احد مین ستر مرد مسلمانون سے مقتول ہوے چار تن مہاجرین سے اور چھیاسٹھ نفر
انصار سے اور لشکر کفار سے قریب بائیس کے واصل جہنم ہوے وصل اور وہ جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم سے فضل مطلق شہادت مین وارد ہوا ہے اور روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے
کہ حق تعالی نے اوپر شہدا کے تجلی کرے اور کہے کہ طلب کرو اے شہیدا اور ای جانبازو جسے جو کچھ چاہو
کہین اے پروردگار ہم چاہتے ہین کہ روحین ہماری اجساد مین ہمارے دوبارہ لاوے تو اور ہمکو
دنیا مین بھیجے تا تیری رضا مین بار دوسری شہید ہووین ہم فرمان الٰہی کہ وے کہ ہم جسکی روح
قبض کرین دوبارہ دنیا مین اسکو نہ بھیجین اور ابی فروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے ایک دن زیارت قبور شہداء احد فرمائی اور کہا اے خدا بدرستی اور راستی
بندہ تیرا اور رسول تیرا گواہ ہے کہ یہ جماعت طلب رضا تیری مین شہید ہوئی ہے اور منقول
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہر سال زیارت شہداے احد جاتے تھے۔ اور بعد حضرت
کے ابو بکر صدیق اور عمر فاروق یہی سبیل مسلوک رکھتے تھے اور اخبار و آثار فضل شہداے
احد مین بہت وارد ہین لاے ہین کہ بعد چھیالیس برس کے کشف قبور بعض شہداے احد کا
بکدام ضرورت امر عجیب واقع ہوا ویسے ہی تر و تازہ مثل غنچہ ہاے گل اپنے اکفان مین تھے
کہ گویا کہ آج ہی دفن ہوے ہین اور لاے ہین کہ جب ابو سفیان اور مشرکین نے حرب احد
سے طرف مکہ کے مراجعت کی پھرنے اپنے سے نادم اور پشیمان ہوے اور کہا زحمت کھینچی ہمنے
اور لشکر جمع کیا ہمنے اور دہن عظیم لشکر محمد مین ڈالا ہمنے اور اخیار اصحاب آنحضرت کو مارا ہمنے اور
شور بکار نا تمام پھرے ہم مصلحت وہ ہے کہ پھرین ہم اور اصحاب حضرت کو بالتمام مستاصل کرین ہم
بعد ازان بلکہ مراجعت کرین ہم چنانچہ عکرمہ بن ابی جہل اس باب مین موافق ابی سفیان کے تھا
وقایع سال چہارم اور ماہ صفر مین اوپر راس چھتیس مہینے کے ہجرت سے جو واقعہ ہوا
سریہ رجیع ہے اور اسی قضیہ مین حدیث عضل اور قارہ کہ نام دو موضع کا ہے۔ اور حدیث صحیح
بخاری مین آیا ہے کہ خبیب کو جس وقت کہ محبوس تھا دیکھا کہ خوشہ انگور کھاتا ہے اور نہ تھا مکہ
مین اسوقت کوئی میوہ اور تھا وہ بستہ بزنجیر پس نہ تھا وہ مگر رزق کہ روزی کردا تھا اسکو حق
سبحانہ نے اور جب منقضی ہوئی اشہر حرم اسوقت تنعیم مین خبیب اور زید کو اوپر دار کے کھینچا
اور خبیب نے اس حال مین قریش سے التماس کیا کہ دو رکعت نماز ادا کرے حق تعالی نے اسکے

عضل بفتح عین مہملہ و سکون ضاد معجمہ و آخر لام ۱۲ منہ
قارہ بقاف و راء مخففہ ۱۲

دلون مین ڈالا کہ التماس اسکی کو مبذول رکھا اور یہ سلامت درمیان مقتولون کے جانب سے یادگار
رہتا اور اوپر راس پینتیس مہینے کے ہجرت سے سریہ ابو سلمہ عبد اللہ بن اسد مخزومی وقوع مین آیا
کہ اسکے ساتھ ایک سو پچاس مرد کے انصار سے کہ ابو عبیدہ بن الجراح اور سعد بن ابی وقاص اور
اسید بن حضیر اور ارقم بن ابی الارقم وغیرہ انمین تھے اوپر بنی اسد کے بھیجا اور بھی اوپر راس پینتیس مہینے
شہر کے عبد اللہ بن انیس کو بھیجا تا سفیان بن خالد عزلی کو ساکن عرنہ تھا قتل کرے اور ساحت
دین اسلام کو شر و فساد اسکے سے پاک کرے اور بھی ماہ صفر مین اوپر راس چھتیس مہینے
کے بعد از چار ماہ کے غزوہ احد سے واقع ہوا قصہ بیر معونہ کا کہ اسکو سریہ المنذر بن عمرو اور سریہ القراء
بھی کہتے ہین اور بیر معونہ ایک موضع ہے بلاد ہذیل مین درمیان مکہ اور عسفان کے اور بھی اسی
سال مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ جماعت کے کبار صحابہ سے مثل ابوبکر و عمر
اور علی اور طلحہ اور زبیر کے مہاجرین سے اور سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر اور سعد بن عبادہ
کے انصار سے ساتھ ایک تقریب کے کہ ارباب سیر نے ذکر کیا ہے منازل یہود بنی النضیر مین
تشریف لائے اور یہ ایک قبیلہ بڑا ہے قبائل یہود سے اور لائے ہین کہ خیمہ آنحضرت فضا سے
بنی خطمہ مین قیام کیا تھا عزورا کہ ایک تیر انداز ان یہود سے تھا تیر پھینکتا تھا ایک
تیر خیمہ آنحضرت مین پہونچا وہان سے خیمہ کو دوسری جگہ استادہ کیا حضرت علی علیہ السلام
اسکی گھات مین تھے ناگاہ دیکھا کہ شمشیر برہنہ ہاتھ مین ساتھ نو مرد اور کے باہر آیا علی
مرتضے نے اوپر اسکے حملہ کیا اور سر اسکا تن پلید اسکے سے جدا کیا اور آگے حضرت کے
لائے پس آنحضرت نے ابو دجانہ اور سہل کو ساتھ آٹھ نفر اور کے مصحوب علی مرتضے
کے کیا اور جماعت کو ہمراہ عزورا کے تھی سبکو قتل کیا اور سر انکے حضرت کے روبرو
لائے اور آنحضرت نے پندرہ رات دن اس جماعت کو محاصرہ مین رکھا اور ابن
ابی منافق اور قبائل اور کوئی فریادرس بنو النضیر کے نہو سکے پس آنحضرت نے ابو لیلے
مازنی اور عبد اللہ بن سلام کو امر فرمایا نخلستان یہود کو قطع کرین - القصہ حق تعالے نے خوف
دل مین بنی النضیر کے ڈالا اور رعب نے اوپر انکے غلبہ پایا کہ کسیکو اپنی طرف سے خدمت
مقدسہ حضرت نبویہ مین بھیجا کہ ہمکو چھوڑ دو تا نکل جاوین ہم اور بال بچون وادی غربت مین
رکھین ہم آنحضرت نے فرمایا کہ اسلحہ اپنے تمامہا چھوڑ جاؤ اور جسقدر کہ اموال و متاع کہ
چارپائے اٹھا سکین لیجاؤ وہ لوگ بضرورت و اضطرار اس بات پر راضی ہوئے
اور اپنے گھر اپنے ہاتھ سے برباد اور خراب کیے اور کہتے ہین کہ اسلحہ بنی النضیر پچاس زرہ
اور پچاس خود اور تین سو چالیس شمشیر تھی اور بھی اسی سال مین وفات عبد اللہ پسر عثمان

بن عفان یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی واقع ہوئی۔ کہیں ایک خروس نے منقار
اُنکی آنکھ میں ماری اس سبب سے بیمار ہوے در دراز دنیا سے رحلت کی اور بھی اسی سال میں
ام سلمہ کو تزویج فرمایا اور شوہر انکا کہ ابو سلمہ بن الاسد مخزومی تھا اُسنے وفات پائی اور
بھی اسی سال میں زینب بنت خزیمہ نے کہ ازواج مطہرات سے تھیں وفات پائی اور بھی اسی
سال میں فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف مادر حضرت امیر المومنین علی مرتضی رضی اللہ
عنہ نے وفات پائی اور بھی اسی سال میں چوتھی شعبان کو ریحان رسول مقبول اور نور دیدہ
بتول امام شہید سعید ابو عبد اللہ حسین منقول ہوے اور حاملہ ہوئی تھیں فاطمہ زہرہ ساتھ
امام حسین کے بعد از ولادت امام حسن کے ساتھ پچاس شب کے اور نہ تھا حضرت فاطمہ زہرہ کو
وہ جو ہوتا ہے عورتوں کو حیض و نفاس سے اور اسلیے تسمیہ کیا گیا ہے اُنکو ساتھ عذرا و بتول کے
اور بھی اسی سال میں غزوہ بدر موعد واقع ہوئی اور اُسکو بدر صغرا بھی کہیں اور بھی اسی سال
میں ایک مرد یہودی نے ساتھ زن یہودیہ کے زنا کیا پس آنحضرت نے بحکم شریعت
محمدیہ کے حکم برجم دونوں کے فرمایا اور بھی اسی سال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
زید بن ثابت کو امر بہ تعلیم خط توریت فرمایا پس پندرہ دن میں اسکو سیکھ لیا کذا فی عقد الاحبا
اور بھی اسی سال میں واقع سرقہ طعمہ بن ابیرق کا کہ اپنی ظفر سے تھا کہ ایک زرہ قتادہ
بن النعمان انصاری سے کہ ہمسایہ اوسکا تھا چرائی اور انبان میں لایا اور آرد نے راہ رخنوں
سے کہ انبان میں تھا گرتا پکڑا پس ڈرا کہ حال ظاہر ہووے اُسکو گھر میں زید بن السمین یہودی
کے ڈال دیا اور بھی اسی سال میں بقول مشہور اور ایک قول کے موافق سال ششم میں اور
مطابق ایک قول کے ہشتم میں اور بعض نے اس قول کو ترجیح دی ہے تحریم خمر واقع ہوئی
و وقائع سال پنجم۔ اس سال میں زینب بنت جحش کو بحکم الٰہی نکاح میں لائے اور بروز زفاف
انکے آیہ حجاب بقول اہل سیر نازل ہوئی اور اسی سال میں غزوہ مریسیع واقع ہوئی۔ اور یہ نام
ایک آب کا ہے خاص بنی خزاعہ کے لیے اور اُسکو غزوہ بنی المصطلق کہیں اور یہ لقب مرد کا ہے
کہ نام اسکا خزیمہ بن سعد بن عمرو ہے ایک بطن ہے خزاعہ سے اور سیاق آوار بحث کو کہیں اور وقوع اس
غزوہ کا روز دوشنبہ بعد از دو شب کے کہ گذری تھیں شعبان سنہ خمس سے اور اسحاق نے سنہ ستہ
اور موسیٰ بن عقبہ نے سنہ اربع کہا اور کہا کہ یہ روانگی قلم کی ہے کہ بجای خمس کے اربع لکھا اور مختار
وہ ہے کہ سنہ خمس میں ہوا اور بھی اسی سال میں نازل ہوئی آیہ تیمم اور بھی اسی غزوہ بنی المصطلق میں

جو مسلمان عورتوں کی لونڈی لگتی تھی اور شہوت نے اوپر اُنکے غلبہ کیا اور عزوبیت نے استیلا دیا پایا لیکن
ملک میں بغیر پوچھے حضرت کے تصرف انزال کرنے تھے پس سوال کیا آنحضرت سے کہ آیا عزل جائز ہے
یا نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ تم عزل کرو یا نہ کرو جو کچھ پیدا ہونے والا ہے ہوگا اور
اسی جگہ سے اباحت اور حرمت دونوں مفہوم ہوتی ہیں اور مذہب فقہا نے یوں قرار پایا ہے کہ عزل لونڈی
میں جائز ہے اور حرہ میں جائز نہیں مگر باذن اُسکے اور چار مذہبوں میں کہ منکوحہ کسی کی ہو جائز نہیں الا
باذن مولی اور بھی اسی سال قصہ افک ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا واقع ہوا اور افک کے معنی
قلب یعنی کذب کے ہیں اور غرض یہ ہے کہ مسلمانوں سے بھی چند آدمی ساتھ اہل افک کے شریک ہو گئے
اور اس گروہ میں چند شخص حسان بن ثابت تھا اور مسطح اثاثہ ابن اثاثہ قرشی مطلبی کہ بیٹا خالہ ابوبکر
صدیق کا تھا اور حمنہ بنت جحش خواہر زینب بنت جحش کی کہ ازواج مطہرات سے ہے اور بعضے اور لوگ کہ
نام اُنکے مذکور نہیں اور عروہ کہ راوی اس حدیث کا ہے کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں اُنکے نام سوائے
جماعت کے سب [illegible] تھے اور مروی ہے کہ جب آیات براءت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نازل ہوئیں
قاذفوں کو طلب کیا اور حد قذف کہ اسی تازیانہ ہے ہر ایک کو ان چار میں سے مارے اور بھی اسی سال
میں ہجرت سے غزوہ خندق نے وقوع پایا اور غزوہ خندق اسلیے کہتے ہیں کہ اس غزوہ میں ایک
خندق کھودی تھی گرد مدینہ مطہرہ کے اور شیخ ولی الدین بن عراقی نے کہا کہ مشہور یہ ہے کہ سنہ پانچ میں
وقوع ہوا اور بعضے نے چار [illegible] مدار سفرات کا اوپر روضۃ الاحباب کے رکھا ہے سنہ خامس میں ذکر کیا ہے
القصہ محاربات اور مقاتلات میان دو لشکر کے واقع ہوئے [illegible] علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے
اس غزا میں مجاہدات حد قیاس عقل سے زیادہ وقوع میں آئے اور بھی اسی سال میں متصل واقعہ
خندق کے غزوہ بنی قریظہ کا قبیلہ عظیمہ تھا یہود [illegible] بنی النضیر سے کہ آنحضرت نے جلا وطن فرمایا تھا واقع ہوئی
اور وہ وقائع اسی سال سے وہ کہ بلال بن حارث مزنی ساتھ چار سو نفر کے قبیلہ مزینہ سے خدمت
سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آئے اور بدولت اسلام مستسعد ہوئے پس آنحضرت نے اُن سب کو فرمایا
منازل میں جاؤ جہاں تم رہو گے مہاجرین میں داخل ہو اور اسی سال میں خسوف واقع ہوا کہ یہود ان
مدینہ کہتے تھے کہ چاند پر سحر کیا ہے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز خسوف ادا کرتے تھے تا ماہ
منجلی ہوا اور بھی اسی سال میں غزوہ دومۃ الجندل واقع ہوا اور وہ نام ایک کوہ کا ہے کہ وہاں سے
کوفہ تک دس مرحلہ ہے اور دمشق تک بھی دس مرحلہ ہے کذا قیل اور بعض نے کہا ہے کہ دومۃ الجندل
ایک قلعہ ہے کہ اساس اُسکا اوپر سنگ کے رکھا ہے اور محصول موضع کا خرما اور جو ہے اور بعض نے کہا ہے
کہ ایک شہر ہے کہ میان اُسکے اور دمشق کے مسافت پانچ شب کی ہے اور بُعد اُسکا مدینہ سے پندرہ یا سولہ
شب اور تسمیہ اُسکا ساتھ اس نام کے دومی بن اسمعیل کے ہے کہ نزول کیا تھا اس جگہ اور بھی اس سال

ماہ ذیحجہ میں سریہ ابو عبیدہ بن الجراح تھا اور معارج النبوۃ میں لایا ہے کہ آنحضرتؐ نے ابو عبیدہؓ بن
بن الجراح کو ساتھ ایک جماعت کے طرف سیف البحر کے بھیجا تھا اور زاد انکا اس سفر میں خرما تھا اور
روضۃ الاحباب میں ذکر اس سریہ کا پایا نہیں جاتا ہاں اور آخر سال ششم میں سریہ محمد بن مسلم میں
لایا ہے اسقدر کہا ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ابو عبیدہ بن الجراح کو ساتھ چالیس مرد کے
کشتگان کی میں بھیجا تھا اُس جماعت سے انتقام کھینچا۔ **وقائع سال ششم** اس سال میں
بقول جمہور حج اسلام فرض ہوا اور ایک جماعت علما کا یہ قول ہے کہ فرضیت حج اسلام کی سال نہم میں
ہے اور بھی اسی سال میں بقول جمہور مورخین کے اور اہل سیر کے غزوہ ذات الرقاع واقع ہوئی اور
ابن اسحق کے نزدیک سنہ رابع میں ہے بعد از واقعہ بنی النضیر کے اور نزدیک ابن سعد اور ابن حبان کے سنہ
خامسہ میں اور بخاری نے اسکو بعد از خیبر کہا ہے اور بھی اسی سال میں غزوہ بنو لحیان واقع ہو ربیع الاولے
اور ابن اسحق کے نزدیک جمادی الاولے میں اوپر راس چھ مہینے کے قرار نظر سے اور ابن
حزم نے کہا ہے کہ صحیح وہ ہے کہ سنہ خمس میں وقوع پایا اور بھی اسی سال میں محمد بن مسلم کو
ساتھ تیس سوار کے ربیع الاول میں اوپر ایک جماعت کے بنی کلاب سے موضع ضریۃ میں
کہ درمیان اسکے اور مدینہ کے چوبیس میل ہے بھیجا اور بھی اسی سال میں غزوہ قرد نام ایک
آب کا ہے اوپر مسافت ایک برید کے مدینہ سے اور اسکو غزوہ غابہ بھی کہتے ہیں نام ایک موضع کا ہے اور
غابہ اصل میں معنی بیشہ و وقوع پایا اور وقوع اس غزوہ کا پیش از حدیبیہ ہے باتفاق اہل سیر کے اور بھی
اسی سال میں عکاشہ بن محصنؓ اسدی کو ساتھ چالیس مرد کے طرف ایک قوم کے بنی اسد کی بھیجا
ایک موضع میں کہ اسکو غمر کہتے ہیں اور اسی سال میں بار دوسری زید بن حارثہ کو موضع عیص کہ اوپر
چار میل کے مدینہ سے تھا جمادی الاولے میں ساتھ ستر سوار کے واسطے طلب کاروان قریش کے
کہ شام سے آتے تھے بھیجا اور آئے اور لیا جو کچھ کہ انکے پاس تھا اور اسی سال میں زید بن حارثہ کو
رمضان میں وادی القری میں بھیجا ایک سریہ زید بن حارثہ کو رمضان میں طرف ام قرفہ فاطمہ
بنت ربیعہ بن زید فزاریہ کے کہ ناحیہ ام القری میں تھا اوپر مسافت سات شب کے مدینہ سے
بھیجا اور دوسری سریہ زید بن حارثہ کو طرف طرف کے اور یہ ایک آب ہے اوپر چھتیس میل کے مدینہ
سے بھیجا اور دوسری سریہ زید طرف حسمی کے نزدیک وادی القری کے اور تھا جمادی الاخرہ میں
پھر سریہ زید کو طرف وادی کے رجب میں اور بھی اسی سال میں عبد الرحمن بن عوف
کو قبیلہ بنی کلب میں ایک موضع میں کہ اسکو دومۃ الجندل کہتے ہیں بھیجا اور اسی سال میں
حضرت علی بن ابیطالب کو قبیلہ بنی سعد بن ابی بکر میں ساتھ سو مرد کے موضع فدک میں بھیجا اور
اسی سال میں قصہ عکل اور عرینہ واقع ہوا اور اسکو سریہ کرز بن جابر فہری بھی کہتے ہیں اور فتح الباری

مین کہا کہ ابن التین نے زعم کیا ہے کہ عرینہ اور عکل نام ایک قبیلہ کا ہی اور یہ گمان اسکا غلط ہے
بلکہ یہ قبیلہ ہاے متغایر ہین عکل عدنان سے اور عرینہ قحطان سے اور ایک وقائع اس سال مین
سریہ عبد اللہ بن رواحہ ہی طرف اسیر بن زرام یہودی کے خیبر مین اور وقائع اس سال سے پہونچنا
عمرو بن امیہ الضمری کا تھا طرف ابو سفیان بن حرب کے مکہ مین اور اسی سال مین روز دوشنبہ
غرہ ذیقعدہ سنہ ششم ہجرت سے احرام عمرہ حدیبیہ مین کہ نام ایک موضع کا ہی اور بر نو میل کے مکہ
سے اور وہ مابین ... ان کی اور حرم کے وصل جب دریافت کیا مشرکین قریش نے کہ آنحضرت
اور انکا ہمراہ شتر ہدی قصد حرم اور ترک محاربہ اور قتال اور منع اور قطع انکا مشغوف ہیں مغرور ہوے اور
اور جہل ہاے ناشایستہ اور بدخوی اور بدبختی اپنی سے قائم ہوکر بہ پایہ تمرد اور سرکشی کی محکم کی اور
لوگون کو اثبات ... کے لیے پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان لائے اول
بدیل بن ورقہ خزاعی ساتھ ایک جماعت کے قبیلہ سے کہ عہد جاہلیت اور اسلام مین مخلصون اور
محبون درگاہ نبوت سے رہتے تھے اور ہمیشہ اخبار اور اسرار اہل مکہ کو مدینہ مین پہونچاتے تھے
اور اس بدیل بن ورقہ نے اسوقت مین سلک اہل اسلام مین انتظام نہ پایا تھا اور بعضون نے
اسکو صحابی متقدم الاسلام مین لکھا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اسلام لایا وہ اور بیٹے اسکے عبد اللہ
اور حکیم بن حزام بروز فتح مکہ کے اور حاضر ہوا وہ اور بیٹا اسکا حنین اور طائف اور تبوک مین اور مارا گیا
عہد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اور بعض نے کہا ہے کہ مارا گیا بروز صفین اور لاتے ہین کہ جب جانب قریش
لوگ آئے اور سعی انکی نے رفع قساوت قریش اور شدت ان اشقیا مین سود نکیا آنحضرت نے بھی چاہا
کہ کسی کو بھیجین کہ اس باب مین سعی کرے پہلے ایک مرد کو بھیجا کہ نام اسکا خراش بن امیہ یعنی خزاعی
تھا اور اسکو سواری کے لیے ایک شتر دیا تھا تا انکی دلنشین کرے کہ آنا آنحضرت کا بزیارت کعبہ اور
ادائے عمرہ کے ہے نہ محاربہ اور قتال کے جب قریش پاس پہونچا انھون نے اسکے شتر کو پے کیا اور ارادہ
اسکے قتل کے ایک جیت ہوئی اسکی قوم کہ مکہ مین تھی حمایت کی اور نجات اور خلاص دیکر طرف رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھیجا اور روضۃ الاحباب مین کہا ہے کہ ان پچاس مرد کو کفار قریش سے کہ محمد
بن مسلمہ لایا تھا آنسرور نے اسی روز انکے ساتھ لطف فرمایا اور سب کو انکا بھیج دیا اور موافق اس روایت کے
آنا عثمان رضی اللہ عنہ کا اسوقت مین ہوا کہ آنحضرت نے بعد از وقوع صلح اور فراغت کے کتابت
صلح نامہ سے سہیل بن عمرو کو اپنے پاس نگاہ رکھا کہ جبتک عثمان نہ آوین تجھکو نہین
چھوڑتے ہم پس اسنے قریش کو لکھا کہ عثمان بھیج دو تا مین خلاصی پاؤن پس عثمان آئے
اور سہیل کو رخصت کیا کذا فی المواہب واللہ اعلم وصل بعد ازان خویطب بن عبد العزی اور
مکرز بن حفص اور سہیل بن عمرو نے تمہید بساط مصالحہ کیا۔ پہلی بات کہ کہی سہیل نے یہ تھی کہ اس سال

حضرت یہاں سے پھر جاویں اور سال دیگر آن سر و عمرہ ادا فرماویں اور دس برس میں تمھارے اور ہمارے
درمیان صلح ہو ہووے محاربہ اور مقاتلہ اور جدال مرتفع ہووے اور بلاد اور دیار میں با امن و سلامت
آمد و رفت آپس میں کریں اور ایک دوسرے سے تعرض نہ کریں اور ہم سوگند اور عہد آپس میں تعرض
نہ پہونچاویں اور یہ بھی شرط کی کہ سال آیندہ بھی اگر آویں زیادہ او پر تین دن کے نہ رہیں اور
شمشیروں کو جلباب میں رکھیں اور شرط دوسری وہ کہ جو کوئی ہمیں سے بلا اذن اپنے ولی کے
آپ کے تمھارے پاس آوے اسکو آپ ہمارے پاس بھیج دو اور اگرچہ مسلمان ہووے اور جو کوئی تم میں سے
ہمارے پاس آوے اسکو الٹا نہ بھیجیں ہم مسلمانوں نے اس شرط سے تعجب کیا اور بعد قیل و قال
کلام بعد از تقریر اور تمہید ثبات شرائط صلح اور احضار آلات اور ادوات کتابت کے آنحضرت
نے اوس بن خولی انصاری کو کہ صنعت کتابت و خط میں مہارت رکھتا تھا بلایا تاکہ عہد
نامہ قیام کرے سہیل نے کہا اے محمد چاہیے کہ یہ عہد علی بن ابی طالب لکھیں اور اسی لیے حضرت
واسطے پڑھنے سورہ توبہ کے کہ اسمیں بیان نقض عہد اور توبہ منافقین کا ہے بعد از بھیجنے ابوبکر کے
حج کے لیے اور امیر حاج کرنا انکو علی کو بھیجا وصل اور جب کتابت صلحنامہ باتمام پہونچی اور ایک جماعت
نے اعیان صحابہ سے اور بعضے مشرکین نے بھی گواہی اپنی ثبت کی آنحضرت نے صحابہ کو فرمایا کہ اب تم
اور شتران اپنی ہدی کو کھینچو اور احرام سے باہر آؤ اور لائے ہیں کہ آنحضرت نے ہمیں شتر ایک جو کہ
شتر ابی جہل کا تھا بدست مبارک اپنے کے نحر فرمایا اور باقی کو ساتھ ناجیہ بن جندب کے دیا تاکہ مکہ میں
لیجا کر مروہ میں ذبح کریں اور گوشت فقرا اور مساکین کو وہاں کے قسمت کیا اور بعض نے کہا ہے کہ ہیج
شتران ہدی کو حدیبیہ میں نحر فرمایا اور اسی سال میں آنحضرت نے رسل اور مناشیر اطراف آفاق اور
سلاطین اکناف کو بھیجے اور بعض اہل سیر یہ کہتے ہیں کہ یہ ارسال محرم کے سال ہفتم میں تھا ظاہر جو آخر
سال ششم اور اول سال ہفتم کا تھا اور ابتداء وہ ارسال سال ششم میں تھا اور سال ہفتم میں تک پہونچے
آیا یا بعض سال ششم میں تھا اور بعض سال ہفتم میں اسی لیے اشتباہ نے راہ پائی واللہ اعلم
اور ملوک سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نامہ انکی طرف لکھے ایک نجاشی تھا بادشاہ
حبشہ اور ہرقل بادشاہ روم اور کسری بادشاہ مدائن اور مقوقس والی اسکندریہ
اور حارث بن ابی شمر غسانی حاکم شام اور ہوذہ بن علی حنفی والی یمامہ یہ چھ شخص ایسے ہیں کہ
انکی طرف نامہ لکھے اور بعض نے اہل سیر سے ساتواں منذر بن ساوی حاکم بحرین کو کہا ہے
اور اسی سال میں غضبیہ خواہت ثعلبہ بن قیس بن مالک بن خزرج کا نکاح رشتہ اوس کے
اوس بن اخرم انصاری کے تھا اور وقائع سال ششم سے مسابقت بھی میان شتران اصحاب
اور طور رسم اوسکی وہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ مسلمان اپنے اونٹ دوڑاویں اور [illegible]

مسابقت کرین تا دیکھا جاوے کہ اسپ پیشتر کس کا آگے جاتا ہے اور یہ بات اعداد آلات جہاد سے ہے اور
وقائع سال ششم سے وفات ام رومان والدہ عائشہ صدیقہ کی ہے اور اسم اسکا زینب بنت عامر ہے اور
نسب انکے مین اختلاف بہت ہے باوجود اتفاق کے اوپر اس قول کے کہ بنی غنم بن مالک بن کنانہ سے
تھی اور آخر اس سال مین اور بیچ ایک قول کے اول سال ہفتم مین ابو ہریرہ اوسی اسلام لایا اور کلام شرح
اسلام اور سائر احوال اسکے مین بہت ہین وقائع سال ہفتم اس سال مین غزوہ خیبر وقوع ہوا اور خیبر نام ایک
مدینہ کبیر کا ہی خداوند حصون عدیدہ اور مزارع کثیرہ کا اوپر آٹھ منزل کے مدینہ سے بجانب شام کذا فی المواہب
وصل اہل خیبر نے جو اوپر عزیمت خیر البشر کے اطلاع پائی کنانہ بن ابی الحقیق کو پاس ہم سوگندون اپنے
غطفانیون کے بھیجا اور استمداد چاہی اور وقائع سے جو اس غزوہ مین وقوع پایا ایک وہ تھا کہ ہوا ان
ایام مین بہت گرم تھی محمود بن مسلمہ بھائی محمد بن مسلمہ کا بجہت شدت حرارت ہوا کے اور ثقل سلاح
کے سایہ حصار ناعم مین بتصور اسکے کہ وہان کوئی اہل قتال سے نہین ہے سو گیا تھا ایک نامرد
نامردون انکے سے کہ کنانہ ابن الحقیق تھا یا مرحب یہودی علے اختلاف القولین اور صحیح قول اول ہے
ایک سنگ حصار سے ڈالا اور اوپر سر محمود کے لگا اور سر اسکا ٹوٹا اور انہین دنون مین بروز خیبر
شہادت پاکر فردوس جنت مین دوڑا اور واقعہ دوسرا وہ کہ حباب بن المنذر نے بعرض حضرت
سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہونچایا کہ یہ درخت خرما یہود کے نزدیک فرزندون سے
احب ہین حکم ہوتا ان نخیل کو قطع کرین تا حسرت انکو زیادہ ہووے پس اصحاب اس کام مین مشغول
ہوے جو ابوبکر صدیق نے کہ قلب شریف انکا محل رفق اور رحم اور رقت تھا اوپر اسکے خبر پائی
حضرت پاس آکر عرض کی کہ یا رسول اللہ حق تعالے نے وعدہ کیا ہے آپکے ساتھ کہ خیبر فتح
ہوویگا اور اس وعدہ کو وفا کریگا پس قطع نخیلات سے کیا فائدہ کہ اگر حکم ہووے کہ ہاتھ
قطع نخیلات سے باز رکھین بہتر ہووے فرمایا باز رکھین اور دوسرا واقعہ وہ کہ ایام محاصرہ
مین مہم صعب مسلمانون کو بجہت شدت مجاعت کے پیش آئی چنانچہ قریب ہلاک کے تھے پس
آنحضرت نے درگاہ صمدیت سے مسئلت کی تا عسرت انکی مبدل بہ یسر ہووے اور محنت راحت
سے منتقل اور ایک حصن کہ اسمین طعام بہت ہووے فتح کرے پس رایت ہاتھ مین منذر بن الحباب
کے دیا اور سپاہ مسلمانون نے یکبار حملہ کیا اور اپنے تئین اوپر دروازے حصن صعب کے
پہونچایا اور بقتال مشغول ہوئے تا حصار مفتوح ہوا اور اقمشہ اور امتعہ اور اطعمہ بہت اس قلعہ
سے نکلے اور ضرر بہت بھاری وصل جو ارادت الٰہی اسپر جاری ہوئی تھی کہ یہ فضل خاص یعنی
فتح خیبر مزید اختصاص بجناب ولایت علے مرتضی رضی اللہ عنہ کے رکھی ہرچند قلعہ قموص تمام
قلاع خیبر سے سخت تر اور محکم تر تھا اوپر ہاتھ اس رضی اللہ عنہ کے فتح کرکے مقدمہ اساس فتح

سائر قلاع اور دیار خیبر کیا اگرچہ بعض اُنمین مثل قلعہ نطاۃ اور صعب وغیرہ کے بیشتر اُس سے بھی مفتوح ہو گئے ہین لیکن اتمام فتح خیبر اور کمال منسوب بجناب مرتضوی ہے اور امام محمد باقر سلام اللہ علیہ وعلی آبائہ العظام و اولادہ الکرام سے منقول ہے کہ کہا جب علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے در خیبر پکڑا اور ہلایا تمام جگہ سے اُکھاڑ دین تمام حصار ہلگیا چنانچہ صفیہ بنت حیی بن اخطب بستر سے گر پڑے اور چہرہ اُسکا مجروح ہوا اور معارج مین نقل کیا ہے کہ وزن اُسکا آٹھ سو من کا تھا اور مواہب مین لایا ہے کہ اُکھاڑا علی رضی اللہ عنہ نے باب خیبر کو کہ تحریک نہ کیا اُسکو ستر مرد نے مگر بعد از مشقت بسیار القصہ جب اہل حصن قموص اور سائر حصون نے اس قدرت اور قوت حضرت امیر سے مشاہدہ کیا فریاد بر لائے کہ الامان الامان پس علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے باشارہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امان اُنکو دی مشروط باین شرط کہ ہر مرد سر دار طعام اُٹھا کر اس دیار سے باہر جاوے اور نقود و امتعہ اور اسلحہ اور تمام اموال اہل اسلام کے واسطے چھوڑ دین اور کوئی چیز پوشیدہ و پنہان نرکھین اور اگر کچھ مال سے ظاہر ہووے کہ بن کہے لیگیا ہے تو اُن سے بھی مثل امان کے اُنسے مسلوب ہووے پس جب خبر فتح خیبر کی جناب رسالت کو پہونچی شکرانہ اس نعمت کا بجا لائے کہ بسبب ظہور عزت اسلام کا ہوا پس جسوقت علی مرتضی رضی اللہ عنہ مہم کفار قرار دیکر متوجہ بارگاہ رسالت پناہ ہوئے آنحضرت بجہت تہنیت اُس رضی اللہ عنہ کی باستقبال اور استبشار خیمہ سے باہر تشریف لائے اور حضرت علی کو گلے سے لگایا اور درمیان ہر دو چشم اُنکے بوسہ دیا اور جسوقت تمام غنائم جمع ہوئے قسمت فرمایا بعد از اخراج خمس کے مرد پیادہ کو ایک سہم اور راکب کو دو سہم ایسا ہی تفسیر کیا ہے اس حدیث کو نافع نے اور ثابت و متحقق ہوا ہے کہ اُس غنائم سے بجز حضار معرکہ خیبر اور کو کچھ نہین دیا الا ایک جماعت کو مہاجرین حبشہ سے کہ روز فتح کے راہ دریا سے پہونچی تھی مثل جعفر بن ابی طالب اور زوجہ اُنکی اسما بنت عمیس اور باون یا ترپن نفر اشعریین سے کہ ابو موسے اشعری رئیس اُنکے تھے

وصل ذکر غزوہ خیبر اور اُسکے احکام مین اول ذکر تزویج ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا اور صفیہ بنت حیی بن اخطب یہودی کی ہین کہ ذکر اُنکا گذرا اور ایک روایت مین آیا ہے کہ جب حکم جاری ہوا بندی نسا اور ذریت یہود مین از انجملہ حضرت صفیہ تھین اور سہم دحیہ کلبی مین آئی تھین لوگون نے کہا کہ وہ جمیلہ اور سیدہ قبیلہ اور دختر ایک ملک کی ملوک یہود سے ہین اور وہ اولاد ہارون پیغمبر علیہ السلام سے مناسب وہ ہے کہ مخصوص بحضرت ہووین کہ صحابہ مین امثال دحیہ بہت ہین اور غنیمت مین مثل صفیہ کم اور اُنکی تخصیص سے ساتھ دحیہ کے سبب آزار نو اظر بہتون کا صحابہ سے ہوگا پس مصلحت عامہ اُسمین وہ ہے کہ

مستقر کیا دین وحیہ سے اور مخصوص کیا دین یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسرے زنان
ام المومنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ کا تھا اور ماں اسکی صفیہ بنت ابی العاص
بن امیہ عم عثمان تھی اور وہ پہلے زوجہ عبداللہ بن ابی جحش برادر زینب بنت جحش کی تھی اور ہمراہ
اسکے حبشہ میں ہجرت کی تھی ہجرت ثانیہ اور اس سے جنی تھی حبیبہ کو کہ کنیت کی گئی تھی ساتھ
اسکے یعنی ام حبیبہ اور نام اسکا رملہ تھا اور بعض نے ہند کہا ہے اور اول صحیح تر ہے بعد
ازاں مرتد ہوا عبداللہ اور دین اور دین نصاری میں آیا اور مرا حبشہ میں اور ثابت رہی ام حبیبہ
اوپر اسلام کے اور دوسرا وقائع اس غزوہ سے زہر دینا اہل خیبر کا تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو اخبار صحیحہ میں آیا ہے کہ جب خیبر فتح ہوا اور آنحضرت قلعہ قموس میں تشریف لائے زہر
دیا حضرت کو زینب بنت حارث یہودی نے کہ برادر زادہ مرحب کا تھا اور وہ زن سلام
بن مشکم کی اور واقع اس غزوہ سے وہ ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد از
رجعت کے خیبر سے منزل صہبا میں پہونچے اور صفیہ کے ساتھ زفاف فرمایا اسی منزل میں نماز
عصر ادا کی اور بعد اسکے سر مبارک کنار حضرت علیؑ میں رکھا تھا کہ آثار وحی کے اوپر آنحضرت کے
ظاہر ہونا پکڑا اور علی مرتضےٰ نے نماز عصر نہ پڑھی تھی اور زمان وحی ایسا دراز ہوا کہ آفتاب نے
غروب کیا جب وحی منجلی ہوئی آنحضرت نے علی مرتضےٰ رضی سے پوچھا کہ نماز عصر تمنے ادا کی کہا نہیں
یا رسول اللہ پس آنحضرت نے مناجات کی اور کہا خداوندا اگر علیؓ تیری طاعت اور طاعت
تیرے رسول کی میں تھا آفتاب کو اوپر اسکے رد کر کہ نماز عصر ادا کرے پس حق تعالے نے
مسئلت اپنے حبیب کو اجابت کیا اور آفتاب بعد ازانکہ افق مغرب میں فرو ہوا تھا طالع ہوا شعاع
اسکی اوپر کوہ دریاؤں کے پڑی اور خلائق نے برائے العین مشاہدہ کیا اور حضرت علی نے وضو
کیا اور نماز عصر ادا کی اور ایک وقائع اس غزوہ سے قصہ لیلۃ التعریس ہے اور تعریس اترنا
مسافر کا آخر شب میں خواب اور استراحت کے لیے تنبیہ اس جگہ اشکال وارد کرتے ہیں کہ
حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے تنام عیناي ولا تنام قلبي یعنی سوتی ہیں آنکھیں
میری اور جاگتا ہے دل میرا پس باوجود بیداری دل کے کیا تھا کہ طلوع فجر سے آگاہ نہوئے جواب
اسکے میں طول ہے لیکن قول شیخ عبد الحق قدس سرہ جواب میں لکھا جاتا ہے کہ ہاں دل بیدار تھے
اور خواب کو انہیں تاثیر نہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ ایک حالت اور شہود حاصل ہووے کہ بسبب
استغراق کے اس حالت میں ماسوا کے اس شہود کے اور معانی زائل اور غافل ہو دین
پس باعث عدم ادراک اوس آن غفلت اور نوم کا نہ ہووے بلکہ طریان ایک حالت عظیم کا
اوپر دل شریف نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ اسکو بجز خدا کے عز وجل اور کوئی نہ پہنچا

قاسم اور بعض متصوفہ نے کہا ہے کہ یہ خواب اور فراموشی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ابتلاے الٰہی تھا اور یہ اخذ تدبیر اور ترک تفویض سے کہ بلال کو اوپر نگاہبانی شب کے مقرر کیا جاہے تھا کہ حق تبارک اور تعالے لے پر چھوڑتے کہ خود محافظت اسکی کرتا اور یہ اصل عظیم ہے نزدیک اس طائفہ کے کہ اسکو اسقاط تدبیر اور ترک اختیار کہین اور وقائع اس غزوہ سے ایک وہ تھا کہ حرام کیا لحم حمر اہلیہ کو جیسا کہ حدیث مین آیا ہے چونکہ اس مسئلہ مین اختلاف ہے بجہت طوالت کے نہین لکھا گیا اور منجملہ وقائع اس غزوہ سے تحریم اکل ثوم ہے اور صحیح وہ ہے کہ اکل بصل اور ثوم حرام نہین اور مکروہ ہے اکل اسکا مساجد اور مجالس خیر مین کہ متاذی ہوویں لوگ ساتھ اسکے اور تحریم اکل ہر ذی ناب کی سباع سے اور تحریم بیع مغانم پیش از قسمت اور نہی وطی سے پیش از استبرا اور نہی متعہ نسا سے کہ نکاح ہے تا مدت معین بھی وقائع اسکے سے ہے اور متعہ مباح تھا اول اسلام مین غزوہ خیبر تک پس حرام کیا گیا اس غزوہ مین بعد ازان مباح کیا گیا فتح مکہ مین کہ مراد لوم اوطاس ہی کہ بعد از فتح مکہ ہے اور وقائع اس غزوہ سے قصہ اس مرد کا ہے کہ قتال کیا جیسا کہ نہ چھوڑا جماعت مشرکین سے کسی ایک کو آخر اپنے تئین آپ شمشیر ہلاک کیا اور وقائع سے ہی اگرچہ داخل غزوہ خیبر نہین لیکن تابع اور متصل ساتھ اسکے ہے فتح فدک کہ نام ایک موضع کا ہے نزدیک خیبر کے اور یہی اسی سال مین عمرۃ القضا کہ صلح حدیبیہ مین قرار پایا تھا واقع ہوا اور وقوع اسکا ماہ ذیقعدہ سنہ ۷ھ مین ہجرت سے تھا بعد ازان جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میمونہ بنت حارث کو آنحضرت کے لیے خواستگاری کر سے میمونہ نے اپنی مہم کو عباس بن ابیطالب رض کے تفویض کیا اسلیے کہ بہن اسکی ام الفضل گھر مین عباس رضی اللہ عنہ کے تھی پس عباس رض نے حضرت کے ساتھ عقد اسکا کیا اور آنحضرت احرام مین تھے اور بعضے کہتے ہین کہ احرام سے نکلے تھے اور اس جگہ دو داستان ہین کہ روضۃ الاحباب اور معارج النبوۃ مین اس سال مین بعد از ذکر عمرۃ القضا کے بیان کی ہین اگرچہ ذکر اسکا ذکر ارسال رسل اور مراسیل مین بجانب ملوک کہ سال ششم مین وقوع پایا بہت مناسب تھا لیکن جو رعایت نہین منظور اور معتبر پڑھی یہ دو قضیہ سال ہفتم مین لکھے اول ارسال نامہ طرف جبلہ بن ایہم غسانی کے کہ بعد حارث بن ابی شمر غسانی بادشاہ غسان تھا۔ دوم اسلام فروہ بن عمرو جذامی کہ قبل بادشاہ روم سے عامل تھا اوپر عمال اسکے عرض مابقا سے وقوع پایا وقائع سال ہشتم اوائل سال ماہ صفر مین بقول جمہور اہل سیر اسلام خالد بن الولید اور عمرو ابن العاص اور عثمان بن طلحہ کا اور خالد بن الولید بن المغیرہ قرشی مخزومی اور عمرو بن العاص ابن وائل قرشی سہمی اور عثمان بن طلحہ عبدری حجبی کلید

اسکے ہاتھ بھی مسلمان ہوا اور بعضون کے نزدیک اسلام انکا اور آخر سنہ سبع مین واقع ہوا اور
بعض نے سنہ خمس بھی کہا ہے اور اسی سال مین غالب بن عبد اللہ لیثی کو طرف بنی الملوح کے
بھیجا تھا موضع کدید وہ لوگ جب وطن مین پہونچے اور جو امارت ہوئی اوپر سر اس جماعت کے
شبخون لیگئے اور بہت شتر انکے ہاتھ لگے اور بھی اسی سال مین غالب بن عبد اللہ کو جانب
فدک بھیجا تا کہ بدلہ کفار وہان سے انتقام کھینچے اور بھی اسی سال مین اور سریونکا بھی وقوع پایا
منتہی امیر اُسکا موتہ ہوا اور وہ نام ایک موضع کا ہے نزدیک بلقا کے کہ وہان سے بیت المقدس
دو مرحلہ ہے اور ذکر اسکا ارسال نامہ مین بہ ہرقل گذرا ہے اور یہ سریہ نجملہ اور سرایا کے مشہور ہے
بصعوبت اور شدت محاربہ اور مقاتلہ کے اور بھی اسی سال مین سریہ عمرو بن العاص کا ارسال ہوا
طرف ذات السلاسل کے تھا تسمیہ کیا گیا بذات السلاسل اس جہت سے کہ مشرکون نے
باندھا تھا اپنے تئین آپس مین بسلاسل تا نہ بھاگین اور بعض نے کہا اسی جہت سے کہ سلاسل
نام ایک پانی کا ہے کہ یہ سریہ وہان واقع ہوا اور اسی وادی القری کے اوپر مسافت دس دن
کی مدینہ سے اور وقوع اسکا جمادی الآخر سنہ ثمان مین تھا اور بعض نے سنہ سبع مین کہا ہے
اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے ابن ابی خالد نے کتاب صحیح بخاری مین اور اسی سال مین
ابو عبیدہ بن الجراح کو ساتھ تین سو نفر کے مہاجرین و انصار سے جیسا کہ صحیحین وغیرہ ہما مین آیا
ہے اور روایت نسائی مین بضع عشر زیادہ کیا امیر بنا کر طرف قبیلہ جہینہ کے بھیجا اور عمر
بن الخطاب رضی اللہ عنہ اس درمیان مین تھے اور مدینہ سے پانچ دن کی راہ ہے اور اس سریہ
کو سریۃ الخبط اور سریہ سیف البحر بھی کہتے ہین اور خبط نام اس برگ کا ہے کہ درخت سے جھاڑا ہو اور
وقوع اس سریہ کا رجب سنہ ثمان مین تھا اور شیخ ابن حجر نے شرح صحیح بخاری مین قول بوقوع
اُسکے سال ہشتم ناپسند کیا ہے پس صحیح وہ ہے کہ یہ سریہ سنہ ستہ مین ہووے پیش از قضیہ حدیبیہ کے
انتہی اور بھی اسی سال مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبد اللہ بن رواحہ کو اوپر ایک طائفہ
کے امارت دی کہ بجانب اضم کہ اوپر تین برید کے مدینہ سے ہے بھیجا اور بھی اسی سال مین فتح مکہ زادہا اللہ
تعظیما و تشریفا واقع ہوئی اور یہ فتح عظیم و مبین ہے کہ سورۂ کریمہ انا فتحنا لک فتحا مبینا ساتھ اسکے
ناطق اگرچہ جماعت مفسرین اوپر اسکے ہین کہ مراد ساتھ اس فتح مبین کے فتح حدیبیہ ہے فصل جو
ارادہ سفر مکہ معظمہ کا مصمم ہوا بعض صحابہ کو بھیجا تا قبائل عرب کو اسلم اور غفار اور جہینہ اور اشجع اور
سلیم وغیرہم سے کہ داخل حوزۂ اسلام ہوئے تھے خبر کرین اور جمع لاوین اور تہیہ اسباب حرب
کرین پس باہر آئے آنحضرت دسوین ماہ رمضان روز چہارشنبہ بعد العصر سنہ ثمان مین ہجرت سے
جیسا کہ واقدی نے کہا اور نزدیک احمد کے باسناد صحیح ابی سعید سے آیا ہے کہ کہا باہر آئے ہم عام الفتح

دوسری رمضان میں لیس وہ جو واقدی نے کہا ہے اور بعض اس تاریخ میں اور کئی اقوال کہے ہیں
بارھوین سولھوین سترھوین اٹھارھوین انیسوین وہ قول سابق اقرب بصحت ہیں اور دوم صحیح تر ہے
واللہ اعلم وصل جو طواف سے باہر ہو فارغ ہوئے مقام نظر پہونچا الحرام میں نجاست اصنام سے اکثر
ساحت شرک اور حرمت اسکے کو پاک کیا اور ارباب سیر نے لکھا ہے کہ مشرکون نے تین سو ساٹھ بت
اطراف نواحی خانہ کعبہ میں نصب کیے تھے جو وقت نماز پیشین آیا بلال کو فرمایا کہ اوپر بام کعبہ کے
جاکر اذان کہے اور یہ بھی ایک وقت شریف اور ایک فضیلت عظیم ہے کہ وسعت اور ادراک اسکے
داماں اجلال میں نہایت پہونچنا حقیقت عظمت اسوقت کی عرشیون سے پوچھنا چاہیے کہ یہ آواز
وہان تک پہونچی ہو بلکہ وہان سے بھی گذری ہو اور کلمات اذان کے بھی اسی مقام میں اپنے
جیسا کہ باب اذان میں گذرا وصل اور اگرچہ حضرت نے امن دیا اہل مکہ کو اور منع فرمایا
اُنکے قتل سے ولیکن ایک جماعت کو استثنا کیا اس حکم سے اور ہدر کیا خون انکا اور حکم کیا کہ
جہان پاؤ قتل کرو اور حرم میں ولیکن بعد از حکم ساتھ ہدر دم اُنکے کہ بعضے اُنمین سے تائب ہوا اور بیچ
اور ایمان کے مامون ہوئے اور نجات پائی اور بیچ اُنکے مردون سے گیارہ تن عورتون سے چھ
اور درمیان مردون سے چار آدمی مقتول ہوئے اور سات مامون رہے اور عورت سے چار
قتل ہوئین اور ایک میں اختلاف ہے اور دو مامون ہوئین اب نام سب مردون اور
عورتون کے ذکر کرین ہم تا کیفیت حال ظاہر ہو وے اول انکا نام ابن خطل ہے دوم عبداللہ
بن ابی السرح کہ جو حکم قتل اسکے لیا گیا پاس عثمان بن عفان کے اور مخفی ہوا سوم عکرمہ
بن ابی جہل تھا چہارم صفوان بن امیہ کہ سرگروہ کفار قریش اور مقتدی قوم اپنی کا تھا پنجم
حویرث بہ حاء مہملہ بلفظ تصغیر بہ تقدیم نون و ثاء مثلثہ بلفظ تصغیر اور یہ شقی شاعر تھا اور ہجو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت کرتا تھا ششم مقیس بن صبابہ ہفتم ھبار
ابن الاسود اس سے بہت ایذا اجناب مقدس نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہونچی تھی
ہشتم حارث بن طلاطلہ اور وہ بدگویان آنحضرت سے تھا نہم کعب بن زہیر کہ پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی ہجو کرتا تھا دہم وحشی قاتل حمزہ رضی اللہ عنہ تھا یازدہم عبداللہ بن الزبعری شاعر
عرب سے تھا اور رسول مقبول اور اُنکے یارون کی ہجو کرتا تھا اور وہ عورتین کہ روز فتح مکہ حکم قتل
اور ہدر دم اُنکے وقت ہوا تھا چھ ہین بعض اُنمین سے مامون ہوئین اور مقتول اول ہند بنت عتبہ زن
ابوسفیان دوم اور سوم قریبہ بقاف و با بصیغہ تصغیر اور فرتنا بفتح فا و سکون را و فتح تا و نون
دو لونڈیان مغنیہ تھین از ان ابن خطل کہ ہجو آنحضرت پڑھتی تھین تغنی میں لیس قریبہ
مقتول ہوئی اور فرتنا بھاگ گئی اور آکے لیے حضرت سے امان چاہی چہارم ارنب لونڈی ابن خطل مذکور

او

اور وہ بھی اسوقت ماری گئی پنجم سارہ مولاۃ ابو طالب اور بعض نے عمرو بن ہشام کہا ششم ام سعد
اُسے بھی مارا فصل سابقاً معلوم ہوا کہ خروج مدینہ سے روز چہارشنبہ ششم رمضان کے بعد از
عصر باختلاف کہ اُسمین ہے اور دخول مکہ اور فتح اُسکی بیسویں ماہ مذکور مین ہوئی اور سید عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے بقیہ ماہ اور چھ روز ماہ شوال سے مکہ مین توقف کیا اور قضایا سے کہ ایام توقف
مکہ معظمہ مین واقع ہوئے وہ تھا کہ ایک مرد نے آنحضرتؐ سے کہا کہ مین نے نذر کی تھی کہ جو خدا
تعالے فتح کرے مکہ اوپر رسول مقبول اپنے کے بیت المقدس مین جا کر نماز پڑھون مین اپنے حق مین
فرمایا کہ یہین پڑھ اور دوسرا واقعہ ہے کہ ان ایام مین وقوع پایا وہ ہے کہ خالد بن ولید کو ساتھ تیس سوار
کے موضع نخلہ مین ارسال کر کے بتخانہ عزی کے لیے کہ نام ایک بت کا ہے بھیجا فصل اور وقائع سال
ہشتم سے غزوہ حنین ہے کہ نام ایک موضع کا ہے مکہ اور طائف مین اور نام ایک پہاڑ کا بھی بیان
کیا اور مکہ تین شب راہ درمیان مین قریب طائف کے اور اسکو غزوہ ہوازن بھی کہتے ہین کہ نام
ایک قبیلہ کا ہے ساکن اُس زمین مین فصل آنحضرتؐ نے جو طائف سے ارتحال فرمایا اور جعرانہ
تشریف لائے کہ غنائم حنین کو وہان جمع کیا تھا اور چھ ہزار بردہ اور چوبیس ہزار شتر اور
زیادہ چالیس ہزار سے غنم اور چار ہزار اوقیہ فضہ سب دست نوال بذل اموال اور بر وجود خلایق
کے کھولا خصوصاً ساتھ مولفۃ القلوب کے کہ ہنوز نور ایمان نے اونکے دلون مین قوت قبول
کی نہ تھی اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام قسمت غنائم سے فارغ ہوئے اور عزیمت
رجوع کی مدینہ مطہرہ کی تصمیم پایا شب چہارشنبہ کہ بارہ شب ماہ ذیقعدہ سے باقی تھین موضع
جعرانہ سے احرام عمرہ باندھا اور مکہ مین آئے اور ارکان بجا لا کر مراجعت فرمائی اور اسی
سال مین چاہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ سودہ بنت زمعہ کو کہ امہات المومنین سے
تھین طلاق دیوین اور ایک روایت مین ہے کہ طلاق دی پھر بقدر سودہ نے کہا بخدا سوگند
کہ دوستی مرد کی میرے دلمین نہین رہی لیکن چاہتی ہون مین کہ فردائے قیامت مجھے زنان
حضرت مین حشر کرین اور مجھے یہ سعادت کافی ہے اور نوبت اپنی عائشہ صدیقہ کو بخشی تا یہ بھی
باعث محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہووے انکی نسبت اور بھی اسی سال مین ماریہ قبطیہ
سے ایک پسر پیدا ہوا اور نام اُسکا ابراہیم رکھا ولادت اُسکی سنہ ثمان مین اور وفات سنہ عشر
مین اور مدت عمر اُسکی سولہ مہینے اور ایک روایت مین اٹھارہ مہینے اور بعض کتب مین ایک سال
اور دس مہینے اور چھ روز اور بھی اسی سال مین زینب دختر آنحضرتؐ کہ منکوحہ ابو العاص بن
الربیع تھین بروضہ رضوان پہونچین اور اُنسے دو فرزند رہے ایک پسر مسمی بہ علی کہ قریب بلوغ
پہونچا تھا اور ایک دختر مسماۃ بامامہ اور اسی سال مین اور بقول سال ہفتم مین استحاد منبر نے

وقوع پایا یعنے مسجد آنحضرت مین ایک منبر تیار کیا اور اوپر اُسکے خطبہ فرماتے تھے اور پہلے اس سے نہ تھا اور وقائع اسی سال سے قضیۂ قدوم وفد عبد القیس بن قصی پدر قبیلہ ہے اسد سے احفاد ربیعہ سے وقائع سال نہم ماہ محرم سنہ نہم ہجرت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمال تعین کیے تا اُن قبائل مین کہ مسلمان ہوگئے ہین جاوین اور زر زکوٰۃ اموال اُنسے لیوین چنانچہ عیینہ بن حصین فزاری کو ساتھ پچاس سوار کے مہاجرین اور انصار سے اوپر تمیم کے بھیجا عیینہ مع ہمراہیون اپنے کے دیار مخالفین مین پہونچا اُنکو ان کے گھر خالی پائے مردون سے دست بغارت دراز کیا گیارہ مرد اور پندرہ عورتین اور ایک روایت مین گیارہ عورتین اور تیس لڑکون کو بردہ لیکر مدینہ مین مراجعت کی اور اسی سال مین ولید بن عقبہ قرشی اموی کو کہ بھائی عثمان بن عفان کا تھا اخذ صدقات کے لیے جانب بنی المصطلق کے بھیجا اور اسی سال مین قطبہ بن عامر بن حدیدہ کو ہمراہ بیس مرد کے قبیلہ خثعم کی طرف بھیجا اور امر کیا ساتھ لوٹ لینے اُنکے بعد ازان ضحاک بن سفیان بن عوف کلابی کو کہ شجاع تھا اور اُسکو برابر سو سوار کے شمار کرتے تھے بھیجا اور بھی اسی سال مین علقمہ بن مجزز مدلجی منسوب بن حجرۃ کو ربیع الآخر مین اور حاکم نے کہا صفر مین امیر تین سو نفر کا قرار دیکر اوپر ایک جماعت کے حبشہ سے کہ نواحی جدہ مین آگئے تھے اور غارتگری کرتے تھے بھیجا اور بھی اسی سال مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایلا کیا ازواج اپنے سے اور ایک مہینہ نزدیک اُنکے نہ گئے اور ایلا لغت مین سوگند ہے اور نزدیک فقہا کے سوگند کھانا مرد کا ہے کہ ساتھ زن اپنی کے قربان اور اتصال نکرے مدت چار مہینے کے اور وقائع عظیمہ سال نہم سے غزوہ تبوک ہے اور تبوک نام ایک موضع کا ہے میان مدینہ اور شام کے اوپر چودہ مرحلہ کے مدینہ سے اور بعضون نے کہا ہے کہ نام ایک حصن کا ہے اور قاموس مین نام زمین کا درمیان مدینہ اور شام کے اور بعض نے کہا تبوک نام ایک چشمہ کا ہے اُس زمین مین اور ایک ان وقائع سے بھیجنا خالد بن ولید کا ہے بجانب اکیدر کہ حاکم دومۃ الجندل کا تھا جاننا چاہیے کہ مختلف اس غزوہ کے قوم منافقین سے بہت تھے اور معذور بعذر صحیح اور غیر صحیح بھی تھے پس وہ لوگ کرنے عذر اور شک دار تیاب کے اس غزوہ سے مختلف ہو گئے پانچ نفر اصحاب سے تھے ابوذر غفاری اور ابو خثیمہ سالمی اور کعب بن مالک اور مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ اور اس سال مین بعد انصراف کے تبوک سے تتابع وفود واقع ہوا اور وفود اور وفادت بمعنی دخول اور ورود کے آوے اور وفد ایک جماعت کہ اختیار کیا وے بھیجنے کے لیے پاس عظما کے اور واحد وافد اُسکا ہے مثل کعب اور رکب کے اور بعض نے کہا کہ ابتدا اسے وفود بعد از رجوع آنحضرتؐ تھا جعرانہ سے کہ اواخر سنہ ثمان مین ہے

۱؎ مجزز بضم میم و فتح جیم و زاء و کسر زاء اول ۱۲
۲؎ مدلجی بضم میم و سکون دال مہملہ و کسر لام ۱۲
۳؎ اکیدر بضم ہمزہ و فتح کاف و سکون تحتانیہ ۱۲

اور

اور اکثر اوپر آنیکے ہین کہ بعد از رجوع غزوہ تبوک سے تھا اور صواب وہ ہے کہ وفد اعراب سنوات
سابقہ مین بھی آئی ہے ولیکن کثرت اور تتابع اور توالی سنہ تاسع مین واقع ہوئی اور جماعت شیخ
علماء حدیث اور سیر نے وفود کو ضبط کیا ہے اور مجمع اُس چیز کا کہ ذکر کیا ہے زیادہ اوپر ساٹھ کے
ہین ایکٹھ وفد بنی اسد بن خزیمہ تھا دس نفر اُس قوم سے آئے اور مسلمان ہوئے اور منت رکھی
کہ سال قحط مین راہ دور و دراز قطع کر کے اپنی رغبت سے آئے کوئی لشکر اوپر ہمارے گئے
آ کے اسلام مین آئے ہین تم اور دوسرے وفد فزارہ قریب بیس مرد کے آئے اور اظہار اسلام
کیا انکمین خارجہ بن حصن اور حر بن قیس بن حصین فزاری تھا اور سبب قوم قحط زدہ تھی اور وفد
بنی مرہ تیرہ مرد آئے اور مسلمان ہوئے اور پیشوا انکا حارث بن عوف تھا اور وفد بنی البکا آئے
اور بشرف اسلام مشرف ہوئے انمین معاویہ بن ثور بن عبادہ بن البکا ایک مرد تھا کہ سو برس
کی عمر رکھتا تھا اور وفد کنانہ آئے اور مسلمان ہوئے اور پیشوا اُس وفد کا واثلہ بن الاسقع لیثی تھا
اور وفد بن ہلال بن عامر تھا اور درمیان اُنکے زیاد بن عبد اللہ بن مالک اور عبید اللہ بن عوف
بن احزم اور قبیصہ بن مخارق تھے زیاد گھر مین اُم المومنین میمونہ کے گیا کہ خالہ اُسکی تھی اور وفد
عامر بن صعصعہ آئے اور درمیان اُنکے عامر بن الطفیل بن مالک بن جعفر بن کلاب اور اربد
بن ربیعہ اور روایت مین قیس اور خالد بن جعفر اور حبان بن اسلم بن مالک اور یہ چند نفر رؤسا
قوم اور شیاطین اُنکے ہین اور یہ عامر بن الطفیل وہی شقی ہے کہ لشکر قراء کو قتل پہونچایا اور
اور بد بختیان کین جیسا کہ ذکر وقائع سال چہارم مین قصہ بیر معونہ مین گذرا اور وفد عبد القیس ہے
اور ذکر وفد عبد القیس کا سال ہشتم مین بتفصیل گذرا موافق اُسکے کہ روضۃ الاحباب مین ہے
ذکر کیا گیا ہے اور وفد بلی تھا اور رویفع بن ثابت بلوی کہ آنحضرت کی خدمت مین رہتا تھا قوم
انکی سے تھا کہا یا رسول اللہ یہ قوم میری ہین اور وفد تجیب لخم تا اوپر صیغہ تتابع کے اجانب
سے اور تیرہ تن تھے کہ زکوۃ مواشی اور اموال کی لائے تھے اور حضرت نے اُنھین مرحبا کہا
اور کہا زکوۃ مال کو پھیر لیجاؤ اپنے دیار مین اور اوپر فقرا وہان کے قسمت کرو کہا ہم نہین
لائے مگر وہ کہ ہمارے فقرا سے زیادہ ہے اور وفد دارم قبیلہ لخم سے اور وہ دس مرد تھے
اور پیشوا اونکا ہانی بن حبیب نام رکھتا تھا آنحضرت کے لیے چند اسپ اور قبای زربفت اور
ایک مشک خمر رسم ہدیہ لایا اور آنحضرت نے فرمایا کہ خمر کو حق تعالے نے حرام کیا ہے اور ایک وفد
ہوازن وقت رجوع آنحضرت مین بجانب جعرانہ طائف سے آئے اور التماس سبی اور اموال
اُنکے کا کہ مسلمانون کے ہاتھ پڑا تھا کیا پس التماس اُنکا در باب سبی قبول نہ پڑا اموال مین اور
وفد ثقیف تھا بعد از قدوم کے تبوک سے اور اصل اُنکے قصہ کی وہ ہے کہ جب آنحضرت پھیرے

طائف سے صحابہ نے کہا یا رسول اللہ جلا یا ہمکو تیروں ثقیف نے دعا کر اوپر ثقیف کے اور وفد کندہ کہ نام ایک قبیلہ کا ہے یمن سے لقب ثور بن عفیر کا ہے پدر قبیلہ یمن کا اسواسطے کہ کفران نعمت پدر کیا اور ملحق ہوا اپنے احوال کے ساتھ مشتق کنود سے ساتھ ضم کے بمعنی ناسپاسی کرنے اور وفد اشعریین اور اہل یمن میں ایسا ہی واقع ہوا ہے یہ ترجمہ اور صاحب شیخ ابن حجر سے نقل کیا ہے کہ مراد بعض اہل یمن سے ہیں غیر اشعریین کے اور وہ وفد حمیر ہے اور وفد ہمدان نام قبیلہ کا ہے یمن سے اور وفد مزینہ کہ نام ایک قبیلہ کا ہے اور وفد دوس ہے نام ایک قبیلہ کا کہ ابو ہریرہ وہیں کے ہیں اور وفد بہرا کہ نام قبیلہ کا ہے یمن سے تیرہ مرد تھے جو مدینہ میں آ گئے اوپر دروازہ مقداد بن اسود کے پس مرحبا کہا انکو اور آگے لاتا کاسہ بزرگ حیس سے پس کھایا اس سے تا سیر ہوئے اور وفد عذرہ کہ نام ایک موضع کا ہے معروف شام میں اور اکثر اہل اسکے بعشق مبتلا ہو دین اور اسی میں جان دیتے ہیں اور وفد محارب ہے عرض کیا آنحضرت نے اوپر اس قبیلہ کے اسلام اور دعوت کیا انکو پس آئے انسے دس مرد اور مسلمان ہوئے اور پھرے طرف اہل اپنے کے اور وفد ہے ہمارا اوپر وزن غراب کے نام ایک قبیلہ کا ہے سال ہشتم میں وقت انصراف کے جعرانہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قیس بن سعد بن عبادہ کو ساتھ چار سو آدمی کے انکی طرف بھیجا اور وفد غسان سنہ عشر میں تھا رمضان سے اور یہ بنی نضر تھے اور وفد بنی سلیم کہ کسی کو ملازمت آنحضرت میں بھیجا اور کہا یا رسول اللہ جماعہ قرار ہمارے پاس آئے اور کہا کہ اسلام نے ہجرت مقبول نہیں اور ہمارے پاس اموال و مواشی ہیں اگر حکم ہو ان سبکو بیچکر ہجرت کریں ہم پس فرمایا آنحضرت نے تقوے اختیار کرو جہاں کہیں رہو اور وفد ازد نام پدر قبیلہ کا ہے یمن سے اور انصار سب اسکی اولاد میں اور وفد بنی المستفق نام پدر قبیلہ کا ہے اور وفد بنی النخع ایک قبیلہ ہے یمن سے اور وفد خولان کہ نام قبیلہ کا ہے اور وہ دس نفر تھے کہا یا رسول اللہ ہم آپ کے پاس آئے ہیں اس حال میں کہ ایمان بخدا اور تصدیق برسالت آپ کی رکھتے ہیں ہم اور وفد محارب ہے اور یہ لفظ اوپر وزن سحاب کے نام پدر قبیلہ کا ہے قبائل مذحج سے ستارہ مرد آئے اور سرائے رملہ بنت الحارث میں نزول کیا اور وفد غامد نام پدر قبیلہ کا ہے کہ نسبت کی جاتی ہے انکی طرف غامد کے اور وفد بجیلہ ہے جریر بن عبداللہ بجلی منسوب ہے بجیلہ ساتھ ایک سو پچاس مرد کے آیا اور وفد بنی حنیفہ تھا جو یہ لوگ مدینہ میں سرائے رملہ بنت الحارث میں باشارت حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اترنا کیا اور وفد فیروز دیلمی کہ خواہرزادہ نجاشی کا تھا اور ایمان لایا اور یہ فیروز وہ ہے کہ جسنے اسود عنسی کو

کہ دعوی پیغمبری کیا تھا القتل پہونچایا اور اسی سال نہم مین عبد اللہ بن ابی سلول منافق کہ رئیس منافقون کا تھا اور آخر شوال مین بیمار رہا اور مرض بدلی کو ساتھ مرض قلبی کے کہ لازم حال منافقین کا ہے کیا اور ماہ ذیقعدہ مین مرگیا اور وقائع سال نہم سے موت نجاشی حاکم حبشہ کی ہے مروی ہے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے کہ کہا بروز فوت نجاشی کے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آج ایک مرد صالح تمہارا بھائی اصحم مرگیا ہے اٹھو اور اسکی نماز پڑھو اور آمرزش چاہو بھائی اپنے کی لیے اور بھی اسی سال مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ذیقعدہ مین اور ایک قوم کے نزدیک ذیحجہ مین اور بعضے کہتے ہین کہ سال ۸ ذیقعدہ مین حجکو بھیجا اور اسی سال مین بقول اکثر اہل سیر کے قضیہ لعان واقع ہوا اور مشکوۃ مین دو حدیثین اسی باب مین لایا ہے ایک درمیان عویمر بن الحارث عجلانی کے اور میان اسکی زوجہ کے کہ نام اسکا خولہ بنت قیس تھا تنبیہ علما نے اختلاف کیا ہے حکم مین اس شخص کے کہ مارا ایک مرد کو کہ پایا ساتھ زن اپنی کے کہ زنا کرتا ہے جمہور اوپر اسکے ہین کہ مارا جاوے اس شخص کو مگر وہ کہ چار گواہ گذرانے اوپر زنا کے یا اقرار کرین وارث قتیل کے لیکن فیما بینہ وبین اللہ کچھ نہین اگر صادق ہووے کذا قیل —

وقائع سال دہم وقائع اس سال کے وفود وغیرہ سے بہت ہین اور بہنے وفود کو ایک جا جمع کیا ہر سال مین کہ ہووے جیسا کہ گذرا اور غیر وفود یہان ذکر کرتے ہیں ہم اور ایک انمین سے بھیجنا خالد بن الولید کا ہے ساتھ جماعت کے طرف بنی الحارث بن کعب کے اور انکو فرمایا کہ تین نوبت انکو دعوت باسلام کر اگر قبول کرین درمیان انکے قیام کر اور تعلیم قرآن اور سنت انکے بیچ عمل مین لا اور اگر قبول نہ کرین اسلام مقاتلہ کر اور اسی سال مین ایک مکتوب بہ نصاری النجران کہ نام ایک موضع کا ہے یمن مین نام کیا گیا ساتھ نجران بن زید بن سبا کے بھیجا اور انکو دعوت باسلام کی پس اس جماعت نے بعد از مشاورت یکدیگر چودہ مرد کو اپنی قوم سے اختیار کیا اور مدینہ مین آئے تا احوال رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تحقیق کرین اور خبر انکو پہونچا دین ایسا ہی ہے روضۃ الاحباب مین اور مواہب لدنیہ مین کہا ہے کہ وہ ساٹھ سوار سوار تھے اور اسی سال مین باذان حاکم نے وفات پائی اور جو خبر اسکے فوت کی بیچ شریف حضرت مین پہونچی اسکی مملکت کو قسمت فرمایا بعض اس سے اوپر پسر اسکے شہر بن باذان کے اور بعض اس سے ساتھ ابو موسی اشعری کے اور ایک ناحیہ یعلی بن امیہ کو اور تھوڑا معاذ بن جبل کو ارزانی رکھا اور بھی اسی سال مین پیش از حجۃ الوداع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابا موسی اشعری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو بجانب یمن بھیجا بعد اس کے خالد بن الولید کو بھی

پیش از حجۃ الوداع سنہ عشر مین ربیع الاول یا ربیع الآخر یا جمادی الاول مین طرف عبد المدان کے
کہ ایک قبیلہ ہے نجران مین بھیجا اور وہ ایمان لائے اور بعد ازان بھیجا علی بن ابیطالب رضی اللہ
عنہ کو بجانب یمن شہر رمضان سنہ عشر مین ساتھ تین سو سوار کے اور وقائع عظیمہ سنہ عشر سے
حج کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہے حجۃ الوداع کہ اسکو حجۃ الاسلام بھی کہتے ہین اور بیان
کہتے ہین کہ وہ کیا مقام ہے کہ انہین فرض کو نفل کے لیے ترک کرین کہتے ہین کہ وہ عرفات ہے کہ انہین
فرض کہ وقت عصر ہے بجہت نفل کہ دعا بعرفات ہے ترک اور بعد ازان مکہ جمع مین الصلوتین عرفہ
مین جمع علیہ ہے امت مین وصل اور اثنائے طریق مراجعت مین جب نزول غدیر خم مین پہنچے
کہ نواحی جحفہ سے ہے میان مکہ اور مدینہ کے منہ طرف یارون کے کیا اور فرمایا کیا نہین جانتے تم کہ مین نزدیک تر ہون
اور دوست تر ہون ساتھ مومنون کے ذاتون انکی سے اور اسوقت فرمایا خدا مولا میرا اور مین مولا سب
مومنون کا ہون بعد ازان حضرت علیؑ ابن ابیطالب کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا خداوندا
جسکا مین مولی ہون پس علی اسکا مولی ہے خداوندا دوست رکھ اسکو کہ دوست رکھے علیؑ کو
اور دشمن رکھ اسکو کہ دشمن رکھے علیؑ کو اور ایک روایت مین یہ زیادہ آیا ہے کہ یاری دے
اسکو کہ یاری دے علیؑ کو اور چھوڑ اور یاری نہ دے اسکو کہ چھوڑے اور نہ یاری دے علیؑ کو
اور پھیر حق طرف علی کے جسطرف کہ وہ پھیرے اور اسی سال مین جریر بن عبد اللہ بجلی کو اور
ذی الکلاع بن ناکور بن حبیب بن مالک بن حسان بن تبع کے کہ ایک لوگ طائف سے تھا اور
خلق اسکو بخدائے پرستش کرتی تھی اور سلیح اسکی ہوئی تھے بھیجا اور ہنوز جریر نے اسکے
پاس مراجعت نہ کی تھی کہ حضرت نے وفات پائی اور ذی الکلاع تا زمان عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ کے تھا اور مواہب لدنیہ مین مفہوم ہوتا ہے کہ او بہاتھ جریر کے اسلام لایا اور
اسی سال مین ابراہیم بن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی اور اسی دن کسوف
ہوا لوگون نے کہا کہ کسوف آفتاب بسبب حسرت انکے ہے

وقائع سال یازدہم

ذکر مرض و وفات و ما یتعلق بہا لائے ہین کہ جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع سے
مراجعت فرمائی بعض اشقیا اور دجال کو دعوی نبوت پیدا ہوا مسیلمہ بن ثمامہ اور اسود بن کعب عنسی
اور طلیحہ بن خویلد اسدی اور ایک عورت کہ نام اسکا سجاح بنت الحارث بن سوید تمیمیہ تھا
انمین مسیلمہ کہ مشہور ترین ان اشقیا کا تھا اور اسے مسیلمہ کذاب بھی کہتے تھے اور وہ اپنے
تئین رحمن الیمامہ کہوا تا تھا اور طلیحہ بن خویلد قبیلہ بنی اسد سے تھا کہ بعد از رحلت آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے خروج کیا اور عروج پایا اور عیینہ بن حصین فرازی کہ ذکر اسکا سابق غزوہ حنین
اور ہوازن مین گذرا ہے ہمراہ قبیلہ فرازی کے مرتد ہوکر انکار کیا تھا اور اسکے ساتھ گرویدہ ہوئے

اور اسود عنسی منسوب ہے عنس بن مذحج اور عبہلہ نام اسکا ہے اور اسکو ذی الخمار بھی کہتے ہین
کہ خمار اوڑھنا اسکی ذات تھا اور تمام قصہ اور شرح اور حال اور مبدا اور مآل اس ماجرے کا یہ
ہے کہ باذان ابناے فارس سے کہ یمن مین گماشتہ کسری اور آخر مین توفیق اسلام پائی اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوپر اُسکے حکومت صنعاے یمن مقرر رکھی جب مر گیا حضرت نے مالک اسکا
قسمت کیا چنانچہ ذکر اسکا گذرا فیروز ان میں سے کہ عامل رسول مقبول تھا اور قبیلہ مراد سے کہ ایک
مکتوب حضرت کو لکھا اور کیفیت ولایت سے اعلام کیا حضرت نے معاذ بن جبل اور ابو موسی اشعری کو نامہ
لکھا اتفاق سے ہو کر جس طریق سے ہو سکے دفع شر اسود مین کوشش کرین اور جو باد افساد پس متابعان
نبوی سب ایک جگہ جمع ہوئے اور مرزبانہ کو پیغام بھیجا اور مرزبانہ نے فیروز دیلمی کو کہ پسر عم مرزبانہ اور خواہر
زادہ نجاشی تھا مقرر کیا انھون نے اسکو بقتل پہونچایا اور سجاح بنت الحارث بن سوید بنی یربوع کی
ایک زن تھی کہ بنی تغلب مین دعوی نبوت کیا اور قوم اسکی گرویدہ ہوئی اور زمان اور مکان
اسکا ساتھ مسیلمہ کے نزدیک تھا اور آخر غزوات اور سرایا سریہ اسامہ بن زید بن حارثہ ہے کہ اسکو
روز دوشنبہ بست وششم ماہ صفر سنہ یازدہم مین ہجرت سے بجانب ابنی کہ دیار روم سے ہے اور قتل
اُسکے باپ کا تھا سریہ موتہ مین امیر کیا کہ اوپر اس جماعت کے تاخت لاوے اور آتش انکے خانمان
مین مارے اور جانے مین جلدی کرے اور جو ماہ ربیع الآخر آیا اسامہ نے بجانب اپنے توجہ کی اور انکے
اہل پر ظفر پائی اور اکثر کو اُنمین قتل کیا اور بعض اشجار اور منازل اور بساتین اور زراعات کو جلایا اور
قاتل پدر اپنے کو بقتل لایا اور غنیمت بسیار حاصل کی اور مراجعت کی اور مدت غیبت اس جیش کی چالیس
دن تھی واقعہ ابتداے مرض حضرت تا رحلت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم منبر پر بیٹھے اور فرمایا کہ حق تعالے نے ایک بندہ کو اپنے بندون سے مخیر کیا درمیان اسکے کہ دیوے
اُسکے زیب وزینت حیات دنیا اور درمیان اسکے کہ نزدیک اُسکے ہے اجر اور ثواب آخرت سے
پس اختیار کیا اس بندہ نے اُس چیز کو کہ نزدیک پروردگار کے ہے اور رغبت کی دنیا مین پس روئے
ابوبکر ساتھ سننے اس خبر کے اور فرمایا حضرت نے کہ باقی نرہے مسجد مین کوئی دریچہ مگر دریچہ ابوبکر اور
کہا ہے کہ اس کلام مین اشارہ ہے تبھی ابوبکر کے ساتھ خلافت کے اور یہ بات مرض موت مین فرمائی
فوت سے پانچ شب پہلے اور آخر صفر سال مذکور مین مامور ہوئے آنحضرت کہ اہل گورستان
بقیع کے لیے استغفار کرین اور جیسا کہ بزیارت بقیع اور استغفار کے لیے انکی مامور ہوئے ایسا ہی
بزیارت شہداے احد اور دعا انکے لیے مامور ہوئے اور ابتداے مرض آنحضرت کا خانہ میمونہ مین تھا
انکی نوبت مین اور جب شدید ہوا مرض حضرت کا جمع ہوئین سب ازواج مطہرات حضرت کی اور
حضرت نے فرمایا مین کل کہان ہونگا اور مکرر فرمایا اس سخن کو اور مقصود آنحضرت وہ تھا کہ ایام

مرض مین عائشہ صدیقہ کے گھر مین ہووین اور ایک روایت مین ہے کہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا نے
کہا کہ اوپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شاق ہوگا کہ تردد فرماوین گھرون مین ہر ایک کے
ازواج سے پس سب راضی ہوئین کہ بیچ خانہ عائشہ ہووین پس باہر آئے خانہ میمونہ سے دونون ہاتھ
اوپر دوش اہل بیت کے رکھکر چنانچہ پانے مبارک اوپر زمین کے کھینچتے تھے اور سر مقدس ساتھ
خرقہ کے باندھا تھا اُٹھا کر گھر مین حضرت عائشہ کے لائے اور روایت عائشہ مین آیا ہے
کہ کہا نہ دیکھا مین نے کسیکو مرض اسکا صعب تر ہووے مرض پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے اور منقول ہے ابوسعید خدری سے کہ کہا آیا مین پاس آنحضرت کے اور قطیفہ اوپر آپکے
لپیٹا تھا پس پاتا تھا مین حرارت تپ کی بالائے قطیفہ سے اور تحمل نرکھتا تھا میرا ہاتھ کہ اوپر
بدن آنحضرت کے پہونچا ہون مین پس تعجب کیا مین نے فرمایا بلا کسی کے بالائے انبیا سخت تر
نہین لاجرم جیسی کہ بلا انکی مضاعف ہے اجر انکا بھی مضاعف لیکن جزع اور فزع بلا مین اور آہ و نالہ
اعراض مین کیا حکم رکھتے یہان سخن ہے جزع اور فزع کے معنی بے صبری اور بے طاقتی کے ہین
اور کراہت بلا اور فریاد اس سے حرام ہے نہ خلاف اور آہ و نالہ کہ بقصد اظہار غربت اور شکستگی
اور بیچارگی کہ لازم حال بندگی کا ہے اور اضطراب بیقراری بھی کہ شدت مرض اسکی صعوبت عارض
ہووے اور بر ہے اور داخل جزع و فزع اور کراہت بلا اور شکایت مبلی سے نہین اور مروی ہے
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سب مرضون اپنے مین خدا تعالی سے عافیت اور شفا چاہتے مگر مرض
موت مین دعا شفا نفرماتے **فصل** منجملہ وقائع کہ ایام مرض مین ہوئی واقعہ مشہور کہ کتب صحاح مین
مذکور اور مسطور ہے وہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہین اشتداد مرض مین کہ اصحاب حجرہ
شریف مین مجتمع تھے فرمایا کہ دوات اور صحیفہ اور ایک روایت شانہ میرے پاس لاؤ تا تمہارے لیے
وصیت لکھون مین کہ بعد میرے ہرگز مخالفت نکرو تم پس اصحاب نے اختلاف کیا بعضون نے کہا
جو فرمایا اُسپر عمل کرو تا حضرت جو چاہین لکھین بعض نے کہا مناسب نہین کہ آنحضرت کو اس عمل مین
مشغولی بتکلیف رکھین ہم کہ وقت انکا تنگ ہے اور عمر رضی اللہ عنہ بھی اسی جانب مین تھے کہا
کہ درد و الم اوپر حضرت کے غالب ہے اور قرآن درمیان ہمارے ہے اور ہمکو کافی ہے یہانتک کہ
اختلاف پڑا اور اصوات بلند ہوئین پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ
جاؤ کہ منازعت اور رفع اصوات حضور رسول خدا مناسب نہین باوجود اسکے تین وصیتین فرمائین
ایک یہ کہ مشرکین کو جزیرہ عرب سے اخراج کرین اور دوسرے وہ کہ جائزہ وفود کو کہ پاس تمہارے
آوین انکو جائزہ اور انعام دینا چاہیے جیسا کہ مین دیتا ہون اور تیسری وصیت راوی نے فراموش کی یا ظاہر
اسکے مین مصلحت نہ دیکھی کذا قال العلماء واللہ اعلم اور از انجملہ امر کرنا آنحضرت کا ابی بکر صدیق کو

باد اسے نماز با مردم اور بلا سے ہین کہ آنحضرت نماز پڑھاتے تھے لوگون کو مدت مرض مین مگر تین دن
کہ حکم ہوا ابوبکر پڑھاوین اور بعضون نے ستر نمازین کی ہین اور جو ادان کہی گئی نماز عشا کے لیے
فرمایا امر کرو ابابکر کو کہ ادا کرین نماز ساتھ لوگون کے اور امامت کرین انکو اور روایت کی ہے ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے کہ کہا نماز نہین پڑھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیچھے کسی کی امت اپنی
سے مگر خلف ابی بکر رضی اللہ عنہ کے اور ایکبار خلف عبدالرحمن بن عوف کے سفر مین ایک رکعت پڑھی
نہ ہے کہ تخصیص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بامامت اور مبالغہ
کرنا ہمین دلیل ہے واضح اہل سنت اور جماعت کے واسطے اوپر تقدیم اسکے خلافت کہ باوجود
صحابہ کے قریش سے اور حضور علی مرتضی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسکو تخصیص کی اور تقدیم
فرمائی پس اسی جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صدیق اکبر مستحق اور مقدم تھے اوپر سائر صحابہ کے
اور معلوم کرنا چاہیے کہ بعضے لوگ منع کرتے ہین ادا کرنے نماز سے مقبرہ مین اور حدیث بھی اس
باب مین روایت کرتے ہین پس بعضے منع روایت کرتے ہین مطلق نظر بظاہر حدیث اور بعضے کہتے ہین
کہ اگر خاک پاک ہووے ریم اور خون اور نجاسات سے کہ جدا ہووے اموات سے جائز ہے وہو المختار
اور بوسہ دینا قبر کو اور سجدہ کرنا اسکو اور گلہ کرنا حرام اور ممنوع ہے اور بوسہ دینے قبر والدین مین
روایت فقہی نقل کرتے ہین اور صحیح وہ ہے کہ جائز نہین اور از انجملہ وہ ہے کہ آنحضرت کو سات دینار
تھے سبکو تصدق قسمت کیا الا چھ یا سات اس سے گھر مین باقی رہے تھے پس نہ گئے عالم سے تا اتفاق
نہ کیا انکو اور از انجملہ وصایا ہے آنحضرت شان انصار مین ہے وہ وصل اور اس چیز سے کہ واقع ہوئے
ایام مرض مین قریب بروز رحلت وہ ہے کہ انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ گشت کیا آنحضرت
نے پردہ کو کہ اوپر در خانہ کے پس نگاہ کی بجانب مردم کہ مسجد مین تھے نماز فجر مین اور ابوبکر نماز
پڑھاتے تھے پس تبسم فرمایا اور ابوبکر نے چاہا کہ جاوے اپنی سے پیچھے جاوین پس اشارہ سے
صحابہ کو فرمایا کہ اپنے اپنے حال پر قائم رہو اور تمام کرو نماز اپنی کو پس چھوڑ دیا پردہ اور وفات
پائی اسی دن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور از انجملہ وہ ہے کہ مروی ہے ابی ہریرہ رضی اللہ سے
کہ جبرئیل آئے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرض مین کہ قبض کی گئی روح
مبارک آپکی اور کہا خداے تعالے سلام بھیجتا ہے اوپر تیرے اور کہتا ہے کہ اپنے تئین کسطرح پاتا
اور کیا حال رکھتا ہے تو کہا دردناک پاتا ہون اپنے تئین یا امین اللہ پس فاطمہ رضی اللہ عنہا
سے فرمایا کہ میرے فرزندون کو میرے سامنے لاؤ پس فاطمہ زہرا حسن اور حسین علیہما
التحیۃ والرضوان کو آگے حضرت کے لائین جگر گوشگان رسول مقبول نے جب اپنے جد امجد کو
اس حال مین دیکھا گریہ آغاز کیا اور ایسے روئے کہ انکے رونے سے جو گھر مین تھے سب رو گئے

پس آنحضرت نے اونکو پیار کیا اور دلاسا دیا اور دربارہ تعظیم و احترام اور نسبت انکی صحابہ اور تمام
امت کو وصیت فرمائی اور لائے ہین کہ جو ملک الموت بصورت اعرابی آئے اور اذن چاہا فرمایا کہ جو تھا
آوین پس آئے اور کہا السلام علیک ایہا النبی پس فرمایا اے ملک الموت پیشتر آ اور اور
جس کام کے لیے مامور ہوئے ہو عمل کرو پس ملک الموت نے روح اطہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو قبض کیا اور باعلی علیین لیگئے اور صحت پہونچا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
رحلت فرمائی فاطمہ زہرا نے ندبہ اور زاری کی کہتے ہین کہ بعد گذرنے آنحضرت کے کسی نے فاطمہ رض
کو خندان نہ دیکھا اور عائشہ صدیقہ بھی زاری کرتی تھین اور صحابہ بعد از فوت آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سراسیمہ اور حیران ہوگئے اور انکے ہوش مسلوب ہوا اور حواس زائل ہوگئے بعض کے زبان بند
ہوگئی اور ہوش مطلق نہ رہا حال عثمان بن عفان اسی قبیل سے تھا اور بعضے جان ماندہ ہوگئے اور طاقت
حرکت نہ رہی مثل علی مرتضی کے اور اثبت اور اشجع انکے ابوبکر تھے باوجودیکہ انکے الفت سب سے بیشک
تھا اور اوپر خاتا تھا آہ و نالہ اٹھا اور ساتھ اسکے استدلال کیا ہے اوپر شجاعت ابوبکر رضی اللہ عنہ
کے اور بعض لاغر و کاہیدہ ہوکر اس عالم سے گئے اور بعض نے دعا کی کہ خداوندا ہمکو نابینا کر
کہ طاقت نظر کی اوپر منبر اور روان کے نرکھین ہم سب اہل مدینہ اور اصحاب نے دل اوپر وفات
حضرت کے رکھا اور استرجاع کیا اور کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن بعد ازان ابوبکر رض
صدیق تعزیہ اور تسلیہ اہلبیت بجا لائے اور کہا کار غسل اور تجہیز و تکفین تمہیں تعلق رکھے ساتھ
اسکے قیام کرو اور آپ ہمراہ اکابر مہاجرین اور اشراف انصار کے سقیفہ بنی ساعدہ مین واسطے
قرار دینے امر خلافت کے کہ اہم مہام دین اور موجب انتظام و التیام مہام اسلام کا تھا مشغول
ہوئے اور تفصیل کلام اس مقام مین بہت ہے مجمل اسکا وہ کہ مہاجرین اور انصار مین خلاف پڑا
اور کہا انصار نے ہم مین سے ایک امیر اور تم مین سے ایک امیر پس بحدیث الائمۃ من قریش
ثابت ہوا کہ امامت حق قریش کا ہے اور جو تقدم اور رجحان ابوبکر صدیق کا اوپر ان و قلوب
مین راسخ اور ثابت ہوا خصوصا ایام مرض مین انکی تقدیم سے نماز وغیرہ کے لیے قرار اوپر ابوبکر
صدیق رض کے پایا اور اجماع اوپر اسکے منعقد ہوا فصل بیان کیفیت غسل وغیرہ مین جو فرمایا تھا
آنحضرت علیہ السلام نے ابتدا سے مرض مین کہ غسل دیوے مجھکو مرد اہلبیت میرے سے [illegible] اور
ابوبکر صدیق نے کہا کہ کار غسل و تجہیز و تکفین ساتھ اونکے تعلق رکھے لاجرم اہلبیت اور علی اور
عباس وغیرہ ساتھ اس کار کے مشغول ہوئے اور کہا عباس نے [illegible] وغیرہ منہ کرین اور
تکفین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین جامہ سفید سحولی مین واقع ہوئی اور سحولی [illegible]
سحول منسوب ہے سحول بھی قصار اور یہ روایت اشہر اور اکثر ہے سحول ایک نام قریہ کا ہے

مین سے اور بعض سیرون مین بھی آیا ہے منسوب بقول بعض جامہ سفید اور یمنی ہوتا گرپنبہ سے اور نماز ادا کرنا
اوپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بجماعت نہ تھا ایک جماعت آتی تھی اور نماز پڑھتی تھی بے جماعت
اور باہر آتی تھی پس جماعت دوسری آتی تھی اور ادائے نماز کرتی تھی اول مرد آئے جب مرد فارغ
ہوگئے نساء آئین پیچھے ازان صبیان جیساکہ ترتیب صفوف جماعت مین مقرر ہے اور امامت نہین
کی اوپر جنازہ حضرت کے کسی نے اور وفات شریف روز دوشنبہ تھی و سہ شنبہ تمام روز مبارک گھر
رہا بیت مین اور لوگون نے نماز پڑھی اور دفن کیے گئے چہارشنبہ کو اور دفن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم مین بھی اختلاف واقع ہوا بعضون نے کہا کہ گھر مین جس جگہ مقبوض ہوئے اور ایک زمرہ نے
کہا مسجد مین اور ایک فرقہ نے کہا بقیع مین اور ایک جماعت نے کہا کہ وہان لیجانا چاہیے اور
بعض نے کہا قدس مین کہ قبور انبیاء وہین ہین ابو بکر صدیق نے کہا کہ سنا مین نے
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ دفن نکیا جاوے کوئی پیغمبر الا اسی جگہ کہ قبض کی گئی ہو
روح اسکی اور بنا کی گئی قبر شریف خشت خام سے اور بلند کی گئی زمین سے مقدار ایک شبر اور ایک
روایت مین چار انگشت بھی آیا ہے اور روایات مختلف آئی ہین کہ قبر شریف مسنم ہے یا مسطح بقول اکثر مسنم
ہے اور جو امام حسن مجتبے نے ارتحال فرمایا عائشہؓ سے التماس کیا کہ حجرہ تمھارا ہے اگر تجویز کرو امام حسن کو
جد انکے مین دفن کرین حضرت عائشہ نے قبول کیا اور کہا بہتر مرحبا لیکن مروان اس زمانہ مین جانب معاویہ
حاکم تھا دفن انکے سے مانع آیا اس جگہ مین بعد ازان عائشہ صدیقہ نے عبد الرحمن بن عوف کو بھی چاہا تھا
کہ وہان مدفون ہوویں میسر نہوا اور ابن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نزول
کرین عیسے ابن مریم اور نکاح کرین اور پیدا ہووے انکے لیے اولاد اور بادشاہت کرین بیچ زمین پینتالیس برس
پس وفات پاوین اور دفن کیے جاوین میری قبر مین پس مبعوث ہوئین اور عیسے ابن مریم ایک قبر سے میان
ابو بکر اور عمر کے اور مراد ساتھ قبر کے یہان مقبرہ ہے اور جبکہ دفن آنحضرت سے فارغ ہوے صحابہ نے خاک حسرت
اور ندامت اوپر سر وقت اور حال اپنے کے ڈالی اور آتش فراق اس محبوب دو جہان مین جلتے تھے اور گریہ
زاری کرتے تھے خصوصاً فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سب سے مصیبت زدہ تر اور بیکس تر اور نالان تر تھین اور روکے حسن اور
حسین علیہما السلام اپنے نگاہ کرتی تھین اور اوپر یتیمی اپنی اور نامرادی کے اور فرزندون کے روتی تھین اور اس
جانب تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اسی حجرہ مین کہ دار السرور بیت الوصال تھا مسکن گزین مقام الفراق ہوا سبب
خانہ ہو کر روز و شب گریان تھین فرو رہ ندیدم چو برفت از نظرم صورت دوست ہمچو چشمے کہ خورشید مقابل برود
اور ہر کلام نے اہل بیت کرام اور صحابہ عظام سے مراثی کہ وفات آنحضرت مین بسلک انتظام کھینچے ہین لکھنے لگین
طوالت کلام و ملل اور جملہ آیات سے کہ ظاہر ہوئین بعد از وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ ایک
عمارہ کہ آنحضرت کا سے اسپ سوار ہوتے تھے حیوان حزن کیا کہ اپنے تئین چاہ مین ڈالا اور ناقہ

آنحضرتؐ علف کھاتی تھی اور پانی نہ پیتی تھی تا آنکہ مر گئی اور ظہور اُن چیزوں کا خبر دی تھی بعد از
موت کے ظاہر ہونگی بہت ہیں خارج عدد و حد سے **وصل** جاننا چاہیے کہ حیات انبیا صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم
اجمعین کی متفق علیہ ہے درمیان علماء ثلث کے اور کسیکو خلاف نہیں ہے اُنکا ملتزا اور قوی تر وجود حیات
شہدا اور مقتولین فی سبیل اللہ سے کہ معنوی اخروی ہے عنداللہ اور حیات انبیا حسی دنیاوی ہے اور
اور احادیث اور آثار انمیں واقع ہیں برابر چنانچہ صحیح عبد اللہ بن مسعود سے روایت کرتا ہے کہ فرمایا خدا کے
فرشتے ہیں سیاح زمین میں پہونچاتے ہیں مجھے اعمال تمہارے جو بہتر ہیں شکر خدا کرتا ہوں میں اور جو انکے
اور وہ جو بد ہیں استغفار کرتا ہوں انکے لیے اور اس چیز سے کہ دلالت رکھے اوپر وجود سرور عالم صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبر مکرم میں واقعہ سلطان نور الدین شہید کا ہے ۵۵۷ھ میں دریافت دیکھا آنحضرت
کے منام میں ایک شب میں تین بار اور خبر دیا انکو شر دو نصرانی سے کہ نسبت قبر شریف تصور نقب کی جنت
کیا تھا اور پہونچنا اسکا بحیثیت تاجر شخص کے مدینہ طیبہ میں اور پانا اُن دو ملعونوں کو اور احراق اُن دونوں
کو اور حفر خندق حوالی حجرہ شریفہ کے اور بھر دینا اُسکا رصاص **وصل** بیان ازواج میں پہلے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عقد نکاح میں لائے خدیجہ بنت خویلد کو بعد ازان سودہ بنت زمعہ کو اور وہ حضرت
پاس بوڑھیا ہوئیں اور حال انکے طلاق دینے کا کہ حضرت نے چاہا تھا سابقاً مذکور ہوا بعد ازان
عائشہ رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر کو نکاح میں لائے مکہ میں ہجرت سے دو برس پہلے وبقولی تین سال
پیش از ہجرت ماہ شوال میں اور وہ اسوقت شش سالہ تھیں اور ہم بستر کیا انکو مدینہ میں ماہ
شوال میں سال دوم ہجرت سے اور وہ نہ سالہ تھیں اور جب آنحضرت نے وفات پائی وہ ہیژدہ
سالہ تھیں اور انھوں نے وفات پائی مدینہ میں سترھوین رمضان ۵۸ھ انٹھاون میں اور بقیع میں
مدفون ہوئیں اور سوا اسکے بھی منقول ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی باکرہ کو بجز عائشہ
صدیقہ تزوج نہیں فرمایا اور کنیت عائشہ ام عبد اللہ ہے اور بعد ازان حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ
عنہ کو نکاح میں لائے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو طلاق
دی پس نازل ہوئے جبرئیل علیہ السلام اور کہا تمکو خدا تعالی فرماتا ہے کہ رجعت کرو کہ حفصہ بہت روزہ دار
اور نماز گزار ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجعت فرمائی
بجہت مہربانی اوپر عمر رضی اللہ عنہ کے واللہ اعلم اور نکاح میں لائے ام حبیبہ بنت ابی سفیان کو
اور وہ اسوقت حبشہ میں تھیں مہر دیا انکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے نجاشی بادشاہ
حبشہ نے چار سو دینار اور متولی امر نکاح انکے عثمانؓ بن عفان ہوئے اور بقولی خالد بن سعید بن العاص
اور وفات پائی سال چہل و چہارم میں اور نکاح میں لائے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اور وفات پائی انھوں نے
سال ۶۲ باسٹھ ہجری میں اور وہ آخرین ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں وفات میں بقول آخرین سبکے

میمونہ تھین اور نکاح مین لائے زینب بنت جحش کو اور وہ دختر عمہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی تھین اوکا عقد نکاح زید بن الحارثہ مولی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین آیا بعد
ازان زید نے طلاق دی اسوقت ازواج مطہرات مین داخل ہوئین اور وفات پائی مدینہ مین
سال بستم مین اور وہ اولین ازواج آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھین وانتی اور پہلے وہی اٹھائی
گئین اوپر نعش کے اور مراد نعش سے وہ ہے کہ اوپر جنازہ کے چند چوب نصب کی گئین بشکل گہوارہ تا
بستر زیادہ ہووے اور نکاح مین لائے جویریہ بنت حارث کو اور غزوہ بنی مصطلق مین اسیر ہوکر
آئین تھین کہ بیان اسکا سابق غزوات مین مذکور ہوا اور وفات پائی سال پنجاہ وششم مین اور نکاح
لائے صفیہ رضی اللہ عنہا کو اور وہ نسل ہارون علیہ السلام سے تھین اسیر ہوئین غزوہ خیبر مین پس آزاد
کیا انکو اور آزادی مہر انکا مقرر فرمایا وفات پائی سال پنجاہم مین اور نکاح مین لائے میمونہ کو اور وہ
خالہ خالد بن الولید اور عبداللہ بن عباس کی ہین وفات پائی اسی جگہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انکو
نکاح مین لائے تھے اور نام اس موضع کا سرف ہے سال پنجاہ وہشتم مین یا بقولی سال شصت وششم مین اور
اوپر تقدیر آخیر سکے آخر ازواج مطہرات مین سے ہوئین وفات مین اور یہ جماعت مذکورہ وہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے انکے سر سے انتقال کیا اور وہ بعد آنحضرت باقی رہین تھین سوائے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے
اور نکاح مین لائے زینب بنت خزیمہ کو سال سوم مین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس زندہ رہین مگر تھوڑے
دن دو یا تین مہینے بعد ازان وفات پائی اور سوائے انکے تھین کہ آنحضرت انکو نکاح مین لائے یا خطبہ کیا اور
اور یہ امر بانجام نہیں پہنچا از انجملہ فاطمہ بنت ضحاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکو نکاح مین لائے جو آیۂ تخییر نازل
ہوئی مخیر کیا اس امر مین کہ صحبت آنحضرت مین رہے یا دنیا اختیار کرے انہنے دنیا کو اختیار کیا پس آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو جدا کیا بعد ازان پشک شتر التقاط کرتی تھی مین بدبخت ہون کہ اختیار کیا مینے دنیا
کو اور از انجملہ شراف خواہر دحیہ کلبی کہ نزدیک چاہا اسکو اور دخول نفرمایا اور خولہ بنت ہذیل اور وہ وہی ہے کہ بخشا
اپنے نفس کو آنحضرت یعنی بغیر مہر کے نکاح مین آئی اور بقولے بخشندہ اپنے نفس کی ام شریک تھی
اور اسماء جونیہ کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ دست مبارک سے اسکو مس فرماوین
کہا تجھ آپ سے پناہ چاہتی ہون مین پس آنحضرت نے مفارقت فرمائی اور عمرہ بنت یزید اور ایک زن غفاری
اور عالیہ بنت ظبیان اور ان سبکو طلاق دی قبل از دخول اور بنت الصلت اور وہ مر گئی پہلے اس سے
کہ آنحضرت ساتھ اسکے نزدیک ہووین اور ایک زن اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا نزدیک
ہونا اسکے ساتھ فرمایا اپنا نفس مجھے دے کہا کوئی زن رکھہ اپنے نفس کو ساتھ بازاری کے دیتی ہے
پس آنحضرت نے اسکو جدا کیا اور خطبہ فرمایا ایک زن کو اسکے پدر نے کہا کہ وہ داغ سفید رکھتی تھی حالانکہ
اسکو کوئی علت نہ تھی جب رجوع کیا داغ سفید پایا اور خطبہ فرمایا ایک زن کو اسکے پدر سے آسنے

صفت بیان کی اور کہا زیادہ اس سے وہ ہے کہ کبھی بیمار نہیں ہوئی ہے فرمایا اسکو نزدیک خدا کے کچھ بہتر
نہیں ہوئی ہے پس ترک کیا اور تھا مہر ازواج آنحضرت پانسو درہم ہر زن کا اور یہ قول صحیح اقوال ہے مگر صفیہ
اور ام حبیبہ جیسا کہ گذرا **فصل** بیان اولاد میں اولاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قاسم ہیں اور کنیت آنحضرت
کی ساتھ نام اسکے کے تھی اور عبداللہ کہ طیب اور طاہر دونوں لقب اسکے ہیں اور باعتبار ایک قول کے طیب بھی
طاہر کے تھا اور زینب اور رقیہ اور ام کلثوم اور فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور سب دختروں میں چھوٹی حضرت فاطمہ
تھیں اور یہ سب پسر حضرت کے مرے تھے طفولیت میں پیش از اسلام اور دختروں نے وقت اسلام پایا او مسلمان
ہوئیں اور یہ سب جماعت بطن خدیجہ سے تھیں بعد ازان بطن ماریہ قبطیہ سے مدینہ میں ابراہیم پیدا ہوا اور طفل
تھا دو روزہ ہو کر گذر گئے اور بقولے سات مہینے کے تھے اور بقولے ہزدہ ماہ اور سب اولاد آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے حیات آنحضرت میں وفات پائی الا فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کہ وفات انکی چھ مہینے بعد آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے تھی پس زینب نکاح میں ابی العاص کے تھی پیدا ہوا اس سے ایک لڑکا کہ نام اسکا علی تھا
کہ حالت صغر میں گذر گیا اور ایک دختر امامہ نام کہ جوان ہوئی امیر المومنین علی اسکو نکاح میں لائے بعد از فاطمہ
رضی اللہ عنہا کے اور بعد علی مرتضی کے مغیرہ بن نوفل بن الحارث اپنے نکاح میں لایا اور اس سے ایک
فرزند متولد ہوا یحیی نام اور فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کہ نکاح امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ میں تھیں
متولد ہوئے انسے حسن اور حسین اور محسن اور رقیہ اور زینب اور ام کلثوم اور محسن صغر سن میں گذر گئے
اور رقیہ بھی قبل از بلوغ اور زینب کو عبداللہ بن جعفر نکاح میں لائے پس پیدا ہوا ایک پسر
علی نام اور نزدیک اسکے مرا اور ام کلثوم سے نکاح کیا امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے پس
ایک پسر زید نام پیدا ہوا اور بعد عمر رضی اللہ عنہ کے عون بن جعفر نے زنی چاہا بعد انکے محمد
بن جعفر نے، انکے بعد عبداللہ بن جعفر نے اور رقیہ بنت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نزدیک
امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے تھیں پس متولد ہوا انسے ایک پسر عبداللہ نام کہ صغر سن
میں گذر گیا اور رقیہ نے وفات پائی جس دن زید بن حارث بشارت فتح بدر کی مدینہ میں
لایا پس آنحضرت عثمان بعد انکے نکاح میں لائے ام کلثوم کو اور وہ بھی عقد عثمان میں متوفی
ہوئیں ماہ شعبان سال نہم میں اور پیش از عثمان رقیہ عتبہ پاس اور ام کلثوم عتیبہ پاس
کہ دونوں پسر ابولہب کے تھے **فصل** اسامی اعمام اور عمات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم یہ ہیں حارث اور قثم اور زبیر اور حمزہ اور عباس اور ابوطالب اور عبدالکعبہ اور حجل اور ضرار اور
غیداق اور ابولہب اور صفیہ اور عاتکہ اور اروی اور ام حکیم اور برہ اور امیمہ اور اس جماعت میں تین شخص
اسلام لائے حمزہ اور عباس اور صفیہ **فصل** اسامی موالی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زید بن الحارث اور پسر اسکا اسامہ
اور ثوبان اور ابو کبشہ اور وہ بدر میں حاضر تھا جس دن کہ عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے وفات پائی اور انسہ اور شقران تھے کہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسکے وارث ہوئے تھے اپنے پدر سے اور لقیط اُسکو عبد الرحمن بن عوف
نے خرید کیا اور رباح دیا اُسکو عربیوں نے مارا اور ابو رافع اُسکو عباس نے خدمت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گذرانا تھا جسوقت کہ خبر اسلام عباس کی پہونچائی آنحضرت نے اُسکو آزاد
فرمایا اور اُسکے نکاح میں دیا سلمی کو کہ مولاۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی پس اُس سے
ایک پسر پیدا ہوا عبید اللہ نام تو یہ منشی امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا تھا اور ابو مویہبہ اور
فضالہ اور اُسنے شام میں وفات پائی اور رافع کو اس جماعت مذکور میں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے آزاد کیا اور مدعم کہ اُسکو ابو رفاعہ جذامی نے گذرانا تھا اور وہ مارا گیا غزوہ وادی القری
میں اور کرکرہ اور اُسکو ہودہ بن علی یمانی نے پیشکش بھیجا تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اُسکو آزاد کیا اور زید جد ہلال بن یسار اور عبید اور طہمان اور یابور قبطی ہدیہ مقوقس سے اور واقد
ابو واقد اور ہشام اور ابو ضمیرہ فیئ سے تھا اور روز حنین اُسکو آزاد کیا اور ابو عسیب احمر نام
اور ابو عبید اور ابو سفینہ کہ پہلے غلام ام سلمہ کا تھا بعد ازاں آزاد کیا اور شرط کی کہ جبتک زندہ
رہے خدمت آنحضرت کرے کہا اگر شرط نکرتے تو بھی مفارقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نکرتا
میں اور ابو ہند اور انجشہ کہ حدی گاتا تھا شتروں اور ابو امامہ اور بعض اہل سیر نے زیادہ اس
سے شمار کیے ہیں **وصل** جواری آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سلمی اور ام رافع اور رضوی اور امیمہ
اور ام ضمیرہ اور ماریہ اور شیرین اور ام ایمن کہ برکہ اُسکا نام تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی
کنار میں رکھتا تھا اور ریحانہ اسامی بنی قریظہ سے میمونہ بنت سعد اور عفرہ اور خویلہ وغیرہما **وصل** اسامی
خادمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انس بن مالک اور ہند اور اسماء دختران حارثہ اور ربیعہ
بن کعب اسلمی اور عبد اللہ بن مسعود اور عقبہ بن عامر اور بلال اور سعد اور ذومخبر یا ذومخمر کہ برادرزادہ
یا خواہرزادہ نجاشی کا تھا اور بکیر بن شداخ اللیثی اور ابو ذر غفاری **وصل** اسامی نگاہبانوں آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سعد بن معاذ کہ روز بدر حراست کی اور ذکوان بن عبد قیس اور محمد
بن مسلمہ انصاری کہ روز احد دونوں نے حراست کی اور زبیر نے روز خندق اور عباد بن
بشر اور سعد بن ابی وقاص اور ابی ایوب اور بلال وادی القری میں اور جسوقت یہ آیۃ نازل ہوئی
واللہ یعصمک من الناس موقوف رکھا کہ کوئی نگاہبانی نکرے **وصل** اسامی ایلچیان آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی بجانب بادشاہوں روزگار کے عمرو بن امیہ کو طرف نجاشی کے بھیجا اور نجاشی لقب بادشاہ حبشہ
اور نام اُسکا اصحمہ تھا اور ترجمہ اصحمہ کا زبان عبری میں عطیہ ہے پس رکھا نامہ آنحضرت اپنی دونوں آنکھوں پہ
اور اترا تخت سے اور بیٹھا اوپر زمین کے اور اسلام لایا اور وفات پائی ایام حیات آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سال نہم میں پس آنحضرت نے غائبانہ اوپر اُسکے نماز جنازہ ادا کی اور

ودحیہ کلبی کو بجانب بادشاہ روم کے کہ نام اسکا ہرقل تھا پس ثابت ہوئی نزدیک اسکے نبوت
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ دلائل کے اور ارادہ اسلام کیا مگر قوم اسکی نے اسکے ساتھ
موافقت نکی اور بخوف ازالہ سلطنت کے اسلام نلایا اور عبد اللہ بن حذافہ کو طرف کسریٰ بادشاہ
فارس کے پس کسرے نے پارہ پارہ کیا نامہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پس آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حق تعالے پارہ پارہ کیجیو سلطنت اسکی پس عنقریب مرگیا اور حاطب
بن ابی حاطہ کو بجانب مقوقس کے بھیجا اور مقوقس لقب اس بادشاہ کا ہے کہ مصر اور اسکندریہ اسکے
تصرف میں ہووے پس نزدیک باسلام آیا اور ہدیہ بھیجا بخدمت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ماریہ قبطیہ
اور شیرین اور ایک خچر سفید کہ دلدل نام تھا اور تقبلے ہزار دینار اور بیس جامہ بھی اور عمرو بن العاص
کو بجانب جیفر اور عبد اللہ پسران جلندا کے بادشاہان عمان کے دونوں مسلمان ہوگئے اور
مانع نہ آئے عمرو کو رعیت سے اخذ زکوۃ میں اور امضاے قضا سے میں پس عمرو انمیں رہا تا آنکہ
آنحضرت نے وفات پائی اور سلیط بن عمر کو طرف ہوذہ بن علی رئیس یمامہ کے پس اسنے اکرام سلیط
کیا اور خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کہ بھیجا کہ کیا اچھی چیز ہے جسکی طرف تم دعوت کرتے
ہو اور میں خطیب اور شاعر اپنی قوم کا ہوں پس مجھے بعض تصرف امر خلافت میں دو پس آنحضرت نے
قبول نفرمایا اور ہوذہ مسلمان نہوا اور شجاع بن وہب کو بجانب حارث غسانی بادشاہ بلقا کے
کہ ایک شہر ہے شام سے پس رد کیا نامہ آنحضرت کو اور کہا میں مع لشکر اس جہت کو روانہ ہوتا ہوں
بادشاہ روم نے اس ارادہ سے منع کیا اور مہاجر بن امیہ کو بجانب حارث حمیری کے یمن میں بھیجا
اور علاء بن حضرمی کو طرف منذر بن ساوی بادشاہ بحرین کے پس مسلمان ہوا اور ابوموسیٰ اشعری
اور معاذ بن جبل کو بجانب یمن پس مسلمان ہوئی رعیت یمن کی اور اسکے سبب بادشاہ بغیر قتال
کے **وصل** اسامی نویسندگان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء اربعہ اور عامر بن فہیرہ
اور عبد اللہ بن ارقم اور ابی بن کعب اور ثابت بن قیس بن شماس اور خالد بن سعید اور حنظلہ بن ربیع
اور زید بن ثابت اور معاویہ اور شرحبیل بن حسنہ **وصل** اسامی نجبا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم یعنی وہ لوگ کہ بزیادت عنایت مخصوص تھے خلفاء اربعہ اور جعفر اور ابوذر اور مقداد اور
سلمان اور حذیفہ اور عبد اللہ بن مسعود اور عمار اور بلال **وصال** اسامی عشرہ مبشرہ خلفاء اربعہ
اور سعد بن ابی وقاص اور زبیر بن العوام اور عبد الرحمن بن عوف اور طلحہ بن عبید اللہ اور
ابوعبیدہ بن الجراح اور سعد بن زید **وصل** دواب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
افراس سے دس راس تھے اور اس جگہ اختلاف بھی ہے سکب اور ادہم اسکے پیروزا حد سواد
تھے پیشانی اور قدم اسکے سفید تھے الا دست راست کہ بے نگ بدن تھا اور یہ گھوڑا قریبی مناسب تھا

اور ہمواری بدن تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسابقت اوپر اسکے فرماتے پس سبقت کرتے
اور خوشوقت ہوتے اور مرتجز وہی ہے کہ جس پر خزیمہ بن ثابت نے اُسکے حق مین گواہی دی اور لزاز ہدایای
مقوقس سے اور تحیف ہدیہ ربیعہ اور ظرب ہدیہ فروہ جذامی اور وردہ ہدیہ تمیم داری اور ضریس اور
ملاوح اور سبحہ اسکو تاجران یمن سے خریدا تھا اور سبقت کی اوپر اسکے تین بار پس دست
مبارک اوپر منھہ اسکے سے پھیرا اور فرمایا انت الا بحر یعنی نہین تو مگر دریا اور سبحہ بہت کشادہ
گام اور تیز رو تھا اور استر تھے تین راس دلدل ہدایای مقوقس سے اور وہ اول استر
ہے کہ اسلام مین اوپر اسکے سوار ہوئے اور فضہ قبول فرمایا اسکو ابو بکر صدیق سے اور ایلیہ
ہدیہ بادشاہ ایلہ سے اور سرکار آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ایک دراز گوش تھا کہ اسکو
یعفور کہتے تھے اور منقول نہین کچھ بعض گاوسپند سرکار آنحضرت مین اور آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو بیس ناقہ شیر دار تھین غابہ مین اور وہ ایک موضع ہے قریب مدینہ کے اور
ہدیہ بھیجا طرف آنحضرت کے سعد بن عبادہ نے ناقہ شیر دار مواشی بنی عقیل سے اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک ناقہ تھی قصوی نام کہ اوپر اسکے ہجرت کی تھی اور
جب وحی نازل ہوتی کوئی چیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو متحمل نہوتی الا قصوی کہتے ہین
کہ عضبا اور جدعا بھی نام اسکا ہے ایک بار ایک دن شتر اعرابی کے ساتھ دوڑایا شتر نے
سبقت کی اور یہ امر اوپر مسلمانون کے شاق آیا آنحضرت نے فرمایا لازم ہے اوپر اللہ تعالے کے
کہ کوئی چیز امور دنیا سے غالب نہ آوے الا ایک وقت اسکو مغلوب کرے اور سرکار آنحضرت مین
سو راس بز تھین اور ایک بز تھی کہ شیر نوشی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مخصوص
اور مہیا کی تھی اور ایک خروس تھا سفید رنگ وصل اسلحہ مین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم پاس نو شمشیرین تھین از انجملہ ذوالفقار کہ غنائم بدر مین اموال بنی الحجاج سے
ہاتھ آئی تھی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب مین دیکھا گویا اسکے ایکطرف مین
شکست پڑی ہے اور تعبیر کی کہ مسلمانون کو ہزیمت رو دیوے اور وہ صورت روز احد تحقق
ہوئی اور تین شمشیرین اموال بنی قینقاع سے ہاتھ مین لاتے تھے قلعی اور بتار اور حتف اور
منجملہ سیوف سے مخذم اور رسوب تھین اور ایک اور سیف اپنے پدر سے میراث پائی تھی اور عضب
کہ سعد بن عبادہ نے گذرانی تھی اور قضیب کہ وہ اول شمشیر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اسکو حائل کیا اور پاس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چار نیزے تھے نام ایک کا مثنی اور تین باقی
بنی قینقاع سے ہاتھ آئے تھے اور ایک نیم نیزہ تھا کہ اٹھایا جاتا تھا روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
عیدین مین اور ایک چوبک سر کج تھی بقامت ایک ذراع اور نیم عصا کے کہ اسکو عرجون کہتے تھے اور ایک عصا کہ

بار یک کہ اسکو مشوق کہتے تھے اور چار کمانین اور ایک ترکش اور ایک سپر کہ اوپر اسکے صورت کرس
بنائی تھی بخدمت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہم ہدیہ آئی تھی آنحضرت نے دونون ہاتھ اپنے
اوپر اسکے رکھے پس وہ صورت معدوم ہوئی انس رضی اللہ عنہ نے کہا نعل اور قبیعہ شمشیر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا سیم سے تھا اور درمیان نعل اور قبیعہ کے چند حلقہ سیم تھے اور قبیعہ ایک چیز ہے
کہ نزدیک مقبض کے سیم وغیرہ سے بناتے ہین اور نعل ایک چیز ہے کہ جانب پایہ شمشیر کے سیم وغیرہ سے
تیار کرین اور پیش آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دو زرہ تھین کہ انکو صالح بنی قینقاع سے تصرف مین
لائے تھے ایک سعدیہ اور دوسری فضہ اور ایک زرہ تھی کہ اسکو ذات الفضول کہتے تھے پہنا اسکو
روز حنین مین اور کہین کہ نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زرہ حضرت داؤد علیہ السلام کی تھی
کہ انھون نے روز قتل جالوت پہنی تھی اور پیش آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک خود تھا کہ اسکو ذو السبوغ
کہتے تھے اور ایک کمربند تھا ادیم سے اور اسمین تین حلقہ سیم سے اور نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سفید تھا وصل اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی چھوڑے دو جامہ حبرہ اور حبرہ
ایک نوع ہے چادرون مین سے اور ازار عمانی اور دو جامہ صحاری اور ایک قمیص صحاری اور ایک قمیص
سحولی اور ایک جبہ یمینیہ اور خمیصہ چادر علمدار اور ایک گلیم سفید اور چند کوفیہ خرد وغیر بلند تین یا چار اور ایک
لحاف رنگین بورس اور پاس حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک ظرف تھا چرم سے کہ اسمین آئینہ
اور شانہ عاج اور سرمہ دان اور مقراض اور مسواک رکھتے تھے اور فراش آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم چرم سے تھا اور حشو اسکا بجائے پنبہ لیف خرما تھا اور ایک قدح تھا کہ تین
جگہ سے بصفائح سیم مضبوط کیا تھا اور ایک پیالہ سنگ سے اور ایک آوند کلان صفر سے کہ اسمین
حنا اور وسمہ کرتے تھے یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکو سر پر رکھتے تھے جسوقت
کہ سر مبارک مین اثر حرارت پاتے تھے اور پیالہ تھا شیشہ سے اور ایک آوند تھا مہیا
واسطے غسل کے صفر سے اور پیالہ تھا کلان اور پیمانہ تھا پیمایش صدقہ فطر کے لیے کہ
چہارم حصہ صاع کا تھا اور ایک انگشتری تھی سیم سے کہ نگین اسکا بھی سیم سے تھا اور اوپر اسکے
کلمہ محمد رسول اللہ کندہ تھا اور تیو کے نگین آہن سے تھا اور جاے وصل نگینہ ساتھ حلقہ سیم
مضبوط کے تھا اور نجاشی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے دو موزہ سادہ ہدیہ بھیجا
تھا پس آنحضرت نے پہنا اسکو اور پاس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک گلیم تھا سیاہ اور
عمامہ کہ اسکو سحاب کہتے تھے اور پیش آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دو جامہ تھی نماز جمعہ کے لیے سوا ان دو
جامون کے کہ سایر ایام مین پہنتے تھے اور رومال تھا کہ روے مبارک بعد وضو خشک فرماتے تھے وصل کمال صوری
آنحضرت کہ شامل ہوے ساتھ تحقیق علو مکان اسکے نزدیک خداتعالے کے منقسم ہے اوپر تین قسم کے اول ذاتی

اور قسم ثانی فعلی جیسا کہ نماز روزہ اور صدقہ اور امثال اسکے قسم ثالث قولی قسم اول ذات شریف اور صورت
جمیل انکی ہے اور یعنی ذات شریف حضرت کی اجمل ذوات اور اکمل و افضل و اطہر و انور اور صورت مبارک
احسن و اجمل و اجلی و انکے صور کی اور علمائے شکر اللہ سعیہم نے حلیہ شریف حضرت کا جو انکو پہونچا اور انکی فہم
میں آیا منضبط اسکو کیا اور صفحہ بیان پر لکھا اور مقصود اس سے تصویر جمال اور مطالعہ کمال حضرت کا نصب العین
کرنا اور ہر ساعت اسکو ملحوظ رکھنا اور مشق اور مراقبہ اسکا کرنا ہے اس حیثیت کے ساتھ کہ دائم وہ جمال جہاں آرا
نظر میں رہے اور مفارقت نکرے اور یہ اقرب طرق ہے واسطے حصول کمال قرب اور وصال کے اور اگر
استطاعت اسکی ہے بطریق اتصال و دوام کے میسر نہو بارے بوقت صلوات اور سلام میں کہ اقرب طرق ہے
روشنی راہ کے لئے اور حضور درگاہ کے لیے نگاہ رکھو واللہ ولی التوفیق اور قسم ثانی کہ فعلی ہے افعال ذکیہ اور احوال مقدسہ
حضرت کے ہیں کہ معلوم اور ماثور ہیں اور صحف اور دفاتر اس ملون اور مشحون اور کافی ہی اس باب میں وہ کہ کل
عالم اور اعمال و حسنات انکی میزان حضرت ہیں ہیں اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تاسیس
فرمائیں راہیں ہدایت وارشاد کی اور باہر لائے خلق کو ضلالت اور غوایت سے اور وضع فرمائے احکام اور
روش صلواۃ و صیام اور حلال و حرام کی وضعل کیفیت تعلق میں جناب معلے القاب اور علو قدر آپکے جناب
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جاننا چاہیے کہ جو دوست رکھا حضرت کو حق تبارک و تعالیٰ نے
شفیع کیا تھا سب میں انکو حق کے لیے کہ وہ لوازم قرب و عزت و محبت سے ہے اور عام کیا اوسکو شفا
کے لیے اور نہیں ہے کسی کو خلق سے عموم شفاعت بجز حضرت کے اور اسی جہت سے وعدہ کیا
اوسکو ساتھ وسیلہ کے کہ مقام محمود ہے اور حقیقت میں نہیں معنی وسیلہ کے مگر واسطہ وصول کا بمطلوب
اور وہ شفاعت ہے اور پہنچے جانا اور پہچاننا اس مقصد کو پس لازم پکڑا اجمیل خطاب اور قوت باسیہ کو اور
تحقیق نہیں جاننا اور پہچاننا طالب کسی چیز کو کہ لائق بحال اسکے ہے مگر بواسطہ شیخ مرشد کے کہ راہ
بتا دے اسکو یا بواسطہ جذب الٰہی کے کشف کرے وہ اور پہ آ سکے اور اگر شیخ میسر نہ آوے
تو لازم پکڑے اہل اللہ کو اور جملہ طرق اہل اللہ کی چار چیزیں ہیں۔ ایک فراغ قلب اور خالی ہونا
اسکا میل ما سوی اللہ سے دنیا اور آخرت میں اور دوم اقبال علی اللہ بکلیہ ساتھ عقد محبت
کے منزہ علل سے بے فتور اور عدم التفات اور طلب عوض کے اور سوم دوام مخالفت نفس
کی ہر چیز میں کہ طلب کرے ان امور سے متعلق ہیں بمصالح اور اعظم مخالفات نفس کا نزک اسکے
اللہ سے نظراً اور اعتقاداً اور اعتماداً اور علماً اور چہارم دوام ذکر خدا انظر بجلال و جمال اسکے خواہ
ذکر لسانی ہو و یا ذکر قلبی یا ذکر روحی یا سری یا مجموع وضعل نوع ثانی کہ تعلق معنوی ہے بجناب
محمدی وہ بھی دو قسم ہے قسم اول دوم استحضار اس صورت بدیع المثال کو اور اگر ہے طالب
کو کہ حیاتاً بدیدار فائض الانوار آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منام میں مشرف

ہوا ہے پس استحضار کرے اُسی صورت کو کہ منام میں دیکھی ہے اور اگر ہرگز مشرف نہیں ہوا صفات آنحضرت
بعینہا یاد کرے اور درود بھیجے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ہووے حال ذاکر میں گویا کہ حضرت آسکے
روبرو حاضر ہیں حالت حیات میں اور دیکھتا ہی حضرت کو متادب با جلال و تعظیم و ہیبت و حیا اور اگر نہو سکے
اُس سے یہ صورت بصفت مذکورہ پس اگر کاہی زیارت قبر شریف اور قبہ منورہ کے مشرف ہوا ہے استحضار
اُسکا کرے اپنے ذہن میں اور درود بھیجے گویا کہ استادہ ہے پاس قبر شریف کے با جلال و تعظیم یہانتک کہ
مشاہدہ کرے روحانیت حضرت کو ظاہر ہوا ہوا اور زیارت قبر شریف اور روضہ منورہ بھی مستعد نہیں ہوا پس
واجب ہے صلواۃ و سلام بھیجے اوپر حضرت کے اور تصور کرے کہ وہ سنتے ہیں درود و سلام اسکا پس لازم پکڑے
اسطریق کو کیونکہ اسمیں ہے سعادت کبری اور مکانت زلفی واللہ الموافق والمعین اور قسم ثانی معنوی ہے استحضار حقیقت
کاملہ موصوفہ باوصاف کمال حضرت کا بیان جمال و جلال کے متجلی اور باوصاف قدر کبیر متعال کے مشرف ہو رہا
آلی کے آباواجداد میں محیط ساتھ کل کمال حقی و خلقی کے مستوجب ہر فضیلت وجود کی صورۃً اور معنیً حقیقۃً اور
عیناً و شہادۃً و ظاہراً و باطناً اور اگر نہو سکے کہ استحضار کرے ان سب کو البتہ جانے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم برزخ کلی ہیں قائم حقائق وجود قدیم و حدیث میں پس وہی ہیں حقیقت ہر ایک کی جتنے ہیں سے ذاتاً و صفاتاً اثراً
کہ وہ مخلوق ہیں نور ذات سے جامع اسما و صفات و افعال و آثار و سکے حکماً و عیناً پس جس وقت معلوم ہو گیا
طالب کو اشیاء مرقومۃ الذکر آسان ہوگا استحضار کمال ظاہری صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جیسا کہ ہی انشاء
اللہ تعالےٰ تنبیہ حقیقت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک ظہور ہے ہر عالم میں لائق حال اُس
عالم کے پس نہیں ظہور اُسکا عالم اجسام میں مثل ظہور اُسکے عالم ارواح میں اسلیے کہ عالم اجسام میں تنگی
ہے گنجایش نہیں رکھتا اُس چیز کی کہ گنجایش رکھتا ہے عالم ارواح اور نہیں ظہور حضرت کا عالم ارواح
میں مانند ظہور آپکے عالم معنی میں اسلیے کہ عالم معنی الطف و اوسع ہے عالم ارواح سے اور نہیں ظہور آنحضرت
کا ارض میں مثل ظہور آپکے سما میں اور نہیں ظہور اُنکا سموات میں مانند ظہور آپکے بیچ عرش کے
اور نہیں ظہور اُنکا بیچ عرش کے مثل ظہور آپکے عند اللہ فوق العرش کہ نہیں وہاں این نہ کیفیت پس ہرگاہ
مقام میں اعلی ہوتا ہے اور اکمل اور اتم ظہور آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام انزل
واسفل ہے اور ہر ظہور کو ایک جلالت اور ہیبت ہے بقدر محل کے یہانتک کہ تمام نہیں ہوتا
ہے اُس محل میں کہ استطاعت تدبر کی کہ دیکھے اُسکو کوئی انبیا اور اولیا سے وصول ملازمت حضور
آنحضرت شریف اور دوام مشاہدہ اس صورت لطیفہ کا ساتھ معانی عزیزہ و شریفہ کے اگر ہے
تصور اور خیال اور تفکر سے ہووے ثمر ادراک کا اور یہ جناب عزت کے اور موجب قبول کا درگاہ
عزت اسکی کے ہے اور یہ محبت اسکی ہے کہ جسکے تعلق پکڑتی ہے خاطر اسکی ساتھ جمال آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس عاشق ہوتا ہے دل اسکا اوپر صورت روحانیہ حضرت کی پس قرب

ہوتا ہو گئے پس ہوتا ہے نزدیک آنکے اور ساتھ اونکے اور جب کہ ہوا یہ نتیجہ صلواۃ بزبان کا پس کیا ہوگا نتیجہ
صلواۃ القلب درج اور سب کا اور نہیں صلواۃ مگر قرب واجتماع اور اتصال اور اقبال جب کہ وارد ہوا ہے
لغت میں اور جب نتیجہ عمل ظاہری کا کہ تھا صلواۃ کا دیدار آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہو تو
کہ قریب ہوگا ان سے حقیقت میں نتیجہ عمل باطن کا کیا ہوگا اور وہ قریب ہے مقعد صدق میں نزدیک ملک مقتدر
کہ وہاں نہ آنکھ ہے اور نہ کیفیت تمام فصل پانچویں بیان خلافت خلفاے را
شدین اور اہل بیعت وغیرہ میں بیان اخبار خلافت خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق
اکبر رضی اللہ عنہ بعد رحلت حضرت ختم رسالت کے یہ حال ہوا کہ عمر بن الخطاب نے کہا کہ جو کوئی یہ
کہیگا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی میں اسکا سر اپنی شمشیر سے جدا کرونگا
رسول خدا مرے نہیں بلکہ حق تعالیٰ نے انکو رفیع سما فرمایا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آیت پڑھی وَ
مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ یعنی محمد صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں مگر ایک رسول اور انکے پہلے بھی رسول گذر چکے ہیں پس اگر وہ مر گیا یا مارا گیا تم
لوگ الٹے پاؤں پھر جاؤگے ہیں سب لوگ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
کی طرف متوجہ ہوئے گرد ہوگئے سقیفہ بنی ساعدہ میں بہت جلدی کی بعد ازاں حضرت عمر رضی اللہ
عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کی انکی بیعت کرنے سے تمام لوگوں نے بیعت
کی اور یہ حال ہوگیا کہ سب آدمی بیعت پر مستعد ہوگئے یہ بیعت درمیان عشرہ ربیع
الاول سنہ ۱۱ ہجری نبوی میں واقع ہوئی مگر بنی ہاشم اور زبیر اور عتبہ بن ابی لہب اور
خالد بن سعید بن العاص اور مقداد بن عمرو اور سلمان فارسی اور ابوذر اور عمار بن یاسر
اور براء بن عازب اور ابی بن کعب اور یہ سب حضرت علی مرتضے کرم اللہ وجہہ کے ساتھ تھے
لیکن بیعت کرنا علی مرتضے کا ساتھ ابوبکر صدیق کے روایت قاضی جمال الدین بن واصل
میں آیا ہے اور بروایت زہری کے عائشہ صدیقہ سے خلاف اسکے بیان بارھویں
اور تیرھویں سال ہجری کا تیرھویں سال ہجری میں جنگ یرموک بسبب فتح ہونے شام
کے واقع ہوئی تھی اسوقت ہرقل درمیان حمص تھا جب اسکو خبر پہونچی کہ روم کا
لشکر یرموک میں شکست کھا کر بھاگا تب اسنے حمص سے کوچ کیا اور رومی لوگ اسکے
مسلمانوں کے درمیان میں گھر گئے اور جبکہ خالد بن الولید اور ابوعبیدہ کو جنگ یرموک
سے فراغت ہوگئی تب انھون نے بصرہ کا قصد کیا والی بصرہ نے بہت گروہ واسطے مقابلہ کے
جمع کئے پھر اونھون نے صلح کرلی اور صلح اس بات پر ٹھہری کہ ہر راس پر ایک دینار اور
ایک جریب گیہوں دیا کریں وفات خلیفہ اول واضح کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سبب تپ میں

اختلاف ہی کہتے ہین کہ یہودیون نے برنج مین ملا کر زہر کھلایا تھا اور کوئی کہتا ہو کہ کسی رفیق نے
کسی چیز مین زہر ملا کر آنکو اور حارث بن کلاہ کو دونون کو دیا تھا حارث نے کہا کہ ہمنے زہر آلودہ
کھانا کھایا ہے ایک برس مین وہ زہر اثر کریگا چنانچہ بعد برس روز کے ایسا ہی اتفاق ہوا کہ دونون
نے انتقال کیا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ نے ایک سرد روز مین غسل کیا بسبب اُس غسل کرنے کے بخار لاحق ہوا چنانچہ پندرہ روز
تک بیمار رہے یہانتک کہ نماز کو بھی باہر نہ آسکے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اجازت دی تھی کہ وہ
نماز پڑھا دیا کرین اور خلافت بھی آنکی اور خلافت بھی آنکو سپرد کی تھی بعد از ان شام کے وقت شب
شنبہ کو میان مغرب اور عشا کے ہفتہ آخر جمادی الاول درمیان ۱۳ سنہ ہجری کے وفات پائی اس سے
معلوم ہوا کہ کل مدت خلافت انکی دو برس تین مہینہ دن تھی اور عمر شریف ترسٹھ ۶۳ برس کی اور انکو
بعد وفات کے انکی زوجہ اسما بنت عمیس نے غسل دیا اور جس تابوت مین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
اُٹھائے گئے تھے اُس تابوت مین خلیفہ اول رکھے گئے اور حضرت عمر نے انکی نماز جنازہ مسجد نبوی مین پڑھائی
اور بعد حفر قبر کے سر انکا دونون مونڈھون پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کرکے دفن کیا
حلیہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خوش قد سپید چہرہ اور معروق الوجہ تھے یعنے عروق آنکے
چہرہ کی نمودار رہتی تھین اور آنکھین غائر اور ناک باہر کو اُٹھا ہوا اور بند ہاتھ کے انگشتان پر
بال تھے اور حنا اور وسمہ کا خضاب کیا کرتے تھے اور انکے فضائل مین بہت احادیث
وارد ہین ایک انمین سے وہ کہ اخراج کیا ابن حبیبین نے کہا نہین پیدا ہوا اور بیت آدم مین بعد نبیین
و مرسلین کے افضل ابوبکر سے رضی اللہ عنہ بیان خلافت خلیفہ دوم عمر ابن الخطاب
رضی اللہ عنہ بن نفیل بن عزی سے لوگون نے اُس سال مین بیعت کی جس سال مین حضرت ابوبکر
رضی اللہ عنہ فوت ہوے تھے پس بعد خلافت حضرت عمر نے خطبہ پڑھا اور لوگون کو سنایا کہ اے
لوگو قسم ہے خدا کی کہ میرے نزدیک قوی تر ضعیف سے وہ ہے جو اپنا حق پاوے اور ضعیف تر قوی سے
وہ ہے کہ حق اُسکا لیا جاوے اور اول مین یہ احکام اصدار فرمائے کہ خالد بن ولید کو سرداری سے
موقوف و معزول کیا اور ابو عبیدہ کو حبش اور شام کا سردار مقرر فرما کر روانہ کیا اور حضرت عمر کا اول
اول نام امیر المومنین رکھا گیا تھا اسلئے کہ حضرت ابوبکر خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کہلاتے تھے انکو کسی نے امیر المومنین نہین کہا یہ خطاب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جاری ہوا پس
پس ابو عبیدہ بعد روانگی دمشق کے باب الجابیہ کی طرف اترے اور خالد جانب شرق باب توما
اور عمرو بن العاص دوسری طرف اور شہر دمشق کا محاصرہ قریب ستر رات کے رہا آخر الامر خالد نے
اپنی طرف سے بزور شمشیر فتح کیا اور باشندگان دمشق نے دوسری جانب سے باہر آکر

ابوعبیدہ سے صلح کرلی اور دروازہ واکیا ابوعبیدہ انکو امن دیکر اندر گئے اور خالد سے درمیان شہر کے
ملاقات حاصل ہوئی پھر ابوعبیدہ نے خبر دمشق فتح حضرت عمر کی تئین لکھ بھیجی واضح ہو کہ ملک عراق بھی حضرت
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین فتح ہوا بیان سنہ ۱۴ ہجری ماہ محرم سنہ ۱۴ ہجری مین خلیفہ دوم نے
تعمیر بصرہ کے لیے حکم دیا چنانچہ بنا اس شہر کے لئے اس سال مین نشان کئے گئے بقول بعض ہفدہم
سال مین حکم بنا بصرہ صادر ہوا تھا اور اسی سال مین قحافہ پدر خلیفہ اول نے وفات پائی عمر انکی
ستانوے برس کی تھی مگر بعد انتقال خلیفہ اول کے انکا انتقال ہوا بیان سنہ پندرہ ہجری سال
پانزدہم ہجری مین شہر حمص بعد محاصرہ مدت طویل کے فتح ہوا اور بعد فتح دمشق کے مسلمانون کے ہاتھ آیا بعد فتح
اسکے رومیون نے صلح چاہی پھر ابوعبیدہ اور باشندگان شیزر مین صلح ہوگئی جیسے باشندگان حماۃ کے
اور اسی طرح باشندگان معرہ سے کہ زمانہ سابق اسکو معرۃ الحمص کہتے تھے صلح واقع ہوئی کہ اب مشہور معرۃ النعمان
النصاری ہی پھر ابوعبیدہ مذکور نے لاذقیہ کو فتح کیا بروز شمشیر بعد ازان جبلہ اور انطرطوس بعد ازان قنسرین مین
ابوعبیدہ اور خالد پہونچے اوسمین بہت رومی پوشیدہ تھے انسے خوب جنگ واقع ہوئی آخر الامر مسلمان فتحیاب ہوئے قبل
ابا ہی اس شہر کی صلح قرار پائی مثل صلح اہل حمص کے لیکن خالد اور ابوعبیدہ نے وہان کے سکان سے کہا کہ صلح منظور
آخر الامر ہم اس شہر کو ویران کرینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا بعد ازان حلب اور انطاکیہ اور منبج اور دلوک اور سرمین اور تیزین اور عزاز کو
فتح کیا اور اطراف شام پر غالب آئے پھر خالد نے مرعش کو فتح کیا اور وہانکے رہنے والون کو جلاوطن کرکے تمام
شہرون کو ویران کیا اور قلعہ حدث کو فتح کیا اسی سال مین اور بعضے کہتے ہین سوطوان سال تھا اور ہرقل مایوس ہو کر ملک
شام سے قسطنطنیہ کو چلا گیا مگر تھوڑی دور جا کر پھر متوجہ بطرف شام ہوا پھر قیساریہ در صیصہ کو فتح کیا اور اسی شہر مین
حضرت یحیی ابن زکریا علیہما السلام کی قبر ہے اور نابلس اور لد اور یافا یہ سب بلاد فتح کیے اور بیت المقدس کا محاصرہ
مدت دراز تک رہا آخر کار سکان بیت المقدس نے ابوعبیدہ سے کہا کہ مثل اہل شام ہمسے صلح کرلو بشرطیکہ عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ ہمسے صلح کرین یہ حال ابوعبیدہ نے حضرت عمر کو لکھ بھیجا چنانچہ خلیفہ ثانی نے حضرت علی مرتضی کرم
اللہ وجہہ کو بجای اپنے مدینہ منورہ مین چھوڑ کر آپ تشریف لاے اور بیت المقدس کو فتح کیا اور اسی سال
مین حضرت عمر نے منشی اور دیوان مقرر کئے اور انعام اور بخشش مسلمانون کے لئے ٹھہرائی قبل ازین کسیکو کچھ
بجز مال غنیمت نہ ملتا تھا اور بعضے کہتے ہین یہ امر سنہ بیس ہجری مین مقرر ہوا اس تفصیل سے حضرت
عباس رضی اللہ عنہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے پچیس ۲۵ ہزار اور جسکو قرابت قریب
بجناب حضرت رسالت مآب تھی اسکے لئے زیادہ مقرر کی پس اہل بدر کے لئے پانچ ہزار اور اصحاب
حدیبیہ اور بیعت الرضوان تک چار ہزار اور من بعد انکے تین ہزار اور اہل قادسیہ اور یرموک کو ایک
ہزار اور جو انکے پیچھے تھے انکو پانسو پھر تین سو پھر ڈھائی سو پھر ڈیڑھ سو اسی سے تنخواہ العاملون کی مقرر ہوئی
بیان سنہ ۱۶ ہجری درمیان اس سال کے مسلمانون نے مدائن مین داخل ہو کر

جسکو پایا قتل کیا اور سپاہ سے کہ ایک محل سفید تھا اوسکا محاصرہ کیا اور سعد بن وقاص اوسمین فروکش ہوے
اور محل کسریٰ کو مسجد جامع بناکر نمازین پڑھنی شروع کردین اور جسقدر کہ مال کہ تمام سیم وزر اور ظروف
اور لباس سے ہاتھ آیا اُسکو ضبط کیا اگر تفصیل اوسکی مین طوالت ہے اور اسی سال جبلہ بن ایہم عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ پاس بشان و شوکت و حشمت تمام داخل ہوا ازان بعد اسی سال مین حضرت عمر رضی اللہ
عنہ حج کو تشریف لے گئے اور جبلہ نے بھی حضرت کے ساتھ حج کیا اتفاقاً اثنا ے طواف مین کہ
جبلہ کررہا تھا کوئی شخص قوم فزارہ کا جبلہ کے ملبوس سے الگ کر نکلا جبلہ نے اوسکو ایک گھونسا
ناک پر ایسا مارا کہ ناک اُسکی بیٹھ گئی وہ عمر رضی اللہ عنہ پاس فریادی آیا حضرت نے اُسکی طلبی فرماکر کہا
کہ فدیہ دے وگرنہ وہ بھی ایک گھونسا ایسا ہی ماریگا جبلہ نے کہا کہ بادشاہ اور بازاری برابر نہیں حضرت
عمر نے فرمایا اسلام نے دونون کو مستوی اور برابر کر دیا جبلہ نے کہا مجھے یہ خیال تھا کہ مسلمان ہونے
سے میری عزت زیادہ ہو جاویگی زمانہ جاہلیت سے حضرت نے فرمایا اس خیال کو دل سے
دور کر جبلہ نے کہا مین نصرانی ہوا جاتا ہون حضرت نے فرمایا مین تیرا سر تن سے جدا کر دونگا جبلہ
نے کہا آج کی رات مجھے مہلت ہو جبکہ رات ہوئی جبلہ مع اپنے جاہ و حشم شام مین
چلا گیا اور وہان سے قسطنطنیہ مین اور وہان جاکر پانسو آدمی اُسکی قوم سے ہمراہ ہو گئے اور نصرانی اختیار
کیا بیان سنہ ۱۶ سترہ ہجری کا درمیان اس سال کے شہر کوفہ موسس اور مخطط ہوا
اور عمر رضی اللہ عنہ نے معتمر ہوکر بیس دن مکہ مین قیام کیا اور مسجد حرام کو وسیع کیا
اور جنھون نے انسے بیعت نہ کی تھی اُنکے خانمان جو کچھ اُسکی قیمت بیت المال مین داخل کی اور ام کلثوم
دختر حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے کہ شکم فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے تھین نکاح کیا اور مغیرہ بن شعبہ
کو حاکم بصرہ مقرر کیا اتفاقاً وہ ام جمیل دختر ارقم سے جو قبیلہ عامر بن صعصعہ سے تھی چار شخصون
نے دیکھا کہ جماع کر رہا ہے یہ حال نکبت مآل اُسکا حضرت عمر کو لکھ بھیجا کہ حضرت نے اُسے عہدہ
سے معزول فرمایا کر ابو موسیٰ اشعری کو والی بصرہ مقرر کیا ذکر سنہ ۱۷ ہجری اور اس سال
مین مسلمانون نے اہواز کو فتح کیا اور ہرمزان کہ اس ملک پر مستولی ہوا اور امرا مرکبار فارس
سے تھا بعد وقوع قصۂ دراز کہ اوسکے لکھنے مین طوالت کلام ہوتی ہے مشرف باسلام ہوا حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے اُسکے لیے دو ہزار دینار مقرر فرمائے اور اسی سنہ مین درمیان مدینہ منورہ اور حجاز
کے بڑا قحط واقع ہوا عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس کو اپنے ہمراہ لیکر شہر کے باہر نماز استسقا
ادا کی اور برکت دعای حضرت عباس سے خوب بارش ہوئی اور اسی سال مین ایک وبا جسکو
طاعون عمواس کہتے ہین ملک شام مین ظاہر ہوئی چنانچہ اسی وبا مین ابو عبیدہ بن الجراح کہ جنکا نام
عامر بن عبد اللہ بن الجراح الفہری ہے اور عشرہ مبشرہ سے ہین فوت ہوے بعد ازان معاذ بن جبل انصاری

اور عمرو بن العاص الغرض کہ پندرہ ہزار آدمی اُس وبا مین شہید ہوا اور یہ ہوا کہ باقی ایک مہینہ کا مرض رہی
پھر بصرہ مین بھی یہ وبا پھیل گئی اور اسی سال مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملک شام کو تشریف لیگئے
اور جو لوگ کہ وہان مر گئے تھے اُنکی میراث تقسیم فرما کر ماہ ذیقعدہ مین مراجعت فرمائی۔ ذکر سنہ ۱۹ اور ۲۰
ہجری درمیان سال کے مصر اور اسکندریہ اوپر ہاتھ عمرو بن العاص اور زبیر العوام کے فتح ہوا اور سنہ ۲۰ مین بلال
بن رباح موذن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہوا اور باب صغیر کے نزدیک مدفون ہوئے ذکر سنہ اکیس ۲۱
ہجری اس سال مین جنگ نہاوند ہمراہ مجوسون کے واقع ہوئی کہ اونکی سپاہ ڈیڑھ لاکھ آدمی تھا اور سپہ سالار اونکا
فیرزان بعد وقوع جنگہای شدید کے مسلمانون نے مجوسون کو شکست دی اور قتل کیا اور سپہ سالار بھاگ گیا اور اسی
سال مین دینور اور صیمرہ اور ہمدان اور اصفہان فتح ہوئے اور اسی سال مین خالد بن الولید نے
وفات پائی لیکن مدفون ہونے اُنکے مین اختلاف ہے بعض کے نزدیک حمص اور بعض کے نزدیک
مدینہ مین ذکر سنہ ۲۲ ہجری اس سال مین آذربایجان اور رے اور جرجان اور قزوین اور
ریحان اور طبرستان یہ سب بلاد فتح ہوئے اور عمرو بن العاص شہر برقہ پہنچے وہان کے باشندون نے
جزیہ دینے پر صلح کر لی پھر بجانب طرابلس جاکر اُنکا محاصرہ کیا اور بزور شمشیر فتح لیا اور انھون مین
تیس سنہ اوپر ملک خراسان کے جنگ کی اور بزور جیرو لڑا اور ہرات بزور شمشیر مسلمانون کے قبضہ مین آیا
اسی سال مین ابی بن کعب بن قیس جو اولاد ملک بخار سے ہین اور کنیت اونکی ابا منذر ہے فوت ہوئے
یہ کاتب وحی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھے ذکر وفات خلیفہ دوم سنہ ۲۳ ہجری کا
واضح ہو کہ درمیان اسی سال ابولولو نے کہ جسکو فیروز بھی کہتے ہین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان
نماز فجر پہلو مین زیر ناف خنجر مارا یہ واقعہ چھبیسویں تاریخ ماہ ذالحجہ کو ہوا چنانچہ ہفتہ کے روز وفات پائی
اور یکشنبہ کو مدفون ہوئے اُنھون نے کل دس برس اور چھ مہینے آٹھ دن خلافت کی قبر
اُنکی پاس پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہے بوقت وفات
باب خلافت مین یہ ارشاد ذکر کیے گئے تھے کہ حضرت علی مرتضیٰ اور عثمان اور طلحہ اور زبیر اور سعد
رضی اللہ عنہم جس سے راضی ہون وامیر المومنین مقرر ہو چنانچہ حضرت علی نے عبد الرحمن بن عوف سے
در باب خلافت کہا اُنھون نے انکار کیا حلیہ حضرت عمر رضی اللہ کا یہ ہے کہ دراز قد سفید رنگ سر
پر بال نہ تھے عمر شریف پچپن سال اور بقول بعض ساٹھ برس اور بعض کے نزدیک
برس کی تھی اور فضیلت وزہد والمعارف اور شفقت مین مسلمانون پر
تفوق رکھتے تھے اور فضائل اونکے شمار سے خارج ہین ذکر سنہ ۲۴
ہجری درمیان اس سال کے بعد از وفات عمر رضی اللہ عنہ اہل شورت مثل
علی مرتضی اور حضرت عثمان اور عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور عبد اللہ بن

رضی اللہ عنہم جمع ہوے اور بہت گفتگو اس باب مین تین روز تک رہی آخر سب شخص تنگ ہو کر یہ تجویز کی
کہ سبکو عبد الرحمن خلیفہ مقرر کر دین اسکی اطاعت کرین یہ حال سنکر حضرت علی مرتضے کرم اللہ وجہہ
حضرت عباس پاس تشریف لے گئے اور صلاح فرمائی انھون نے فرمایا کہ مین تمھارے مقدمہ مین دست
انداز نہین ہوتا مین نے اول نہ کہا تھا کہ اس امر مین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کر لو
کہ امر خلافت بعد وفات حضرت کے کس سے متعلق رہیگا تمنے انکار کیا۔ الغرض عبد الرحمن نے روبرو سب
اہل مشورہ کے اپنی خلافت سے دست بردار ہو کر علی مرتضے کو بلایا اور کہا اے علی خدا کے وعدہ اور
عہد کو صادق جانکر اوسکی کتاب اور اسکی حبیب کی سنت پر عمل کرتا اور دونون خلفا کے طریق پر
چلنا علی مرتضی نے جواب دیا کہ مجکو بھی امید ہے کہ حسب علم اور طاقت اپنی کے اقتدا و اقتفاو
کتاب سنت کا کرونگا پھر عثمان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور آنسے بھی یہی کہا جو حضرت علی مرتضے سے
کہا تھا اور دست مبارک حضرت عثمان کا پکڑکر کہا اے خدا اے عالم الغیب تو دانا او بینا ہے میرا
گواہ رہنا کہ مین نے بار اپنا اوپر گردن عثمان کے رکھدیا یہ کہکر بیعت کر لی اس امر سے حضرت مرتضے
علی کو نسبت بہ عبد الرحمن کوئی تکدر حاصل ہوا یہ حال دیکھکر مقداد بن الاسود نے عبد الرحمن بن عوف سے
کہا کہ تمنے دینے حق علی مرتضی مین مداہنہ کیا انھون نے جواب دیا کہ اے مقداد مین نے بہت سعی او ر
کوشش اس باب مین کی تمنے کیا کون مقداد نے کہا مجھے بہت تعجب ہے قریش سے ہے کہ انھون
نے ایسے شخص کو منظور نہ کیا میرے نزدیک کوئی مردان سے بہتر علم اور عدل مین نہین ہے
عبد الرحمن نے کہا اے مقداد خدا سے ڈر مبادا تو کسی فتنہ مین گرفتار ہو جاوے۔ پس حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ نے اپنے اقارب اور رشتہ دار ملکون پر مسلط کیے اسوقت عبد الرحمن بن عوف
سے لوگون نے کہا کہ یہ سب تمھاری کام ہین انھون نے کہا مجھے یہ معلوم اور خیال نہ تھا چنانچہ عبد الرحمن
نے جدائی حضرت عثمانؓ مین انتقال کیا ذکر خلافت خلیفۂ سوم واضح ہو کہ بتاریخ تیسری
محرم سنہ چوبیس۲۴ ہجری مین حضرت عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس
بن عبد مناف سے لوگون نے بیعت کی اور بعد اخذ بیعت حضرت عثمانؓ منبر پہ آئے اور
خطبہ بلیغ ادا فرمایا بعد ازان منبر پر سے اترے اور وہ لوگ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے
زمانہ مین حاکم تھے انھین کو برس دن تک مقرر رکھا پھر مغیرہ بن شعبہ کو جو حاکم کوفہ تھا معزول
کیا اور سعد بن ابی وقاص کو اسکی جگہ مقرر کیا بعد چندے اونکو معزول کیا اور ولید بن عقبہ
بن ابی معیط جو بھائی مادر زاد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے تھے حاکم کوفہ کیا
ذکر سنہ پچیس ہجری اور اس سال مین ابوذر غفاری نے کہ صحابی تھے وفات
پائی ذکر سنہ ۲۶ چھبیس ہجری اور اس سال مین حضرت عثمان نے عمرو بن العاص کو

مصر سے معزول کر کے انکی جگہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح عامری کو مقرر کیا ذکر سنہ ۲۷ھ اور سنہ ۲۸ھ
ہجری اور اس سال میں حضرت عثمان سے معاویہ نے اجازت لڑنے کی سمندر میں جا کر حاصل
کی تھی اسوقت معاویہ نے ایک لشکر جزیرہ قبرس کی طرف روانہ کیا اور عبداللہ بن سعد بھی ادھر
مصر سے وہاں جا پہونچے دونوں نے مجتمع ہوکر وہاں کے باشندوں سے جنگ کی آخرالامر
سات ہزار دینار سالانہ بطور جزیہ مقرر ہوگیا اور صلح قرار پائی ذکر سنہ ۲۹ھ انتیس ہجری درمیان
اس سال کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ابوموسے اشعری کو حکومت بصرہ سے معزول کیا اور عبداللہ
بن عامر کو بجای آنکے نصب کیا پھر ولید بن عقبہ کو کوفہ سے معزول کیا کہ انہنے حالت سکر میں نماز فجر پڑھائی
تھی ذکر سنہ ۳۰ھ ہجری اس سال میں عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہوا کہ درباب قرآن مجید لوگوں میں
اختلاف ہو رہا ہے اہل عراق یہ کہتے ہیں کہ ہمارا قرآن صحیح ہے بہ نسبت اہل شام کے کیونکہ ابوموسے اشعری
کے قرآن سے نقل حاصل ہوئی ہے اور اہل شام یہ کہتے تھے کہ ہمارا صحیح ہے کہ ہمکو مقداد بن اسود
سے پہونچا ہے اسیطرح اور اطراف میں بھی اختلاف واقع تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صحابہ
سے مشورہ کیا آخرالامر یہ مقرر ہوا کہ جو قرآن بخلافت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ لکھا گیا ہے اور بی بی حفصہ کے پاس
موجود ہے وہاں سے لیکر شہرت دیجیے اور جمیع نسخ قرآن مشتبہ سوا اسکے احراق کر دیے جاویں چنانچہ
ایسا ہی عمل میں آیا اور اس کلام اللہ سے نقلیں لیکر اور درست کر کے بلاد و امصار میں جا بجا روانہ کیے
اور کاتب یہ لوگ تھے زید بن ثابت عبداللہ بن زبیر اور سعید بن العاص عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام
المخزومی ذکر سنہ ۳۱ھ ہجری اس سال میں یزدجرد بن شہریار بن پرویز جو آخر بادشاہان ملک فارس
کا تھا ہلاک ہوا اور اوسکے سبب ہلاک میں اختلاف ہے اور اسی سال میں اہل خراسان نے بغاوت اختیار
کی اور ابوسفیان بن حرب بن امیہ نے اسی سال میں وفات پائی ذکر سنہ ۳۲ھ ہجری درمیان اس
سال کے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ صحابی جلیل القدر عظیم الشان قراء عشرہ مبشرہ میں تھے
وفات پائی ذکر سنہ ۳۳ھ ہجری اس میں ایک گروہ کوفے نے یہ کلام کرنے شروع کیے کہ حضرت
عثمان نے اکثر اقارب سے اوپر ملکوں کے عامل مقرر فرمائے ہیں حالانکہ انکو لیاقت حکومت نہیں ہے
چنانچہ یہ خبر سعید بن العاص والی کوفہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجی انھوں نے حکم کیا کہ
جو لوگ یہ بات کہتے ہیں انکو معاویہ کے پاس ملک شام کی طرف روانہ کر دو جب وہ معاویہ بن سفیان کے
پاس گئے انسے بہت سا مباحثہ کیا آخر کو معاویہ نے انکو ڈرایا اور کہا مبادا اسمیں کوئی فتنہ برپا ہو جائے
انھوں نے دوڑکر ریش معاویہ از راہ بے ادبی پکڑلی اسنے اس حال کی حضرت عثمان کو اطلاع
دی عثمان نے لکھ بھیجا کہ ان سبکو سعید بن العاص کے پاس روانہ کر دو ان لوگوں نے وہاں جاکر
بھی وہی کلام بیجا کا شروع کیے اور اہل کوفہ بھی ان لوگوں کے ہمراہ ہو گئے ذکر سنہ ۳۴ھ ہجری

اس سال میں سعید بن العاص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پاس آئے اور سب معاملہ کہ انکے ساتھ اہل کوفہ نے
کیا تھا بیان کیا اور کہا کہ وہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ابوموسیٰ اشعری ہمارا سردار مقرر ہو اور میان اسی سال کے
مقداد بن الاسود فوت ہوا عمر اسکی ستر برس کی تھی ذکر وفات خلیفہ سوم سنہ پینتیس ہجری درمیان اس
سال کے ایک جماعت ملک مصر سے کہ جمعیت ہزار آدمی کی تھی اور بقول بعضے سات سو کی اور بعضے پانسو بیان کرتے
ہیں اور علی ہذا القیاس ایک گروہ کوفہ سے اور ایک بصرہ سے آئی مصر سے جو آئی تھی انکی یہ خواہش تھی کہ حضرت
علی رضی اللہ عنہ مسند نشین خلافت ہو دیں اور کوفی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو اور بصرہ والے چاہتے تھے کہ طلحہ رضی اللہ
عنہ کو خلیفہ قرار دلیویں یہ خواہش لیکر مدینہ میں داخل ہوئے جب کہ روز جمعہ ہوا اور حضرت عثمان نماز جمعہ کے
لئے گھر سے باہر آئے اور نماز جماعت ادا فرمائی بعد ادای نماز منبر پر جاکر خطبہ پڑھا اور ان گروہوں جو اطراف
سے آئے تھے مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ اللہ جل شانہ جانتا ہے اور ساکنین مدینہ بھی واقف ہیں کہ تمکو پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے نفرین فرمائی ہے یہ سنتے ہی ان لوگوں نے حملہ کیا اور سبکو جوش آیا اور لوگوں نے سنگباری شروع کی حتی
حضرت عثمان کو لوگوں نے منبر سے گھر پہونچایا اسلئے کہ آنکھ اسی ہنگامہ میں ایک پتھر لگ گیا تھا اور منبر پر سے اس
بیہوش ہوکر گر پڑے تھے جب معاملہ پیش آیا عثمان رضی اللہ عنہ نے زبانی کسی شخص کے کہلا بھیجا کہ تم یہان سے
چلے جاؤ چنانچہ وہ چلے گئے اور باشندگان مدینہ سب اپنے گھروں میں بیٹھ رہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
چالیس روز تک اور بقول بعض پچاس روز تک اپنے گھر میں محصور رہے۔ بعد ازان حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت عثمان کے
پاس آئے اور یہ صلاح کی کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ مروان کو عہدہ منشی گری سے موقوف کیجیے اور عبداللہ بن
ابی سرح کو مصر سے معزول کرو حضرت عثمان نے قبول کیا اور حضرت علی نے لوگوں کو سمجھا کر شاد کیا
اور وہ بات رفت وگذشت ہوگئی اور محمد بن ابی بکر کو حاکم مصر مقرر کیا اور محمد کے ساتھ ایک گروہ مہاجرین
اور انصار کا گیا یہ لوگ ہنوز اثنای راہ میں تھے کہ ایک سوار ناقہ سوار چلا آتا دیکھا اور وہ اثنای راہ میں ملا انھوں نے
پوچھا کہ کہان جاتا ہے اسنے کہا کہ مصر کے حاکم پاس انھوں نے کہا کہ مصر کا حاکم تو یہ ہے یعنی محمد بن ابی بکر اسنے جواب دیا
کہ یہ نہیں ہیں دوسرے حاکم پاس جاتا ہوں، جو ابن سرح ہے یہ سنکر انھوں نے اسکو پکڑ لیا اسکے پاس ایک نامہ نکلا کہ اسپر حضرت
عثمان کی مہر تھی اور لکھا تھا کہ جسوقت محمد بن ابی بکر مع اپنے ہمراہیوں کے تیرے پاس پہونچے اور کہے کہ تو معزول ہے تو قبول
نکرنا اور کسی حیلے سے اسکو مار ڈالنا اور اس نامہ پر جو یہ ہمراہ لایا ہے کچھ عمل نکرنا پس یہ نامہ دیکھتے ہی محمد بن ابوبکر نے
مع مہاجرین اور انصار کے بجانب مدینہ مراجعت کی اور سب اصحاب کو جمع کیا اور نامہ دکھایا اور حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ سے اسکا حال پوچھا انھوں نے کہا واقعی مہر تو میری ہے اور خط بھی میرے کاتب کا ہے لیکن میں نے
نہیں لکھوایا اور اسپر قسم کھائی اسوقت لوگوں نے کہا کہ مروان کو ہمارے سپرد کرو عثمان رضی اللہ
عنہ نے سپرد مروان میں ابا فرمایا اس سبب سے دشمنی اور کینہ زیادہ ہوا اور سعی اور کوشش انکے قتل میں کرنے لگے حسن بن
علی اور عبداللہ بن زبیر اور طلحہ رضی اللہ عنہم نے کسیکو اندر جانے نہ دیا اور منع کیا حتی کہ حضرت امام حسن مجروح ہوئے آخرکار وہ لوگ دیوار پر

چڑھ گئے اور ہمسایہ کے گھر میں سے عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں جا کر انکو شہید کیا آپ میں محمد بن ابی بکر بھی شریک تھا
اور بوقت شہادت عثمان رضی اللہ عنہ روزہ دار تھے اور تلاوت قرآن میں مشغول تھے یہ واقعہ جانکاہ اٹھارہ میں
و تیج [illegible] ۳۵ ہجری میں واقع ہوا۔ مدت خلافت بارہ برس بارہ روز کم اور عمر آپکی میں اختلاف ہے بعضے تراسی برس اور
بیاسی اور بعضے نوے کہتے ہیں اور بعضے سوا اسکے اور کچھ بیان کرتے ہیں اور جنازہ شریف بسبب مخالفت ان لوگون
کے تین روز تک دفن نہیں ہوا بعد ازان علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ انکو دفن کرو حلیہ آپکا میانہ قد خوبصورت داڑھی
بڑی بڑی رنگ مبارک سپید گندم گون مقدم راس پر بال نہ تھے اور ریش مبارک کو زرد رکھتے تھے اور دو
حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تزویج فرمائی تھی اسلئے آپکو ذو النورین کہتے ہیں اور کاتب آپکا مروان
بن الحکم بن العاص پسر عم آپکا تھا اور قاضی زید بن ثابت اور فضائل آپکے بہت ہیں ازانجملہ ایک یہ کہ جیش العسرۃ
کے لئے بہت شتر مال دیے تھے اور جب مجاہدین غزوہ تبوک میں بہت گرسنہ تھے اسوقت حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ نے غلہ کثیر موافق گذارہ لشکر کے خرید کر اور پھر اونٹ پر بار کر کے بھیجا تھا جب وہ سامان بحضور
آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہونچا اسوقت حضرت نے دست بدعا اٹھا کر یہ دعا فرمائی کہ بار خدایا میں راضی
اور خوشنود ہوں عثمان سے تو بھی راضی ہو اور بسبب شہید ہونیکے حضرت عثمان کے باب فتنہ اور فساد کا کھل گیا
خلیفہ چہارم واضح ہو کہ نام باپ ابو طالب پدر علی کرم اللہ وجہہ عبد مناف تھا اور یہ بیٹے عبد المطلب کے ہیں جو رسول مقبول کے جد بزرگوار
تھے اور والدہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہیں پس مرتضیٰ ماں کی طرف سے بھی ہاشمی ہیں
اور اپنے دادا کی طرف سے بھی جس روز کہ حضرت عثمان مقتول ہوئے اسی روز حضرت علی کرم
اللہ وجہہ سے لوگون نے بیعت کر لی مگر کیفیت بیعت میں اختلاف ہے بعضے یہ بیان کرتے ہیں کہ اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جمع ہو کر جن میں طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما بھی تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے
پاس آئے اور استفسار کیا کہ آپکو خلیفہ مقرر کریں جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ارشاد کیا کہ مجھے اسکی کچھ حاجت
نہیں جسکو تم اختیار کرو میں بھی راضی ہوں سب نے عرض کی کہ ہم سوا آپکے کسیکو اختیار نہیں کرتے اس امر میں بہت سی
تکرار رہی سب نے کہا آپ ہمارے نزدیک احق اور اقدم ہیں اور طلحہ بن عبید اللہ نے اول آنجناب امیر المومنین سے بیعت
کی مگر چونکہ ایک ہاتھ طلحہ کا جنگ احد میں جاتا رہا تھا بعضے اہل فراست نے یہ حال دیکھکر کہا انا للہ وانا الیہ راجعون
یہ امر بیعت تمام ہوتا نہیں معلوم ہوتا بعد ازان زبیر نے بیعت کی حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم میری بیعت
سے راضی ہو فبہا والا میں تمہاری بیعت پر راضی اور موجود ہوں دونوں نے کہا کہ نہیں ہم ہی تمسے بیعت
کرتے ہیں اور بعض روایات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بعد انعقاد بیعت دونوں نے یہ اظہار کیا
کہ ہمنے تو بخوف جان اپنی کے بیعت کی تھی پھر دونوں بعد چار مہینے کے بیعت سے مکہ کو چلے گئے
اور سعد بن ابی وقاص اور عبد اللہ بن عمر اور انصار نے بھی بیعت سے انکار کیا۔ اور سعد بن زید اور
عبد اللہ بن سلام۔ اور صہیب بن سنان اور اسامہ بن زید اور قدامہ بن مظعون اور بعضے [illegible] نے بھی

بیعت سے انکار کیا اور حسان بن ثابت اور کعب بن مالک اور مسلمہ بن مخلد اور ابو سعید خدری اور
نعمان بن بشیر اور محمد بن مسلمہ اور فضالہ بن عبید اور کعب بن عجرہ اور زید بن ثابت ان لوگوں نے
بیعت قبول کی اور بوقت مقتول ہونے حضرت عثمان کے ابن عباس مکہ میں تشریف رکھتے تھے
پھر مدینہ میں تشریف لائے اور حضرت علی مرتضیٰ پاس جب گئے تو مغیرہ بن شعبہ کو آنکے پاس
سے نکلتے دیکھا پوچھا کہ مغیرہ کیوں آیا تھا علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ پہلے تو اسنے یہ مشورت دی تھی کہ معاویہ
وغیرہ عمال عثمانیہ کو بالفعل معزول کرنا مناسب نہیں اپنی اپنی جگہ پر قائم رہیں جبتک کہ بیعت
نکر لیں اور امر خلافت مستقر اور مستحکم ہو جاوے میں نے اس بات سے انکار کیا تھا آج آکر
یہ کہا کہ جو آپکی رائے عالی میں آوے وہ کیجئے ہماری بھی وہی رائے ہے ابن عباس نے فرمایا
کہ پہلے تو آپکو اسنے نصیحت کی بات کہی تھی اب دوسری دفعہ اسکے خلاف بری مصلحت
دی مجھکو خوف ہے کہ مبادا اہل شام نہ پھر جاویں اور طلحہ اور زبیر کی طرف سے بھی مجھکو اطمینان نہیں
ہے نزدیک صلاح ہے کہ معاویہ کو ابھی آپ موقوف اور معزول حکومت سے نفرما دیں کیونکہ اگر
اسنے بیعت آپکی قبول کرلی تو پھر ہر ایک کا معزول اور موقوف کر دینا کچھ کام نہیں رکھتا علی مرتضیٰ
رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے خدا کی وہ بدون ذو الفقار تلوار کے نہ آویگا اسوقت حضرت ابن عباس نے
کہا امیر المومنین آپ مرد شجاع ہیں صاحب رائے نہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے غصہ ہوکر کہا کہ ہمکو ان
باتوں سے کیا کام ابن عباس کہتے ہیں اسوقت میں نے یہ کہا کہ جو حضرت کو اچھا معلوم ہووے کیجئے
ہم تو تابع مرضی حضرت کے ہیں اور مغیرہ مدینہ سے نکل کر مکہ میں چلے گئے ذکر ۳۶ سنہ
ہجری درمیان اس سال کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی طرف سے عامل اور حاکم
مقرر کر کے اطراف اور بلاد کو روانہ فرمائے اور اعمال عثمانیہ کو معزول فرمایا تفصیل اس اجمال کی
یہ ہے کہ عمارہ بن شہاب کو کہ مہاجرین سے تھے کوفہ کا عامل مقرر کیا اور عثمان بن حنیف انصاری کو بصرہ
کا اور عبید اللہ بن عباس کو ملک یمن کا صوبہ دار کیا قیس بن سعد بن عبادہ انصاری کو مصر پر متعین فرمایا
اور سہیل بن حنیف انصاری کو شام کا عامل متعین فرماکر روانہ کیا جب یہ شخص تبوک پہونچا
وہاں اسنے چند سوار عرب کے ملے اور پوچھا تو کون شخص ہے اسنے کہا کہ امیر شام انہوں نے کہا کہ
تجھے سوا حضرت عثمان کے کسی اور نے بھیجا ہے تو الٹا پھر جا اسنے کہا کیا حال تم عثمان
رضی اللہ عنہ سے مطلع نہیں ہو کہا کہ ہاں ہم سن چکے ہیں سہیل حال سنکر الٹا پھر آیا اور قیس بن
سعد والی مصر ہو گیا اور عثمان بن حنیف جب بصرہ میں پہونچا ایک فرقہ نے اسکی اطاعت منظور
کی اور دوسرے نے مخالفت اور عمارہ سے کوفہ کی راہ میں طلیحہ بن خویلد الاسدی نے کہا اہل
کوفہ امیر کے خون کا بدلا لینا چاہتے ہیں وہ بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں رجعت کر آیا اور والی کوفہ

ابو موسیٰ اشعری تھا اور عبد اللہ جب یمن میں پہونچا وہاں کا عامل یعلی بن منبہ تمام زر محصولہ موجودہ لیکر بجانب
مکہ روانہ ہوا اور حضرت عائشہ اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم سے جا ملا اور وہ سب زر انکے حوالے کر دیا **بیان
حضرت عائشہ و طلحہ و زبیر کے جانے کا بجانب بصرہ** جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا کہ
حضرت عثمان نے شربت شہادت چکھا یہ امر نہایت دشوار گذرا اور طالب قصاص ہوئیں اور طلحہ و زبیر و عبد اللہ
بن عامر اور ایک گروہ بنی امیہ سے معاون اور معاضد عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہوئے اور ایک لشکر عظیم
مجتمع ہو گیا بعد از مشاورت یہ اقرار پایا کہ بجانب بصرہ جا کر اپنا تسلط کر لینا چاہیے اور معاویہ ملک شام میں علی مرتضیٰ
کرم اللہ وجہہ سے سمجھ لیگا اتفاقاً اسی اثنا میں عبد اللہ بن عمر بھی مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ میں وارد ہو گئے یہ لوگ
طالب بیعت ہوئے انھوں نے ابا کیا وہ سب جماعۂ صحابہ ہمراہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بصرہ کو روانہ ہوئے
اور یعلی بن منبہ نے عائشہ صدیقہ کو ایک شتر کہ سو دینار کو خرید کیا تھا نذر گذرانا اور بقول بعضے اسی کا خرید تھا اور اسکو عسکر کہتے
تھے **بیان مجمل جنگ جمل کا** واضح ہو کہ درمیان اس جنگ کے ایک گروہ اہل کوفہ سے حضرت علی مرتضیٰ رضی
اللہ عنہ کے ساتھ ہو گئے اور ایک جماعت حضرت عائشہ و طلحہ و زبیر کے اور نصف جمادی الآخر میں بمقام خریبہ
مقابلہ واقع ہوا حضرت علی نے زبیر کو کہلا بھیجا کہ مجھ سے کچھ کہنا ہے الغرض جس وقت زبیر مقابلہ میں آئے علی مرتضیٰ نے یاد دلایا کہ
ایک روز تم ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم درمیان نخل کے گئے تھے اور پیغمبر خدا نے مجھکو دیکھکر تبسم فرمایا تھا
تمنے باعث تبسم پوچھا حضرت نبی نے ارشاد کیا کہ اے زبیر اسمیں کچھ بات ضحک کی نہیں تم علی سے محبت رکھتے ہو تو
تمنے کہا تھا میں انسے محبت رکھتا ہوں آنحضرت نے فرمایا کہ نہیں تم انسے مقابلہ کرو گے تمنے کہا تھا یہ کب ہو سکتا ہے
زبیر یہ بات سنکر کہنے لگے کہ قسم ہے مجکو اب میں تمسے ہرگز نہیں لڑنے کا اسلئے کہ مجھے حدیث حضرت
کی یاد آگئی زبیر کے بیٹے نے کہ درباب نہ لڑنے کے حضرت علی سے جو تمنے قسم کھائی ہے اسکا کفارہ ادا کرو
چنانچہ زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام مکحول کو آزاد کیا جنگ کے لئے اور جانبین سے جنگ ہونے لگی
اور حضرت عائشہ اس شتر پر کہ جسکا عسکر نام تھا سوار تھیں آخر الامر حضرت عائشہ اور طلحہ و زبیر کو شکست
ہوئی اور مروان بن الحکم نے طلحہ کے ایک ایسا تیر مارا کہ وہ شہید ہوئے اور زبیر رضی اللہ عنہ بجانب مدینہ روانہ
ہوئے اور بہت سے لوگ اس جنگ میں شہید ہوئے اسوقت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اس شتر
کو ذبح کر ڈالو چنانچہ ایک شخص نے اسے ایسا ضرب مارا کہ وہ گر پڑا اور عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی ہودج میں تا شب بیٹھی
رہیں آخر محمد بن ابی بکر برادر عائشہ صدیقہ نے انکو بصرہ میں مکان عبد اللہ بن خلف میں اتارا اور حضرت علی
کرم اللہ وجہہ نے تمام مقتولین اصحاب جمل کی لاشوں کو ملاحظہ کیا اور نماز جنازہ پڑھکر انکو دفن کیا اور زبیر
جنگ جمل سے بارادہ مدینہ منورہ جاتے تھے جبکہ اوپر چشمہ بنی تمیم کے پہونچے وہاں احنف بن قیس بیٹھا
تھا لوگوں نے اس سے کہا کہ یہ زبیر آتے ہیں احنف نے کہا کہ دونوں لشکروں کو مقابلہ کروا کر آپ
چلے آتے عمرو بن جرموز المجاشعی نے جب اس سے یہ کلام سنا وہاں سے اٹھکر زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل پر متوجہ ہوا

بیابانک کہ وہ وادی سباع مین پہونچے وہان انکو سوتا پاکر اور سر مبارک انکا جسد مطہر سے کاٹکر حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی خدمت لیگیا حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ مین نے سنا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ قاتل زبیر جہنمی ہے ۔ ازان بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم مدینہ مین جاکر اپنے گھر مین بیٹھو چنانچہ وہ ماہ رجب اسی سال مین تشریف لے گئین اور بہت لوگون نے انکی مشایعت کی اور علی رضی اللہ عنہ نے سب مایحتاج انکے لئے مہیا کرکے حضرت حسنین رضی اللہ عنہما کو فرمایا کہ ایک منزل تک تم جاکر انکو پہونچا دو چنانچہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مکہ معظمہ مین تشریف لے گئین اور اس سال کا حج ادا فرماکر مدینہ کو مراجعت کی اور منقول ہے کہ تعداد مقتولین جنگ جمل فریقین سے دس ہزار مرد تھے ۔ بعد ازان حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن عباس کو حاکم بصرہ مقرر کیا اور آپ کوفہ کو تشریف لے گئے اور وہان کا انتظام فرماکر پھر تمام اعراق مین وخراسان وغیرہ کا سواے شام کے انتظام کیا اور جریر بن عبد اللہ بجلی کو بطرف شام باین ارادہ روانہ کیا کہ معاویہ سے اقرار بیعت کروالی اور یہ کہے کہ جس بیعت مین سب مہاجرین و انصار داخل ہوچکے ہین تم بھی داخل ہو چنانچہ جریر معاویہ پاس گیا معاویہ نے بیعت کرنے مین تاخیر و درنگ کی اس اثنا مین عمرو بن العاص فلسطین سے معاویہ پاس آیا اور دیکھا کہ سب اہل شام اوپر اخذ قصاص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متفق ہین عمرو مذکور نے ان لوگون سے کہا کہ تم اوپر حق کے ہو اور معاویہ سے یہ مشورہ کیا کہ مین اور تم متفق ہوکر علی مرتضی سے جنگ کرین لیکن باین شرط کہ جب تمھاری فتح ہو تو مجھکو حاکم مصر کرنا اسنے منظور کیا چنانچہ اسوقت مین جانب علی رضی اللہ عنہ سے قیس بن سعد بن عبادہ مصر پر تھا ایک فرقہ عثمانیہ نے اسکی اطاعت نہ اختیار کی تھی اور جدا ایک دیہ مین قریب مصر کے جسکو خربتا کہتے ہین جا رہے تھے اور قیس سے نہ ملے تھے اور قیس نے بھی بنا بر مصلحت وقت کچھ انسے تعرض نہ کیا تھا ہرچند معاویہ نے بہت خطوط بھیجے اور چاہا کہ قیس مجھسے متفق ہوجاے اسنے قبول ومنظور نہ کیا تب تنگ ہوکر قیس کی طرف سے ایک خط جعلی بناکر روبرو سبکے پڑھا اور آگاہ کیا کہ قیس مجھ سے متفق ہے چنانچہ اسی واسطے ان لوگون سے جو اسکی فرمانبرداری سے خارج ہوکر خربتا مین جا رہے ہین کچھ تعرض نہین کیا اور نہ جنگ کی جب یہ خبر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو معلوم ہوئی قیس مذکور کو مصر سے معزول فرماکر بجاے اسکے محمد بن ابی بکر کو حاکم مصر مقرر کیا جب محمد بن ابی بکر مصر مین گئے اسوقت قیس نے انکو یہ وصیت کی کہ اہل خربتا سے تم ہرگز متعرض نہونا انھون نے نہ مانا اور ایک قاصد زبانی اہل خربتا کو پیام بھیجا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بیعت اختیار کرو ورنہ زمین مصر سے خارج ہو انھون نے جواب دیا کہ ہم بیعت نہین کرتے ہمکو مہلت دو تا دیکھین کیا انجام کار کیا ہوتا ہے محمد بن ابی بکر نے نہ مانا اور انکار کیا ذکر سنہ سینتیس ۳۷ ہجری واضح ہو کہ درمیان اس سنہ کے

جانبین کے لشکر صفین میں پڑے تھے اور تمام ماہ محرم گزر گیا کہ جنگ نہوئی اور خط وکتابت طرفین سے جاری تھے
مگر کچھ قرار نہ پایا آخر الامر ابتدائے ماہ صفر میں جنگ شروع ہوئی کہتے ہیں کہ نوے لڑائیاں صفین میں واقع ہوئیں
اور ایک سو دس روز جانبین کا قیام اسجگہ رہا اور شام کی طرف کے پینتالیس ہزار آدمی مارے گئے اور اہل
عراق کے پچیس ۲۵ ہزار شہید ہوئے کہ جنمیں چھبیس ۲۶ آدمی جنگ بدر کے تھے اور حضرت علی مرتضی رضی اللہ
عنہ نے اپنے یاروں سے تاکید فرمایا کہ جب تک طرف ثانی سبقت بجنگ نکرین تم ہرگز ابتدا
بجنگ نکرنا اور مفرور کو قتل نکرنا اور انکے اشتر اور اموال سے مزاحم ہونا اور کسی کا ستر وا نکرنا القصہ
عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ حضرت علی کی جانب سے خوب لڑے باوجودیکہ عمر انکی نوے برس کی تھی اور ہاتھ
میں رعشہ اور باواز بلند یہ کہتے تھے کہ ہم تمسے علی تاویل القرآن محاربہ کرتے ہیں کہ باوجود ادعای اسلام کے
خلافت علی مرتضی سے اختلاف و انحراف کرتے ہو اور وقت شہادت تک جنگ سے دست بردار نہوے
اور ایک حدیث صحیح متفق علیہ میں وارد ہوا ہے کہ رسول خدا صلعم نے عمار کے حق میں ارشاد فرمایا تھا کہ تو
ایک فرقۂ باغیہ سے حرب کریگا کہتے ہیں کہ قاتل عمار ابو عادیہ ہے اسنے ایک نیزہ مارا کہ اسکے صدمہ سے زمین پر گرے
ایک دوسرے شخص نے سر انکا تن سے کاٹ لیا اور دونوں مخاصمت کرتے ہوے عمرو و معاویہ پاس
آئے لطلب الانعام معاویہ نے جواب میں کہا کہ تم دونوں جہنمی ہو اور عمرو نے کہا کہ میں اگر بیس برس پہلے
اس سے مرجاتا تو خوب ہوتا پس جبکہ عمار رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے اسوقت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے
بارہ ہزار مردوں سے لشکر معاویہ پر حملہ کیا کہ تمام صفوف لشکر طرف ثانی شکستہ ہوگئیں اور باواز بلند
معاویہ سے فرمایا کہ خونریزی خلق اللہ سے کچھ فائدہ مترتب نہیں آؤ ہم تم باہم لڑیں عمرو نے معاویہ سے کہا کہ
علی بات تو انصاف کی کہتے ہیں کہا خاک انصاف ہے میں خوب جانتا ہوں کہ جو کوئی اُنسے لڑا ہے وہ
کبھی فتح مند نہیں ہوا عمرو نے کہا پھر لڑائی چھوڑنے بھی نہیں بنتی اور یہ وقت جنگ معاملہ دگرگون معلوم
ہوا اور علی مرتضی کی طرف کے مبارز غالب آئے اسوقت کلام مجید نیزوں پہ رکھکر باواز بلند کہا کہ یہ
کلام اللہ ہمارے تمہارے درمیان ہے اسوقت اہل عراق نے علی مرتضی کی خدمت میں حاضر ہوکر
عرض کی کہ آپ قرآن کو نہیں مانتے حضرت علی نے جواب میں ارشاد کیا کہ تم اپنے حق وصدق پہ معاندین
و مخالفین سے محاربہ کیے جاؤ کہ لوگ دیندار نہیں اور نہ صاحب قرآن ہیں انکو خوب جانتا ہوں تمہارے
حیلے اور فریب کے لئے قرآن نیزوں پر بلند کئے ہیں جب مسعود بن فدک تمیمی اور زید بن حصین الطائی
جو کہ وہ علی رضی اللہ عنہ میں موجود تھے اور انکا لقب خارجی مقرر ہوا انھوں نے یہ بات کہی کہ یا
علی قرآن کو اپنا اور مسلم رکھنا چاہیے جب قرآن درمیان آیا اور انکار خوب نہیں ورنہ ہم آپ کو سپرد
مخالفین کر دینگے حضرت علی نے جواب دیا کہ اگر تمھیں میری اطاعت منظور ہے تو جنگ کرو اور اگر نہیں
منظور ہے تو تمہارے رائے میں آوے وہ بات کرو انھوں نے کہا کہ حضرت کسی کو بھیجکر اشتر کو بلوا لیجئے

چنانچہ ایسا ہی کیا لیکن اشتر نہ آیا اور کہا کہ یہ ساعت بیان سے حرکت و جنبش کی نہین پس فرقہ باغیہ نے کہا کہ تمنے اسکو حکم جنگ دے رکھا ہے بلا کیون نہین لیتے حضرت علی رضی اللہ نے فرمایا مین تمھارے روبرو بلا چکا تم سنتے تھے کہا پھر دوبارہ آدمی اسکے بلانے کو بھیجئے نہین تو ہم آپکو معزول کر دینگے غرضکہ اشتر حضرت پاس حاضر ہوا اور کہا کہ ان لوگون نے آپکو فریب دیا ہے اور سب فریب مین آگئے پس چند مرد قاریون نے اس جانب سے معاویہ سے دریافت کیا کہ کس لئے تمنے قرآن اٹھایا ہے کہا مین چاہتا ہون کہ ایک ہماری طرف سے اور ایک تمھاری جانب سے حکم مقرر ہوے اور اُن سے یہ کہا جاوے کہ جو کتاب اللہ مین ہو تحقیق اوپر اوسکے عمل کرین اسوقت اشعث بن قیس اقبح الخوارج حاضر تھا اسنے کہا ہم تو ابی موسے اشعری سے راضی ہین حضرت علی نے فرمایا کہ میرے نزدیک صلاح نہین اُنھون نے کہا ہم تو اُنھین سے راضی ہین آپ نے فرمایا وہ مرد ثقہ نہین اگر ابن عباس ہو تو بہتر ہے اُن لوگون نے کہا ہم ایسا شخص چاہتے ہین کہ نسبت اُسکو آپ سے اور معاویہ سے برابر ہو حضرت علی نے فرمایا اشتر کو مقرر کرو اُسکو نہ مانا غرض ناچار ہو کر علی مرتضے نے اُنکہین کا کہنا منظور کیا ابی موسی اشعری کو اپنی جانب سے حکم مقرر کیا۔ اور عمرو بن العاص بن وائل معاویہ کی طرف سے منصف قرار پایا یہ دونون حکم علی مرتضی پاس حاضر ہوئے اور اقرار جانبین سے لکھنا قرار ٹھہرا کہ عبارت اُسکی یہ تھی بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ اقرار نامہ ہے جسکے اوپر فیصلہ کیا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے اتنی سی عبارت جو تحریر مین آئی تھی کہ عمرو نے کہا یہ امیر تمھارے ہین ہمارے نہین احنف نے کہا لفظ امیر المومنین محو نہ کرو اشعث بن قیس نے کہا محو کرنا ضرور چاہیے چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اس لفظ کے لکھنے کی کچھ ضرورت نہین اور فرمایا اللہ اکبر آجکے روز شریک ہوا مین سنت رسول مقبول مین اسلئے کہ جسوقت مین نے جنگ حدیبیہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اقرار نامہ لکھنا شروع کیا جب محمد رسول اللہ مین نے لکھا کفار نے کہا کہ آپ رسول اللہ نہین اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھئے اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا تھا کہ اسکو محو کرو مین نے عرض کی کہ میری طاقت نہین اور مجھسے نہین ہوسکتا کہ مین محو کر دون غرضکہ حضرت نے اپنے دست مبارک سے اسکو محو کر دیا اور مجھسے فرمایا کہ تجھے بھی ایسا ہی معاملہ درپیش آویگا آخر الامر یہ اقرار نامہ تیرھوین تاریخ صفر سنہ ۳۷ ہجری کو قلم بند ہوا اور یہ وعدہ قرار پایا کہ علی مرتضے اور معاویہ مقام دومۃ الجندل مین درمیان رمضان شریف کے ملاقات کرین اور اگر اس سال نہ اتفاق ہو تو سال آیندہ اذرح مین مجتمع ہون اسلئے علی مرتضی بجانب عراق تشریف لے گئے اور کوفہ مین آ رہے اور اسی سال مین حضرت رضی اللہ عنہ نے حسب وعدہ ابوموسی اشعری کو چار سو آدمی کا سردار مقرر کرکے روانہ کیا اُنمین عبداللہ بن عباس بھی تھے اور حکم کیا کہ آنکے پیچھے نماز پڑھنا اور معاویہ نے عمرو بن العاص کو ہمراہ چار سو آدمی کے روانہ کیا متعاقب آپ بھی آکر مقام اذرح پر مل گیا اور درباب خلافت مین الحکمین گفتگو ہوئی ابوموسے نے کہا کہ ہم دونون کی راے اس بات پر متفق ہے

کہ جس امر میں بھلائی اہل اسلام کی ہو وہ امر کرنا چاہیے عمرو نے کہا راست ہے ذرا آگے بڑھ کر بیان کیجیے
ابوموسیٰ نے کہا کہ میں نے دونوں کی بیعت سے خلع کیا اب تم لوگ جسکو پسند کرو اُسکو تجویز مقرر کرلو یہ بات کہکر علیحدہ
ہو گیا عمرو حکم دوم نے ابوموسیٰ کی جگہ کھڑے ہو کر یہ بیان کیا کہ تم نے سنا جو ابوموسیٰ نے کہا میں نے بھی اُنکے صاحب یعنی
علی مرتضیٰ کی خلافت سے تبرا کیا اور اپنے صاحب معاویہ کی خلافت سے کہ وہ مقرر کیا ہوا عثمان کا اور انکے
خون کا طالب ہے راضی ہوں کہ سب سے حق ہے اُنکی جگہ قائم مقام ہونیکا اُسوقت ابوموسیٰ نے خفا ہو کر اسکے حق
میں بددعا کی اور کہا کہ اے عمرو تو نے مجھ سے فریب کیا تو گنہگار ہوا یہ کہکر وہ تو سوار ہو کر بطرف مکہ معظمہ روانہ
ہوا اور عمرو مع اہل شام بجانب معاویہ اور سب خلافت معاویہ سے راضی اور خوش ہوئے اُسی روز سے حضرت علی مرتضیٰ
کے امر میں ضعف آگیا اور معاویہ کو قوت و توانائی ہوئی اور خوارج نے علی مرتضیٰ کی بیعت خلافت کا انکار
کیا آپنے اُنسے اپنے حق کا دعویٰ کیا انھوں نے نہ مانا - اور جو قاصد حضرت علی مرتضیٰ کا اُنکے پاس جاتا تو اُسکا سر کاٹ
ڈالتے تھے اور یہ چار ہزار آدمی تھے ہر چند حضرت علی کرم اللہ وجہہ اُنکو وعظ اور پند فرماتے تھے اور جنگ و جدل سے
مانع آتے لیکن سود مند نہوتا تھا آخر الامر علی مرتضیٰ نے بجانب کوفہ مراجعت کی اور لوگونکو اوپر جنگ معاویہ کے
برانگیختہ کیا لیکن ہمت اُنکی ہو گئی تھی سب نے کہا بالفعل ہم بسبب کسل و ماندگی کے جنگ ناممکن ہے جب آرام
کر لینگے بعد تسکین و اطمینان کے جنگ کرینگے اسی واسطے علی مرتضیٰ کو تشریف لیجانی کوفہ کی ضرورت ہوئی ذکر سنہ
اڑتیس ہجری اس سال میں معاویہ عمرو بن العاص کے ہمراہ لشکر آمادہ کر کے اوپر مصر کے روانہ کیا اُسوقت محمد بن
ابو بکر نے حضرت علی سے مدد طلب کی آپنے اُنکی اعانت کیلیے اشتر کو روانہ فرمایا جبکہ اشتر دریای قلزم کے متصل
پہونچا کسی نے شہد میں زہر ملا کر اُسے کھلا دیا وہ مر گیا اور عمرو مصر کے قریب جا پہونچا اصحاب محمد بن ابی بکر اُس سے
لڑے لیکن عمرو نے اُنکو شکست دی اور لوگ منتشر اور پراگندہ ہو گئے محمد بن ابی بکر بھاگ کر اوپر خرابہ کے
پہونچا تھا کہ اُنکو گرفتار کر لیا اور معاویہ بن خدیج کے پاس روانہ کر دیا اُسنے اُنکو قتل کر کے لاش اُسکی مردار گدھے میں
رکھکر آگ سے جلا کر نیست و نابود کر دی اور عمرو مصر میں داخل ہوا تمام اہل مصر نے معاویہ سے بیعت کی
جب یہ خبر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پہونچی کہ بھائی میرا محمد بن ابی بکر اسطرح مقتول ہوا بہت جزع و فزع فرمائی اور بعد
ہر نماز کے معاویہ اور عمرو بن العاص کیلیے بددعا شروع کی اور تمام اہلبیت اُن کی بددعا میں شریک عائشہ صدیقہ
تھی اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُسکے مقتول ہونے کا حال سُنا بہت رنجیدہ خاطر ہوئے پھر معاویہ نے
اپنا لشکر اوپر عاملین علی کے واسطے غارت کے بھیجا چنانچہ نعمان بن بشیر انصاری کو بجانب عین التمر اور
سفیان بن عوف کو بجانب ہیت اور انبار اور مدائن کے روانہ کیا اور عبداللہ بن سعدہ انصاری کو
سمت شام روانہ کیا - حضرت علی نے بھی سوار بنابر مقابلہ روانہ فرمائے ہر جگہ میں جنگ باہم واقع ہوئی
اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ہر چند مواعظ بلیغہ ارباب حرب بہ مقابلہ با لشکر معاویہ لوگونکو فرماتے تھے لیکن
کوئی متاثر نہوتا ذکر سنہ ۳۹ انتالیس ہجری اس سال میں عبداللہ بن عباس عامل بصرہ نے زیاد کو

بجانب ملک فارس روانہ کیا زیاد نے وہان خوب بندوبست کیا یہانتک کہ اہل فارس نے کہا کہ عہد
نوشیروان سے آجتک ہمنے ایسا نظم ونسق نہین دیکھا ذکر سنہ ۴۰ ہجری درمیان اس سال کے
حضرت علی کرم اللہ وجہہ عراق مین تھے اور معاویہ شام مین اور ملک مصر مین بھی معاویہ کا تصرف مین
تھا اور عبداللہ بن عباس جو علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے عامل یمن تھے وہ چلے آئے اور دو بیٹے صغیر السن
انکے معاویہ نے گرفتار کرکے مروا ڈالے بیان شہادت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ راویان اخبار جہان
گداز اور ناقلان آثار غم طرازیون لکھتے ہین کہ تین شخص نے اہل خوارج سے یعنے عبدالرحمن بن ملجم المرادی اور
عمرو بن بکر التمیمی اور برک بن عبداللہ التمیمی کہ جسکو حجاج بھی کہتے ہین باہم مشورہ کیا ابن ملجم نے کہا کہ
مین تو مہم علی کو کافی ہون اور برک نے کہا کہ مین اوپر قتل معاویہ کے مستعد ہون اور عمرو ابن بکر
بولا کہ عمرو بن العاص سے مین سمجھ لونگا یہ عہد وپیمان باہم متفق ہوگیا عبدالرحمن بن ملجم نے دو آدمی اور
کہ وردان قبیلہ تیم الرباب سے دوسرا شبیب بن الاشجع کو ہمراہ لیکر اوپر ارادہ قتل علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے
تیار ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز فجر کے لیے تشریف لائے تھے سبقت کرکے ایک ضرب شمشیر ماری طاق پر لگی
وہ بھاگ گیا اور وردان بھی مفرور ہوا ابن ملجم نے پیشانی نورانی علی مرتضی رضی اللہ عنہ پر ایک ضرب
لگائی لوگون نے اُسے گرفتار کرلیا اور پاس حضرت علی کے آئے آپنے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو
طلب فرمایا اور تقوی اور پرہیزگاری کی وصیت فرمائی اور کلمہ توحید اوپر زبان مبارک کے جاری تھا
کہ روح مطہر نے بجانب ملاء اعلی پرواز کیا انا للہ وانا الیہ راجعون حلیہ شریف گندم گون میانہ قد فراخ
چشم کبیر البطن دراز ریش سینہ مبارک پر بہت بال تھے اور پیشانی کم خوبصورت کثیر التبسم بیان فضائل
بروایت ابن سعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آیا کہ فرمایا نہ نازل ہوئی کوئی آیۃ مگر شان نزول اسکی اور
مکان نزول اور شخص منزل علیہ مجھکو معلوم تھا اسلیے کہ میرے رب نے مجھے بخشا تھا قلب فہمیدہ اور زبان گویا
اور مروی ہے ابن سعد وغیرہ سے کہ روایت کی ابی الطفیل سے کہا فرمایا علی رضی اللہ عنہ نے پوچھو مجھسے حال
کتاب اللہ کا نہین ہے کوئی آیہ مگر بدرستی کہ مین پہچانتا ہون کہ رات مین نازل ہوئی یا دن مین یا صحرا مین
یا جبل مین اور منجملہ کرامات انکے سے ایک یہ ہے کہ کچھ بات آپنے ارشاد کی پس تکذیب کیا اُس قول کو ایک مرد
نے پس فرمایا کہ مین تیرے واسطے دعا کرتا ہون اگر ہے تو کاذب اُس نے کہا بہتر دعا کرو پس دعا کرد اوپر
اُسکو حتی کہ نہ حرکت کی وہان کہ جاتی رہی بینائی اُسکی غرضکہ فضائل وکرامات انکے بہت ہین بسبب طوالت کلام
نہین لکھے گئے بیان خلافت امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ واضح ہو کہ بوقت وفات علی مرتضی کے سب مسلمانون نے
امام حسن رض سے بیعت کی اور ابن عباس نے انکو لکھا کہ قوی اور مضبوط رہنا چاہیے اوپر جہاد دشمن کی اور قیس بن
سعد بن عبادۃ انصاری نے جب امام حسن سے بیعت کی کہا کہ کشادہ کرو اپنا ہاتھ جنگ مخالفین پر اوپر کتاب
اللہ اور سنت رسول اللہ پر وثوق امام ہمام نے جواب دیا کہ ہان کتاب اللہ اور سنت رسول پر کہ دونون ثابت ہین اور

ہر ایک جو آپ سے بیعت کرتا تھا یہ شرط و عہد فرماتے تھے کہ میرے مطیع اور منقاد رہنا جسکو مین معاف کرون
تم بھی درگذر کرنا اور جس مین جنگ کرون تم بھی جنگ کرنا اس فرمانے سے سب کو شک پیدا ہوا کہ حضرت
امام ارادہ جنگ رکھتے ہین ذکر سنہ اکتالیس ہجری اس سال امام حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور وہ آخر
خلفائے راشدین مہدیین کے ہین ساتھ نص اپنے جد شریف صلی اللہ علیہ وسلم کے متولی امر خلافت ہوئے بعد
قتل پدر بزرگوار اپنے کے ساتھ مبایعت اہل کوفہ کے پس اقامت فرمایا خلافت کو چھ مہینے چند
روز خلافت حق و امام عدل و صدق محقق خبر جد امجد صادق مصدوق اپنے کے کہ خلافت میرے بعد
تیس برس ہے الی آخر الحدیث اور یہ چھ مہینے مکمل اور متمم ان تیس برس کے تھے اور بعد انقضائے
ان چھ مہینے کے چالیس ہزار آدمی لیکر بجانب معاویہ تشریف لے گئے اور معاویہ بھی متوجہ ہوا پس
جس وقت کہ ملاقی اور تقابل فئتین ہوا معلوم کیا امام حسن نے کہ غلبہ احد الفئتین بدون قتال و جدال کثیر ناممکن
پس لکھا معاویہ کو کہ امر خلافت مفوض ہے انکی طرف بشرطیکہ خواہان ہو اہل مدینہ اور حجاز اور عراق سے
کوئی چیز جس طرح کہ تھا ایام خلافت علی رضی اللہ عنہ مین اور اسپر کہ ادا کرے ان سے دیون انکے پس
قبول کیا معاویہ نے جو امام حسن نے چاہا تھا اور بھیجدیا کاغذ سفید اور کہا جو چاہو لکھ لو بعد ازان
امام حسن رضی اللہ عنہ نے بالائے منبر صعود فرمایا پس بعد حمد و ثنا کے ارشاد کیا کہ تم جانتے ہو کہ اللہ
عز و جل نے تمکو ہدایت کی ساتھ جد امجد میرے اور نکالا تمکو ضلالت سے اور نجات دی تمکو جہالت سے
اور عزت دی تمکو بعد ذلت کے اور کثرت بعد قلت پھر فرمایا کہ معاویہ نے منازعت کی میرے ساتھ
اس امر پر کہ وہ میرا حق تھا نہ اسکا پس بنظر صلاح امت اور قطع فتنہ مسلمین اور مصالحہ کیا بیچ
ساتھ معاویہ کے اور موقوف کی جنگ باوجودیکہ تم نے بیعت میرے ساتھ اس امر پر کی تھی کہ
جس سے صلح کرون تم بھی صلح کرو اور جس سے مین جنگ کرون تم بھی جنگ کرو پس میرے نزدیک
حقن دماء بہتر ہے سفک دماء سے پس وجہ اس صلح سے ظاہر ہوا معجزہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ
امام حسن رضی اللہ عنہ کے حق مین فرمایا یہ میرا بیٹا سید ہے اور قریب ہے کہ صلح واقع ہو بسبب
اسکے درمیان جماعتین عظیمتین کے مسلمین سے رواہ البخاری بیان فضائل روایت کی ہے بخاری نے
براء سے کہ کہا دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حالانکہ حضرت امام حسن رضی اللہ
عنہ دوش مبارک پر سوار تھے اور حضرت فرماتے تھے یا الہی مین اسکو دوست رکھتا ہون پس دوست
رکھ تو اسکو اور روایت کیا ابن عمر سے بخاری نے کہا فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن و حسین
رضی اللہ عنہما دونون ریحان میرے ہین دنیا سے اور ترمذی انس سے روایت کرتا ہے کہ کہا
سوال کیے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون اہلبیت حضرت سے آپکے نزدیک زیادہ
محبوب ہین فرمایا حسن اور حسین غرضکہ احادیث فضائل حسنین بہت سی وارد ہین لکھنا انکا طول

بیان مآثر امام ہمام مجتبیٰ حسن رضی اللہ عنہ سید حلیم کریم زاہد صاحب سکینہ اور وقار اور حشمت جواد اور
ممدوح الیسا ہی کہا ہے ابو نعیم نے حلیہ مین اور روایت کیا ہے حاکم نے عبداللہ بن عمر سے کہ کہا بدرستیکہ حج
کیے امام حسن رضی اللہ عنہ نے پچیس حج پیادہ پا اور آپکے مراکب رو برو کھینچے جاتے تھے اور روایت ہے
ابو نعیم سے کہ باہر آئے امام حسن اپنے مال سے دو بار اور قسمت کیا مال اپنا بدین تین بار یہانتک کہ ایک پاپوش
دیتے تھے اور ایک رکھتے تھے اور ایک موزہ رکھتے تھے اور ایک دیتے تھے اور اتفاقاً ایکبار سنا حضرت نے کہ کوئی
شخص خدای عز و جل سے دس ہزار درم مانگ رہا تھا پس بھیجدیے وہ اسکو اسکے پاس اور تھی جود و عطا
امام حسن علیہ السلام کی ہر برس لاکھ درہم ایک سال ایسا اتفاق ہوا کہ معاویہ نے اسکو روکا اور نہ بھیجا
اس سبب سے امام معصوم کو اضافت شدید حاصل ہوئی چاہا کہ لکھکر اپنی طرف سے معاویہ کو یاد دہی فرماوین
لیکن دست مبارک کو لکھنے سے روکا پس دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب مین کہ حضرت
پوچھتے ہین یا حسن کیونکر ہے تو مین نے کہا بخیریت ای پدر بزرگوار اور شکوہ کیا مین نے تاخیر مال کا پس فرمایا
کیا مانگی تو نے دولت تاکہ لکھو طرف مخلوق کے کہ مثل تیرے ہے اور یاد دلاوے اسکو کہا مین نے پھر یا رسول
اللہ پس کیا کرون پس فرمایا کہ اللھم اقذف فی قلبی آخر دعا تک کہ صواعق محرقہ مین مرقوم ہے اور
لکھو تمام قصہ مین عبارت بہ طول ہے اسلیے نہین لکھا بیان سبب وفات اور تھا سبب موت امام حسن
علیہ السلام کا یہ کہ جعدہ بنت الاشعث بن قیس الکندی زوجہ حضرت پاس یزید نے زہر بھیجا کہ دیوے
امام حسن کو اور اسکو اپنے نکاح مین لاوے بعد اسکے اور وعدہ کیا اسکے لیے دینا لاکھ درم کا پس زہر دیا
اسنے اور بیمار رہے امام حسن چالیس دن پس وفات پائی بھیجا جعدہ نے طرف یزید کے پیام اور اسکے
طالب لاکھ درم موعود ہوئی پس ایفا کے وعدہ کیا اور کہا مین ناراض تھا کہ تو حسن پاس رہے کیونکر خوش
آوے مجھکو کہ اپنے پاس رکھون تجھکو اور سنہ وفات امام حسن علیہ السلام مین اقوال ہین لیکے انچاس [illegible]
[illegible] اور [illegible] اکا دن کہتے ہین لیکن اکثر اوپر ثانی کے ہین اور تھا سبب مرض آنحضرت اسہال کبد کا
اور پارہ پارہ ہوتا امعا کا یعنے ہنگام اجابت دستون کے پارہ ہا جگر اور رودہ بریدہ ہوکر نکلتے تھے پس
ہنگام قریب ہوئی انکی وفات آئے امام حسین علیہ السلام اور کہا ای میرے بھائی کس نے تیرے ساتھ یہ
حرکت کی کہا تم چاہتے ہو کہ اسکو قتل کرو فرمایا ہان کہا قاتل میرا وہی ہے جسکا مین گمان رکھتا ہون اگر ہے اللہ
شدید الانتقام سے وہ کفایت کرتا ہے اور اگر جیسا میرا گمان ہے وہ نہین پس نہین چاہتا ہون کہ میرے
انتقام پر کوئی بے گناہ مارا جاوے بعد ازان کہا مجھکو تحقیق پلایا گیا مجھکو زہر کئی بار اور نہین
پلایا گیا مجھکو سخت تر اس سے اور بھی روایت کیا امام معصوم نے خواب مین دیکھا کہ گویا درمیان
آنکھون ان کے قل ہو اللہ احد لکھا ہے جو یہ خواب سامنے سعید بن المسیب کے بیان کیا کہا کہ زمان
وفات جناب امام حسن قریب پہونچا ہے پس جب وقت رحلت قریب آیا امام حسین کو وصیت فرمائی

عائشہ رضی اللہ عنہا سے چاہا کہ بعد مرگ مجھے اپنے گھر مین جگہ دیوین اور انھون نے وعدہ کیا ہے پس بعد میرے وفات کے جنازہ میرا آگے روضہ رسولؐ خدا کے لیجانا اور عائشہ صدیقہ سے بعد حصول اجازت کے مجھے جوار مزار جد امجد میرے کے دفن کرنا لیکن مین جانتا ہون کہ بنی امیہ اس کام سے باز نہ رہینگے پس اُنسے نزاع نہ کرنا اور جنازہ میرا بقیع مین لیجانا اور دفن کرنا چنانچہ ایسا ہی وقوع مین آیا اور تھی عمر شریف اُنکی سینتالیس برس اور چھ مہینے کوئی دن کم اور پیدائش پندرھوان شعبان سال سوم مین ہجرت سے بروایت صحیح اور بعض کے نزدیک رمضان مین بیان امام حسین علیہ السلام اور سبب شہادت اُنکی کا وہ ہے کہ جب مالک اور بادشاہ ہوا یزید مرید اور تسلط پایا اوپر مملکت اور وہ ماہ رجب سال شصتم مین ہجری سے شہر دمشق مین اتفاق پڑا پس لکھے نامے طرف اقالیم کے بکیفیت لینے عقد بیعت کے اپنے لیے اور لکھا نامہ ولید بن عتبہ اپنے عامل کو مدینہ مین تھا واسطے لینے بیعت کے امام حسین علیہ السلام سے پس آپہنچے ایا اور انکار فرمایا بیعت سے اسلیے کہ یزید ظالم اور فاسق اور دائم الخمر تھا۔ الغرض ولید بن عتبہ نے حضرت امام حسینؑ کو بلایا حضرت ساتھ جماعت غلامون اور اپنے موالیون اپنے قتل اپنا لیگئے اور سب کو اپنے دروازہ سرا سے ولید کے چھوڑکر تنہا اُسکے پاس گئے وہ براہ تعظیم پیش آیا اور عرض نامہ یزید عنید کا کرکے خواہان بیعت ہوا حضرت نے جواب مین ارشاد کیا کہ مین یزید سے بیعت نہین کرونگا کہتے ہین کہ مروان خبیث شرارت اپنی سے باز نہ آیا اور ہاتھ خبث طینت سے نہ اُٹھایا اور ولید سے کہا کہ ای امیر حسینؑ کو بے اخذ بیعت یہان سے جانے دیگا تو بار دیگر اوپر اُسکے قدرت نہ پاویگا تو حبس کر اور اُس سے بیعت لے اور اگر بیعت سے باز رہے حکم اُسکے ہلاک کا دے تا خلیفہ تجھسے راضی ہووے۔ ولید نے کہا ای اوپر تیرے ای مروان مجھکو اوپر مارڈالنے حسینؑ کے ترغیب کرتا ہے تو اگر شرق سے غرب تک تمام مجھے بخشتے ہین ہرگز قصد اُسکے مارڈالنے کا نہ کرونگا مروان خاموش ہوا اور امام حسین علیہ السلام نے وہان سے مراجعت بدولت خانہ فرمائی اور بقصد روانگی مکہ معظمہ مشغول ہوئے اور چوتھی تاریخ شعبان مین داخل مکہ ہوئے اور وہان اقامت اختیار کی جو خبر خروج حضرت امام حسین علیہ السلام کی مدینہ منورہ سے اور وصول مکہ معظمہ مین دیار و امصار مین مشتہر ہوئی اور لوگون نے اطراف وجوانب سے اوپر اس سانحہ کے وقوف پایا اہل کوفہ نے باطاعت وانقیاد آنجناب کے متفق ہوکر بہت سے نامے علی سبیل التواتر والتعاقب اوپر طلب کے بھیجے جسوقت قریب ایکسو پچاس نامون کے ہر گروہ اور جماعت سے امام حسین علیہ السلام پاس آئے اُسوقت اپنے روانہ فرمایا اپنے پسر عم مسلمؑ بن عقیلؑ کو اُنکی طرف اور تاکید و ترغیب فرمائی اُنکو اوپر نصرت اور حمایت مسلم کے پس ہرگاہ حضرت مسلم نے رخت اقامت بجانب کوفہ کھینچا خانہ مختار بن عبید مین اور بیعت کی حسین کی اُنکے ہاتھ خلق بسیار نے زیادہ بارہ ہزار سے یہ خبر نعمان بن بشیر کو کہ حاکم کوفہ جانب یزید سے تھا اور صحابی ہے پہنچی پس تہدید کی لوگونکو اوپر اسکام کے اور زجر و تہدید کیا

ہو کر زیادہ متعرض اور مانع نہوا یہانتک کہ نوبت بارہ ہزار کو گذر کر اٹھارہ ہزار اور ایک روایت مین تیس ہزار اور ایک مین
چالیس ہزار تک پہونچی اور حال تغافل و نہادن او در تعیب ملے براہ خفیہ اور پوشیدہ نعمان بن بشیر کا کہ مرد صحابی تھا سب پر
ظاہر و ہویدا ہوا بعضے بدنہادون نے یزید کو حقیقت حال سے آگاہ کیا اور ساتھ سوء سیاست اور شکایت نعمان کے مشغول
ہوئے اور لکھا مسلم بن یزید حضرمی نے اور عمارہ بن ولید بن عقبہ نے طرف یزید کے اور آگاہ کیا امر مسلم اور میل اہل کوفہ سے
بجانب انکے پس معزول کیا یزید نے نعمان کو اور حاکم کیا بجای اسکے عبید اللہ بن زیاد کو اور تھا وہ حاکم بصرہ پس سا ان سفر کیا
عبید اللہ نے بصرہ سے طرف کوفہ کے اور داخل ہوا وقت شب سمت بیابان بلباس حجازیون کے اور تو ہم مین ڈالا
لوگون کو کہ حسین ہین پس لوگ باستقبال پیش آئے تاریکی شب مین اور سلام کیا اور کہا مرحبا تجکو اے پسر رسول خدا
آیا تو نیک آنا پس خاموش رہا ابن زیاد تا آنکہ داخل ہوا مکان نشست حاکم مین جب صبح ہوئی جمع کیا ابن زیاد نے لوگونکو
اور بڑھی اوپر انکے سند اپنی حکومت کی اور تہدید و تحذیر کی اہل کوفہ کو مخالفت یزید سے اور متفرق کیا جماعت مسلم کو
ساتھ قوت تدبیر کی اور پوشیدہ ہوئے مسلم خانہ ہانی بن عروہ مین پس بھیجا ابن زیاد باعناد محمد بن اشعث کو
ساتھ ایک فوج کے طرف گھر ہانی بن عروہ کے پس لائے اسکو اور قید کیا اسکو ابن زیاد نے اور محبوس کیا سب
روسا کوفہ کو اپنے پاس قصر مین اور پہونچی یہ خبر مسلم کو پس آواز دی ہواخواہون اور رفیقون اپنون کو پس جمع ہوئے ہمراہ
انکے چالیس ہزار آدمی اور احاطہ کر لیا قصر ابن زیاد کو پس امر کیا ابن زیاد نے سارے روسای کوفہ کو ساتھ فہمائش
عزیزون اور قریبون اپنے کے کہ باز رکھین انکو رفاقت مسلم سے پس سمجھایا امیرون نے اپنے عزیزون کو اور
سب متفرق ہو گئے اور شام تک چالیس ہزار سے پانسو باقی رہے جب تاریکی شب ہوئی وہ پانسو بھی چلے گئے اور
باقی رہے حضرت مسلم تن تنہا پس آمد و شد کرتے تھے راہ مین یہانتک کہ آئے گھر مین ایک عورت کے اور طلب کیا
اس سے پانی پس پلایا پانی مسلم کو اور داخل کیا اپنے گھر مین اور تھا بیٹا اس زن کا مولی یعنے غلام آزاد کیا ہوا
محمد بن اشعث کا پس گیا وہ اور خبر کی محمد کو اور خبر کی محمد نے عبید اللہ کو پس بھیجا ابن زیاد نے عمرو بن
حریث کوتوال اور محمد بن اشعث کو پس محاصرہ کیا ان دونون نے خانہ اس زن کا کہ نام اسکا طوعہ تھا اور
قصد گرفتاری حضرت مسلم کا مصمم کیا چونکہ حمیت شجاعت بنی ہاشم نے پنہان بیٹھنا گھر مین گوارا نہ کیا
پس باہر باشمشیر کہ جنگ کرتے تھے انکے ساتھ پس پیش آیا محمد بن اشعث ساتھ امان کے اور لایا
ابن زیاد کے پاس مسلم پس ابن زیاد نے انکو گردن مارا اور ڈالا تن مبارک انکا طرف لوگون کے
اور اوپر دار کے کھینچا ہانی کو اور تھا یہ واقعہ تیسری ذیحجہ سال شصتم مین ہجری کے اور مارا ابن زیاد باعناد
نے محمد و ابراہیم دونون بیٹون مسلم کو اور سر مسلم اور سر ان دونون مظلومون کے اوپر نیزہ کے
رکھکر دربدر پھرایا ذکر روانگی حضرت امام حسین علیہ السلام سمت کربلا و مبتلا
شدن بکرب و بلا و اصحاب و حال حضرت اور روانگی انکی مکہ سے طرف کوفہ کے اور پہونچنا کربلا
مین اور مبتلا ہونا ساتھ کرب و بلا کے - اس سانحہ ہوشربا پر گوش عبرت نیوش رکھنا چاہئے

کہ جس روز یعنی تیسری ذیحجہ کو روز شہادت حضرت مسلم تھا روانہ ہوئے امام حسین علیہ السلام بجانب کوفہ اور بقول بعض روز ترویہ یعنی آٹھوین ذیحجہ کو اور سبب روانگی آنحضرت یہ تھا کہ مسلمؑ بن عقیل نے باصرار تمام التماس قدوم مین لکھا تھا اس لیے آنجناب تصمیم عزم روانگی کا مکہ سے بکوفہ فرمایا اور جسوقت امام حسینؑ نے تہیہ سامان سفر فرمایا منع کیا اُنکو ابن عباس اور ابن عمر اور جابر اور ابو سعید خدری اور ابو واقد لیثی نے پس نہ رکے روکنے اُنکے سے اور فرمایا مین سنا ہے اپنے پدر بزرگوار سے اور اُنھون نے رسول مختار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے ہر آئینہ ایک گوسفند ہووے کہ کعبہ سبب اُسکے حلال ہووے پس نہون مین وہ گوسفند اور جاننا چاہیے کہ مصداق حدیث مذکور کا عبد اللہ بن زبیر تھے کہ اُنکو اندر مکہ کے مارا اور یہ سفک دم باعث ادنیٰ استحلال کعبہ ہوا ہر چند کہ یہ کشت و خون بجور و ظلم واقع ہوا لیکن چونکہ منجر بہ ہتک حرمت کعبہ ہوا جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا نے ساتھ کمال حزم و احتیاط مراعات آداب کعبہ کے گوارا نہ کیا اور روانہ ہوئے ساتھ جمعیت بیاسی تن کے اہل بیت اور یارون اور غلامون اپنے کے پس سنی اثنای راہ مین خبر قتل مسلمؑ کی اور انتشار اُنکی جماعت کا پس ارادہ بازگشت کیا لیکن فرزندان عقیل نے کہا کہ قسم بخدا ہم نہین پھرینگے تا انتقام اپنے باپ کا ان اشقیا سے نہ لیوینگے پس فرمایا سید الشہداؑ نے کہ بہتر نہین ہے حلاوت زندگی مین بعد تمھارے بالجملہ چو پسران عقیل سنگ راہ مراجعت کے ہوئے حضرت متوجہ عبداق ہوئے تا کہ وہ پہونچے اس جگہ کہ دو منزل تھی کوفہ سے پس ملاقی ہوا باآنحضرت حرؑ بن یزید ریاحی کہ ہمراہ اُسکے ہزار سوار مسلح ہمراہی ہون ابن زیاد سے تھی پس کہا حرؑ نے حسینؑ سے کہ ابن زیاد نے مجھے بھیجا ہے تمھاری طرف اور حکم کیا ہے کہ جدا نہون مین تم سے تا آنکہ لیجاؤن تمھین اُسکے پاس اور بخدا کہ مین اس امر سے کارہ ہون پس نہین مجھے بازگشت بکوفہ اور نہ راہ طرف جدائی تمھارے کے پس حسینؑ نے حر کو کہا کہ مین نہین آیا اس شہر مین تا نہین پہونچے میرے پاس نامے اہل کوفہ کے اور نہین آئے میرے نزدیک اُنکی جانب سے ایلچی اور تم اہل کوفہ سے ہو اگر قائم اور ثابت رہو اپنی بیعت پر آؤن تمھارے شہر مین وگرنہ مراجعت کرون مین پس کہا حرؑ نے یا امام حسینؑ بخدا سوگند مجھے حال نامون اور ایلچیون بھیجنے کا معلوم نہین اور نہین ممکن مجھے کہ بازگشت بکوفہ کرون مین اور نہین چھوڑنے کا حضرت کو تا وہ کہ لیجاؤن آپکو ابن زیاد پاس اور درازی کلام فیمابین واقع ہوئی قصہ کوتاہ جب امام حسینؑ علیہ السلام نے مرضی حر کی دریافت کی عنان عزیمت کوفہ سے معطوف فرمائی اور رسابن قضا اور قاید قدر نے اُن کو شان کشان کربلا مین لا ڈالا واقعۂ کربلا یہ واقعہ لائق سننے اور کارگذاری دیکھنے تقدیر کا ہے

جب حضرت امام حسینؑ راہ کوفہ سے پھرے اور متوجہ ہوئے سمت کربلا اور پہونچے وہاں دوسری تاریخ محرم سال شصت و یکم ہیں اور نام اُس مکان کے سے استفسار فرمایا کہا اس مکان کو کربلا کہتے ہیں پس فرمایا کہ یہ جگہہ کرب و بلا ہے پس تمام قوم اور آنحضرت وہان فروکش ہوئے اور اسباب و اثقال اپنے واسکے اور فرود آیا حرؔ اور اُسکا لشکر مقابل حسینؑ کے زمین کربلا مین ترجمۂ طبری مین مرقوم ہے کہ جب امام حسینؑ کربلا مین پہونچے خواب مین دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ جماعۂ کثیر کے ملائکہ سے تشریف لائے اور حسینؑ کو گلے سے لگایا اور فرمایا اے فرزند دلبند میرے جانتا ہون مین کہ دشمن درپے قصد مار تیرے کے ہین اور درصدد قتل تیرے کے پڑے ہین پس یہ سب میری شفاعت سے قیامت مین محروم ہین اور نزدیک ہے کہ خدای تعالی تجھے بدرجۂ شہادت پہونچاویگا اور بہشت تیرے لیے آراستہ ہے اور مان باپ تیرے منتظر بیٹھے ہین پس جناب آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دست مبارک اوپر سینہ امام حسین کے رکھکر فرمایا اَللّٰھُمَّ اَعْطِ الْحُسَیْنَ صَبْرًا وَاَجْرًا یعنے یا الٰہی عطا فرما حسین کو صبر اور اجر۔ پس حسینؑ خواب سے بیدار ہوئے اور اہل بیت اپنے سے یہ خواب بیان کیا سب رونے لگے اور آیۂ کریمہ انا للہ و انا الیہ راجعون اوپر زبان کے جاری کی القصہ جو خبر وصول امام مقبول جگر گوشۂ بتول کی کوفہ مین بذمین کربلا گوش ابن زیاد ملعون پہونچی اور وہ جور تعدی اُسکے ہاتھ سے وقوع مین آیا اُسکو سُننا چاہیے کہ لکھا ابن زیاد نے نامہ بجانب امام حسین واسطے طلب بیعت یزید کے پس ہرگاہ پہونچا نامہ آگے امام حسین کے پڑھا اور اُسکو پھینکدیا اور فرمایا قاصد سے کہ میرے پاس اِس نامہ کا جواب نہین ہے - پس رجوع کی ایلچی نے بجانب ابن زیاد کے پس شدید ہوا غضب اُسکا اور جمع کیا لوگون کو اور سامان لشکر درست اور سردار لشکر عمرو بن سعد کو تجویز گردانا اور تھا ابن زیاد کہ حاکم کیا تھا ابن سعد کو اپنے خروج سے واسطے جنگ حسین کے پس کہا ابن سعد کو ابن زیاد نے کہ خروج کر جنگ حسین کے لیے اور مسترد کر دے ہمکو سند ہماری کہ حکومت رے اور اُسکی اضلاع کی تجھے ہمنے دی ہے اور اپنے گھر بیٹھ پس اختیار کی ابن سعد نے ولایت اور بقول حکم ابن زیاد مشغول ہوا اور نکلا قتال امام حسینؑ کے لیے ساتھ لشکرون کے پس ہمیشہ ابن زیاد تجہیز لشکر اور سامان ابن سعد کے لیے کرتا تھا تا آنکہ مجتمع اور فراہم ہوئے نزدیک عمر ابن سعد کے بائیس ہزار سوار و پیادہ سے اور اُترے اوپر کنارے آب فرات کے اور حائل ہوئے حسینؑ اور اُنکے اصحاب اور پانی کے درمیان مین اور تھے اکثر محرجین بجنگ وہی لوگ کہ جنہون نے نامہ لکھ لکھکر طالب بیعت کے حضرت سے ہوئے تھے کہتے ہین کہ جب لشکر ابن سعد آمادہ و مستعد بجنگ امام حسین کے ہوا حضرت بھی اپنے مقام سے متحرک ہو کر روبرو اُنکے لشکر کے ہوئے اور

انکی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ دیکھو میں کون ہوں تامل کرو کہ تمہیں خونریزی میری اور ہتک حرمت میری درست
ہے یا نہیں اور علی ہذا القیاس بہت فضائل اور مناقب اپنے بیان فرمائے اور حجت اوپر اعدا کے تمام فرمائی
پس جب لشکر ابن سعد نے پانی اوپر حضرت اور لشکریان حضرت کے بند کیا کار اوپر اہل بیت کے تنگ ہوا
اور امام حسین علیہ السلام نے ابن سعد کو لکھا کہ تین کام سے کام اختیار کر یا تو مجھے بجانب مکہ جانے دیا اجازت دو کہ میں
رخصت سفر سمت اپنا اور شہر کی طرف کھینچوں اور وہاں جا رہوں یا مجھکو یزید پاس بھیجدے اشقیا نے نہ مانا اور کام اوپر
حضرت اور اہل بیت کے تنگ پڑا اور شیخ صدوق سے منقول ہے کہ جسوقت امام حسینؑ کے اوپر سختی گذری
نصیحت اپنے بھائی امام حسنؑ کی یاد کرتے تھے اور روتے تھے کہ وقت رخصت کے فرمایا تھا کہ اے حسین سفر کوفہ
اور انکے احوال پر مغرور نہ ہونا اور انکی اقوال پر خروج نہ کرنا کہ موجب خفت اور پریشانی ہوویگا جب نوبت یہانتک
پہونچی پس مردمان ہمراہ کو بلایا اور جمع کیا اور کہا کہ جو اوپر تمہارے حق ہمارے رفاقت کا بجالائے ہم مشکور ہیں اور طرف
ثانی بیعت میں نے اپنی بیعت سے تمکو فارغ کیا جسطرف جاہو واضح ہو کہ میں جان سے ناامید ہوا سب نے عرض کی کہ
یہ کبھی نہوگا کہ تمکو دست اعدا میں مبتلا چھوڑکر اپنی جان سلامت لیجا دیں ہم فردائی قیامت جد امجد
تمہارے کے سامنے کیا عذر کرینگے ہم سب اپنی جانیں تمہارے آگے فدا کرینگے پس سب نے ہمت کر جسمت باندھی اور ہاتھ
اپنی حیات سے دھو دیا اور سب منتظر شہادت بیٹھے کہ لشکر ابن سعد مقابلہ آکر آمادہ کارزار ہوا پس وہ جو
اتفاق پڑا اب اسکو سننا چاہیے کہ جسوقت یقینا جانا کہ البتہ جماعہ ابن سعد قتال کریگی امر فرمایا اپنے اصحاب کو پس
بنائی خندق گرداگرد لشکر کے اور ایک جہت واسطے قتال کے رکھی اس اثنا میں لشکریان ابن سعد سوار ہوئے اور نرغہ
کرلیا لشکر امام حسینؑ کو اور جنگ شروع ہوئی پس جسوقت لشکریان ابن سعد نے جانا کہ ہمراہیوں امام حسینؑ نے دل پکا کر
رکھا ہے فرداً فرداً عمدہ جنگ انکی سے ہم برنہ آسکینگے تیر برسانے شروع کیے یہانتک کہ جو کوئی لشکریان حسینؑ
سے جنگ کے لیے جاتا زندہ نہ پھرتا اور کشتہ ہوتے تھے اہل بیت امام حسین اور یاران انکے سے ایک پیچھے
ایک کے یہانتک کہ کشتہ ہوئے زیادہ اوپر پچاس کے القصہ جب یہانتک حال پہونچا اسوقت امام حسینؑ
نے فریاد و استغاثہ کیا کہ آیا کوئی فریادرس ہو کہ ہماری فریادرسی کرے یا دافع کہ دفع کرے حرم محترم پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے اور واقع میں یہ استغاثہ فقط بنا بر اتمام حجت تا معلوم ہو کہ اس حال میں کون
مدعیان اسلام سے شریک مصیبت امام انام ہوتا ہے کہ ناگاہ حر بن یزید ریاحی کہ پہلے ذکر اسکا
گذر چکا ہے اوپر گھوڑے کے سوار ہوکر متوجہ بطرف امام حسین کے ہوا اور کہا اے فرزند
رسول مقبول اول خروج لایا اوپر تیرے اور تیرے گروہ میں ہوں اب پس فرما مجھکو تا ہوں میں
کشتہ تیری مددگاری تا پاؤں فردا سے قیامت شفاعت تیرے جد کی پس حملہ کیا اوپر لشکر
ابن سعد کے پس مقابلہ کیا ساتھ اس قوم کے یہانتک کہ مارا گیا ساتھ اسکی بھائی اور دو
بیٹے اور ایک مولا اسکا بھی یعنی غلام آزاد کیا ہوا پس جو موالیان اور یاران حسینؑ ایک ایک نے

داد شجاعت میدان جنگ مین دیکر اپنی جانین فداے تولاے فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور اہل بیت مصطفی کے کین اور سواے تن چند کے عزیزون اور اقربا کے نہ رہے کہ جناب سید الشہدا نے
فرمایا کہ اب نوبت میری ہے اور چاہا کہ صف قتال سے باہر آکر متوجہ بہ لشکر اعدا ہووین کہ سب برادر اور
برادرزادے اور تمام عزیزون نے فریاد کی کہ جبتک ایک تن ہم مین سے جان قالب مین رکھے ممکن
نہین کہ حضرت کو بنابر جنگ روانہ ہونے دیوین پس جسوقت یہ بھی مرتبہ بعد آخری بدرجہ شہادت
فائز ہوے چار ناچار نوبت مقابلہ سید الشہدا علیہ السلام کی تن تنہا ساتھ لشکر اشقیا کے پہونچی پس
اشتداد پایا قتال نے یہانتک کہ کشتہ ہوے سب یار اور فرزند اور بھائی اور عم زاد و سید الشہدا اکیلے
اور باقی رہے آنحضرت علیہ السلام تن تنہا پس مبارزت فرمائی بنفس نفیس اس حال مین شمشیر ہندی
دست مبارک مین پس بہت مقابلہ کیا اور ہر شخص کو مارا کہ آتا تھا مقابلہ مین تا آنکہ جماعہ کثیر دست
تیغ بیدریغ حضرت بادیہ دوزخ مین پڑے اور تزلزل عجیب اور لغزش غریب لشکر مخالف مین راہ پائی
پس جب عرصہ مقاتلہ اوپر اعدا کے تنگ ہوا دوبارہ سے حملہ کیا اور حضرت باران سہام پر رکھ لیا جب
اس سے عقدہ کشائی خود نہ ہوئی شمر ذی الجوشن نے اور حملہ اٹھایا اور آتش تدبیر تازہ کی کانون
فریب مین ڈالی اور آگے آیا ساتھ لشکر اپنے کے پس حائل ہوا درمیان امام مظلوم رضی اللہ عنہ اور خیمہ
حرم محترم کے پس فریاد کی حسین علیہ السلام نے کہ واے اوپر تمہارے اے گروہ شیطان قتال ساتھ
تمہارے مین کرتا ہون پس کس لیے تم متعرض ہوتے ہو حرم محترم کے کہ وہ قتال نہین کرتے پس کہا
شمر ملعون نے اپنے رفیقون سے باز رہو عورتون سے اور قصد کرو طرف حسینؑ کے پس خود مع
اپنے یارون کے متوجہ آنحضرت ہوا پس ایک جانب سے جماعہ شمر لعین اور دوسری جانب سے
فوج دوسری نے حملہ لاکر جناب سید الشہدا کو پس و پیش سے درمیان مین لے لیا اور اسقدر تیر
اور نیزے دونون طرف سے اوپر سروقت امام مظلوم کے برسائے کہ اس یکہ تاز میدان وفا نے
جام التسلیم و رضا ہاتھ مین لیکر اور پشت اسپ سے جدا ہو کر اوپر زمین شہادت کے گرے عنان
عزیمت کی منافت اس جہان سے سست بنیان سے کھینچکر رخت اقامت بفردوس اعلی کھینچا
اور ازبسکہ تن مبارک بکثرت جراحات سہام و رماح غربال ہو گیا تھا خولی بن یزید نے گھوڑے
سے اتر کر چاہا کہ بقطع سر مبارک مشغول ہو کہ ہاتھ اسکا کانپا اور شبل بن یزید اور بقولے
شبل بن زید نے گھوڑے سے اتر کر سر مبارک کو تن سے جدا کیا اور آگے اپنے بھائی کے ڈالا
بعد ازان وہ جو ہاتھ لشکریان شمر اور ابن سعد ملعون سے اوپر بقیہ آل طہ و یسین کے گذریان
اسکا وہ ہے کہ آئے اوپر حرم محترم کے اور اسیر کیا بارہ شخص کو نوجوان بنی ہاشم سے اور سب
عورتون کو حکم کیا ابن سعد اور شمر نے ایک گروہ کو پس سوار ہوے اپنے گھوڑون پر اور

ٹھکرایا تن نازنین حسین ع کو اور روندا اور بھیجا سر مکرم معظم کو ساتھ بشیر بن مالک اور خولی بن یزید
کے طرف ابن زیاد کے۔ اب اسامی شہدای اہلبیت کے ساتھ جناب سید الشہدا کے کربلا میں شہید
ہوے سننا چاہیے اور سرشک بخون دیدۂ پرغم سے ماتم ان اخیار اہل عالم میں برسانا چاہیے پہلے شہید ہوے
ساتھ سید الشہدا کے پانچ شخص اونکے بھائیوں سے عباس بن علی عثمان بن علی محمد بن علی عبداللہ
بن علی جعفر بن علی۔ اور تین پسران امام حسن علیہ السلام سے قاسم بن حسن عبداللہ بن حسن عمر
بن حسن۔ اور کہا گیا ابوبکر بن حسن اور شہادت پائی ہمراہ سید الشہدا کے دو بیٹوں انکے نے علی اکبر
پس ہر آئینہ مقابلہ کیا کفار سے پیش پدر بزرگوار اپنے کے تا آنکہ شہید ہوے معرکہ جنگ میں اور شہادت
پائی اور عبداللہ شہید ہوے صغر سن میں پہنچا انکے حلق معصوم پر ایک تیر بدبخت کا بدبختوں
فوج اعدا کے کنار پدر بزرگوار میں اور جان دی۔ اور شہید ہوے ساتھ امام مظلوم کے محمد اور
عون دونوں بیٹے عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کے اور عبداللہ اور عبدالرحمن اور جعفر بیٹے
عقیل بن ابی طالب کے پس یہ جماعت ہمراہ سید الشہدا کے سوا یا سترہ مرد اخیار اہل بیت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شہید ہوے اور وقوع پایا روز عاشورہ شہادت اس شاہ شہیدان نے
سال اکسٹھ میں ہجرت سے اور تھا سن شریف حضرت کا اسدن بقول صحیح چھپن سال اور پانچ مہینہ
اور پانچ دن الغرض جو سر مبارک سید الشہدا ع سر او شہیدان کربلا کے ساتھ اسیرون اہلبیت
رسول خدا کے کوفہ میں پہونچا جو کچھ دست عناد وجور یزید و ابن زیاد سے نسبت بردہ ہائے مصطفی
گذرا شمہ اس سے لکھا جاتا ہے کہ جس وقت اسیران اہل بیت رسالت اور سر ہای خاندان
نبوت یا سید الشہدا اور تمام شہدائے کربلا کے داخل کوفہ ہوے ابن زیاد ملعون نے قصر امارت
اپنی کو آراستہ کیا اور ساتھ ہیبت و وقار کے کوشک میں بیٹھکر دربار عام کیا جب وضیع شریف
مردم کوفہ سے حاضر آئے شرفا کے اہل بیت مصطفی اور ذکور و اناث ذریت رسول خدا کو سر ہای
مبارک سید الشہدا اور تمام شہدائے کربلا کے داخل کوفہ ہوے ابن زیاد نے جب طلب کیا انکو
تبسم کرتا تھا اور ایک چوب کہ اسکے ہاتھ میں تھی لب و دندان مبارک پر بار بار مارتا تھا
زید بن ارقم صحابی کہ صحابہ کبار سے اس مجلس موجود تھے کہا کہ اے ابن زیاد اپنی چوب
کو دندان مبارک حسین سے جدا کر اور اسے مت مار بخدا سوگند کہ میں نے بارہا دیکھا ہے کہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لب و دندان حسین کو بوسہ دیتے تھے بعد ازاں زید بن ارقم
بے ضبط گریہ ہوسکا خون آنکھوں سے روان کیا ابن زیاد شقاوت نہاد نے جو سخن زید ارقم کا سنا اور
حال اسکی گریہ کا بچشم خود دیکھا بخدا کہ جس نے تیری چشم پر آب کیا اگر تو پیر نہوتا اور سن فرتوت نہ پہنچتا
البتہ میں تجھکو گردن مارتا لیکن زید بن ارقم نے کہا اے ابن زیاد ایک اور حدیث بیان کردن میں کہ جو

آرزو کی اور غصہ تیری کا ہونے سے بات ہے کہ دیکھا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ حسن کو
ران راست پر اور حسینؑ کو ران چپ پر بٹھا کر دست مبارک اوپر سروں انکے کے پھیر کر فرماتے تھے کہ بار خدایا
میں انکو اور مومنین صالحین کو تیری سپرد کرتا ہوں پس اے ابن زیاد راست کہہ کہ ساتھ امانت پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیا کرتا ہے اور کہا اے لوگو حق سبحانہ تعالیٰ تمسے خوشنود نہو کہ ابن فاطمہ زہرا کو شہید کیا تمنے
اور ابن مرجانہ یعنی ابن زیاد کو اپنا امیر کیا اور کہتے ہیں کہ سمرہ بن جندب صحابی تھے کہ حاضر مجلس تھا جب
ضرب چھڑی ران اوپر لب و دندان شاہ شہیدان کے ملاحظہ کی دست ضبط سے باہر آ کر ساتھ یزید پلید کو مخاطب
ہو کر کہا کہ کاٹے اللہ تعالیٰ تیرا ہاتھ کہ چوب اوپر لب و دندان حسینؑ کی کہ بوسہ گاہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم تھی مارتا ہے تو یزید عنید غضبناک ہوا اور کہا اے سمرہ اگر شرف صحبت تیری کا ساتھ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے مانع نہوتا ابھی تجھے گردن مارتا سمرہ نے کہا سبحان اللہ کہ میرے حق میں لحاظ صحبت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتا ہے اور تو ساتھ جگر گوشگان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور فرزندان بتول رضی اللہ عنہا کے ساتھ ایسا معاملہ کیا تو نے کہ کوئی کافر کسی مسلمان سے نکرے یہ
کہا اور اس مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے **فائدہ** جواز لعن پر یزید عنید حاصل کلام یہ کہ اسبارہ میں شک
نہیں کہ یزید مرید آمر اور راضی اور مستبشر قتل امام حسین علیہ السلام سے تھا یہی ہے مذہب مختار
جمہور اہل سنت وجماعت کا چنانچہ کتب معتبرہ مثل مفتاح النجا مرزا محمد بدخشی اور مناقب السادات
ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی اور شرح عقائد نسفی ملا سعد الدین تفتازانی اور
تکمیل الایمان شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہ میں اسفار معتبرہ سے باشواہد اور دلائل مذکور و
مسطور ہے چنانچہ استاد الہند صاحب تحفہ اثنا عشریہ علیہ الرحمۃ رسالہ حسن العقیدہ میں تا شبہ کرادیم
کلمہ علیہ ما یستحقہ کے تعلیق فرمایا ہے لکھتے ہیں کہ علیہ ما یستحقہ کنایہ ہے لعنت سے اور کنایہ ابلغ ہے
تصریح سے **بیان دفن سر مبارک** دفن سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام میں اختلاف ہے **قول**
محقق یہ ہے کہ سر مبارک کو مدینہ منورہ میں بمکان بقیع مدفون کیا چنانچہ قرطبی سے منقول ہے
کہ یزید پلید نے سر مبارک کو امام حسین کے مدینہ منورہ میں بھیجا ہے اور اسکو کفن دیکر نزدیک
مزار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دفن کیا اور خلاصۃ الوفا میں مروی ہے کہ جسد مبارک سید الشہدا کا
کربلا میں ہے اور سر مبارک بقیع میں پہلوی حضرت امام حسن علیہ السلام میں اور وہ جو کہتے ہیں کہ سر مطہر کو
کربلا میں دفن ہے صحت نہ رکھے صحیح اور معتمد وہی قول اول ہے کہ سر مبارک مدینہ منورہ میں
مدفون بمکان بقیع ہے **بیان روانگی اہل بیت** رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسوی مدینہ منورہ منقول ہے کہ یزید
علیہ ما یستحقہ نے اہل بیت رسول مقبول اور ذریت بتول روانہ مدینہ کیا اور نعمان بن بشیر کو ساتھ
ایک جماعت کے سواروں سے مقرر کیا کہ انکو مدینہ میں پہنچا دے چنانچہ امام علی بن الحسین نے سید الشہداء

مع اور مردان شہداء کے دشت کربلا سے لیکر ہمراہ زنان و یتیمان اہل بیت کے روانہ مدینہ منورہ کی ہوئے اور یہ
روانگی جاری حلیہ ذلت و خواری نہ تھی جو قافلہ اہلبیت نبوت دمشق سے عازم مدینہ ہوا نعمان بن بشیر کو کہ
طرف یزید مرید کے متعین تھا توفیق سعادت ازلی ساتھ حسن خدمت کے رہین حضرت سید الشہدا سے پیش آیا
اور مراتب اطاعت و تعظیم و تکریم و اعزاز و احترام جیسا کہ چاہیے اپنی طرف سے بجا لا کر مدینہ مطہرہ میں
پہنچایا اور جس روز کہ مخبر مراجعت اہل بیت رسالت کی مدینہ میں پہنچی اولاد مہاجر و انصار مع دیگر
اہالی مدینہ صغار و کبار سے استقبال کے لیے دوڑے مجرد دیکھ ذریت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور جگر گوشہائے بتول کو مبتلا بمصیبت دیکھا ایسی ایک حالت غم و الم اور گریہ و زاری اوپر انکے
گذری کہ خارج حیطہ شرح اور بیان سے ہے جو حالت کہ عارض حال ام المومنین حضرت ام سلمہ
رضی اللہ عنہا کی ہوئی وہ بیان نہیں کیجاتی کہ افراداً افراداً زنان و یتیمان اہل بیت کو کنار کر لیتی تھیں
اور روتی تھیں تا آنکہ ہمراہ ذریت بتول کے متوجہ روضہ مقدسہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم کے ہو کر زار زار روتی تھیں اور بزبان حال یہ ابیات کہتی تھیں ابیات یا رسول اللہ
سر بر آر از روضہ تا بنگری + اہل بیت خویشتن را زار و غمناک و حزین + در بلای دشمنان دین
گرفتار آمده + کس مبادا در جہان یارب گرفتار ہمچنین + پوشیدہ نہ رہے کہ بیان واقعہ کربلا اور
مصائب اہل بیت مصطفی علیہ التحیۃ والثنا کے کہ دل قلم اسکی تحریر سے خون اور دیدہ دوات تقریر
اسکی سے جیحون ہے ایسی نہیں کہ حیطۂ احصار میں سما دیں یا میزان استیفا میں تلیں اور بھی روایات
خالی تعدد و افراط سے اور بیان واقعی عاری غلط و اغلاط سے نہیں اسلیے اوپر تحریر مجمل کے اکتفا کیا اور
ہاتھ اور قلم کو اسکی تفصیل سے کھینچا بیان اخبار اس واقعہ ہائلہ میں اخبار و آثار اس باب میں بہت
وارد ہیں انمیں سے جو کہ مشہور و متواتر ہیں نقل کیے جاتے ہیں انکے سبب سے وہ حدیث روایت کی طبرانی نے
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ البتہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خبر دی مجھے جبرئیل
علیہ السلام نے بانیکہ فرزند میرا حسین کشتہ ہووے گا بعد میرے زمین طف میں اور لائے میرے
پاس یہ خاک پس آگاہ کیا مجھکو کہ وہ مرقد اسکا ہووے پوشیدہ نہ رہے کہ طف بالفتح والتشدید
ایک موضع ہے قریب کوفہ کہ بالفعل مشہور ہے یہ کہ کربلا اور از انجملہ وہ ہے جو کہ لایا ابو داؤد و حاکم ام الفضل
دختر حارث یعنی مادر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ آئے میرے پاس جبرئیل علیہ السلام پس خبر دی مجھے یہ کہ امت میری قریب ہے
کہ مارے بیٹے میرے حسین کو اور دی خاک سرخ زمین مقتل اسکے سے مجھکو اور لایا اسحاق
بن راہویہ اور بیہقی اور ابو نعیم ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ تحقیق پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز پہلوئے مبارک اپنے پر استراحت فرمایا پس [illegible]

درحالیکہ اندوہگین تھے اور غمگین اور دست مبارک آنحضرت میں خاک تھی سرخ کہ اسکو زیر و بالا کرتے تھے
کہا میں نے یہ کیا خاک ہے اے پیغمبر خدا فرمایا خبر دی مجھے جبرئیل نے کہ تحقیق یہ فرزند میرے حسین علیہ السلام
کشتہ ہوویگے زمین عراق میں اور یہ خاک اس مقام کی ہے اور بر لایا ابن عساکر محمد بن عمر بن حسین سے
کہا کہ تھا میں ہمراہ حسین علیہ السلام کے اوپر رود نہروان کربلا کے کہ وہ قتلہ فرات کے ہیں پس نظر کی حسین
علیہ السلام نے طرف شمر ذی الجوشن کے پس فرمایا راست ارشاد کیا خدا و رسول خدا نے اور فرمایا
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ گویا دیکھتا ہوں طرف سگ ابلق کے کہ منہ ڈالتا ہے خون میں
میرے اہل بیت کے اور تھا شمر لعین ابرص کہ جلد اسکے بدن کی فی داغون سفید ہر دو رنگی پیدا
کی تھی فی الواقع کہ ملعون بنسبت اوروں کے زیادہ تر حریص خون اہل بیت تھا جیسا کہ مخبر صادق
نے اشارہ ساتھ اسکے فرمایا اور اخراج کیا ابونعیم نے اصبغ بن نباتہ سے کہا کہ آئے ہم ہمراہ رکاب حضرت علی
رضی اللہ عنہ کے اوپر موضع قبر حسین رضی اللہ عنہ کی پس فرمایا علی مرتضی نے کہ یہ جگہ سلانے اونٹوں انکے
کی ہے اور موضع خیمہ گاہ اور مکان اراقہ انکے خون کا اور کئی نوجوان آل محمد سے خون ہوگا کہ کشتہ
ہوویگے اس میدان میں کہ رو دیگا اوپر انکے آسمان اور بر لایا حاکم اور بیہقی ام سلمہ سے کہا کہ دیکھا میں نے
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں اور حالانکہ سر اور ریش مبارک آنحضرت کی خاک آلودہ تھی
پس کہا میں نے کیا حال ہے اے پیغمبر خدا فرمایا کہ ابھی مقام قتل امام حسین میں حاضر تھا اور اخراج کیا
بیہقی اور ابونعیم نے بصرہ ازدیہ سے کہا کہ جس وقت شہید ہوئے امام حسین علیہ السلام خون برسایا
آسمان نے پس صبح کی ہم نے باین حال کہ خم اور سبو سارے اور ہر ظرف کہ ہمارے گھر میں تھا پر خون تھا
اور بر لایا ابونعیم طریق سفیان سے جد اپنے سے کہا کہ حاضر ہوئے دو مرد قتل امام حسین کو پس ایک انمین سے
دراز ہوا عضو تناسل اسکا یہانتک کہ لپیٹا تھا اور کمین کو کمر میں باندھتا تھا اور کمین گر گردن میں مثل
ریسمان لپیٹا کرتا تھا اور دوسرا پس حال اسکا یہانتک کہ پہونچا کہ استقبال کرتا تھا پکھال پر از آب
کو ساتھ دہن اپنے کے یہانتک کہ سارا پی جاتا تھا پانی اسکا اور سیراب ہوتا اور علی ہذا القیاس قاتلان
دیگر ساتھ عذاب و نکال کے مبتلا ہوکر واصل جہنم کے ہوئے اور باقی آثار و علامات توحہ جن پر اسکو سننا چاہیئے اور
اخراج کیا ابونعیم نے حبیب بن ثابت سے کہا سنا میں نے ایک زن کو جنون سے کہ روتی تھی اوپر حسین کے در
حالیکہ کہتی تھی مسح کیا اوپر جبہ اسکا پیغمبر نے پیشانی اسکی کو پس تھا واسطے اسکے نور اور لمعان رخسار و نمکین
اور پدر اور مادر انکے تھے بزرگان قریش سے اور تھا جد اسکا بہترین جہان کا یہ تھا نوحہ جنیہ کا اور
پوشیدہ نہو کہ مراد اس مقام پر نوحہ سے رونا ساتھ یاد کرنے اوصاف حمیدہ اور خصال پسندیدہ حضرت
امام حسین علیہ السلام کی ہے نوحہ متعارفہ اور مرسومہ اہل بدعت اور مجہول زبان جاہلیت کہ وہ
باتفاق علماء حرام اور احادیث صحیح میں وعید شدید اوپر اسکے وارد ہوئی ہے اور بر لایا ابونعیم

طریق عبد اللہ بن لہیعہ سے کہ محدث مشہور ہے ایک قبیل سے کہا کہ جس وقت شہید ہوئے امام حسین علیہ السلام قطع
کیا سر مبارک انکا اور بیٹھے منزل اول میں کہ پیتے تھے نبیذ کو پس نکلا اوپر انکے ایک قلم آہنی سے لکھی ایک سطر
خون سے کہ آیا امید رکھتی ہیں وہ گروہ کہ قتل کیا امام حسین کو شفاعت انکے جد کی دن حساب کے اور پیرایہ بصیرت
اور صحابہ بصیرت کو پوشیدہ اور پنہان نہ رہا ہوگا کہ سب آثار غریبہ اور شواہد عجیبہ کہ بیان انکا گذرا براہین ساطع
اور حجت قاطع ہیں اوپر عظمت واقعہ کربلا اور شہادت سید الشہدا کے لیکن ایک امر عجیب تر اس سے
تصور میں نہ آوے ساتھ گوش ہوش کے سننا چاہیے جیسا کہ ارشاد کیا جاتا ہے اور ختم کلام اوپر اسکے
ہوتا ہے اور اخراج کیا ابن عساکر نے منہال بن عمرو سے کہا کہ میں نے بخدا سوگند دیکھا سر امام حسین ع کو
اس وقت کہ اٹھایا تھا اوپر نیزہ کے اور میں دمشق میں تھا اور آگے سر مبارک کے ایک مرد پڑھتا تھا
سورۂ کہف تا آنکہ پہونچا اس آیت پر کہ معنی اسکے یہ ہیں آیا سمجھا تو کہ اصحاب کہف اور رقیم اعجوبہ ہیں
سے گویا ہوا سر اور اوپر نیزے کے اٹھایا جانا میرے سر کا تھا عجیب بیان حال قاتلان خسران مآل
میں اوپر انکے کہ مضمون فی تصفح کتب تاریخ کا کیا پوشیدہ نہ رہا ہوگا کہ ہر شخص کہ مباشر قتل اور سہیم و
شریک قاتلین اور راضی اور خوشنود بشہادت شاہ شہیدان ہوا قطع نظر عذاب نکال اخروی سے
کہ مستحق اور سزاوار اسکا ہے اس دار ناپائدار میں ساتھ سزا اعمال اپنے کے پہونچا بعضے بقتل پہونچے
اور بعضے نابینا ہوئے اور بعضے روسیاہ اور بعض کا اندک فرصت میں ملک و دولت ہاتھ سے گیا اور
بعضے تشنگی میں مرگئے اور بعض ساتھ عقوبات کے مبتلا ہوئے۔ یہ ہے شمہ حال نکبت مآل
عوام سے کہ حاضر معرکہ کربلا تھے۔ اب حال پر اختلال خواص کا مثل یزید عنید اور ابن زیاد
شیخ فساد اور ابن سعد اور شمر بد سیر اور نظرا امر انکے کا مجملا سنا چاہیے کہ یزید علیہ ما یستحقہ نے جو
قتل امام حسین ع سے دل خوش کیا حق تعالی نے سر آمد اشقیا کو قطع نظر امراض جسمانی سے
کہ ہر چند شاق تر ہوتے ہیں لیکن بلحاظ سزا اسکے اعمال انکا سہل ہے ساتھ ارتکاب
افعال شنیعہ کے مبتلا کیا کہ صورت عذاب الہی کی بے شائبہ تکلف ناصیہ حال اس بد مآل سے
نمودار تھی اور منجملہ اسکے تخریب مدینہ منورہ ہے کہ تو بید اسکے سے تین روز تک عوام و خواص
سکنہ اس بلدۂ طیبہ نے قتل اور غارت سے امان نہ پائی اور سات سو صحابہ سے کشتہ ہوئے
اور خانہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا امان نہ پائی اور صحابہ سو مرد مقتول ہوئے
اور خانہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا تاراج کیا اور تین روز تک نمازی مشرف
نہ نماز مسجد نبوی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم میں نہوئی اور سگ وگربہ اور منبر شریف کے مسجد
شریف کے جانور رکھتے تھے سوائے اسکے اور اعمال قبیحہ کہ قلم اسکی تحریر سے گریز کرتا ہے یزید نے
مسجد نبوی میں کہ مورد جنود ملائکہ مقدسہ تھی ظہور میں لائے اور از انجملہ ہتک حرمت کعبہ معظمہ ہے

کہ نگہبانی شامیوں سے صحن حرم پر ہو گیا اور ستون مسجد کے شکستہ اور لباس کعبہ کو سوختہ کر دیا اور پردہ
کہ اوپر دروازہ کعبہ کے کشیدہ تھا اُسکو ہیزم تنور کا کیا یہانتک کہ چند روز خانہ کعبہ بے لباس
اور اہلبیت اسد ایذا و ہراس میں رہا اور رحلت اور اباحت منہیات شرعیہ کے قتل نا و لواطت
اور شرب خمر اور تزویج برادر با خواہر اور امثال اُسکے کہ دلیل صریح اوپر تاکید کفر
اور کافری اُسکی کے ہے بجائے خود مصرح ہے القصہ اس شورہ پشت نے تین سال اور سات مہینہ
باقبال ایسے عقوبات کے بادشاہی کی اور پندرھویں ربیع الاول کو مقام حمص میں کہ ایک شہر
بلاد شام سے ہے داخل جہنم ہوا اور سنین عمر اُسکی انتالیس کو پہونچے تھے کہ با طوق لعنت اور سلاسل
نکبت دنیا سے گیا معاویہ پسر یزید کو کہ حیات یزید میں ولی عہد اور خلیفہ کیا تھا اوپر تخت
سلطنت کے بیٹھایا بمجرد دیکھا معاویہ بادشاہ ہوا منبر پہ گیا اور بعد حمد خدا کے وعظ اور نعت
سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا کے کہا کہ خلافت آئین مضبوط خدا اور خلفائے باصفا کا ہے میرے جد
معاویہ بن ابوسفیان نے ارادہ خلاف ساتھ علی مرتضی کے کہ احق و الیق بخلافت تھے نزاع اور جدال کیا ہے
بعد اُسکے میرا پدر کہ کسی طرح کی اہلیت و استحقاق نہ رکھتا تھا اوپر تخت سلطنت کے بیٹھا اور استحکام
اپنی حکومت کے لیے امام حسین بن علی جیسے فرزند رسول مقبول کو قتل کیا جان عزا اور نکال و وبال
دارین بطمع حکومت چند روزہ اپنے ساتھ لے گیا یہ کہکر زار زار رویا اور کہا کہ میں جانتا ہوں کہ معاویہ ساتھ
امام حسین کے بہت برا تھا کہ میرے پدر نے کیا بازگشت اسکی بسوی جہنم ہے میں اس خلافت میں
لذت نہیں پاتا اولاد ابوسفیان سے جسکو چاہو امیر کرو میں عقد بیعت کروں مسلمانوں سے یہ کہکر باہر
آیا پس منبر سے اُترا اور پشت بیٹھا اور دروازہ اپنے گھر کا اوپر منہ خلائق کے بند کیا اور بعد ازان
بجوار رحمت حق کے ملا۔ اور ابن زیاد شقاوت بنیاد و قتال مختار بن عبید ثقفی میں مارا گیا اور ابن سعد
اور شمر کو بھی مختار نے بعد تسلط اپنے کے اوپر کوفہ کے قتل کیا اور مفتاح النجا سے منقول ہے کہ واقعہ
مختار میں ستر ہزار آدمیوں شام سے مقتول ہوئے اور یہ واقعہ روز عاشورہ سنہ ۶۷ ہجری میں بعد
اور چھ برس کے معرکہ کربلا سے اتفاق پڑا اور بروایت صحاح مروی ہے کہ جب سر ابن زیاد اور اُسکے
سرداروں کا روبرو مختار کے حاضر کیا گیا ناگاہ ایک سانپ آیا اور میان مقتولوں کے جا کر سوراخ بینی
ابن زیاد میں گیا اور اندر کے قرار پکڑ کر اُسکے منہ سے باہر آیا اور پھر اُسکی بینی میں جا کر غائب ہوا الغرض
ابن زیاد اور ابن سعد اور شمر اور عمرو بن الحجاج اور قیس بن اشعث کندی اور خولی بن یزید اور سنان
بن انس نخعی اور عبد اللہ قیسی اور حکیم بن طفیل اور یزید بن مالک وغیرہ اعیان یزید سے ساتھ
عقوبتوں کے مبتلا ہو کر کشتہ ہوئے اور ان سب کو تن برہنہ زیر سم اسپوں کے چھوڑے اور گھوڑے اوپر
اُنکے دوڑائے یہانتک کہ عظام اُنکے ریزہ ریزہ ہو گئی اور ساتھ خاک کے برابر ہو گئی اور پوشیدہ نہ رہے

کہ کسب تواریخ میں اختلاف ہے بعض میں ذکر قتل ابن سعد اور شمر وغیرہ کا پہلے ابن زیاد سے ہے - اور
بعض میں اُسکے پیچھے اور کسی طرح ہو منتقم حقیقی نے سزای اعمال قاتلوں سید الشہدا کی ہنوز کی باقی
اُنکی کنار میں رکھی اگرچہ شقاوت ازلی نے آخرکار اوپر ناصیہ اعتقاد مختار کے تفصیل حال ہر مال
اُسکی کتب تواریخ میں مسطور ہے پس جبکہ اوپر کوفہ کے اور اطراف جوانب اُسکے مسلط ہوا اور دعوی اوپر
عبداللہ ابن زبیر کے کیا پس عبداللہ برادرزادہ مختار نے وقوف پاکر مصعب بن زبیر اپنے بھائی کو جو
محاربہ مختار کے نامزد کیا جو مصعب بن زبیر بمحاربہ مختار روانہ ہوا اور میان مصعب اور مختار کے
طرح جدال وقتال واقع ہوئی اور فتح نصیب مصعب کے ہوئی اور مختار اس معرکہ میں مقتول ہوا
بمجرد یکہ مصعب بن زبیر نے اوپر کوفہ اور اُسکے نواحی کے استیلا پایا عبدالملک جنگ مصعب پر لیے
اُٹھا اور ہنگام قتال گرم کیا آخر الامر فتحیاب ہوا اور مصعب بن زبیر اور ابراہیم بن مالک اشتر
مقتول ہوے اور ابن عمر لیثی سے منقول ہے کہ عبدالملک سے کہا کہ میں نے اوّل سر مبارک امام حسین
علیہ السلام کا دارالامارہ میں روبرو ابن زیاد کے دیکھا بعد ازان سر ابن زیاد کا آگے مختار کے اور
پس ازان سر مختار کا حضور مصعب میں بعد سر مصعب کا تیری مجلس میں دیکھتا ہوں اس
دارالامارۃ سے پناہ بدمکان ہے کہ بازگشت روس رؤسا اسجگہ ہوئی عبدالملک باصغاء اس سخن
کی مجلس سے اٹھا اور کہا کہ بناء اس قصر کی نامبارک ہے منہدم کردو پس جب عبدالملک نے
اوپر مصعب کے ظفر پائی اور کشتہ ہوا مصعب کوفہ اور اُسکے نواحی تصرف میں عبدالملک کے آئی
چاہا کہ سپاہ کو واسطے قتل عبداللہ بن زبیر کے مکہ میں بھیجے اول بار میں کسی نے اجابت نہ کی کہ
حرم خدا میں کہ جدال وقتال اسمیں حرام ہے کیونکر ہمارا یہ عمل میں آوے ایک دن حجاج نے
آگے عبدالملک کے حاضر ہوکر کہا کہ میں نے کل رات خواب میں دیکھا کہ سر ابن زبیر کا انگلی سے
کاٹا ہے میں نے عبدالملک نے چاہا کہ حجاج راضی بعزیمت مکہ واسطے قتال ابن زبیر کے ہے پس اپنی
فوج کو پانے نام حجاج کرکے مکہ میں بھیجا حجاج کہ اصل اُسکی طائف سے تھی جب وہاں پہنچا
اور سپاہ جمع کی اور متوجہ بسمت کعبہ ہوا اور نائرہ قتال کو ساتھ ابن زبیر کے اشتعال میں لایا اور کمر
اوپر گستاخیوں کے باندھکر دامن محافظت آداب کعبہ کو یکسر ہاتھ سے اعتقاد سے چھوڑا تا وہ کہ
حرم محترم ساتھ خون کشتوں کے رنگین ہوا اور عبداللہ بن زبیر نے شربت شہادت چکھا بعد اسکے
کہ جملہ بھی طے ہوا حکومت مروانیوں نے شام اور عراق اور حجاز میں استقرار پکڑا اور ہزار ماہ تک
دوام واستقرار پایا - اور وجہ تفسیر سورۃ انا انزلناہ میں بذیل کریمہ لیلة القدر خیر من الف شہر
کے حضرت امام حسین سے مروی ہے کہ مراد ہزار ماہ سے مدت سلطنت بنی امیہ کی ظہور میں آیا یہ روداد
وقائع کو ترتیب حوالہ قلم اختصار رقم کے کیا اور من بعد اسکی دو جلد و مشہود بکرامت حروف الانبیا

کلام اسکے بیان سے طے کسی طرح مناسب جانے

فصل پانچوین بیان خلفاے بنی امیہ اور فضائل اہلبیت اور احوال امام اعظم مین

خلفای بنی امیہ چودہ ہین اونمین کا معاویہ بن ابی سفیان اور آخر خلیفہ مروان الجزری ان خلفانے کچھ دنون نوے برس سلطنت کی تھی جسکی تخمیناً ہزار مہینے ہوتے ہین اور معاویہ بن ابی سفیان بن صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بیعت معاویہ کی اس روز ہوئی کہ جس روز حاکمین کا حکم جمع ہوے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ بیت المقدس مین بعد شہید ہونے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لیکن بیعت تامہ اس روز متحقق ہوا جس روز امام حسن علیہ السلام نے خلع خلافت فرما کر سپرد معاویہ کی جیسے معاویہ بحاشیہ خلیفہ رہا بیان سنہ ۴۳ھ اور ۴۴ ہجری اس سال مین عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم بن حصیص بن کعب بن لوی قرشی سہمی نے وفات پائی یہ عمرو مذکور ایک اُن تین مین کا ہے جو ہجو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا کرتے تھے اور دوسرا ابوسفیان بن حرب اور عبداللہ بن الزبعری تھے اور تین ہی شخص حضرت کی طرف سے جواب دیتے تھے حسان بن ثابت اور عبداللہ بن رواحہ اور کعب بن مالک بیان سنہ ۴۴ ہجری اس سال مین معاویہ نے زیاد بن سمیہ کو اپنے کنبے مین ملا لیا تھا اُسکا حال یہ ہے کہ سمیہ ایک کنیز تھی حارث بن کلاہ ثقفی کی اسنے ایک غلام رومی سے اسکا نکاح کر دیا تھا اس غلام سے ایک فرزند پیدا ہوا پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ابوسفیان کبھی ایام جاہلیت مین بجانب طائف گئے تھے وہان جا کر ابو مریم کلال کے گھر مین اترے کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا اور حالت نشہ مین ابوسفیان کو خواہش عورت کی ہوئی ابی مریم نے کہا سمیہ موجود ہے پس ابوسفیان نے اس صحبت کی اُسکو حمل رہا اس حمل سے زیاد پیدا ہوا اور جس سال مین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کی اسی سال مین وہ زیاد کو جنی تھی مگر جب زیاد جوان ہوا تو فصیح و بلیغ ہوا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے ایام خلافت مین اُسکو حاکم فارس کر دیا تھا جسوقت حضرت امام حسن نے خلع خلافت فرمایا ابن زیاد نے بیعت معاویہ اختیار نہ کی اور رک گیا معاویہ کو اندیشہ پیدا ہوا کہ مبادا ابن زیاد میرا مقابلہ کرے جب یہ حال مغیرہ بن شعبہ نے دیکھا وہ معاویہ کے پاس گیا سنہ ۴۲ ہجری مین معاویہ نے اُسکے روبرو زیاد کا شکوہ کیا اور کہا کہ وہ فارس مین باغی ہو بیٹھا ہے اور میری اطاعت نہین قبول کرتا مغیرہ نے کہا مجھے آپ اجازت دیجیے مین اُسکو جا کر فہمایش کر دون معاویہ نے حکم دیا اور ایک نامہ زیاد کو لکھا کہ ہمنے تجکو امان دی کچھ خوف نہ کرنا چنانچہ مغیرہ وہان گیا چونکہ مابین مغیرہ اور ابن زیاد کے دوستی اور اتحاد کمال تھا اسکو ہمراہ معاویہ کے پاس لا کر بیعت کرا دی۔ پھر معاویہ نے لوگونکو جمع کیا اور ابو مریم شراب فروش کو بھی جسنے سمیہ کو ابوسفیان پاس حاضر کیا تھا درمیان طائف شہادت کے لیے طلب کیا اُس نے گواہی دی کہ زیاد کا نسب ابوسفیان سے ثابت ہے بعد اس گواہی کے معاویہ نے زیاد کو اپنے نسب مین داخل کیا

یہ امر لوگون پر شاق گذرا اور سب کو یہ معلوم ہوا خصوصًا بنی امیہ کو اسلیے کہ زیاد دراصل تھا اولاد
ایک غلام رومی سے وہ امیہ عبد شمس کے نسب مین داخل ہوا پھر معاویہ نے زیاد کو حاکم بصرہ
کر دیا اور خراسان اور سیستان کو اسکی مضافات سے یہان تک کہ سندھ اور بحرین اور عمان بھی اسکے
متعلق ہوگئے بیان سنہ ۴۵ھ ہجری اس سال مین زیاد بصرہ کو گیا اور وہان جا کر خوب
انتظام اور انتساق کیا اور لوگون کو سزا مین دین یہانتک کہ وہ سب ڈر گئے اور بعد فوت مغیرہ
اُسکو حاکم کوفہ کر دیا چنانچہ زیاد وہان گیا اور سمرہ بن جندب کو اپنا خلیفہ کرکے بصرہ مین چھوڑ گیا یہ شخص بھی
زیاد کی خاصیت رکھتا تھا اپنے خونریزی اور قتل مین اُسی کے مثل تھا اور عمال معاویہ حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی سب کیا کرتے تھے اور حضرت علی کا نام لیتے تھے بلکہ ابو تراب
کہا کرتے تھے اور فی الحقیقت حضرت علی کو یہ کنیت بہت پسند آتی تھی اور اسی سال مین عبدالرحمن
بن خالد بن ولید فوت ہوگئے کہ اہل شام تمام انکی جانب میل رکھتے تھے معاویہ نے ایک نصرانی سے انکو
زہر دلوا بیان سنہ ۴۶ھ چھیالیس اور سنہ ۴۷ھ سینتالیس ہجری اس سال قیس بن عاصم بن سنان
بن خالد فوت ہوئے یہ شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس قاصدی بنی تمیم ہو کر آئے تھے اور بشرف
اسلام مشرف ہوئے کہتے ہین کہ قیس بن عاصم باخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ متصف تھے
بیان سنہ ۴۸ھ اڑتالیس ہجری درمیان اس سال کے معاویہ نے لشکر کثیر اوپر قسطنطنیہ کے ہمراہ
سفیان بن عوف کے روانہ کیا انھون نے وہان جا کر بلاد روم اور قسطنطنیہ کو محاصرہ کیا چنانچہ
اس لشکر مین ابن عباس اور عمر دین ابن زبیر اور ابو ایوب بھی شریک تھے یہ سب صحابہ رضی اللہ عنہم ہمراہ پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنگ بدر اور احد اور ساتھ علی مرتضی کے جنگ صفین اور باقی اسکے اور
محاربہ مین شامل رہے ہین بیان سنہ ۴۹ھ انچالیس اور سنہ ۵۰ھ پچاس ہجری اس سال مین بلدہ
قیروان موسس ہوا اور سنہ ۵۵ھ پچپن مین طیار ہوگیا حال اُسکا یہ ہے کہ معاویہ نے بن عقبہ نافع کو
افریقیہ پر والی کیا یہ صحابی صلحاء سے تھے جب افریقیہ پر گئے وہان کے باشندون کو قتل کیا اسلیے
کہ وہان کے مکان کا یہ دستور تھا کہ بعد مراجعت لشکر اسلام مرتد ہو جایا کرتے تھے اور اسی سال
مین دحیہ کلبی بن خلیفہ بن فروہ بن فضالہ کی جو منسوب ہے طرف کلب بن وبرہ کے وفات پائی یہ صحابی
جنگ بدر مین حاضر ہوئے تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام اکثر بصورت دحیہ کلبی
میرے پاس آیا کرتے تھے بیان سنہ ۵۱ھ اکاون ہجری اسی سال مین سعید بن زید جو ایک صحابی
عشرہ مبشرہ مین سے ہین فوت ہوئے بیان سنہ ۵۲ھ اور سنہ ۵۳ھ ہجری اسی سال مین زید بن
امیہ درمیان ماہ رمضان کے بسبب عارضہ خارش کے فوت ہوئے اور پیدایش انکی سنہ ۱ھ ہجری مین
ہوئی تھی بیان سنہ ۵۴ھ اور سنہ ۵۶ھ ہجری اس سال مین معاویہ نے بن عثمان بن عفان کو حاکم

خراسان کیا اُنھوں نے نہروں سمرقند اور صغد تک پہونچائی اور کفار کو شکست دیکر تاب
ترتدگی اور اُنکو صلح کرکے فتح کیا جو لوگ کہ ہمراہ اُنکے اس جنگ میں مقتول ہوئے اُنمیں سے قثم بن عباس میں
بھی مقتول سمرقند مدفون ہوئے اور اُنکے بھائی عبداللہ بن عباس طائف میں شہید ہوئے اور
فضل شام میں اور عبید افریقیہ میں اور اسی سال معاویہ نے لوگوں سے اخذ بیعت اپنے بیٹے یزید
کے لیے ٹھہرائی اور اپنا ولیعہد کیا چنانچہ اہل شام اور اہل عراق نے بیعت کی مروان بن الحکم کہ
معاویہ کی طرف سے متولی مدینہ منورہ کا تھا کہ یزید کی بیعت مدینہ والے بھی اختیار کریں حضرت
امام حسین علیہ السلام نے منظور نہ کی اور عبداللہ بن عمر اور عبدالرحمن بن ابی بکر اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ
عنہم نے بھی بیعت یزید اختیار نہ کی ان لوگوں کے انکار سے اور بھی باز رہے آخر الامر معاویہ ہزار سوار
اپنے ہمراہ لیکر حجاز میں آیا اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس باب میں گفتگو رہی لیکن انجام کار اور لوگوں نے
بیعت یزید سوا اشخاص مذکورۃ الذکر کے قبول کی لیکن معاویہ نے یزید سے بابت کہہ دی تھی کہ
عبدالرحمن سے ڈرتا رہنا اور ابن عمر ایک مرد پارسا ہے اور امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ سے پاس
قرابت رسولؐ ہے اُن سے درگذر کرنا اور ابن زبیر اگر تیرے ہاتھ لگے اس سے درگذر نہ کرنا بیان ۵۷ھ
اور ۵۸ھ ہجری درمیان اس سال کے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر رضی اللہ
عنہ نے وفات پائی اور اُنکے بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر بھی اسی سال میں فوت ہوئے
بیان ۵۹ھ ہجری اس سال میں سعید بن العاص نے کہ بروز جنگ بدر ایک کافر کو قتل کیا تھا
سال اول ہجری میں ہوا تھا اور اُنکے والد عاص نے بروز جنگ ایک کافر کو قتل کیا تھا اور
اسی سال میں حطیہ نے کہ جسکا نام جرول بن مالک تھا وفات پائی وجہ تسمیہ اُنکی حطیہ بسبب
کوتاہی قد کی تھی اول یہ شخص مسلمان ہوا پھر مرتد ہو گیا پھر مسلمان ہوا اور اسی سال میں
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اور یہ اُن اشخاص سے ہیں جو دائم خدمت رسول مقبول صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم میں رہا کرتے تھے اور اُن سے احادیث کثیر مروی ہیں اور اُنکی روایت کو صحیح سمجھتے
ہیں بیان ۶۰ھ ساٹھ ہجری واضح کہ درمیان اس سال کے ماہ رجب میں معاویہ ابی سفیان نے
پائی وفات اور انتیس سال تین مہینہ ستائیس دن خلافت کی اور عمر اُنکی پچھتر برس اور بقول بعضی
ستر برس اور بعض کے نزدیک اور بھی روایت ہے پر ضحاک بن قیس نے اُنکی نماز جنازہ پڑھی کہ یزید بن معاویہ
اسوقت وہاں موجود نہ تھا حوارین میں کہ مضافات حمص سے ہے وہاں تھا پس حال وفات سے اُسکو آگاہ
کیا چنانچہ بعد دفن معاویہ کے اُسنے آنکر قبر پر نماز پڑھی بیان احوال معاویہ اپنے باپ ابی سفیان کے
ساتھ بروز فتح مکہ مسلمان ہوئے تھے منشی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کار کتابت کیا کرتے تھے حضرت عمر رضی
نے اپنی خلافت میں اُنکو عامل شام کا کر دیا چنانچہ چار برس اُنکے سامنے حاکم رہے اور حضرت عثمان رضی نے

اپنی مدت خلافت مین بھی قائم رکھا چنانچہ بارہ برس انکی خلافت سرداری کرتے رہے اور چار برس تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے محاربہ کرکے شام پر غالب آئے غرض بیالیس برس تک ملک شام کی سلطنت کی عادت کا یہ حال تھا کہ علیم اور استوار اور تیز فہم اور سیاست ملک خوب جانتے تھے اور علم اور غصہ کے غالب تھا اور سخاوت بھی بہت کرتے تھے اور اقربا سے سلوک بہت رکھتے تھے اخبار یزید واضح ہو کہ یزید بن معاویہ خلیفہ ثانی ہے بنی امیہ کا اور ماہ رجب سنہ ۶۰ ہجری مین جب یزید خلیفہ ہو چکا۔ اسوقت اپنے عامل جو مدینہ مین تھا یہ کہلا بھیجا کہ حسین بن علی اور عبداللہ بن زبیر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کو کہو کہ میری بیعت منظور کرین ابن عمر نے یہ جواب دیا کہ اگر اور لوگ یزید سے بیعت کر لینگے اسوقت کیا مضائقہ مین بھی موجود ہون اور حضرت امام حسین اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما دونوں بجانب مکہ معظمہ روانہ ہوئے اور بیعت یزید منظور نہ کی سنہ ۶۱ھ اور سنہ ۶۲ھ اور سنہ ۶۳ھ ہجری اس سال مین سب اہل مدینہ نے متفق ہو کر بیعت یزید کی چھوڑ دی اور اسکو نائب عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو مدینہ سے نکال دیا جب یہ حال یزید کو معلوم ہوا مسلم بن عقبہ کو بالشکر روانہ بجانب مدینہ طیبہ کیا اور حکم دیا کہ بعد جب مدینہ فتح ہو کر لشکر مین دینا حکم کر تین روز تک قتل عام جاری رہے اور غارت اموال اور امتاع رہے بعد ازان اصلاح ہو سب سے اقرار کرا لینا کہ ہم غلام اور تابعدار یزید کے ہین یہ اقرار لیکر انسے بیعت کرنا اور بعد از حصول فراغت بسمت مکہ جانا چنانچہ مسلم مذکور دس ہزار سوار اہالی شام کو ہمراہ لیکر مدینہ منورہ پر چڑھ گیا تمام مہاجرین و انصار مدینہ کے اس سے لڑے اور فضل بن عباس بن ربیعہ بن الحرث بن عبدالمطلب شہید ہوئے اور علی ہذا القیاس ایک جماعت اشرف و انصار سے محاربہ خوب واقع ہوا اور آخر الامر اہل مدینہ کو شکست ہوئی مسلم نے حسب الحکم یزید پلید کے تین روز تک قتل عام کیا اور دست غارت دراز اور یہ جنگ ستائیسوین ذی الحجہ سنہ ۶۳ھ کو واقع ہوئی غرضکہ مسلم نے باقی ماندگان مدینہ سے کہا کہ اقرار کرو کہ ہم سب یزید کے تابعدار اور غلام ہین پس جب یہانکی مہم سے انفراغ کلی حاصل ہوئی اسوقت بجانب مکہ روانہ ہوا بیان سنہ ۶۴ھ ہجری اور چونکہ مسلم مذکور مریض تھا قبل از پہونچنے مکہ معظمہ کے مر گیا اور اسکے قائم مقام امیر لشکر حصین بن نمیر السکونی ہوا یہ واقعہ درمیان ماہ محرم سنہ مذکور کے واقع ہوا۔ غرضکہ حصین اوپر مکہ معظمہ کے گیا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو چالیس دن تک محاصرہ کیا اور خانہ کعبہ کی بہت سی بے ادبی کی جب حصین کو معلوم ہوا کہ یزید مر گیا اسنے عبداللہ بن زبیر کو کہا کہ میری راے یہ تقاضا کرتی ہے کہ ہم اپنے مقتولین کے خون کا دعوی کرین اور اگر تم میرے پاس آؤ تو مین تمہاری بیعت اختیار کرون اور بجانب شام روانہ ہون عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے انکار کیا اور حصین بسمت ملک شام روانہ ہوا مگر بعد از روانگی حصین کے عبداللہ بن زبیر کو نہ متفق ہونے پر ندامت حاصل ہوئی اور جو لوگ بنی امیہ کے باقی ماندہ مدینہ مین رہگئے تھے وہ سب ہمراہ حصین کے بجانب ملک شام راہی ہوئے بیان مرگ یزید پلید بن معاویہ واضح ہو کہ یزید

بن معاویہ درمیان ایک قریہ کے مضافات حمص کے چودھویں تاریخ ربیع الاول ۶۴ سنہ چونسٹھ ہجری میں فوت ہوا
عمر انکی اڑتیس برس کی تھی اور خلافت تین برس چھ مہینے حلیہ اسکا گندم رنگ سفید چشم منہ پر داغ چیچک کے
داڑھی خوبصورت دراز قد انتیسرا معاویہ بن یزید واضح ہو کہ معاویہ بن یزید بن معاویہ تیسرا خلیفہ خاندان
بنی امیہ کا ہے جب یزید بن معاویہ فوت ہوا اسوقت لوگوں نے یزید کے بیٹے معاویہ کی بیعت اختیار کی یہ
شخص جوان اور ہوشیار تھا اسکی خلافت کل تین مہینے رہی اور بعضے کہتے ہیں کہ چالیس روز بعد اسکے
فوت ہوا عمر اسکی اکیس برس کی تھی اور آخر ایام زندگانی میں ایک دفعہ اسنے کہا کہ مجھ سے کار خلافت نہیں ہو سکتا اور
نہ کوئی شخص مجھکو مثل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے معلوم ہوتا ہے کہ اسکو میں خلیفہ مقرر کردوں اور نہ مثل اہل شوریٰ کے
کوئی ہے اسلیے تم سب کو اختیار ہے جسکو پسند کرو خلیفہ کرلو یہ کہکر اپنے گھر میں چلا گیا اور تا وقت وفات باہر نہ
آیا کہتے ہیں کہ اسنے بوقت مرگ یہ وصیت کردی تھی کہ ضحاک بن قیس تا قائم ہونے مقرر ہونے کسی کے لوگوں کو
نماز پڑھایا کرے **بیعت کرنا لوگوں کا عبد اللہ بن زبیر سے** جبکہ معاویہ بن یزید فوت ہوا اسوقت لوگوں
نے مکہ میں عبد اللہ بن زبیر کی بیعت کی اور مروان بن الحکم مدینہ میں تھا اسنے قصد کیا کہ مکہ میں جا کر عبد اللہ بن
زبیر کی بیعت کروں لیکن بیہودہ ہمراہ انکے جو لوگ بنی امیہ میں سے ملک شام کو جاتے تھے چلا گیا کہتے ہیں کہ ابن زبیر نے
اپنے عامل کو جو مدینہ منورہ میں تھا یہ لکھا کہ کوئی بنی امیہ میں سے وہاں رہنے نہ پاوے اگر ابن زبیر ہمراہ
حصین کے ملک شام کو چلا جاتا اور بنی امیہ سے سازش کرلیتا تو ابن زبیر کو خلافت مقرر ہوجاتی لیکن تقدیر سے
کچھ چارہ نہیں ہو سکتا جسوقت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی مکہ میں بیعت ہوگئی اور عبید اللہ بن زیاد
والی بصرہ ملک شام کو راہی ہوا اسوقت تمام اہل بصرہ نے ابن زبیر سے بیعت کرلی اور عراق و حجاز اور
یمن کے لوگ سب مطیع ہوگئے اور ضحاک بن قیس نے بھی عبد اللہ بن زبیر سے مخفی بیعت کرلی تھی اور حمص
میں نعمان بن بشیر انصاری نے بھی بیعت کی قریب تھا کہ تمام امر خلافت طرف عبد اللہ بن زبیر کے راجع
ہوجاوے اسلیے کہ یہ فرد زاہد اور پارسا اور شجاع تھے الا دو نقص بھی تھے ایک بخل دوسرے ضعیف الرائے
بیان اخبار بن الحکم واضح ہو کہ بنی امیہ کا چہارم خلیفہ مروان بن الحکم ہے یہ مروان ایام خلافت ابن زبیر میں ملک شام
پر قائم ہوا اور تمام بنی امیہ کا چہارم خلیفہ مروان بن الحکم ہے یہ مروان ایام خلافت بن الحکم کا ہوگیا اسوقت
مروان نے بجانب مصر خروج کیا اور پیشتر از روانگی اپنے کی عمرو بن سعید بن عاص کو روانہ کیا اسنے مصر میں داخل ہوکر
ابن زبیر کے عامل کو اخراج کیا اور باشندگان مصر نے مروان بن الحکم کی بیعت کی بعد تنظیم و تنسیق
مصر کے مروان بجانب دمشق آیا اور تا اختتام ۶۵ سنہ ہجری کے مروان بالاستقلال ملک شام اور مصر کا خلیفہ تھا
ابن زبیر درمیان عراق اور حجاز اور یمن کے خلیفہ تھے اور اسی سال میں ابن زبیر نے کعبہ معظمہ کو از سرنو تعمیر کیا
بیان ۶۵ سنہ ہجری وفات مروان سبب مروان بن الحکم کا یہ ہوا کہ اسکی زوجہ ام خالد بن یزید
بن معاویہ نے گلا اسکا گھونٹ ڈالا اور پکاری کہ ہائے میرا زوج مرگیا یہ واقعہ تیسری رمضان سنہ ۶۵

مذکور میں ہوا اور اسکو دمشق میں دفن کیا عمر اسکی تریسٹھ برس اور مدت خلافت نو مہینے اور اٹھارہ روز شمہ از
احوال مروان اسکے باپ کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اخراج فرمایا تھا وہ بجانب طائف چلا گیا حتی کہ خلافت
ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما تک وہین رہا مگر خلیفہ سوم عثمان رضی اللہ عنہ نے اسکو بلا لیا تھا اور یہ مروان وہی ہے جس نے طلحہ کو
بضرب تیر جنگ جمل میں شہید کیا بیان اخبار عبد الملک واضح ہو کہ عبد الملک پانچوین خلیفہ خلفا بنی امیہ کا
تیسری رمضان سنہ ۶۵ھ ہجری میں لوگوں نے اس سے بیعت کی اور خلافت اسکی ملک شام اور مصر میں مستقل ہوئی
خروج مختار ثقفی سنہ ۶۶ھ ہجری درمیان اس سال کے مختار نے شہر کوفہ سے بنابر انتقام خون سید الشہدا کے
خروج کیا اور ساتھ اسکے لوگ بہت شریک ہو گئے اور کوفہ پر غالب آیا اور بحکم کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور طلب انتقام خون امام ہمام پر بیعت کی اور مختار نے فقط قاتلین سید الشہدا سے محاربہ کیا اور کہا کہ شمر
ذی الجوشن کو میرے حوالہ کر دو یہان تک کہ اوپر اسکے فتح پائی اور قتل کیا اور خولی الاصبحی کے گھر کو جس نے
سر مبارک امام حسین علیہ السلام کا جسد مطہر سے جدا کیا تھا محاصرہ کیا اور بعد قتل اسکے گھر کو جلا دیا اور
عمر بن وقاص کو کہ جملہ مقاتلین سے تھا قتل کیا اور ابن عمر کو بھی اور دونوں کے سر محمد بن حنفیہ پاس کہ
حجاز میں تھے بھیجدیے اور یہ واقعہ ماہ ذی الحجہ سال مذکور میں گذرا تھا قتل عبید اللہ بن زیاد سنہ ۶۷ھ
ہجری نبوی صلعم اس سال میں درمیان ماہ محرم کے مختار مذکور نے لشکر آمادہ کیا واسطے جنگ
عبید اللہ بن زیاد کے کہ اوپر موصل کے تسلط رکھتا تھا اور ابراہیم بن اشتر نخعی کو اس لشکر کا سپہ سالار
مقرر کیا الغرض بوقت مقابلہ جانبین خوب جنگ واقع ہوئی اور ابن زیاد کے لوگ بھاگ گئے اور
عبید اللہ بن زیاد ابراہیم بن اشتر کے ہاتھ سے اسی معرکہ میں بعد وقوع جنگ عظیم کے مقتول ہوا
ابراہیم نے اسکا سر کاٹ کر ہمراہ اور سرون کے مختار پاس روانہ کر دیا اسطرح حق تعالی جل شانہ نے
انتقام امام ہمام کا بدست مختار اخذ کیا ہر چند کہ نیت مختار کی بخیر تھی لیکن یہ ظاہر کار نیک اس سے
سے ظہور میں آیا اور اسی سال میں ابن زبیر نے اپنے بھائی مصعب کو اوپر بصرہ کے حاکم مقرر کیا
مصعب نے مہلب بن ابی صفیرہ کو خراسان سے طلب کیا وہ فوج اور مال کثیر ہمراہ لیکر مصعب
پاس آیا اور دونوں متفق ہو کر کوفہ پر پہونچے اور مختار سے لڑے مختار کو بعد جنگ عظیم شکست حاصل
ہوئی اور کوفہ میں مختار کو محصور کیا وہ لیکن حالت محاصرہ میں بھی خوب لڑا یہانتک کہ مقتول ہوا
اور اسکے اعوان و انصار نے مکان خالی کر دیا مصعب نے سب کے سر یک قلم جدا کیے کہتے ہیں کہ اس
جنگ میں سات ہزار آدمی مقتول ہوئے مختار ماہ رمضان میں شہید ہوا عمر اسکی سترسٹھ برس اور
بقول بعض کے اور بعض کے نزدیک کمتر اور سوا اسکے اور بھی منقول ہے اور ابو بحر ضحاک بن
قیس بن معاویہ بن حصین بن عبادہ نے کوفہ میں وفات پائی یہ شخص تابعین سے بڑے رتبہ کا گذرا ہے
اور یہی ضحاک بن قیس مشہور بہ احنف تھا اور ہمراہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے جنگ صفین میں

حاضر ہوا اور جنگ جمل مین جانبین سے کسی سے شریک نہین ہوا بیان سنہ اڑسٹھ ہجری اس سال
عبداللہ بن عباس طائف مین عازم ملک بقا ہوئے اور محمد بن حنفیہ طائف مین رہا کیے یہانتک کہ
حجاج بن یوسف مکہ مین آیا اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہجرت سے تین برس پیشتر پیدا ہوے
تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکے لیے دعا فرمائی تھی کہ الٰہی خدا اسکو علم دین کا
فقیہ کر چنانچہ ایسے ہی عالم عدیم المثال ہوے کہ بسبب وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ اور
انکو بسبب کثرت علم حبر کہا کرتے تھے بیان سنہ اکہتر اور بہتر اور اکہتر ہجری وقتل مصعب واقع
ہوکہ درمیان ۷۱ھ ہجری کے عبدالملک نے سامان جنگ مہیا کرکے بجانب عراق کوچ کیا اور ادھر
مصعب نے بھی سامان جنگ کرکے اُسکا مقابلہ کیا جانبین سے محاربہ شروع ہوا الا افسوس کہ اہل عراق نے
عبدالملک سے خفیہ سازش کر لی تھی مصعب کو چھوڑ کر اُس سے جا ملے باوجود اُسکے مصعب خوب لڑے
آخرالامر شہید ہوے مع اپنے فرزند دلبند کے عمر اُنکی چھتیس برس کی تھی ماہ جمادی الاول سنہ مذکور مین
مصعب اور عبدالملک سے قبل از خلافت مصعب دوستی تھی اور مصعب کی دو زوجہ تھین ایک سکینہ بنت الحسین اور
دوسری عائشہ بنت طلحہ ان دونون سے ایک مرتبہ نکاح کیا تھا القصہ بعد اس واقعہ کے عبدالملک کوفہ
مین گیا اور وہان کے باشندون نے اسکی بیعت کی اور دونون عراق اُسکے زیر حکم ہوگئے بیان
سنہ بہتر ہجری اس سال مین عبدالملک مذکور نے حجاج بن یوسف ثقفی کو لشکر دیکر بجانب مکہ معظمہ
بارادۂ جنگ عبداللہ بن زبیر کے روانہ کیا چنانچہ حجاج مذکور ماہ جمادی الثانی سنہ مذکور مین بسمت
مکہ شریف راہی ہوا اور طائف مین درمیان اُسکے اور اصحاب ابن زبیر کے جنگ ہوئی اُسنے جملہ
اصحاب ابن زبیر پر حملہ کیا انجام کار ابن زبیر مکہ مین محصور رہے اور حجاج بن یوسف ابن زبیر کا محاصرہ
کیے رہا مگر ابن زبیر نے اپنے تئین سپرد کر دینے سے لڑنا بہتر اور مناسب جانا اور جمادی الاخر ۷۳ھ
مین شہید ہوے اور عمر اُنکی تہتر برس کی تھی اور پہلے فرزند ہین جو مہاجرین مین سے بعد ہجرت
متولد ہوے اور نو برس خلافت کی کہتے ہین کہ یہ شخص کثیرالعبادت تھے کہ چالیس برس اپنا بچھونا سے
چادر نہ اُتاری تھی اور اسی سال مین شہید ہوے ابن زبیر کے اہل حجاز اور یمن نے عبدالملک سے
بیعت کی اور سب نے اُسکی اطاعت منظور کی اور اسی سال عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما
مارے اور تمام سال محاصرہ رہا بیان قتل ابن زبیر ۷۳ھ ہجری اور حجاج بن یوسف ابن زبیر کا
فوت ہوے یہ واقعہ تین مہینے بعد شہید ہونے ابن زبیر سے وقوع مین آیا اور عمر انکی ستاسی
کی تھی بیان ۷۴ھ چوہتر ہجری اس سال مین حجاج نے کعبۃ اللہ کو منہدم کرکے جسطرح پر کہ زمانہ پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین تھا اُسی طور سے تعمیر کیا اور حجاج امیر حجاز مقرر ہوا بیان
سنہ پچہتر ہجری اس سال مین عبدالملک نے طرف حجاج کے ایک پروانہ درباب ولایت

عراق کے بھیجا کہ اُسکا بھی تم انتظار کرو چنانچہ وہ مدینہ سے کوفہ کو گیا اور زمانۂ حجاج مین ایک شخص مسمی بہ
شبیب خارجی پیدا ہوا اور اُسنے بہت لوگونکو اپنے ہمراہ جمع کرکے حجاج سے مقابلہ کیا بعد جنگ کثیر کے
مآل کار جمعیت شبیب خارجی مین تفرقہ پڑا اور وہ گھوڑے سے گر کے ایک نہر مین ڈوب گیا اور علی ہذا
القیاس اوپر حجاج کے عبدالرحمن بن اشعث نے خروج کیا اور سب جماعت کو شکست دیکر تقویت حاصل کی
اور عبدالملک نے حجاج کو لشکر شام سے امداد اور کمک بھی پہنچائی تاکہ عبدالرحمن کو شکست ہوئی اور سپاہ اُسکی متفرق
ہوئی اور ہزیمت پاکر بادشاہ ترک پاس چلا گیا حجاج ایک ایلچی واسطے طلب عبدالرحمن کے بادشاہ ترک
پاس بھیجدیا اور کہدیا کہ اگر عبدالرحمن مذکور کے سپرد کرنے مین کچھ تاخیر عمل مین آویگی تجھسے فوراً عام
اُسطرف کا جان لینا ہو و استماع اس سخن کے بادشاہ ترکستان نے عبدالرحمن کو مع اسکے چالیس ہمراہیون کے
گرفتار کرکے حجاج پاس بھیجدیا مگر عبدالرحمن نے درمیان ایک منزل کے ایک مکان مرتفع سے اپنے تئین
گرا کر ہلاک کیا **بیان** سنہ چھہتر اور ستتر اور اٹھتر اور اناسی اور اکاسی ہجری اس سال مین
مہلب بن ابی صفرۃ الازدی نے وفات پائی یہ شخص انکی دلاوری مشہور تھی اور انکو حجاج نے والی
خراسان کر دیا اور مہلب مذکور مرو الروذ مین کہ نام ایک جگہ کا ہے فوت ہوا اور یزید بن المہلب کو
خلیفہ اپنا چھوڑا بوقت مرگ مہلب نے اپنی اولاد کو بلا کر ایک دستہ تیرون کا دیا اور کہا کہ تم ان تیرونکو
مجتمع توڑ سکتے ہو انھون نے کہا کہ نہین پھر پوچھا کہ ایک ایک توڑ سکتے ہو انھون نے جواب دیا کہ البتہ کہا کہ
بس یہی حال تمہارا ہے یعنے اگر تم متفق رہوگے کوئی اوپر تمہارے غالب نہوسکیگا اور اگر متفرق ہوجاؤگے
تو ہلاک ہوگے بیان سنہ بیاسی ہجری اور اسی سال مین خالد بن یزید بن معاویہ نے بھی وفات پائی
یہ شخص بنی امیہ مین سخاوت و فصاحت اور عقلمندی مشہور تھا بیان سنہ تراسی ہجری اور اس سال
مین حجاج نے ایک شہر مسمی بہ واسط آباد کیا **بیان** سنہ چوراسی اور پچاسی ہجری اور
سنہ پچاسی مین عبدالعزیز بن مروان نے وفات پائی عمر اُسکی سات برس کی تھی مصر مین فوت ہوا سنہ ۸۶ھ
درمیان ماہ شوال اسی سال کے عبدالملک بن مروان نے وفات پائی عمر اُسکی سات برس کی تھی اور مدت
خلافت اُسکی تیرہ برس چار مہینے سات دن کم ہے اور اُسکو منہ بدبو آیا کرتی تھی اور بسبب صفت بخل کے
اُسکو رشح الحجر بھی کہا کرتے تھے یہ شخص بڑا مضبوط اور عاقل اور فقیہ اور عالم دیندار تھا جب خلیفہ ہوا
صحبت دنیا نے سب بھلا دیا اور دینداری جاتی رہی اور بدل گیا اور ہی کچھ ہوگیا **بیان خلافت**
ولید بن عبدالملک واضح ہو کہ یہ چھٹا خلیفہ بنی امیہ کا ہے بعد مرنے کے عبدالملک کے ولید کو لوگون نے
بیعت کی نصف ماہ شوال ۸۶ ہجری مین بسبب ایفا اُس عہد کے کہ اُسکے باپ سے ہوگیا تھا اور
اسکو تعمیر مکانات کا بہت شوق تھا اور سب کام اُسکے مستحکم اور مضبوط اور اُسکے ایام خلافت مین اکثر بلاد و
امصار مفتوح ہوئے ازانجملہ جزیرہ اندلس اور ماوراء النہر اور اسی کے ایام خلافت مین خراسان اور

عراقین کا حجاج والی ہوا اور خط کتابت اطراف میں جاری ہوئی اور مسلمہ بن عبد الملک نے بلاد روم میں خط
وکتابت کر کے انکو فتح کیا اور لوگوں کو مقید کیا اور محمد بن قاسم ثقفی نے بلاد ہند کو فتح کیا اور درمیان اسی سال کے
مذکور نے اپنے چچا کے بیٹے عمر بن عبد العزیز کو والی مدینہ مقرر کر کے روانہ کیا وہ مدینہ میں جا کر اپنے دادا مروان کے
مکانوں میں فروکش ہوا اور دس فقیہ مدینہ کو جمع کیے وہ لوگ یہ ہیں عروہ بن الزبیر بن العوام اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ
بن مسعود اور ابو بکر بن عبد الرحمن اور ابو بکر بن سلیمان اور سلیمان بن یسار اور قاسم بن محمد بن ابو بکر الصدیق اور سالم
بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر رض اور عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ اور
خارجہ بن زید بن ثابت ان سب کو بلا کر عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ کوئی امر اور کسی بات کا
فیصلہ بدون تمہاری رائے کے نہ کیا کروں اور جب تمکو میری طرف سے کسی امر میں ظلم اور جور معلوم ہو وہ مجھکو
جتا دینا سب نے یہ رائے پسند کی بیان سنہ اٹھاسی اور اٹھاسی ہجری اس سال میں ولید نے عمر ابن عبد العزیز
کو حکم دیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد اور گرد کو ڈھا کر ایک مسجد کلاں سو گز کی مربع طیار کرو
اور ان بیوت کی قیمت بیت المال میں سے جمع کر دینا چاہیے چنانچہ سب اہل مدینہ راضی ہوئے اور معمار اور
مزدور عمارت مسجد کے لیے ولید پاس حاضر ہوئے اور عمر ابن عبد العزیز اس امر سے علیحدہ ہو گیا اور اسی سال
اٹھاسی ہجری میں ولید مذکور نے مسجد جامع دمشق کی تعمیر شروع کی اور اسکی تعمیر میں زر خطیر صرف کیا بیان
سنہ نواسی سے ترانوے تک اس سال میں ولید نے عمر بن عبد العزیز کو مدینہ سے معزول کیا ۹۴ سنہ ہجری
اس سال میں حجاج نے سعید بن جبیر کو قتل کیا اس سبب سے کہ سعید حجاج کی اطاعت چھوڑ کر عبد الرحمن
بن اشعث کا تابع ہوا وہ حجاج سے خائف ہو کر مکہ معظمہ میں مقیم ہوئے چنانچہ حجاج نے ولید کو لکھا کہ جو لوگ بھاگ کر
مکہ میں جا رہے ہیں انکو میرے پاس روانہ کرو چنانچہ ولید نے حسب الایماء اسکے اپنے عامل مکہ کو جو خالد بن عبد اللہ
القسری تھا یہ حکم صادر کیا کہ جن لوگوں کو حجاج نے طلب کیا ہے جلد انکے پاس کر دے روانہ اس نے لوگوں کو
اسکے پاس بھیج دیا حجاج نے سعید بن جبیر کا سر تن سے جدا کیا سعید بن جبیر بڑے عالم تھے تابعین میں اور علم
عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے لیا تھا اور علم میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے اور اسی سال میں
سعید بن المسیب جو تابعین میں فقہائے کبیر سے شمار کیے جاتے تھے فوت ہوئے وہ بھی اسی سال میں اور
کہتے ہیں کہ سنہ چورانوے میں علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب نے جو معروف ہیں امام زین العابدین سے مدینہ
میں وفات پائی اور بقیع میں مدفون ہوئے عمر شریف انکی اٹھاون برس کی تھی بیان ۹۵ سنہ پچانوے
درمیان اس سال کے حجاج بن یوسف ثقفی والی عراقین اور فوت ہوا اسکی عمر چون برس کی تھی
اور بیس برس تک حاکم عراق رہا کہتے ہیں کہ حجاج صغیر العینین پست آواز فصیح الکلام تھا اور
منقول ہے کہ مقتولین از دست حجاج ایک لاکھ چوبیس ہزار آدمی تھے وفات ولید بن عبد الملک سنہ چھیانوے
ہجری واضح ہو کہ ماہ جمادی الآخر سنہ مذکور میں ولید بن عبد الملک بن مروان فوت ہوا مدت خلافت ولید

عبد الملک نو برس سات مہینے تھی اور دمشق کے چھوٹے دروازہ کے باہر مدفون ہوا۔ اور عمر بن عبد العزیز
اسکے چچا کے بیٹے نے اسپر نماز پڑھی عمر اسکی بیالیس برس چھ مہینے کی تھی ہمیشہ علل نزلہ ناک مین پانی جاری رہتا تھا
اور بیٹے اسکے اٹھارہ تھے اور ولید نے تعمیر مسجد دمشق کیلیے اکثر کاریگر بلاد روم اور تمام بلاد اسلام سے طلب کیے تھے اس مسجد کے
پہلو مین ایک کنیسہ تھا اسکو منہدم کرکے مسجد مین شامل کر لیا تھا اور باپ اسکا عبد الملک بہت فصیح اللسان تھا اپنے بیٹے
ولید کی لکنت زبان کے سبب کہا کرتا تھا کہ لائق ملک عرب حکومت نہین ہے بیان خلافت سلیمان بن عبد الملک یہ
ساتوان خلیفہ خلفای بنی امیہ کا ہے جب اسکا بھائی ولید مر گیا اسوقت لوگون نے اسکی بیعت خلافت جمادی الآخر
سنہ ۹۶ ہجری اختیار کی اور سلیمان بوقت وفات ولید شہر رملہ مین تھا جب اسنے خبر وفات اپنے بھائی ولید کی پائی بعد سات
دن کے وہ دمشق مین آیا اور اہل دمشق سے بخصائل پسندیدہ پیش آیا اور بکثرت ظلم کو محو اور مرتفع کیا اور اپنے
چچا کے بیٹے عمر بن عبد العزیز کو وزیر اور مشیر اپنا مقرر کیا اور اسی سال مین مسلمہ بن عبد الملک نے بلاد روم پر غزا
اور جہاد کیا بیان سنہ ستانوے اور اٹھانوے ہجری درمیان اس سال کے سلیمان بن عبد الملک نے لشکر کو
واسطے جنگ قسطنطنیہ کے خروج کیا اور مسلمہ اہل قسطنطنیہ پر زور دیتے پڑا رہا یہانتک کہ خبر آئی سلیمان مر گیا اور
اسی سال مین یزید بن مہلب بن ابی صفرہ والی خراسان نے کہ سلیمان بن عبد الملک کی طرف سے والی تھا
جرجان اور طبرستان کو فتح کیا وفات سلیمان بن عبد الملک سنہ ۹۹ ہجری اس سال مین درمیان
ماہ صفر کے سلیمان بن عبد الملک نے وفات پائی دو برس آٹھ مہینے خلافت کی عمر اسکی پینتالیس برس کی تھی
گندم رنگ خوبصورت نیک سیرت مائل بنسوان تھا بیان خلافت عمر بن عبد العزیز واضح ہو کہ عمر بن
عبد العزیز بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف یہ شخص آٹھوان خلیفہ خلفای بنی امیہ
سے ہے والدہ عمر بن عبد العزیز کی ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی ہے اسکی
خلافت کے لیے سلیمان بن عبد العزیز نے حالت مرض شدید مین وصیت کی تھی جب وہ مر گیا اسوقت منابر
کیا کرتے تھے جب عمر خلیفہ ہوا اسنے یہ رسم بد موقوف کر دی [illegible] خطبہ مین خلیفہ [illegible] اور لوگون نے اسکی
بیعت کی بیان موقوف کرنے سب علی مرتضیٰ کا واضح ہو کہ جمیع خلفای امیہ سب علی مرتضیٰ تا ایام دولت سلیمان بن عبد الملک
منابر کیا کرتے تھے جب عمر خلیفہ ہوا اسنے یہ رسم بد موقوف کر دی اور اپنے تمام نائبون کو جا بجا لکھا کہ اسکا حکم
بہت باز آوین اور موقوف کردین چنانچہ بروز جمعہ خطبہ پڑھا اور آخر خطبہ یہ آیت پڑھی اِنَّ اللہَ یَاْمُرُ
بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ یعنے
اللہ تعالی حکم کرتا ہے ساتھ انصاف کے اور احسان کے اور ساتھ دینے حق رشتہ دارون کے اور ادائے حقوق
کے اور منع کرتا ہے بے حیائی اور برے کام اور ظلم و ستم سے نصیحت کرتا ہے کہ تم یاد رکھو اسی
روز سے سب علی مرتضیٰ موقوف ہو گئی اور سب خطیبون نے اس آیت کا پڑھنا خطبہ مین مقرر کیا
اور باعث صدور اس امر نیک اور کار خیر کے کثیر بن عبد الرحمن اخزاعی نے اس خلیفہ کی مدح

کی ہے بیان سنہ ۱۰۱ اور ایکسو ایک ہجری اور وفات عمر بن العزیز پوشیدہ نہ رہے کہ درمیان سنہ ۱۰۱ ہجری کے عمر بن عبدالعزیز پچیسوین تاریخ ماہ رجب دن جمعہ کے آخر مین فوت ہوا اور دیر سمعان مین مدفون ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ دیر سمعان ہی مین انتقال ہوا اور وہین مدفون ہوا قاضی جمال الدین بن واصل مولف تاریخ ابو الفداء لکھتا ہے کہ ظاہر میرے نزدیک دیر سمعان معروف یہ دیر نقیرہ ہے یہ کہ مضافات معرۃ النعمان سے ہے قبر اسکی وہان مشہور ہے اور اکثر ناقلین بیان کرتے ہین کہ یہ شخص زہر دیا گیا تھا بسبب اسکے کہ بنی امیہ نے یہ خیال کیا کہ اگر یہ شخص مدت دراز تک زندہ رہا رہے ہاتھ سے بالکل سلطنت گئی اس لیے کہ بعد اپنے جسکو لائق خلافت جانیگا اسکو ولیعہد مقرر کریگا اسواسطے لوگون نے اسکو شربت مین زہر پلا دیا پیدائش اسکی بموجب ایک قول کے مصر ہے سنہ ۶۱ اکسٹھ مین خلافت کل دو برس پانچ مہینے کی عمر اسکی چالیس برس چند ماہ کی ہوئی تھی سیرت نیک سار رکھتا تھا اور تابع خلفائے راشدین کا تھا بیان خلافت یزید بن عبدالملک مخفی اور محتجب نرہے کہ یزید بن عبدالملک بن مروان بن ابی الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبدالشمس بن عبدمناف نوان خلیفہ خلفائے بنی امیہ سے ہے اور مان اسکی عاتکہ بنت یزید بن معاویہ بن ابی سفیان اور ایام خلافت یزید بن عبدالملک مین یزید بن مہلب بن ابی صفرہ نے خروج کیا اس سے بہت لوگ متفق ہو گئے تھے یزید نے اپنے بھائی مسلمہ کو واسطے جنگ کے روانہ کیا چنانچہ اسنے حرب کی اور یزید بن مہلب اور تمام اولاد مہلب بن ابی صفرہ کو ہلاک کیا یہ لوگ بہ کرم و شجاعت مشہور ہین بیان سنہ ۱۰۲ ہجری اس سال مین عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود ایک فقیہ فقہائے سبعہ سے جو مدینے مین تھے فوت ہوا یہ عبیداللہ برادر زادہ عبداللہ بن مسعود صحابی کا ہے اور بیان فقہائے سبعہ علی سبیل الترتیب یون ہے اول عبیداللہ بڑا عالم علمائے تابعین سے ہے اور اسنے بہت صحابہ کرام سے ملاقات کی ہے ثانی عروہ بن الزبیر بن العوام بن خویلد القرشی اور والدہ عروہ کی اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ ہے یہ فقیہ بھائی عبداللہ بن زبیر کا ہے اور اسنے درمیان سنہ ۹۴ اور بقول بعض چورانوے مین وفات پائی پیدائش اسکی سنہ ۲۲ ہجری مین ہوئی تھی ثالث قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما ہین یہ فاضل اپنے زمانہ مین سب سے افضل تھے رابع سعید بن المسیب قرشی تھا یہ علم حدیث اور فقہ کے جامع ہے اور زاہد اور عابد دو برس خلافت رضی اللہ عنہ سے گذر رہے تھے کہ تولد انکا ہوا اور سنہ ۹۱ یا ۹۴ یا ۹۵ ہجری مین علی اختلاف الروایات وفات پائی خامس سلیمان بن یسار مولائی حضرت میمونہ زوجہ مطہرہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہین اور اکثر روایت ابن عباس اور ابی ہریرہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے کرتے ہین انھون نے سنہ ۱۰۷ ایک سو سات ہجری مین اور کچھ بھی بیان کرتے ہین وفات پائی عمر انکی تہتر برس کی تھی

سادس ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام بن المغیرہ المخزومی القرشی ہیں یہ انکی کنیت اور نام ایک ہے
یہ عالم سادات تابعین سے ہیں مشہور رہبر راہب قریش دادا انکا حارث بھائی ابوجہل بن ہشام تھا انھوں
نے ۹۴ھ ہجری میں وفات پائی اور خلافت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ میں پیدا ہوئے تھے سابع خارجہ
بن زید بن ثابت انصاری ہیں باپ انکا زید بن ثابت اکابر صحابہ میں مشہور تھا جنکی شان میں رسول خدا
نے ارشاد کیا تھا کہ زید علم فرائض کو سب سے زیادہ جانتا ہے خارجہ مذکور درمیان ۹۹ھ ہجری اور بقول
بعض ۱۰۰ھ ہجری میں فوت ہوئے مدینہ منورہ میں بہر تقدیر زمانہ عثمان بن عفان ادراک کیا تھا یہی ساتواں
فقیہ تھا مدینہ کے مشہور ہیں بیان وفات یزید سنہ ایکسو چار اور ایکسو
پانچ ہجری اس سال ذیقعدہ ایکسو پانچ میں تاریخ پچیسویں شعبان کو یزید بن عبدالملک نے وفات پائی
عمر اسکی چالیس برس کی تھی بعضے اور کچھ بھی بیان کرتے ہیں اور چار برس اور ایک مہینہ خلافت کی اور اپنے
بھائی ہشام کو اپنا ولیعہد کر دیا تھا بوقت مرگ اپنے بیٹے ولید بن یزید بن عبدالملک کی وصیت کی تھی
کہ بعد ہشام کے وہ خلیفہ ہووے اور یزید کے لشکر میں دو عورتیں تھیں کہ اسپر فریفتہ اور مبتلا تھا ایک کا نام حبابہ اور
دوسری کا سلامۃ القس چنانچہ ابن یزید نے حبابہ کے سترہ دن پیچھے مرگیا بیان خلافت ہشام بن عبدالملک

واضح ہو کہ یہ دسواں خلیفہ خلفاء بنی امیہ میں سے ہے عمر انکی بوقت خلیفہ ہونے کے چونتیس برس
کی تھی اور بوقت وفات یزید بن عبدالملک کے ہشام وہاں موجود نہ تھا اسکے پاس قاصد
گیا اور وہاں سے سوار ہو کر وارد دمشق ہوا بیان سنہ ایکسو چھ سے ایکسو دس تک اس
سال میں حسن بن الحسن بصری نے وفات پائی تولد انکا ایام خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں ہوا تھا اور یہ
مشاہیر تابعین سے ہیں اور انہیں برسوں میں محمد بن سیرین نے بھی انتقال کیا اور سیرین انکا باپ
انس بن مالک کے غلام تھے بعد ادا کرنے بدل کتابت کے آزاد ہو گئے تھے اور محمد بن سیرین نے بہت صحابہ سے
روایت رکھتا ہے ازانجملہ ابوہریرہ اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر وغیرہ رضی اللہ عنہم سے
اور نامور تابعین میں سے تھے اور فن تعبیر میں خوب دخل تھا بیان سنہ ایکسو گیارہ سے سنہ
ایکسو سولہ ہجری تک درمیان انہیں سنین کے امام محمد باقر بن زین العابدین بن حسین بن علی
بن ابی طالب رضی اللہ عنہم نے جہان سے انتقال فرمایا عمر شریف انکی بہتر سال وجہ تسمیہ انکا باقر بسبب
تبحر کے علوم میں تھا پیدائش انکی ستاون ہجری میں ہوئی جب حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے
اسوقت انکا سن شریف تین برس کا تھا وفات پائی انکی حمیمہ میں جو ایک شہر ہے واقع ہوئی اور
بعد وفات جنازہ انکا وہاں سے لیجا کر بقیع میں دفن کیا بیان سنہ ایکسو سترہ ہجری کے درمیان
اس سال کے اور بقول بعض ایکسو بیس میں نافع مولی عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ فوت
ہوئے مذکور اکابر تابعین سے گذرے ہیں عبداللہ بن عمر اور ابا سعید الخدری سے بہت کچھ سنا ہے اور

نافع الزہری اور مالک بن انس سے روایتین کی ہین اہل حدیث بیان کرتے ہین کہ امام شافعیؒ مالک بن
انسؒ سے روایت کرتے ہین اور وہ نافع سے اور نافع ابن عمرؓ سے بیان سنہ ایکسو اٹھارہ اور
ایکسو انیس ہجری اس سال مین مسلمانون نے ترکستان کے ملکون مین جنگ کی اور فتحیاب ہوے
اور اموال کثیرہ غنیمت لائے اور اکثر ترکون کو قتل کیا اور سلطان ترک کو بھی مار ڈالا اس جنگ مین
سپہ سالار مسلمانون کے اسد بن عبد اللہ القشیری تھا بیان سنہ ایکسو بیس ہجری اس سال مین ابو سعید
عبد اللہ بن کثیر نے جو کہ ایک قاری قراء سبعہ سے تھا انتقال کیا بیان سنہ ایکسو اکیس ہجری اس
سال مین مروان بن محمد بن مروان نے کہ جزیرہ و ارمینیہ پر حاکم تھا صاحب السریر کہ ہر سال ستر ہزار
راس بطور جزیہ ارسال کیا کرتا تھا انھین توقف کیا اسنے اُس سے محاربہ کیا اور اسی سال مین مسلمہ
بن عبد الملک نے بلاد روم کے قلعہ بزور شمشیر فتح کیے اور غنیمت بہت ہاتھ آئی اور انھین دنون مین نصر
بن سیار اوپر بلاد ماوراء النہر کے جہاد کیا اور ترکستان کے بادشاہ کو قتل کیا اور ہر دو مان فرغانہ کو
وہان جا کر اسیر و گرفتار کیا اور اسی سال مین اور بموجب قول بعض سنہ ۱۲۲ ہجری مین زید بن علی
بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم نے اوپر اہل کوفہ کے خروج فرمایا اور دعوت بہ
بیعت کی چنانچہ اکثرون نے اُن سے بیعت کی اور ان ایام مین والی کوفہ ہشام کی طرف سے یوسف بن عمر
الثقفی تھا اسنے لشکر جمع کر کے حضرت زید سے جنگ کی اتفاقاً ایک تیر پیشانی نورانی پر بزور تمام پہنچا
ہر چند لوگون نے اُنکو دوا لتفاسد مین لیجا کر تیر کھینچا لیکن اسی حال مین طائر روح اُنکا بروضہ رضوان
فوراً پرواز کر گیا جبکہ یوسف والی مصر کو یہ خبر پہنچی اسیوقت لاش مبارک منگوا کر اور سر تن مطہر سے
جدا کر کے ہشام بن عبد الملک پاس بھیجدیا اور جسد اطہر کو بالاے دار کھینچا اور تا حیات ہشام وہ جسم
عالیمقام اوپر دار کے لٹکا رہا جب ہشام مر گیا اور ولید خلیفہ ہوا اُسنے حکم دیا کہ اس لاش کو احراق کرو
اور ہنگام شہادت زیدؓ عمر شریف بیالیس برس کی تھی بیان سنہ ایکسو بائیس اس سال مین
ایاس بن معاویہ بن قرہ المزنی نے کہ [illegible] تھا اور ایام خلافت عمر بن عبد العزیز مین
قاضی بصرہ نے وفات پائی بیان سنہ ایکسو تئیس اور ایکسو چوبیس ہجری انھین دنون
مین اور بعضے کچھ اور بھی روایت کرتے ہین محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن شہاب القرشی نے وفات پائی عمر
اُنکی بہتر برس تھی مشہور بزہری منسوب ہے زہرہ بن کلاب سے زہری تابعین مین بڑے تھے دس صحابہ کرام
کو دیکھا تھا اور زہری سے اکثر ائمہ نے مثل مالک اور سفیان ثوری وغیرہ کے روایت کی ہے عادت زہری کی ایک
عادت یہ تھی کہ جب گھر مین بیٹھتے کتابونکو گرد اپنے رکھتے اور مطالعہ ہر کتاب مشغول ہوتے بیان سنہ ایکسو پچیس ہجری
وفات ہشام اس سال مین ہشام بن عبد الملک چھٹی تاریخ ربیع الاول کو فوت ہوا ایام خلافت انیس برس نو مہینے
کچھ اوپر بیماری ورم گلو کی تھی عمر پچپن برس کی رصافہ مین مدفون ہوا اپنے بعد کئی بیٹے چھوڑ از انجملہ ابو عبد الرحمن

کہ والی اندلس تھا جبکہ سلطنت بنی امیہ زائل ہو گئی تھی اور شہر رصافہ کو ہشام نے از سر نو آباد کیا تھا اسلیے آباد ہوا وہاں کی
بہت خوب تھی یہ شہر اسنے اسلیے آباد کیا تھا کہ خلفای بنی امیہ بخوف وبا صحرا مین بھاگ جایا کرتے تھے **بیان خلافت**
ولید بن یزید بن عبد الملک فتح ہوکے یہ گیارھوان خلیفہ خلفای بنی امیہ کا ہے بعد ہشام کے سنہ ۱۲۵ ہجری مذکور بروز
چہار شنبہ لوگون نے ولید سے بیعت کی لیکن ولید نے فسق و فجور آغاز کیا اور خراج اہل شام سے زیادہ طلب کیا
اور تاریخ ابن اثیر مین لکھا ہے کہ اسی سال ابن قاسم بن ابی برقاری نے وفات پائی **بیان سنہ ایک سو چھبیس ہجری**
مقتول شدن ولید بن یزید اسی سال یعنی ولید بن یزید بن عبد الملک نے خالد بن عبد اللہ القسری
یوسف بن عمر کے حوالہ کیا کہ عامل اسکی طرف سے اور امیر عراق کے تھا اسنے خالد کو بعد ایذا کے قتل کیا اور ولید بھی اسی
سال مقتول ہوا حال یہ ہے کہ یزید بن ولید بن عبد الملک نے ماہ جمادی الآخر سنہ ۱۲۶ مذکور مین بسبب کثرت عشق بازی
اور لہو و لعب و شرب خمر و ہم صحبتی فساق کے قتل کیا اور جانب ولید سے جو عبد الملک بن محمد بن حجاج دمشق تھا
وہ وبا کے خوف سے ایک دیہہ مین کہ مشہور بقطین تھا فرو کش ہوا اسلیے یزید بے خوف و خطر دمشق مین داخل ہوئے اور
لشکر اور رعیت بھی اسکے ہمراہ ہو گئی اسنے دو سو سوار واسطے گرفتار کرنے عبد الملک عامل ولید کے بجانب قطن
روانہ کیے انھون نے اسکو گرفتار کر لیا اور امان کا وعدہ کیا بعد ازان یزید نے لشکر ولید بن عبد الملک کی گرفتاری
کے لیے طیار کرکے روانہ کیا اور سپہ سالار اس لشکر کا عبد العزیز بن الحجاج بن عبد الملک تھا جب یزید بن
ولید نے دمشق مین عروج پکڑا اسوقت مین بعضے ولیدیون نے اسکو خبر دی کہ ولید مقام اغدف مین جو مضافات عمان سے
ہے قیام رکھتا ہے پس ولید چند ہمراہیون کو لیکر سوار ہوا اور داد جوانمردی دی اور خوب لڑا مگر ہمراہی اسکے سب بھاگ
گئے جب وہ تنہا رہگیا لاچار ایک مکان مین مخفی ہوکر دروازہ بند کر لیا پس لوگون نے اسکا محاصرہ کیا اور اسی مکان
مین اندر جاکر مار ڈالا اور سر کاٹ لائے اور یزید بن ولید پاس بھیج دیا یزید نے اپنے پدر ولید کا سر کٹا ہوا
جو دیکھا سجدہ شکر بجا لایا اور اس سر کو بالاے نیزہ رکھکر دمشق مین مشتہر کیا یہ شخص اٹھائیسون جمادی الآخر
سنہ ۱۲۶ مذکور مین مقتول ہوا اور اسنے ایک برس تین مہینے خلافت کی عمر اسکی چالیس برس کی تھی اور بعضے
اور کچھ بھی بیان کرتے ہین ولید جوانان بنی امیہ مین ظرفا مین شمار کیا جاتا تھا مگر مشرب خمر اور
لہو و لعب اور سماع اور غنا مین شب و روز منہمک تھا **بیان خلافت یزید بن ولید** معلوم ہوا کہ
بارھوان خلیفہ خلفای بنی امیہ کا یہ ہے اٹھائیسوین جمادی الآخر سنہ ۱۲۶ ہجری مین یزید الناقص متمکن مسند
خلافت ہوا اور وجہ تسمیہ اس یزید کا ناقص یہ تھا کہ عشر خراج مین جو ولید نے مقرر کیا تھا یزید نے اسکو
ناقص اور کم کر دیا تھا اور خراج ہشام کے وقت مین معین اور مقرر تھا ویسا بدستور سابق رہنے دیا
اسلیے اسکو یزید ناقص کہتے ہین جب ولید مقتول ہوا اور یزید مسند خلافت پر قائم - اسوقت اہل حمص نے
اسکے قتل سے خفے ہوکر اسکے بھائی عباس کے گھر پر چڑھائی کی اور سب مال و منال اسکا غارت کیا اور اسکی حرم کو بھی نکالدیا
اور قتل لشکر کا اور ارادہ کیا کہ یزید سے دمشق مین جاکر محاربہ کیا جبکہ استماع اس خبر کے یزید نے بھی ایک

لشکر آمادہ کرکے اُسکے مقابلہ کے لیے روانہ کیا اور مقابلہ فریقین کا ثنیۃ العقاب میں واقع ہوا اور جنگ
شدید عمل آئی مگر اہل حمص کو شکست ہوئی اور یزید ... اُنکو فرار آیا آخر انہوں نے بیعت کی بعد ازاں
باشندگان فلسطین نے اور عامل یزید مذکور کے تا ... اگر فلسطین سے نکال دیا اور یزید بن سلیمان بن عبد الملک کو
اپنا سردار گردانا اُسنے یزید ناقص کی لڑائی کے لیے سب کو فراہم کیا یزید کو جب یہ خبر پہنچی اُسنے ایک لشکر
لیکر کرد کو سلیمان بن ہشام بن عبد الملک کے ساتھ روانہ کیا اُسنے یہ مخالفت کھلی جمعیت مخالفین متفرق کردیا
پس ازاں سلیمان بن ہشام جانب طبریہ گیا اور اہل طبریہ سے بیعت بنام یزید ناقص اخذ کی بعد ازاں
یزید نے یوسف بن عمر کو عراق سے معزول کیا اور منصور بن جمہور کو وہاں کا عامل مقرر کیا اور عراق
اور خراسان کو فراہم کردیا اس سبب سے ... خراسان بھی ہوگیا ... یزید بن ولید نے منصور
بن جمہور کو عراق سے معزول کرکے اُسکی جگہ عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز کو مقرر کیا اور اسی ۱۲۶ ہجری
میں مروان بن محمد یزید سے منحرف ہوگیا اور اسی سال میں یزید ناقص نے ... ذی الحجہ کو
ارتحال عالم بقا کیا دمشق میں مدت خلافت پانچ مہینہ بارہ روز عمر اُسکی تیس برس کی تھی اور بعضے
کچھ اور بھی روایت کرتے ہیں حلیہ اُسکا اُسکا گندم رنگ طویل القامت ... جب
یزید بن ولید فوت ہوا بعد اُسکے اُسکا بھائی ابراہیم خلیفہ سیزدہم خلفائے بنی امیہ کا مسند نشین
خلافت ہوا مگر اُسکی خلافت نے رونق و استقرار نہ پایا کبھی امیر تصور کیا جاتا تھا اور گاہے
مثل رعایا اس طور پر چار مہینہ گذارے اور بعضے کہتے ہیں کہ ستر روز خلافت غیر مستقلہ کی بیان
۱۲۷ ہجری اور اسی سال میں عبد الرحمن بن القاسم بن محمد بن ابو بکر الصدیق رضی اللہ
عنہ نے وفات پائی اور اسی سال میں عبد الرحمن ... مروان بن محمد بن مروان بن الحکم امیر جزیرہ نے شام کا
قصد کیا تاکہ ابراہیم بن ولید کو خلافت سے معزول کرے جب وہ قنسرین میں پہنچا سب وہاں کے
باشندے اُس سے متفق ہوگئے جب مروان قریب دمشق آگیا اسوقت ابراہیم نے مقابلہ اُسکا ایک
لشکر ہمراہ سلیمان بن ہشام بن عبد الملک کے روانہ کیا جمعیت ایک لاکھ بیس ہزار آدمی اور مروان
ہمراہ سلیمان بن ہشام بن عبد الملک کے روانہ کیا جمعیت ایک لاکھ بیس ہزار آدمی اور
مروان بن محمد لشکر میں فقط اسی ہزار جوان تھے اول روز سے تا وقت عصر خوب جنگ رہی
اور بہت آدمی جانبین کے کام آئے مگر لشکر ابراہیم کو شکست ہوئی اور سپہ سالار لشکر سلیمان بن ہشام
بجانب دمشق بھاگ گیا اور ابراہیم سے جا ملا دونوں نے متفق ہوکر دونوں بیٹے ولید بن یزید کو جو قید میں
تھے مار ڈالا پھر ابراہیم وہاں سے بھاگ کر روپوش ہوگیا اور سلیمان بن ہشام نے اور بیت المال کے
قفل توڑ کر خوب غارت کیا اور اپنے ہمراہیوں اور سپاہ پر تقسیم کرکے دمشق سے باہر آیا بیان
خلافت مروان بن محمد کہ خلیفہ چہاردہم سب سے پچھلا امیہ کا ہے اور دربیان ۱۳۲ ہجری کے

ابراہیم بن ولید اور سلیمان بن ہشام کو طلب کیا انھون نے مروان سے عرض کیا کہ اگر ہماری جان بخشئے تو ہم حاضر
ہون چنانچہ انکو اذن دیا گیا اور حاضر ہو کر مروان کی بیعت کی اور اسی سال مین اہل حمص مروان سے پھر گئے چنانچہ
مروان خراسان سے حمص کو گیا اور بعد از جنگ بسیار اسکو فتح کیا کہ اسی اثنا مین خبر آئی کہ اہل غوطہ بھی سرکش
ہوگئے ہین اور یزید بن خالد کو اپنا متولی کر لیا ہے اور اہل دمشق کو محصور اسلیے مروان نے دس ہزار سوار جنکا سرگروہ تھا ابو
الورد اور عمرو بن الصباح کے ساتھ انکے بھیجے ان دونون نے دمشق مین جاکر باشندگان غوطہ پر حملہ کیا اور ظفریاب
ہوئے اور مال بہت ہاتھ آیا اس بات کو کچھ عرصہ نہ گزرا تھا کہ اہل فلسطین جادۂ اطاعت سے منحرف ہوگئے اور
انکا ثابت بن نعیم سردار مقرر ہوا جب مروان نے صورت حال اسکی پر معلوم کی تو ابو الورد کو لکھا کہ طرف فلسطین کے
روانہ ہو چنانچہ اسنے اہل تدمریہ کو شکست دیکر ادہر فلسطین کے حملہ کیا اور ثابت بن نعیم کو شکست دیکر بھگا دیا اور معاون
اُسکے سب بھاگ گئے بعد ازان مروان قرقیسیا مین گیا اس جگہ سلیمان بن ہشام بن عبد الملک نے مروان سے
بغاوت اختیار کی اور ستر ہزار آدمی اہل شام کے اور ایک لشکر قنسرین کا اپنے ہمراہ لیکر مستعد جنگ ہوا غرضکہ
فیمابین جنگ عظیم واقع ہوئی اور سلیمان بن ہشام کو شکست ہوئی کہ تیس ہزار آدمی سے زیادہ اسکے لشکر کے
مقتول اور باقی مفرور ہوے پھر بقیۃ السیف نے مجتمع ہوکر دوبارہ مروان سے مقابلہ کیا اور شکست پائی پھر
اہل حمص مروان سے باغی ہوگئے چنانچہ مدت دراز تک مروان انکا محاصرہ کیے رہا آخر کو امان چاہی اور
سلیمان کی طرف سے جو حاکم تھا اُسکو مروان کے سپرد کر دیا اور اسی سال مین محمد بن واسع الازدی زاہد نے
انتقال کیا اور عبد الصمد بن اسحق جو عبد الشمس کے اخبار سے تھا اور کنیت ابو بحر اور علم نحو اور لغت مین
امام وقت تھا فوت ہوا کہتے ہین سبب یہ شخص فرزدق شاعر کو نسبت بخطا اور غلطی کرتا تھا اور اسکی ہجو لکھی تھی
بیان سنہ ایکسو اٹھائیس ہجری کا اس سال مین مروان بن محمد نے یزید بن ہبیرہ کو بجانب عراق
واسطے مقابلہ خوارج روانہ کیا اور اسی سال مین عاصم بن ابی النجود کہ قراء سے تھے فوت ہوئے بیان
سنہ ۱۲۹ ہجری کا اس سال مین بنی العباس نے خراسان مین لوگون کو جمع کرنا شروع
کیا اور ابراہیم نے ابو مسلم کو خراسان سے طلب کیا وہ اسکی طرف روانہ ہوا تھا کہ ابراہیم نے بدست
ایک قاصد کے منع کر بھیجا کہ تو اپنے کام مین مشغول رہ مگر جو کہ تیرے پاس ہے ہمراہ مسمی قحطبہ کے ادھر
روانہ کر دے اُس نے جسقدر مال کہ اسکے پاس تھا بھیج دیا اور آپ خراسان مین چلا آیا اور مرو کے متصل جا
اظہار دعوت بنی العباس کیا یعنے لوگون سے کہا کہ بنی العباس دعوی خلافت رکھتے ہین سب نے قبول کیا
اور درمیان ابو مسلم اور نصر بن سیار امیر خراسان کے جو بنی امیہ کی طرف سے تھا اکثر مکاتبت جھگڑا ہائے طویل سے
ہوا کرتے تھے اور اسی اثنا مین ابو مسلم نے بعض عمال نصر بن سیار کو جو بلاد خراسان پر حکومت رکھتے تھے قتل کیا
اور مال و اسباب انکا لوٹ لیا ابو مسلم باشندگان خطوئیہ سے ہے جو کہ سواد کوفہ سے ہے مشہور تھا بیان سنہ ۱۳۰ھ
اس سال مین ابو مسلم شہر مرو مین داخل ہوا اور نصر بن سیار مرو سے بھاگ گیا اور اسی سال مین اور

کہتے ہین کہ سنہ ۱۳۰ھ مین ربیعہ الرائے بن فروخ فقیہ ساکن مدینہ طیبہ فوت ہوے انھون نے اکثر صحابہ سے ملاقات کی ہے **بیان سنہ ایکسو اکتیس ہجری** اسی سال مین نصر بن سیار مرو اور میان ساوہ قریب رے کے وفات پائی عمر اسکی پچاس برس کی تھی اور اسی سال مین ابو حذیفہ واصل بن عطا معتزل ہوا فوت اسکی پیدائش سنہ ۸۰ ہجری کی ہے اُس نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے اخذ علم کیا تھا الا اس مسئلہ مین مخالف مذہب اپنے اُستاد کے تھا کہ اصحاب کبائر مطلقہً نہ مسلمان ہین نہ کافر اسلیے وہ اور اُسکے تبع مشہور معتزلہ ہین واصل عطا قوم کا حلاج نہ تھا بلکہ سوت کاتنے والیون کو نوکر رکھتا تھا اور اسی سال مین مالک بن دینار جو ایک موالی اسامہ بن لوی القرشی سے تھا فوت ہوا یہ شخص عالم و زاہد مشہور تھا **بیان سنہ ایکسو بتیس ہجری** اس سال مین قحطبہ بہت لشکر خراسان سے لیکر طالب یزید بن ہبیرہ امیر عراق کا ہوا مروان پچھلے خلیفہ بنی امیہ کی طرف سے عراق کا عامل تھا بوقت مقابلہ یزید بن ہبیرہ کو شکست ہوئی اور قحطبہ گم ہوگیا بعضے کہتے ہین ڈوب گیا اور بعضے کہتے ہین وہ مقتول ہوا بعد اُسکے بیٹا اُسکا حسن بن قحطبہ قائم مقام اپنے پدر کا ہوا اور اسی سال مین ابو العباس السفاح کی بیعت ہوئی نام اُسکا عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ہے، یہ شخص درمیان ماہ ربیع الاول اور بقول بعض ربیع الآخر کو فہ مین خلیفہ ہوا اور اپنے بھائی عیسے بن موسی بن محمد کو بجانب حسن بن قحطبہ روانہ کیا اور یحیی بن جعفر بن تمام بن عباس کو پاس حمید بن قحطبہ بھائی حسن کے درمیان مدائن روانہ کیا اور چند ماہ ابو العباس السفاح نے لشکر مین قیام کرکے کوچ کیا اور شہر ہاشمیہ مین فروکش ہوا یہ شہر ہاشمیہ کوفہ مین ہے **بیان اخبار مروان و قتل شدن** او واضح ہو کہ مروان بن محمد بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف اخیر خلیفہ ہے خلفای بنی امیہ کا اُسکو مروان الجعدی کہا کرتے تھے وہ خراسان مین تھا وہان بارادہ گرفتاری ابو عون عبدالملک بن یزید الازدی کے جو کہ بنی العباس کی جانب سے شہر اور پر غالب تھا چلا جب مقام زاب پر پہونچا وہان فروکش ہو کر ایک خندق کندہ کروائی کہ ساتھ اُسکی ایک لاکھ بیس ہزار جوان جنگی تھے اور دوسرے جانب سے ابو عون بھی شہر و رسے مع اپنی جمعیت کے بطرف زاب روانہ ہوا اور بعقب اُسکے ابو العباس السفاح بھی لشکری کر آیا اور اُس کے ہمراہ چند سپہ سالار تھے ازانجملہ مسلمہ بن محمد بن عبداللہ الطائی اور چچا سفاح کا عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس تھا مروان ایک جسر بالاے زاب بناکر طرف عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس کے عبور کیا اور عبداللہ بن علی بھی بجانب مروان متوجہ ہوا اور بجانب یمین ابو عون اور بجانب یسار ولید بن معاویہ بعد تقابل جانبین جنگ شروع ہوئی اور مروان کو بسبب دل بردا شتگی اور تناسل لشکر کے شکست ہوئی اور بھاگا حالت فرار مین اکثر آدمی غرق ہوے اور شکست مروان کو اوپر زاب کے ہفتہ کو گیارہوین جمادی الآخر سنہ ۱۳۲ ہجری مین ہوئی تھی بعد از شکست موصل مین آیا پھر وہان سے کوچ کرکے

حران مین آیا اور بیس روز اُس جگہ قیام کیا کہ اس اثنا مین لشکر سفاح کا آپہونچا مروان مع اسباب اور
اہلبیت اپنے کے بطرف مصر مفرور ہوا اور جب عبداللہ بن علی حران مین داخل ہوا اسوقت مروان حمص سے
بھاگ کر دمشق مین اور وہان سے فلسطین مین اور عبداللہ بن علی نے دمشق فتح کیا اور وہان سے کوچ کر کے
فلسطین مین آئے اور سب اصحاب مروان بھاگ گئے اور آنکھ مین ایک نیزہ مروان کی ایسی لگا کہ مر گیا
ایک انار فروش نے باشندہ گان کوفہ سے اُسکا سر کاٹ ڈالا مروان مذکور ستائیسوین تاریخ ۱۳۲ مذکور مین مقتول
ہوا اور دونون بیٹے اُسکے عبداللہ اور عبیداللہ بجانب حبشہ بھاگ گئے اہل حبشہ اُنسے خوب لڑے چنانچہ عبداللہ مقتول
ہوا اور تین بیٹیان مروان کی صالح بن عبداللہ بن عباس کے روبرو حاضر کی گئین ان کے باب مین حکم ہوا
کہ اُنکو بجانب حران روانہ کرو عمر مروان کی باسٹھ برس کی تھی اور مدت خلافت اسکی پانچ برس
نو مہینے پندرہ دن کنیت اُسکی ابا عبدالملک ہے ماں اُسکی ام ولد کرد یہ تھی حلیہ مروان سفید رنگ
بزرگ چشم کلان سر و ریش انبوہ ریش سفید باقی سیاہ بیان مقتولین بنی امیہ واضح ہو کہ سلیمان بن ہشام
بن عبدالملک کو سفاح نے حکم دیا مگر سدیف شاعر نے چند شعر در باب قتل اُسکے پڑھے وہ سنکر سفاح نے حکم دیا
کہ سلیمان کو مار ڈالو اور عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس پاس چند آدمی بنی امیہ مین سے قریب نوے
مجتمع ہو کر ہمراہ اُسکے سفرہ پر کھانا کھانے کو حاضر ہوے اسوقت شبل بن عبداللہ غلام بنی ہاشم
عبداللہ عم سفاح کے پاس حاضر ہوا اور چند بیتین اُنکے باب مین پڑھی عبداللہ نے حکم دیا کہ ان سبکو
مار ڈالو اور بنی امیہ کی قبرین اکھاڑ کر پھینک دو چنانچہ معاویہ بن ابی سفیان اور یزید بن معاویہ
اور عبدالملک بن مروان اور ہشام بن عبدالملک کی قبرین اکھاڑ کر پھینک دین اور اجسام اُنکے بعد
سولی دینے کے جلا دیے اور جسکو اولاد بنی امیہ سے پایا قتل کیا غرضکہ کوئی خلفای بنی امیہ سے باقی نرہا
بجز چند اطفال شیرخوار کے یا جو کوئی اندلس کی طرف بھاگ گیا تھا اور اسی طرح سلیمان بن علی
بن عبداللہ بن عباس نے بصرہ مین ایک جماعت بنی اُمیہ کو قتل کیا اور لاشین اُنکی راہ مین
ڈلوا دین کتون نے پھاڑ ڈالا اور جو کہ بنی اُمیہ سے رہ گیا تھا جب کہ اُسنے یہ حال دیکھا کسی جانب
کو بھاگ گیا اور جنگل مین روپوش ہو گیا وصل فضائل اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین منقول ہے
صحابہ سے واضح ہو کہ اکثر آیات اور احادیث فضائل اہلبیت مین وارد ہین کہ اُن سب کے لکھنے مین
طوالت کلام حاصل ہوتی ہے اسلیے چند آیات و احادیث اُنمین سے بطور تحریر لائی جاتی ہین اول آیات
قرآنی سے کہ شان اہلبیت مین نازل ہوئی ہین یہ ہے آیۃ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم
تطہیرا یعنی سوا اسکے نہین کہ چاہتا ہے خدا تعالی کہ لیجاوے تم سے پلیدی اے اہلبیت پیغمبر
اور پاک کرے تمکو حق پاک کرنے کا اکثر مفسرین اسطرف گئے ہین کہ یہ آیۃ نازل ہوئی شان مین حضرت
علی اور فاطمہ اور حسنین رضی اللہ عنہم کے اور بعض نے کہا ہے کہ ازواج کی شان مین ہے اس لیے

کہ بیت مین سکنا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھی ساتھ دلیل خطاب آیہ واذکرن ما یتلی فی بیوتکن سے کہ
شخصون کی شان مین ہے اور اہلبیت نسبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین جن لوگونپر صدقہ حرام ہے اور
اس باب مین بہت سی حدیثین وارد ہوئی ہین بعض کو ان مین صلاحیت ہے دلیل ثانی کی اور منقول ابن حجر
سے ہے حدیث اول منجملہ احادیث فضائل سے ہے بروایت احمد ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ یہ آیہ
کسی شخص کی شان مین نازل ہوئی تھی مگر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مرتضی علی وفاطمہ زہرا
اور حسنین رضی اللہ عنہم کے لیے اور ابن جریر نے مرفوعا بانہ لفظ روایت کیا ہے نزلت ہذہ الآیۃ فی خمسۃ
فی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفی علی وحسن وحسین وفاطمۃ اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے
اور روایت دیگر مین بعد از تطہیر اسکے یہ وارد ہوا ہے انا حرب لمن حاربہم وسلم لمن سالمہم
وعدو لمن عاداہم یعنے مین لڑنے والا ہون جو ان سے لڑے اور صلح کرنیوالا ہون جو انسی صلح
کرے اور دشمن ہون جو ان سے دشمنی کرے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ بقیہ دختران اور اقارب اور
ازواج اپنے کو ساتھ ان چار کے منضم کیا۔ آیہ دوسری آیات فضائل اہل بیت آیۃ ان اللہ وملائکتہ
الی آخرہ دلیل اسپر رکھتی ہے کہ صلوۃ اوپر اہلبیت کے مامور ہے اسلیے کہ حضرت رسول
مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو قائم مقام اپنے نفس کا کیا ہے جسوقت انکو تحت عبا لائے فرمایا
اللہم انہم منی وانا منہم فاجعل صلواتک ورحمتک ورضوانک ومغفرتک علی وعلیہم
یعنے الٰہی یہ سب مجھسے ہین اور مین ان سے پس کر صلوٰۃ اور رحمت اور مغفرت اور خوشنودی اپنا
اوپر میرے اور اوپر انکے اور امام فخر الدین رازی لکھتے ہین کہ اہلبیت رسول برابر رسول صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ہین پانچ چیز مین اول سلام مین فرمایا السلام علیک ایہا النبی اور حق
اہلبیت مین آیہ سلام علی الیاسین ثانی صلوۃ مین اوپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
اوپر اہلبیت آنحضرت کے تشہد مین ثالث طہارت مین رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
حق مین فرمایا طہ اور باب اہلبیت مین ویطہرکم تطہیرا رابع تحریم صدقہ مین اوپر رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خامس محبت مین قال اللہ تعالی فاتبعونی یحببکم اللہ۔ وقل لا اسئلکم
علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی آیہ چوتھی آیات فضائل اہلبیت سے آیہ وقفوہم انہم مسئولون
ہے یعنے عقائد اور اعمال انکے سے پوچھینگے۔ واسطے زیادتی توبیخ انکے کہ آیا حق موالات اور مواسات
اور دوستی کا جیسا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکی وصیت کی تھی بجا لائے تا انکے ثواب کو
پہنچین یا انکو ضائع کیا اور انکی بجا آوری اہمال کا عقاب اور وبال اعمال کی انکی طرف عاید
ہووے نقل ہے کہ یزید بن [illegible] ارقم سے پوچھا کہ اہلبیت حضرت رسالت کون ہین کہا اہل بیت وہ ہین
صدقہ اوپر انکے حرام ہے اور روایت کی ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے کہ وہ رسول خدا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بتحقیق چھوڑتا ہون مین درمیان تمھارے دو چیزین نفیس اگر انکے ساتھ متمسک ہوگے بعد میرے کبھی گمراہ نہوگے ایک ایک اُن دونون سے اعظم ہے اور وہ اک کتاب اللہ کی ہے ایک رسی کھنچی ہوئی زمین سے آسمان تک دوسری عترت اور میرے اہلبیت حکم انکا آپس سے نہ ہوگا اور جدا نہونگے اسوقت تک کہ وارد ہون میرے پاس اوپر حوض کوثر کے پس نظر کرو ان کو میرے بعد تعظیم و تکریم انکی کس طور بجا لاسکے تم اور ایک روایت مین آیا ہے کہ فرمایا چھوڑتا ہون مین تمھارے کتاب خدا اور اپنی سنت اور مراد سنت سے ہونٹ اطلاق شریف کی ہین اور احادیث مین کہ قرآن اُنکے ساتھ ناطق نہین ہوا اور امر اور نواہی سے قولا اور فعلا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صادر ہوا اگر مطلق سنت مراد لیوین تو سنت جسمین کتاب اللہ ہے ذکر اُس کا مستغنی ہے اور ماحصل کلام وہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ترغیب فرمائی ہے اپنی امت کو کہ پیروی قرآن و سنت اُن لوگونکو کہ انکو نسبت اہلبیت اور کتاب اللہ سے ہے اہلبیت سے متمسک ہوا اور مجموع ان احادیث سے پایا انکا قیامت مستفاد ہوتا ہے اور روایت طبرانی اور ابن ابی حاتم میں آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حرمات خدا تعالی تین ہین جسنے کہ محافظت ثلثہ اختیار کی محافظت اپنی دین اور دنیا کی بجا لایا اور جسنے کہ محافظت نہ کی محافظت دارین اپنے کی بجا نہ لایا کہا مین نے وہ کیا ہین فرمایا حرمت اسلام اور میری حرمت اور حرمت صلہ رحم میری کی۔ اور ابن سعد نے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مین اور میرے اہلبیت جنت مین ایک درخت ہین اور شاخین اُس درخت کی دنیا مین ہین لیس جو کوئی چاہے قرب اپنے پروردگار اپنے کا راہ خیر اور اطاعت اختیار کرے آیۂ پانچوین آیات فضائل اہلبیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قول حق تعالی کا آیۂ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا یعنے تم سب اے مہاجر اور انصار چنگل مار و ساتھ حبل اللہ کے کہ دین حق تعالی کا ہے یا عہد اُسکا یا قرآن یا متابعت رسول اُس کا جان یا اہلبیت جیسا کہ ثعلبی نے اپنی تفسیر مین امام جعفر صادق سے روایت کی ہے آیت چھٹی آیات فضائل اہلبیت کی اَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلٰى مَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ یعنے بلکہ حسد لیجاتے ہین اوپر ان لوگون کے کہ دیا اللہ نے اپنے فضل سے مراد ہے ناس اس آیہ مین اہلبیت ہین اور مراد اعطاء فضل سے نبوت اور کتاب اور نصیحت اور اعزاز دین ہے آیہ ساتوین آیات فضائل اہلبیت کی آیہ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ یعنے نہین اللہ تعالی کہ عذاب کرے انکو یعنی قریش کو حال آنکہ تو انمین ہو اور احادیث مین وارد ہوا ہے جیسے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امان اہل ارض ہین اہلبیت آنحضرت بھی امان اہل زمین ہین اور منجملہ احادیث وہ ایک جماعت ذی سند قوی روایت کی ہے کہ نجوم امان اہل سما ہین اور میرے اہلبیت امان میری امت کی اور بھی ایک روایت قوی مین وارد ہوا ہے کہ اہلبیت میری امان اہل ارض ہین جب وہ ہلاک ہونگے پہونچیگا اہل ارض کو آیات کہ اُسکے ساتھ موعود ہین اور طرق متعددہ کہ بعض انکے مقوی بعض ہین وارد ہوا ہے کہ مثل میرے اہلبیت کی درمیان تمھارے مثل کشتی نوح کے ہے جو کہ اوپر اُسکے سوار ہوا نجات پائی اور جسنے اُس سے تخلف و انحراف کیا ہلاک ہوا یا ڈوبا اور بعض نے علما سے کہا ہے احتمال رکھتا ہے کہ مراد اہلبیت سے کہ امان اہل زمین ہین اُنکے علما ہون اسلیے کہ انکے علما ہادی راہ ہین مثل نجوم کی جب نہ رہانگے مین کہ وہ معدوم اور مفقود ہو وین جو علامات کہ موعود اہل ارض ہین ظاہر ہو وین آیہ آٹھوین

فضائل اہلبیت سے آیہ انی لغفار لمن تاب و امن و عمل صالحا ثم اهتدی ہے یعنی تحقیق میں البتہ بخشنے والا ہوں
اُسکو جسنے کہ شرک سے توبہ کی اور ایمان لایا اور پرہیز سے اور نیک کام کیے پھر راہ راست پائی آٹھویں
آیات فضائل اہلبیت سے آیہ فمن حاجک فیه من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم
و نساءنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنة اللہ علی الکذبین یعنی پس جو کوئی جھگڑا اور حجادلہ اور خصومت
کرے ساتھ اے محمد درباب عیسیٰ پیچھے آنے اور حاصل ہونے اسکے علم سے تجھکو کہ وہ بندہ اور رسول ہے پس کہہ آؤ بلاویں ہم
اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں کو اور عورتیں اپنی اور عورتیں تمہاری کو اور آپ نزدیک اوں اور تمہارے نزدیک کو پھر مباہلہ کریں
ہم پس گردانیں ہم لعنت خدا کی اوپر دروغ گویوں کے یعنی نفرین کریں ہم اوپر اہل کذب کے تفسیر جامع البیان
میں لایا ہے مراد بانفسنا رسول اللہ صلی اللہ و الہ وسلم اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں اپنے حضرت
علی مرتضیٰ کو نفس اپنا پڑھا ہے اور مراد بابنائنا حسنین رضی اللہ عنہما ہیں اور مراد بنسائنا سے حضرت فاطمہ زہرا
رضی اللہ عنہا پس بیان سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں یہی مراد ہیں اور یہی معلوم ہوا کہ اولاد علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما
اور اُنکے ذریت فرزند پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ آلہ و سلم ہیں اور ساتھ آنحضرت کے نسب میں نسبت نامہ رکھتے ہیں دنیا
اور آخرت میں واسطے تتمیم فائدہ کے ایک حدیث بھی ذکر کرتے ہیں ہم صحت سے پہنچا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم اسوقت اوپر منبر کے تھے فرمایا کیا ہے حال اس قوم کا جو کہتے ہیں کہ رحم اور قرابت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کے نفع نہیں بخشتی انکی قوم اور امت کو روز قیامت سوگند بخدای عزوجل تحقیق کہ رحم اور قرابت میری
متصل اور پیوند میرے ہیں دنیا و آخرت میں اے لوگو بدرستی کہ میں آگے تمہارے ہونگا روز دین
اوپر حوض کے آیہ دسویں آیات فضائل اہلبیت سے آیہ ولسوف یعطیک ربک فترضی ہے یعنی عنقریب ہے
کہ عطا کرے تجھے آفریدگار تیرا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرتبہ شفاعت دربار گنہگاران امت کے
پس خوشنود ہووے تو یعنی یہانتک تیرے لیے بخشے کہ تو بس راضی ہو اہلبیت اور طبرانی نے علی رضی اللہ
عنہ سے یوں روایت کی ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سے سنا میں نے کہ فرمایا اول وارد ان حوض
میرے اہلبیت ہونگے اور جو کوئی محبت رکھتا ہوں اُنسے میری امت سے اور حافظ ابو داؤد دمشقی نے روایت کی ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے فاطمہ سبب یہ نام کا کہ فاطمہ رکھا میں نے جانتی ہے تو
اور علی بھی تجھ سے وجہ تسمیہ اسکی پوچھتا تھا پس فرمایا ان اللہ فطمها و ذریتها عن النار یعنی بدرستی خدا تعالیٰ
نے دور کیا ہے اسکو اور اسکی ذریت کو آتش دوزخ سے اور طبرانی نے بسند قوی کہ رجال اسکے ثقات ہیں روایت
کی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ الہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ خدا تعالیٰ تجکو اور کسی کو تیری اولاد کو عذاب
نہیں کریگا آیہ گیارھویں آیات فضائل اہلبیت سے آیۃ ان الذین آمنوا و عملوا الصلحت اولئک هم خیر البریة
یعنی بدرستی جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کیے اچھے پس وہ لوگ بہترین خلائق ہیں اور قرطبی نے ام سلمہ
رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے جس شب میں کہ میری نوبت تھی آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم

میرے پاس تھی اس ہنگام میں فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا میرے حجرہ میں آئیں اور علی کرم اللہ وجہہ اُنکے عقب میں تھے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی تو ساتھ اپنے ساتھیوں اصحاب کے بہشت میں داخل ہوگا - آیہ بارھوین آیات فضائل
اہلبیت آیہ وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بہا واتبعون ہذا صراط مستقیم اور بیشک وہ البتہ علم ہے
قیامت کا پس نہ شک کرو تم اسمیں اور پیروی کرو میری یہ ہے راہ سیدھی - مقاتل بن سلیمان اور اُنکے اتباع نے
مفسرین سے کہا ہے کہ یہ آیت شان مہدی میں ہے جیسا کہ آویگا احادیث مصرحہ میں کہ وہ اہلبیت نبوی سے ہوگا اور اسوقت میں یہ
آیہ دال ہے ساتھ برکت اور کثرت کے نسل فاطمہ رضی اللہ عنہا اور علی رضی اللہ عنہ پر اور دال ہے اوپر اسکے کہ نسل انکی
مفتاح باب حکمت اور معدن رحمت ہیں - اور ایک روایت احمد ابو داؤد اور ترمذی سے وہ ہے کہ دنیا تمام
اور آخر نہین ہوسکی جبتک کہ مالک دنیا نہو ایک مرد میرے اہلبیت سے کہ اسم اوسکا موافق اسم میرے کے ہو
زمین کو پر از عدل کرے جیسا کہ جور اور ظلم سے بھری ہوئی ہو اور اُسکے زمانہ میں باران آسمان سے برسے اور
زمین گیاہ اُگادے اور جو کوئی چیز اپنے نفس میں نگاہ نہ رکھے اور یہ مرد درمیان اُنکے سات برس یا آٹھ برس
جیوے اسطرح کہ زندے تمنا کریں مردون کی کہ ہائے کبھی کاشکے خویش اور اقربا ہمارے زندہ ہوتے تا
مشاہدہ اس نعمت اور دولت کا کہ ہم رکھتے ہیں کرتے - آیہ تیرھوین آیات فضائل اہلبیت سے
آیہ وعلی الاعراف رجال یعرفون کلا بسیماہم ہے اخراج کیا ثعلبی نے تفسیر اس آیت میں ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے کہ کہا انھون نے اعراف ایک موضع بلند ہے صراط کے اوپر اُسکے عباس اور حمزہ اور علی بن
ابی طالب و جعفر ذوالجناحین ہونگے پہچانینگے اپنے محبون کو ساتھ سپیدی چہرہ کے اور دشمنون اپنون کو
ساتھ سیاہی چہرہ کی - چودھوین آیت آیات فضائل اہلبیت سے آیہ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی
القربی یعنی نہیں طلب کرتا میں اوپر ابلاغ پیام الٰہی کے کوئی اجر دیگر محبت اور مودت بیچ ذوی القربی کے تئیں
ابن عباس سے منقول ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ مدینہ منورہ میں تشریف لائے اکابر انصار نے
خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آکر کہا کہ تم ہماری بہن کے بیٹے ہو اور راہ دین میں ہمکو ہدایت
کرتے ہو اور اخراجات تمھارے بہت ہیں اور مداخل کم اگر فرماؤ قدرے مال کہ پیدا کیا ہے ہمنے بطیب اپنی
نفس کے لادین ہم تاکہ خدام حضرت علیہ ضروریات میں خرچ فرماوین اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی قل لا اسئلکم
علیہ اجراً الخ کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم نہیں مانگتا میں تمسے ساتھ پہونچانے پیغام الٰہی کے کچھ
مزدوری الا المودۃ فی القربی مگر محبت اور دوستی میری خویش اقربا کی آیہ ومن یقترف حسنۃ نزد لہ
فیہا حسنا یعنے جو کوئی کسب کرے نیکی زیادہ کرین ہم اُسکے لیے اُسمیں خوبی - یعنے دو چند کرین ہم ثواب
اسکی نیکی آیہ ان اللہ غفور شکور بدرستی خدا تعالیٰ بخشنے والا اجردار ہے - تفسیر اس آیہ میں مروی ہے
بروایت احمد و طبرانی اور ابن ابی حاتم کے ابن عباس سے کہ جب یہ آیہ نازل ہوئی اصحاب نے کہا
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خویش اقربا آپکے دوستی اُنکی واجب ہے کون آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا علی اور فاطمہ اور دونوں بیٹے اُنکے غرضکہ یہ آیت متضمن ہے مطلب محبت اہلبیت منورت میں اور وہ کہ محبت کمال ایمان سے ہو پس لازم ہوکہ افتتاح اس مقصد کا ساتھ آیۃ دوسری کے کریں اور ہم بعد ازان وہ احادیث کہ اس باب میں وارد ہیں ایراد کریں قال اللہ تعالی آیۃ ان الذین آمنوا وعملوا الصلحت سیجعل لہم الرحمن ودا یعنے فرمایا اللہ تعالی بدرستی جو لوگ کہ ایمان لاؤ اور کام کیے اچھے عنقریب باعث ہوکہ پیدا کرے انکے لیے حق تعالی دوستی دل خلق میں یعنے محبت اُنکی دلوں میں ڈالے بغیر اسباب اور بے وسائط کے جیسا کہ صحیح میں آیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا جب وقت خدا تعالی نے کسی بندے کو اپنے بندوں میں سے دوست رکھے جبرئیل دوست رکھے اور منادی کرے آسمان میں کہ خدا تعالی فلانے بندے کو دوست رکھتا ہے تم بھی دوست رکھو پس اہل آسمان اُسکو دوست رکھیں بعد ازان وضع کری محبت اُسکی زمین میں تا اہل زمین اُسکو دوست رکھیں دیلمی نے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تادیب کرو اپنی اولاد کو اوپر تین خصلتوں کے۔ اول ساتھ دوستی پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے ساتھ محبت اہل بیت کے تیسرے ساتھ قرآن کے نقل ہے کہ دختر ابو لہب ہجرت کرکے مدینہ منورہ میں آئی بعض لوگوں نے کہا اُسکو کہ یہ ہجرت تجکو کچھ فائدہ نہ دیوے اسلیے کہ تو دختر حطب ناری کی ہے اُس دختر نے یہ حرف سمع مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچایا پس آنحضرت صلعم غضبناک ہوا اور منبر پر جاکر فرمایا کیا ارادہ کیا اُس قوم نے کہ مجکو ستاتے ہیں درباب خویش اقربا میرے کے جانو اور معلوم کرو کہ وہ شخص خویش و اقربا میرے کو ستاوے گویا اُسنے مجھے ستایا اور جسنے مجکو ستایا خدا کو ستایا اور روایت اہل حدیث کی ابی عاصم اور طبرانی اور ابن سندہ اور بیہقی نے بالفاظ متقاربہ کی ہے اور نام اُس دختر کا ایک روایت میں مورد وارد ہوا ہے اور ابو الشیخ اور دیلمی نے روایت کی ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی حق میری عترت کا اور حق انصار اور عرب کا نہ جانے پس وہ ایک اُن تین میں سے ہے۔ یا منافق یا ولد الزنا یا ایک مرد ہے کہ مادر اسکی غیر طہر میں ساتھ اُسکے حاملہ ہوئی ہے اور بصحت پہونچا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے چھہ تن ہیں کہ اُنکو لعنت کی ہے میں نے اور خدا تعالی نے بھی اُنکو لعنت کی ہے اور سب پیغمبروں نے اول جو کوئی کہ زیادتی کرے کتاب اللہ میں کوئی چیز ثانی وہ کہ اعتقاد بقضا و قدر نہ رکھتا ہو ثالث وہ کہ تسلط حاصل کرکے کسی قوم پر جبر تا ذلیل کرے جسکو خدا تعالی نے عزیز کیا ہے اور عزیز کرے جسکو خدا تعالی نے ذلیل کیا ہے رابع وہ جو کہ حلال جانے کہ حق تعالی نے حرام کیا ہے خامس جو کوئی حلال جانے میری عترت سے وہ خدا تعالی نے حرام کیا ہے سادس جو کہ ترک سنت میری کا کرے اور ایک روایت میں زیادہ ہے سات کہ احمد نے ابو دجانہ سے نقل کیا ہے سب علی اور سب اہلبیت اور علماء کرام نے تصریح کیا ہے سزاوار وہ ہے کہ اکرام ساکنان بلدہ طیبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کریں اگرچہ اُن سے کوئی بدعت یا مثل اُسکے کوئی چیز صادر ہوئی ہو ساتھ رعایت حرمت جوار شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بس بطریق اولی تعظیم و تکریم اور محبت جگر گوشگان رسول مقبول

اور تورات تینوں کی فرض اور واجب ہے اور آیہ مذکورہ اشارہ ہے اوپر ترغیب کے ساتھ صلہ اہل بیت کا اور اونکے
شمار کرنے دیلمی نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی چاہے کہ
میرے ساتھ متوسل ہو اور اوسکو میرے نزدیک نعمت کہ سبب اوسکے روز قیامت میں اوسکے لیے شفاعت کروں
چاہیے کہ ساتھ میرے اہل بیت کے متوسل ہو اور اونکو خوش رکھے اور عسکری نے انس سے روایت کی کہ کہا ایک زمانہ
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تھے اس اثنا میں علی کرم اللہ وجہہ آئے اور سلام کیا اور کھڑے رہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم وجوہ اصحاب میں نظر فرماتے تھے تا دیکھیں کہ کون شخص صحابہ سے اونکو جگہ دیتا ہے اوسوقت ابوبکر
رضی اللہ عنہ بجانب راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے تھے اپنی جگہ سے اوٹھے اور کہا یا ابا الحسن آؤ اور یہاں
بیٹھو اوسوقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ درمیان ابوبکر رضی اللہ عنہ و آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹھے اور آنحضرت
خوش ہوے اور مروی ہے کہ جب علی مرتضی اور ابوبکر رضی اللہ عنہما بعد از وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نزد قبر
آنحضرت آئے حضرت علی ابوبکر کو کہتے تم آگے ہو ابوبکر کہتے تقدیم نہیں کرتا میں اوپر ایسے شخص کے کہ سنا میں نے پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اوسکے حق میں کہ فرمایا منزلت علی کرم اللہ وجہہ کی میرے نزدیک مثل منزلت میری کے
ہے نزدیک میرے پروردگار کے اور بخاری میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ جسوقت میں کہ قحط اور کم بارانی ہوتی تھی حضرت
عباس پاس واسطے استسقا کیلیے آتے تھے اور کہتے تھے کہ پیشتر ازین ساتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متوسل
ہوتے تھے ہم ایام قحط میں پس برکت دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق تعالی باران عطا فرماتا تھا اور اب
عم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ کرتے ہیں اور امید عطا باران تیری درگاہ سے رکھتے ہیں بعد ازان حق تعالی
باران رحمت سے نہایت مرحمت فرماتا تھا اور مروی ہے بروایت ابن عبد البر کہ ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ حضرت
عباس رضی اللہ عنہ گذرے ہوں عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما کے ایسے وقت کہ وہ سوار ہوں مگر یہ کہ فرود آتے
تھے جب تک کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اونکے سامنے سے گذر نہ جاتے تھے بعد ازان سوار ہوتے اس لیے کہ بزرگ
جانتے تھے اس امر کو کہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیادہ پا ہوویں اور وہ سوار اور دار قطنی نے روایت کی ہے کہ
عمر رضی اللہ عنہ علی کرم اللہ وجہہ سے سوال مسائل کرتے تھے اور وہ جواب دیتے تھے اسوقت عمر رضی اللہ عنہ نے
کہا بخدا پناہ اس سے کہ میں زندہ رہوں درمیان قوم کے کہ ابو الحسن نہوویں مروی ہے کہ عبد اللہ بن مثنی بن حسن سبط
زمانہ خدا اشتہا اپنی میں نزدیک عمر بن عبد العزیز کے آئے جب عمر بن عبد العزیز نے اونکو دیکھا مجلس اپنی برہم کر کے
استقبال اونکا کیا اسکی قوم نے صدر اس امر سے اوسکو ملامت کی عمر نے جواب میں کہا کہ ایک ثقہ راوی نے مجھے
خبر دی ہے کہ زبان مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خود سنا ہے میں کہ فرمایا سوا اسکے نہیں کہ فاطمہ زہرا
ایک عضو ہے مجھ سے خوش کرتا ہے مجھے جو کہ خوش کرتا ہے اوسکو اور میں جانتا ہوں کہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اگر زندہ ہوتیں
تا خرم ہوتیں اس تعظیم و تکریم سے کہ نسبت بیٹے اونکے بجالایا میں اور خطیب نے روایت کی ہے کہ امام احمد حنبل پاس
اگر کوئی لڑکا یا جوان قریش سے یا اشراف و سادات سے آتا اوسکو آگے بٹھاتے اور آپ پیچھے اور امام اعظم تعظیم اور

توقیر سادات اور اہل بیت کی اور امام شافعی بنا پر مبالغہ تعظیم کے و توقیر کے اور دوستی اور محبت اہل بیت کی مشہور
اور معروف بہ تشیع ہوئے وصل بیان میں اوس کی جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دیدی کہ میرے اہل بیت کو
بعد میرے پہونچیگا امت میری سے قتل اور نافرمانبرداری اور تحقیق کہ دشمن اس قوم ہماری کے نسبت ہمارے
اور ہمارے اہل بیت کے بنی امیہ اور بنی مغیرہ اور بنی مخزوم ہیں اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے

وصل بیان مناقب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور اونکے اصحاب میں منقول خزانۃ الروایات

سے فتاوی مضمرات میں لکھا ہے کہ امام ابی حنیفہ نعمان بن ثابت نے ادراک کیا ہے آخر عہد علی بن ابی طالب
کا اوٹھا لیگئے انکے باپ اونکے حال اون کہ ابوحنیفہ صغیر السن تھے بیچ دعا فرمائی اونکے لیے حضرت مرتضی علی رضی
اللہ عنہ نے ساتھ برکت کی ایسا ہی ذکر کیا ہے نجم الدین نسفی نے اور یہ قول صحیح ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے سماع
حدیث ساتھ صحابہ رضوان اللہ کے کی ہے بعض اونمیں مذکور ہیں چنانچہ اونسے انس بن مالک اور عبد اللہ بن
حسین الزبیر اور عبد اللہ بن ابی اوفی اور واثلہ بن الاسقع اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم ہیں اور بعض اناث
مثل عائشہ بنت عجرد کے اور ابوحنیفہ نے اخذ کیا ہے علم اکثر رجال سے مگر نسبت امام اعظم فقہ میں جانب
حماد بن سلیمان کے ہے اور حماد تلامذہ ابراہیم نخعی کے ہیں اور ابراہیم نخعی نے اخذ علم علقمہ اور اسود اور
قاضی شریح سے کیا ہے اور ان سب نے حضرت عمر اور حضرت علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے اور انھوں نے رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور فتاوی صوفیہ و تجنیس و مزید میں کہا ہے بقول صحیح کہ ابوحنیفہ تھے تابعین اور مضمرات میں
خلف بن ایوب بلخی سے منقول ہے کہ بھیجا حق سبحانہ تعالی نے علم کو بعد اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
صحابہ میں اور بعد صحابہ تابعین میں پھر اونکے بعد امام اعظم اور اونکے یاروں میں اس بات سے جو چاہے راضی ہووے اور جو
چاہے غصہ ہووے اور مضمرات میں کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے کہا ہے کہ ہم پاتے ہیں توریت میں جو حق تعالی نے نازل کیا
اوپر موسی اور عیسی اللہ تعالی کیلیے عنقریب ہے کہ ہووے امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک نور کہ لقب کیا جاوے ساتھ
ابوحنیفہ کے اور حکایت کی ہے کہ محمد بن علی بن الحسین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم نے ملاقات کی ابوحنیفہ سے بیچ مدینہ
اے ابوحنیفہ مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ مسائل وضع کرتا ہے بقیاس اور ترک کرتا ہے بقیاس اور ترک کرتا ہے احادیث میرے
جد امجد کی پس عرض کی ابوحنیفہ نے یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حضرت سے تین مسائل پوچھتا ہوں مجھے جواب
دیجیے ایک ان میں سے یہ ہے کہ نماز افضل ہے اور اعظم شان میں یا روزہ فرمایا نماز کہا امام اعظم نے اگر ہوتا میرا قول ساتھ
قیاس کے البتہ کہتا میں کہ عورت حیض سے پاک ہو تو اوسپر قضا کی نماز اور نہ قضا کرے روزے لیکن کہتا ہوں میں اتباعاً للخبر قضا
کرے حائض روزے کی نہ قضا کرے نماز اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ منی نجس اقذر ہے یا بول فرمایا بول کہا ابوحنیفہ نے اگر ہوتا
قول میرا قیاس البتہ کہتا میں کہ غسل بول سے اقرب بقیاس ہے لیکن کہتا ہوں ساتھ وجوب غسل کے بعد خروج منی
بالوفق حدیث کی [illegible] ساتھ قیاس اور تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ عورت اضعف و احوج ہے یا مرد فرمایا محمد بن علی رضی اللہ عنہما نے
عورت اضعف ہے پس عرض کی ابوحنیفہ نے اگر میرا قول ساتھ قیاس ہوتا سو کہتا میں اوپر اخبار کے البتہ ہوتی نصیب میراث میں دو

عورتیں حقیقۃ ہیں الحق لیکن کہتا ہوں میں جیسا کہ فرمایا حق تعالی نے مرد کے لیے مثل حصہ دو عورتوں کے ہی کہ فلہن پس زائد اوپر
دو کے بیان کیا میں نے کتاب اللہ اور احادیث نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد ازاں علی تعامل الصحابہ پس اکرام فرمایا
اجماع امت کے پھر اگر نہیں پایا میں کوئی چیز اشیاء اربع سے کہتا ہوں میں ساتھ اجتہاد اور قیاس کے پس اکرام فرمایا
محمد بن رضی اللہ عنہما نے ابو حنیفہ کو اور لطف و مہربانی اور عذر چاہا اوس اور ترک کیا قول مخالفین اور معاندین کا
کتاب اسکی باب میں روضۃ میں لکھا ذکر کیا میں نے ابا الفضل کو حکایت کرتے ہیں مال ابو حنیفہ کو دور کرتے راتیں
تین حصہ ایک حصہ پڑھنے کو علم کے اور ایک نماز کے لیے اور ایک نوم کے لیے اتفاقا گذری ایکدن کہ لڑکوں میں بازی
کرتے تھے پس بولا ایک انہیں سے اسی لڑکو ایک مرد یہ نہیں سوتا تمام شب نماز پڑھتا ہی صبح تک پس امام
اعظم اور کہا ای نفس ڈر اللہ سے کہ لوگ گمان کرتے ہیں مجھ سے جو چیز کہ نہیں بیچ میرے نہ سوتے ابتک
کسی رات یہانتک کہ روایت کیا ہی کہ امام اعظم نے نماز فجر پڑھی ہی ساتھ وضو عشا کے چالیس برس تک سفر میں
ہی کہ ولادت ابو حنیفہ کی سنہ ۸۰ اسی ہجری میں ہوئی ہی اور مسیر احمد میں ہی وفات پائی ابو حنیفہ نے کہ عمر
اونکی ستر برس کی تھی سنہ ۱۵۰ ایک سو پچاس ہجری النبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ۞

خاتمۃ الطبع

حمد و نعت کے بعد خبر داروں کو بشارت ہوا اور خدا پرستوں کو بشاشت کہ ان ایام میمنت التیام میں نسخہ
نادرۂ روزگار و شہیرۂ ہر دیار و امصار یعنی جلد اول و جلد دوم عجائب القصص اردو ترجمہ قصص الانبیا
مولفہ و مترجمہ عالم اجل فاضل اکمل حامی دین متین جناب مولوی محمد فخر الدین صاحب مرحوم عبارت
سلیس قدیم اردو زبان اور مضامین لطافت نفیس جلد دو جلدوں میں احوال جناب حضرت خیر البشر آدم
علیہ السلام و سائر انبیا اعظم سے جناب خاتم نبوت حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تک اسطرح
بیان ہی کہ ہر صفحہ میں تجلی طور کا لمعان ہی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے تا حیات خاتم انبیا کرام حال دیکھیے
جیسے اعلی اور افضل ترین آفرینش کی سیر کیجیے در حقیقت حضرت مترجم و مولف نے لعل بے بہا و ابیض
شائقان علی الخصوص اہل اسلام کے احسان فرمایا ہے بنا بر ضیای خاطر ارباب دین و قلوب متین صدف
خفا سے نکالا ہے الحمد للہ کہ اب پانچویں مرتبہ مطبع منشی نول کشور صاحب واقع کانپور میں بسرپرستی
عالیجناب معلی القاب منشی پراگ نرائن صاحب بھارگو دام اقبالہ مالک مطبع مذکور کامل منشی
بھگوان دیال صاحب عاقل الحنیف مطبع کے اہتمام بلیغ اور مساعی جمیلہ و دیگر کارپردازان مطبع
سے ماہ فروری سنہ ۱۹۱۶ع میں حلیۂ طبع سے محلا ہوا والحمد للہ علی ذالک وصلی وسلم علی اٰلہ وصحبہ

مصباح التہذیب – با اہتمام تاسیخی
حکایات فصاحت مصنفہ شیخ کمال الدین
مع پند سود مند لقمان حکیم مع
چار رسل قلمی خوشخط –
۱ – رسالہ سعادت نامہ –
۲ – رسالہ خواجہ عبد اللہ انصاری
۳ – رسالہ تحفۃ الملوک –
۴ – رسالہ منہاج العارفین –
رسالہ ہدایۃ المومنین فی السلسلۃ الصالحین
نادر مصنفہ ابو الخیر مولوی معین الدین رشیدی
مطالب رشیدی – رموزات فقر و
تصوف از شاہ تراب علی کاکوروی –
سرور العباد – شرح قصیدہ اشت
وسعاد مصنفہ مولوی حاجی عبد الحافظ
خیرآبادی –
پند نامہ عطار –
کیمیائے سعادت –
اخلاق جلالی – محشیٰ مصنفہ ملا
جلال الدین دوانی –
اخلاق ناصری مصنفہ محقق نصیر الدین
طوسی –
اخلاق محسنی – درسی مشہور اول
از ملا حسین واعظ کاشفی –
گلشن اسرار –
می باید شنید – لب لباب اندر زند
نصائح حکیمانہ مصنفہ مولوی فرحت علی
مکتوبات امام ربانی – تین جلد میں

مع رسالہ رد روافض و رسالہ مصطلحات
حضرت صوفیہ اسمیں مکاتیب و ارشادات
حضرت مجدد الف ثانی ہیں –
۱ جلد – میں ایک سو چھیالیس مکتوبات ہیں
جمع کردہ شاہ یار محمد بموجب ارشاد
حضرت امام ربانی –
۲ جلد – تالیف شاہ عبد الحق –
۳ جلد – تالیف شاہ محمد نعمان –
مع جلد – رسالہ رد روافض –
و جلد – رسالہ مصطلحات صوفیہ
گنجینۂ عرفان – بعنوان مذاق اہل
تصوف مصنفہ فرید الدین عطار –
رسالہ خوشخط مسمی بہ نشاط العشق –
از ارشادات حضرت شاہ نظام رحمۃ اللہ علیہ
بوستان محشیٰ قلمی قلم باریک وسط قلم
قطعہ کمال خوشخط مصنفہ حضرت شیخ سعدی
رحمۃ اللہ علیہ –
ایضاً – دو سطریہ قلمی خوشخط –
ایضاً – بوستان قلم درمیانہ –
ایضاً – سہ سطری متن و حاشیہ میں
ایضاً – شرح ہم ترجمۂ نظم اردو میں موزون
شعر بہ شعر ترجمہ از نتیجۂ طبع منشی گوبند پرشاد
فضا متخلص بہ –
انفاس الاکابر و انوار الشمائل –
[illegible]
[illegible] –
[illegible] –

مثنوی مولوی روم – ہر شش دفتر –
شرح مثنوی روم – حل المتن
بسیط شرح بے نادر الوجود تصنیفات
مولانا عبد العلی ملقب بہ بحر العلوم سات جلد میں
ایضاً – مسمی بہ مکاشفات رضوی مصنفہ
مولوی محمد رضا –
مجالس العشاق – با تصویر –
مجموعہ کلیات مثنویات مشہورہ
رسائل ذیل از حضرت شیخ فرید الدین عطار –
۱ – رسالہ جواہر الذات ۲ – رسالہ بیان
۳ – رسالہ الٰہی نامہ ۴ – رسالہ اشتر نامہ
۵ – رسالہ منطق الطیر ۶ – رسالہ بلبل نامہ
۷ – رسالہ نزہت الاحباب ۸ – رسالہ
مفتاح الفتوح ۹ – رسالہ اسرار نامہ
۱۰ – رسالہ پند نامہ عطار –
مثنوی سلسبیل –
منطق الطیر – نادر مثنوی بخطابات
طرف طیوریکے اور جوابات انکے مصنفہ
حضرت شیخ فرید الدین عطار –
نظم اللآلی – شرح قصیدہ بدالامالی
عربی زبان کا جسکی شرح نظم فارسی
حافظ محمد بخش رفیقی نے فرمائی –

تاریخ شاہان و راجگان

حدیقۃ الاقالیم – نہایت عمدہ تاریخ
تذکرہ شاہان و اہل کمال از منشی سید مرتضیٰ حسینی